DAMAGE BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188572
UNIVERSAL
LIBRARY

دشمن قادنجہ ایسہ فیل کبی ظن ایلہ

خواہ دشمن چیونٹی کے برابر ہو اُسے ہاتھی کے برابر خیال کرنا چاہیئے۔

ecked 1978

محاربات پلیونا

یعنی

وہ لڑایاں جو ۱۸۷۷ء کے جنگ میں بمقام پلیونا روم و روس میں ہوئیں

اور

جنکے حالات لیفٹنٹ ولیم ڈی ہربرٹ نے (جو خود جنگ مذکور میں شریک تھے)

انگریزی میں تحریر کئے تھے

اور اسکا ترجمہ

مولوی محمد انشاء اللہ صاحب زمیندار نظام آباد ضلع گورداسپور نے بایراد

حواشی و رفٹ نوٹوں کے اردو میں کیا

حصہ اوّل

مطبع روز بازار (جنرل لائبریری پریس) امرتسر

سنہ ۱۹۰۰ء

میں

باہتمام منشی فاضل شیخ غلام محمد سپرنٹنڈنٹ مطبع کے چھپا

حسب ضابطہ رجسٹری کرائی گئی ہے

Checked 1965

ناظرین

اس کتاب کا ترجمہ آپکے سامنے پیش کرنے کے لئے میں کسی لمبی چوڑی تمہید کی ضرورت نہیں پاتا۔ اُس کے عالی ہمت مصنف مسٹر ہربرٹ کے کارنامے پڑھکر آپ کو خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون سے امور تھے جنھوں نے مجھکو اسکے ترجمہ کی تحریک کی۔ اور ساتھ ہی آپ پر یہ بھی منکشف ہو جائیگا۔ کہ اُس میدان میں بھی جو کسی وقت صرف مسلمانوں کا ملک تصور ہوتا تھا۔ ہمکو اپنے عیسائی معاصرین کے ہم پلّہ بننے کے لئے کس قدر کام کرنا باقی رہتا ہے۔ اس میں کلام نہیں۔ کہ جہانتک عثمانیہ حکومت اور بالخصوص اعلیٰ حضرت امیرالمومنین سلطان عبدالحمید خان ثانی خلداللہ ملکہٗ کی ذات گرامی کا تعلق ہے اُن نقصوں میں سے جنکا ذکر مسٹر ہربرٹ نے کیا ہے اکثر کی اصلاح کر دیگئی ہے۔ اور باقیماندہ کی برابر تدریج ہو رہی ہے لیکن افسوس قوم کی نسبت اسکی عام حالت کو دیکھکر مجھے بھی رائے ظاہر کرنے کی خوشی حاصل نہیں ہو سکتی +

بہرحال میں امید کرتا ہوں کہ جو ہموطن اس کتاب کو مطالعہ کرینگے وہ کم از کم اُس شیر دل بلند ہمت نوجوان کے لئے جو محض راستی کی تائید اور مظلوم کی حمایت میں سینہ سپر ہو کر کئی مہینوں تک سترہ اٹھارہ سال کے سن میں اپنے ہم مذہبوں سے مشغول کارزار رہا۔ دعا خیر مانگنے سے دریغ نہیں کرینگے +

مسٹر ہربرٹ نے اس کتاب میں ایسی شرح وبسط سے کام لیا کہ اسپر مشکل کچھ اور ایراد ہو سکتا ہے۔ تاہم میں نے جہاں کہیں مناسب سمجھا تو شیخ مطلب مزید آگاہی یا مصنف کی بعض اور شاذونادر غلط فہمیوں کی تصحیح کے لیئے جابجا حواشی دیدیئے ہیں۔ والسلام علی من اتبع الہدےٰ +

۲۴ مارچ ۱۸۹۸ء

خاکسار بندہ محمد انشاء اللہ اڈیٹر وکیل امرتسر



غازی عثمان پاشا، ملی شیر دربار ہمایوں شیر پلیونا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محاربات پلیونا

دیباچہ

ایک جرمن ضرب المثل ہے کہ "دیر آید درست آید" اس سے میری مراد یہ نہیں کہ وہ تاریخی واقعات جنہوں نے پلیونا کے نام کو ہمیشہ کے لئے مشہور کر دیا ہے اور اُسے ترکوں کی نگاہ میں ویسا ہی عزیز بنا دیا ہے۔ جیسا کہ واٹرلو* انگریزوں کی نگاہ میں ہے۔ یا نہر ہوبائلی پورانے یونانیوں کی نظروں میں تھا۔ اور جنہوں نے اس مقام کو شجاعت۔ تحمل۔ جفاکشی اور ایثار کا عثمانی قومی نشان بنا دیا ہے۔ اُن میں جو تھوڑا سا حصہ میں نے لیا ہے اُسکے حالات تحریر کرنے میں یہ سولہ برس (جو محاربہ پلیونا کے بعد گذرے ہیں) صرف ہوئے ہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ میں نے اپنی اُس تجویز کو جو ۱۸۷۸ء کے پُر از واقعات غریبہ و سوانح عجیبہ سال کے عینی مشاہدات اور ذاتی تجربات کو قلمبند کرنیکے متعلق ابتدا ہی میں کی تھی۔ اور جسپر اکثر غور کرتا رہتا تھا اور ہمیشہ ٹال دیا کرتا تھا۔ عمل میں لاتے لاتے تقریباً یہ سولہ برس گذر جانے دیئے۔ اِن صفحات میں مَیں نے ذاتی مشاہدات و تجارب سے تجاوز نہیں کیا۔ گو ممکن ہے کہ کہیں کہیں میرے حافظہ نے ٹھیک کام نہ دیا ہو۔ اِس داستان پر حق الامر کے قریب ہونے کا فوراً بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسے شخص کے ذاتی معائنوں پر مبنی ہے جس کو اپنی آنکھوں اور کانوں کی قوت پر بہت کچھ بھروسہ ہے۔ میں نے دوران محاربہ میں ضخیم یادداشتیں تیار کی تھیں

---

* واٹرلو بلجیم کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو اُسکے دارالخلافہ برسلز سے بجانب جنوب مشرق آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ۱۸ جون ۱۸۱۵ء کو یہاں انگریز سپاہ سالار ویلنگٹن نے جو پرشین اور انگریزی متفقہ افواج کا کمانڈر تھا۔ نپولین اعظم شہنشاہ فرانس کو شکست فاش دی اس معرکہ کی وجہ سے یہ مقام تاریخ عالم میں ہمیشہ مشہور رہیگا +

* یہ یونان کی شمال مشرق میں ایک مشہور درہ ہے اسکے لفظی معنی دروازۂ آشتین کے ہیں جہاں سے ۴۸۰ قبل مسیح میں لیونیڈاس یونان کے شہنشاہ سے جو ۳ لاکھ سپاہیوں سے کئی لاکھ ایرانی فوج جو عرصہ دراز تک یونان میں داخل نہ ہونے دیا یہی قصہ اُسکی شہرت دوامی کا باعث ہے۔ یہ ایک تنگ راستہ ہے ایک طرف بلند چٹان ہیں اور دوسری طرف سمندر یا دشوار گذار دلدلیں ہیں قبیلہ لاسیا سے (جسکو یونانی فوج نے ۱۹۷ء کے محاربہ روم و یونان میں بمقام ڈوڈونا کو شکست فاش کہا نیکے بعد اپنا پیچھا کرتے دیکھا) یہ درہ ۹ میل بجانب جنوب ہے۔ اسکے قریب آبگرم کے چشمے موجود ہیں اسلئے اسکو آشتین گرم کہتے ہیں +

جو سوائے ایک چھوٹی سی نوٹ بک اور یادداشتوں کے چند تختہ کاغذوں کے جو آخری محاصرہ شکن حملہ کے دن حسن اتفاق سے میری جیب میں پڑے رہگئے۔ ۱۰ دسمبر ۱۸۷۷ء کی آخری جان توڑ کوشش کی افراتفری میں ضائع ہوگئیں نوٹ بک میں عثمان پاشا کا ایک پنسلی خاکہ بھی جو جلدی میں کھینچا گیا تھا موجود ہے۔ شائقین کتاب کے باوجود نقصوں کے اس خاکہ کی نقل کرنا منظور کرلیا ہے۔ بلحاظ مصوری یہ تصویر بالکل بھدی ہے۔ مگر شباہت کے ظاہر کرنے میں پورا پورا کام دیتی ہے۔ ایک بڑا نقص اس میں یہ ہے کہ اس چھوٹے سے خاکہ کے دیکھنے سے ناظرین کو یہ خیال ہو جاتا ہے کہ اصل شخص دراز قامت اور دبلا پتلا آدمی ہے۔ حالانکہ یہ بات نہیں۔ عثمان کا جسم گٹھا ہوا ہے اور قد میانہ ہے۔ جن دنوں میں روسیوں کی قید میں تھا میں نے اپنے ساتھی قیدیوں کی گفتگو اور رکالموں سے اپنے حافظہ کو تازہ کرکے گم شدہ یادداشتوں کا بہت سا حصہ پھر دوبارہ لکھ لیا۔ ذاتی حافظہ کے بعد میری داستان زیادہ تر انہیں یادداشتوں پر مبنی ہے ✦

اگرچہ میں انگریزی النسل ہونے کا مدعی ہوں۔ مگر انگریزی میری مادری زبان نہیں۔ مجھے اسکا علم اکتسابی ہے۔ جب میں نے انگریزی پڑھنی شروع کی اسوقت میری عمر سات برس کی تھی۔ میری کتاب میں بعض موقعوں پر غیر انگریزی محاوروں اور بندش فقرات کے ہو نیکا یہی باعث ہے۔ لڑائی سے چند برس بعد تک میں ابھی بالکل بچہ تھا نہایت ہی بے پروا اور لطف صحبت۔ جوانی۔ زر و دولت اور شباب کے جائز عیش و نشاط کا حظ اوٹھانے میں اسقدر مشغول رہا کہ تاریخی واقعات میں اپنی ذاتی شمولیت کے حالات قلمبند کرنے کے فوائد اور اہمیت پر خیال کرنے کی مجھے فرصت ہی نہ ہوئی۔ اس زمانہ کے بعد زندگی کا ایک اور دور شروع ہوا۔ اس میں حسن اتفاق سے مجھے کئی کامیابیاں جنکا میں مستحق نہیں تھا خود بخود نہایت آسانی سے نصیب ہوگئیں۔ یہ زمانہ مطالعہ۔ سیر و سیاحت۔ گھر کے دھندوں۔ اور اپنے پیشہ کی اشاعت میں صرف ہوا۔ اسکے بعد مصیبت۔ رنج و الم۔ بے حد کام اور زندگی کیلئے بے اندازہ محنت و مشقت کرنے کا دور آیا۔ الغرض اس میں ذرہ بھر مبالغہ نہیں کہ سولہ برس تک مجھے اپنی کتاب کے لکھنے کے لئے کوئی فرصت نہ مل سکی ✦

چونکہ میں صرف لفٹنٹ تھا اسلئے میرے ذاتی مشاہدات کا افق دائرہ لازمی طور پر محدود تھا۔ میری حالت بعینہٖ اس شخص ایسی تھی۔ جو کسی تصویر کو بالکل ناک کے قریب کھڑا دیکھ رہا ہو۔ وہ کل تصویر کو ایک نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ مگر وہ اسکے ہر ایک حصہ کو علیحدہ علیحدہ کرکے بالتفصیل دیکھ لیگا۔ اور اسطرح سے آخر کار یہ شخص غالباً سرسری نگاہ سے کل تصویر کو دیکھنے والے کی نسبت زیادہ حالات سے واقف ہوجائیگا۔ معرکہ کارزار میں ادنے درجہ والے اس گھاٹے میں تو ضرور ہوتے ہیں کہ وہ سارے

معرکہ کی حالات و کوائف کو نہیں دیکھ سکتے۔ مگر اُسکے ساتھ ہی اُنکو یہہ فایدہ بھی ہوتا ہی کہ واقعی کارزار سے قریب ہونے کی وجہ سے اُنکو اُسکی اصلی اور بھیانک کیفیت بخوبی معلوم ہوتی رہتی ہے۔ فرمانروا۔ مدبر۔ سپہ سالار اور ایک حد تک اخبارات کے فوجی نامہ نگار میدان جنگ کی تصویر صرف عاشیہ پیل بوٹے کو دیکھ سکتے ہیں۔ میں نے شجاعوں کے کارنامے اور روح کو جوش دلانیوالی کیفیتیں بھی جو نہایت عالی شان اور پرجلال تھیں بکثرت معائنہ کیں۔ اور اُن سے زیادہ مقاتلہ و کارزار کی وہ کیفیتیں دیکھیں جو نہایت خوفناک اور مہیب تھیں۔ اور جنکے بیان کرنے سے زبردست سے زبردست محرر کا قلم بھی عاری ہی۔ میں نے ناگفتنی منظر اور ایسے خوفناک نظارے جو خیال میں بھی نہیں لائے جاسکتے ملاحظہ کئے ہیں میری یہہ دیرینہ اور دلی آرزو ہے اور مجھے اسکے پورے ہونے پر بہت یقین ہی کہ حضرت باریتعالی اپنی ربانی عدالت و انصاف کے دستور العمل میں یہہ سزا بھی ضرور شامل کرے کہ۔ بادشاہوں اور مدبروں کو جو حضرات ہی محاربات کے برپا کرنیوالے ہوتے ہیں غیر ارضی سزا کا وقت پہنچنے پر (یعنی موت کے قریب) ایسے خیالی منظروں اور خوابوں سے جو اصل منظروں کے کسی قدر مشابہ ہوں اور جنکو مہمہ لرزان و ترسان معصوم ناظر نے مشاہدہ کیا ہے عقوبت پہنچائے۔ میں نے کسی جگہہ پڑھا ہے کہ "اگر تمکو اپنی اعتقاد پر جو بچپن سے تمہارے دل میں راسخ ہے بے حد یقین ہو۔ تو اُسکی مضبوطی کی آزمائش کی لئے ذرا ارض مقدس (عیسائیوں کی زیارت گاہ) ہو آؤ" (یعنی تمکو وہاں ایسی صعوبتیں پیش آئینگی کہ غالباً اپنے عقیدہ سے لڑکھڑا جاؤگے) اس مقولہ کی درستی کی میں ذاتی معائنہ سے تصدیق کرسکتا ہوں اسکا اثر عجازی ہی فقرہ مذکور کی ترکیب میرے حسب حال گویا یہہ ہوگی کہ "اگر تمکو سپاہیت کی عزت و شان پر بحد اعتماد ہو تو اپنے اعتماد کو ذرا لڑائی میں آزماؤ" (پھر تمکو معلوم ہو جائیگا کہ سپاہیت کی عزت و شان کیسی ہوتی ہی) سپہ سالار جو عمدہ عمدہ غذائیں کھا کر تندرست ہو جاتے ہیں اور بالعموم گھروں میں ہی بیٹھے ہدایتیں جاری کرتے رہتے ہیں محنت کی عزت و نیکنامی ہیچ لگے نہ پھٹکڑی حاصل کرلیں تو کرلیں۔ سپاہی اور جنگ کنندہ افسر ہے جو دوران محاربہ میں غذا کا فکر۔ محنت کا خیال۔ اور سردی گرمی سہنے کیلئے رات کے پیچھے کی سرگردانی اور تلاش کیا اُسکے دماغ میں اس عارضی دنیاوی شہرت نیکنامی کے حصول یا اُسکی خواہش کیلئے کوئی جگہ باقی رہنے دیتی ہی؟ ہرگز نہیں۔ اگر اس کتاب کے پڑھنے سے اس نمودے بود کے توہمات کچھہ بھی زایل ہو جائیں اور اُسکی بدولت قیام امن کی خواہش و محبت کسیقدر بھی لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو جائے تو مصنف کا مدعا پورا ہو جائیگا +

لنڈن۔ نومبر ۱۸۹۴ء۔ ولیم۔ ڈی۔ ہربرٹ

تمہید

مشرق کے واقعات گذشتہ پر ایک سرسری نظر

سنہ ۱۸۷۵ء سے لیکر سنہ ۱۸۷۷ء تک

کُتّے اور بلّی کے میر کیطرح روس و روم میں بھی پرانی دشمنی چلی آتی ہے۔ جسوقت روم اپنے اصلی مالکوں (یعنی رومیوں) کے قبضہ میں تھا اسوقت بھی روس بائیزنٹیم (قسطنطنیہ کا پورا نام) پر دندان آز تیز کئے ہوئے تھا۔ ایک روسی وائیٹ ہے کہ قسطنطنیہ کے روس کے قبضہ میں آجانے کی عرصہ مدید سے پیشگوئی ہو چکی ہے۔ اس سے روسیوں کی قومی امنگ اور بلند پروازی اچھی طرح واضح ہو رہی ہے۔ اور یہہ پیشگوئی اپنے گھڑنے والوں کی ذہانت و حکمت پر جو غالباً بہت ہی قریب زمانہ کے معلوم ہوتے ہیں بخوبی دلالت کرتی ہے۔ سنہ ۱۸۷۷ء کا محاربہ دونوں رقیب سلطنتوں میں دسواں جنگ شمار کیا جاتا ہے۔ یہہ جنگ اسی وقت سے اٹل ہو گیا تھا جبکہ جولائی ۱۸۷۵ء میں صوبہ ہرزیگونیا میں بغاوت پھوٹ پڑی اور صوبہ بوسنیا بھی اسکے ساتھہ شامل ہو گیا۔ روس نے در پردہ باغیوں کی امداد کی۔ اور غالباً اُس بغاوت کا محرک بھی وہی تھا۔ ادھر سرویا اور مانٹینگرو بہ ظاہر سرکاری طور پر بالکل الگ تھلگ رہنا بیان کرتے رہے۔ مگر فی الحقیقت خود ساختہ ثالث بننے کی سعی کرتے رہے۔ یورپین مداخلت کے خوف سے بابعالی نے باغیوں کی سرکوبی کے لئے جو انتظام کیا وہ بہت نرم تھا۔ لیکن جب باغیوں نے مارچ و اپریل ۱۸۷۶ء میں مصالحت اور قیام امن کی مکرر تجاویز کو نہایت تمرد کیساتھہ مسترد کر دیا۔ تو ٹرکی نے جو صلح آمیز طریقوں سے امن قائم کرنیکے متعلق اپنا فرض ادا کر چکی تھی مستعدی سے کارروائی شروع کر دی۔ مئی میں ٹرکی کو مانٹینگرو کی ساتھہ بھی جسکا بادشاہ اور رعایا دونوں ترکوں کے جانی دشمن ہو رہے تھے مجبوراً لڑائی کرنی پڑی۔ یورپ بابعالی (قومی قرضہ کے سود کی عدم ادائیگی کی وجہ سے) پہلے ہی بگڑا ہوا تھا۔ ۲۸ مئی ۱۸۷۶ء کو بمقام سالونیکا کثیر مسلمانوں کے ساتھہ سے فرانسیسی اور جرمن قونصلیں کے قتل ہو جانے پر وہ آگ اور بھی بھڑک اٹھا۔ ترکی نے اس قابل افسوس واقعہ کی تلافی کے لئے دول یورپ کے سخت جابرانہ مطالبات کو فوراً منظور کر کے بہت جلد پورا کر دیا شومئے بخت سے اندرونی مصائب و مشکلات نے سلطنت کی بنیادوں کو اور زیادہ ہلا دیا سلطان عبدالعزیز ۳۰ مئی ۱۸۷۶ء کو معزول اور ۴ جون کو قتل کر دیا گیا۔ مراد خامس سلطان شہید کا بھتیجا جانشین ہوا۔ ۱۵ جون کو ایک چرکس افسر (حسن بک جو عبدالعزیز کا سالہ تھا) نے تین وزرائے سلطنت کو ایک اور


ترکی سنہ ۱۸۷۷ء میں
روس ماڈل
ایشیا کوچک
یونان

راستہ صاف ہوگیا۔ مگر زار نے ۳۰۔ اکتوبر ۱۸۵۴ء کو مقام لیوا ڈیا[1] سے تاکیدی تار التوائے جنگ کیلئے بھیجدیا۔ اور امن پسند تر کوں نے جو لڑائی کے خواہاں نہیں تھے جنگی کارروائیوں کو بند کر دیا۔ ۳۱۔ اکتوبر کو پھر جنگ کا باقاعدہ التوا ہوگیا۔ وقطعی صلح یکم مارچ ۱۸۵۶ء میں جا ہوئی۔ سلطان المعظم نے مزید مشکلات کے حدوث کو ٹالنے کیلئے نرمی و مدارات سے کام لیا۔ اور باغی باجگذار صوبہ کو کسی تنبیہ یا سزا کے بغیر جسکا وہ پورا مستوجب تھا سابقہ حالت پر رہنے دیا۔ مگر سلطان المعظم کی یہہ سب کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ روس نے اب پھر دسویں مرتبہ حصول استنبول کی کوشش کرنیکا مصمم ارادہ کر رکھا تھا اور قسطنطنیہ کی کانفرنس (جو دول یورپ نے بظاہر جنگ کو روکنے اور دراصل ترکی کی آزادی کا خاتمہ کرنیکے لئے دسمبر ۱۸۷۶ء میں منعقد کی تھی)۔ سلطنت عثمانیہ کی طرز حکومت کے نئے قوانین جو دول یورپ کو خوش کرنیکے لئے بالجبالی نے ۳۰۔ دسمبر ۱۸۷۶ء کو نافذ کئے تھے اور ترکی پارلیمنٹ کا پہلا اور آخری اجلاس (جسکا افتتاح ۱۹ مارچ ۱۸۷۷ء کو ہوا۔) الغرض کوئی چیز اور سے اس ارادہ سے نہ شاسکی۔ اور آخر کار ۲۴۔ اپریل ۱۸۷۷ء کو زار اسکندر ثانی نے جو اسوقت قصبہ کشنیف (واقعہ صوبہ بیسرابیا میں مانورات (فوجی قواعد و مشق) دیکھنے کیلئے آیا ہوا تھا بالکل بلاوجہ دو برس کی جنگی تیاریوں کے بعد سلطان عبدالحمید خان ثانی کے برخلاف جنگ کا اعلان دیدیا۔

کل یورپ کو بالعموم روس کیساتھ ہمدردی تھی۔ صرف انگلستان میں عام لوگ فی الجملہ ترکوں کی ہوا خواہ تھے۔ دول یورپ نے ظاہر کر دیا کہ وہ بالکل الگ رہینگی۔ رومینیا کو بھی یورپ نے سردست روس کی عملی امداد کرنیسے محترز رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔ چنانچہ اسنے روس سے معاہدہ کرلیا کہ میں تھوڑی مدت کیلئے فوجی امداد نہیں دونگا مگر ریاست کے باقی کل وسائل سے وہ استفادہ کر سکتا ہے۔ سرویا پہلی ہزیمتوں سے خفیف و رنجیدہ موقعہ کی تاک میں بھیڑ دبکا بیٹھا رہا کہ ترکی کو شکست ہتی ہی گدی کی طرح شکار پر جھپٹ پڑے۔ بہادر (استہزاً) ننھی ریاست مانٹی نیگرو (جبل اسود) پھر میدان میں اتر آئی۔ اور اسطرح دسویں جنگ روم و روس شروع ہوگئی۔ جسکی پہلی محاربونسی ہی زیادہ خونخوارانہ اور وحشیانہ ہونیکی کل دنیا کو اس امر سے شروع ہی میں توقع ہوگئی کہ دونوں سلطنتوں کے فرمانروا دں نے بڑے اصرار و تقید سے اسکو مذہبی جنگ کا رنگ دیدیا تھا۔

کل عثمانیہ مقبوضات میں ایک فی الواقع عظیم الشان تحریک حب الوطنی کی پیدا ہوگئی۔ ترکو کے لئے یہہ جیا دموت کا مسئلہ تھا۔ کیونکہ روس نے یورپ سے سلطنت عثمانی کی یکجہتی کی ٹھان رکھی تھی۔ اور کل دنیا کو یہہ امر بخوبی معلوم تھا

---

[1] لیوا ڈیا کریمیا کا ایک قصبہ ہے اور مقام یالٹا کی قریب واقع ہے۔ روس کے فرمانروا اور شاہی خاندان کے اراکین کا روبار سلطنت سے کچھ عرصہ کے لئے سستانیکے واسطے عموماً وہاں چلے جاتے ہیں۔ اُن کی رہائش کیلئے اس شہر میں اکثر عالیشان مکان اور باغات موجود ہیں۔ پہلے محاربہ روم و روس میں زار اسکندر ثانی میدان جنگ میں آنے سے پہلے کئے مہینے اس قصبہ میں رہائش پذیر رہ کر اپنی پرچیل چالیں چلتا رہا تھا۔

حصہ اوّل

پلیونا کی طرف کوچ

فصل اوّل

میں کیسے ترکوں کے ساتھ شامل ہوا۔ از جولائی ۱۸۷۶ء الغایت جنوری ۱۸۷۷ء

جس کام کی یہہ فصل جس میں تقریباً ہر ایک فقرہ "میں ہوں" یا "میں تھا" کے مدمغانہ الفاظ سے شروع ہوتا ہے مجھ سے متقاضی ہے اس سے مجھے حیا بہت کچھ مانع آتی ہے۔ لیکن میں (جرمنی کے مشہور عالم فلاسفر اور مصنف) گوائٹی کی اس نصیحت سے کہ "صرف کمینہ لوگ شرمیلے ہوتے ہیں" جرأت پکڑتا ہوں۔ اگر فلاسفر مذکور کے سوانح لکھنے والوں نے درست لکھا ہے۔ تو اُس نے عمر بھر اپنے اس مقولہ پر پورا پورا عمل کیا ہے اور میں بھی اُسی کے قابل تعریف اور بارعب طریق عمل کی تقلید کرنیکی کوشش کرونگا۔

باپ کیطرف سے میں بطانوی الاصل ہوں۔ میرا دادا ڈاٹرلو کی لڑائی میں شریک تھا۔ اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب میں بچہ ہی تھا۔ میری دادی بعض اوقات مجھکو اُس سپاہی والد رقم کیلئے جو اُسے لندن سے بھیجا جاتی تھی انگریزی میں رسید لکھ دینے کیلئے کھا کرتی تھی۔ میری والدہ فرانس کے مشہور پراٹسٹنٹ ہوئی ناٹ خاندان سے تھی۔

میں ۱۸۵۹ء میں جرمنی میں پیدا ہوا۔ میرا باپ جو صاحب جاہت و ثروت تھا۔ برلن میں بطور سوداگری رہائش پذیر ہو گیا تھا۔ سرکاری مدرسہ میں تعلیم ختم کر لینے پر اُسنے مجھے ایک تجارتی کوٹھی میں شاگردی یعنی ادنی محرری کی جگہ دلادی۔ مجھے یہہ کام سخت ناگوار تھا۔ کیونکہ مجھے اس سے بلند تر مناصب کی امنگ تھی۔ میری نوجوانانہ اُمنگ ڈاکٹر سپاہی یا لوچر الغرض کوئی ایسا آدمی بننے کی تھی جسکا کام قتل کرنا ہو۔ کچھ عرصہ بعد مجھے متفرق زبانیں سیکھنے کا شوق ہو گیا۔ اور جس زمانہ کا میں ذکر کر رہا ہوں اُسوقت میں انگریزی اور فرنچ میں روانی کیساتھ اور لاطینی و سپانوی بخوبی بول سکتا تھا۔ رفتہ رفتہ میری طبیعت فلسفہ۔ علم الالسنہ اور دیگر قیاسی علوم کیطرف راغب ہو گئی۔ مگر میرا باپ دل و جان سے تجارت پر شیدا تھا اور مجھکو بھی تاجر بنانے پر مصمم العزم ہو چکا تھا۔ اندر ہی اندر پیچ و تاب کھاتے ہوئے جنوری ۱۸۷۶ء میں میں نے میسرز راسکر انڈ شنیڈر

سٹیفل کے نہایت ہی غلیظ دفتر میں ایک غلیظ میز کے سامنے اپنی جگہ جا لی۔ یہہ سوداگر کمیشن پر ایک کا مال دوسرے کے پاس بیچا کرتے تھے اور نوآبادیوں کی پیداوار کی خرید و فروخت کا کاروبار کیا کرتے تھے۔ انہوں نے تقریباً چھہ ایک اور منشی رکھے ہوئے تھے۔ کلرک (منشی) کوئی نہ تھا۔ کیونکہ ان لوگوں میں بلا تنخواہ کام کرنیکی بہت بڑی عادت ہوتی ہے۔ برخلاف اسکے جرمنی میں ادنیٰ منشیوں یعنے شاگردوں کو تین چار برس تک بلا تنخواہ کام کرنا پڑتا ہے +

یہہ سوداگر یہودی تھے۔ انکی ناک۔ اُنکا لب و لہجہ۔ انکی خسیس عادات۔ اُنکی موٹھ سی لہسن کی سخت بو اور بالآخر انکی غلیظ شکل و صورت کو دیکھتے ہی ہر شخص انکی قومیت کو پہچان سکتا تھا۔ وہ اپنے تئیں عیسائی ظاہر کرتے تھے لیکن برلن میں پراٹسٹنٹ مذہب کی حالت بہت ہی بُری ہوگی کہ اُسنے ایسے رنگروٹوں کو منظور کر لیا +

میری زندگی کے نہایت قابل تعریف کاموں میں سے ایک یہہ بھی ہے کہ میں میسرز راسکرانز کے دفتر میں بارہ مہینے سالم رہنے کے باوجود بھی دیانتدار اور بلحاظ اوضاع و اطوار و لباس شریف آدمی رہا ہوں +

شاید میری اس کتاب کو بعض انگریزی کلرکوں کی نظر سے گذرنیکا فخر حاصل ہو اس خیال سے میں دونوں ملکوں کے کلرکوں کی باہمی حالت کے موازنہ کیلئے میسرز راسکرانز کے دفتر کے کلرکوں کا ضبط اوقات جو جرمنی کے دیگر کوٹھیوں سے کچھہ ہی سخت ہے درج کر دیتا ہوں۔ انگلستان کے کلرکوں کو دس بجے سے لیکر پانچ بجے تک دفتر میں حاضر رہنا پڑتا ہے۔ انہیں سے ایک گھنٹہ کھانے کے لئے ملتا ہے۔ ہر شنبہ کو نصف دنکی اور اتوار کو سالم تعطیل اور موسم گرما میں تین ہفتوں کی مسلسل رخصت ملتی ہے۔ دفتر مذکور میں ۸ بجے صبح سے دس بجے رات تک کام کرنا پڑتا ہے کھانے کیلئے کوئی وقت نہیں۔ ایک ٹہنہ سے لکھوا اور دوسرے سے بسکٹ چباتے جاؤ۔ شنبہ کو ۸ بجے صبح سے بارہ بجے رات تک اور اتوار کو ۹ بجے صبح سے ۴ بجے شام تک۔ تعطیل نام کو بھی نہیں +

مجھ سے کسی نے ذکر کیا تھا کہ مسٹر شنیڈر سٹیفل کے جد امجد کو عرصہ ہوا اُس زمانہ ایک ولیر اور خراب پرن (امیر) نے عرصہ دراز کیلئے قید خانہ کے تہ خانہ میں قید رکھا تھا۔ غالباً اُسکا پسر خلف صدیوں بعد اُس اُس طرح عیسائیوں سے اپنے باپ کا بدلہ لے رہا ہے۔ یہہ دفتر بالکل قید خانہ کی مشابہ ہے اور غلیظ اُس سے بدرجہا زیادہ +

کالج کے آزادانہ اور باآسائش طرز معاشرت کے بعد جہاں کبھی کشتیوں کی سیر ہے۔ کبھی گنگی بازی ہو رہی ہے کبھی بندوق کی مشق۔ کبھی باہمی دھول دھپہ۔ الغرض جہاں ہر ایک چیز جوانی کی امنگوں کو بڑھانیوالی اور صحت کی موید تھی۔ یہہ تجارتی تجربہ میرے لئے مدامی تکلیف و عذاب کا باعث تھا۔ بنابریں جب جولائی میں سر ڈیانے ترکی کے ساتھہ جنگ کرنیکا اعلان کر دیا۔ تو میں نے اپنے باپ کو صاف کھدیا کہ میں میدان جنگ کو بطور رائلینٹر جاتا ہوں اور گو میرا دل غرکوں کیطرف سے ہو کر لڑنے کو چاہتا ہے۔ لیکن اگر وہ میری خواہش

کو منظور نکریں تو میں سرد یا دالو نکے ساتھ ہو کر لڑائی پر آمادہ ہوں مجھے ترکوں سے ہمدردی ہو جانیکی یہ وجہ تھی کہ میری چند نوجوان انگریزوں سے جو برلن میں تعلیم پاتے تھے ملاقات ہو گئی تھی۔ وہ ترکوں کے ہوا خواہ اور روسیوں سے اسقدر متنفر تھے کہ شائد اس سے زیادہ نفرت انکو صرف جرمن یہودی سے ہو۔ میرا باپ یہ سنتے ہی کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اُسکا ہنسنا بے محل نہ تھا۔ میں اُسوقت اکطرح بالکل بچہ تھا۔ میری عمر صرف سولہ سترہ برس کی تھی۔ بیچارے میں سے کسی کی زبان نہ جانتا تھا۔ گھر کے عیش و آرام میں مجھے معلوم نہ تھا کہ جنگ میں شامل ہونیسے مجھے کوئی منفعت یا عزت حاصل نہیں ہوگی بلکہ ممکن ہے کہ مجھکو اُن کی عوض زخم یا قطع اعضاء نصیب ہوں اور اسطرح ساری عمر کے لیے جسم کو ناقابل بنالوں۔ میرے باپ نے یہ سب باتیں مجھکو سمجھائیں۔ ان سب میں مجھے ایک بات سب سے زیادہ وزندار معلوم ہوئی اور وہ یہ تھی کہ میں زبان نہیں جانتا تھا۔ میں اس کمی کو فی الفور پورا کرنیکا مصمم ارادہ کر لیا۔ روس و روم میں لڑائی ہونیکے آثار ہویدا ہو گئے تھے تھوڑی سی سوچ بچار کے بعد میں نے ترکوں کے حامی بننے کا فیصلہ کر لیا۔ میں نے ترکی قواعد کی کتاب خرید کر لی اور کمال پرجوشی کیساتھ عربی حروف تہجی کا مطالعہ شروع کر دیا۔ ان حروف کی تمیز یورپین لوگونکو اکثر حروف کی مماثلت کیوجہ سے ابتدا میں بہت مشکل سے حاصل ہوتی ہے۔ ہمارے شہر کے ایک چھوٹے سے قہوہ خانہ میں ایک خوبصورت چرکس لڑکی خانمہ تھی۔ میں اسی رات اپنے انگریز دوستوں کیساتھ وہاں گیا۔ اور اُس عورت کے حسن و جمال سے فریفتہ ہو کر میں نے حزم و احتیاط سے کام لینے کے بجائے نوجوانانہ اُمنگ سے کام لیکر ترکی حمایت کے ارادہ کی پھر دوبارہ تصمیم کی۔

میں نے ہر روز دو گھنٹے اور اتوار کے دنکو چار گھنٹے محنت کرنیسے چھ مہینے میں ترکی زبان میں خاصی مہارت پیدا کر لی۔ میری اس ترقی کو سنکر اکثر طلبا حیران ہونگے۔ انکی دلچسپی اور واقفیت کیلئے اپنا دستور العمل بتا دینا مناسب سمجھتا ہوں پہلے میں نے حروف تہجی سیکھے۔ اسپر ایک مہینہ صرف ہوا۔ بعد ازاں الفاظ کا ایک ذخیرہ حفظ کیا اسمیں تقریباً ایک ہزار اسم۔ پانچسو اسم صفت و فعل۔ اور بیشمار اسم مکان و ظرف۔ اور چھوٹے چھوٹے جملے تھے۔ میں نے اپنے لئے ایک علیحدہ لغات خود تیار کر کے اسماء کی جماعت بندی کر کے انکو مختلف عنوانوں مثلاً "جسم انسانی" "محبت" "مکان" "قصبہ" "ملک" "جنگی معاملات" وغیرہ وغیرہ کے نیچے تقسیم کر دیا۔ اور پھر اس لغات کو اچھی طرح سے حفظ کر لیا کہ گو اب کامل سترہ برس سے مجھے ترکی زبان بولنے کا مطلقاً موقعہ نہیں ملا۔ میں ابھی سے کہہ سکتا ہوں کہ مجھے ایک لفظ بھی فراموش نہیں ہوا۔ حفظ کرنیمیں تین مہینے صرف ہوئے۔ باقی ماندہ دو مہینے میں نے صرف و نحو کے ابتدائی قواعد یاد کرنے۔ ترکی کتب پڑھنے۔ اور ایک پنشن یافتہ فوجی افسر کیساتھ جو پرشیا کی ایک فوجی کمپنی کے ہمراہ قسطنطنیہ گیا تھا۔ اور پھر وہاں ایک جرمن جرنیل کا جو ترکی گورنمنٹ کا ملازم ہو گیا تھا ایجوٹینٹ ہو کر کئی سال وہاں رہا تھا۔ ترکی بامحاورہ بات چیت کرنے میں لگائے۔ اس افسر سے مجھے ترکوں کے جنگی معاملات کے متعلق بھی معتدبہ واقفیت حاصل ہوئی۔

میرے خیالمیں ترکی زبان یا دوسری مختصر یا بانی۔ الفاظ کی خوش آوازی (جو کانون کو بہت پیاری معلوم ہوتی ہے) اور اپنے افعال کی کثرت سے مشہور ہے۔ ترکی فعل نہایت پیارا اور خوش آہنگ معلوم ہوتا ہے۔ علمی مطالعوں کے دوران میں مجھے کئی زبانوں کے فعلوں سے سابقہ پڑا ہے۔ لاطینی زبان کی فعل سہی نہیں۔ جو میرا طالب علمی کے زمانہ سے دوست ہے، بلکہ عربی افعال سے بھی۔ جنسے میری ملاقات کوئی ایسی ویسی نہیں۔ لیکن مشکل الفہم اور کامل ہونیمیں ترکی فعل سب سے گوئے سبقت لیگیا ہے۔ لاطینی فعل کی گردان "آمور۔ آماس۔ آمت" میں تصنع نہیں۔ سب گردان ایک طرح خود بخود زبان پر رواں ہوجاتی ہے۔ اسے ایکدفعہ سات برس کی عمر میں سیکھ لو پھر سو برس کی عمر تک نہ بھولے گی۔ مگر ترکی فعل کی گردان "سورم۔ سورسک۔ سیور۔ سیورز۔ سیورسنز۔ سیورلر" سے وحشیانہ مطلق العنانی کی بو آتی ہے اور قابل گردان افعال کی ۲۴ مختلف شکلیں (صیغے) بہرحال اسی لئے وضع کی گئی ہونگی کہ فرنگی اور کفار مسلمانوں کی زبان کو نہ سیکھ سکیں۔ اسمیں کلام نہیں کہ ترکی صرف نحو پوری مکمل اور اپنے کمال میں فی الواقع نہایت خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ مگر اسمیں اسقدر تصنع اور بناوٹ اور آورد ہے کہ انسان خواہ مخواہ یہ یقین کرنے پر مائل ہوجاتا ہے کہ ترکی زبان بھی دولاپوکی زبان کی طرح ایجاد کردہ ہے +

مجھے ترکی زبان کے مطالعہ میں بوڑھے روزنکرانز کے اگست ۱۸۵۶ء میں عین مناسب موقعہ پر مرجانے سے جو کوٹھی کا بانی اور اعلےٰ شریک تھا بہت مدد پہونچی۔ میں تو اسکی وفات سے اسلئے بھی خوش ہوا لیکن اسکے دوستوں اور دیگر ملازموں کو بھی کچھ کم خوشی نہ ہوئی۔ اگر شیطان نے بھی اُس سے کبھی کوئی معاملہ کیا ہوگا۔ تو مجھے یقین ہے کہ بالآخرہ بھی اس چالاک یہودی سے چکما کھا گیا ہوگا۔ اُسکے مرنے پر اُسکا ساتھی شنیڈر بھی کاروبار سے علیحدہ ہوگیا اور ستمبر میں روزن کرانز کے دونوں بیٹوں نے کام اپنی تحویل میں لے لیا۔ اُنکے خیالات بلند اور وہ تعلیم یافتہ نوجوان تھے۔ اور اُنکا انتظام شروع ہوتے ہی غریب ملازمونکی سُنی گئی۔ آئندہ کیلئے شام کے سات بجے دفتر بند کرنیکا وقت مقرر کردیا گیا۔ مگر تجارتی حسن معاملہ میں بیٹے باپ سے بھی بڑھے ہوئے تھے اور بدمعاملگی و دغا و فریب میں اسکے بھی اُستاد تھے +

سرویا میں کونکو فتوحات نصیب ہونے پر انکی طرف سے ہوکر لڑنیکی خواہش میرے دل میں اور مضبوط ہوگئی اور جب روس کے ساتھ ترکونکی جنگ اٹل ہوگئی اور میں نے خیال کیا کہ اب جانے نہ جانے کے فیصلہ کرنیکا وقت پہنچگیا ہے۔ تو میں نے ماہ دسمبر ایک اتوار کی شام کو جو مجھے ہمیشہ یاد رہیگی اپنے باپ پر ظاہر کردیا کہ میں نے اس آنیوالے معرکہ میں شریک ہونیکا مصمم ارادہ کرلیا ہے۔ زبان نہ جاننے کا جو اعتراض آپنے پہلے کیا تھا وہ یہ ہے ترکی بانکو دو برس میں سیکھتے رہنے سے رفع کردیا ہے اور اب اُسکے امتحان میں بھی کامیاب ہوجانیکا دعویٰ رکھتا ہوں۔ اب میری عمر اٹھارہ کے قریب ہوگئی ہے۔ اور رائفل کو اوٹھانے یا تلوار کو استعمال کرنیکے لئے کافی توانا ہوں۔ جس تجارتی زندگی سے مجھے سابقہ پڑا ہے۔ میں اُس سے سخت بیزار ہوگیا ہوں اور اُس نے میری صحت اور روح کو مضمحل کردیا۔ میں یہودیوں کے

۱؎ بک۔ یعنے کاف جیم تین نقطے ہوں۔ کاف صامت۔ یا صاغر یا ترکی کہلاتا ہے اور اُن کی آواز دیتا ہے [illegible]

دفتر میں جانے پر قبر میں جانیکو ترجیح دیتا ہوں۔ اور بالآخر گو میں اسے نہایت ضروری سمجھتا ہوں کہ آپکی اجازت سے اور آپ ہی کے روپیہ لیکر جاؤں۔ لیکن اگر آپ مجھے اجازت یا روپیہ نہ دینگے تو میں اسکی پرواہ نکرونگا۔ اور بہرحال چلا جاؤنگا۔ اسیطرح باپ کیساتھ کئی دفعہ زبانی تکرار ہوئی۔ اسنے اس معاملہ کے ہر پہلو پر اچھی طرح سے غور و فکر کیا اور آخرکار جب اسکو یقین ہوگیا کہ میں راسخ العزم ہوں۔ تو ہفتہ دو ہفتہ کی کشمکش اور سوچ بچار کے بعد مجھے چار و ناچار اجازت دیدی۔ میرا باپ ہمیشہ سے ترکوں کا خیرخواہ تھا۔ برن میں اس خیال کے تھوڑے ہی لوگ تھے۔ اور ازانجملہ ایک وہ تھا۔ مگر والدہ کو جب معلوم ہوا کہ میں مسلمانوں کی طرف سے ہوکر عیسائیوں کیساتھ لڑنیکا ارادہ رکھتا ہوں تو وہ مشوش رہنے لگی۔ لیکن میں نے اور والد نے جب اسکو اچھی طرح سمجھا دیا کہ یہ مذہبی معاملہ نہیں ہے۔ اور ترک حق بجانب ہیں۔ تو گو میری جدائی کا اسے بہرحال سخت رنج تھا۔ مگر اسے یہ تسکین ہوگئی کہ میں نے حق کا پہلو اختیار کیا ہے۔

والدہ کے بعد چچوں۔ پھوپھیوں۔ خالاؤں اور عمزاد بھائی بہنوں کی باری آئی۔ اور انہوں نے کپڑوں سے باہر ہونا شروع کیا۔ انکی ساتھ کئی دفعہ لطیف و مزیدار جھگڑے ہوئے۔ جسقدر زیادہ وہ فہمائش کرتے اسیقدر زیادہ میں ہنس دیتا۔ اور چونکہ اس تماشا کی اصل کیفیت اُن سے پوشیدہ تھی اور اسکا حظ وہ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ وہ آخرکار غصہ میں آکر تیز کلام ہوجاتے مگر اس سے مجھے اور زیادہ مزہ ملتا تھا۔ آخر انہوں نے فیصلہ کردیا کہ میں مرتد ہوگیا ہوں اور میری غریب پیرانہ سال پھوپھی نے جس نے شادی نہیں کی تھی ہر روز میرے لئے دعائیں مانگنی شروع کردیں۔

ساتھ لیجانیکو میں نے مندرجہ ذیل اسباب لیا۔ نیچے پہننے کے متعدد جوڑے۔ دو جوڑے زاید بوٹ۔ ایک موٹا کمبل۔ ایک نفیس دوربین جو میدان جنگ میں استعمال کیجاتی ہے۔ ایک ریوالور۔ (کئی گولیوں والا پستول) ایک ترکی لغات۔ ایک جیبی انجیل۔ اور چند نقشے۔ والد نے مجھے قسطنطنیہ کے یورپین باشندوں کے نام کئی اعلےٰ لوگوں کی سفارشی چٹھیاں لادیں۔ پروانہ راہداری اور انگریزی و جرمن سفراء و قونصلیں متینہ ترکی کے نام بھی ضابطہ کے سفارشی خطوط میرے پاس تھے۔ علاوہ بریں پچاس پونڈ (آٹھ سو روپیہ) نقد اور پانچسو پونڈ کی ہنڈیاں بھی میرے پاس تھیں۔

اسطرح سے تیار و لیس ہوکر میں والد۔ روتی ہوئی والدہ۔ اور دو چھوٹی بہنوں سے رخصت ہوا۔ بہنوں کو آہیں بھرتے اور والدہ کو روتا ہوا دیکھکر میری جرأت خاک میں ملگئی۔ میں بے اختیار انکی بوسے لئے اور باآواز بلند ایسا چلایا کہ گویا میرا کلیجہ پھٹ رہا تھا۔ میرے باپ نے رخصت ہوتے وقت نصیحت کی کہ "اگر تم عزت عقل و ضمیر کے احکام پر چلوگے تو تمکو کبھی نقصان نہیں پہنچیگا۔ اپنے خاندانی امتیاز" راستی موجب رضائے خداست" کو کبھی فراموش نہ کرنا۔

باپ نے مجھے قسطنطنیہ تک جہاز و ریل کی اول درجہ کے ٹکٹ لے دئے۔ جب میں ٹرین میں سوار ہوکر اور گاڑی میں تنہا بیٹھا ہوا مارسیلیز (فرانس کے جنوبی ساحل پر مشہور بندرگاہ) کو چلا جارہا تھا۔ تو آزادی کی خوشی و ترنگ نے آنسوؤں کو خشک اور کل بدشگونیوں کو میرے دل سے خارج کردیا۔ ٹرین پر بیٹھتے ہی دفتر کی کراہیت

انگیز کام کا جو تو جوانوں کی جوانیکو غارت کر کے آخر کار جیسا کہ کلر کو نکا انجام ہوتا ہے انکو ذلیل خوشامدی نیم فاقہ کش اور ایوس حیوان بنا دیتا ہے آخری الوداع ہو گیا۔ اب مکروہ ہو دیوں اور انکے بے ایمانی سے کمائے ہوئے منافعوں اور چالاکیوں سے مجھکو کوئی تعلق نہ تھا۔ اب مردی۔ تہور۔ جسمانی مستعدی کی زندگی اور حصول عزت و امتیاز کے امکان میرے سامنے موجود تھے اور ان خیالات نے مجھے شراب کیطرح مست کر دیا +

مارسیلز سے میں ایک شاندار جہاز پر سوار ہوا۔ اور بخیر و عافیت ۲۔ فروری ۱۸۳۳ء کو قسطنطنیہ پہنچگیا +

فصل دوم

قسطنطنیہ کے اقامت۔ فروری و مارچ ۱۸۳۳ء

قسطنطنیہ پہنچکر میں نے محلہ پیرا کے ہوٹل ڈی بائی زینس کا ایک کمرہ کرایہ پر لیا۔ ایک ہفتہ تک میں ادھر ادھر پھرتا رہا۔ اور جہاں مجھے ترکی بولنیکا موقعہ ملتا اُسے ہاتھ سے نہ جانے دیتا۔ ترکی زبان کا علم تو مجھے پہلے بھی کچھ ایسا کم نہ تھا۔ اسطرح سے مشق و محاورہ بھی ہو گیا +

عثمانیہ دار الخلافہ کے متعلق جسپر سینکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں کچھ لکھنا میرے فرض منصبی میں داخل نہیں ہے تاہم میں اُسکے متعلق چند باتیں جو مجھے عجیب معلوم ہوئیں بیان کئے دیتا ہوں۔ سب سے اول وہ حیرت افزا منظر ہے جو قسطنطنیہ کو سمندر سے دیکھنے اور خود اُسکے اندر سے دیکھنے میں پایا جاتا ہے۔ جہاز کے تختہ سے جو بسفر کے کنارہ کنارہ آہستگی کیساتھ گولڈن ہارن و قسطنطنیہ کی خلیج جو یورپین آبادی کو قدیم استنبول سے جدا کرتی ہے۔ اُسے شاخ زرین بھی کہتے ہیں۔ آمد و رفت کیلئے اسپر دو پل بنے ہوئے ہیں) کے پہلے (قدیم) پل کے قریب اپنی لنگر گاہ کو جا رہا تھا۔ شہر نہایت ہی خوبصورت دکھائی دیا۔ دن حسن اتفاق سے صاف تھا۔ کیونکہ فروری مارچ کے مہینوں میں جو بلحاظ صفائی فضا اس نواح کے بدترین مہینے شمار ہوتے ہیں مطلع اکثر مکدر رہتا ہے۔ اور موسم شاذ و نادر نکھرا ہوا ہوتا ہے۔ اُسوقت کا منظر ایسا دلفریب تھا کہ میری آنکھوں نے ویسا پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ سامنے مکانات کے چونہ گچ اگواڑے اور جا بجا نہایت ہی سبز درختوں کے جھنڈ۔ زیر قدم سمندر کا نیلگوں پانی بیشمار چھوٹی بڑی کشتیوں اور جہازوں سے معمور۔ اوپر بے تعداد گنبد۔ برج اور مینار۔ ان سب نے مل ملا کر ایسا سماں باندھا ہوا تھا۔ کہ آنکھوں کو ویسا دلکش نظارہ قسمت سے دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ شہر کنارہ ساحل سے تھیٹر کی شکل میں بلندی کیطرف اُٹھتا ہوا نظر سامنے ایک عظیم الشان اور خوبصورت تصویر کیطرح بچھا ہوا پھر جاتا ہے۔ اس نظارہ کے بعد ترکی۔ یہودی۔ اور

یونانی محلوں کی تنگ و تار اور غلیظ کوچوں پیچیدہ اور غیر صفا بازاروں اور بحیثیت مکانوں کو دیکھ کر جنہیں سے اکثر غیر آباد اور بوسیدہ ہیں روح کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ جسدن میں قسطنطنیہ پہنچا۔ بارش اُسی دن سہ پہر کیوقت سے شروع ہوگئی۔ اور تین روز جہاز رانوں کے محاورہ کے مطابق موسم نہایت گندہ رہا۔ بازاروں کی کیچڑ اور غلاظت ناقابل بیان تھی۔ اور پیرا کے چند بازاروں کے سوا باقی تمام قرب و جوار کی عام گندگی نے مجھکو ویسا ہی پریشان و داغ کر دیا جیطرح کہ لندن کے مشہور کراہیت انگیز بڑے بازار کیسل ڈونیس روڈ وغیرہ تر و شیام بارش ہوتے ہوئے ویسی ہی گندگی (کیچڑ اور غلاظت کیوجہ سے) مجھے خود کشی پر مائل کر دیتے ہیں۔ دوسرا قابل بیان امر یہہ ہی کہ جو مصروفیت۔ وارفتگی۔ ہجد جلد اجلدی برلن لندن یا مغربی یورپ کے دیگر شہروں کے بازاروں میں آنے جانیوالوں کے چہرو پر ہستی دکھائی دیتی ہی اُسکا یہاں نام و نشان تک نہیں۔ باشندگان استنبول کے بشرے سے معلوم ہوتا ہی کہ اُنکو کوئی کام نہیں۔ اور بظاہر اُنکا کام صرف یہی دکھائی دیتا ہے کہ وہ وقت کو کسطرح کاٹیں۔ اُنکے بشرے نہ سہی کم از کم اُنکی سست رفتاری۔ بے ثباتی انداز بیفکرانہ گفتگو اور ہجم ہی اسی امر پر دلالت کرتی دکھائی دیتی ہے۔ یہہ کیفیت ابھی اس زمانہ کی ہی جبکہ روسیوں کی غاصبانہ فوج کشی کی وجہ سے رعایا میں عام جوش پیدا ہو رہا تھا۔ اور قومی جذبات برانگیختہ ہو رہی تھی۔ پولیٹیکل سکون اور امن و امان کے زمانو میں تو قسطنطنیہ کے باشندے بالضرور سکتہ کے عالم میں ہونگے

سوم میں ترکونکی بیظیر قناعت و تحمل کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ نہ صرف اُن تمام چیزوں کے بغیر ہی جنہیں یورپین حظ زندگانی کیلئے لازمی قرار دیتے ہیں کسی نہ کسی طرح زندگی بسر کر لیتے ہیں۔ بلکہ اُنہیں اُنکی خواہش بھی نہیں ہوتی۔ تھیٹر ہوٹل۔ علمی انسٹیٹیوٹ۔ شراب خانے۔ باقاعدہ قومی مجالس۔ ملکی و شہری جلسے۔ کلب انشاگھر۔ ناچ گھر۔ لکچر ہال۔ کھیل کود کے میدان۔ قمار بازی۔ رانکو بازار نکی گلگشت رندانہ بشن ہال۔ خمار خانے جنمیں عورتیں ساقنیں ہوں۔ الغرض موجودہ تعلیم اور عیسوی تہذیب کے اِن تمام لوازمات سے اُنکی طرز رہائش و زندگی بالکل مستثنیٰ ہی۔ یہہ چیزیں تو کجا البتہ قسطنطنیہ کے عیسوی محلونمیں عیسوی طرز پر قایم ملینگی +

دوستوں (زن و مرد) کا کسی مشترک دوست کے مکان پر جمع ہونا۔ کنبہ کا ایک جگہ جمع ہو کر غم غلط کرنا۔ باہمی میل ملاپ اور رفاقت حتے کہ کورٹ شپ (بیاہنے عورت و مرد کا شادی سے پہلے ایکدوسرے سے ملنا) یہہ سب ایسی چیزیں ہیں جنکو ترک جانتے تک نہیں۔ یا اگر جانتے ہیں تو ایسا سرسری کہ اِن تمام کیلئے جو لفظ اُنہوں نے اپنی زبان میں وضع کئے ہیں اُنسے اُنکا ایسا مفہوم نکلتا ہی کہ کوئی انگریز یا جرمن مشکل سے یہہ قیاس کر سکتا ہی کہ یہہ اُنہیں الفاظ کے مرادف ہیں جنکو ہم کورٹ شپ وغیرہ وغیرہ کہتے ہیں۔ ترکونمیں عورت و مرد کا ملکر سیر گاہوں اور پلو پر مٹر گشت کرنا کوئی نہیں جانتا۔ اسلئے یورپین محلہ (گرانڈ روڈی پیرا۔ پیرا کا بڑا بازار) کے سوا قسطنطنیہ میں کوئی تفرجگاہ اِس غرض کیلئے نہیں ہی۔ ترکونکی تفریح چار طرحکی ہے۔ بازاروں میں مٹر گشت کرنا۔ قہوہ خانو میں بیٹھکر اِدہر اُدھر

کی گپ شپ سننا۔ جمعہ کے دن شہر سے باہر۔ خاصکر مشہور دلکش مقام کاغذخانہ کی سیر کو جانا۔ یہہ گولڈن ہارن کے شمالی سرے پر واقعہ ہے اور بچے عورتیں وہاں سیر و تفریح کے لئے بڑے شوق سے جاتے ہیں۔ چہارم صاف موسم میں کشتی پر بیٹھکر باسفرس کی سیر کرنا۔

ابر چہارم ترکونکی بیحد پابندی مذہب، خدا پرستی ہے۔ اس مضمون پر سالم باب لکھا جاسکتا ہے مگر میں اسکا صرف سرسری ذکر کرتا ہوں۔ اسلام اپنے پیروؤں کے ہر ایک فعل و عمل میں ایسا دخل کرتا ہے کہ انکی کل زندگی میں ایسا سرایت کر جاتا ہے کہ غالباً مسلمان مذہب کے سوا اور کسی دین کو یہہ بات حاصل نہیں۔ دیگر مذاہب مثلاً عیسویت و یہودیت۔ انسان کیلئے بنائے گئے معلوم ہوتے ہیں اور انکی غرض یہہ ہے کہ دنیاوی زندگی کیلئے کوشش و محنت کرتے ہوئے کے ساتھہ ہی انسان کا خدا کیساتھہ بھی تعلق رکھا جائے۔ برعکس اسکے مسلمانوں کی طرز عمل سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ مذہب کے لئے بنائے گئے ہیں۔ تاکہ بحالت امن اسپر کاربند ہیں اور بحالت جنگ اوسکی اشاعت کریں۔ اس سے میری یہہ مراد نہیں کہ فی الواقع ہی اسیطرح ہے۔ بلکہ یہہ کہ دیکھنے والیکو ایسا یقین ہوجاتا ہے۔ اسلام و سلطنت اسلامیہ باہم صرف جزو ما لاینفک ہی نہیں بلکہ ایک ہی ہیں۔ بنابریں ترکی کے ساتھہ جو جنگ ہو گی وہ بالضرور ہمیشہ مذہبی ہوگی۔ شاید بعض کو خیال گذرے کہ میں نے یہہ جملہ طنزاً لکھا ہے۔ مگر میں نے اسکو غایت متانت سے تحریر کیا ہے اور تاریخی واقعات سے اسکی تصدیق ہو رہی ہے۔ جارحانہ جہاد دو نکا زمانہ گذر چکا ہے۔ مگر ہلال کی سلطنت کے مدافعانہ محاربے برابر ویسے ہی جانگداز ہوا کرینگے۔ جیسے کہ سخت سے سخت جہاد ہو چکی ہیں۔

اس امر سے مجھے پانچواں اور آخری امر یاد آتا ہے۔ اسپر میں زیادہ زور دینا چاہتا ہوں۔ کیونکہ مارچ اور فروری ۱۸۵۴ء کی اقامت قسطنطنیہ کے دوران میں اس نے مجھے بطرح متحیر بنایا تھا۔ اس سے میری مراد ترکونکا وہ جوش حب الوطنی۔ اندھا و ہندبتاریاں جنگی اوصاف اور بیحد سرگرمی ہے۔ جو سب باتیں اس محاربہ کی وجہ سے جسکا عنقریب بغایت نفرت کئے گئے روسیوں سے ہونا اب اٹل ہو گیا تھا۔ پیدا ہو گئی تھیں۔ ہر ایک جگہ اس آئندہ جنگ "مقدس" کا ذکر تھا۔ یہہ صرف جہاد ہی نہیں تھا۔ بلکہ سلطنت کی موت و حیات اور قوم کی سلامتی و بربادی کا سوال تھا۔ اس سے ہر فرد بشر میں ایک قدرتی جوش پیدا ہو گیا تھا۔ جدہر جاؤ اسیکا چرچا تھا۔ اس ایک چیز نے سب کی رگوں میں تحریک پیدا کر دی اور قوم میں نئی روح پھونکدی تھی۔ یہہ گویا اکسیر حیات تھی جو اچانک معلوم ہو گئی اور اسنے نیم مردہ ملک میں حیرت افزا اور عظیم الشان طاقت و حیات پیدا کر دی۔ روسی سفیر۔ اسکے ماتحت اور بیشمار روسی جاسوس (جو سارے ملک میں پھیلے ہوئے تھے) لاکلام اندھے ہو گئے ہونگے کہ انکو یہہ جدید کیفیت معلوم نہ ہوئی۔ کیونکہ اگر انہوں نے ترکونکا یہہ منظر جوش دیکھا ہوتا تو روسی مدبروں اور افسروں کے دماغوں میں قسطنطنیہ پر بآسانی قابض ہو جانیکا خبط کبھی نہ داخل ہوتا۔

مگر انہوں نے جیسا حالت معائنہ نہ کی اور وہ خط انہیں برابر سمجھا رہا۔ سر ریا کی عزیمتوں نے زبان حال سے انکو چلا چلا کر توکی طاقت و جبروت سے متنبہ کرنیکی کوشش کی۔ مگر انکی طرف کوئی خیال نہ کیا گیا۔ ترکی قوم کے بیدار شدہ جوش حب الوطنی کو کالعدم تصور کیا گیا۔ اور ترکی مذہبی تحریک گرم جوشی کی کوئی پرواہ نگینگی۔ چنانچہ روسیوں نے بالکل ناکافی فوج انکے مقابلہ کے لئے میدان جنگ کو روانہ کی۔ اور جب تک ۳۰ جولائی (۱۸۵۴ء) کو انہیں دوسری دفعہ پلیونا کے سامنے ہزیمت فاش نہ مل چکی روسیوں کی آنکھیں نہ کھلیں +

تقریباً ہر ایک ترک کو جس سے میری گفتگو ہوئی میں نے بہہ یقین رکھتے ہوئے پایا کہ انگلستان انکی امداد کریگا۔ اور چونکہ میں انگریز سمجھا گیا تھا۔ میری بہت کچھ خاطر و مدارات کیجاتی تھی۔ جرمنی و آسٹریا پر تو انکو اعتبار نہ تھا مگر فرانس پر انکو یقین تھا کہ وہ بالکل الگ تھلگ رہیگا۔ خاص و الخلافہ میں میں نے ترکوں میں عیسائیوں کی برخلاف چندان مذہبی جوش نہ دیکھا۔ لیکن صوبجات میں یہ مذہبی تعصب مستولی ہو رہا تھا۔ بالعالی کی سامی[1] رعایا اُس ملک کی محبت میں جو انکا محافظ و پناہ دہندہ تھا نہایت پرجوش تھی۔ اکثر یہودی اہم سرکاری عہدوں پر مامور تھے۔ حتیٰ کہ حیدر پاشا (قسطنطنیہ کا محلہ عظیم) کے بڑے جنگی ہسپتال کا گورنر ایک اسرائیلی تھا۔ یونانی اور ارمنی درپردہ روسیوں کے ہوا خواہ تھے۔ یورپین باشندے جنکو ترک فرنگی یا عیسائی کہتے ہیں مختلف الخیال تھے۔ انمیں سے کچھ روسیوں کے اور کچھ ترکوں کے خیر خواہ تھے +

قسطنطنیہ وارد ہونیسے ایک ہفتہ بعد میں نے اپنے سرکاری پروانے سفیروں اور قونصلوں کے سامنے پیش کئے جنہوں نے ایک سفارشی خط دیکر مجھے ایک تجاں کے ساتھ سر عسکرت (محکمہ وزیر حرب) بھیجدیا۔ وہاں ایک سخت رکاوٹ پیش آئی مجھے بتایا گیا کہ ٹھیٹھ مسلمانوں کے سوا اور کوئی ترکی فوج میں بھرتی نہیں کیا جا سکتا۔ اس قاعدہ سے صرف مندرجہ ذیل مستثنیات ہیں۔ (۱) فقط ایک جمٹ سواران۔ جسمیں صرف عیسائی بھرتی ہیں اور وہ شام میں مامور ہے (۲) قسطنطنیہ کی وہ جمٹ توپخانہ جس سے سکول کا کام لیا جاتا ہے۔ (۳) غیر مصالحی افسر یعنے جو جنگ میں شریک

---

[1] ۔ عرب ۔ کرد ۔ عبرانی ۔ شامی ۔ مصری اور انکی ہمسایہ قومیں حضرت سام بن نوح کی اولاد سمجھی جاتی ہیں ۔ مگر یہاں بالخصوص یہودیوں سے مراد ہے ۔ اس شکر گذار قوم نے اسی موقعہ پر نمک حلالی ظاہر نہیں کی بلکہ ۱۸۹۷ء کے محاربہ روم و یونان میں بھی اُسنے مالی و جانی امداد سے دریغ نہیں کیا ۔ اعانت فوج ردیف کے فنڈ میں تمام ملک محروسہ اور مصر کے یہودیوں نے نہایت سرگرمی سے حصہ لیا اپنے محبوب مرحوم شہنشاہ کی امداد کے لئے والنٹیر دنکی پلٹنیں تیار کیں ۔ اور جہاں کہیں انکو موقعہ ملا مجروح ترکی سپاہیوں کی تیمارداری و خدمتگذاری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا ۔ حتیٰ کہ سالونیکا کی باہمت یہودی اُن تمام مجروح ترکی افسروں اور سپاہیوں کو جو اُنکے شہر کے راستہ میدان جنگ سے واپس آئے بطور یادگار اپنی قوم کیطرف سے سونے اور چاندی کی گھڑیاں مع علاوہ دیگر تحفہ جات کے نذر کیں ۔ کیا مجال کہ عیسائی اب یہودیوں سے بھی گئے گذرے ہو گئے ہیں ؟ مترجم

نہیں ہوتے) جنکی خدمات ارکان حرب (جنرل سٹاف) اور محکمہ حرب کے متعلق ہیں (۴) مختلف جنگی برینچ (تعلیمی) کالجوں کے پروفیسر اور اتالیقوں کے عہدے جنمیں سے اکثر جرمنوں کی ماتحتی میں ہیں۔ اور سب سے آخر (۵) میدان جنگ کے ہسپتالوں کا محکمہ۔ انمیں سے کوئی ایک کام بھی مجھے پسند نہ تھا۔ ترکی کیولری (فوج سواران) کی نسبت عام معلوم ہو کہ ترکی فوج کا وہ سب سے نکمہ حصہ ہے۔ علاوہ بریں مجھے سواری کا کوئی شوق نہیں تھا۔ موڈل آرٹلری رجمنٹ (رجمنٹ توپخانہ جو نمونہ بادرسہ کا کام دی) مفانی ہے اور میدان جنگ کو نہیں جاتی۔ دفتر میں بیٹھکر مشق گری کا کام مجھے کبھی پسند نہیں آسکتا تھا۔ اگر قسطنطنیہ آکر بھی کام کرنا تھا تو ازن کرانزا اور رشید پاشا کے دفتر سے مجھے کسی نکالدیا تھا۔ وہیں قلم گھستا رہتا۔ تنخواہ کے بارہ میں بالعالی اُنسے کم نہیں ایسے بھی اپنے ملازمونکو تنخواہیں نہ دینے کی بُری عادت پڑی ہوئی ہے۔ یہہ درست ہے کہ قاعدہ متذکرہ بالا گو ممانعت سخت اور قطعی ہے۔ مگر شاذ و نادر اسکے برخلاف بھی عمل ہوتا رہا ہے اور واقعی جنگ و جدال کے زمانہ میں تو بعض اوقات اُسے بالکل ہی معطل کر دیا جاتا رہا ہے۔ لیکن ابھی کوئی محاربہ شروع نہیں ہوا تھا۔ میں اس قاعدہ کو بُرا نہیں سمجھتا۔ یہ شے بھی برابر ابھی تک عثمانیہ فوج کی طاقت و مضبوطی کا باعث عظیم ہے +

میرے داخلہ کے متعلق جو لمبی چوڑی خط و کتابت ہوئی۔ جو اِدھر اُدھر سفر کرنے پڑے۔ جن مشکلوں کو دُور کرنا پڑا۔ مصلحت وقت کے جو نکات پیش کئے گئے۔ عیسائیوں سے ترکی تنفر جو جو دور کرنے پڑے۔ میں اُنکی تفصیل سے ناظرین کو پراگندہ خاطر نہیں کرنا چاہتا۔ صرف یہی بتا دینا کافی ہوگا کہ سرکاری ضابطہ کی طول طویل

۱؎ جو وقت مسٹر برٹ ٹرکی گئے ہے اُسوقت کی یہہ کیفیت ہو تو عجب نہیں۔ مگر موجودہ ترکی کیولری کی نسبت کل دُنیا کو معترف ہے کہ اسوقت کیا لحاظ سوار اور کیا لحاظ مرکب اس سے زیادہ کارآمد یا شاندار کیولری کسی سلطنت کے پاس نہیں ہے زیادہ تفصیل کے لئے دیکھو واقعات رودم و دیگر تصنیفات مترجم ۲؎ مسٹر برٹ کے ورود قسطنطنیہ کیوقت اور کچھہ عرصہ بعد تک سلطان عبدالعزیز مرحوم کی مقبوضہ خچیوں اور بدانتظامی اور پھر بعد ازاں جنگ کے اخراجات کثیر کی بدولت بالعالی کی یہ شک بھی کیفیت تھی۔ لیکن اگر صاحب ممدوح کا اس تحریر سے یہہ مطلب ہے کہ اُنکی کتاب کی اشاعت کے وقت یعنی ۱۸۹۹ء میں بھی یہی حالت تھی تو میں نہایت ادب سے اُنکے کلام کی تصحیح کرنیکی جرأت کرتا ہوں۔ اُنکو ترکی کی موجودہ حالت کا علم نہ ہوگا ورنہ وہ کبھی خلیفہ اعظم سلطان عبدالحمید خان کی موجودہ گورنمنٹ پر ایسا الزام نہ لگاتے۔ مترجم

۳؎۔ سرکاری خط و کتابت کے پیکٹ چونکہ سُرخ فیتہ سے بندھے ہوتے ہیں۔ انگریزی میں اُسکو طنزاً ریڈ ٹیپ (سرخ فیتہ) کہتے ہیں۔ سرکاری فائر کے کاروبار کے جاننے والونسے پوشیدہ نہیں ہے کہ ذرہ ذرہ سے معاملہ پر تعلق دار دفتروں اور محکموں میں اسقدر خط و کتابت ہوتی ہے کہ نہ صرف کاغذوں کے انبار لگ جاتے ہیں بلکہ بعض اوقات اُسمیں اصل مطلب ہی خبط ہو جاتا ہے یہہ بدعت موجودہ مہذبانہ طریق انتظام سلطنت کا کچھہ ایسا لازمہ ہو گئی ہے۔ کہ گو کل اذعان اعلیٰ اس سے بیزار ہیں۔ مگر اسے چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔ اور طریق انتظام بھی کچھہ ایسی بنیاد پر قائم کئے گئے ہیں کہ اُسکے بغیر کافی نگرانی اور پورا طمینان نہیں ہو سکتا۔ لارڈ کرزن موجودہ وایسرائے ہند اسکی اصلاح میں سرگرمی سے آج تک ساعی ہو گئے ہیں۔ مترجم +

بے معنی تحریرات کا طومار جو موجودہ تہذیب کی انتظامی بلا دیگر ممالک یورپ کیطرح ٹرکی کے انتظام میں بھی داخل ہوگئی ہے ختم ہوگیا اور میرے سفارشی خطوط سرکاری پروانے اور سفارشیں جو بڑے بڑے لوگوں کی طرف سے تھیں اپنا کام کرگئیں۔ حکام پر چھاپہ مار ڈالا گیا۔ سفارت کے ایک عہدہ دار کے ہمراہ جاکر میں نے خود سرعسکر (وزیر حرب) سے ملاقات کی۔ اور آخر کار اپنے (مسیحی) مذہب کی تعمیل۔ اور جنگ کے دوران میں اور اسکے بعد بیرکے طریق عمل کے متعلق چند شرائط پر مجھے سلطانی خدمت میں وفادار کی حلف اوٹھاکر داخل ہونیکی اجازت ملگئی +

دو روز سے پندرہ دن بعد میں نے فوج پیدل توپخانہ کی سلیمیہ[1] بارکوں (سربازخانہ) کے صحن میں جو استنبول کی مقابل اسکودرہ (جو اُنسے بجانب شمال ہے) اور قاضی کوئی کے درمیان (جو بجانب جنوب ہے) باسفر کے ایشیائی ساحل پر نہایت شاندار موقعہ پر تعمیر ہیں۔ مسیحی طریق سے ہلالی جھنڈے پر حاضر رکھکر سلطان کی وفاداری کی حلف اوٹھائی۔ مجھے میری وردی اور اسلحہ دیدیئے گئے اور عارضی طور پر ایک رجمنٹ فوج پیدل میں جو تھوڑی مدت کیلئے اسکودرہ میں متعین کیگئی تھی بھرتی کردیا گیا۔ میں اپنے ذاتی کپڑے اور اسباب اپنے ساتھ بارکوں کو لے گیا۔ نقد روپیہ ایک سوداگر کے پاس جسکے نام مجھے والد نے خط لکھدیا تھا جمع کردیا اور حسب ضرورت اُس سے تھوڑا تھوڑا کرکے لیتا رہا +

اللہ اکبر! ایک ہی دن میں میری حالت میں کیسا انقلاب واقع ہوگیا۔ صبح کیوقت تو ایک عالیشان ہوٹل میں وہاں کے نوکر چاکر مجھے "مائی لارڈ" (صاحب) کھکر پکار رہے تھے اور شام کے وقت فوجی بارکوں میں میں ایک معمولی حیثیت کا سپاہی تھا۔ سلیمیہ بارکوں کے ساتھ ایک خوبصورت مسجد۔ ایک مکمل کارخانہ۔ بارود کا سیگرین۔ استنبول کیطرف سے آنیوالی سٹیمروں (دخانی جہازوں) سے مسافروں اور اسباب وغیرہ کے اُترنے کیلئے ساحل پر ایک پیل پایہ اور ایک فراخ میدان قواعد ہے۔ اِس عمارت کے متصل ایک چھوٹی سی بلندی (پہاڑی) کی چوٹی پر حیدر پاشا کا شاندار فوجی ہسپتال ہے۔ پائین میں انگریزی قبرستان ہے۔ جسمیں جنگ کریمیا کے آٹھ ہزار مقتولین دفن ہیں۔ ہر ایک قبر کے پاس رنگین یادگار بدنما ستون نصب ہیں۔ قبرستان کے قریب درویشوں کی ایک خانقاہ۔ سمندر کے کنارہ پر اُترنے چڑھنے کیلئے پختہ گھاٹ اور ایشیائی کوچک ریلوے کا انتہائی سٹیشن ہے۔ استنبول سے حیدر پاشا کو آتے وقت جہاز پر ان تمام عمارات کا مجموعہ نہایت دلفریب معلوم ہوتا ہے۔ سلیمیہ بارکیں قیصری محل معلوم ہوتی ہیں۔ اور ہسپتال کو دیکھکر مجھے جرمنی کے زمانہ متوسط کے قلعے بالخصوص وہ قلعہ جو ضلع تھورنگیا میں قصبہ والٹرزہازن کے قریب ہے یاد آگیا۔ فلورینس نائٹنگیل[2] نے

---

[1] یہ بارکیں سلطان سلیم ثالث نے تعمیر کرائی تھیں اسی لئے اُس کے نام پر سلیمیہ کہلاتی ہیں +

[2] یہ بے نظیر عورت انگلستان کے ایک معزز زمیندار کی لڑکی تھی ۱۸۲۰ء میں پیدا ہوئی۔ قدرت نے اسکی فطرت میں ہمدردی اور خدمت بنی نوع انسان کا مادہ اسطرح سے کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہوا تھا کہ ہوش سنبھالتے ہی اُسنے اپنے باپ کی جایداد کے متصل شفاخانہ نوبنیاد بیماروں کی تیمارداری کا کام شروع کردیا۔ اور ۱۸۵۴ء میں لندن اور انگلستان کے بڑے بڑے

انگریزی مجروحین جنگ کریمیا) کی وہ تیمارداری جسکے لئے وہ ہمیشہ کیلئے مشہور رہینگی حیدر پاشا ہی میں کی تھی +

میں گو سپاہی کی حیثیت میں بھرتی ہوا تھا۔ مگر میرا ارادہ افسری کی حیثیت میں جنگ میں شامل ہونیکا تھا اور حکام کو اسکا علم تھا۔ عثمانیہ فوج میں افسروں کی دو مختلف و ممیز جماعتیں ہیں۔ ایک مکتب لی کھلاتی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بیشمار جنگی کالجوں میں سے کسی ایک میں تعلیم پائی ہو۔ یہ امتحان پاس کرنیکے بعد فوج میں کسی طرح کی پہلے عملی تربیت پانیکے بغیر یکبارگی انفنٹری (فوج پیدل) اور کیولری (فوج سواران) میں بعہدہ لفٹنٹ دوم اور انجینیرونکی رجمنٹ میں بعہدہ لفٹنٹان درجہ سوم بھرتی ہوجاتے ہیں۔ دوسری آلائی کی کھلاتی ہیں۔ یہ سپاہی سے ترقی پاکر افسر ہوتے ہیں۔ انکو کتابی علم فنون جنگ کا بالکل نہیں ہوتا۔ اور بعض تو معمولی نوشتخواند بھی نہیں جانتے۔ عام فوج اور بالخصوص فوجی پولیس میں ایسے افسر بکثرت موجود تھے ۱۸۵۴ء میں کل افسر میں پانچواں حصہ

بقیہ حاشیہ ۴۔ شہر وین اور پیرس کے شفاخانوں میں تیمارداری کے شریف فن میں کمال حاصل کیا۔ پھر جرمنی کے کئی ہسپتالوں میں شوقیہ تیمارداری (نرس) کا کام کرکے وطن کو واپس آگئی۔ اور ہموطن بیمار عورتوں کیلئے ایک لکشا اور صحت بخش موقعہ پر مکان تیار کرایا۔ جنگ کریمیا میں جب انگریزی فوج کا بیماری اور زخموں سے برا حال ہونا شروع ہوگیا۔ تو مسٹر سڈنی ہربرٹ وزیر جنگ نے اُس سے درخواست کی کہ وہ اُن نرسوں (تیماردار عورتوں) کی جو شوقیہ بلا تنخواہ جانیوالی ہیں سپرنٹنڈنٹی کا عہدہ قبول کرے۔ مس فلورینس نے درخواست کو بخوشی منظور کرلیا۔ اُسکی دیکھا دیکھی ۳۸ والنٹیر نرسیں اور تیار ہوگئیں جنمیں سے کئی عالی مرتبت اور دولتمند خاتونیں تھیں۔ نومبر ۱۸۵۴ء سے لیکر ۱۸۵۶ء میں انگریزی فوج کے واپس آنے تک اوسنے مجروحین و بیمارونکی تیمارداری اسکو درہ دردکریمیا میں بیحد دلسوزی اور دلی شوق سے کی۔ جب انگلستان واپس آئی تو ملکہ سے لیکر دہقان تک نے اُسکی خدمتکا اعتراف کرکے دلی شکریہ ادا کیا۔ اور اوسکی زیر نگرانی مدرسہ فن تیمارداری قائم کرنیکی لئے قومی چندہ سے بیشمار روپیہ جمع کیا گیا۔ اس خاتون نے ساری عمر شادی نہ کی۔ اُسنے کئی کتابیں بھی تالیف و تصنیف کیں۔ اب فوت ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے + مترجم

۱ مسٹر ہربرٹ کی تحریر سے یہ قیاس نہیں کرلینا چاہئے کہ اب بھی یہی حالت ہے۔ صاحب موصوف نے جو نقص یا اختلاف بتائے ہیں وہ تبدیل کرکے دور کردیئے گئے ہیں۔ اور اسوقت ترکی فوج اور اسکے افسر نہ فقط نظام و ترتیب اور علم و مہارت میں کل دنیا سے منتخب جرمن فوج کے ہم پلہ ہیں بلکہ فوجی قوانین و قواعد بھی تقریباً ہر سر جنگی قوانین کے مشابہ ہوگئے ہیں۔ ناظرین کو بیست سالہ عہد حکومت۔ داتحاد روم پانزدہ کی موجودہ حالت کے مطالعہ سے اسکے متعلق پوری گاہی ہوسکتی ہے یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں۔ البتہ مدرسہ توپخانہ کے اسوقت کے طلبا کے متعلق تو مصنف بھی یہاں اعتراف کرتا ہے کہ اُنکو خاص طور پر نہایت ہی مکمل اور فی الواقع نہایت ہی عمدہ جرمن فوج توپخانہ جیسی تعلیم و تربیت دیجاتی ہے۔ یہ طلباء امتحان پاس کرنیکے بعد بطور اول لفٹنٹ اور بعض اوقات (اگر مزید کورس یعنی نصاب کو قابل اطمینان طور پر عبور کیا ہو تو کپتانی پر مامور ہوتے ہیں۔ توپخانہ کو سر عسکر سے کوئی تعلق نہیں۔ اُسکا افسر اعلیٰ بالکل علیحدہ ہے وہ صرف سلطان کے ماتحت ہے اور اُسکا محکمہ اور مدارس الگ ہیں ۱۲ مترجم

مکتب لی تھے۔ اوس سال سے بعد اُنکی نسبتی تعداد بہت بڑھگئی ہے۔ مگر ماہرانِ فنون جنگ کی رائے میں لائق افسر پیدا کرنے کیلئے یہہ ضروری ہو کہ ایک ہی شخص میں کتابی اور عملی دونوں قسم کی واقفیت اور تربیت موجودہ ہو جب تک ایسا نہ ہو کوئی فوجی افسر معمولی لیاقت کا بھی نہیں ہو سکتا +

مکتب لی افسر کسی امتحان دینے کے بغیر اپنے اعلے افسروں کی سفارش پر ترقی کرتے ہیں۔ بنابریں اُنکی ترقی بڑے افسروں کی عنایت و دستگیری پر منحصر ہے۔ الائی لی (افسر) شاذ و نادر کپتانی کے عہدہ سے اوپر ترقی یاب ہوتے ہیں + ترکی افسر کو بوڑھا ہو جانے پر جبکہ (جسمانی صحت کے لحاظ سے) وہ مزید ترقی کرنیکے قابل نہ رہگئے ہوں پنشن یا انعام دیکر خدمت سے علیحدہ نہیں کر دیا جاتا۔ بنابریں اسمیں کئی پیران ہشتاد و صد سالہ اور پچاس پچاس برس سے لفٹنٹ پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک جرمن وقایع نگار لکھتا ہے کہ اُسنے ایک ۹۳ سالہ لفٹنٹ کرنیل[1] در ایک سو برس عمر کے بریگیڈیر کو فوج نظام[2] میں داخل دیکھا۔ اور برعکس اسکے کئی مارشل (مشیر جو سب سے اعلے جنگی عہدہ ہے) چالیس برس سے بھی کم عمر کے تھے۔ چنانچہ اس زمرہ میں عثمان پاشا بھی تھے۔ علاوہ بریں میں نے کئی کپتانوں کو دیکھا جنکی عمر ابھی بیس برس کی بھی نہیں ہوئی تھی +

اِس موقعہ پر یہہ بتا دینا میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ سلطنت عثمانیہ کے جنگی کالجوں میں جو تعداد میں چالیس ہیں طلبار کو بالکل مفت (یعنی بلا اخذ فیس اور سرکاری خرچ پر) تعلیم ملتی ہے +

عثمانیہ فوج کو یہہ گھاٹا ہمیشہ رہا ہے کہ ادنے درجوں کے افسر اسمیں ضرورت سے کم رہے ہیں۔ اور غالباً اسی وجہ سے میری خدمات کو قبول کیا گیا۔ اعلے تعلیم یافتہ اور عمدہ اخلاقی جرأت و حوصلہ کے نوجوانوں کی جنکی موجودگی سپاہیوں کے جوش و ہمت پر اچھا اثر ڈالنیکا باعث ہو سکتی تھی بڑی خوشی کیساتھہ قبول کیا گیا۔ جنگی محکمہ نے مجھ اطمینان دلادیا کہ جنگی قواعد و مشق کے ابتدائی اصول سیکھ لینے اور کچھہ عرصہ قابل تعریف طریق سے بطور معمولی سپاہی کے امیدواری کرنیکے بعد مجھکو مکتب حربی میں دوم لفٹنٹی کے امتحان میں شریک ہونیکی اجازت دیدیجائیگی۔ اور کامیاب ہو جانیکی صورتمیں مجھے فوج نظام میں داخل کر کے میدان جنگ کو جسکا دقوعہ میں آنا اغلب معلوم ہو رہا تھا بھیجدیا جائیگا۔ اس امتحان کی نسبت جو کچھہ میں نے معلوم کیا اُس سے مجھے یقین ہو گیا کہ کسی مزید تیاری کے بغیر میں اُس میں اپنی موجودہ تعلیم کے طفیل جو والدین کے زیر سایہ میں نے حاصل کی تھی کامیاب ہو سکونگا +

---

[1] لفٹنٹ کرنیل کے پاس ماسوا اپنے رجمنٹ کی اور بریگیڈیر کے پاس ایک بریگیڈ کی جس میں دو یا زیادہ رجمنٹیں ہوتی ہیں نگہبان ہوتی ہے +

[2] ایسی فوج جو ہر وقت حاضر باش رہے۔ جیسا کہ ہمارے ہندوستانی تقریباً کل فوج ہے۔ برخلاف اسکے ریزرو فوج کے سپاہی صرف بوقت ضرورت یا بالفرض قواعد و مشق اوقات معینہ پر گھروں سے بلائے جاتے ہیں + مترجم

میں بار کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس اثناء میں افسر اور ہم رتبہ اشخاص مجھ سے نہایت ہی مہربانی اور بدرجۂ غایت خاطر و مدارات سے پیش آتے رہے۔ بعض ناظرین کو گو یہ عجیب امر معلوم ہوگا۔ مگر اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ اس زمانہ اقامت کو میں جب یاد کرتا ہوں خوشی کیساتھ یاد کرتا ہوں۔ سلیمیہ بارکیں زمانہ حال کی تعمیر شدہ ہیں۔ انکی عمارت نہایت خوبصورت۔ وسیع اور باوقار ہے۔ اور انکا اندرونی (یعنی سپاہیوں کی رہائش و خورد و نوش وغیرہ کا) انتظام نہایت ہی پسندیدہ ہے۔ بلحاظ حفظ صحت۔ ہوا۔ روشنی۔ وسعت۔ حسن ترتیب اور آمد و رفت ہوا اور روشنی کا انتظام۔ اور خوابگاہیں جیسی کہ چاہئیں ویسی ہی تھیں۔ مگر باوجود یکہ سخت نگرانی ہوتی ہے۔ تقریباً تمام بارکوں میں غسل خانے موجود ہیں اور قرآن شریف۔ دنیں کئی دفعہ جسم کا اکثر حصہ دھونے (یعنے وضو) کا حکم دیتا ہے۔ تاہم ترکی سپاہی بالطبع کچھ ایسے بہت صفائی پسند نہیں اور اسلئے جو یورپین بحیثیت سپاہی عثمانیہ فوج میں داخل ہو وہ عثمانیہ سپاہیوں کی صحبت و مجلس میں چنداں خوش نہیں رہ سکتا۔ ناصفائی کی علاوہ انمیں ایک اور رنگین تر قباحت[1] بھی پائی جاتی ہے۔ جسکی توضیح کرنیسے پاس حیا و شرم مانع ہے۔ جن (یورپین)

[1] ۔ ناظرین سیاق عبارت سے مسٹر ہربرٹ کا عندیہ سمجھ گئے ہوں گے۔ اسلامی ممالک میں اسکے وجود سے نہایت شرم کے ساتھ قبول کرنا پڑتا ہے کہ کسیطرح انکار نہیں ہو سکتا۔ یہ ایسی قابل افسوس و نفرت انگیز حرکت ہے کہ مجھے کئی دفعہ اس عبارت کو ترجمہ میں بالکل چھوڑ دینے کا خیال ہوا۔ مگر مترجمانہ دیانت نے اسے گوارا نہ کیا۔ اور اگر مسٹر ممدوح اسکے ضمن میں اسلامی احکام پر چوٹ نہ کر جاتے تو میں اوپر سے سرسری عبور کر جاتا۔ مگر کل عبارت کا ترجمہ دیدینے کی صورت میں مجھپر انکے الزام کی تردید کرنا لازمی ہو گیا ہے۔ یہ قبح بعض خالص اسلامی ممالک و ایران و افغانستان) میں اس قباحت کے وجود کو تسلیم کر چکا ہوں مگر ترکی میں اور پھر خالص ترکی قوم میں اسکو ویسا ہی عالمگیر تسلیم کرنے میں جیسی کہ وہ ایران کے امصار یا کابل میں ہے مجھے بہت کچھ تردد ہے۔ ترکوں کی نسبت مسلم ہے کہ انکو اپنی اولاد اور قبائل سے بے اندازہ محبت ہوتی ہے۔ اور جس شخص کو اپنی بیوی سے دلی تعلق و الفت ہو وہ کبھی ایسی نالائق حرکت کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ صاحب ممدوح اسکو مرد و عورت کے ناجائز تعلق یعنے زنا کے متعلق اسلام کے سخت احکام و حدود اور پاکدامنی کی سخت تاکید کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ لیکن اگر وہ گذشتہ و موجودہ تاریخ عالم پر نظر دوڑاتے تو انکو شریعت اسلامی کو اسکا موجب قرار دینے کی جرأت نہ ہوتی۔ قوم لوط میں کونسی اسلامی شریعت رائج تھی؟ اور رومانیوں کے زمانہ میں کیا پیغمبر اسلام کے احکام نافذ تھے؟ کہ اکثر مورخ خود اس قلا سفر کو اس علت بد کا عادی لکھ گئے ہیں۔ جرمنی کا نامور قیصر فریڈرک اعظم کب احکام اسلامی کا تابع ہوا تھا۔ اور اگر صرف شریعت محمدیہ ہی اسکی موجب ہے تو عرب و مصر۔ ممالک افریقہ۔ جزائر ملایا اور ہندوستان کے اکثر مسلم اسکے نام تک سے کیوں ناآشنا ہیں؟ عورتوں کی پردہ داری اور مرد و عورت کے عام میل ملاپ کے عدم رواج کو اسکا باعث قرار دینا سخت غلطی ہے۔ مسٹر ہربرٹ مہذب انگلستان و فرانس اور دیگر ممالک یورپ کو جہاں کی نسائے فیشنبل عورتیں عصمت و عفت کی پروا

[1] ۔ فرانس میں تو اس قباحت کا ایسا زور ہوا ہے کہ الامان۔ کئی بڑی بڑی حسین و نازنین رونق محفل لڑائیوں کی نسبت آخر معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ دراصل مہ وشوں لڑکے ہیں +

اشخاص کو بلاد مشرق میں سفر کرنیکا موقع ملا ہے وہ بآسانی سمجھ لینگے کہ مَیں کس امر کیطرف اشارہ کر رہا ہوں۔ یہہ قباحت بدقسمتی سے اُس اسلامی اصول کا نتیجہ ہے جو عفت و عصمت کے متعلق قایم تو نیک نیتی سے کیا گیا تھا مگر اُسکا نفاذ فاطلاق درست نہیں ہُوا۔ خرابی مذکورہ اس امر کی مَیں مثال دے کر اگر ایک طرف سے (بقیہ بحث اناث کیطرف سے مردوں کو)

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ نہیں کرتیں یہہ لکھتے وقت شاید بھول گئے تھے۔ باوجود اسقدر آزادی ہونیکے وہاں یوں اسکا رواج ہے! اور دن بدن رُو بہ ترقی ہے؟ حتّٰی کہ جن اسلامی علاقوں میں اسکا رواج ہے۔ وہاں کی مستورات بھی کچھہ ایسی عفیفہ مشہور نہیں۔ ایران و افغانستان کے صرف شہروں نہیں بلکہ بلیسانہ بدعت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ کابل کی مستورات کی ایک خاص صفت عام مشہور یہی کیفیت ایران کے شہروں کی ہے۔ جن میں ابھی متعہ کے سبب عورت کا حصول (بردے عقائد شیعہ) جائز طریق سے بھی بیحد آسان ہے اسکا رواج ہندوستان میں بھی ہے مگر زیادہ تر غیر مسلم اقوام میں جنکے ہاں کوئی پردہ نہیں اور عورتوں کو عام آزادی ہے۔ ان واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ اس علت کا موجب اسلامی احکام سے ماسوا کسی اور جگہہ تلاش کرنا چاہئے۔ اور وہ مقام زیادہ تر فوجی بارکیں اطفال کے حیلخانے یا بورڈنگ ہوس لینگے۔ یہہ بدعت کسی خاص قوم یا ملک سے مخصوص نہیں۔ سب سے اوّل انسانی فطرت کا قصور ہے اسکے بعد کثرت تمول و عیاشی جو انسان کو طرح طرح کی بد ذاتیاں سوجھاتی ہے۔ اور سب سے آخر مگر وجیہہ مقدم زیر نگرانی اور پابند امر و نواہی تو انکا اجتماع اور آسانی مواقع خواہ کہیں اور کسی قوم میں ہو۔ یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ یورپین عیسائی فوجوں اور ہندوستان کی گورہ فوج کیساتھہ لازمی طور پر کسبیاں رہتی ہیں۔ مگر یہہ قباحت انہیں بھی بکثرت ہے۔ اور دُنیا میں مہذب سے مہذب ملک کے بورڈنگ (زنانہ ہوں یا مردانہ) اس علت سے خالی نہیں۔ اسلئے کہ فوجی یا بورڈنگی نگرانی رہ کر شریعت اسلامی (انکی آزادی میں حائل ہوتی ہے اور تقاضائے فطرت کے پورا کرنے کے لئے ہر وقت کی صحبت و ہمقریبی بے اندازہ آسانیاں پیدا کر دیتی ہے۔ مسٹر ہربرٹ اگر کسی اور ملک کی فوج میں رہتے جہاں جبریہ خدمت کا رواج ہوتا تو انکو وہاں بھی یہی تجربہ حاصل ہوتا کیونکہ اس قاعدہ کی وجہ سے عموماً سترہ سترہ اور اٹھارہ اٹھارہ برس کے لونڈے بھرتی کئے جاتے ہیں۔ ہندوستان کی دیسی فوج میں اسکا نام بھی نہیں پایا جائیگا کیونکہ اسمیں عموماً پختہ عمر کے نوجوان داخل ہوتے ہیں۔ اور اسلئے انکو اپنی سوسائٹی میں کوئی ذریعہ اس شیطانی خواہش کے پورا کرنے کے لئے نہیں ملسکتا۔ میں اس بحث کو اور زیادہ طول دینا پسند نہ کرکے یہیں ختم کر دیتا ہوں۔ مسٹر ہربرٹ اسی کے متعلق حاشیہ میں حسب ذیل لکھتے ہیں! "یہہ علت خوفناک حد تک ایشیائی ترکی۔ بالخصوص بغداد میں جہاں یہودی بھی اسکے مرتکب ہوتے ہیں اور ایران میں پھیلی ہوئی ہے"! اس حاشیہ پر میں اسقدر اور ازیادہ کر دیتا ہوں کہ بغداد میں بھی مستورات کی عفت و عصمت کی جو کیفیت ہے وہ سیاحوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ جسکے اکثر نمونے بالحاظ مذہب و ملت بغداد کی۔ مسلمان۔ یہودی اور عیسائی عورتیں) لاہور۔ بمبئی۔ کراچی۔ اور کلکتہ وغیرہ کے چکلوں میں دکھائی دے رہی ہیں۔ مترجم +

بالجبر مختار اور پاکدامن رکھا جائے تو اس سے ایک دوسرا عجیب پیدا ہو جائیگا جو اُس عیب سے بھی جسکے دفعیہ کے لئے جبریہ پاکدامنی کا حکم دیا گیا نہایت نرا اور بدتر ہے۔ جو تجربہ مجھے ان فقرات کے لکھنے کا محرک ہوا ہے وہ مجھکو کُل دوران جنگ میں ہوتا رہا۔ میں نے اس ناگوار معاملہ کیطرف اس جگہ تو اشارہ کر دیا ہے۔ مگر آئندہ پھر نہیں کرونگا۔ سلیمیہ بارکوں میں افواج حفاظت دار دل شاہی (گارڈز کور) کی پلٹنوں کی ماسوا جوان میں مُدامی طور پر رہتی ہیں فوج پیدل کی کئی پلٹنیں اور چند باتریاں (دیہے باتریوں کے سپاہی افسر) بھی مقیم تھیں۔ میجر کے رتبہ تک کے کُل افسر بارکوں میں سوتے تھے۔ ان میں سے چند ایک متاہل بھی تھے۔ وہ میں نہیں جانتا اپنے خانگی معاملات کا انصرام کسطرح کرتے تھے۔ میرا قیاس ہے کہ ان کے قبایل کے لئے (بارکوں میں یا اُن کے متصل) علیحدہ مکانات ہونگے۔ اور وہ وقتاً فوقتاً رواروی گھر و نہیں ہوآتے ہونگے۔ کمپنی کے تمام افسر ایک کمرہ میں سوتے تھے۔ فوجی خدمت گو اُن کے آرام دہ زمانوں کی نسبت زیادہ شقت طلب تھی۔ مگر فی الجملہ سہل و نرم تھی۔ نظام و انتظام بھائیت سخت تھا۔ مگر جہانتک سپاہیوں اور نن کمیشنڈ افسروں کا تعلق تھا اُسی تکلیف دہ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ البتہ افسر بعض بیہودہ پابندیوں سے سخت آزردہ تھے۔ مثلاً انکو عام تفریحگاہوں (کاغذخانہ وغیرہ سبھو قسم) میں جانیکی اجازت نہ تھی۔

ہم نے نہایت سرگرمی کیساتھ قواعد سیکھنی شروع کی۔ دو دن میں ترکی فوجی احکام (جسے بولی ہی کہتے ہیں) سیکھ لئے۔ اور پندرہ دنوں کے ختم ہونے پر جسقدر کہ ترکی میں ایک سپاہی سے توقع کیجا سکتی ہے اُسقدر قواعد میں بخوبی مشاق ہو گیا۔ کیونکہ وہاں مانورات (فوجی نقل و حرکت) مصنوعی لڑائیوں۔ فوج کثیر کا ایک ساتھ میدانی مشق و قواعد کرنا۔ کھلے میدان میں خیموں میں رہنا (ماسوا مستقل چھاونیوں کے جو تعداد میں بیشمار ہیں اور جہاں خیموں میں بھی بیحد آرام ملتا ہے) چھاونیوں سے باہر مضافات میں فوج کو۔ دو۔ یا زیادہ حصوں میں تقسیم کرکے انکو ایک دوسرے کے بالمقابل مارچ کرانا اور اسی طرح کی تمام دوسری مشقوں کا جو سپاہی کو لڑائی کے لئے عملی طور پر تیار کرتی ہیں۔ کوئی وجود نہیں۔ یا کم از کم ۱۸۵۵ء میں نہ تھا۔ حتی کہ چاندماری کی مشق بھی بڑی بڑے لمبے وقفوں کے بعد گاہ گاہ کرائی جاتی جتنے دنوں میں سلیمیہ میں رہا۔ کوئی چاندماری نہ ہوئی۔ البتہ چند کمپنیوں کو سپر سے

۱؎ فوجی افسر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو بروئے پروانہ و سند شاہی و زیر جنگ کے حکم سے تعین ہوں یہ کمیشنڈ افسر کہلاتے ہیں اور وہ النسائین (لفٹنٹ سے چھوٹا عہدہ دار) سے لیکر مارشل تک ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ جنکو رجمنٹ کا افسر اعلےٰ یا کمانڈنگ آفیسر سپاہیوں سے ترقی دیکر یا بھرتی کرکے افسری کا عہدہ دے۔ یہ نن کمیشنڈ کہلاتے ہیں۔ یورپین دگورہ افواج میں کارپورل و سارجنٹ اسی زمرہ میں ہوتے ہیں۔ اور دیسی فوج میں نائک سے لیکر رسالدار بہادر تک۔ مترجم

۲؎ مجھو یا بندیوں کی وجہ معلوم نہیں ہوئی۔ یہ کہا جاتا تھا کہ کوئی مذہبی وجہ ہے۔ مگر وہ نہایت بے اصولی کیساتھ کبھی منسوخ اور کبھی قائم کر دیجاتی تھیں مصنف ۳؎ یہ قسطنطنیہ کا مضافاتی محلہ ہے جو خلیج شاخ زرین کے شمالی حصہ کے ساحل پر محمد غاصکوئی کے قریب ہے۔ مترجم

پرے کے میدان نشانہ بازی کو جو حال میں تیار کیا گیا تھا۔ دور سے نشانہ بازی کرنے کی مشق کے لئے بھیجا گیا تھا مجھے سپاہیوں کی زبانی معلوم ہوا کہ فی ترک سپاہی بالاوسط بمشکل بارہ کارتوس سال بھر میں چاند ماری کی مشق پر خرچ کرتا ہے!! اسکی بڑی وجہ کفایت شعاری تھی +

ہمکو تین مختلف جماعتوں میں الگ الگ قواعد سکھائی جاتی تھی۔ ایک تو چھ چھ آدمیوں کی ٹولیاں ہوتی تھیں جو کارپورلوں یا سارجنٹوں کے زیر کمان ہوتی تھیں۔ دوم۔ پچاس پچاس سپاہیوں کی جماعتیں جو لفٹنٹوں کی کمان میں ہوتیں۔ سوم۔ ساری کمپنی (ایکسو آدمی) کی قواعد۔ مگر کسی ساری پلٹن نے کبھی ایک ساتھ قواعد و مشق نکی۔ اور صرف دو دفعہ ہم نے اپنی معمولی قواعد گاہ سے باہر جاکر مشق کی +

میری آسودہ حالی اور مفروضہ انگریزی قومیت کی وجہ سے ہمجولیوں میں سے فی الفور میرے بیشمار دوست اور تعریف کنندہ پیدا ہوگئے۔ میں اپنا کھانا باہر سے خریدتا تھا اور روزانہ سرکاری راشن کا بہت سا حصہ ساتھیوں میں تقسیم کر دیا کرتا تھا۔ راشن کی مقدار و تفصیل حسب ذیل ہوتی تھی۔ دو چھوٹی ابلی روٹیاں۔ گوشت بزچال مکھن۔ نمک۔ تیل اور پیاز کی کافی مقدار۔ یہ چیزیں مکھن کے سوا سب عمدہ قسم کی ہوتی تھیں ایک موم بتی۔ صابن کی ایک ٹکیا۔ اور کھانا پکانے کے لئے کچھ ایندھن اور کوئلہ۔ سلیمیہ بارکوں میں پانی عمدہ تھا۔ مگر استنبول کی بارکوں کے پانی کی نسبت مجھے معلوم ہوا کہ بہت ہی برا ہے۔ جو کارپورل اور سارجنٹ ہمارے نگران اور قواعد سکھانیوالے تھے۔ انکو میں تمباکو یا دیگر تحائف سے خوش رکھتا تھا۔ مگر نقد روپیہ کی رشوت کبھی نہ دی +

ترکی فوج کے انتظام میں عجیب بات کمپنیوں کا طریق ہے۔ تم کسی خفیف سے معاملہ مثلاً مکھن کے ناقص و خراب ہونیکی شکایت کرو۔ جھٹ اسکی تحقیق و تنقیح کے لئے لمبی چوڑی کمیشن مقرر ہوجاویگی۔ جو اس معاملہ کی کئی مہینوں کے بعد رپورٹ دیگی۔ ہر روز تقریباً آدھی درجن کمیٹیاں اسیقدر مختلف معاملات پر نشست کرتی رہتی تھیں۔ ان میں سے بعض فی الحقیقت ایسے خفیف معاملے ہوتے تھے کہ کارپورل ایسا ادنے افسر انہیں چند لفظوں میں درست کرسکتا۔ اسلام[1] یعنے ترکی گورنمنٹ۔ کیونکہ یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ سست الوجود دعائی داناؤں کی چھوٹے چھوٹے اجتماعوں اور مجالس کو بہت ہی پسند کرتا ہے۔ یہ وہ مرتد ہے جسمیں ترک خفیف ترین اور اہم ترین دونوں طرح کے معاملات کو قابل تعریف انصاف اور ناطرفداری کے ساتھ معیسان نتیجے کے جو ہمیشہ صفر ہوتا ہے دفن کر دیتے ہیں۔

---

[1] مسٹر برٹ شاید حکم ربانی "وشاورھم فی الامر" پر طنز کر رہے ہیں۔ مگر کیا انھیں یہ فراموش ہوگیا ہے کہ اس ارشاد الٰہی کے پہنچانیوالے رحمۃ للعالمین (فداہ روحی) کے زمانہ مبارک سے کئی صدیوں بعد اسی اصول پر کاربند ہوکر دنیا کے اکثر عیسائی ممالک میں پارلیمنٹ۔ مجالس شوریٰ اور ہر ایک معاملہ کے متعلق کمیٹیاں قائم ہوتی ہیں اور اسکے ازلی و ابدی صداقت و درستی کی کل دنیا قائل ہوتی چلی جارہی ہے۔ مترجم +

(یعنے ان کمیٹیوں کی تحقیق و تنقیح میں اسقدر وقت صرف ہوتا ہے کہ جس ضرورت یا مدعا کیلئے وہ مقرر کیگئی نہیں فیصلہ صادر ہونے تک اُسکا وجود یا احتیاج باقی نہیں رہجاتی +

میرا یقین ہے کہ مجھے دردی بہت ہی سجتی تھی۔ بہرحال میں اپنے دل میں تو بہت نازاں تھا اور مزے لے کر یہہ خیال کیا کرتا تھا کہ حامی دین کی اپنی نئی شاندار حیثیت میں شوارع عام یا سیرگاہوں میں متکبرانہ گل گشت کرتے وقت اکثر راہ گذر معشوقوں کی نرگسیں آنکھیں محبت بھری نگاہوں سے میری طرف تکتی رہتی ہیں +

جو ہدایات (صیغہ حرب کیطرف سے) مجھکو دیگئی تھیں اُنکی تعمیل میں میں ہر روز صبح شام کی نمازوں میں حاضر ہوتا تھا۔ اور کل دوران جنگ میں میرا یہی قاعدہ رہا۔ میں مسجد میں داخل نہیں ہوتا تھا۔ جمعہ کے دن ہزاروں تماشائیوں کے روبرو ہفتہ وار پریڈ ہوتی تھی +

بارکوں میں ہر شخص جنگ کا ذکر اور اپنی اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق اُسکے لئے تیاریاں کرتا رہتا اور اپنے فہم و ادراک کے مطابق اُسکے نتیجے کے متعلق پیشگوئیاں کرتا تھا۔ کل سپاہی جوش سے بھرے ہوئے اور لڑائی کے لئے بیقرار تھے۔ یعنے جہانتک کہ ترکوں ایسے بالطبع بے پرواہ لوگ جوشیلے اور بیقرار ہوسکتے ہیں فوج کی عام حالت بلحاظ حوصلہ و جرأت اور ثابت قدمی عمدہ تھی +

میری کمپنی کے افسر میرے ساتھ لحاظ و مروت سے پیش آتے۔ وہ مجھی اکثر اپنے کمرہ میں مدعو کرتے جہاں وہ میرے خرچ پر سگرٹ اور قہوہ اُڑاتے۔ قہوہ جسکے کل ترک شائق ہیں ہمیشہ سرکاری راشن کے ساتھ نہیں دیا جاتا فقط گاہ گاہ بطور زائد چیز ملتا تھا۔ یہہ افسر آفندی انگلز (مصنف اپنی ذات سے مراد لے رہا ہے۔ اسکے لفظی معنے انگریز صاحب کے ہیں۔ جس خطاب سے ترک اسکو پکارتے تھے۔ مترجم) کی بالخصوص اور عظیم الشان انگریزی قوم کی بالعموم تعریف و توصیف کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لیجانیکی کوشش کرتے رہتے۔ کپتان نے مجھسے (ایک ترکی) لیرہ (جو ۱۰ شلنگ کے برابر ہوتا ہے) قرض لیا۔ اور میرے اس سلوک سے خوش ہوکر (حلف اوٹھائی کہ میں ہمیشہ تمہارا دوست و بھی خواہ رہونگا +

ترکی سپاہی جب فرض منصبی ادا نہ کر رہا ہو تو بازار یا شوارع میں افسروں کو سلام نہیں کرتا۔ جن افسروں کی آپس میں ذاتی طور پر جان پہچان نہ ہو وہ بھی ایک دوسرے کو سلام نہیں کرتے۔ ترک افسر کی تمدنی و معاشرتی حیثیت فرانسیسی۔ جرمن یا آسٹرین افسر کی حیثیت سے کم ہے (جسطرح آخر الذکر سوسائٹی میں معزز سمجھی جاتی ہیں

لہ۔ مسٹر ہربرٹ صاحب کا اس واقعہ کا ذکر کرنیسے یہہ مطلب نہیں کہ ترکوں کی سخت ظاہر کرے۔ بلکہ وہ ایک طرح سے یہہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اُسوقت خزانہ کی فی الواقع تباہ حالت اور تنخواہوں کی عدم وصولی کی وجہ سے ترکی سپاہی اور افسر نقدی کی شکل کو ترسنے لگ گئے تھے +

اور دوسرے لوگ انکی صحبت کے شائق رہتے ہیں ویسی حالت ترکی افسروں کی نہیں)۔ رفیقانہ اور ہمجلیسانہ گرم جوشی و خلوص و اتحاد اور یکدلی ترکی افسروں میں کم ہے +

سلیمیہ بارکوں میں مجھے سب سے عجیب بات یہہ دکھائی دی کہ نماز کے سوا وہانکی کسی چیز میں شرقیت و (ایشیائی پن) کی بُو تک نہ پائی۔ کُل عملہ فعلہ۔ اندر باہر۔ عمارت۔ انتظام اور زمرہ کا دستور العمل ٹھیٹھ یورپین طریقہ پر ہے۔ اگر انمیں ترکی زبان نہ بولی جاتی ہو اور گندم گون ترکوں کی بود و باش نہ ہو تو اجنبی کو داخل ہوتے ہی یہہ خیال گذر جائے کہ میں لندن میں ہوں۔ البتہ یہہ فرق ضرور ہے کہ وہ انگلستان کی تمام بارکوں سے بدرجہا نفیس اور عمدہ ہیں اور انکا موقعہ نہایت ہی دلفریب اور خوبصورت ہے۔ سلیمیہ والونکی روزانہ طرز معاشرت سے ظاہر ہو رہا تھا کہ جنگ کے لئے سلسل سرتوڑ تیاری ہو رہی ہے۔ مگر سرعت و گرمی کی باوجود وہ فی الجملہ باقاعدہ اور باضابطہ تھی۔ کُل مُلک میں یہی کیفیت سیر کے مشاہدہ میں آئی۔ پلٹنیں آ رہی اور چلی جا رہی ہیں۔ رنگروٹ جوق در جوق ہر روز بھرتی ہو رہے ہیں۔ اسلحہ اور گولہ و بارود (میگزینوں سے نکالکر) منتظمین کے سپرد ہو رہے ہیں اور جہاں جہاں ضرورت ہے اُن مقامات کو بھیجے جا رہے ہیں اور افسران اعلیٰ سب کاموں کی ہر وقت نگرانی کر رہے ہیں +

ترکی فوج پیدل کی وردی حسب ذیل ہے:۔ بالکل سادہ نیلگوں چھوٹا کوٹ۔ نیلی پتلون جسکا نچلا حصہ بوٹ کے اندر کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ نہایت ہی کارآمد اور واقعی عمدہ بڑا کوٹ۔ سیاہی مائل نیلی رنگ کا عمدہ سرتوپ۔ جبا برش و برفباری میں سر پر ڈال لیا جاتا ہے۔ اور منہ بھی عالم خوبصورت سیاہ پشم کے پھندنے والی سرخ فس[1] (ترکی ٹوپی) پیدل فوج میں کوٹوں کے سامنے اور کنھوں کے بلّے سرخ رنگ کے اور پاجامہ (طلیعون) کے سبز رنگ کے ہوتے ہیں۔ طلیعہ جو جرمن فوج کے جانگیر کے مشابہ ہیں جلد نشانہ چلانے اور فوج سے آگے آگے رہکر متفرق طور پر غنیم پر گولیاں چلانے والے فرض کئے گئے ہیں۔ مگر انکی تربیت اور مولی پیدل سپاہی کی تربیت میں اس امر کے سوا اور بہت ہی کم فرق ہے۔ کہ چاسیر ونکی ہر ایک پلٹن کی نسبت فرض کر لیا گیا تھا کہ اُسکے ساتھ دو ہٹ در قطعہ قسم کی) دھلکی توپیں بھی ہوتی ہیں جن میں سے ہر ایک کو دو بارکش گھوڑے اور چھ

[1] یہہ ٹوپی ابتداء میں مراکو کے مشہور شہر فیض میں تیار ہوتی تھی۔ اور اسی مناسبت سے اسکا نام بھی فیض (یا ترکی لہجہ میں فس) پڑ گیا۔ اور چونکہ ترکوں نے اسکو اپنے لئے مختص کر لیا۔ دنیا میں وہ ترکی ٹوپیوں کے نام سے مشہور ہو گئیں۔ رفتہ رفتہ اسکی ساخت ٹیونس اور فرانس و آسٹریا و جرمنی میں بھی شروع ہو گئی۔ ترکی میں اب تھوڑے عرصہ سے انکی ساخت کیلئے سرکاری کارخانہ قائم ہوا ہے۔ مگر وہاں ابھی اسقدر تھوڑی تیار ہوتی ہیں کہ سرکاری ملازمونکو اور سپاہیوں کیلئے کفایت نہیں کر سکتیں اور خود عام ترکوں کو بھی بمنظور سابق ممالک غیر سے انکو خریدنا پڑتا ہے ہندوستان میں خاص ترکی کی بنی ہوئی ٹوپیاں ابتک مطلقاً نہیں آئیں سب خاکسار مترجم انکو منگوانیکا انتظام

ہیں۔ مگر ان پلٹنوں میں فی الواقع یہ توپیں ہمیشہ نہیں پائی جاتی تھیں۔

بوٹوں کے سوا جو بالکل نکمے تھے باقی وردی کی ساخت اور کپڑا عمدہ تھا۔ میں اپنے بوٹ پہنتا رہا۔ پیدل سپاہی کا اسلحہ۔ پی باڈی مارٹینی رائیفل اور تلوار نما سنگین تھے +

میدان کارزار کو جاتے وقت سپاہی کے پاس سفری سامان بہ تفصیل ذیل ہوتا تھا۔ کیسہ جسمیں اسنے کارتوس آتے تھے۔ پانی رکھنے کی بوتل۔ اور ٹاٹ کی ایک بڑی خورجی یا تھیلہ۔ جسمیں ہر ایک چیز جو سپاہی ساتھ لیجانا چاہے ڈال دیجاتی تھی۔ ترکی سپاہی کا مقولہ ہے کہ اپنی اشیا کا میں خود ہی بہترین حمال ہوں۔ چنانچہ وہ جسقدر چیزیں تھیلہ اور اپنی جیبوں وغیرہ میں بھر سکتا ہے اپنے ساتھ اٹھا لیجاتا ہے +

فوج سواران کی وردی سوائے سر کی پوشاک کے فوج پیدل کے مشابہ ہے صرف اتنا فرق ہے کہ بعض رجمنٹوں میں وردی کا رنگ نیلے کے بجائے خاکی ہے۔ سوار سر پر بھیڑ کی کھال کی ٹوپی جسے قلپاق کہتے ہیں پہنتے ہیں۔ ان کے اسلحہ وزنی تلوار۔ دیچشری پی ٹنگ (کئی کارتوسونوالی) رائیفل اور ریوالور ہیں۔ نیزے صرف انہیں رجمنٹوں کے پاس ہیں جو افواج حفاظت شاہی (گارڈز) سے متعلق ہیں۔ بعض رجمنٹوں کے پاس اسوقت۔ یعنے ۱۸۷۸ء تک چرکسی تلواریں تھیں۔ ان تلواروں کی تعریف و توضیح ذیل میں درج ہے۔ گھوڑے ناقص اور تھوڑے تھے +

چرکس بیقاعدہ سوار اپنی دیسی فوق البشرکی فوجی پوشاک پہنتے ہیں جس سے باتصویر اخبارات کے دیکھنے والے ناواقف نہیں۔ وہ کارتوس چرمی پٹڑیوں میں جو کندھے پر دار پار ڈالے جاتے ہیں چھاتی پر قرینہ دار رکھتے ہیں۔ انکی تلواریں سبک اور سیدھی سادھی قبضہ کی۔ جنمیں ہاتھ کے بچاؤ کے لئے کوئی روک نہیں ہوتی کاسکو انکی تلواروں کے مشابہ تھیں جسکو آخر الذکر چرکھا پکارتے ہیں۔ سب کے پاس کاربینیں۔ (چھوٹی بندوقیں) اور اکثر کے پاس نیزے۔ ریوالور اور خنجر بھی تھے انکے گھوڑے باقاعدہ فوج کے سواروں سے عمدہ تھے +

فوج توپخانہ کی وردی پیدلوں سے خوبصورت اور زیادہ وضعدار ہے۔ توپچیوں کی نیلے چھوٹے کوٹوں پر انگریزی رسالہ ہوزار کے کوٹوں کی طرح فیتہ وڈوریکا کام ہے۔ وہ پیٹی کوٹ سے نیچے پہنتے ہیں۔ انکے سر کی پوشش وہی ترکی ٹوپی ہے۔ سوار دنکی تلوار دریوالور انکے اسلحہ ہیں۔ توپیں کرپ کارخانہ کی[1] بنی ہوئی تھیں۔ توپخانہ میں گھوڑے کم اور ناقص اور اکثر باتریوں میں تعداد مطلوبہ سے بھی تھوڑے تھے۔ ایک باتری میں چھ توپیں ہوتی ہیں۔ گولہ دبارود کی ہر باتری میں چھ گاڑیاں ہوتی لازمی ہیں۔ لیکن عموماً اس سے

---

[1] کرپ جرمنی کے ایک مشہور کارخانہ توپ سازی کے مالک کا نام ہے۔ جس کی توپیں فی زمانہ کل دیگر اقسام کی توپوں پر فوقیت رکھتی ہیں۔ اسکا کارخانہ کئی مربع میلوں میں ہے۔ اور اسکی آمدنی اکثر چھوٹے چھوٹے ملکوں سے زیادہ ہے۔ مترجم +

کم ہوتی ہیں۔ روسی توپخانہ کی باتری میں آٹھ توپیں ہوتی ہیں البتہ کاسک توپچیوں کے اسپی توپخانہ میں فی باتری چھ توپیں ہی ہوتی ہیں۔

کمسریٹ و باربرداری کیلئے دو پہیہ یا چوپہیہ ہلکی گاڑیاں تھیں جو ترکی کی خراب سڑکوں اور سلسلہ کوہ بلقان پر سے گذرنے کے لئے نہایت مناسب تھیں۔ ان میں عموماً بیل اور بعض میں گھوڑے جوتے جاتے۔ اِن کے علاوہ بارکش گھوڑے بھی تھے جنکے عوض بعض وقت خچریں استعمال میں لائی جاتی تھیں۔ ہر پلٹن کے ساتھ ۸ بارکش گھوڑے اور دو گاڑیاں یعنی فی کمپنی (فی پلٹن ۸ کمپنیاں ہوتی ہیں) زاید گولی بارود کیلئے دو گھوڑے اور افسران پلٹن کے اسباب کیلئے باقیماندہ دو گھوڑے اور خیمون۔ اوزاروں اور اسباب پر چیخانہ کیلئے گاڑیاں ہوتی تھیں۔ جو سپاہی گاڑیوں اور ٹٹو و نیز مامور ہوں وہ ارابجی (ارابہ ترکی میں گاڑی کو اور ارابجی گاڑیبان کو کہتے ہیں) کہلاتے ہیں۔ باقاعدہ کمسریٹ کا کوئی انتظام نہ تھا۔

ترکی فوج میں مہمی انجنیر بہت کم بلکہ نہ ہونیکے برابر دکھائی دیئے۔ پلٹونا میں ہمارے سا تھ انکی ایک کمپنی تھی۔ مگر جنگی انجنیری میں فوج پیادہ کی اکثر پلٹنیں ان انجنیروں سے زیادہ ماہر تھیں۔

بوٹوں کے سوا ترکی سپاہی کی پوشاک اور وردی پر کوئی حروف نہیں رکھا جا سکتا۔ یہہ وردی عمدہ سادی۔ خوبصورت۔ پائیدار۔ کم خرچ اور موزون ہے۔ مگر اسمیں ایک نقص بہت بھاری ہے جسکو اعلےٰ احکام بری طرح سے نظرانداز کر رہے ہیں۔ یہہ قومی طرز لباس اور مزاج کے منقبض ہے۔ اور سلے ٹوپی کی اور سب طرح سے ترکی لباس سے مخالف اور فرنگیانہ و کرسٹانی وضع کی ہے۔ اور سپاہی بھی دل میں اُسے ناپسند کرتا ہے۔ ترکوں کا پیارا اور قومی لباس یہہ تھا۔ چھوٹی کشادہ نیلی جاکٹ کھلا چوغہ سُرخ پٹکا کھلا پائجامہ۔ اور جوتی چمڑے کے بُنے ہوئے گیٹس ہوں۔ یہہ لباس اب صرف گارڈز فوجکی ذوالعوف[1] رجمنٹیں پہنتی ہیں۔ البتہ ۱۸۳۵ء میں اکثر پیدل پلٹنوں کی ابھی تک یہی وردی تھی۔ فس کی جگہ فضول و بیہودہ لمبی ٹوپی یعنے کیپی[2] رواج دینے کی کوشش کرنا سفیہانہ حرکت ہوگی۔ اس سے بغاوت نہ سہی۔ عام ناراضگی پھیلنے میں تو کوئی کلام نہیں۔

ترکی فوج تین جماعتوں سے مرکب ہے۔ اوّل نظامیہ جسمیں مصافی فوج یعنے واقعی فوج نظام اور ریزرو فوج صنف اوّل یعنی احتیاطیہ شامل ہیں۔ دوم ریف (جو جرمنی کی فوج لینڈوہر کے مشابہ ہے) سوم۔ مستحفظ یعنی مقامی فوج جو جرمن لینڈسٹرم اور فرانس کی "لیوی ان ماس" (ہر دو قسم مندرجہ بالا کے علاوہ

---

[1] ذوالعوف کی تعریف کے لئے دیکھو واقعات ردم باب بری و بحری افواج۔ مترجم۔

[2] شاید ترکی گورنمنٹ اِس قسم کے تغیر کا کبھی ارادہ کیا ہو۔ مگر سوا اس کتاب کے اور کہیں اسکی متعلق پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ مترجم

باقی کُل قواعد دان و قابل جنگ عایا) کے مشابہ ہے کہ۔ ان ہر سہ منتظمہ جماعتوں میں چرکسوں۔ کردوں اور دیگر بیقاعدہ افواج کے بیشمار غیر منتظم دل بادل شامل نہیں ہیں۔ محاربہ میں مَیں نے مستحفظ فوج کا تقریباً کوئی نام و نشان نہیں دیکھا۔ میرا خیال ہے کہ ۱۸۵۴ء کے شروع میں اس فوج کا وجود کاغذوں سے باہر کوئی نہ تھا اور اگر تھا تو کم از کم اُسکے اجتماع و جماعت بندی کا یقیناً کوئی انتظام نہ تھا جو بریگیڈ اور رجمنٹیں میدان جنگ کو بھیجی گئیں اُن میں نظامی اور ریفی پلٹنیں اندھا دُھند مخلوط تھیں۔ ردیف کی تین قسمیں (مقدم۔ تالی۔ اور ثالثہ ہیں۔ اور ضرورت پر اُنکو حسب ترتیب متذکرہ بالا یعنی پہلے مقدم پھر تالی اور سب سے آخر ثالثہ کو گھر سے بلایا جاتا ہے۔ ان تینوں صنفوں کے سپاہی وہ لوگ ہیں جو مصافی یعنی نظام فوج میں اپنی میعاد پوری کر چکے ہیں۔ ہر ایک جماعت اور صنف کی خدمت کی شرائط اور میعاد و نکاذ کر فضول ہے۔ کیونکہ اُس پُرآشوب زمانہ میں عملی طور پر کُل کارروائی کاغذی دستور العمل سے سراسر بالکل مختلف ہوتی رہی تھی۔ اسبارہ میں لڑائی کے بعد بہت کچھ درستی و اصلاح عمل میں آگئی ہے +

ترکی میں عام جبریہ خدمتگار رواج ہے اور کُل مسلمان اس قانون کے تابع ہیں۔ ۲۰ برس کی عمر میں ہر شخص پر فوجی خدمت واجب ہو جاتی ہے۔ اور عمر کا چالیسواں برس پورا کرنے پر یہ ذمہ داری ختم ہوتی ہے۔ عیسائی اور یہودیوں کو بطور رنگروٹ فوج میں نہیں لیا جاتا۔ اُنکو اس آزادی در عایت کے عوض خفیف سا ٹیکس (محصول) دینا پڑتا ہے۔ اُس زمانہ میں اس محصول سے چھ لاکھ پونڈ سالانہ آتی تھی۔ استنبول[1] اور اُسکے مضافات غلطہ و اسکودرہ کے باشندے (بلالحاظ مذہب و قوم) فوجی خدمت اور ادائیگی ٹیکس دونوں سے بری ہیں۔ مسلمان آبادی کے رجسٹر احتیاط کے ساتھ نہایت درست رکھے جاتے ہیں +

اس محاربہ میں ٹرکی نے سات لاکھ پچاس ہزار فوج میدان جنگ کو بھیجی تھی۔ صلح ہو جانیکے بعد ترکی فوج میں کلہم اڑھائی لاکھ آدمی رہگئے تھے۔ صحت یاب مجروح و مریض۔ واپس آئے ہوئے اسیران جنگ اور وہ سپاہی جو جنگ کے وقت فوج سے بچھڑ گئے اور پھر واپس آگئے اسی تعداد میں شامل ہیں۔ جو بچھڑے ہوئے واپس نہ آئے اُنکی اور مفروروں کی تعداد اگر تخمیناً پچاس ہزار قیاس کر لیجائے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ساڑھے چار لاکھ آدمیوں کی مہیب تعداد جنگ میں ضایع یا ہمیشہ کیلئے ناقابل یا بیماری اور موسمی حوادث کا شکار ہوئی تھی +

---

[1] ۔ استنبول جسے ترک استنبولی کہتے ہیں) قسطنطنیہ کی یورپی آبادی کا وہ حصہ ہے۔ جو خلیج شاخ زرین سے بجانب جنوب قصیل شہر کے اندر واقع ہے۔ مگر اکثر یورپین نویسندگان خلیج مذکور کے شمالی محلوں اور مضافات (ایوب۔ خاصکوی وغیرہ) بلکہ ایشیائی مضافات اسکودرہ۔ حیدر پاشا وغیرہ) کو بھی استنبول ہی میں شامل کر دیتے ہیں۔ مصنف اور صرف غلطہ۔ تھرایا۔ وپیرا وغیرہ دیگر یورپین مضافات و حصص قسطنطنیہ کو استنبول سے علیحدہ متصور کرتے ہیں + مترجم۔

ترکی فوج میں فوجی مدارج و مراتب حسب ذیل ہیں +

سردار اکرم۔ (کمانڈر انچیف یعنی سپہ سالار۔ مشیر (مارشل) جو اردو (فوج کے حصہ اعظم) یا قول اردو سے چھوٹا حصہ) کا کمانیر ہوتا ہے۔

فریق (ڈویژن کا جرنیل) جو فرقہ (ڈویژن) کا کمانیر ہوتا ہے +

میر لواء۔ (بریگیڈیر) جو بریگیڈ[1]۔ (یعنے لواء) کا کمانیر ہو +

میر آلائی۔ کرنیل (آلائی (یعنی رجمنٹ) کا کمان افسر +

قائم مقام۔ (لفٹنٹ کرنیل) کرنیل کا ایجوٹنٹ (مددگار)

بن باشی۔ میجر۔ طابور۔ (پلٹن) کا کمان افسر +

قول آغاسی (میجر کا ایجوٹنٹ یعنی نایب مددگار)

یوز باشی۔ (کپتان) بلاک (یعنی کمپنی یا رسالہ) یا تابیہ (یعنی باتری) کا کمان افسر۔

ملازم اول۔ (اول لفٹنٹ)

ملازم ثانی۔ (دوم لفٹنٹ)

ملازم ثالثہ۔ سوم لفٹنٹ)

باش چاؤش۔ (ہیڈ سارجنٹ) جو فی پلٹن ایک ہوتا ہے +

چاؤش۔ (سارجنٹ)

اُون باشی۔ (کارپورل)

نفر۔ (پیدل)

مشیر۔ فریق اور میر لواء کے منصب رکھنے والے بلحاظ منصب پاشا کا خطاب بھی رکھتے ہیں۔ اور علی الترتیب پرانے زمانہ کے تین دُموں۔ دو دُموں یا ایک دُم کے جھنڈا رکھنے والے پاشاؤں کے مشابہ ہیں۔ میر آلائی و قائمقام (بک) کا خطاب رکھتے ہیں۔ قائمقام کرنیل کا نایب اور مددگار فرض کیا گیا ہے۔ مگر اکثر جنگوں میں دونوں افسر ہونے کے بجائے۔ اُنمیں سے صرف ایک یعنی کرنیل یا نایب کرنیل ہی تھا۔ قول آغاسی یوز باشی و چاؤش کو فرائض منصبی میری سمجھ سے باہر ہے اور میرے نزدیک وہ معمہ سے کم نہ تھے۔ سوم لفٹنٹ کا درجہ فقط انجنیری پلٹنوں میں ہوتا ہے۔

عثمانیہ فوج کے متعلق قابل تذکرہ اور عجب امر یہ ہے کہ افسروں کو صلح و جنگ دونوں حالتوں میں مسلسل تنخواہ نہیں ملتی۔ اور وہ اِس سختی کو نہ فقط نہایت تحمل اور بردباری سے برداشت کرتے ہیں۔ بلکہ یہ مسلم امر ہے کہ

---

[1] دو یا زیادہ ڈویژنوں (فرقوں) کا ایک لواء ہوتا ہے۔ مترجم + [2] ایک بریگیڈ میں دو یا زیادہ رجمنٹیں ہوتی ہیں۔ مترجم +

کہ اُس کے اخلاق ۔ جان نثاری ۔ ثابت قدمی اور جوانمردی پر کوئی بُرا اثر نہیں پڑتا ۔ ترکی افسر اسکو ناقابل اصلاح اور دیرینہ نقص خیال کرکے صبر و قناعت اور بشاشت کے ساتھ برداشت کرتے ہیں ۔ البتہ اعلےٰ مدارج رکھنیوالے افسر تنخواہیں نہ وصول ہوسکنے کی وجہ سے عموماً سرکاری روپیہ غبرد بردار رشوتیں قبول کرلیتے ہیں ۔ اس بارہ میں وہ پاشا جو خاتونانِ حرم[1] کی سعی و سفارش سے اعلےٰ مراتب کو پہنچے ہوں ۔ سب سے بڑھکر غاطی ہیں ۔ مشہور محمود داماد پاشا اس قسم کے پاشاؤں کا سب سے بڑھیا نمونہ ہے ۔

کاغذی عملدرآمد کے لحاظ سے سلطنت عثمانیہ چھ فوجی ۔ لائیتوں (ممالک) پر منقسم کیگئی ہے ۔ اور ہر ایک ولایت ایک اُردو (فوج) جسمیں چار قول اُردو (کور) ہوں پہنچاتی ہے ۔ مگر ۱۸۳۸ء میں کسی ولایت نے فی الحقیقت تین کوروں سے زیادہ بہم نہ پہنچائے ۔ بلکہ بعض نے فقط دو دو یا ایک ایک ۔ بغداد کی ولایت نے صرف ایک ڈویژن (دو یا زیادہ ڈویژنوں کا ایک کور ہوتا ہے) میدان جنگ کو بھیجا اور وہ بھی جنگ کے خاتمے کے قریب ۔

[1] سلطانی حرم میں چونکہ اکثر سرکیشیا وغیرہ کی خوبصورت کنیزیں داخل ہوتی ہیں ۔ وہ کسیقدر رسوخ حاصل ہوجانے پر اپنے اُجڈ اور ناتعلیم یافتہ لواحقوں اور بھائیوں وغیرہ کو وطن سے بلاکر فوجی و ملکی عہدوں پر سرمور کرا دیتی تھیں ۔ اور یہہ کہنہ تراش انتظام یا افسری تو خاک کرسکتے تھے ۔ البتہ جس محکمہ میں ہوتے اُسکا اور سلطنت کا ستیاناس کر دیتے ۔ یہی خرابیاں تھیں جنہوں نے سلطنت عثمانیہ کو اس درجہ پر پہنچا دیا ۔ اور ہمارے سلطان محمود غازی عبدالمجید خان ثانی کی شب و روز کی سرگرمی سے تقریباً بالکل غائب ہوگئی ہیں ۔ مترجم ۔

[2] محمود نام ۔ وہ ۱۸۳۸ء میں سلطان عبدالمجید کی ایک پندرہ سالہ دختر (یعنی سلطان حال کی ہمشیرہ) سے عقد ہونے پر داماد پاشا کے خطاب سے ممتاز ہوا ۔ یہہ شخص غبن خیانت اور بے ایمانیوں سے نہایت متمول ہوگیا اور اوسنے اپنی عورت کے بھائی سلطان عبدالمجید ثانی پر جو بداثر نہایت قابل ۔ اور نیک نیت شخص ہے مگر مشیروں اور نجاویز کے انتخاب میں عموماً غلطی کرجاتا ہے بے اندازہ بلکہ خطرناک اقتدار حاصل کرلیا ۔ وہ اگرچہ توپخانہ اور جنگی نقل و حرکت اور نشیب و فراز کے متعلق ذرہ واقفیت نہ رکھتا تھا مگر پندرہ سال آسٹر آرٹلری (افسر اعلےٰ توپخانہ) اور مجلس حربکا رکن بنا دیا گیا ۔ اوسنے ۱۸۳۸ء اور ۱۸۳۹ء میں بزدلی ۔ حرص و طمع اور رشک و حسد سے سلطنت کی قسمت پر ایسا بُرا اثر ڈالا اور اُسکو ایسا نقصان پہنچایا کہ جسکی درست مقدار و وسعت کبھی معلوم نہیں ہوسکے گی ۔ ۱۸۳۹ء میں وہ سرعسکر ہوگیا ۔ مگر ۱۸۳۹ء میں بدوران جنگ (سلطانی احکام کے برخلاف) خفیہ احکام شریک کارزار افسر توپخانہ کو پہنچنے کے جرم میں برطرف ہوکر جلاوطن کردیا گیا ۔ ۱۸۴۰ء میں اُسے معافی ملگئی ۔ لیکن سلطان عبدالعزیز شہید کے قتل میں شریک ہونیکے جرم میں وقوع جرم سے پانچسال بعد ۱۸۷۶ء میں باضابطہ عدالت اُسے موت کی سزا دیگئی ۔ سلطان کی ہمشیرہ سے اُسکا عقد اس حکم سے پہلے ہی فسخ کردیا گیا تھا ۔ سلطان المعظم نے موت کی سزا معاف کرکے اُسکو عرب کیطرف جلاوطن کردیا ۔ جہاں وہ ۱۸۷۸ء میں فوت ہوگیا ۔ مصنف ۔ محمود داماد پاشا کی نسبت مسٹر ہربرٹ نے ایک حرف مغالطہ آمیز نہیں لکھا ۔ مگر سلطان المعظم کی نسبت جو رائے اُسنے ظاہر کی ہے وہ غالباً ۱۸۷۶ء سے پیشتر کی تحریر ہے اُنہوں نے خود بخود بدل دی ہے ۔ میرے نزدیک بھی سلطان کی تردید ترکی کی امتیاز

قول اُردو کی نسبت فرض کیا گیا ہے کہ اس میں دو ڈویژن، چار بریگیڈ، آٹھ رجمنٹیں، ۳۲ پلٹنیں ہوتی ہیں۔ فوج سواران کے دوسرے فوج سے الگ اپنی مستقل ڈویژن کوئی نہیں تھے اور اکثر قول اور دو دن میں انکا اپنا اپنا مستقل علیحدہ توپخانہ بھی نہیں تھا۔ فوج کی واقعی تقسیم در تقسیم کاغذی عملدرآمد سے تقریباً ہمیشہ مختلف ہوتی تھی۔ انتظامی مطالب اور جنگی ترتیب کیلئے بٹالیں (پلٹن) کو رکل فوجی مجموعہ کا ایک فرد سمجھا جاتا ہے نہ کہ رجمنٹ کو۔ انتظامی مقاصد کے لئے تین پلٹنوں کی ایک رجمنٹ بنائی جاتی ہے۔ مگر رجمنٹ کی جنگی ترکیب کمان افسر کی رائے پر منحصر ہوتی تھی۔ اور وہ نہ فقط انتظامی ترکیب سے مختلف ہوتی۔ بلکہ لڑائی کے موقع پر ایک ترتیب جنگی دوسری ترتیب سے جدا ہوتی تھی۔ اسی ردوبدل کیوجہ سے کرنیل رجمنٹ کا کمان افسر جنگی صف بندی اور تقل و حرکت کے لحاظ سے فی الواقع کوئی وقعت نہیں رکھتا تھا۔ اور میجر (پلٹن کا افسر) ہی اقتدار کا سرچشمہ اور منبع ہوتا تھا۔ انگریزی جرمن اور فرانسیسی سپاہی دوران گفتگو میں جب "مالک" و "مربی" "افسر" کے الفاظ لاتے ہیں۔ تو اُن سے انکی مراد کرنیل کی ہوتی ہے۔ (کیونکہ ان ممالک میں فوجی فرد رجمنٹ ہوتی ہے اور بنابریں خود مختارانہ فوجی کمان اور اقتدار کا سلسلہ کرنیل سے شروع ہوتا ہے) لیکن ترکی سپاہی ان الفاظ سے مراد میجر کی لیگلہ جس کے ہاتھ میں انکا کل نیک و بد ہوتا ہے۔

۱۸۳۳ء میں رجمنٹوں کے علیحدہ علیحدہ نمبر نہیں تھے۔ جس سے سخت دقت ہوتی رہی۔ اگر کسی پلٹن کا ذکر کرنا ہوتا تو اُسے اُس طرح سے پکارا جاتا "پہلی اُردو کی دوسری رجمنٹ کی ردیف پلٹن نمبر ۲"۔

عثمان پاشا کے ماتحت پلیونا میں جو پلٹنیں تھیں۔ وہ انتظامی ترکیب کے لحاظ سے چھ یا زیادہ کوروں میں سے تھیں دوسری عثمانیہ فوجوں میں بھی جو دیگر مارشلوں کے ماتحت تھیں یہی کیفیت تھی۔ بعض اوقات میدان جنگ کی (یعنے جنگ کنندہ) رجمنٹ کی تینوں پلٹنیں انتظامی لحاظ سے تین مختلف کوروں کی ہوتیں۔

الفاظ بن باشی (میجر) یوز باشی (کپتان) اور اون باشی (کارپورل) کے لفظی معنی علی الترتیب ایکہزار سر ایکسو سر اور دس سر کے ہیں۔ اصل میں ایک پلٹن میں ایکہزار آدمی ہوتے تھے جنکی دس کمپنیاں ہوتی تھیں اور ہر ایک کمپنی دس سکوئیڈون (جماعتوں) پر منقسم ہوتی ہے۔ پلٹن کی مصافی طاقت و تعداد بعد میں آٹھ سو کر دیگئی اور صرف آٹھ کمپنیاں رکھی گئیں۔ یہ تغیر و تبدل میرے خیال میں جرمنی کی تقلید میں منجملہ دیگر اصلاحات جو موجودہ صدی کے چوتھے عشرہ میں کیا گیا تھا۔

جہاں تک مجھے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ میں نے کسی پلٹن کو پوری طاقت میں نہ پایا یعنی اُس میں آٹھ سو آدمی نہ دیکھے کئی پلٹنوں میں جنگ کے شروع ہو جانے پر بھی چار پانچسو سے زیادہ آدمی نہ تھے۔ الغرض بالا وسط فی پلٹن ۶۰۰ آدمی تھی۔ اس حساب سے فی کمپنی صرف پچاس سے لیکر ساٹھ تک آدمی ہوتے ہیں۔ یہ تعداد بالکل حقیر ہے اور فوج کے سب سے چھوٹے جنگ کنندہ فرد میں صرف اتنے آدمیوں کا ہونا موجودہ زمانہ کے آداب حرب اور فوجی چالوں کے مطابق

پلٹن بے حقیقت اور روسی کمپنیوں کے مقابلہ میں جنمیں سے ہر ایک میں دو سو سے لیکر اڑھائی سو تک آدمی تھے محض فضول اور بیکار تھا۔ فوجی محکمہ نے اس نقص کو تسلیم کرلیا اور بطور آزمائش چند پلٹنوں کو دوبارہ تقسیم کرکے رجائی آٹھ کی انکی چار چار کمپنیاں بنائی گئیں۔ اور ہر ایک کمپنی دو دو سو آدمیوں کی کردیگئی۔ مگر فی الواقع انمیں ڈیڑھ ڈیڑھ سو آدمی تھے۔ محاربہ روم روس کے بعد اس کارآمد قاعدہ کو عام طور پر رائج کردیا گیا ہے +

سو سو آدمیوں کی (نام نہاد) جمعیت رکھنیوالی پرانی کمپنیوں میں سے ہر ایک میں دو لفٹنٹ۔ دو کارپورل اور دو سارجنٹ ہوتے تھے۔ دو دو سو کی نام نہاد جمعیت والی نئی کمپنیوں میں ان افسروں کی تعداد تین یا چار چار تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ نن کمیشنڈ افسروں کی تعداد بہت تھوڑی تھی +

بہ ہیئت مجموعی۔ عثمانیہ فوج کی نسبت ترکی سپاہ کے اُن کارناموں اور کارگذاریوں کو دیکھکر جو ۱۸۷۷ء میں اُس سے ظہور میں آئیں۔ مَیں اپنی عام رائے حسب ذیل ظاہر کرتا ہوں یہ گو گھوڑے کم تھے تاہم توپخانہ نہایت شاندار تھا۔ فوج پیدل بہت عمدہ تھی۔ باقاعدہ فوج سواران اوسط درجہ کی تھی۔ اور اسکی تعداد بھی تھوڑی تھی اور بیقاعدہ سواران کی فوج فی الجملہ نکمی اور بیفایدہ تھی۔ باربرداری۔ کمسٹریٹ۔ حفظان صحت اور انجنیر یونکی پلٹنیں بالکل ندارد یا ناقص تھی۔ اعلےٰ ترین کمان کیلئے کوئی قابل آدمی نہیں تھا اور اُسکی حالت بے اندازہ ردی تھی۔" روسیوں کی نسبت میرا تجربہ یہہ ہے کہ اُنکی پیدل فوج بہت عمدہ۔ توپخانہ اوسط درجہ کا۔ فوج سواران (باستثنائے کاسکوں کے جنکو اگر تاخت و تاراج اور سیہ کاریوں کی دعوت نہ ہو تو وہ بہت عمدہ سوار ہیں) ناقص اور بیکار تھی +

کُل دُنیا میں غالباً ترکی فوج ہی ایک ایسی سپاہ ہے کہ اُسکے اور ترکی قوم کے حالاتِ زمانہ اس سے جیسی کچھ مصر و بنکو توقع تھی۔ اُسنے زیر بحث محاربہ کے دوران میں میدان جنگ میں نمایاں طور پر اور مسلسل اور اُس سے بدرجہا بڑھکر دادمردانگی دی اور شجاعت کے جوہر دکھائی۔ برخلاف اسکے جہانتک محاربہ مذکورہ (۱۸۷۷ء) کا تعلق ہے۔ رُوسی فوج عام توقع سے بہت گھٹکر رہی۔ اوسط حیثیت کا ترکی سپاہی بلحاظ اخلاق و ذہانت و صحت جسمانی اُسی حیثیت کے روسی سپاہی پر فوقیت رکھتا ہے۔ اسکے تین باعث ہیں۔ اوّل یہہ کہ ترکی سپاہی مطلقاً تارک الفکر ہوتا ہے۔ دوم وہ پابند مذہب اور مذہب کی خوبیوں اور اسکے احکام اور اوضاع کو سمجھتا ہے۔ کورانہ تقلید یا توہمات اندیشوں اور خوف سے اپنے مذہب کا پابند نہیں۔ روسی سپاہی بھی پابند مذہب ہے مگر جاہلانہ طرز سے۔ اور جیساکہ جہالت کا لازمہ ہے وہ اوہام باطلہ کا معتقد ہوتا ہے۔ تیسری وجہ یہہ ہے کہ رُوس کی نسبت ترکی میں ابتدائی تعلیم کی حالت بہتر ہے۔ اب جب کبھی دوسری جنگ ٹل ہو جائے تو اُسکے نتیجہ کی نسبت قیاس کرنے کے لئے اِن سیدھی سادھی وجوہات کو مدنظر رکھ لینا واجب ہے۔ جرمن جرنیل وان ڈی گولز پاشا جو ترکی فوج میں جرنیل ہے ترکی

سلہ۔ صاحب موصوف نے ۱۸۹۶ء کے شروع میں ترکی فوج کی نسبت جو رائے ظاہر کی تھی وہ بسبت سابق عہد حکومت سلطان المعظم

قوم کی نسبت رائے ظاہر کرتا ہے کہ "وہ دیانتدار۔ اپنی بزرگی پر نازاں۔ بہادر اور بیحد پابند مذہب ہیں۔ مگر طبقہ امرا کی عدم موجودگی سے جو عام لوگوں کو خود مختیار بنکر ترقی کے میدان میں داخل کرا سکتا ہے اُسے بہت نقصان پہنچ

بقیہ حاشیہ ۳۲ سے اقتباس کرکے ذیل میں درج کیجاتی ہے۔

ترکی فوج۔ جنرل وان ڈوگلو نے جو ترکی افواج کی درستی و ترتیب میں چند برس صرف کرنے کے بعد اب سلطانی ملازمت سے مستعفی ہو کر جرمن فوج کے پانچویں ڈویژن کے کمانڈر مقرر ہوئے ہیں۔ ترکی افواج کی موجودہ حالت کے متعلق ایک شخص کے سوال پر مندرجہ ذیل جواب دیا۔

"مجھے پولٹیکس (امور مملکت) سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ سلطانی وزرا نے مجھے بارہا ملکی معاملات کیطرف کھینچنا چاہا مگر میں ہمیشہ جواب دیکر ٹالدیتا رہا۔ کہ میں ایک سپاہی آدمی ہوں۔ اور سپاہی بھی ایسا کہ اپنے جنگی فرائض کے علاوہ اور کسی معاملات میں دخل دینا نہیں چاہتا۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ گذشتہ جنگ کے بعد ترکی فوج نے کوئی ترقی نہیں کی وہ سخت غلطی پر ہے بیشک اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ جو کچھ ترقی ہوئی ہے اُس سے زیادہ ہو سکتی تھی لیکن جو ترقی کے اظہارات میں جو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جرمن افسروں نے اصلاح کے متعلق جو کچھ کارروائی کی ہے۔ وہ کاغذوں ہی پر ہے۔ اور دراصل اسکا کوئی وجود نہیں محض غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جو کچھ کام کیا گیا ہے۔ اُسکے بہت سے حصے کے نتیجے کے متعلق دنیا کے سامنے شیخی نہیں بگھاری گئی اور نہ ہی کوئی شور و غوغا برپا کیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر اُسے ڈھول بجا بجا کر شہر کیا جاتا۔ تو ضرور رہتا کہ ممالک اجنبیہ جو ترکوں کو ترقی کرتے دیکھ نہیں سکتے رشک و حسد کے مارے مداخلت کر دیتے۔ اب سلطنت عثمانیہ کی ضروریات کیلئے بتعداد مناسب عثمانیہ فوج کافی موجود ہے۔ جو شخص ترکی فوج میں بحیثیت افسر داخل ہونا چاہے۔ اُسکو پہلے جنگی مدرسے کے تمام امتحانات پاس کرنے ضروری ہیں اور انجینیرنگ کے اصول سے واقف ہونا سخت لازمی ہے۔ مگر عثمانیہ فوج کو انجینیروں کی ایسی ضرورت نہیں۔ جیسی کہ افسروں کی۔ جو افسر فوجی سے برلن بھیجے گئے تھے۔ اور وہاں سے ۱۸۳۹ء میں واپس آئے ہیں وہ پہلے افسر نہیں جنہوں نے خالص علمی تعلیم و تربیت پورے طور پر حاصل کی۔ اور علمی خدمت کے تمام مراحل طے کئے۔ اور وہ فی الواقع نہایت قابل افسر ثابت ہوئے ہیں ہم جرمن افسروں تعلیمی کتاب کو سب سے عمدہ اور بہترین خیال کرتے ہیں۔ وہ "مخبرات قلاع" ہے۔ جسکا مصنف مولف سمیع پاشا ترکی سفیر متعینہ برلن کا جنگی اتاجی ہے۔ میں خود ہفتہ میں کئی مرتبہ ترکی افسروں کو لیکچر دیا کرتا تھا۔ انکے مباحثوں اور جرح و قدح سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ جو کچھ سنتے ہیں اُسی نہایت عمدگی سے ذہن نشین کر لیتے ہیں۔

"یورپ جو کچھ چاہے اپنے دل میں خیال کیا کرے۔ مگر یہ تحقیق ہے کہ ترکو نکا قدیمی جنگی شوق انہیں سے ابھی ضائع نہیں ہوا۔ چنانچہ دو نئے اعداد اس امر کے ثبوت کیلئے کافی ہیں۔ جنگی مدرسہ میں ۱۸۳۸ء میں چار سو تیس طالبعلم تھے اور اب اُنکی تعداد سترہ سو پچاس ہے۔ البتہ اس بات کا افسوس ہے۔ کہ صرف مسلمان ہی ۱۲ برس سے ۲۰ برس کی عمر تک بھرتی کئے جاتے ہیں۔ اور انہیں سے بھی بہت سے بری الخدمت ہو جانیکے باعث فوج میں داخل نہیں کئے جاتے۔ یہی وجہ ہے

رہا ہے"۔ میں پاشائے موصوف کے پچھلے ادعا سے متفق نہیں ہوں اور اسکو تسلیم نہیں کرتا کہ کسی قوم کی ترقی کیلئے طبقہ امرا کا اُسمیں موجود ہونا ضروری ہے۔ شاید صاحب ممدوح کبھی انگلستان نہیں گئے اور وہاں کے امرا کی تمدنی و معاشرتی حالت کو معائنہ نہیں کیا۔ ورنہ وہ یہہ اصول قایم نہ کرتے +

پہلی یا دوسری مارچ کو مجھے مکتب حربی میں حاضر ہونیکا حکم دیا گیا۔ وہیں ہمرتبہ اور اپنے سے اعلےٰ افسروں کو قہوہ تمباکو اور سگرٹوں کے تحفہ تحایف دیکر اور اپنے ساتھی سپاہیوں کے ذمہ مختلف غیر مودی قرضے باقی چھوڑ کر انسی اور سلیمیہ بارکوں سے رخصت ہو گیا۔ مکتب حربیہ قسطنطنیہ کے خوبصورت ترین مضافات پنکالڈی میں جو پیرا کے شمال میں ہے خوشنما ملحقات و جوار کے درمیان واقع ہے۔ روسی کنیہ و ہسپتال مدرسے کے متصل ہیں۔ میں نے سپاہیانہ وردی اتار دی اور طالبعلموں کی وردی پہن لی۔ مجھے مدرسے کے بورڈنگ ہوس میں عمدہ مکان رہنے کیلئے دیا گیا۔ خوابگاہ میں میرے ہم عمر دس اور لڑکے جو سب کے سب یورپین ترکی کے باشندے اور نیک چلن تھے سوتے تھے۔ مدرسہ میں ۹۰ شاگرد اور تین معلم تھے۔ جنمیں سے کئی جرمن۔ ایک آسٹریئن۔ اور ایک فرانسیسی تھا۔ ترک پروفیسروں میں سے اکثر

بقیہ حاشیہ ۱۴ کہ فوج ریزرو صرف کاغذ پر موجود تھی۔ مگر اب فوج ریزرو (ردیف) برابر موسم سرما میں فوجی قواعد کیلئے طلب کیجاتی ہے اور فوج نظام کی سپاہیانہ ملازمت پانچ سال کے بجائے تین سال کر دینے سے عثمانیہ فوج ردیف کیلئے عمدہ میٹیریل (مصالح) بہم پہنچ جاتا ہے (یعنی فوج نظام کے سپاہی تین برس عملی خدمت کرنیکے بعد ردیف میں بھیجدیے جاتے ہیں۔ اور اس طرح پر مؤخر الذکر فوج میں کارآزمودہ سپاہیوں کے شامل کر دیئے جانے سے اُسکی مضبوطی اور کارآمدگی میں بہت کچھ ترقی ہو گئی ہے عثمانیہ فوج اب سٹینڈنگ آرمی (فوج نظام جو ہر وقت تیار رہتی ہیں) ریزرو اول (ردیف فوج نظام) لینڈ سٹرم (محافظ ملک) سکنڈ ریزرو (ردیف ثانی) اور سوپر نیومیریری بٹالین افنر (زاید از ضرورت پلٹنوں) پر مشتمل ہے۔ ترکی افواج کے از سر نو مرتب کرنے میں بہت سا کام کیا ہے۔ اور اگر ترکی اب ایک ہفتہ میں اپنی فوج کو مجتمع کر سکتی ہے تو یہہ اسی ترتیب کیوجہ سے ہے۔ میرا خیال ہے کہ ترکی اپنی عیسائی رعایا کو فوج میں بھرتی کرنے میں سخت غلطی کر رہی ہے۔ عیسائی رعایا کے بھرتی کرنے سے نہ صرف یہی فایدہ ہوگا کہ فوجی ڈسپلن (ضابطہ و قاعدہ) سے مختلف مذاہب کی جماعتوں میں اتفاق و اتحاد پیدا ہو جائیگا۔ بلکہ حفاظت سلطنت کا بوجھ جو اسوقت صرف اکیلے مسلمانوں پر ہی بٹ جائیگا۔ اور نیز ترکی کی صرف ایک لڑائی کو جو مخالفین مذہبی لڑائی قرار دیتے ہیں ان کو اس الزام لگانے کا موقع بھی نہ رہجائے گا +

"اعلیحضرت سلطان المعظم کے اوصاف ظاہری و باطنی۔ محنت و مستعدی اور ملکہ دلیاقت خداداد کی جسقدر تعریف کیجاوے تھوڑی ہے۔ اور جرمن افسروں پر جسقدر الطاف و مراحم خسروانہ مبذول فرماتے رہے ہیں اُن کے شکریہ سے جرمن لوگ کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتے" +

فوجی آدمی تھے۔ مدرسہ میں تین جماعتیں ہیں۔ ہر جماعت کی پڑھائی ایک سال ہے۔ یعنے طالب علم کو وہاں تین برس رہنا پڑتا ہے +

چند ماسٹروں سے مختصر سی گفتگو کے بعد مجھے سب سے اونچی جماعت میں داخل کیا گیا اور مجھ سے کہا گیا کہ اگر میں چاہوں تو اس امتحان میں جو پندرہ دن کے اندر ہوگا شریک ہو سکتا ہوں۔ ہر ایک جماعت پھر آگے دو دو فریقوں پر منقسم ہے ایک فوج پیدل کے اور دوسرا فوج سواران کے امیدواران کیلئے۔ مدرسہ کے ساتھ فوج سواران کے طالب العلموں کے لئے وسیع مدرسہ شہسواری ہے۔ توپخانہ اور جنگی انجنیری کی تعلیم اس کالج میں نہیں دیجاتی ان فنون کیلئے علیحدہ خاص کالج ہے جو مہندس[1] خانہ کہلاتا ہے +

میری جماعت میں آسی لڑکے تھے۔ ساٹھ فوج پیدل کیلئے اور بیس کیولری (فوج سواران) کیواسطے ہر ایک جماعت کے طلبا ملکر کھانا کھاتے تھے۔ غذا عمدہ اور وافر ہوتی تھی۔ چاول اور بٹیر کے گوشت کا زیادہ خرچ تھا۔ مدرسہ کا اندرونی انتظام بہت عمدہ تھا۔ طالبعلموں کو کچھ ادا نہیں کرنا پڑتا انکو مکان۔ خوراک۔ پوشاک اور تعلیم سرکار کے خرچ سے دیجاتی ہے۔ بلکہ انکو جیب خرچ کیلئے کچھ نقدی بھی ملتی ہے۔ گو مجھے کچھ نہیں ملا تھا۔ ہر ایک شخص جس میں کالج کی تعلیم پانیکی قابلیت ہو بلا لحاظ درجہ۔ حیثیت یا دلدہی کے داخل ہو سکتا ہے۔ اور قابلیت مذکورہ رشدیہ اور اعدادیہ مدارس میں کچھ خرچ کرنیکے بغیر مفت پیدا کیجا سکتی ہے۔ اسلام کی اخوت صافہ اور مساوات کاملہ کی بیشمار شہادتوں میں سے یہہ ایک اور نے شہادت ہے۔ امتحانات کی فیس ہائے داخلہ کو ظالمانہ اور نقصان رسان دستور کاتر کی میں نشان تک نہیں ملتا +

میری جماعت کا نصاب یہہ تھا۔ ترکی زبان اور علم ادب۔ تاریخ۔ جغرافیہ۔ فرانسیسی اور فنون حربیہ۔ پہلے اور آخری مضامین کے سوا۔ کل مضامین میں مجھ کل موجودہ طلبا بلکہ اکثر اُستادوں سے زیادہ عبور تھا چنانچہ ان مضمون میں جہ کا استاد انکو خیال ہی نہ تھا یعنی ترکی املا اور بالخصوص جو انیوالے عربی رسم الخط کے پڑھنے میں بہت دقتیں اور مہارت پیدا کرلی۔ اس رسم الخط کے پڑھنے میں پہلے کم مہارت ہونیسے میں ترکی محاورات سے پورا واقف نہیں ہو سکا تھا۔ تاریخ جغرافیہ اور فرانسیسی میں جتنا کچھ میں پہلے جانتا تھا۔ یہہ درست ہے کہ اُستاد مجھے اُس سے زیادہ نہیں سکھا سکتے تھے۔ تاہم ہر سبق سے مجھے اُس ملک کی زبان کی اور زیادہ مشق ہو جاتی تھی جسکو عارضی طور پر میں نے اپنا

---

[1] جنگی مدارس میں سب سے اعلے مکتب ارکان حرب یعنی سکول برائے افسران جنرل شاف ہے۔ وہاں کی تعلیم و تربیت اعلے درجہ کی ہے۔ بحیرہ مارمورا کے جزیرہ غلکی۔ (یا ہلکی) میں بحری کالج ہے۔ جسکے پروفیسر اور اُستاد انگریز ہیں۔ قسطنطنیہ میں دو ابتدائی جنگی مدرسے (رشدیہ) اور دو اعدادیہ سکول ہیں۔ اعدادیہ مکتب حربی (جنگی کالج) اور رشدیہ (ابتدائی مدرسوں) کے درمیانی مدارس کو کہتے ہیں + مصنف۔

بنالیا تھا۔ خود سلطنت عثمانیہ کی تاریخ و جغرافیہ کو میں اپنے ہم جماعتوں سے بہتر جانتا تھا مکتب حربی کی تعلیم کا معیار اور نصاب جرمنی کے اُن جنگی مدارس کے نصاب سے جو اعلےٰ درمیانی طبقہ کے لڑکوں کے لئے ہیں کسیقدر کم اور اس درجہ کے انگریزی مدارس سے بہت بڑھکر تھا۔ ترکی علم ادب سے مجھے بہت کم دلچسپی تھی۔ البتہ اُس سے یہہ فایدہ ہُوا کہ مجھے ترکی کے زیادہ الفاظ یاد ہو گئے۔ ترکی ادب کی کتابیں تعداد میں تو بیشمار ہیں۔ مگر لحاظ کتابوں کے ذاتی وصف کے وہ اوسط درجہ سے بھی گرا ہُوا ہے۔ ۵ ر فیصدی کتابیں فارسی۔ عربی اور یورپین تصانیف کا بحرفہ یا تھوڑے بہت ردوبدل کیساتھہ ترجمہ ہیں۔ مدرسہ میں ترکی صرف و نحو بھی سکھائی جاتی تھی۔ جس سے مجھے بہت فایدہ پہنچا +

فوجی نقل و حرکت اور مہارت حربیہ کا مضمون ۱۸۰۶ء کی جنگ جرمنی و فرانس کے تجربات پر مبنی تھا اور اس مضمون کی کتاب ایک جرمن کی تصنیف کا ترجمہ تھی۔ اِس مضمون پر طالبعلموں کو کامل تعلیم دیجاتی تھی۔ مگر میرے دلمیں اکثر یہہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ اِس فن کے متعلق طالبعلموں کو تعلیم دینے کے لئے کسی سابقہ محاربہ روم و روس کو بطور نمونہ کیوں نہیں لیا گیا؟ مگر اسکی وجہہ مجھے معلوم نہ ہو سکی +

عربی لاطینی اور جرمنی زبانوں کے بھی جو میرے خیال میں اختیاری تھیں سبق دیئے جاتے تھے مجھے اِنسے معاف کر دیا گیا تھا۔ عربی سے اسلئے کہ میں نے اُس موقعہ پر نئی زبان کا شروع کرنا مناسب سمجھا۔ دوسری زبانوں سے اسلئے کہ مجھے اُن میں تعلیم کی احتیاج نہ تھی۔ یا کم از کم یہہ کہ جسقدر تعلیم مجھہ مکتب حربی کی اُستاد دیسکتے تھے اُسکی مجھے احتیاج نہ تھی۔ زمانہ مابعد میں میں نے عربی کی مشکل زبان بھی سیکھہ لی +

گتکے بازی۔ نشانہ اندازی اور شہسواری نصاب میں داخل تھی۔ مگر میری پندرہ روزہ اقامت میں اِن فنونکی مشق نکالی گئی۔ جسکی وجہہ غالباً یہہ ہوگی کہ امتحان کا وقت نزدیک تھا۔ میرے طالبعلمونکی زبانی سُنا کہ دیگر اوقات میں بھی فوج پیدل کے طلبار اُنکی مشق فقط گاہ گاہ کرتے تھے۔ میں ہم جماعتوں کے ساتھہ اپنے طور پر گتکہ بازی اور اپنے ذاتی ہتھیاروں اور کارتوسوں سے ریوالور کی مشق کرتا رہا۔ مساحت وغیرہ فنون کی تعلیم کو نظر انداز کر دیا گیا ہوا تھا +

دنمیں پانچ گھنٹے سبق دیئے جاتے تھے۔ مجھے دو گھنٹے اور لگانے پڑتے تھے۔ سکول سے خارج وقت میں ہم کشتیونپر سیر کیا کرتے۔ پیدل چلتے یا کرایہ کے گھوڑونپر سواری کرتے۔ رات کے وقت تاش کھیلتے شطرنج اور چوسر کھیلتے یا کہانیوں۔ بحث مباحثہ اور داستانوں سے ایکدوسرے کا دل بہلایا کرتے تھے۔ مدرسہ کے طلبا کے اخلاق عمدہ اور جرمنی یا انگلستان کے سرکاری مدارس کے طلبار اور بورڈروں سے بدرجہا بہتر تھے۔ اسکی وجہہ میرے قیاس میں یہہ معلوم ہوتی ہے کہ مسلمان قرآن کریم کے احکام کی نقلی اور معنوی پیروی

اور تعمیل اُس سے بدرجہا زیادہ کرتے ہیں۔ جتنی کہ عیسائی بائبل کے احکام کی + سلیمیہ کیطرح یہاں بھی کوئی شخص محرمات اور شراب نہیں پیتا تھا۔ کیونکہ اسلام اسکی ممانعت کرتا ہے۔ اِس جگہ بھی فی الفور بیشمار دوست ہوگئے میں اپنے ساتھیوں کی قہوہ خانوں میں اپنے خرچ سے قہوہ اور چاء کی دعوتیں کرتا اور تقریباً کل جماعت کو سگریٹ میں بھی ہم پہنچاتا تھا +

ملسا پُرجوش۔ محب وطن اور مکروہ و مبغوض مسکوبی (یعنے روسیوں) کے ساتھ جو عنقریب لڑائی ہونیوالی تھی اُسکے خطرات اور نیکنامیوں میں حصہ لینے کے لئے بیقرار ہو رہے تھے۔ مذہبی معاملات میں وہ صلح کل اور مترجم تھے۔ یہاں وصاف اُن میں سلیمیہ بارکوں کے سپاہیوں سے بدرجہا زیادہ تھے۔ وہ سپاہی میرا ذکر آجانے پر اکثر مجھ پر آپس میں پھبتیاں فقرے کسا کرتے تھے۔ گو ممکن ہے کہ وہ مجھے ازراہ تفنن ایسا نہیں کہتے تھے اور نہ اُنکا منشا مجھے رنج پہنچانیکا ہوتا تھا +

ہم طالبعلموں میں عموماً مذہبی گفتگو اور بحثیں ہوا کرتی تھیں۔ اسلام حضرت عیسیٰ مسیح کو پیغمبر تسلیم کرتا ہے مگر انکی الوہیت سے منکر ہے۔ اور تثلیث کے مسئلہ کو جو بقول مسلمانان دس[1] احکام ربانی میں سے ایک حکم "تو میرے سوا اور کوئی اور خدا نہیں ہوں گے" کے صریح برخلاف ہے۔ باطل اور شرکانہ قرار دیتا ہے۔ میں نے ایکدفعہ جواب میں کہا۔ کہ یہ مسئلہ شرکانہ نہیں۔ بلکہ اب۔ ابن اور روح القدس ایک ہی ہیں۔ اُنہوں نے جواب دیا۔ یہ محض ابلہ فریبی ہے +

اسلام (یعنے مسلمانوں) کی نہایت ہی قابل تعریف۔ خوبصورت۔ پاکیزہ اور شریفانہ خوبیوں یعنے اجتناب خمر و ملاہی و تبذیر۔ پاکدامنی و عفت۔ مہمان نوازی۔ باہمی لین دین اور تجارت میں بیحد دیانتداری۔ غیبت کی عدم موجودگی۔ ادب و تادیب۔ فرمانبرداری۔ اور سادہ و باقاعدہ طرز معاشرت کے مقابلہ پر کثیر الازدواجی[2]

---

[1] دس احکام سے مُراد ہے جو بر وایت توریت کوہ سینا پر جناب باری تعالےٰ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو دیئے تھے۔ اور جنپر عیسائیوں کو بھی ویسا ہی ایمان ہے۔ جیسا کہ یہودیوں کو۔ مترجم +

[2] مشہور پرت ٹے اسیارہ میں وہی اعتراض کئے ہیں۔ جو کم و بیش یورپین اسلام پر کرتے چلے آئے ہیں۔ اور جنکی تردید میں مسلمان علماء و فضلائے سینکڑوں کتابیں لکھ ڈالی ہیں۔ کثیر الازدواجی کی اباحت (کیونکہ یہ لازمی نہیں۔ اور کئی شرائط بطور اسکی جائز ہے) کی ضرورت اور خوبی کے آپ خود عیسائی بھی مقر ہو رہے ہیں۔ کینرکداری اور غلامی پر سرسید احمد اور آنریبل سید امیر علی مدلل بحث کر چکے ہیں۔ یہاں طویل یا مختصر تردید اعتراض کی گنجائش نہیں۔ جو تو کل اسلام میں تھی وہ تو یہ ہے کہ سب برتو کل زانوئے اشتر بند۔ مگر افسوس موجودہ مسلمانوں کے طریق عمل نے مخالفین کو توکل کے معنے ہاتھ پاؤں چھوڑ کر بیٹھ رہنے کے سمجھنے دیئے۔ اصل توکل لیس من الانسان والا ما سعیٰ من اللہ سے کوئی فرد بشر منکر نہیں ہو سکتا۔ اور جو موجودہ منہمکی کھاتا ہے۔ باقی رہی بدہیئتی وحشت۔ یہ کسی خاص مذہب کا خاصہ نہیں۔ بلکہ متقدان　　بت پرست۔ آتش پرست۔ بودھ۔ الغرض دنیا میں کوئی ایسا مت یا فرقہ نہیں۔ جسکے طبقہ جہال اور خود غرض دنیا فریب قسیسین۔ راہبین اور متقدایان مذہبی اس نامراد مرض میں گرفتار نہ ہوں۔ مشہور پرت اعتراض سے پہلے کم از کم اپنے عیسائی مذہب کے مختلف فرقوں کے باہمی سلوک اور ارتباط پر ہی نظر دوڑا لیتے کہ کئی صدیوں سے اُن میں کیسی گہری تفریق ہو رہی ہے + مترجم۔

کنیزکوں کا رکھنا۔ غلامی۔ تقدیر پر شاکر رہنا (یعنے توکل) اور مذہبی پر تعصبی اور وحشت نہایت معیوب باتیں ہیں۔ مگر اُسکی (اسلام یعنے مسلمانوں کی) اہم ترین اور سب سے بڑی غلطی جو ایکدن میری رائے میں ضرور مہلک ثابت ہوگی۔ یہ ہے کہ وہ اپنے تئیں (یعنے مسلمان اپنے مذہب کو) ایسا کامل[1] و مکمل سمجھتے ہیں جس میں اصلاح و ترمیم کی گنجائش نہ رہگئی ہو۔ اس غلط فہمی کی وجہ سے وہ زمانہ کی روز افزون شائستگی اور ترقی کی قدم بقدم نہیں چل سکتا اور یہ غلطی توحید کاملہ اور مذہب کے اعلےٰ ترین منازل کے حصول سے بھی مانع ہے۔

نظام و انتظام اعتدال کے ساتھ سخت تھا۔ مگر بارکوں کے انتظام سے کم سخت۔ ہمکو اوقات مقررہ پر جاگنا اور سونا پڑتا تھا۔ اور عین وقت پر دسترخوان پر جانے اور جماعتوں میں حاضر ہونیکی سخت پابندی تھی۔ اس کے سوا اور سب طرح سے ہمیں آزادی تھی۔ اور جو چاہتے کرتے تھے۔

ترکی اُستادوں میں مَیں نے یہ خوبی دیکھی۔ کہ گو وہ جرمن اُستادوں کی نسبت کم عالیت رکھتے تھے۔ مگر اُسکے ساتھ ہی وہ جرمنوں کی نسبت شیخی باز کم اور کارگذار زیادہ تھے۔ جرمن پروفیسروں نے مجھ سے کوئی خاص دلچسپی ظاہر نہ کی جسکی وجہ شاید یہ ہو کہ مَیں نے اپنے تئیں انگریز بتایا تھا۔ اور وہ میرے جرمنی النسل ہونے سے واقف نہ تھے۔ میرے خیال میں جرمنی سے ترکی فوج کی تعلیم و تربیت کیلئے بڑے طمطراق کے ساتھ جو جرمن افسروں کی جماعتیں متواتر ترکی کو آتی رہیں تھیں وہ بالعموم حسب مُراد کام نہ دیسکیں۔ اور اُنکی تعلیم و تربیت سے کوئی عمدہ نتیجہ مترتب نہ ہوا۔ خود مشہور معروف جرمن جرنیل وان مولکی نے جسنے ۱۸۷۰ء میں فرانس کو شکست دیکر قیامت تک اپنی شہرت قائم کردی ہے تسلیم کیا تھا۔ کہ میرا ترکی آنا کچھ مفید نہ ہوا۔ جب نسیب (نزیب) کی لڑائی میں (جو ۲۵۔ جون ۱۸۳۹ء کو ہوئی) ترکی فوج جو اُسکی تربیت یافتہ اور تیار کردہ تھی مصریوں سے شکست کھاکر بھاگ گئی۔ تو جرنیل مذکور نے اپنے گورنمنٹ کو

---

[1] جہانتک نئے دینی و روحانی تعلیم اور دُنیاوی معاشرت کے اُس حصہ کا جسکی متعلق قوانین کی کتاب میں صاف احکام وارد ہوچکے ہیں تعلق ہے۔ اسلام بیشک آئینہ کامل و مکمل ہے جسمیں اصلاح و ترمیم کی گنجائش نہیں۔ اور سوا تیرہ سو برس کی آزمائش میں اسکا یہ دعویٰ ہر ایک قسم کی تہذیب اور ہر ایک طرح کی آب و ہوا میں صادق رہا ہے۔ باقی رہے علوم و فنون و صنعت و حرفت اور ایسے دُنیاوی معاملات۔ جنکی نسبت کوئی قطعی حکم قرآن شریف و احادیث میں موجود نہیں۔ اُنکے واسطے صریح حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے کہ انتم اعلم بامور دنیاکم جسنے اس میدان کو ہر ایک شخص کیلئے پوری طرح سے واگذار کردیا ہے۔ اور مسلمانوں کی تمام علمی و فنونی ترقی بتا رہی ہے کہ مسلمانوں نے اس آزادی سے کامل فایدہ اوٹھایا تھا۔ اور اگر سستی و کاہلی سے اُنکو فرصت ہوجائے تو وہ اب بھی اوٹھا سکتے ہیں۔ اسلام میں صوفیائے کرام اور مشایخ و ائمہ عظام ایسے ایسے اعلےٰ مراتب و منازل روحانی حاصل کرچکے ہیں کہ کوئی عیسائی انکی کیفیت و قدر و منزلت کے پہچاننے کی قابلیت ہی نہیں رکھتا اور اوٹھانا یہ حصول اس امر کی صاف دلیل ہے کہ اسلام میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو حصول مذکور کی مانع ہو۔ مترجم۔

اسکا باعث یہہ لکھا۔ کہ ترکی فوج خام رنگروٹوں سے مرکب تھی۔ مگر میں ادب کے ساتھہ جرنیل موصوف کی اس رائے سے اختلاف کرتا ہوں۔ اصل وجہہ یہہ تھی کہ جن اصول و قواعد عثمانلی لوگونکی طبایع کے موافق نہ اسوقت تھے اور نہ اب ہیں +

کالج کا گورنر ایک پیرانہ سال لایرواہ طبیعت کا فریق (جرنیل) تھا۔ اُسنے خاص مجھی منفرداً کبھی مخاطب نہ کیا معدودے چند کے سوا۔ ابتک میں اُن لوگوں کو جنکے نام میں معرفی کے خطوط لایا تھا۔ اور جو سب کے سب یورپین تھے ملنے سے محترز رہا تھا۔ اب میں سبکی خدمتمیں حاضر ہوا۔ اور گو سفارشی خطوط کے طفیل سب نے مجھہ سے بخندہ پیشانی ملاقات کی۔ مگر اُنکے خیال میں مَیں ایک بے ضرر دیوانہ سے کم نہ تھا۔ اُن کی نگاہ میں میرا ترکونکی حمایت کیلئے آنا جو اُن کے خیال میں صرف چند دن کے مہمان تھے۔ پاگلانہ فعل کے برابر تھا۔ ترکوں میں ایک نیا جوش حب الوطنی کا پیدا ہوگیا ہوا تھا۔ اور ہر جگہ اُسکا مشاہدہ ہو سکتا تھا۔ لیکن بایں ہمہ اکثر فرنگی سکنائے قسطنطنیہ جنکی آنکھیں خدا جانے اس جوش کو کسطرح نہ دیکھہ سکیں سلطنت عثمانیہ کو معدوم سمجھہ بیٹھے تھے +

میرے اکثر ہم جماعت جو قسطنطنیہ کے رہنے والے تھے مجھے اپنے گھروں میں لے گئے۔ ہر ایک جگہ میری اچھی خاطر مدارات ہوئی اور سگرٹ۔ شیرینی۔ قہوہ سے تواضع کیگئی۔ مرد نوکر ہماری خدمت کرتے تھے۔ مگر کسی کسی جگہ مجھے خادمہ لڑکیونکی جھلک بھی نظر آگئی[1]۔ یہ لڑکیاں بالعموم چرکس اور نہایت خوبصورت تھیں۔ مگر گھر کی خاتونیں سوائے ایک کے مجھے مطلقاً دکھائی نہ دیں۔ مستثنےٰ صورت میں میری ملاقات ایک فربہ اندام بھدی قطار کی عمر خاتون سے ہوئی۔ مجھے خیال تھا کہ ترکی خاتونیں نہایت نازک بدن اور خوبصورت ہوتی ہیں۔ مگر اُسے دیکھنے سے میرا یہ خیال جاتا رہا۔ ظاہری شباہت سے قطع نظر یہہ خاتون باتمیز اور ملنسار تھی۔ اُسکے معلومات وسیع معلوم ہوتے تھے۔ فرانسیسی بان بولتی تھی۔ فرانسیسی ناول نویس تھوجین صو کی کتاب اُسے حفظ تھی۔ اور غالباً اُن خیالات کی عورت تھی۔ جو کہ یورپ کی نئی مذاق کی لیڈیوں کے ہیں۔ یعنے آزاد خیال تھی۔ انگریزونکی اُسکی نگاہ میں ایسی وقعت تھی کہ وہ اُنکو نیم فرشتہ سمجھتی تھی۔ اُسنے پیار کرکے مجھے کہا کہ "تم خوبصورت لڑکے ہو"۔ مگر آئینہ میں اپنی صورت دیکھنے سے مجھے مجبوراً یہہ خیال کرنا پڑتا ہے کہ وہ ضرور پاگل ہوگی ورنہ میری ایسی بدشکل کو کون خوبصورت کہہ سکتا ہے)۔ بالعموم جب کبھی کوئی ترک مجھہ پیارے کے نام سے بلاتا یا میری تعریف کرتا۔ تو اُسکے بعد ہی فوراً اُسکی طرف سے قرضہ یا کسی چیز کے عطیہ کی درخواست ہوتی۔ مگر اس خاتون نے مجھہ سے کوئی چیز نہ مانگی نہ

---

[1] اسوقت (یعنے ۱۸۷۰ء میں) علانیہ اور پوری آب بھی سرکشیں چرکس، اور جارجی (گرجی) لڑکیاں خرید کیجاتی تھیں۔ اور بنا بریں باندیاں اور بالعموم کنیزیں ہوتی تھیں۔ کیونکہ یورپین کے نکاحی آشنا ئونکی طرح بالکل بے حیثیت نہیں ہوتی۔ وہ شرعاً اور اخلاقاً مسلمہ جاہت رکھتی ہیں اور بچہ کی ماں ہونیپر بیوی کے مرتبہ کو پہنچ جاتی ہیں۔ انکے ساتھہ نہایت عمدہ سلوک کیا جاتا ہے۔ اور اکثر دل میں بالکل خوش معلوم ہوتی ہیں۔ یہ وہ غلامی نہیں جسکی اس لفظ سے مراد لیجاتی ہے۔ جو کہ افریقہ کے متعلق بولا جاتا ہے۔ بلکہ ترکی میں اسکا یہہ مراد ہے کہ غریب الدیار اپنی لڑکیونکو انکی رضامندی سے یا بالغ لڑکیاں جنکا کوئی ولی نہ ہو اپنی مرضی سے اپنی ولایت کو فروخت کرتی ہیں۔

نہ قرضہ کی درخواست کی۔ البتہ ایک چیز اوس نے مجھ سے جبراً لے لی۔ وہ کیا تھی؟ بوسہ! (مترجم کی رائے میں مشہور سربرٹ کو اُس نیکدل مہر خاتون کی اِس مادرانہ شفقت کا عوض ایسی بُری طرح دینا ہرگز واجب نہیں تھا)

مارچ کے وسط میں میری جماعت کے اُن ساٹھ طلبا میں سے جو فوج پیدل کیلئے تیاری کر رہے تھے نصف لڑکوں کا امتحان ہوا۔ دو یا تین طالب علم مدرسے کے انتظامی قواعد میں سے بعض کی خلاف ورزی کرنیکے مجرم ہونے کیوجہ سے امتحان میں نہ بٹھائے گئے۔ امتحان ایک ہفتہ تک ہوتا رہا۔ مگر میرا امتحان پہلے ہی دن ہوگیا اور مجھے تعریف کے ساتھ پاس کردیا گیا۔ یہہ کارروائی میرے خیال میں میری قابلیتوں کی واقعی تحقیق و تفتیش نہ تھی بلکہ میرے متعلق محض ضابطہ پورا کیا گیا تھا۔ چھ مضمونوں میں میرا امتحان لیا گیا جو چالیس منٹ میں ختم ہوگیا ترکی سے فرانسیسی میں چھوٹا سا ترجمہ کرنیکے سوا باقی کل امتحان تقریری تھا۔ مدرسے کے تقریباً تمام مدرس اور شاید ارکان حرب اور مارآفس (دفتر عسکرت۔ محکمہ جنگ) کے کئی افسر امتحان میں موجود تھے۔ مگر عملی طور پر صرف تین یا چار نے دخل دیا۔ اعلےٰ ممتحن کُل جنگی کالجوں کا ڈائرکٹر تھا۔ اور نایب ممتحن مکتب حربی کا گورنر تھا۔ امتحانات میں نمبر دینے کا بیہودہ طریقہ ترکی میں مروج نہیں۔ جرمنی کی طرح[1] وہاں بھی ہر ایک مضمون میں اُمیدوار کی نسبت یہہ لکھدیا جاتا ہے کہ اس میں وہ کافی دسترس رکھتا ہے یا ناکافی۔ اگر کافی ہو تو وہ پاس ہوگیا۔ اگر ناکافی ہو تو ناکامیاب۔ یہ طریقہ نہایت ہی مناسب۔ سیدھا۔ سادہ۔ اور درست ہے۔ اور فضول کھیڑوں سے پاک صاف ہے۔

جبتک امتحان ہوتا رہا اور اُسکے ختم ہونیکے بعد بھی دو تین دن اور میں سکول ہی میں رہا۔ بیچارے طلبا جو بالکل ہی نکمے تھے کامیاب نہ ہوئے۔ اور دوسرا امتحان کیلئے مدرسہ میں رہے۔ امتحان ختم ہونے سے دوسرے دن مجھکو اعلیحضرت سلطان روم کے جنگی صیغہ ملازمت میں ملازم ثانی کے مرتبہ پر مامور کیا گیا۔ اور میں نے اُسی رات اِس تقرری کی خوشی میں تمام کامیاب طلبا کو محلہ غلطہ کے ایک تاریک و غلیظ انگریزی ہوٹل میں دعوت دی۔ میں نے اِس ضیافت میں اُس پلٹن کے میجر کو جو سلیمیہ بارکوں میں تھی۔ اور پلٹن مذکور کی اُس کمپنی کے افسروں کو بھی جس میں میں داخل ہوا تھا۔ مدعو کیا۔ سوائے ایک لفٹنٹ کے جو نوکری پر تھا سب آئے۔ میجر نے اتنا کھایا کہ اُسکا پیٹ پھٹنے والا ہوگیا۔ اور اُس نے اسقدر سگرٹ پھونکے کہ میں دل میں گھبرا گیا۔ اُسکے مُنھ میں چرٹ ایسے جلدی غایب ہو جاتے تھے کہ وہ ضرور اُنکو چبا جاتا یا نگل جاتا رہا ہوگا۔ بہرحال مجھے یہہ بڑی خوشی ہوئی کہ خواہ اُس نے میرے کئی روپیہ پانی پہیر دیا ہے۔ مگر وہ تو محظوظ ہوگیا۔ دوسرے دن ہم چھ طالب علموں کو جو لفٹنٹی پر

[1] جرمنی کے پروفیسر اور علما سمجھتے ہیں۔ کہ جیت دماغی قابلیت کے اندازہ و پیمائش کیلئے کوئی خاص واحد ماپ مقرر نہیں ہوسکتا۔ تو پھر نمبروں کے پیمانہ سے کسی شخص کی دماغی قابلیت کا کسطرح اندازہ ہوسکتا ہے۔ یعنے جب یہی مقرر نہیں ہوسکتا کہ ایک نمبر سے اسقدر قابلیت مفہوم ہوتی ہے تو یہہ پیمانہ ہی کس کام آسکتا ہے (مصنف)

مامور ہوئے تھے۔ داؤد پاشا کیولری بارکوں کو جانیکا حکم ملا۔ یہ بارکیں آستنبول کے مغربی مضافات میں فصیل شہر سے باہر ہیں۔ اور انکے قریب پانچ ہزار فوج پیدل کی مدامی چھاونی ہے۔ یہ بارکیں بھی قسطنطنیہ کی دوسری بارکوں کی طرح نہایت ہی عالیشان اور وسیع و فراخ ہیں۔ میں نے اپنے باقی ماندہ ساتھیوں کو جن میں سے اور دس بارہ کو بھی اسیدن دوسری جگہ جانیکا حکم ملا ہوا تھا۔ اور جن میں سے دو جنرل سٹاف کیلئے تیار ہونے کے واسطے منتخب کئے گئے تھے الوداع کہا۔ اُستادوں اور ہم جماعتوں کو تمباکو[1] وچرٹ وغیرہ کے تحائف دیئے۔ نوکروں کو بخششیں وانعام دیا۔ اور اپنے اسباب کو کندھے پر اٹھا کر اپنے رفیقوں کے ساتھ منزل مقصود کی طرف چل پڑا +

بارکوں میں پہنچکر ہمنے اپنی حاضری کی اطلاع وہاں کے گورنر کو جو بریگیڈ کا درجہ رکھتا تھا کی۔ ہمکو دردیاں اسلحہ اور دیگر سامان دیکر متصلہ چہاونی کے مختلف حصوں میں اپنی اپنی جگہ بھیجدیا گیا۔ کیونکہ بارکوں میں پہلے ہی بہت آدمی تھے۔ اور انہیں زائد کی گنجائش نہ تھی۔ یہ سب کام چند گھنٹوں میں طے ہوگئے۔ اس سے یہ قیاس کیا جائے کہ ٹرکی میں ہمیشہ ہی ایسی پھرتی برتی جاتی تھی۔ یہ تعجب خیز مستعدی اور واقعی قابل تعریف چستی پولیٹیکل آثار کی بدولت خاص اُن دنوں میں پیدا ہوگئی تھی۔ معمولی حالتوں میں امتحان ختم ہونے کے بعد کامیاب طلبا کو کئی ہفتوں کے بعد تقرری کے پروانے ملتے تھے۔ اور سندات ملنے کے بعد پھر کئی ہفتوں تک لفٹنوں کو جگہ ملنے کا انتظار کرنا پڑتا تھا۔ ۱۸۷۸ء کے محاربہ نے ثابت کردیا ہے کہ ضرورت کے موقعہ پر ٹرکی۔ اپاہج۔ کاہل اور سست الوجود ترکی افسر نکما نہ بھی مستعد اور چست و چالاک ہوسکتا ہے +

افسوس مجھے اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہونا پڑا۔ فقط میں اگیلا ویڈن کو بھیجا گیا۔ انمیں سے دو کو ارض روم واقعہ ایشیا اور تین کو مقامات ریسچاک[2] اور راسگراد کو جانے کا حکم ملا۔ ویڈن جانے کا حکم مجھے پہلے ہی دن کی شام کو مل گیا اور یہ حکم سنتے ہی میری باچھیں کھل گئیں۔ کیونکہ وہ نامور جوانمرد جسکا نام سنکر اعدا کا زہرہ گداز ہوجاتا تھا۔ جسپر کل عثمانیہ قوم کی امیدیں منحصر تھیں۔ اور جس نے سن گذشتہ دینے ۱۸۷۷ء کے محاربہ (سرویا) میں اپنی شجاعت و لیاقت کا سکہ بٹھا دیا تھا۔ یعنی عثمان پاشا فوج مقیمہ ویڈن کا کمانڈر تھا +

میں اُس رات ایک آرام دہ خیمہ میں اور آٹھ دس ملازموں (لفٹنوں) کے ہمراہ شب باش ہوا۔ جن میں سے

---

[1] تمباکو کو انگریزی و فرانسیسی میں ٹوبا کو کے علاوہ نیکوٹین بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ پہلے پہل ۱۵۶۰ء میں نیکوٹ نام ایک شخص نے اسے فرانس میں رواج دیا تھا۔ اسلئے اُسکیطرف منسوب کرکے اسے نیکوٹین بھی پکارا جاتا ہے + مترجم۔

[2] ویڈن۔ ریچک۔ اور راسگراد یہ تینوں بلگیریا کے مشہور قصبے ہیں۔ ویڈن سرویا کی سرحد کے قریب اور ریچک بلگیریا کی شمالی سرحد کی وسط میں دریائے ڈینوب پر اور راسگراد بلگیریا کے مشرقی نصف حصہ میں۔ بندر وارنا اور ریچک کی ریلوے لائن کے وسط میں مشہور سٹیشن ہے۔ اور ریچک سے بجانب جنوب واقع ہے + مترجم۔

اکثر دوسرے دن مختلف مقاموں کو روانہ ہوگئے ۔

مجھے گورنمنٹ کیطرف سے ایک اعلےٰ قسم کی تلوار جو خاص ترکی کی ساخت تھی۔ اور ایک جرمنی ساخت کا چھ خانہ ریوالور مع کارتوسوں کے دیا گیا۔ میرے پاس اپنی ذاتی ریوالور کے سوا ایک میدانی دوربین بھی تھی۔ جس نے محاربہ میں مجھے بہت کام دیا۔ میری وردی سپاہیوں سے کچھ ہی مختلف تھی۔ میرے پاس ضروریات کے لیئے ایک جھولا اور ذاتی اسباب کے لیئے ایک چھوٹا سا چرمی صندوق تھا۔ جو بارکش یا بوجھ پر لادا جاتا تھا۔ خالی پورٹمنٹو (چمڑے کا بڑا سفری بکس) مجھے پیچھے چھوڑ جانا پڑا۔ میں کیمپ یعنی چھاؤنی میں صرف ۴۸ گھنٹے ٹھہرا۔ اسلیئے وہاں کی کیفیت اچھی طرح دیکھنے بھالنے کا مجھے موقعہ نہ ملا۔ مگر وہاں کی کیفیت بیان کرنیکی چنداں احتیاج بھی نہیں۔ کیونکہ وہ دوسرے کیمپوں سے جو میں نے بعد میں دیکھے۔ اور جنکا اپنی اپنی جگہ ذکر آجائیگا۔ کسی امر میں مختلف نہیں تھا ۔

بموجب حکم میں دوسرے دن (۲۷۔ مارچ ۱۸۷۷ء) علے الصبح اٹھکر بارکوں میں گیا۔ اور وہاں ایک کرنیل نے مجھے مفصل ہدایات دیں۔ ہدایات سُنکر میں کیمپ کو واپس آگیا۔ اور ایک میجر سے عثمان پاشا کی پلٹنوں کی کمک کیلئے جنہیں سرویا کی لڑائی میں بہت کمی ہوگئی تھی۔ اور ابتک وہ پوری نہیں کیگئی تھی۔ ایکسو اسّی (۱۸۰) آدمیونکا دستہ لیا۔ جن میں ۵۰ تازہ رنگروٹ یعنی نظام فوج کے اور تیس (۳۰) ردیف صف دوم کے سپاہی تھے۔ دو ملازم (جو مجھ سے کم عمر تھے۔ اور جنمیں سے ایک ابھی بالکل ہی لڑکا۔ مگر نہایت جفاکش اور افسر کو خوش کرنیکا شائق تھا۔ اور دوسرا چہرہ پکی رنگ سے فرنگی معلوم ہوتا تھا) ایک متوسط العمر اور غم خور سارجنٹ اور دو کارپورل میرے ماتحت کئے گئے۔ اور اسطرح سے فی الفور ہی ایک خاص کام بالکل آزادانہ طور پر میرے سپرد کر دیا گیا۔ اللہ اکبر! میری حالت میں یہ اتنی جلدی کیسا اختلاف عظیم واقع ہوگیا۔ تین مہینے قبل ازیں میں ایک تجارتی کوٹھی میں ادنیٰ ملازموں کے ادنیٰ ماتحت کی حیثیت میں ڈسکو نکو جہاڑا اور اپنے سے بالاتر کلرکونکو کھانا کھلایا کرتا تھا۔ اور اُنکی خدمت کیا کرتا تھا۔ اور اب ۱۸۰ آدمیونکا دستہ پر پورا حاکم۔ اور کٹھن فرائض کی سرانجام دہی اور حکام بالا کی حیرت میں ڈالنے والی ہدایات کی تعمیل میں مصروف تھا۔ مجھے امید نہ تھی کہ مجھکو یک لخت ایسی اہم ذمہ داری کے کام پر لگا دیا جائیگا چنانچہ خلاف توقع اس ذمہ داری کے سر آپڑنے سے مجھے کچھ عرصہ کیلئے کسیقدر تردد سا پیدا ہوگیا۔ مگر میں نے فوراً اپنی خود پسند کردہ ملکہ بادشاہ کی پوری نمک حلالی اور جاں فشانی سے خدمت کرنیکا عزم بالجزم کرلیا۔ اور ٹھہرالیا کہ اور چیزیں تو درکنار۔ جان سے بھی دریغ نہیں کرونگا۔ الغرض میں نے اپنے آبا و اجداد کے موٹو (اصول) کے الفاظ "راستی موجب رضائے خداست" اور "ہمت مردان مدد خدا" کو دوہرا کر اپنے دل کو مضبوط کرلیا۔ اور کل تردد اور وسوسونکو دور کر دیا ۔

مجھے کرنیل نے حسب ذیل ہدایتیں دی تھیں:۔ اوّل میں کل دستہ کا معائنہ کرکے دیکھوں کہ کیا ہر ایک آدمی کی وردی

اور سامان اور تیاری مکمل ہی۔ دوم سب کے نامونکی فہرست مرتب کروں۔ جو ہر روز حاضری کے وقت سپاہیونکو نام بنام پکارنے کیلئے کام آوے۔ سوم۔ دستہ کو لیکر میں یدی قلہ (ہفت مینار) کو جو قسطنطنیہ بیلو[1] وریلوے لائین پر استنبول کے جنوب مغربی گوشہ پر مضافاتی سٹیشن ہے جاؤں۔ وہاں سے باقاعدہ ٹرین پر جو شام کے بحر روانہ ہوتی ہی سوار ہوکر راستہ میں کسی سٹیشن پر ٹھہرنے کے بغیر سیدھا بیلو وا کو (جو اسوقت اس لائین کا انتہائی آخری سٹیشن تھا) جاؤں۔ بالفعل جہاں ٹرین بدلنے کی ضرورت پڑیگی وہاں دوسری ٹرین کے تیار ہونے تک توقف کروں۔ چہارم۔ بیلو وا پہنچکر میں اپنے آپکو اور اپنے دستہ کو ایک بریگیڈیر کے ماتحت کروں۔ اور وہاں سے ویڈن تک جانیکے لیئے (یہ مسافت پیدل طے کیجانی تھی) افسر مذکور کی ہدایات کی پیروی کروں۔ پنجم۔ بیلو وا پہنچکر میں اپنی کمان کو ختم سمجھوں۔ اور اگر بریگیدیر مذکور مجھے پھر از سر نو کمان پر بحال کردے تو وہ ویڈن پہنچنے پر ختم ہو جائیگی۔ ششم۔ ویڈن پہنچکر میں اپنے آپکو شیر عثمان پاشا یا اسکی قائمقام کی ماتحت فوج میں سمجھوں۔ مجھکو ملک کا ایک نقشہ بھی دیا گیا۔ جو جرمنی کا بنا ہوا تھا۔ اسکے علاوہ بریڈشا کے تالیف کردہ گائیڈ کا جسمیں کل یورپ کی ریلوے لائینوں کے مایم ٹیبل (انضباط اوقات) درج ہوتے ہیں وہ ورق جسپر ترکی لائین کے وقت تھے اکھاڑ کر دیئے گئے۔ جو احکام مجھے دیئے گئے تھے انکا تحریری خلاصہ۔ سلطان المعظم کے زیر نگین علاقہ کے تمام فوجی و ملکی افسروں کے نام ایک عام حکم۔ کہ مجھے ہر طرح کی مدد دیں اور رسد پہنچائیں اور تین ترکی پونڈ (۴ ۵ - انگریزی شلنگ) نقد دیئے گئے۔

مجھے خیال پڑتا ہے کہ بریگیڈیر کا نام پردو (اصل پر تو معلوم ہوتا ہے) پاشا تھا۔ اُس کا ذکر مجھو آگے بھی کرنا پڑیگا۔ اور اُسکا نام درحقیقت خواہ کچھ ہو۔ میں یہی نام تحریر کرونگا۔ ہمنے دستہ فوج کا معائنہ جلد ختم کرلیا۔ صرف چند ایک معمولی سی چیزیں موجود نہ تھیں۔ جنکو ہمنے کمپنی بہم پہنچالیا۔ ہر ایک سپاہی کے پاس اسّی کارتوس تھے۔ مگر ان کارتوسوں کے علاوہ دستہ کے پاس اور کوئی زائد گولی بارود نہ تھا۔ اور جب زائد گولی بارود ہی نہ ہوا تو سامان حرب کی بار برداری کے سامان کی کیا احتیاج تھی۔ فہرست بنانا بڑا ناخوشگوار کام تھا۔ اسمیں مجھے ملازموں اور سارجنٹ نے مدد دی۔ اسوقت مجھے یہ معلوم کرکے نہایت مسرت ہوئی کہ بڑا ملازم انگریز تھے۔ اور اُسکا نام سیمور تھے۔ اُسکا ذکر ان صفحات میں اکثر دفعہ آئیگا۔ اور میں اگلے باب میں اُسکے حالات بالوضاحت تحریر کرونگا۔ دوسرے ملازم کا نام جو سیمور سے کم عمر تھا ترات تھا۔ یہ دونوں ہمسے مدرسہ میں داخل ہونے سے پہلے مکتب حربی کا امتحان پاس کرچکے تھے۔ سارجنٹ کا نام سیفی تھا۔ اور وہ شام کا رہنے والا تھا۔ اسماء کی فہرست لکھنے میں ایک دقت تو یہ تھی۔ کہ اکثر اعراب لکھے نہیں جاتے۔ جسکی وجہ سے لازمی طور پر ایسے شخص کو جو اجنبی ہونے کے باعث ان ناموں سے مانوس نہ ہو وہ اعراب یا زبانی حفظ کرنے پڑتے ہیں۔ یا بعد ازاں اُسے نام پکارتے وقت اٹکل سے نام لینا پڑتا ہے۔ اسکے ماسوا دوسرا

---

[1] بیلو وا۔ سلسلہ کوہ بلقان کے دامن میں بلگیریا اور شرقی رومیلیا کی سرحد پر واقعہ ہے۔ اس لائین کا طول ۱۸۵۸ء میں حسب ذیل تھا۔ قسطنطنیہ تا ایڈیہ یانوپل ۱۹۸ میل۔ از ایڈیہ یانوپل تا فلپ پولی ۱۲ میل۔ از فلپ پولی تا بیلو وا ۲۴۲ میل۔ میزان ۴۵۲ میل

(مصنف)

تکلیف دہ امر یہ تھا۔ کہ کئی سپاہیوں کے نام ایک ہی تھے۔ جنمیں سے اکثر کی تمیز اسلئے نہیں ہو سکتی تھی۔ کہ اُن کے معمولی ناموں کے علاوہ۔ کوئی امتیازی خاندانی نام نہ تھے۔ اسلئے رفع اشتباہ کے لئے ایسی صورت میں ہمنام سپاہیوں کے اسمار کے ساتھہ اُن کے مساکن کے نام بھی درج کرنے پڑتے تھے۔ اُن صوبوں کے سپاہی جہاں عربی زبان بولی جاتی ہے اپنے نام کے ساتھہ باپ کا نام ضرور لیتے ہیں۔ اور بعض وقت پیشہ کا نام بھی ایزاد کر دیتے ہیں۔ چنانچہ بعض سپاہی یہ سب چیزیں بتاتے۔ جس سے اُن کا نام آدمی جن مختلف القابوں کا طومار بن جاتا مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ فوج ردیف کے ایک سپاہی نے جو میسوپوٹیمیا (جزیرہ یا دوآبہ دجلہ و فرات) سے آیا تھا اپنا نام قریب قریب حسب ذیل بتایا تھا۔ "حاجی آغا احمد علی بید شستی[1] بن حاجی آغا مصطفےٰ عبداللہ دلال بغدادی ملک التجار"۔ میں نے اُس سپاہی کا نام بنظر اختصار ملک کہا۔ جس سے تمام سپاہی بہت محظوظ ہوئے۔ کیونکہ ترکی میں ملک فرشتہ کو کہتے ہیں اور عربی میں بادشاہ کو۔ اُن کے محظوظ ہونے کی خاص وجہ تھی۔ یہ سپاہی نہایت بدصورت اور اچھا خاصہ بن مانس تھا۔ اُسے فرشتہ کا خطاب ملنے سے اُنکو قدرتی طور پر تمسخر کی سوجھتی تھی چنانچہ اُنھوں نے اسیوقت اپنی طرف سے اُسکو شیطان کا لقب بخشدیا۔ اور یہ ہمیشہ کیلئے اُسکا نام پڑ گیا۔ مجھے اور سبھوں کو بعد میں معلوم ہوا کہ سپاہی ہم دونوں کو آپس میں "جیم" پکارتے ہیں۔ اسکی وجہ شاید یہ ہو۔ کہ اُن میں سے کسی نے انگریزی نام جیمز اور اُسکا اختصار "جم" سُنا ہوا ہوگا۔ اور چونکہ وہ اِس کی بجائی لفظ کو اپنے حرف جیم (ج) کے مشابہ ہونے کے باعث بآسانی پکار سکتے اور یاد رکھہ سکتے تھے۔ ہمارا نام ہی بھی رکھدیا۔ مجھے وہ جیم اوّل اور سبھوں کو جیم ثانی پکارتے تھے۔ ترکی سپاہیوں کے نام فہرست پر خواہ کتنے ہی طول طویل کیوں نہ ہوں۔ زبانی گفتگو اور مکالمہ میں وہ مختصر سے واحد ناموں سے پکارے جاتے تھے۔ مثلاً۔ سلیم۔ علی۔ حسن۔ سعید۔ مراد۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ دستور باہمی تکلم میں بہت سہولیت کا باعث تھا +

فہرست دوپہر کے وقت ختم ہوئی۔ اسکے بعد ہمنے کھانا کھایا۔ جس میں وہی نہ جدا ہونیوالے رفیق گوشت اور چاول تھے۔ اِس سے فارغ ہونے پر ہمکو ایکدن کی خوراک کیلئے بسکٹیں دیگئیں۔ ہم نے سفری توتلیں پانی سے بھر لیں۔ اور دوسری فوج کے نعرہ ہائے خدا حافظ کے شور و غل میں (سٹیشن) یدی قلہ (ہفت مینار) کو ٹھیک وقت پر روانہ ہو گئے۔ جس مجبوب نخوت اور مغمومی کے ساتھہ میں نے اپنے دستہ کو اپنا اولین حکم دیا ہوگا اوسکو

[1] ۔ وید شتی کے معنے مسٹر ہربرٹ (بروکر) دلال یعنی مشتری بایع میں سودا کرانے والے کے اور دلال کے معنے آہن فروش یا سوداگر آہن کے بتاتے ہیں مگر اس میں بوجہ اجنبیت خود اُنسے یا پرنٹر سے یہ غلطی ہو گئی ہے۔ کہ وید شتی کی جگہ دلال کی اور دلال کی جگہ وید شتی کے معنے بتا دیئے ہیں۔ آہن فروش وید شتی کے معنے ہیں۔ اسطرح ملک بفتح لام کو ترکی اور ملک بکسرہ لام کو عربی بتانے میں انسے غلطی ہو گئی ہے۔ یہ دونوں لفظ عربی ہیں۔ مگر اجنبی سے ایسی غلطیاں ہو جانا معمولی بات ہے۔ مترجم +

ناظرین خود ہی اچھی طرح قیاس کر سکتے ہیں۔ میں دنیا کے اُس حصہ میں پہلے کہیں گذرا تھا۔ اگر سارجنٹ سیفی اِس نواح سے واقف نہ ہوتا۔ تو مجھے (یدی قلہ کا) راستہ دریافت کرنے میں کمال حیرانی ہوتی۔ سفر دو گھنٹے میں طے ہُوا۔ مطلع گو مکدر تھا۔ مگر راستہ میں بارش نہ ہوئی۔ ہوا البتہ مرطوب اور خنک تھی۔ دو سپاہیوں کی طرح میں نے بھی اپنا بقچہ پشت[1] پر اٹھایا ہوا تھا +

یدی قلہ پہنچکر سپاہی تو پلیٹ فارم پر بیٹھ گئے۔ اور میں سٹیشن ماسٹر سے باتیں کرتا رہا۔ جب میں نے یہ سُنا کہ پہلے دنوں سپاہی کھُلے چھکڑوں پر جنمیں مویشی سوار کئے جاتے ہیں۔ بھیجے گئے تھے۔ تو میں نے اُس سے درخواست کی کہ ہمکو تین مسافر گاڑیوں پر سوار کرائے۔ اِسپر اُس بدمعاش نے گویا مجھپر کمال مروت کر کے انتہائی سٹیشن (قسطنطنیہ) کو ٹرین میں زائد گاڑیوں کے لگا دینے کے لئے تار دینے کا وعدہ کیا۔ مگر مجھے بعد میں سیفی سے معلوم ہوا کہ سٹیشن ماسٹر[2] کو ایسا کرنیکا پیشتر سے حکم موصول ہو چکا تھا۔ زائد گاڑیاں منگوانے میں اُسنے احکام کی تعمیل کی تھی ہمپر کوئی ذاتی مروت نہیں کی تھی۔ لیکن مجھکو نو عمر اور ناتجربہ کار دیکھ کر بخشش حاصل کرنے کے لئے اُس نے یہہ چال چلی تھی۔ تاہم میری بخشش بیکار نہ گئی مجھے چالاک سٹیشن ماسٹر سے سفر اور لائن کے متعلق بہت سی کارآمد باتیں معلوم ہو گئیں۔ مثلاً مجھے ترکی وقت اور ترکی سنین کے سمجھنے میں بہت دقت ہوتی تھی۔ آخر معلوم ہو گیا کہ ترکی سال قمری ہوتا ہے جسکے مہینے عموماً ۲۹ دنوں کے ہوتے ہیں۔ اسلامی قلندرہ ۶۲۲ء سے شروع ہوتا ہے اور ۱۸۷۶ء میں اُسکا سن ۱۲۹۳ھ ہجری تھا۔ ترکی وقت بھی کچھہ کم مخمصہ میں ڈالنے والا نہیں۔ اُسکے مطابق ہمیشہ غروب آفتاب پر بارہ بجے کا وقت مقرر ہے۔ خواہ سورج کسی وقت غروب ہو۔ اور اسطرح یہ وقت ہر روز بدلتا رہتا ہے +

اگر کوئی ترک اہلکار مجھہ سے ایسی حرکت کرتا۔ تو مجھے چنداں تعجب نہ ہوتا۔ اُن بیچاروں کو شاذ و نادر تنخواہ کی شکل دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ اور ضرورت سے مجبور ہو کر۔ اگر وہ جھک ماریں تو معذور ہیں بے زری سے وہ ایسے تنگ حال ہیں۔ کہ چند پیاسٹروں[3] پر بھی وہ اپنی روح تک کو بیچ دینے سے دریغ نہ کریں۔ مگر میں یدی قلہ کے سٹیشن ماسٹر کی کارروائی سے اپنے دل میں بھی بہت ہی محجوب ہوں۔ کیونکہ وہ ترک نہ تھا۔ بلکہ فرنگی تھا۔ اُسکی قومیت کی میں تخصیص نہیں کر سکتا۔ کہ انگریز تھا یا فرانسیسی یا جرمن۔ کیونکہ وہ مجھہ سے ترکی ہی میں متکلم رہا۔

---

[1] ۔ انگریزی میں ایسے بقچہ کو جسے مسافر یا سپاہی پشت پر اُٹھاتے ہیں "نیپ سیک" کہتے ہیں۔ یہ تسموں کے سہارے سے پیٹھ پر رہتا ہے۔ ہاتھوں سے پکڑے رہنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ان تسموں کو سینہ کیطرف لٹکوا دیا جاتا ہے مترجم

[2] ۔ یہ لائن اُسوقت اور اب بھی اورینٹل کمپنی کے پاس ہے۔ اور اُسی کے ملازم جن میں سے زیادہ تر یونانی دارنی ہوتے ہیں لائن پر مامور ہیں۔ یہہ سٹیشن ماسٹر بھی کمپنی کا ملازم تھا +

[3] ۔ پیاسٹر کو ترک قرش یا غرش کہتے ہیں۔ سو قرش کا ایک پونڈ ترکی ہوتا ہے۔ اور ترکی پونڈ سوا اٹھارہ شلنگ کے برابر۔ مترجم

اور جب میں نے انگریزی۔ فرنچ اور جرمنی میں نوبت بہ نوبت گفتگو کرنی چاہی تو اُس نے (غالباً اپنی توہین کو نہاں رکھنے کیلئے) اُن میں سے کسی میں مجھے جواب نہ دیا۔ اُس نالائق کیلئے مزید شرم کا مقام یہہ ہے کہ وہ گورنمنٹ (عثمانیہ) کا ملازم نہیں تھا (کہ عدم وصولئے تنخواہ کا عذر کرسکے) بلکہ میرے خیال میں کمپنی[1] کا تھا۔ جو بالغلب وجوہ اُسے باقاعدہ تنخواہ دیتی ہوگی۔

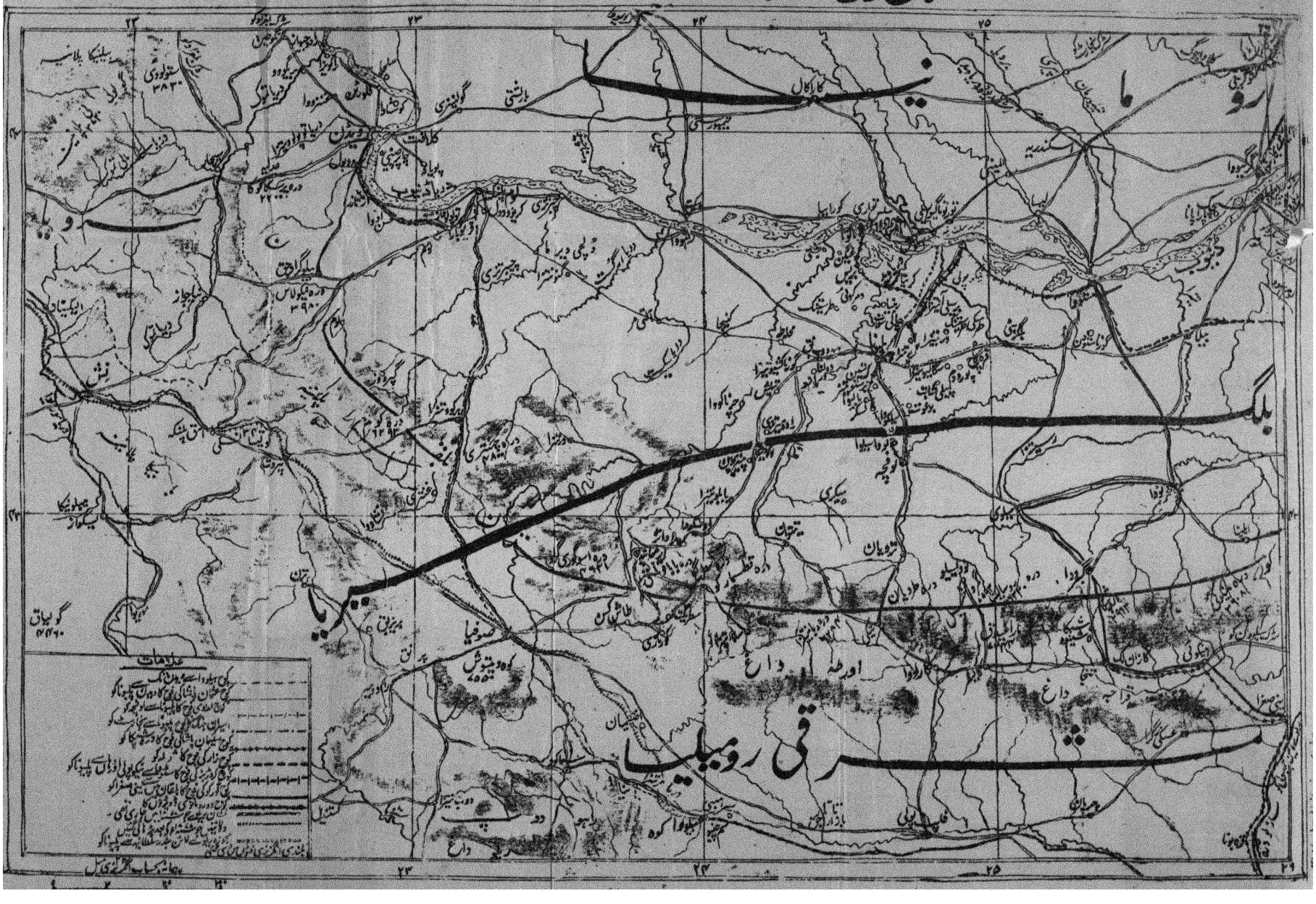
ہمکو تقریباً دو گھنٹے انتظار کرنا پڑا۔ تھوڑی ہی دیر میں ہمارگرد۔ اکثر لوگ ہمیں دیکھنے کیلئے جمع ہوگئے مجمع میں برقعہ پوش مستورات اور شریر لڑکے بہی بہت تھے۔ ترکونکو بہی اپنے سپاہیونکی صفیں ایسی پیاری ہیں جیسے کہ مالی برن کو اپنے سپاہیونکی۔ اور اُن کی نوعمر لڑکیاں بھی اپنے شجاع سپاہیونکو ویسی ہی محبت اور خوشی کی نگاہ سے دیکھتی ہیں جیسے کہ (لندن کے امیرانہ محلہ) کاکنے کی نوجوان مامائیں اور بچوں کو کھلانے والیاں (لندن کی مشہور تفرجگاہ) ہائیڈپارک میں بانکے ٹیڑھے انگریزی سپاہیونکو یا (انگلستان کے ساحلی قصبہ) کنسنگٹن کی نوخیز اور چنچل انگریزی بحری سپاہیونکو۔ البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ مسلمان لڑکیونکی محبت دبی ہوئی ہوتی ہے۔ اور وہ عملی پہلو اختیار نہیں کرلیتی۔ یعنی جسطرح عیسائی لڑکیاں بیباکانہ اپنے ملک کے چھیل چھبیلے سپاہیوں کے گلی جمٹتی پھرتی ہیں۔ ویسا ٹرکی میں نہیں ہوتا۔ مسلمان لڑکیاں اپنے بہادر سپاہیونکو دیکھ کر دل ہی دل میں خوش ہولیتی ہیں۔ کسی بیحیائی کے فعل کا اُنکو خیال تک نہیں گذرتا۔

بعض مخیر طبع باشندوں نے آپسمیں چندہ کرکے ہمارے لئے قہوہ تیار کیا۔ جسکے پینے سے ہماری تکان بہت کچھ دور ہوگئی۔ چند نے سپاہیوں میں چرٹ تقسیم کئے۔ اور ایک عجیب و غریب شکل کے یہودی نے جو دراصل آسٹریا کے صوبہ گلیسیا کا رہنے والا تہا۔ مگر کچھ عرصہ سے یدی قلہ کے قرب میں رہائش پذیر تھا۔ اور جسکی قطع وضع زمانہ وسطی کے لوگوں سے ملتی جلتی تہی۔ مجھکو اور سیمور کو تاڑلیا کہ ہم ترک نہیں ہیں۔ اور وہ ہمارے لئے نہایت ہی تیز شراب کی ایک صراحی اور لہسنی سنبوسونکی ایک بڑی ٹوکری لے آیا۔ اسکی اس مسافرنوازی اور دلی شوق مدارات کرنے سے مجھے (ازن کرانسر کے قبیلہ (یعنے یہودیوں) سے جو سخت نفرت ہوگئی تہی اُس میں کسیقدر تخفیف ہوگئی۔

جب ٹرین کے قریب پہنچ جانیکی علامت میں سگنل کا ہاتھ گرا۔ تو میں نے اپنے آدمیونکو دو قطار وں میں صف بستہ کرکے اُنکو تین دستوں میں منقسم کردیا۔ اور ہر ایک دستہ ایک لفٹنٹ کے سپرد کرکے ایک ایک نن کمیشنڈ افسر لفٹنٹوں کے ساتھ کیا۔ میں نے اپنے ساتھ سارجنٹ سیفی کو رکھا۔ سپاہی خوشدل اور مطیع فرمان تھے۔ اور چونکہ معدودے

[1] یعنی اوٹیل کمپنی جسکا ذکر حاشیہ میں کیا گیا ہے۔ یہ وہی کمپنی ہے۔ جسکے چند مطالبات کی نسبت کہا جاتا ہے کہ نومبر ۱۸۹۶ء میں آسٹریا نے حالانکہ حصص کمپنی اور اُسکے سرمایہ کا عشر عشیر بھی آسٹرین لوگونکی پاس نہیں ترکی کو بہت کچھ آنکھیں دکھائی تھیں اور بالآخر اُن مطالبات کو جنکی میزان ۲ ۱/۲ اور سات لاکھ پونڈ کے درمیان بتائی جاتی ہے۔ ادا کردینے کا وعدہ کرکے آسٹریا کا غصہ فرو کیا۔ مترجم

شمالی ٹرکی کا نقشہ ۔ محاربہ ۱۸۷۷ء کے مقامات دکھانے کیلئے



چند کسوٹ۔ وہ قسطنطنیہ کے رہنے والے تھے۔ اسلئے روانگی کیوقت الوداعی ملاقات کیلئے اعزہ واقربا کا مجمع بہت کم تھا اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا مجمع جتنا کم ہو اُسی قدر اچھا ہوتا ہے۔ انسان خواہ کیسا ہی مضبوط دل کیوں نہو الوداعی ملاقات جانیوالے اور پیچھے رہنے والے دونوں پر اثر ڈالے بغیر نہیں رہسکتی +

ہمارے لیے تین گاڑیاں ریزرو کی گئی تھیں۔ فی گاڑی ایک دستہ سوار ہوگیا۔ اور تینوں گاڑیاں کھچا کھچ بھر گئیں۔ مگر جگہ کی قلت سے کسیقدر بے آرامی ہونیکے باوجود سپاہی سرد و فرحان اور بیفکر تھے۔ جب ٹرین سٹیشن سے روانہ ہوئی تو جمع شدہ خلقت نے بڑے زور سے "اللہ" کا حوصلہ بڑھانے والا نام پکار کر ہمکو اللہ بیلی کہا۔ ادھر میں نے دل ہی دل میں استنبول کو الوداع کہا۔ جو خدا کی مرضی سے واقعی میری آخری الوداع تھی۔ اور میں تب سے بعد پھر وہاں نہیں گیا۔ قصہ مختصر بالعالی کے فوجی افسر کی حیثیت میں میرا کارنامہ اسطرح شروع ہوگیا +

باب سوم

قسطنطنیہ سے ریڈن تک تین ہفتوں کا کوچ از ۳ مارچ لغایت ۳ اپریل ۱۸۷۸ء

ٹرین موضع سین سٹیفانو[1] کے پاس گذر کر جو ۳ مارچ ۱۸۷۸ء کو وہاں ابتدائی صلح نامہ پر دستخط ہونیکی وجہ سے اب تاریخی مقام بن گیا ہے۔ ساڑھے سات بجے کو چکمجی میں پہنچی۔ یہہ جگہ قسطنطنیہ سے بجانب غرب ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں ہماری گاڑیاں ٹرین سے کاٹ کر دوسری لائین پر کھڑی کردی گئیں۔ تاکہ علی الصباح اُس ٹرین میں لگائی جائیں جو وہاں سے برابر ایڈریانوپل[2] تک جاتی تھی +

چکمجی کی ایک سرائے کے مالک کی مستعدی اور معززین شہر کی حب الوطنی کے طفیل سپاہیوں کو رات کے کھانے کے لیئے گرما گرم روٹیاں۔ قہوہ اور مٹھائیاں وافر مل گئیں۔ اقل الذکر کو میں نے اُن تمام چیزوں کی جو اُس سے لی گئیں سیاہ بکھدی۔ نقد قیمت ادا نہ کی۔ سٹیشن ماسٹر نے جو آستین تھا۔ اپنا کمرہ ہم تین افسروں کے سپرد کردیا اور خان (سرائے) سے ہمارے لیئے گرم کھانا وہیں آگیا۔ میں نے سپاہیوں کو رات کی مٹھی دینے سے انکار کردیا اور وہ

---

[1] سانتو یا سان ٹی فانو قسطنطنیہ سے سات میل بجانب غرب بحیرہ مارمرا کے ساحل پر واقع ہے۔ یہ ابتدا میں طالین باہی گیرونکی بستی تھی۔ اور اب یہاں تقریباً کلہم فرنگی لوگ رہتے ہیں۔ ارمنی و یونانی سوداگروں کے خوبصورت بنگلے۔ اور بعض ترکی امرا کے تابستانی محل بھی وہاں ہیں۔ اُسکی آبادی ۲۰ ہزار ہے +

[2] اُسوقت قسطنطنیہ اور ایڈریانوپل کے درمیان صرف ایک ٹرین یومیہ چلتی تھی۔ مگر کوچکمجی اور قسطنطنیہ کے درمیان اسکے علاوہ اور پانچ لوکل ٹرینیں بھی چلتی تھیں۔ اور انہی میں سے ایک پر ہم آئے تھے۔ حکام نے ہمکو یدی قلہ سے کچھ رات کو غالباً اسلئے بھیجدیا تھا کہ دوسرے دن یدی قلہ سے اور فوج نے بھی روانہ ہونا تھا۔ اور اسطرح زیادہ بھیڑ ہوجانیکا اندیشہ تھا۔ ہیلو وا اور ایڈریانوپل کے درمیان بھی اُسوقت ایک ہی ٹرین چوبیس گھنٹوں میں چلتی تھی۔ مصنف +

سب لوگ اکٹھے ہو گئے۔ انکے سونے کے لیئے ایک خالی شیڈ[1] میں انتظام کیا گیا +

ریلوے ملازموں نے اُن کے بستر کے لیئے ٹاٹ بچھا دیئے اور سپاہیوں نے سر ہانوں کی جگہ اپنے بقچے رکھے۔ رات سرد اور مرطوب تھی۔ اسلئے آگ بھی جلا دی گئی۔ حاضری لیکر بنے سپاہیوں پر سیفی کو مامور کر دیا۔ اور خود سیمور وٹرب کو ہمراہ لیکر قطار ہی میں کچھ عرصہ چہل قدمی کرنے چلا گیا۔ صبح کو حاضری ہمنے خان میں کھائی +

کوچک چکمجی کوئی ایسی مشہور جگہ نہیں۔ دہانکی آبادی چار ہزار ہے۔ جس میں سے زیادہ حصہ ترک ہیں۔ وہ ایک چھوٹی سی راس پر جسکے جنوبی ساحل سمندر پر بحرہ مامورا لگا رہا ہے۔ اور شمال کیطرف ایک جھیل ہے خوبصورت موقعہ پر بسا ہوا ہے۔ اُسکی شہرت کا مدار صرف اُسکے سٹیشن ہونے پر ہے۔ مگر چونکہ میں وہاں سے رات کے وقت گذرا۔ اسلئے اُسکے حسن و قبح پر کوئی قطعی رائے نہیں لگا سکتا +

ہم چہل قدمی سے دس بجے واپس آ گئے اور سٹیشن کے دفتر میں آتشدان کے گرد بیٹھ کر ایک گھنٹہ تک چرٹ پیتے اور باتیں کرتے رہے۔ یہ دونوں شخص میرے رفیق ہی نہ تھے۔ بلکہ دوست ہو گئے تھے۔ اور جب تک موت نے ہمکو جُدا نہ کیا وہ کُل محاربہ میں میرے ساتھ نیک و بد کے شریک رہے۔ میں یہاں اُنکا مختصر ذکر کر کے ناظرین سے اُنکی ملاقات کراتا ہوں۔ وہ اِسوقت اُن تیس ہزار فدایان قوم کے ساتھ جو روسیوں کے جانگداز حملوں اور شیر مَیدانِ وغا عثمان کی بہادرانہ مدافعت میں اپنے ملک و قوم پر نثار ہوئے۔ پلیونا کی انسانی خون سے تر شدہ زمین میں میٹھی نیند سو رہے ہیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ جب آخری عظیم الشان اجتماع کیلئے صُور پھونکا جائیگا اور کل مخلوق کی احکم الحاکمین کے روبرو حاضری لیجائیگی۔ تو وہ اور میں اِس طلبی کا ایک ساتھ جواب دینگے۔ اور جسطرح ہم بیشمار خونی معرکوں میں اکٹھے رہے تھے۔ وہاں بھی ایک دفعہ پھر دوش بدوش کھڑے ہونگے +

جیک سیمور کے ابتدائی حالات قابل افسوس اور ناخوشگوار تھے۔ اُسکی پیدائش کا یہ رنجدہ راز مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اپنی ماں کا ولد الحرام لڑکا تھا یعنی شادی سے پہلے پیدا ہوا تھا۔ اُسکی پیدائش کے بعد جس متمول سوداگر نے اُسکی والدہ سے ازدواج کر لیا تھا۔ وہ اُسکا باپ نہ تھا۔ شادی سے زن و شوہر کو کوئی خوشی نہ ہوئی اُنمیں باہمی رنجش پیدا ہو گئی تھی۔ تاہم وہ ایک دوسرے سے جُدا نہ ہوئے اکٹھے رہتے رہے۔ اور سیمور بھی اُن کے ساتھ رہا۔ تاکہ دنیا کو طعن و تشنیع کا موقعہ نہ ملے۔ سیمور اپنے سوتیلے باپ کا شکور تھا کہ اُسنے اُسے تعلیم دی۔ لیکن سیمور کو باپ سے کوئی محبت نہ تھی۔ برعکس اسکے اُسے ماں سے بیحد الفت تھی۔ ۱۸۵۸ء میں جبکہ اُسکی عمر گیارہ برس کی تھی۔ یہ خاندان لندن سے گیلی پولی کو چلا گیا۔ وہاں اُسکے باپ کی دوکان کی ایک شاخ تھی۔ اس جگہ وہ ستمبر ۱۸۶۰ء تک رہے۔ پھر خاندان لندن کو چلا گیا۔ مگر سیمور جو اُسوقت مکتب حربی میں داخل تھا پیچھے رہا

[1] ایسا احاطہ جسپر چھتوں یا ستونوں کے سہارے صرف ٹین یا چھپر کی چھت یا سایہ ہو۔ دیوار کوئی نہ ہو۔ مترجم +

وہ ترکی اہل زبان کی طرح بولتا تھا۔ اپنے باپ کے مقامی اور ذاتی رسوخ کی وجہ سے وہ دقتیں جو غیر مذہب رکھنے والے کو عثمانیہ فوج میں داخل ہونے میں پیش آتی ہیں۔ میری نسبت اُسکی دفعہ زیادہ آسانی سے دُور ہوگئیں تھیں۔ اُس نے سپاہیانہ پیشہ اپنے دلی شوق سے اختیار کیا تھا۔ مکتب حربی کا امتحان اُسنے اکتوبر ۱۸۵۶ء میں پاس کیا تھا۔ جسکے بعد وہ قسطنطنیہ کے سربازخانہ طاش قشلہ میں پہلے ایک میجر کا کاتب اور پھر ایک فریق کا یاور ہوگیا اسکی وجہ مجھے معلوم نہیں ہوئی کہ گو اُسکی ملازمت مجھ سے چھ ماہ پہلے شروع ہوئی تھی۔ ابتدا میں اور پھر ویدن جاکر بھی مجھے اُس سے بالاکیوں رکھا گیا۔ مگر ترکی فوج میں ملازمت کی قدامت کا کوئی خیال نہیں کیا جاتا۔ میں عمر میں اُس سے ایک مہینہ بڑا تھا۔ بہرحال اس معاملہ میں میرا کوئی دخل نہ تھا۔ اور اُسنے اس انتظام کو کسی طرح کے شکوہ و شکایت کے بغیر بخوشی منظور کرلیا۔ اُسکا قد لمبا۔ جسم پتلا۔ آنکھیں روشن اور رنگت میں بھوری۔ اور چہرہ خوبصورت تھا۔ جسپر لڑکپن کی سادگی برستی تھی۔ وردی اور اسلحہ سمیت اُسکا وزن ایک من پچیس سیر تھا۔ وہ نہایت پھرتیلا۔ شیر ایسا بہادر۔ فولاد جیسا سخت۔ سچا جان نثار دوست تھا +

ابراہیم نراب دیدی آغاچ سے آیا تھا۔ یہ قصبہ بحیرہ مجع الجزائر کے ساحل پر بندرگاہ ہے۔ اور ایک ریلوے لائین ایڈریانوپل سے وہاں تک جاتی ہے۔ اُسکا باپ وہاں کا ایک معزز اور معتدر سرکاری عہدہ دار تھا۔ اُسنے بھی اُسی دن مکتب حربی کا امتحان پاس کیا تھا۔ جسدن کہ سیمور نے۔ بعدازاں وہ جنرل سٹاف کی خدمات سیکھنے کے لیے منتخب کیا گیا۔ اور مکتب ارکان حرب میں بھیجدیا گیا۔ اور جب ہماری ملاقات ہوئی اُسے ایک ہفتہ سے بیشتر تک نہیں ہوا تھا۔ اُسوقت اُسے شریفانہ طور پر اطلاع دی گئی تھی کہ تم جنرل سٹاف کا افسر بننے کے قابل نہیں ہو۔ اور پھر داؤد پاشا کے کمپ میں بھیجدیا گیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اُسے کافی ذہین اور تیز طبع نہیں تصور کیا گیا تھا۔ بالادست افسروں کا یہ ریمارک اُسکی چٹ تھی۔ جب کبھی اُس سے اسکا ذکر کیا جاتا۔ وہ فوراً سخت برافروختہ ہوجاتا۔ جس سے ہمرتبہ افسر نکو اُسے ہروقت ستاتے رہنے کا خوب مشغلہ ہاتھ آگیا تھا۔ وہ مجھسے اور سیمور سے ایک انچ چھوٹا تھا۔ سیمور اور میں قد اور وزن میں تقریباً مساوی تھے۔ اُسکے خط و خال نہایت خوبصورت اور خالص ترکی انداز کے تھے۔ اُسکی سیاہ آنکھیں بہت خوشنما اور روشن تھیں۔ خوبصورت موچھوں کے سبزہ کی روئیدگی شروع ہوگئی تھی۔ جس سے میں اور سیمور ہمیشہ رشک کھاتے رہتے تھے۔ کیونکہ ہمارے چہرے لڑکیوں ایسے صاف تھے۔ اُسے اپنی مونچھیں۔ جلد جلد بڑھانے کا شوق تھا۔ جب کبھی اُسے بال بڑھانے کا مصالحہ نہ ملتا تو رات کے وقت بالائی ہونٹھ پر چربی مل دیتا۔ اور اگر چربی بھی نہ ملتی تو موم بتی کو گھسدیتا۔ وہ تلوار کا بڑا دھنی تھا۔ اُسکی شجاعت۔ طاقت۔ پرجوشی اور جفاکشی میں کوئی کسر باقی نہ تھی۔ وہ اپنے دشمن کا پکا ایک جوشیلا اور شاعرانہ خیال کا نوجوان تھا۔ مذہب۔ اخلاق۔

دولتی۔ محبت۔ شادی وغیرہ امور کے متعلق اُسکے بعض خیالات نہایت ہی بلند تھے۔ مکتب حربی میں داخل ہونے سے چند برس پہلے چیدی آغوچ میں وہ ایک سکاچ ریکوا انجینیر کی لڑکی کو دیکھکر اُسپر سچے دل سے عاشق ہوگیا تھا۔ لڑکی کو اُسکے عشق کی کیفیت معلوم نہ تھی۔ مگر اُسکا پاک اور نوجوانانہ اُمنگوں سے بھرا ہوا دل اُس بُت سیمتن کی محبت میں بالکل سرشار تھا۔ لڑکی کا نام مریم تھا جو ہر وقت اُسکا ورد زبان رہتا تھا۔ میرا خیال ہے کہ مجھسے اور سیمور سے اُسکی بے اندازہ محبت اور بجا اُنس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ ہم اُسکی معشوقہ کے ہم قوم تھے۔ وہ تھوڑی سی انگریزی بول لیتا تھا۔ اور انگریزی زبان میں یہہ فقرہ اکثر کہتا رہتا تھا "میری۔ مجھے بتاؤ"

اسموقعہ پر لگے ہاتھہ سارجنٹ سیفی کے بھی مجمل حالات بیان کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اُس کی کہانی نہایت عجیب و غریب تھی جو مجھے دوسرے دن معلوم ہوئی۔ میں اُسے سیفی کے بیان کے مطابق درج کئے دیتا ہوں۔ ذاتی طور پر میں اُسکی صداقت کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ اُس نے بیان کیا کہ "میں پیدائشی انگریز ہوں میں شام کے ایک قصبہ میں ایک معزز عہدہ پر مامور تھا۔ جہاں میں آخر برٹش قونصل ہوگیا۔ دس بارہ برس ہوئے میں اُسی عہدہ پر تھا۔ کہ ایک تغلب زر کے معاملہ میں ملوث ہوگیا۔ اور گرفتاری سے بچنے کے لیئے بیوی اور اولاد کو چھوڑ کر وہاں سے بھاگ گیا۔ اُنکو دیکھنا پھر مجھے نصیب نہوا۔ وہ سب کے سب ایک برس بعد ہیضہ کی وبا میں فوت ہوگئے۔ میں عربی اور ترکی بخوبی جانتا تھا۔ اور گرم ملک میں رہنے سے میری گوری سے میری رنگت بھی سانولی ہوگئی تھی۔ ان تینوں باتوں کے طفیل میرے لئے پیدائشی مسلمان بن جانا مشکل نہ تھا۔ میں فوج میں بھرتی ہوگیا۔ اور ترقی کرکے سارجنٹی تک پہنچ گیا"۔ جب میں نے اُس کی زبان سے سُنا کہ وہ انگریز ہے تو میں ششدر رہگیا۔ وہ جنگ سرویا میں بھی شریک ہوا تھا۔ دیڈن میں وہ ہمسے علیحدہ ہوگیا جہاں سے وہ مقام راھووا کو بھیجدیا گیا۔ اور پھر میں نے اُسے نہ دیکھا۔ البتہ جب میں خارکوف میں روسی قید میں تھا تو اُسنے مجھے اُڈیسہ سے ایک خط لکھا۔ جس میں اُن تمام معرکوں کے حالات جن میں وہ شریک ہوا تھا تحریر کرکے مجھے اطلاع دی کہ وہ باش جاؤش کے مرتبہ پر ترقی یاب ہوگیا تھا۔ مگر شنیدہ واقع دسمبر ۱۸۵۴ء کی لڑائی مورخہ ۹ جنوری ۱۸۵۵ء میں روسی فوج کے ہاتھہ اسیر ہوگیا۔ میرا خارکوف کا پتہ اُسے ایک جرمن ریلوے ملازم سے جو روسی ملازمت میں تھا معلوم ہوا تھا۔ بعد ازاں پھر مجھے اُسکی کوئی خبر نہ ملی۔

دوسرے دن (۲۸ مارچ) ہم علی الصبح پانچ بجے اٹھ بیٹھے۔ میں نے سپاہیوں کی حاضری لی اور پھر اُنکو حاضری کھانے کے لیئے خان کو بھیجدیا۔ حاضری میں اُنکو تازہ پکی ہوئی روٹی اور قہوہ ملا۔ مطلع مکدر اور ابر چھائے ہوئے تھے چنانچہ تھوڑی ہی دیر بعد بارش شروع ہوگئی۔ جو کبھی تھم جاتی اور کبھی پھر شروع ہوجاتی۔ بعض اوقات شدید بارش میں سپاہیوں نے تمباکو اور گھر کی پکی ہوئی روٹیاں تقسیم کیں۔ اس تقسیم کے وقت میں۔ سیمور اور ابراھیم

لہ اس بات کا مجھے بھی یقین ہے۔ کیونکہ اُسکا لہجہ اور تلفظ بھی اُسکے بیان کی تصدیق کررہا تھا۔ مصنف۔

علیحدہ کھڑے رہے۔ کیونکہ ہمارا رتبہ ہمکو اُس میں شریک ہونے سے مانع تھا۔ مگر اتنے ہی میں ایک خوبصورت لڑکی نے اپنے باپ کے ساتھ ہمارے پاس آکر ہم میں سے ہر ایک کو نفیس سگرٹ نکالا ایک ایک پیکٹ اور چند کیک دیئے۔ ہمنے سلام کرکے اُسکا شکریہ ادا کیا۔ جیک نے اُسکا ہاتھ پکڑ کر ایسی پرجوشی سے جو زاید از ضرورت اور حد سنجاوز تھی اُسے چوم لیا۔ مگر پیرانہ سال ترک اُسکے اس لڑکپن سے خفا ہونے کے بجائے اُلٹا ہنس پڑا جسکا گویا مطلب تھا۔ کہ "آخر لڑکے لڑکے ہی ہیں"۔ جیک کی اس کامیاب دلیری سے مجھے بھی جرأت ہوگئی۔ اور میں نے بھی لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر چوم لیا۔ لیکن جب ہماری تقلید میں ابراہیم بھی آگے بڑھا تو بوڑھا ترک لڑکی کو لیکر چلدیا اور ابراہیم اپنا سا منھ لیکر رھگیا۔ اور ہم نے اُسکی ناکامی پر خوب زور سے قہقہہ لگایا +

آٹھ بجے ٹرین سٹیشن پر پہنچگئی۔ اُسدن اُس میں معمول سے بارہ گاڑیاں زیادہ تھیں۔ جنمیں سپاہی سوار تھے اور دوانجن لگے ہوئے تھے۔ ٹرین کے کھڑے ہوتے ہی پلیٹ فارم پر ریل پیل شروع ہوگئی۔ کئی سپاہی گاڑیوں میں سے باہر نکل آئے۔ میں ایک میجر کو پہچان کر اُسکے پاس گیا۔ اور اُسے خان کا پتہ دیا۔ اُسنے چند سپاہیوں کو وہاں بھیجدیا۔ جو مالک سرا کی بانیماندہ روٹیاں لے آئے۔ اتنے میں ہماری بھی تین گاڑیاں ٹرین میں لگادیگئیں میں نے آدمیوں کو گنکر سوار کرادیا۔ اور پلیٹ فارم پر جو لوگ ہماری الوداع کے لئے کھڑے تھے۔ اُن سے صاحب سلامت کرکے ہم روانہ ہوگئے۔ طوالت کے خوف سے میں مُلک کی دلچسپ سیری اور خوبصورت فضا کا کوئی ذکر نہیں کرتا۔ ہم بارہ گھنٹوں کے سفر کے بعد رات کے آٹھ بجے ایڈریانوپل پہنچے۔ سفر میں کوئی حادثہ پیش آیا۔ مگر اُسکا عوض قلتِ جگہ کی تکلیف نے بخوبی لے لیا۔ میں سب سے پچھلی گاڑی میں تھا۔ جسکے ہچکولوں نے میرے بند بند کو ہلا دیا۔ اور سواریوں کی کثرت سے ایک طرح بیٹھنے کو کوئی جگہ ہی نہ تھی۔ سب اسطرح پھنسکر بیٹھے ہوئے تھے کہ دم نکلا جاتا تھا۔ سارا دن ہمنے کسی جگہ باقاعدہ طور پر کھانا نہ کھایا۔ جو بسکٹ[1]۔ کیک اور پانی ہمارے پاس تھا۔ یا مختلف سٹیشنوں پر مجرطبع لوگ ہمارے لئے جو کھانا لاتے رہے۔ اُنپر گذارہ کیا گیا۔ ایک سٹیشن پر جسکا نام غالباً لولی برغاس تھا۔ ٹرین ایک گھنٹہ ٹھہری۔ مگر وہاں قہوہ اور دودھ کے سوا اور کچھ دستیاب نہ ہوسکا وہاں سے ہمنے ایڈیانوپل کے فوجی گورنر کو نوسو سپاہیوں کے رات کے کھانے۔ ناشتہ اور رات کی شب باشی کا انتظام کرنے کیلئے تار دیدیا تھا +

بیلووا ٹرین کی روانگی کے لئے ہمکو ایڈریانوپل میں بارہ گھنٹے انتظار کرنا پڑا۔ سٹیشن پر ہمیں ایک کارپورل آملا۔ جو کیچردار اور نیم تاریک گلیوں میں سے جنکی روشنی کا انتظام عمدہ نہ تھا۔ ہمکو بارکوں میں لے گیا۔ وہاں

---

[1] میٹھی روٹی یا بسکٹ۔ انگریزی میں کیک ایک قسم کی مٹھائی کو بھی کہتے ہیں۔ جسمیں انڈے بھی پڑتے ہیں۔ شادی کے موقعہ کے لئے جو کیک بنایا جاتا ہے وہ بعض وقت کئی سیروں کا ہوتا ہے اور بارہ دری کی طرح نہایت استادی سے تیار کیا جاتا ہے۔ مترجم

ہمارے لئے سب انتظام درست کر دیا گیا ہوا تھا۔ آتشدانوں میں آگ جل ہی رہی تھی۔ کیونکہ شام کے بعد سخت سردی پڑنے لگ گئی تھی۔ اور گرم کھانا تیار تھا۔ ہر ایک آدمی کو دو دو روٹیاں اور پلاؤ کی ایک ایک پیالی دی گئی۔ اور دوسرے دن کے سفر کے لئے سب کو بسکٹیں دیدی گئیں +

بارکیں پہلے ہی سے بھری ہوئی تھیں۔ وہاں ہمارے لئے چارپائیوں کا کوئی انتظام نہ تھا۔ کمانڈر کا ارادہ کہا کھلا کر ہمکو شہر سے باہر کیمپ میں بھیجدینے کا تھا۔ مگر بارش کے شروع ہو جانے پر ہمکو بارکوں میں رہنے کی اجازت دیدی گئی۔ اور ہمارے نوسو آدمیوں نے برآمدوں۔ خوابگاہوں۔ اصطبلوں اور مکانات شاگرد پیشہ کے فرشوں پر جہاں کسی کے سینگ سمائے اپنے بڑے کوٹ لیکر بستر جما دیئے نیچے بچھانے کیلئے ہر ایک کو اسٹور سے نہایت مضبوط ٹاٹ کمبل دیدیئے گئے۔ اور سپاہیوں کو کہدیا گیا کہ انکو اپنے پاس ہی رکھیں۔ ان کمبلوں نے ہمکو ویڈن جاتے وقت راستہ میں بڑا کام دیا۔ مگر ساتھ ہی سپاہیوں کو انکے اٹھانے میں بڑی تکلیف ہوئی۔ وہ اتنے بڑے تھے۔ کہ سپاہیوں کے بقچوں میں نہیں سما سکتے تھے۔ اکثر سپاہی کمبل کو تہ کرکے بڑے کوٹ کیطرح اوڑھ لیتے اور کمر پر اسی رسی سے باندھ لیتے میرے ایکسو اسی آدمی ایک بڑے ہال میں جو بارکوں سے علیحدہ تھا اور خراب موسم میں وہاں قواعد کرائی جاتی تھی شب باش ہوئے۔ اس میں ریت بچھی ہوئی تھی۔ جسپر سپاہیوں نے بستر لگا لئے۔ میں نے حاضری لیکر انکو سونیکی اجازت دی۔ اور جب وہ بستروں پر لیٹ گئے۔ تو ان کو سارجنٹ سیفی کی نگرانی میں چھوڑ کر چلا آیا +

کوچ چکھی میں جو سات سو سپاہی ہمارے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ وہ ایک میجر کے زیر کمان تھے۔ اور چونکہ میں اسکے ماتحت نہیں تھا۔ (مجھے حکم دیا گیا تھا کہ میری کمان بالکل علیحدہ اور خود مختارانہ ہوگی) اس لئے مجھے فی الحقیقت اس سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ مگر اسنے مجھسے صلاح دی کہ اگر میں بیلو واکے بائیمانہ راستہ میں اسکے زیر حکم ہو جاؤں تو ریل کے سفر اور کھانیکے انتظام میں بہت سہولیت ہو جائیگی۔ میں نے اسپارہ میں سیمور اور زاد سے مشورہ کرکے میجر کی تجویز کو مان لیا +

آدمیوں کو سلا کر میں۔ چیک۔ میجر۔ اسکے دو لفٹنٹ اور ایڈریانوپل کی فوج کا ایک افسر سٹیشن کو گئے۔ اور وہاں صبح کے سفر کے لئے سترہ گاڑیوں کا انتظام کرآئے۔ سٹیشن سے آکر ہم گورنر کے پرائیویٹ مکان پر گئے۔ کیونکہ میجر کا اور میرا فرض تھا کہ اپنے پہنچنے کی گورنر کو خود حاضر ہو کر باضابطہ رپورٹ کریں۔ وہ اسوقت خوابگاہ میں چلا گیا ہوا تھا۔ اسلئے ہم اپنے نام ایک نوکر کو بتا کر واپس چلے آئے۔ مینہہ بڑے زور سے برس رہا تھا۔ اسپر رات کی تاریکی نے مزہ اور کر کر رکھا تھا۔ پس ظاہر ہے کہ میں نے ایڈریانوپل کو بہت بے موقعہ دیکھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ مجھے نہایت غلیظ۔ گندہ اور بے رونق شہر معلوم ہوا +

بارکوں میں واپس آنے پر ہمیں مس روم (مسکوٹ کا کمرہ) میں جسے وہاں کے تمام افسر بالاشتراک استعمال

میں لاتے تھے مدعو کیا گیا۔ وہاں ہم نے قہوہ اور چرٹ پیئے۔ اور ایک گھنٹہ دوستانہ بات چیت کرتے رہے۔ ایڈریانوپل کے مہمان نواز افسر مجھ سے اور سیمور سے بالخصوص نہایت نوازش سے پیش آئے۔ تراب اور میجر بھی مع اپنے ماتحت افسروں کے جو دو کپتان اور دس لفٹنٹ تھوان مہربان میزبانوں کی خاطر و مدارات سے برابر مستفید ہوئے۔ کمرہ خوب گرم تھا۔ اور ماکولات اور مشروبات کی کوئی کمی نہ تھی۔ ایڈریانوپل کے سب فوجی ہمپر شک کھاتے تھے کہ ہماری طرح انکو بھی کیوں نہیں میدان جنگ کے لیئے ویڈن جانیکا حکم ملا +

جیک ابراہیم میں اور میجر کے دستہ کے نین لفٹنٹ افسروں کی خوابگاہوں میں سے ایک میں سوئے۔ ہمارے لیئے وہاں میزبانوں نے دو چارپائیاں اور ایک پلنگ خالی کر دیا۔ ایڈریانوپل کی بارکیں سلیمیہ۔ داؤد پاشا اور بقول جیک طاش قشلہ کی بارکوں سے بھی عمارت۔ جسامت۔ انتظام۔ صفائی اور درستی میں کم درجہ کی نہیں واقفکاروں کا بیان ہے کہ گو قسطنطنیہ کی بارکیں نہایت ہی عمدہ ہیں اور انکا انتظام بہت خوب ہے۔ مگر صوبجات کی بارکیں اچھی نہیں۔

ہم آدھی رات کے بعد بستر پر گئے اور ۲۹ - مارچ کو علی الصبح ۶ بجے اُٹھ بیٹھے۔ تمام عمارت میں اتنی سویرے ہی آدمیوں کی عجب چہل پہل تھی۔ کیونکہ اُسوقت اُس میں مقررہ تعداد سے تگنے لوگ موجود تھے۔ ناشتہ میں قہوہ اور روٹی دیگئی۔ اسکے بعد حاضری لی گئی۔ حراجیاں بھر لی گئیں۔ اور ہم اپنے عنایت فرما میزبانوں سے دلی تپاک سے رخصت ہوکر سٹیشن کیطرف چلدیئے۔ ابر کھل گیا تھا اور آفتاب چمک رہا تھا۔ جس سے جلدی ہی موسم کی خنکی دور ہوگئی۔ بازاروں میں کیچڑ کی بہرمار تھی۔ لیکن دن ہونے کی وجہ سے رات والا انقباض نہیں پایا جاتا تھا۔ اور ہر ایک چیز سہاؤنی نظر آتی تھی۔ ایڈریانوپل کے بازار گو یورپین کو تنگ اور انکی عمارات اُسے ناقص نظر آئینگی تاہم اُنکی خوبصورتی اور گوناگونی میں کوئی کلام نہیں +

شہر میں یہ خبر عام مشہور ہو جانے سے کہ ہم سرحد پر جہاں غالباً عنقریب لڑائی شروع ہو جائیگی جا رہے ہیں۔ سٹیشن پر باشندوں کا جم غفیر جمع ہوگیا تھا۔ اور یہاں بھی ہمکو روٹی۔ کیک۔ مٹھائی۔ سنگترے۔ کھجور۔ تمباکو اور چرٹ کے تحائف دیئے گئے۔ اسی ٹرین پر چند بلغاری بھی جانیوالے تھے۔ انکو دیکھکر ترک باشندوں کی آنکھ میں خون اُترا آتا تھا۔ اُنسے اسقدر حقارت و نفرت ظاہر کیگئی جیسے کہ کسی نہایت ہی موذی اور ناپاک جانور سے کیجاتی ہے۔ اسپر وہ بلغاری باشندوں کی گزند سے بچنے کے لیئے سپاہیوں کی صفوں کے پیچھے پناہ گزین ہوگئے (اُس نکمرام و محن کش قوم کے) افراد کو دیکھکر غیور و محب وطن سپاہیوں کے تیور بھی بدل رہے تھے۔ مگر اُنہوں نے میجر کے حکم کی تعمیل میں اُن موذیوں کو پناہ دیدی۔ اور کسیکو اُن کے قریب نہ جانے دیا۔ ٹرین پر پہلے دن ایسی بھیڑ نہ تھی کیونکہ سپاہیوں کیلیئے ہم نے ایک مزائد گاڑی لے لی تھی۔ اور سب افسر ایک اوّل درجہ کی گاڑی میں سوار ہوگئے تھے۔

میں نے اپنے دستہ میں سے بیس آدمی علیحدہ کر کے عارضی طور پر سیجر کے ایک کارپورل کے ماتحت کر دیئے۔ ٹرین میں تیس گاڑیاں تھیں۔ وہ دو حصوں میں منقسم تھیں۔ اور ہر ایک حصہ کے آگے دو دو انجن تھے۔ ٹرین تقریباً دس بجے روانہ ہوئی۔ رعایا نے ہمکو بڑے جوش و خروش سے الوداع کہا۔

جس ملک سے ہم گذرے اسکی سیری اور منظر نہایت ہی دلفریب تھا۔ ایڈریانوپل سے جوں جوں ہم آگے بڑھتے گئے۔ ملک زیادہ کوہستانی ہوتا گیا۔ مگر فلپ پولی سے دو تین سٹیشن درے صاف میدانی علاقہ آیا جسکے افق میں پہاڑوں کی سرسبز چوٹیاں دکھائی دیتی تھیں۔ فلپ پولی میں ہم سات بجے پہنچے۔ راستہ میں ٹرین سٹیشنوں پر تھوڑی تھوڑی دیر ٹھہری سیجر نے یہاں تار بھیجدی تھی کہ فوج کے راشنکے کھانیکا انتظام کر رکھا جائے اور دوسری تار شب باشی کے انتظام کے لیئے بیلو وا کو بھیجدی تھی۔ چنانچہ ٹرین کے پہنچنے سے پہلے ہی فلپ پولی کے فوجی کمانڈر نے ہر ایک سپاہی کیلئے دو دو روٹیاں اور گرما گرم پلاؤ کی ایک ایک بڑی رکابی اینمل پین کی اپنی سپاہیوں کی نگرانی میں گاڑیوں پر رکھوں سے سٹیشن کو بھیجدی تھیں۔ سپاہیوں نے پلیٹ فارم۔ ویٹنگ رومز (مسافر خانوں) دفاتر اور متصلہ شیڈوں میں بیٹھکر کھانا کھایا۔ کھانے میں کسی طرح کی بے انتظامی یا بدمزگی۔ اور نہ کوئی دھکم دھکا یا ریلا پیلی ہوئی۔ کسی جگہ آدمی بے اندازہ نہ بھر گئے۔ نہ سپاہی کھانے پر بھوکوں کی طرح بے تحاشا ٹوٹ پڑے اور نہ کسی نے حافظوں کی طمع اور بڑھ پیٹی ظاہر کی۔ سٹیشن پر روشنی کا انتظام خوب نہ تھا۔ اسلئے مزید روشنی کے لیئے مختلف مقامات پر الاؤ روشن کر دیئے گئے تھے۔ الغرض یہ نظارہ نہایت ہی فرحت انگیز اور دلچسپ تھا۔ گو ابھی تک جنگ کا اعلان نہوا تھا۔ اور بظاہر کامل صلح تھی۔ تاہم مجھے لوگوں کا رنگ دیکھکر یقین نہ آتا تھا کہ صلح برابر قایم ہے۔ ہر ایک ترک اور تاتاری کے چہرہ پر "جنگ" کا خوفناک لفظ مجھے بڑے بڑے موٹے حرفوں میں لکھا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ اور جدھر نگاہ اٹھا کر دیکھتا تھا۔ مجھے اس ڈراؤنی بلا کے کل آثار اور علامتیں دکھائی دیتی تھیں میں نے سٹیشن کے سوا فلپ پولی کا اور کچھ نہ دیکھا۔ اور وہ بھی ایسے وقت جبکہ تاریکی ساعت بساعت بڑھ رہی تھی۔ اسلئے میں اس مشہور شہر کی کوئی کیفیت بیان کرنیسے معذور ہوں۔

اس جگہ بھی محب وطن اور پرجوش اہالی شہر ہمارے استقبال کیلئے جمع تھے۔ جنہوں نے حسب معمول ہمکو خوراک اور تمباکو وغیرہ کے تحائف دیئے۔ مگر ایڈریانوپل کی طرح عیسائی مسافروں کو جنمیں سے چند ٹرین سے نیچے اتر آئے تھے اور

لہ یہ ایڈریانوپل سے جو سٹیشن دریہ ہے یہ بلو ماٹک ریلوے لائن دریائے مریزا کے کنارے کنارے چلی گئی ہے اور تمام ملک فلپ پولی کے قرب جوار کے سوا یہاں وادی مریزا اسقدر عریض ہو گئی ہے کہ اسپر میدان کا گمان ہو جاتا ہے۔ کوہستانی ہے۔ مصنف۔

لہ یہ ٹرنک اب ہندوستان میں بھی عام رواج ہو گیا ہے۔ ٹین یا لوہے کے برتن ہوتے ہیں۔ بلکہ دونوں طرف ایک ایک پیٹی لگا دی جاتی ہے

ان بلغاریوں کے مجمع میں موجود تھے۔ یہاں بھی مسلمانوں نے لہو لہان آنکھوں سے دیکھا۔ اتنے میں فلپ پوپی کی افسر ہماری ملاقات کو آگئے۔ وہ ہمارے لیئے سگرٹ ساتھ لائے۔ اور ایک لاؤ پر قہوہ تیار کرایا۔ سب اُسکے گرد چوکڑی مار کر بیٹھ گئے اور نہایت خوشدلی اور کامل بیفکری سے ہنستے بولتے رہے۔ اور اسطرح گویا بھی کُل دُنیا میں امن تھا۔ اور کبھی ہماری لڑائی شروع نہ ہوئی تھی۔ میں نے کیمپ کی طرز معاشرت کا پہلا نمونہ دیکھا۔ رات پڑتے ہی ابر پھر جمع ہوگئے۔ اور بارش کی پوری توقع ہوگئی +

ایک گھنٹہ کے قیام کے بعد سفر پھر شروع ہوگیا۔ رات کی تاریکی سے ملک کا نظارہ دیکھنا محال تھا۔ مگر مجھ اتنا معلوم ہوگیا کہ منزل مقصود کے قریب کا علاقہ نہایت دُرافتادہ اور غیر آباد ہے۔ راستہ میں قریب دو جگہ تھوڑی تھوڑی دیر ٹھہری۔ ایک قیام تاتار بازار جمک میں ہوا۔ جو سن گذشتہ کی مہیب بغاوت کے خونریزوں میں سے ایک تھا۔ ساڑھے دس بجے ہم بیلووا میں پہنچے۔ یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ جو دریامرزا کے کنارے پر شاندار جگہ نہیں واقعہ ہے۔ اُسکی آبادی ایکہزار ہے۔ جنمیں تیسرا حصہ عیسائی ہیں۔ اسوقت یہ گریٹ[1] بلقان لائین پر ایک گمنام سا دریائی سٹیشن ہے۔ تب یہ انتہائی سٹیشن تھا۔ جس سے اُسکی قدر و منزلت بے انتہا بڑھ رہی تھی +

بیلووا کے تاریک اور ناقص العمارت سٹیشن پر پہنچکر میں نے اختلاف رائے کی وجہ سے میجر سے تعلق علیحدہ کرلیا۔ مگر ہم میں کسیقسم کی بے لطفی مطلقاً نہ ہوئی۔ میجر کمپ کو جانا چاہتا تھا۔ جو سٹیشن سے نصف گھنٹہ کا راستہ تھا مجھے اطلاع ملگئی تھی کہ سڑکیں نہایت ہی ناقص ہیں۔ آسمان پر نہایت ہی غلیظ ابر چھا رہا تھا۔ اور علاوہ بریں مجھے یقین نہ تھا کہ کمپ میں جہاں پہلے ہی اندازہ سے زیادہ فوج جمع ہو رہی ہے ہمیں ضروریات کے لیئے بآسانی جگہ مل سکے گی۔ چنانچہ میں نے ایک تازہ ترین دوست کی نصیحت پر کاربند ہو کر جو جرمن اور ریلوے[2] انجینیر تھا۔ دن چڑھے تک سٹیشن پر رہنے کا فیصلہ کیا۔ سٹیشن پر اور کچھ نہیں تو ہوا میں آسایش تو مل سکتی تھی کہ چھت کے سایہ میں رات بسر کریں۔ کیونکہ گاڑیوں۔ اوزاروں۔ گوداموں کے لیئے متعدد شیڈ موجود تھے۔ انکے علاوہ گاڑیوں میں بھی رات کی سردی سے حفاظت مل سکتی تھی۔ اگر میں میجر کے ماتحت رہتا تو مجھے بہرحال اُسکے منشاء کے مطابق چلنا پڑتا۔ مگر چونکہ مجھے صریح طور پر کہا گیا تھا کہ بیلووا تک راستہ میں خواہ مجھے کتنے دستے ملیں میری کمان علیحدہ رہیگی۔ مجھے انقطاع تعلق کا پورا اختیار تھا۔ میں میجر اور اوسکے افسروں سے نہایت دوستانہ طور پر جُدا ہوا۔ اور کچھ عرصہ تک فوج کے کالموں کو طوفانی رات کی تاریکی میں مارچ کرتا ہوا دیکھتا رہا۔ چند ریلوے ملازم لال ٹین لیکر راستہ

---

[1] آجکل اس لائین پر مسافر قسطنطنیہ سے بخط مستقیم صوفیا۔ نش اور بلگریڈ کے راستے جا سکتا ہے۔ اسوراستہ میں کسی جگہ ٹرین نہیں بدلنی پڑتی۔ اور ڈاک گاڑی دریائی سٹیشنوں پر ٹھہرتی بھی بہت تھوڑا تھوڑا عرصہ ہے۔ مصنف +

[2] لائین کو صوفیا تک بڑھانے کا کام اُسوقت جاری تھا۔ مگر بیلووا میں میں نے واقعی کوئی کام ہوتا نہ دیکھا۔ مصنف۔

۲۱۲۹

بتانے کے لئے آگے آگے ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر بعد بارش شروع ہو گئی۔ جو آدھی رات کو موسلا دھار ہو گئی مگر مجھے دوسرے دن معلوم ہوا۔ کہ گونبھوں میں سپاہی اس کثرت سے بھرے ہوئے تھے کہ تل رکھنے کی جگہ باقی نہ تھی۔ تاہم میجر کا دستہ اس موسلا دھار بارش میں باہر رہنے سے بچ گیا تھا۔ جب طوفان شروع ہوا ہم سایہ کے نیچے تھے۔ حاضری لیکر میں نے سپاہیوں کو بستر پر جانیکا حکم دیا۔ جب وہ لیٹ گئے تو جیک۔ ابراہیم اور میں اکھٹے بیٹھکر کچھ بسکٹیں کھائیں۔ اور میں نے اور سیمور نے یہودی کی عطا کردہ شراب میں پانی ملا کر اُس کے چند جام پیئے۔ ابراھیم نے شراب کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔ ہوا سخت زور کی چل رہی تھی۔ اور بارش کا یہ زور تھا کہ شیڈ کی چھت کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ تھا۔ مگر ہم اکل و شرب سے فارغ ہو کر کمبل اور کوٹ اوڑھکر فرش پر لیٹ گئے۔ اور فوراً گھری نیند سو گئے۔ سونے سے پہلے ابراہیم نے تجویز پیش کی کہ ہم اس اوّل درجہ کی گاڑی میں جس پر آئے ہے چل سوئیں۔ مگر دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ ٹرین سے کاٹکر کسیقدر فاصلہ کھڑی کر دی گئی ہے۔ اسپر میں نے اپنے آدمیوں کے قریب ہی رہکر سختی و نرمی میں اُنکے ساتھ شریک رہنے کو زیادہ مناسب خیال کیا۔ اور اسے پسند نہ کیا کہ وہ تو سخت تختوں پر سوئیں اور ہم نرم اور گدگدے گدیلوں پر لیٹیں۔ میں نے اُٹھنے کیلئے سات بجے کا وقت مقرر کیا تھا۔ جب ہم (۳۰ مارچ) کی صبح کو بیدار ہوئے۔ تو سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ اور اُسکی روشنی میں قرب و جوار کا منظر کمال دلفریب دکھائی دے رہا تھا۔ ہوا ابھی تک تیز تھی آندھی برابر کئی دن تک ویسی ہی رہی۔ جس سے سڑکیں جلد خشک ہو گئیں۔ اسوقت سے لیکر ستمبر تک موسم تقریباً سلسل خوشگوار اور عمدہ رہا۔

بیلو واکے اردگرد کی سیری نہایت شاندار ہے۔ یہ گاؤں رہوڈوپ کے بھیانک کوہستانی سلسلہ کے شمالی دامن پر آباد ہے۔ ان پہاڑیوں میں سب سے بلند سطح سمندر سے آٹھ ہزار فیٹ بلند ہے۔ اور بیلو واسے جنوب مغرب کیطرف بیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ بیلو واکے شمال میں بلقان کے جنوبی دامن دریامریزا کی کناروں سے بلند ہونے شروع ہوتے ہیں۔ یعنی وہ میدان مریزا کے اُس مغربی گوشہ پر آباد ہے۔ جہاں شمالی اور جنوبی کوہستانی سلسلے (بلقان اور رہوڈوپ) زاویہ حادہ بناتے ہوئے ایکدوسرے سے ملتے ہیں۔

سلسلہ کوہ رہوڈوپ جسے ترک دوسپاد داغ پکارتے ہیں۔ اپنی سیری اور منظر کی عظمت اور ہولناکی کے علاوہ ان باتوں کے لئے بھی مشہور ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ ڈاکوؤں اور راہزنوں کا ملجا و ماوا ہے۔ یا تھا اور چند سالہائے ماضی میں تھا۔ دوم وہاں چند راہب خانے ایسے مشکل اور دشوار گذار مقامات پر بنے ہوئے ہیں کہ سڑکوں سے اُنکو دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ عقابوں کے سوا اور کوئی مخلوق اُن تک نہیں پہنچ سکتی۔ مگر اُن عمودی چٹانوں اور خطرناک چوٹیوں پر عقابوں کے دوش بدوش عیسائی راہب بھی برابر رہائش پذیر ہیں۔

ہم نے بسکٹوں اور پانی پر ناشتہ کیا۔ اور کوئی چیز دستیاب نہیں ہو سکتی تھی۔ اسکے بعد سیمیوا اور ترابزن یہ ہدایت دیکر کہ وہ سپاہیوں کو ایسا ضابطہ و ستھرا بنا رکھیں کہ بریگیڈیر جنرل ملاحظہ سے خوش ہو جائے۔ انکو سپاہیوں کے پاس چھوڑ گیا۔ اور خود سڑک سڑک کیمپ کیطرف جو سٹیشن سے دو میل بجانب غرب گاؤں کے پاس تھا پیدل گیا۔ وہاں پہنچکر میں نے اپنی حاضری کی اطلاع پرتو پاشا کو کرائی۔ کیمپ میں سیجر کے آدمیوں کے ماسوا ایک ہزار سپاہی تھے۔ جنکا اکثر حصہ جنیوں میں تھا۔ گوداموں کے لئے چند سیاہ سادہ شیڈ گاڑیاں۔ اور گرانوزن توپوں کی چار بائریاں بھی کیمپ میں تھیں۔ چرکسوں کے ایک دستہ کے سوا۔ جو مجھے نہایت ہی مکروہ اور بدشکل معلوم ہوئے سوار دنکا کوئی دستہ نہ تھا۔ کئی نئی شیڈ بھی زیر تعمیر تھی۔ کیونکہ قرب جوار میں لکڑی با فراط ہے۔ اور اسوقت بیلوا میں مزدور بھی جنمیں سے اکثر ممالک غیر کے رہنے والے تھے بکثرت موجود تھے +

بریگیڈیر نے مجھکو اپنا دستہ لیکر سٹیشن پر ہی ٹھہرے رہنے کی ہدایت کی۔ تاکہ میں گودام وغیرہ کے ڈبوں سے اُتارنے اور مکانات میں اُنکو ذخیرہ کرنے میں مدد دوں۔ اور ان کا سونکی نگرانی بھی کروں۔ اُسی قسطنطنیہ سے ایکہزار مزید پیدل فوج اور فلپ پولی سے سامان کثیر کے پہنچنے کا انتظار تھا۔ مجھے حکم دیا گیا کہ جب وہ پہنچ جائیں تو ہم صوفیا کو روانہ کر دیئے جائینگے۔ جہاں اور دستے ہم سے آملینگے +

یہ حکم سُنکر میں اپنے آدمیوں کے پاس واپس گیا۔ اور اُنکو لیکر پھر کیمپ میں آیا۔ جہاں بریگیڈیر نے اُنکا معائنہ کیا انکو حسب معمول پلاؤ اور روٹی کا راشن دیا گیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر ہم سٹیشن کو چلے گئے۔ اور وہاں سے کھینچنے والی گاڑیاں۔ ایکہزار بسکٹ۔ صابن۔ بتیاں۔ دیا سلائیاں۔ تیل و نمک ساتھ لیتے گئے۔ میں نے دستہ کے لئے کھانا پکانیکا کام اُن آدمیوں کے سپرد کیا۔ جنہوں نے باورچی کے اہم کام سے واقف ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ بہرحال اُنہوں نے یہ کام قابل تعریف طریق سے انجام دیا +

بریگیڈیر نے مجھے اطلاع دی کہ اوس نے مجھے اپنے دستہ کی کمان پر جو بیلوا پہنچنے پر ختم ہو گئی تھی بحال رکھا ہے۔

لہ اوائل قرن کے تمام مسلمین (چرکس) ورنہ کم از کم وہ لوگ جنکو دیکھنے کا مجھے اتفاق ہوا۔ بلگیریا اور شرقی رومیلیا کے پرانے آباد کار تھے۔ میں نے کوئی ایسا چرکس نہ دیکھا جو کاکسس کو وطن سے تازہ آیا ہوا ہو۔ جنگ کریمیا کے دوران میں اور اُسکے بعد روسی علاقہ سے بیشمار چرکس ایشیائی اور یورپین ترکی میں چلے آئے تھے۔ ۱۸۵۹ء میں روس کے ماتحت ۵ لاکھ چرکس رہا تھی جو سب کے سب عیسائی مذہب تھے۔ ۱۸۶۴ء میں اوسکے پاس صرف ایک لاکھ ۲۰ ہزار رہ گئے۔ ۴ قبیلہ ٹرکی کو مہاجرت کر آیا تھا۔ اور مسلمان ہو گیا تھا یہ ہیں حملہ عیسائی مذہب روسی حکومت کے نتائج۔ غالباً یہ چرکس ہی یورپین اخبارات کے اُس فرضی اور من گھڑت لفظ "باشی بزوق" کے اصل ہیں جسکو ہمنے ترکی میں کسی دشمن کی زبان سے نہیں سُنا۔ مگر ان راستباز اخباروں نے اُنکو شیطان کا نمونہ ظاہر کر رکھا تھا۔ مصنف۔ اور ابتک باشی بزوقوں کے فرضی مکالمہ سے کالموں کے کالم سیاہ کر رہے ہیں۔ مترجم +

آب ویڈن جاکر ختم ہوگی۔ میں نے اسکی اس نوازش کا شکریہ ادا کیا۔ ردیف فوج کے بیس سپاہی اور انکا کارپورل جو ہمسے چند روز پہلے سالونیکی سے پیدل آئے تھے۔ میرے دستہ میں ایزاد کر دیئے گئے۔ جنسے میرے ماتحت دو سو سپاہی چار نن کمیشنڈ افسر اور دو لفٹنٹ ہوگئے۔ اس جمعیت سے میرے پاس ایک "مارچ کمپنی" یعنی "عارضی کمپنی" ہوگئی +

بیلووا میں ہر ایک ضروری چیز کا کافی گودام موجود تھا۔ مگر اُن کے رکھنے کے لئے مکان ناقص اور ناکافی تھے۔ اس ضلع کے باشندوں کی بڑی خوراک بھیڑ کے دودھ کا پنیر ہے۔ جسے وہ قاش قوال کہتے ہیں۔ اُسکی بُو عرصہ سے مری ہوئی بلّی کی لاش کی بُو کے مشابہ ہوتی ہے۔ اور اُسکا ذائقہ موم بتی ایسا۔ بیلووا کے مقصلہ جنگلات کے باشندوں کا بڑا کام اور پیشہ تو قزاقی ہے۔ اور اُس سے اگر قاش قوال بنانا۔ یہ پنیر کوہستان کے دامنوں کے بعض مہمان نواز گڈریئے سپاہیوں میں اکثر تقسیم کیا کرتے تھے +

سٹیشن ماسٹر کی اجازت سے میں نے اتنے بڑے شیڈ پر جس میں میرے کل سپاہی بآرام رہسکیں اور ایک نسبتاً چھوٹی عمارت پر جو گاڑیوں اور گودام کے لیئے تھے۔ تصرف کرلیا۔ نئے سامان کیلئے جسکا انتظار تھا ریلوے کارکنوں نے کئی نئے شیڈ بنانے شروع کر دیئے ہوئے تھے ہم تینوں لفٹنٹوں نے موضع سم چینا کے ایک خالی مکان میں جو سٹیشن سے جنوب مغرب کی طرف نصف میل کے فاصلہ پر تھا بسیرا کیا۔ یہ مکان ایک بلغاری کا تھا۔ جس نے پچھلے سال (۱۸۵۷ء) موضع کے مسلمان باشندوں پر مسیحیانہ (یعنے وحشیانہ) حملہ کرکے قرب وجوار کے عیسائیوں میں خاص امتیاز حاصل کرلیا تھا۔ اور پھر تھوڑے عرصہ بعد تنگ آئے ہوئے مسلمانوں نے اُسے اور اُسکی بیوی اور کنبہ کو ذبح کر ڈالا تھا +

سم چینا کے متواضع باشندوں نے ہمکو چارپائیاں۔ بستر اور ضروری سامان عاریتاً دیدیا۔ اور ہم نے مکان مذکور کے کمروں کو خاصہ آرام دہ اور مکلف بنالیا۔ سارا دن انہی انتظاموں میں خرچ ہوا۔ رات کے کھانے میں میاہیونکو بسکٹیں اور فی کس پاؤ بھر دودھ دیا گیا جو سم چینا سے خرید کیا گیا تھا۔ سٹیشن کے قریب قدرتی چشمے بکثرت موجود تھے۔ جنکا پانی بہت اچھا تھا۔ میں نے رات کے نو بجے سارجنٹ سیفی اور بارہ ردیف سپاہیوں کو ٹرین کے پہنچنے پر اسباب اُتارنے میں مدد دینے کیلئے علیحدہ کرکے باقی سپاہیونکو سونے کا حکم دیدیا۔ ٹرین برصرف ایک گھنٹہ آیا۔ اُسمیں ایک لفٹنٹ کے ماتحت پچاس سپاہی تھے۔ مگر سامان اور گودام بہت تھا۔ جو سٹیشن میں اُسکے قریب کے مکان میں رکھوا دیا گیا۔ نو وارد سپاہی ایک شیڈ میں اور لفٹنٹ ہمارے مکان میں سویا۔ گاڈفرے ایک رئیس نے ہم چاروں افسروں کیلئے قہوہ۔ تمباکو پینے کے پائپ اور تمباکو بھیجدیا۔ ادھر جیک نے ایک خوبصورت

لہ۔ سکیرچ یا مارچ کمپنی یا ٹالین ایسی کمپنی یا پلٹن کو کہتے ہیں۔ جو تھوڑی میعاد دینے رفع الوقتی کے واسطے مختلف قسم کی سپاہیونسے

بلغاری (عیسائی) لڑکی کو روپیہ پیسہ کی نسبت زیادہ تر سونے کی رشوت دیکر بناؤ سنگار پر تیار کر لیا۔ مگر یہ اُسکی زبان سے اور وہ اِسکی زبان سے ناواقف تھی۔ اُنہوں نے فوراً بات چیت کیلئے حسب مطلب رمز و کنایہ اور ہاتھوں کے اشارے وضع کر لئے۔ جنکو دیکھکر مردہ بھی مسکرا پڑتا +

دوسرے دن (۳۱ مارچ) کیمپ میں محمد حسین بک نام ایک کرنیل نے مجھکو سفر کی تیاریوں کے متعلق مفصل ہدایات دیں۔ جس سفر نے کئی ہفتوں میں طے ہونا ہو۔ وہ بچوں کا کھیل نہیں ہوتا اور اُسکے لئے باقاعدہ اور مکمل تیاریاں کرنا نہایت ضروری ہے۔ سب سے اوّل پر تو پاشا کے سٹاف کے ایک سرجن نے چند سول ڈاکٹروں کے ساتھ مِلکر جو فلپ پولی سے آئے ہوئے تھے سپاہیوں کا طبی معائنہ کیا۔ سالونیکا کے ردیفی سپاہیوں میں سے چار کے پاؤں میں آبلے اور ورم پایا گیا۔ اِسپر اُنکو پیچھے رہنے کا حکم دیا گیا۔ یہ امر اُن کو سخت ناگوار گذرا۔ میں نے اُنکے لئے ہلکے کام تجویز کر دیئے۔ چربی کی مرہم تیار کی اور اُن کے لئے باشندگان قصبہ سے سلیپر (نرم چمڑے کی جوتیاں) مستعار لیں۔ کہ بوٹ کی جگہ اُنکو پہنیں۔ اِن تدابیر سے دو سپاہی صحت یاب ہو گئے اور وہ آخر کوچ میں ہمارے ساتھ شریک ہو گئے۔ باقی دو اُن پچاس سپاہیوں اور دو کارپوریلوں کے ساتھ رہے جو کل کیمپ میں کسی نہ کسی بیماری سے کسی قدر مریض تھے۔ یہ کل ایک لفٹنٹ کے ماتحت ہو گئے اور اُنکا نام "کمزوروں کی کمپنی" رکھا گیا۔ اُن کے ذمہ یہ کام سپرد کیا گیا کہ فوج کی روانگی کے بعد خالی کیمپ میں رہیں اور ریل والوں کو اُس سامان کے اُتارنے میں جسکا انتظار تھا مدد دیں +

دوم۔ میں نے سیمور۔ ابراہیم اور سارجنٹ سیفی کی امداد سے سپاہیوں کے بوٹوں اور جرابوں کا معائنہ کیا۔ مجھے بوٹوں کے حسن و قبح کا کوئی علم نہ تھا۔ صرف یہی جانتا تھا کہ وہ کس طرح پہنے جاتے ہیں۔ مگر قبایسی کتابی تعلیم و تربیت کی نسبت ضرورت بہتر اتالیق ہے۔ اکثر سپاہیوں کو حال ہی میں وردی اور پوشاک ملی تھی۔ اسلئے مجھ صرف بارہ بوٹ ردّی کرنے پڑے۔ اُنکی جگہ سپاہیوں کو گودام سے نئے بوٹ مِل گئے جنکی کثیر مقدار فلپ پولی سے تھوڑا ہی عرصہ پیشتر کیمپ میں موصول ہو چکی تھی۔ بوٹ بالعموم عمدہ قسم کے نہ تھے +

سوم۔ سنگینوں کے گران کو تولنکا ملاحظہ کیا گیا۔ اِس معاملہ میں مجھے سالونیکی کے ردیفی سپاہیوں سے سخت شاکی ہونا پڑا۔ اُنہوں نے کوچ میں اُنکو بُری طرح استعمال کر کے تھوڑے ہی عرصہ میں نکما کر دیا تھا۔ مَیں نے اُنکو نئی کوٹ دلا دیئے۔ اُنہوں نے دراصل صوفیا[1] جانا تھا۔ مگر ہدایات کا مدعا غلط سمجھکر بیلو وا آ گئے تھے۔

[1] ترکی سپاہیوں کی نیک چلنی اور خوش اطواری کا اِس سے بڑھکر کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ بیلو وا کی کل فوج میں ایک سپاہی بھی سوزاک یا ہیضوں قسم مرض سے بیمار نہ تھا۔ یہ امر مجھے فلپ پولی کے ڈاکٹروں میں سے ایک کی زبانی معلوم ہوا تھا۔ مصنف +

چہارم۔ ہر ایک سپاہی کو دو جوڑے اونی جرابوں کے۔ ایک بڑا سوتی رومال۔ ایک تولیا۔ اور ایک دبیز سرگرد پوش دیا گیا۔ کیونکہ راتیں ابھی خنک تھیں۔ اور بلقان در ہو ڈوپ کی چوٹیوں پر ہنوز برف موجود تھی یہ تیاریاں کئی دن میں ختم ہوئیں۔ ان کے علاوہ معمولی کام حسب معمول ہوتے رہے۔ ہم گوداموں کی محافظت پر سنتریوں کو چھوڑ کر ہر صبح گاڑیاں لیکر کیمپ میں جاتے۔ وہاں سے ایک دن کا راشن لیکر واپس آتے اور خود کھانا پکوا کر کھاتے۔ دنیس دو دفعہ مریزا کی ایک شاخ میں منہ ہاتھ دھوتے کبھی کبھی خود مریزا میں جاکر جو ایک میل کے فاصلہ پر تھا غسل کرتے۔ کپڑوں کو باری باری دھوتے اور رات کے وقت ہم میں سے ایک جماعت ٹرین سے اسباب اتارنے میں مدد دیتی۔ گودام اور فوجیں ہر روز چلی آرہی تھیں۔ فوج کی تفصیل یہ تھی۔ فوج پیدل۔ سبک توپوں کی ایک اسپی باتری۔ ایک معمولی باتری۔ باقاعدہ سوار دلکا ایک سکوئیڈرن۔ اور کاریگروں (صناع و انجنیروں) کا ایک دستہ۔ سپیشل ٹرینوں پر کئی سو بارکش گھوڑے آئے۔ جنکو بندھوانا اور بحفاظت رکھوانا تکلیف دہ کام تھا۔ لوکل سپیشل ٹرینوں پر تازہ بازار رجک سے گوشت۔ غلہ۔ ترکاریاں اور چارہ آتا رہا۔ چھکڑوں اور گاڑیوں پر بھی بلقہ دیہات سے ہر ساعت چارہ پہنچتا رہا۔ سب سے بڑی تکلیف بھیڑوں کے ریوڑ اور بیلوں کے گلوں سے ہوتی تھی۔ جو ہماری خوراک کیلئے آتے تھے۔ ان کا سنبھالنا بہت مشکل تھا۔ اور اسلئے بڑی کھلبلی پڑتی تھی۔ ہلکی گاڑیاں کھیتوں اور دیہات سے لیجاتی تھیں۔ اور جتنا انسے کام لیا جاتا تھا بالکل کو اسکی تحریری سند دیجاتی۔ گھوڑوں کے نعلوں کے صندوق ایڈریانوپل سے اور قسطنطنیہ سے چھوٹے اسلحہ (رائیفل و پستول وغیرہ) کے بکس اور نیز دو آہنی صندوق خزانہ کے ایک افسر اور دو سپاہیوں کی حفاظت میں آئے۔ خزانہ کے پہنچنے پر پرتو پاشا کے یاد رنے پہلے تین پونڈوں کے خرچ کا حساب لیکر مجھے پانچ پونڈ اور دیئے۔ گولی بارود کے سامان بڑے تکلیف دہ تھے۔ انکو خاص احتیاط سے ذخیرہ میں رکھنا پڑتا تھا۔ اور مزید سنتری انکی حفاظت پر لگانے پڑتے تھے۔ ادویات اور مرکبات فلپ پولی سے آئے۔ میرلوا کے حکم سے ایک سول ڈاکٹر نے ہم میں سے ہر ایک کو ایک مرکب دوائی کھانے کو دی۔ جس سے تندرست بیمار اور بیمار قریب المرگ ہو گئے۔ اسپر میں نے اپنی تجویز سے دوائیں بنانی شروع کیں اور بتدریج سپاہیوں کو میرے علاج پر اعتبار ہو گیا۔ ادویات میں جرمن ریلوے انجنیر کے ذاتی گودام سے لے لیتا اور نسخے ایک چھوٹی سی کتاب سے دیکھکر جو اسنے مجھے دی تھی بناتا تھا۔

مصروفیت اسقدر تھی کہ مجھے گھر خط لکھنے کی بھی فرصت نہ ملتی۔ میں نے آخری خط امتحان سے بعد مکتب حربی سے لکھا تھا۔ بریگیڈیر مجھے دنرات ہر وقت احکام۔ یادداشتیں۔ اور طلبی کے پروانے بھیجتا رہتا۔ چنانچہ ایکدن مجھے ۶ دفعہ کیمپ آنا جانا پڑا۔ مگر مجھے یہ بڑی خوشی تھی کہ وہ اور دیگر افسر میرے کام سے جو میں سٹیشن پر کرتا تھا نہایت خوش تھے۔ اور گو مجھے بریگیڈیر کیطرف سے کوئی خاص عہدہ نہیں دیا گیا تھا تاہم میں سٹیشن

کے کمپ کا ایک حصے نیم سرکاری طور پر کمانڈر سمجھا جاتا تھا ✦

تھوڑے ہی دنوں میں ہمارا یہ کیمپ از سرتاپا بھر گیا اور آدمیوں کی کثرت سے آسائش نرگہی۔ سپاہی ویٹنگ روم دفتر۔ گاڑیوں اور سگنل کی چوبی جھونپڑی میں اور پلیٹ فارم پر سوتے۔ الغرض سٹیشن کی کوئی جگہ نہ تھی جو استعمال میں نہ لائی گئی۔ اور خود ہمارے مکان میں ہم سے علاوہ بارہ اور افسر مقیم تھے۔ بلغاری لڑکی کو بھی بہت کام دینا پڑتا تھا اور اگر یونانی کلمات روپیہ کا کام دیسکتے ہوں۔ تو بیشک اُسے اپنی خدمات کا پورا معاوضہ مل رہتا تھا۔ بہرحال روانگی کے وقت میں نے چندہ کرکے اُسکے لئے ایک پونڈ جمع کرلیا اور اُسکو دیدیا ✦

جہانتک میری یادداشت کام کرسکتی ہے۔ اور متفرق یادداشتیں مدد دیسکتی ہیں۔ میرے خیال میں ۳۔ اپریل کی دوپہر کو مجھے حکم ملا کہ دوسرے دن کوچ شروع ہوگا۔ اور وہ سارا دن ہم رات تک چھکڑے میں گودام اور اسباب بھرتے رہے۔

فوج کی تعداد حسب ذیل تھی۔ تین ہزار فوج پیدل۔ دو فی توپونکی دو باتریاں (جنہوں نے صرف صوفیا تک جانا تھا) ایک معمولی اور ایک ہلکی اسپی باتری جنکے ساتھ توپوں کے گولہ بارود کی بارہ گاڑیاں تھیں۔ ایک رسالہ باقاعدہ سوار ولکا اور پچاس چرکس بےقاعدہ سوار۔ فوج کے ساتھ پانسو ہلکی گاڑیاں جن کے آگے زیادہ تر بیل جُتے ہوئے تھے۔ ایکسو مویشی اور چار سو بارکش گھوڑے تھے۔ اُنہیں سی دوسو پر گولی بارود اور بےقیمانہ پراشیا رخوردنی بار تھیں۔ میری کمپنی کے ساتھ بسکٹوں وغیرہ کیلئے چار بارکش گھوڑے۔ اور کھانا پکانے کے برتنوں۔ افسروں کے اسباب۔ زائد کمبلوں اور زمین کھودنے کے اوزاروں کے لئے ایک گاڑی تھی۔ ہمارے پاس کوئی خیمے نہ تھے ✦

الفنٹری (پیدل فوج) دو ماچ (عارضی) جمنٹوں میں منقسم تھی۔ ہر ایک جمنٹ میں تین ماچ پلٹنیں اور ہر پلٹن میں تین سے پانچ تک ماچ کمپنیاں تھیں۔ کمپنیونکی جمعیت مختلف تھی کسی میں پچاس کسی میں دوسو اور کسی میں ان تعداد کے درمیان سپاہی تھے۔ اکثر کمپنیاں لفٹننٹوں کے زیر کمان تھیں۔ یہ ترکیب عارضی تھی اور ویڈین میں جاکر توڑ دی گئی تھی۔ پرنو پاشا[1] اس کالم کے کمانڈر تھے ✦

۴۔ اپریل کو علے الصبح کوچ شروع ہوگیا۔ موسم خوشگوار اور مطلع نہایت صاف تھا۔ باوجودیکہ کوچ ایسی سویرے شروع ہوا۔ ہم چینا اور ربیووا کی تمام ترکی آبادی اپنے بچوں اور کبیر ہمکو خدا حافظ و ناصر رکھنے کے لئے کیمپ میں جمع ہوگئے تھے۔ سب سے آگے کیولری (سوار) تھے۔ اُنسے بعد الفنٹری کی ایک جمنٹ۔ پھر آرٹلری

---

[1] اس افسر کا نام مجھے ٹھیک یاد نہیں۔ اتنا خیال پڑتا ہے کہ وہ فرانسیسی لفظ "پاردون" کے ہم آواز تھا۔ سیمور نے اسکا نام پیرٹ (طوطا) پاشا رکھا تھا۔ کیونکہ وہ بہت جلد جلد باتیں کرتا تھا۔ مصنف۔

(توپخانہ) اور اُسکے گولہ بارود کی گاڑیاں۔ اور سب سے آخر الفنٹری کی دوسری رجمنٹ تھی۔ گھوڑے اور مویشی ہانکنے والے (دورابی) ترکی دہقان تھے۔ وہ عیسائی ہانکنے والوں کے برخلاف بے زبان جانوروں سے نہایت مہربانی سے پیش آتے تھے۔ دراسیوں میں سے دو کی نسبت مشہور تھا۔ کہ وہ رہوڈوپ کے مشہور ڈاکو ہیں۔ اُنکے چہروں سے بھی ایسا ہی پایا جاتا تھا۔ مگر بظاہر اُنہوں نے بڑے مسکینوں اور شریفوں کی سی وضع بنائی ہوئی تھی۔ چرکس کالم کا مقدم الجیش یا ہراول تھا۔ رہبری راستہ کو صاف کرنا۔ اور کھانا پکانے و قیام کرنے کے مقام تجویز کرنا اُنکے سپرد تھا +

اس سفر کی منزلوں کے تفصیلی حالات نہ تو مجھے یاد ہیں اور نہ اُن کے متعلق کوئی یادداشت بچی۔ بیلووا سے صوفیا سڑک کے راستہ ۶۵ میل اور بخط مستقیم پچاس میل ہے۔ ہمنے یہ مسافت چھ دنوں میں طے کی۔ یعنے بالاوسط ۱۱ میل روز سفر کیا۔ جو چنداں محنت طلب کام نہیں۔ مگر اسکے ساتھ ہی ان امور کا خیال کر لینا بھی ضروری ہے کہ ہمکو کوہستانی علاقہ میں سے گذرنا پڑا تھا۔ ٹرکی کی سڑکیں دُنیا کو معلوم ہے کہ نہایت خراب ہیں۔ ہمارے بیلووا پہنچنے کے دن تک برابر بارش ہوتی رہی تھی۔ اور کہ ہمارے ساتھ توپخانہ۔ چھکڑے اور مویشی بھی تھے۔ بعض اوقات راستہ کے نشیب و فراز اور ناہمواری کی وجہ سے ہم فی گھنٹہ ایک میل سے زیادہ طے نہیں کر سکتے تھے۔ اس سڑک پر پنیا اور سماکو دو مشہور مقام ہیں۔ دونوں کی آبادی پانچ پانچ ہزار سے کم ہے۔ کیونکہ اس ضلع کی آبادی بہت تھوڑی ہے۔ پیدل فوج سماکو میں سے نہ گذری۔ وہ اُس سے ورے سڑک کو چھوڑ کر ایک پگڈنڈی کے راستہ پہاڑ پر جا چڑھی۔ کل علاقہ اور بالخصوص پہلی منزل کی سیری نہایت دلکش ہے۔ اس منزل میں سڑک سلسلہ کوہ رہوڈوپ کے شاندار جنگلات کے کنارہ کنارہ اور کہیں کہیں اُنکے بیچ میں سے گذرتی ہے۔ موسم صاف تھا۔ مگر رات کو سردی ہوتی تھی۔ کُل سفر میں بارش کوئی نہ ہوئی۔ ہم رات کو الاؤ روشن کر کے جنکو گاڑیوں کے محافظ سنتری ساری رات جلتا رکھتے تھے کھلے میدان میں کمبلوں اور گرانکوٹوں میں لپٹ کر ایکدوسرے کے ساتھ گھسڑے ہوئے سوتے تھے بقچے ہمارے سرہانے ہوتے۔ تاروں بھرا آسمان ہماری چھت ہوتا۔ اور اس حیثیت میں ہم تھکے ماندوں۔ جوانوں اور صاف دل اور عادلوں کی ایسی نیند سوتے یعنے ہم سب اور ہم میں سے ہر ایک نہایت میٹھی نیند سوتا۔

میرے سپاہیوں میں تین یا چار کے پاؤں زخمی ہو گئے۔ جنکو گاڑیوں پر سوار کرا دیا گیا۔ مگر ایک ایسا کمزور ہو گیا کہ اُسے مقام بنیا میں پیچھے چھوڑنا پڑا۔ تجربہ سے معلوم ہو گیا کہ جہاں سڑک نرم اور مرطوب ہو وہاں پر رہنے

لہ مسٹر برٹ نے جو دقتیں بالخصوص اول آخر بیان کی ہیں۔ اُنکو معمولی نہ سمجھنا چاہئے۔ اُن کی اہمیت ناظرین کو اس سے معلوم ہو جائیگی۔ کہ پہاڑی راستہ کی دشواری اور بارش مویشی کی سُست رفتاری کی وجہ سے دسمبر ۱۸۹۵ء کے محاربہ تیراہ میں جنرل لاکھارٹ صاحب کی فوج تیراہ کے مقام باغ سے دتوئی کے راستہ وادی بازار اور جمرود کو واپس آتے وقت پہلی منزل کو جو صرف ۱۲ میل ہی تھی بمشکل تمام ۵۷ گھنٹوں میں طے کر سکی تھی۔ مترجم + اسطرح محاربہ ٹرانسوال میں جنرل بُلر کے قلب نے شویلی سے تگیلا تک بیس میل کا فاصلہ جنوری ۱۹۰۰ء کے تیسرے ہفتہ میں چھ دنوں میں طے کیا۔

پاؤں چلنے اور رات کو۔ اور نیز کوچ سے پہلے پاؤں پر بھیڑ کی کچی چربی ملنے سے وہ زخمی ہونے سے محفوظ رہتے ہیں۔ ایسی ایسی ترکیبیں ہمکو سارجنٹ سیفی بتاتا رہتا تھا۔ میں اس امر کا بہت خیال رکھتا تھا کہ اول تو جتنی دفعہ نالے ہمارے راستہ میں آئیں ورنہ کم از کم دو دفعہ تو ضرور میرے سپاہی اپنے پاؤں کو دھو لیا کریں۔ ہر کمپنی کی افسر کو اپنی ماتحت فوج کے متعلق تقریباً پوری آزادی تھی کہ انکی آسائش کے لئے جو انتظام مناسب سمجھے کرے۔ ویڈن پہنچنے پر کالم کی کل کمپنیوں میں میری کمپنی میں کم بیمار پائے گئے میرے دستہ میں بیماروں اور زخمی پاؤں والوں کی اوسط چار فیصدی تھی۔ حالانکہ بعض میں وہ ۱۰ فیصدی تک پہنچی ہوئی تھی۔ اس سے میں یہ فخریہ کہنے کا مستحق ہوں کہ میں نے اپنے ماتحتوں کی آسائش کا ..... اچھا خیال رکھا۔ کالم کوچ کے وقت اسقدر لمبا رکھا جاتا تھا کہ اس موقعہ پر بالا دست افسروں سے ہدایت حاصل کرنا ناممکن ہوتا تھا اسلئے جو وقت پیش آئے اُسکا اکثر مجھے خود ہی فیصلہ کرکے اپنی رائے کے مطابق عملدرآمد کرنا پڑتا تھا۔ اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ قسطنطنیہ سے تو میں محض ایک لڑکا ردانہ ہوا تھا۔ مگر ویڈن میں پورا تجربہ کار مرد بنکر داخل ہوا۔ جسکو اپنی رائے اور قوت فیصلہ پر پورا بھروسہ اور اعتماد تھا۔ اس موقعہ پر یہ نہ جتانا کہ سارجنٹ سیفی سے مجھے نہایت قیمتی مدد ملتی رہی اور وہ مجھے مفید صلاح و مشورہ دیتا رہا سخت ناشکری ہوگی۔ لفٹنٹ سیمور و ابراہیم اور سالونیکی کے ریف دستہ کے کارپورل سے بھی میں اکثر مشورہ کرتا۔ جس سے مجھے بہت مدد ملتی رہی۔ کالم شروع سے لیکر آخر تک پانچ میل لمبا ہوتا تھا +

فلپ پولی کے ڈاکٹر بیلو واسے واپس چلے گئے تھے اور فوج میں صرف فوجی سرجن اکیلا رہگیا تھا۔ کالم جب کوچ پر ہوتا۔ تو وہ زین سوار اُسکے آگے پیچھے سپاہیوں کو دیکھنے کے لئے گشت کرتا رہتا۔ قابلیت اُس بیچارے کی محدود سی تھی۔ جس کی کو وہ مستعدی اور سچی ہمدردی سے بہت کچھ پورا کر دیتا تھا۔ چونکہ ضرورت کیوقت وہ فوراً موجود نہیں ہو سکتا تھا۔ اسلئے مجھے بالعموم اپنی کمپنی کے طبی شعبہ کا کام بھی دیکھنا پڑتا تھا۔ میں یہ ہرگز نہیں ہونے دیتا تھا کہ جو سپاہی تھک جائے اُسے پیچھے چھوڑ دوں کہ ذرا ستا کر یا آہستہ آہستہ چلکر مقام پر آملے۔ جونہی کسی سپاہی میں تکان کی علامت نمودار ہوتی۔ تو اُس سے اُسکی رائیفل اور گٹھری لے لیجاتی۔ اور اُسکی پیٹی کھلوا دیجاتی۔ اگر اُس سے بھی اُسکی طبیعت بحال نہ ہوتی تو اُسے ایک دو گھنٹوں کے لئے گاڑی پر بٹھلا دیا جاتا۔ جسکے ہچکولوں سے اُسکی تمام کسل و ماندگی دُور ہو جاتی۔ بسا اوقات میں درماندہ سپاہی کو برانڈی کے ایک دو قطرے پانی میں پلا دیتا۔ جسکی کچھ مقدار سیفی۔ سیمور۔ اور پنچ بنیئے کے ایک یہودی سے نہایت ہی مہنگے داموں خرید کی تھی۔ میں سپاہی کو یہ نہیں بتاتا تھا۔ کہ یہ برانڈی ہے۔ بلکہ یہ کہدیا کرتا تھا کہ میں اپنے وطن میں حکیم تھا۔ اور زیادہ تر اسی دوائی سے کام لیتا تھا +

ہمکو دنمیں تین دفعہ کھانا ملتا تھا ناشتہ میں قہوہ اور بسکٹ۔ ڈنر دوپہر کے کھانے میں گرم گوشت شپر رات کے کھانے) میں سرد گوشت، اور بسکٹ۔ جب کبھی ہم کسی قصبہ یا گاؤں سے گذرتے تو دودھ روٹی یا ایسی دیگر اشیاء خوردنی جو وہاں کے باشندوں کے پاس فروخت کیلئے موجود ہوتیں خرید لیتے۔ اب مجھے ہر چیز کیلئے نقد قیمت دینی پڑتی تھی۔ کیونکہ میری رسیدوں پر (جو بمنزلہ ہنڈی یا رقعہ کے ہوتی ہیں) انکی عثمانیہ گورنمنٹ پر ہونے کی وجہ سے اعتبار[1] نہیں کیا جاتا تھا۔ صوفیا پہنچنے تک پانچ پونڈ خرچ ہوگئے اور وہاں میں نے پرتو پاشا کے ایجوٹنٹ سے اور پانچ پونڈ لے لئے۔ یہودی ہر جگہ اپنی اجناس بڑی خوشی سے ہمارے پاس فروخت کرتے تھے۔ مگر بلا مبالغہ جس یہودی سے ہم نے کوئی چیز خریدی اُسنے ہمارے لوٹنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ترک باشندے روٹی اور تمباکو ہمکو سفت دیتے رہے۔ مگر جوں جوں ہم شمال میں بڑھتے گئے عیسائیوں کی آبادی زیادہ ہوتی گئی۔ جن سے غضب آلود نگاہوں اور لعنتوں کے سوا (جو ضرور وہ ہمکو دل میں دیتے ہونگے) اور کچھ حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ اُسوقت اپنے اصلی رنگ میں بھی نہ تھے۔ یا اُن کے مُنہ پھولے ہوئے پائے جاتے۔ پچھلے سال کی کرتوتوں کے کیفر کردار سے ڈر کر نہایت خوشامدانہ اور ذلیل کمینہ پن کے انداز میں تعصب اور قومی کدورت و نفرت زور و زہر تھی۔ اب یہ کیفیت نہیں رہی۔ پرنس الگزنڈر نے ملک دبلگیریا میں صلح کُل۔ ہمدردِ رعایا اور مستقل مزاج ثابت قدم حکومت قائم کردی تھی۔ اور اُسکا جانشین پرنس فرڈیننڈ بھی اُسکے قدم بقدم چل رہا ہے متفقہ بلگیریا کے اشد ترین اور جانی دشمن ترک نہیں بلکہ روسی تھے (جو ۱۸۸۵ء میں صوبہ مشرقی رومیلیا کے بلگیریا کے ساتھ شامل ہوجانے اور دونوں متفقہ صوبوں کے فرمانروا پرنس الگزنڈر کے روسی اقتدار اور غلامی سے باہر نکل جانے پر کپڑوں سے باہر اور بلگیریا کے جانی دشمن ہوگئے تھے) اور خوشی کا مقام ہے کہ اُن کی حکومت (جو جنگ روم و روس کے بعد بلگیریا پر چند برس تک قائم رہی تھی) ختم ہوگئی ہے +

سڑکیں بالعموم ناقص۔ بسا اوقات نہایت ہی خراب اور اکثر جگہ ایسی تنگ تھیں کہ دو گاڑیاں ایکدوسرے کے پاس سے نہیں گذر سکتی تھیں۔ بعض بعض جگہ تھوڑے تھوڑے ٹکڑے نہایت ہی عمدہ اور فرح آجاتے۔ جنکو مدحت[2] پاشا نے تیار کرایا تھا۔ جب ایسے مقام آجاتے تو فوج ایک آدھ میل ایسے آرام سے راستہ طے کرتی کہ گویا وہ انگلستان کے کسی زرخیز صوبہ کی سڑک پر گذر رہی ہے۔ مگر وہ ٹکڑے جلد ختم ہوجاتے اور فوج سلطنت عثمانیہ کی کاہلی اور افلاس کے نتائج کے نمونوں سے پھر سابقہ پڑجاتا۔ بھاری توپوں سے راستہ میں بہت تکلیف

[1] سر رابرٹ نے بے اعتباری کی کوئی وجہ نہیں بتائی۔ میرے خیال میں چونکہ اب فوج ایسے علاقہ میں سے گذر رہی تھی جہاں کی آبادی زیادہ تر مسیحی المذہب۔ اور بلغاری قوم میں سے تھی جو محسن کش نمکحرام جماعت کُل سابقہ عنایات کو فراموش کرکے ترکوں کے جانی دشمن ہورہی تھی۔ اسلئے وہ کب ترکی فوجکو اودھار کوئی چیز دینی گوارا کرسکتی تھی + مترجم۔

[2] مدحت پاشا ۱۶ - دسمبر ۱۸۷۶ء کو وزیر اعظم ہوگیا تھا۔ میں ابھی قسطنطنیہ ہی تھا کہ ۵ - فروری ۱۸۷۷ء کو معزولی و غداری کے جرم میں اُسکے قتل کا حکم صادر ہوا۔ بعد میں اُسکا قصور معاف کرکے اُسے جلاوطن کردیا گیا۔ اور وہ انگلستان کو

پہنچی اور اکثر جگہ جہاں کہ اکیلے گھوڑے اُنکو نہ کھینچ سکتے تھے۔ ہمکو بھی توپوں اور اُنکی بارودی گاڑیوں کے دھکیلنے میں ہاتھ بٹانا پڑتا۔ بعد ازاں میں نے بلقان میں کئی دفعہ سو سو آدمیوں کو ایک ایک توپ کھینچتے ہوئے دیکھا +

ہم افسروں کو اوسوقت اور نہ بعد میں ہی کُل محاربہ کے دوران میں کوئی نقشے دیئے گئے۔ میری طرح بعض کے پاس اپنے نقشے موجود تھے۔ جو بالعموم آسٹریا یا جرمنی کے بنے ہوئے تھے۔ میں نے ترکی میں کوئی نقشہ نہ دیکھا غالباً اس زبان میں کوئی نقشہ موجود ہی نہ تھا۔ میرا خیال ہے کہ تمام کمانڈروں اور افسران سٹاف کو ممالک غیر کے بنے ہوئے نقشے بہم پہنچا دیئے گئے تھے +

سپاہیوں کے حوصلے بڑھے ہوئے اور اُنکی طبیعتیں ہشاش بشاش تھیں۔ فوجی نظام و ضابطہ عمدہ تھا بیلو داسے لیکر ویڈین تک کُل سفر میں مجھے دس یا بارہ دفعہ سے زیادہ زبانی فہمائش نہ کرنی پڑی اعلےٰ افسر کے پاس باضابطہ شکایت کرنے کی ایک دفعہ بھی ضرورت نہ پڑی۔ کوئی سپاہی جھوٹ موٹ کا بیمار یا تھکا ماندہ نہ بنا۔ اور کُل فوج میں ایک شخص بھی لوٹ مار کا مرتکب نہ ہوا۔ نہ کسی رعیت کو ذرا بھر اذیت پہنچائی گئی +

ترکی سپاہی جب کوچ پر ہوں تو جرمنیوں کی طرح گیت گاتے نہیں چلتے۔ ہمارے ساتھ نہ کوئی بینڈ (موسیقی نواز دستہ) بھی نہ تھا۔ جس کا مجھے بہت افسوس ہے۔ باجے کی خوش الحان سُروں سے تھکے ماندے سپاہیوں کی کوفت بالکل دُور ہو جاتی ہے۔ بینڈ تو بجائے خود رہا کوئی طبل بھی ہمارے ساتھ نہ تھا۔ صرف ایک بگلچی تھا۔ جسے بگل بجانا مطلقاً نہیں آتا تھا۔ ایک دفعہ راہ چلتے جیک نے گانا شروع کر دیا۔ مگر میں نے فوراً اس خوف سے کہ عثمانیہ صفوں میں کھلبلی نہ پڑ جائے گانیوالے کو آجانکی اُس سے التماس کی۔ اُسکے راگ کا کل دستہ پر عجب اثر پڑا۔ قوی دل سپاہی متاثر ہو کر ایک دوسرے کی طرف وارفتگی کی نگاہ سے تکنے لگ گئے۔ اور اُنکا تنفس بھاری ہو گیا۔ ذکی الحس سپاہی کانپنے لگ گئے۔ اور کل کالم پر ایک سناٹا سا چھا گیا۔ سارجنٹ سیفی نے جیک سے راگ جاری رکھنے کی بمنت درخواست کی۔ اُسپر راگ کا بیحد اثر ہوا تھا اور اُسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے۔ جیک نے راگ جاری رکھا۔ اس کھلے میدان کے ترانہ کا اثر اب تک میرے دل پر نقش ہے۔ میں نے اُسے حیرت و ادب کے ملے ہوئے جذبات سے سننا شروع کیا۔ پہلے تو مجھے خیال ہوا کہ جیک وہ گیت گا رہا ہے جسکا پہلا مصرعہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴ چلا گیا۔ گورنمنٹ انگلشیہ نے اُسکی سلطان کے پاس بہت سفارش کی۔ جسپر وہ واپس بلا لیا گیا۔ اور کئی اعلےٰ عہدوں پر مامور رہا۔ مگر ۱۸۸۱ء میں سلطان عبدالعزیز کی قتل میں شریک ہونیکے فرضی جرم میں اُسکی قتل کا حکم دیا گیا۔ مگر سزائے موت کا حکم عرکے جلاوطن کرنے جانیکے حکم سے بدلدیا گیا۔ جہاں وہ فاقہ و افلاس سے لاچار ہو کر ۱۸۸۴ء میں فوت ہو گیا۔ امتداد زمانہ نے اسکی بے لوثی اور حب الوطنی کو ثابت کر دیا ہے اور اب اُسے بالعالی کے نہایت ہی قابل و متدین ملازموں کے زمرہ میں شمار کیا جاتا ہے مدحت توسیع ریلوے کا بڑا شائق اور خواہاں تھا۔ مگر قدم قدم پر اُسکے راستہ میں مشکلات ڈالی جاتی رہیں۔ مدحت اور محمود دامادِ پاشا کا انجام یکساں ہوا۔ مگر ایک منجانب الوطن اور دوسرا کاذب اور غدار تھا۔ مصنف +

"چمک چمک۔ اے چھوٹے ستارے"۔ ہے۔ پھر خیال کیا کہ یہ وہ گیت ہے کہ جس میں عاشق دریا رہائیس کے کنارہ اپنے معشوق کے انتظار میں کھڑا ہوا ہے۔ مگر جب میں نے الفاظ کو اچھی طرح سنا تو مجھے فوراً حقیقت معلوم ہوگئی کہ کل فوج پر اسکا ایسا عجیب و فوری اثر کیوں پڑا ہے۔ وہ گیت "وطن پیارے وطن"[1] کی یاد میں تھا۔ جیک (خدا اُسپر رحمت کرے) کئی کام بہت اچھی طرح کر سکتا تھا۔ مگر گانا نہیں جانتا تھا۔ اسکے راگ کا اثر اسکی قابلیت اور مہارت سے نہیں بلکہ راگ کے مضمون سے ہوا تھا۔

۹۔ اپریل کی شام کے قریب صوفیا ہمیں نظر آنے لگ گیا۔ وہ نہایت ہی زرخیز میدان کے وسط میں خوبصورت موقعہ پر آباد ہے۔ اس میدان میں بے شمار دیہات آباد ہیں۔ وہ چاروں طرف سے مہیب سلسلہ ہائے کوہ سے گھرا ہوا ہے۔ اسوقت صوفیا خود مختار بلج گذار متفقہ ریاست بلگیریا کا دارالخلافہ ہے۔ تب وہ ترکی صوبہ بلگیریا کا صدر مقام تھا۔ اور اُسکی آبادی ۴۰ ہزار تھی۔ انمیں سے تیسرا حصہ ترک تیسرا حصہ عیسائی اور تیسرا حصہ یہودی تھے جو سپالوی یا ترگیزی نسل سے ہونیکے باعث سپانیول کہلاتے ہیں۔ اب (۱۸۳۸ء) وہاں کی آبادی ۲۵ ہزار ہے۔[2] صوفیا میں پانچ سڑکیں ملتی ہیں۔[3] جنمیں سے بعض کا وجود ہی اور بعض کی حدود تزئیم مستعد مدحت پاشا کی طفیل ہوئی تھی۔ مدحت کے اسسٹنٹ اسد پاشا نے شہر میں بھی کئی نہایت وسیع اور عمدہ بازار بنائے اور مدحت نے کل مذہب کیلئے ایک یتیم خانہ اور پارچہ سازی کا کارخانہ بھی صوفیا میں قائم کیا جس میں کل ترکی جندارمہ (فوجی پولیس) کی وردیوں کیلئے کپڑا بُنا جاتا تھا۔ صوفیا کا میدان رومن فاتحین کے زمانہ کے یادگاروں سے بھرا ہوا ہے۔ شہر کے متصل کئی کیمپ لگے ہوئے تھے۔ انمیں سے ایک میں ہمنے ستانے کے لئے ایکدن مقام کیا۔ مقامی افسروں نے فراخ دلی سے ہماری مہمانداری کی۔ ایجگہ دو پلٹنوں کی ایک اور مارچ رجمنٹ اور نیز دو بیٹریاں اور سامان و گودام کی کثیر گاڑیاں اور جانور ہمارے کالم میں یا ملادئے گئے۔ جنمیں اُس دن کل پانچہزار آدمی تھے توپیں۔ اٹھارہ توپی گولہ بارود کی

---

[1] اس انگریزی گیت کے خیالات سعدی شیرازی کی قطعہ حب وطن از ملک سلیمان خوشتر کے مضمون سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں۔ مگر یقیناً نہایت زیادتی ساتھ ہی کھتا ہے کہ اُسمیں وطن کی یاد دلاکر ابناء وطن کو الوالعزمی اور وطن کی ناموری قائم رکھنے اور بڑھانیکی ہی ترغیب دیگئی ہے۔ مترجم۔

[2] ۱۸۹۶ء میں صوفیا کی آبادی ۴۷ ہزار تھی۔ اور چونکہ یہ تخمین قیاس نہیں معلوم ہوتا کہ دو برس میں ۲۲ ہزار کا اضافہ ہوگیا ہو اسلئے غالباً مسٹر برٹ کے اعداد میں سہواً غلطی ہوگئی ہوگی۔ مترجم +

[3] یہ پانچ سڑکیں حسب ذیل ہیں:۔ (۱) براہ نش بلگراد کو۔ (۲) براہ درہ عنتری دبرکو وزا۔ لوم پلنگہ کو۔ (۳) براہ درہ باباقوناق دارضانیہ پلیونا کو۔ (۴) براہ اختمان تاتار بازارجک کو یا براہ سما کو نیا۔ بیلووا و تاتار بازارجک کو۔ (۵) براہ قسطنول واستب سالونیکی کو۔ مصنف۔

گاڑیاں آٹھ سو چھکڑے۔ آٹھ سو بارکش گھوڑے اور پانچ سو مویشی ہو گئے۔ ہم نے ۱۱ اپریل کی صبح کو صوفیا سے کوچ کیا۔ ویڈن وہاں سے بخط مستقیم ایکسو میل ہے مگر سڑک کے راستہ جسمیں خم پڑا ہوا ہے ایکسو چالیس میل ہے۔ پہلے سیدھا لوم پلنکہ جایا جاتا ہے۔ جو صوفیا سے بجانب شمال ویڈن سے ۳۵ میل نیچے دریا ڈینوب پر ایک مضبوط قلعہ ہے۔ لوم پلنکہ سے ویڈن تک ایسی سڑک اختیا کیگئی جسے سفر دوگنا لمبا ہو گیا۔ میرے خیال میں اگر ہم پلنکہ سے براہ پیروٹ جاتے تو سفر چھوٹا ہو جاتا۔ مگر چونکہ یہہ سڑک بیس میل تک اُسوقت کی سرحد سرویا کے بالکل قریب قریب چلی جاتی تھی اسلئے غالباً اُسے نہ اختیا کیا۔ اسوقت اضلاع پیروٹ ونش سرویا کے پاس ہیں۔

(بموجب معاہدہ برلن کے رو سے اُسے ٹرکی سے دلوا دئے گئے۔ مترجم)

کوہ بلقان کو ہم نے درہ غنتری کے راستہ عبور کیا۔ اس درہ کے شمالی دہانہ پر قصبہ برکووزا آباد ہے۔ بلقان کا منظر شاندار اور بعض بعض جگہ نہایت ہی مہیب ہے۔ مگر چونکہ یہہ کتاب سفرنامہ اور سیاحت کے حالات قلمبند کرنے کے لئے نہیں لکھی گئی ہے۔ میں ناظرین کو جو ان سرسری بے مطلب واقعات سے پہلے ہی آزردہ ہو رہے ہونگے ان پہاڑوں کے حالات چکیدے چٹیلے الفاظ میں بتانا پسند نہیں کرتا۔ بلقان کا راستہ سوائے ایک سخت حادثہ کے بخیریت طے ہو گیا۔ حادثہ مذکورہ یہ تھا کہ ایک گاڑی۔ اسکے دونوں بیل اور گاڑیبان سڑک سے ایک عمیق غار میں گر پڑے۔ جسکی تہ تک پہنچنے سے پہلے ہی اُنکا جسم چور چور ہو گئے ہونگے۔ غار ایسی عمیق تھی کہ نظر اُسکی تہ تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ توپوں کو پہاڑ کے عمودی اور تنگ راستوں پر سے سلامت لیجانا مشکل اور خطرناک کام تھا۔ ایک توپ بُری طرح پھنس گئی اور وہ صرف اس طرح بچائی جاسکی کہ جوتوں کو کاٹ دیا گیا اور گاڑی کو کلہاڑیوں کی ضربوں سے توپ سے علیحدہ کر کے غار میں گرا دیا گیا۔ جہاں اُسکے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ چھوٹے چھوٹے حادثات سینکڑوں ہوئے۔ بعض کے تختے اُتر گئے۔ کسی کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے۔ چند گاڑیاں پاش پاش ہو گئیں۔ اور اسی طرح کے بیسیوں حادثے ہوئے۔ بہت سے گھوڑے اور بیل چلتے چلتے گر پڑے۔ جنکو مصیبت اور تکلیف سے بچانیکے لئے فوراً ہلاک کر دیا گیا۔ بہرحال ہمارا سفر اس خوفناک درہ سے فی الجملہ بخیریت طے ہو گیا۔ کیونکہ ایسے راستوں میں نقصان اور حادثوں کا ہونا یقینی تسلیم کر لیا گیا ہوا ہے۔ درہ غنتری کا بلند ترین موقعہ سطح سمندر سے ۳۸۰۰ فیٹ بلند ہے۔ اُسکی دو طرفہ چوٹیاں ۶۵۰۰ فیٹ اونچی ہیں۔ راستہ کے متعلق ہمارے مشیر اور معاون وہ لوگ تھے جنکا پرائیویٹ پیشہ قزاقی تھا۔ مگر بلقان میں جہاں اب قزاقوں کا نام و نشان نہیں رہگیا۔ اُسوقت بھی روہوپ کی نسبت کم قزاق تھے۔ رہنمائی کے کام پر چند جندارمی (ضابطیہ) مامور تھے جو نہایت خوش قامت بانکے ٹیڑھے نوجوان تھے اور قزاقوں کے ساتھ خوب ملے جلے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ جندارمہ فوج جسکی کل تعداد ۱۲ ہزار ہے۔ اور اُنمیں سے ۵ ہزار سوار ہیں۔

لڑائی کے موقعہ پر بٹالینوں اور بریگیڈوں میں تقسیم کر دیجاتی ہے۔ ترک اُسے اپنی فوج کا بہترین حصہ خیال کرتے ہیں۔ اور اُسکو بڑی پیار کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ پلیونا میں چونکہ اس فوج کا کوئی دستہ ہمارے ساتھ نہ تھا۔ اسلئے میں اُسکے کارناموں [illegible] کے متعلق کچھ نہیں لکھ سکتا۔

کوہ بلقان کے دروں کے متعلق ایک عجیب امر مجھے معلوم ہوا۔ تمام تجربہ کار۔ بہادر۔ واقفکار پختہ مغز ترکی افسران درون میں سے اکثر اور بالخصوص ٹروپان واطروپل یعنی باباقوناق دروں کی نسبت یہہ کہا کرتے ہیں کہ نہایت ہی مفید اور حسب مراد حالات یعنی موسم گرما اور صاف موسم میں یہی بہاری آرٹلری اور اُسکے سامان کی گاڑیاں وغیرہ سے قطعاً نہیں گذر سکتیں۔ مگر تھوڑا ہی عرصہ بعد ڈیسمبک انہی دروں سے نہایت ہی مضر و مخالف حالات یعنی دسمبر اور جنوری کے مہینوں میں جبکہ برف و باران کے طوفان مسلسل بڑی زور سے چل رہے تھے۔ نہایت سخت کوہ پر چڑھتی تھی اور دروں میں ایک ایک فٹ نرم برف موجود تھی روسی نہایت کامیابی کے ساتھ اسباب۔ آرٹلری اور گاڑیاں لیکر گذر گئے۔ بات دراصل یہہ ہے کہ ترک میدان جنگ میں تو بڑے بہادر۔ ثابت قدم اور بیمنظیر جفاکش اور متحمل ہوتے ہیں۔ مگر پہاڑی راستوں سے انکو سخت نفرت ہے اور انسے بڑا ڈرتے ہیں۔ اس تذکرہ سے مجھے عثمانلی سپاہیوں کا ایک اور مضحکہ خیز خاصہ یاد آگیا ہے۔ جبکہ وہ دشمن کے مقابلہ پر نہ ہوں یعنی لڑائی نہ کر رہے ہوں تو بارش سے سخت گھبراتے ہیں۔ چنانچہ قواعد و پریڈ کیوقت دو تین بوندوں کے پڑتے ہی قواعد موقوف ہو جاتی اور کل سپاہی افراتفری میں خیموں کو بھاگ جاتے لیکن انہی سپاہیوں نے ڈبل کوچوں میں جون جولائی کی بدن جھلسا دینے والی دھوپ۔ بھوک پیاس اور کوفت کو کمال مردانگی سے برداشت کیا کبھی شکایت کا ایک لفظ انکی زبان سے نہ نکلا۔ اُس مسلسل بارش کی جو ستمبر کے معرکہ عظیم میں ہوتی رہی جس برابر پرواہ نہ کی اور دسمبر کی خونی برفوں کو (شمال امریکہ کی باشندگان اسکیمو کیطرح (جو برف کے کیڑے مشہور ہیں) برداشت کیا۔ اسسے یہ نتیجہ بدیہی برآمد ہو رہا ہے کہ ترکی سپاہی کی نسبت اُسکی زمانہ صلح کے حالات سے کوئی رائے قائم نہیں کرنی چاہیئے۔

برکووتزا۔ اور لوم پلنکہ کے درمیان کوئی مشہور قصبہ نہیں ہے۔ مغربی بگیریا میں فقط چھوٹے چھوٹے بیشمار دیہات اور مواضع ہیں اس منزل کا پہلا نصف کہستانی مگر خوشنما علاقے سے گذرتا ہے۔ باقی آدھا راستہ غیر دلچسپ ہے۔ یہہ علاقہ کچھ ہموار اور کچھ ناہموار ہے۔

لوم پلنکہ میں جو مضبوط و مشہور قلعہ ہے اور اسوقت سپاہیوں سے بھرا ہوا تھا ہم کیمپ میں ایک رات رہے اور پھر اسی گمدار سڑک پر جسکا اوپر ذکر ہوا ہے سفر کو شروع کر دیا مگر دوسرے ہی دن موضعات ٹوپولواز۔ اور کری دوبارہ کے قریب انفنٹری۔ کیولری اور بارکش گھوڑے بلغاری راہبر دنکی نگرانی

لہ بڑی خوشی کا مقام ہے کہ اس الزام کو جو گذشتہ ایکدو صدیوں سے ترکو پر وارد ہو رہا تھا انہوں نے تازہ ترین محاربہ یونان میں جسکے دوران میں پہاڑی دروں اور علاقوں میں ہی کل لڑائیاں ہوئی ہیں اپنے سر سے پوری طرح ہٹا دیا ہے۔ مترجم۔

کی روسی فوج کو پہلے جو ترکوں کو شکست دی تھی ۱۲ مترجم۔

ملہ ترکی میں علاقہ کو کہتے ہیں اور یہاں ایک ضلع کا نام ہے جو قزوہ لوم۔ دانوب لوم کا نام رکھنے والے اُن دو دریاؤں سے بالکل جدا ہے جو شرقی بلغاریہ میں ہیں۔ اور ان کے کنارے پر علی پاشا نے ۱۲ مترجم

میں سڑک سے اُتر کر کھیتوں کی پک ڈنڈیوں پر ہو گئے اور توپخانہ و گاڑیاں سڑک پر ہی رہیں۔ رہبر ہمکو کھیتوں میں مقام ارت زار یا آرت چار کے قریب دریا رڈینوب پر لے گئے۔ رات ہم نے مقام کوز میں قیام کیا۔ اور دوسری صبح اس شاندار اور خوبصورت دریا کے کنارہ کنارہ جس کو ترک طونا۔ بلغاری۔ دوناو اور رومانوی دنار یا پکارتے ہیں منزل مقصود کی طرف روانہ ہو گئے۔ شام کے وقت ہم مقام دوبول پہنچے جہاں ہمنے بارہ گھنٹے قیام کر کے اپنی قطع وضع درست کی اور دوسرے دن ۲۲۔ اپریل، دوپہر کے قریب ویڈن کے کیمپ میں پہونچ گئے +

اس موقعہ پر یہہ بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ یوم پلنکہ اور ارت زار کے درمیان ہم ایک گاؤں میں سے گذرے جسکا نام مجھے قضا نودا یاد ہے۔ مگر اسکی درستی کا ذمہ وار نہیں کیونکہ یہ گاؤں مجھے کسی نقشہ پر نہیں ملا۔ سلیسٹریا کی ٹملس میں ایک جگہ کا نام حسانلو ادرج ہے۔ ممکن ہے یہ اسی گاؤں کا نام ہو۔ وہاں ہم نے تیس یا زیادہ مکانات منہدم اور جزوی طور پر جلے ہوئے پائے۔ یہ بلغاریوں کے مکان تھے۔ ہمکو بتایا گیا کہ پچھلے موسم گرما میں یہاں کے کل باشندوں کو مسلمانوں نے ترکوں کے اُس قتل عام کے عوض میں جو بلغاریوں اور رومانیوں نے کیا تھا قتل کر دیا۔ تراب تہوڑی سی بلغاری جانتا تھا۔ اُسنے ایک بڑھیا عورت سے کچھ گفتگو کی۔ جس نے جواب دیا کہ ۱۵۔ آدمیوں کی کنبہ میں سے میں اکیلی بچی ہوں۔ بلغاریوں کی بغاوت سے ملک میں جو تباہی پھیل گئی تھی اسکے اُس جیسے یا اُس سے کچھ کم نمونے ہمکو تقریباً تمام بلغاری دیہات میں اور صوبہ رومیلیا کے اکثر موقعات میں دکھائی دیئے۔ عیسائی معابد اور گرجے بالعموم منہدم پائے گئے۔ راستہ میں ہم نے انسانی ڈھانچوں کی ایکدو ڈھیر بھی دیکھی۔ جنکو دفن نہیں کیا گیا تھا۔ ایک شخص نے مجھ سے ذکر کیا کہ تاتار بازارجک کے قریب میں دیہات منہدم اور عالی پڑے ہیں۔ اِن مصایب کا تباہیوں کا ذمہ وار بہت کچھ بیشک مذہبی تعصب ہے!!

صوفیا سے ہم ویڈن بارہ دنوں میں پہنچے۔ سڑک چھوڑ دینے سے ہمیں میل کی بچت ہو گئی تھی۔ اِس حساب سے ہم نے بالاوسط دس میل روزانہ سفر کیا۔ آرٹلری اور گاڑیاں بیلوگراد چک (بلغراد چک) کے راستہ سڑک سڑک آئیں اور وہ دوسرے دن (۲۳۔ اپریل) شام کو کیمپ میں پہونچیں۔ بیلوگراد سے لیکر ویڈن تک جنگا درمیانی فاصلہ بخط مستقیم ۱۶۵ میل ہے بیس دن میں سفر ختم ہوا۔ صوفیا کے قیام کا ایک دن اور آرٹلری جو ایک دن بعد میں آئی وہ بھی ان بیس دنوں میں شامل ہیں۔ موسم برابر صاف رہا تھا۔ البتہ شام کے بعد سردی ہوتی تھی اور شمال کیطرف سے سرد ہوا چلنی شروع ہو جاتی تھی۔ میری کمپنی میں دو سپاہیوں کے پاؤں زخمی ہوئے تھے جنکو گاڑی پر بٹھا دیا گیا۔ دو کو میں برکو وزا میں بھی چھوڑ آیا تھا۔ اِن میں سے ایک کی ٹانگ بلقانی راستہ میں ٹوٹ گئی تھی۔ اور دوسرے کے جنگا سے کی ضرب دیں پھول گئی تھیں۔ میری ایڑیاں

بھی کسی قدر درد کرتی تھیں مگر اُسکی مجھے چنداں شکایت نہ تھی۔

ویڈن کے دونوں مقامی کیمپ شہر سے اڑھائی میل دُور شمال مغرب کیطرف تھے۔ اُنمیں دس ہزار سپاہی ہمسے پہلے مقیم تھے۔ وہ نہایت آسائش سے رہتے تھے اور صفائی کا انتظام بہت عمدہ تھا۔ روزمرہ کے معمولی کام باقاعدگی اور درستی سے سرانجام پاتے تھے۔ ویڈن کی فوج کا نظام و ترتیب۔ باضابطہ داد و شناسی اور حوصلہ دُمنگ نہایت قابل تعریف تھے۔ ہمارے لئے خیمے نصب کئے گئے تھے۔

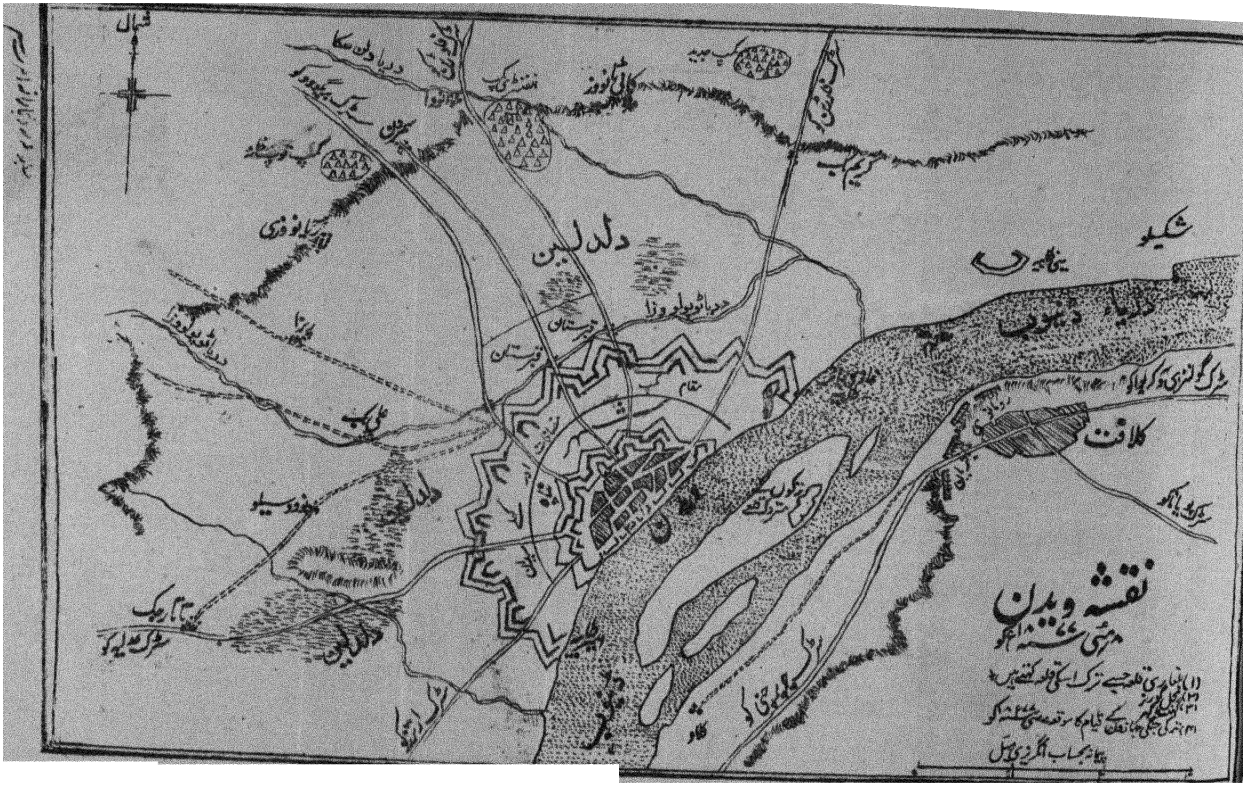
ویڈن کی فوج کے کمانڈر مشیر عثمان پاشا تھے۔ جنکا ہیڈ کوارٹر شہر میں تھا۔ ۲۲۔ اپریل کی شام کو یُنکر کہ مشیر ممدوح کیمپ میں رونق افروز ہیں میں اُنکے خیمہ کے دروازے پر حاضر ہوا۔ اُنکی ایڈی کانگ نے مجھ سے کہا کہ وہ اسوقت صلاح و مشورہ میں مصروف ہیں۔ میں تمہارا پیغام اندر پہونچا دیتا ہوں۔ میں نے اُسکی معرفت کہلا بھیجا کہ جُوستہ میری تحویل میں دیا گیا تھا اُسے لیکر میں بخیریت پہنچ گیا ہوں۔ تین آدمی بیمار ہوگئے تھے۔ اُنکو راستہ میں چھوڑ آیا ہوں۔ یا درجواب لایا کہ مشیر نے حکم دیا ہے کہ آرٹلری اور ٹرین (گاڑیوں) کے پہونچنے تک دستہ کو میں اپنی ہی کمان میں رکھوں۔ جب وہ پہنچ جائینگی تو کرنیل محمد حسین بک مجھے مزید ہدایات دینگے۔ پر تو پاشا دوسرے دن لوم پلنگہ[1] کو واپس چلے گئے اور پھر میری اُنسے ملاقات نہ ہوئی۔ اس باضابطہ جواب کے بعد یاور نے دوستانہ طور پر مجھے چپکے سے کہا کہ "مطلع نہایت تاریک ہو رہا ہے۔ زار مقام کشیف[2] میں جہاں چہار آرمی کور بظاہر قواعد کے بہانہ سے جمع ہیں پہنچا چاہتا ہے اور ہم کو امید ہے کہ جنگ کا اعلان اب گھڑیوں کی بات ہے۔"

دوسرے دن (۲۳۔ اپریل) کیمپ میں عام مشہور ہوگیا کہ لڑائی چھڑا ہی چاہتی ہے۔ اس سے سپاہیوں کے پرجوشی انتہائی درجہ کو پہنچ گئی۔ کم عمر سے کم عمر لونڈے بھی (جنمیں میں بھی شامل تھا) ثابت قدمی اور مستقل چمکدار

---

[1] ممکن ہے کہ کمانڈر کا پہلے یہ منشا ہو کہ ہم لوم پلنگہ میں چھوڑا جائے کیونکہ وہاں بھی عثمان پاشا کی فوج کا ہی ایک حصہ مقیم تھا۔ مگر میں اسبارہ میں تعقیب کے سانحہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لوم پلنگہ سے ارت زر کو دریا ڈینوب کے کنارہ کنارہ ایک تنگ سا راستہ جاتا ہے جسپر عمدہ موسم میں سوار اور پیدل گذر سکتے ہیں۔ ارت زر اور ویڈن کے درمیان عمدہ سڑک ہے۔ اسوقعہ پر یہہ سوال ہو سکتا ہے کہ الفنسٹری کو اس راستہ سے کیوں نہ بھیجا گیا۔ جس سے اسوا اور دس میل کی بچت ہو جاتی۔ اسکی وجہ شاید یہہ ہو کہ یہہ راستہ اوّل سے لیکر آخر تک دانوی ساحل کی زد میں تھا۔ بعد ازاں جولائی میں ہم نے آرٹلری اور سامانی گاڑیوں کے ساتھ ارت زر اور ٹوپو دانزکی پک ڈنڈی پر سفر کیا تھا۔ مگر اسوقت یہ راستہ بہت ہی عمدہ حالت میں تھا۔ کیونکہ متواتر دو مہینوں سے کوئی بارش نہیں ہوئی تھی۔ اور کیچڑ وغیرہ کا نام و نشان نہ تھا۔ مصنف۔

[2] یہ نصب صوبہ بلغاریا میں سابق ترکی صوبہ بالڈیوا اور روس کے سرحد کے قریب واقعہ ہے۔ مترجم۔


نقشہ میدان
شمال
دلدلین
شکیو
کلافت

ویڈن کی قلعہ بندیاں جدید طرز عمارت کی نہیں۔ اُنپر پانچسو گران وزن (قلاعی) توپیں نصب نہیں۔ اور وہ لڑائی کے لئے نہایت کامل اور درست حالت میں تھیں۔ کیونکہ اُنکی مرمت اور درستی برابر ہوتی رہتی تھی۔ دریا کی طرف کی باتریاں منزل بمنزل اوپر تلے سلیقہ سے بنی ہوئی تھیں۔ جو نہایت مہیب اور شاندار معلوم ہوتی تھیں۔ خشکی کیطرف دوہری ہم مرکز قلعہ بندیاں اور ہم مرکز فصیلیں نیم دائرہ کی شکل میں تھیں۔

اِن حفاظتی عمارتوں اور دمدموں کی بیرونی لائین کل شہر کو احاطہ کئے ہوئے تھی۔ یہ لائین بیس فیٹ بلند کچی فصیل تھی۔ جسکے قریب کئی متوازی خندقیں دس دس فیٹ گہری کھدی ہوئی تھیں اور نیز اس فصیل میں گیارہ دمدمے بنے ہوئے تھے۔ جنمیں سے ہر ایک پر ایک ایک باتری نصب تھی۔ فصیل کے دونوں سرے ڈینوب پر ختم ہوتے تھے۔ شہر درمیان میں تھا۔ ہر ایک سرے پر بھی ایک ایک مدمہ یا مورچہ تھا۔ یہ دونوں دوہرے تھے یعنی خشکی اور تری دونوں طرف سے محافظت کرنیکا کام دیتے تھے۔ خندقوں سے باہر نشیب و اچراگاہیں تھیں۔ اُنکو ضرورت کے وقت دریا کے پانی سے بھر دیا جاتا تھا کہ حملہ آور کیلئے مزید دقت پیدا ہو جائے۔ اس محاربہ میں بھی کچھ عرصہ بعد میدان میں پانی چھوڑ دیا گیا تھا۔ اندرونی قلعہ بندی زیادہ مضبوط اور مستحکم تھی۔ یہ سات نہایت ہی مضبوط اور پختہ گڑھیوں پر مشتمل تھی۔ جو ایکدوسرے کے دوش بدوش بنی ہوئی تھیں اور ہر ایک پر سخت ہلاکت بخش اور کوہ شکن توپیں چڑھی ہوئی تھیں۔ دونوں حفاظتی لائینوں کے درمیان شہر کے مضافات اور خالی میدان تھے۔ آخر الذکر میں متعدد چھاؤنیاں تھیں۔

اندرونی لائین شہر خاص کو احاطہ کئے ہوئے تھی۔ شہر میں دو بارکیں۔ ہسپتال۔ فوجی بسکٹوں کے بنانے کا ایک دخانی کارخانہ۔ اور پرانا بلغاری قلعہ تھا۔ جس سے آب میگزین کا کام لیا جاتا تھا۔ یہ زندان نما۔ بدشکل عجیب الہیئت قلعہ زمانہ وسطی کے یادگار تھا۔ بیرونی فصیل سے باہر سوائے ایک مورچہ نیمی طابیہ (نئی باتری) کے جو شہر سے ایک میل کی فاصلہ پر تھا۔ اور کوئی بیرونی گڑھی یا مورچہ نہ تھا۔ بعد میں متفرق مقامات پر دیگر چند باتریاں بھی تیار کر دی گئی تھیں

ڈینوب کے علاوہ ویڈن کی حفاظت کا قدرتی انتظام یہ ہے کہ شہر کو خشکی کیطرف ہموار و کھلی یعنے بے پناہ و بے درخت اور دلدلی زمین نیم دائرہ کی شکل میں گھیرے ہوئے ہے۔ اور پھر یہ زمین بھی ہم مرکز پہاڑیوں کے سلسلہ سے گھری ہوئے ہے۔ ان پہاڑیوں میں سے ایک کے ڈھلاؤ پر موضع انووا کے قریب شہر ویڈن سے اڑھائی میل بجانب شمال غرب فلورینٹن (فلورینٹن) سڑک پر ہمارا کیمپ نصب تھا۔ اور فیلڈ آرٹلری (میدانی توپخانہ) کا کیمپ ہم سے ایک میل بجانب غرب مقام سمرون کے قریب برگودو۔ نیکوپلین و بلغراد کی شاہراہ پر تھا۔ تھوڑا عرصہ بعد ایک تیسرا کیمپ بھی جو دونوں سے چھوٹا تھا ہمارے کیمپ سے بجانب شمال مشرق دو میل کے فاصلہ پر قائم کیا گیا۔ ویڈن کی آب و ہوا اچھی ہے نہیں مضر صحت ہے ٭

کلافت ویڈن سے اونچی سطح پر ہے۔ اسلئے وہ ویڈن کی توپوں کی اسقدر زد میں نہیں جسقدر کہ وہ انکی توپیں ویڈن کو پہنچا سکتی ہیں۔ ۲۴۔ اپریل کو کلافت فوج سے تقریباً خالی تھا۔ اور اسکے برجوں اور موچوں پر توپیں بھی شاذ و نادر ہی تھیں۔ عثمان پاشا کے اُسپر قبضہ نہ کر لینے کی میں کوئی وجہ نہیں بتا سکتا۔ البتہ کمپ میں یہ مشہور تھا کہ انہوں نے سرعسکرت کے حکم کی وجہ سے ایسا نہیں کیا تھا۔ کلافت تاریخ میں ۱۸۵۳-۵۴ء کے محاربہ روم و روس کیوجہ سے قیامت تک مشہور رہیگا۔ جبکہ عمر پاشا اُسکی محافظت کر رہے تھے اور روسیوں نے اُسکا محاصرہ کر لیا تھا۔ مگر آخر بیس ہزار فوج کٹوا کر ناکام پیچھے ہٹا دئے گئے تھے[۱]۔ تجارتی لحاظ سے یہ قصبہ آج روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔ اور اگر روسی دراندازی نے کام نہ بگاڑ دیا تو موجودہ رعیت پرور حکمران رومانیا کی ظل عاطفت میں مجھے یقین ہے کہ وہ بہت شہرت حاصل کریگا۔ اسوقت وہ نکی آبادی تین ہزار ہے۔ اور روسی نکی بڑی تجارت برآمد غلہ ہے۔ اگر موسم خراب نہ ہو تو اسموقعہ پر دریا ڈینوب میں چھوٹے چھوٹے جہازات آمدورفت کر سکتے ہیں۔

۱۸۷۸ء کے بعد ویڈن نے بھی بہت ترقی کر لی ہے۔ وہاں کی بلغاری اور یہودی باشندے عالی ہمت سوداگر ہیں۔ مگر دیگر مقامات کیطرح یہاں کے ترک بھی وسیع تجارت کی طرف راغب نہیں۔ وہ صناعی اور تجارت خوردہ فروشی سے تجاوز نہیں کرتے۔ ویڈن کی طلائی اور نقرئی مفیش قدیم سے مشہور ہے۔ اسکے علاوہ وہاں تجارت غلہ۔ شکار ماہی۔ اور جہاز و نیز سے اسباب اتارنے چڑھانے کا زیادہ کاروبار ہوتا ہے ۱۸۷۸ء میں وہاں اسلحہ کا ایک بےنظیر عجایب خانہ تھا۔ اُسکو سامی[۲] پاشا نے تیار کیا تھا۔ اُسمیں ترکی و آسٹریا کے محاربوں کی بیشمار عجیب و غریب یادگاریں تھیں۔ اور منجملہ دیگر اشیاء لوئیس کوسوتھ[۳] کے ہنگرین والنٹیروں کی وردیاں اور اسلحہ بھی تھے جو ۱۸۵۹ء میں ویڈن کے قریب ٹرکی قلمرو میں داخل ہوئے۔ اور یہاں اُن سے ہتھیار لے لئے گئے تھے +

---

[۱] والیشیا اور رومانیا کے مفصل حالات ناظرین کو تاریخ خاندان عثمانیہ سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ یہاں اسیقدر بتا دینا کافی ہے کہ ۱۸۷۸ء کے معاہدہ برلن کے رو سے رومانیا ترکی سے کامل آزاد اور اُسکا پرنس چارلس خود مختار بادشاہ ہو گیا جو جرمن خاندان ہوہنزولرن سے ہیں۔ مترجم + [۲] روسی کمانڈر انچیف کا نام پرنس گورچکوف تھا۔ تاریخ عثمانیہ میں مرحوم عثمان پاشا کے کارناموں اور جنگ کریمیا کی مجمل حالات تحریر کر دیئے ہیں۔ انگلستان کی مشہور فسانہ نویس رینالڈز نے ناول کے پیرایہ میں اپنی کتاب "عمر پاشا" میں اس نامور غازی کے حالات بالوضاحت اور عموماً درست درج کر دیئے ہیں + مترجم۔

[۳] سامی پاشا زیادہ تر اسلئے مشہور ہے کہ وہ جرمنوں کی ٹرکی میں تالیف وغیرہ مقرر کئے جانے کا سخت مخالف تھا۔ خود کوسوتھ بھی بھیس بدل کر ویڈن میں آیا تھا۔ مگر پہچانے جانے پر پکڑا گیا اور پہلے شوملا اور پھر ایشیا کوچک کے قصبہ کوٹاہیہ کو بھیجدیا گیا تھا یہ نامور محب وطن ہنگرین جسنے اپنے ملک کو آسٹریا سے آزاد کرانیکی کوشش کی ۱۸۰۲ء میں پیدا ہوا تھا۔ اُس کے مفصل حالات تاریخ عثمانیہ میں درج ہیں۔ اُسکو فوت ہوئے چند برس ہوئے ہیں + مترجم

ویڈن میں ۳۲ جامع مساجد ہیں۔ جنمیں سے اکثر کے مینار جنوری ۱۸۷۸ء میں رومانوی گولہ باری سے منہدم ہو گئے۔ متصلہ پہاڑیوں پر چڑھکر دیکھنے سے ویڈن ان میناروں اور سرلیفلک بلغاری قلعہ سے خوشنما بانکا اور ٹھیٹھ مشرقی شہر اور کلاوت اُسکے عین برعکس سیدھا سادہ باستانت اور ٹھیٹھ یورپین قصبہ معلوم ہوتا تھا۔ پلونا کے فتح ہو جانے کے بعد رومانوی فوج کے تین ڈویزنوں نے ویڈن کا محاصرہ کیا تھا۔ مگر محمد عزت پاشا کمانڈر اور اُسکے آٹھ ہزار جان نثار ترکوں نے ایسا جان توڑ مقابلہ کیا۔ اور شہر کی اس قابل تعریف ثابت قدمی سے محافظت کی کہ تقریباً چوگنی حملہ آور فوج کو مجبوراً محاصرہ اُٹھا لینا پڑا تھا۔ ۱۸۸۹ء میں (نئی ریاست) بلگیریا کی گورنمنٹ نے رومانی تمام قلعبندیوں کو معاہدہ برلن کی شرائط کی تعمیل میں گرا دیا۔ مگر جب ۱۸۸۵ء میں سرویا اور بلگیریا میں جنگ چھڑ گئی تو شہر کو بسرعت محفوظ اور قلعہ بند کر دیا گیا اور رومانوں کی قلیل التعداد بلغاری گیریسن[1] نے اُسکو سرویوں کے اُس ڈویژن سے جسنے ٹیموک کے کنارہ کنارہ بڑھکر ۱۸-۲۵ اور ۲۸ نومبر ۱۸۸۵ء کو ویڈن پر پے در پے ناکام حملے کئے محفوظ رکھا۔ اسوقت ویڈن بلگیریا کے پاس ہے۔ اور اگر بلگیریا روسی دراندازی اور مداخلت سے محفوظ رہا تو وہ غالباً اس نئی حکومت میں بہت ہی ترقی کریگا +

۲۴- اپریل کو علے الصبح ہدایات لینے کے لئے میں کرنیل محمد حسین بک کیمپ میں حاضر ہوا۔ اُسنے اسکے سوا کوئی حکم نہ دیا کہ مزید احکام تک میں اپنی کمان پر برابر قایم رہوں۔ اس ضابطہ کی گفتگو کے بعد اُسنے کہا کہ مشیر کے ہیڈکوارٹر اور کیمپ کے کمانڈر کے فرودگاہ کے درمیان قاصد دنکا تانتا لگا ہوا ہے۔ ساری رات ویڈن اور قسطنطنیہ کے درمیان برقی قاصد دوڑتا رہا ہے۔ عثمان پاشا آج رات بستر پر نہیں لیٹے اور بادشاہ سے براہ راست بذریعہ تار برقی گفتگو کرنیکے لئے کئی دفعہ تار گھر میں گئے۔ کیمپ کمانڈر اُسوقت عادل پاشا تھے۔ مشیر کا ہیڈکوارٹر میں پہلے بتا چکا ہوں کہ شہر میں تھا +

اس گفتگو کے دوران میں عجب مضحکہ خیز واقعہ گذرا۔ ایک شہد کی مکھی نے آستین سے داخل ہو کر میر آلائی محمد حسین کے بازو کو کاٹا۔ چہرہ یکبارگی جرمن زبان کا ایک تمسخرانہ جملہ بول اوٹھا۔ اسپر میں نے بھی اُسی انداز کے ایک جرمن فقرہ میں جواب دیا۔ اور ہم دونوں کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ جس سے وہ تمام افسر جو ہمارے قریب کھڑے ہوئے نہایت متانت اور غور و تفکر سے موجودہ حالت پر بحث کر رہے تھے حیران ہو گئے۔ کرنیل مجھے اپنے خیمہ میں اندر لیگیا۔ جہاں ہمنے حملہ آور (مکھی) کو کچل کر ٹونک پر ادویات۔ روح الخمر اور غازوں کے سفری بکس میں سے مرہم نکالکر لگادی۔ بوڑھا کرنیل نہایت بدصورت مگر

[1] شہر یا قلعہ کی محافظ فوج کو جو مداری طور پر وہاں رہتی ہو۔ انگریزی میں گریسن کہتے ہیں۔

ساتھ ہی نہایت خود ستا تھا۔ اُسنے آنکھوں پر چشمہ لگایا ہوا تھا۔ اسکو اس ہیئت کذائی میں دیکھکر مجھے برلن کے چڑیا گھر کا ایک کہنہ سال اُلو یاد آگیا جسکی مضحکہ خیز اضطراری شکل پر مجھے بچپن میں بہت ہنسی آیا کرتی تھی البتہ کرنیل میں اور اُس میں یہہ فرق ضرور تھا کہ کرنیل کا ناک و لائیتی شلغم کے مشابہ تھا۔ اُسنے مجھے سگار اور کونیاک شراب کا ایک گلاس دیا۔ یہ شراب علاقہ رائین کی اول درجہ کی انگوری تھی۔ اس تواضع کے بعد اُسنے مجھے کہا کہ میرا اصل نام موریز میر تھا اور میں جرمنی کی مشہور شہر برسگ کا مترطن ہوں جو انہیں گہری ہے قسطنطنیہ کو بھاگ آیا۔ اور وہاں ایک پاشا کے مہربان ہو جانے سے فوجی افسر ہو گیا۔ اسکے نام خط و خال اور بعض عادات و خصائل سے مجھے ثابت ہو گیا کہ وہ سامی نسل سے ہے۔ وہ شراب کے استعمال کے سوا اور سب طرح سے پکا مسلمان ہو گیا تھا۔ اور عام طور پر لوگ اُسے ترک ہی تصور کرتے تھے۔ اُسوقت قسطنطنیہ میں اُسکی سات بیویاں اور کنیزکیں اور بیس بچے موجود تھے۔ اُسنے مجھے نصیحت کی کہ خودداری۔ حمیت۔ غیرت اور وقار کو چھوڑ کر افسروں کی خوشامد درآمد کیا کروں۔ اور جب کبھی موقع ملے اور روپیہ بھی میرے پاس موجود ہو تو رشوت دینے سے بھی دریغ نہ کروں۔ اسطرح ترقی بہت جلد ملجائیگی۔ یہ باتیں اُسنے مجھے صاف صاف الفاظ میں نہ کہیں۔ بلکہ ذومعنی عبارت استعمال کی۔ لیکن اُنکا مدعا یہی تھا۔ مجھے یہ بتانیکی تو شاید ضرورت نہیں کہ میں ہر ایک معاملہ میں اسکی نصیحت کے عین برعکس کرتا رہا۔ رخصت ہوتے وقت اس بوڑھے خاطی نے مجھے پچاس سگرٹ اور دو عدد بکرے کھانے کیلئے دیئے۔ جو کچھ گذرا ہے اُسکی نسبت لب پر مُہر سکوت رکھوں۔ چنانچہ تا دم تحریر میں نے ایسا ہی کیا مگر بمصداق ع عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو۔ برائیوں کے ساتھ ہی اُسکی خوبیوں کو بھی بتا دینا ضروری ہے وہ معرکہ آرائی اور لڑائی کے گھمسان میں نہایت ثابت قدم اور دلیر تھا۔ ایسے موقع پر اُسکی دلجمعی میں کبھی فرق نہ آتا۔ اور جب ضرورت موقع اُسے فوراً تدبیر سوجھ جاتی۔ محاربہ سردیا میں اُسکے یہ اوصاف بخوبی ثابت ہو گئے تھے۔ انکے علاوہ وہ ماتحتوں پر بے اندازہ مہربانی کرتا تھا۔ اِس ملاقات سے تھوڑے دنوں بعد وہ بیلوغراد جگہ کو بھیجدیا گیا تھا۔ اور جب سردیا نے ٹرکی سے پھر اعلان جنگ کر دیا ۔۔۔ تو ۲۸۔ دسمبر ۱۸۷۷ء کو معرکہ پیروٹ میں جسکو بتاریخ مذکورہ سربوں نے فتح کر لیا وہ زخمی ہو گیا تھا۔ اِسکی خبر مجھے روسی قید کے دوران میں بمقام خارکوف ملی تھی۔ یہہ نہیں معلوم ہوا کہ وہ صحت یاب ہوا تھا کہ نہیں +

کیمپ میں ہر جگہ جیسا کہ اہم واقعات کے حدوث سے پہلے ہوا کرتا ہے۔ پرجوشی پھیلی ہوئی تھی مگر دبی ہوئی صورت میں۔ اُسکا علانیہ اظہار نہیں ہو رہا تھا۔ سپاہی دبی آواز سے اور افسر سرگوشیوں میں دو دو یا تین تین کی ٹولیوں میں یا متعدد اشخاص کے مدور اجتماعوں میں آنے والے واقعات پر بحث مباحثہ کرتے رہتے تھے قاصد اِدھر اُدھر دوڑ رہے تھے۔ ایڈیکانگوں نے کیمپ اور شہر کو ایک کر رکھا تھا۔ اور جو افسر شہر سے آتا تھا۔

دوسرے افسر ادھر راستہ میں ہی تازہ ترین خبر دریافت کرنیکے لئے گھیر لیتے

دوپہر کے بعد میں جینک اور سیفی کے ساتھ اپنے خیمہ میں بیٹھا ہوا جسمیں سیمور اور ابراہیم کے سوا ہماری پرانی مارچ پلٹن کے بھی پانچ لفٹنٹ رہتے تھے اپنے سپاہیوں کے رجسٹر کی صاف نقل اتار رہا تھا۔ اور باہر تراب کمپنی سے مستعار ٹٹوؤں میں جرابیں دھلوا رہا تھا۔ کہ اتنے میں یکبارگی باہر شور و غل برپا ہو گیا۔ جینک دوڑ کر باہر گیا۔ اور فوراً واپس آکر ان عام خوشی و خروش کا باعث ایک مہیب لفظ "جنگ" میں بتایا۔ اسپر ہم تینوں فرنگیوں نے بعالم سکوت ایکدوسرے سے مصافحہ کیا۔ اور عین اسی وقت ابراہیم دوڑتا ہوا خیمہ میں داخل ہوا۔ جوش سے اسکا دم پھول رہا تھا۔ اُسنے ہمکو بتایا کہ یہ کسی معلوم نہیں ہوا کہ "اعلان جنگ" کی خبر کسطرح سارے کیمپ میں پھیل گئی ہے اور کس نے سب سے پہلے شہر کی ہے۔ مگر اس خبر کے سنتے ہی سپاہیوں پر کچھ ایسا جوش مستولی ہو گیا ہے کہ اسوقت جرابوں کا دھویا جانا محال ہے۔ میں یہ سنکر باہر نکل آیا اور چند نرم ملامتی فقروں سے بے انتظامی کو دور کر دیا۔ اور سپاہیوں کو نپولین کا یہ فقرہ سنا کر کہ "میدان جنگ ٹانگوں کی طفیل ہی جیتا جاتا ہے" اپنی طرف سے اس پر یہ حاشیہ چڑھایا کہ "ٹانگیں جرابوں کے بغیر کچھ چیز نہیں ہیں"

اعلان جنگ کی خبر کے عام مشہور ہو جانے پر پچاس ساٹھ افسر جنکے خیمے قریب قریب تھے۔ ایک جگہ جمع ہو گئے۔ اور ہر ایک نے اپنی اپنی رائے ظاہر کرنی شروع کی۔ ہم سب فرش زمین پر چار زانو بیٹھے ہوئے تھے۔ شام سے پیچھے ہم کل افسروں کو کرنیل محمد حسین کے پاس جمع ہونے کا حکم دیا گیا اور اس نے ہمکو شہر کی طرف سے باضابطہ اطلاع دی کہ زار نے سلطان المعظم کے برخلاف جنگ کا اعلان کر دیا ہے۔ عام پریڈ کے لئے حکم دیا گیا کہ وہ علے الصباح ہو گا۔ مکھی کے ڈنک اور زار کے اعلان جنگ کی سوزش مٹانے کیلئے بوڑھا خاطی ادویات کے بکس سے کھلے دل سے کام لیتا رہا (یعنی شراب پیتا رہا تھا) اسلئے اُسنے نہایت عقلمندی کی کہ جیسا کہ دستور ہے اس موقعہ پر اپنی طرف سے افسروں کا حوصلہ بڑھانے کے لئے اس نے کوئی تقریر نہ کی۔ صرف اطلاع دینے پر کفایت کی۔ اسی رات سے کمپکے گرد سنتری مقرر کر دئے گئے اور غیر فوجیوں کو پروانوں کے بغیر کیمپ میں آنے کی ممانعت ہو گئی۔ میری کمپنی سے سنتریوں کا کام نہ لیا گیا۔

دوسرے دن (۲۵۔ اپریل) کل فوج کمپکے سامنے کھلے میدان میں جمع ہوئے اور ایک جرنیل نے جو غالباً عادل پاشا تھے تقریر کی۔ میں اتنی دور تھا کہ اُسکا مطلب نہیں سمجھ سکتا تھا۔ تاہم دوسروں کے ساتھ اللہ اکبر کے نعروں میں پوری طاقت سے شریک ہوتا رہا۔ سپاہیوں کے بشرہ اور گفتگو سے مجھے یقین ہو گیا کہ ریڈن کی فوج میں احسن و اکمل حب الوطنی اور گرم جوشی موجود ہے۔ ہفتہ ہائے مابعد میں اکثر تقریریں اور وعظ ہوتے رہے۔ ادھر پادشاہ نے کفروں کے برخلاف جنگ مقدس (جہاد) کا اعلان

کر دیا۔ اُدھر جرنیلوں اور علمائے مذہبی جوش کو مشتعل کرنیمیں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مگر جسقدر کہ عوام کو خیال ہے ترک سپاہی اوسقدر از روئے مذہب جوشیلا نہیں ہے۔ اسیطرح جتنا کچھ دنیا اُسے محب وطن تصور کرتی ہے وہ اس سے بدرجہا زیادہ فدائے قوم و ملک ہے۔ جہاد کی نسبت تو خود اکثر افسروں کی یہ رائے تھی کہ دنیا میں وہ اپنی عمر کا دور ختم کر چکا ہے۔ اب جہاد کا کسی کو خیال نہیں۔ حتی کہ سبعلم سپاہی بھی منادان جہاد کے جد وجہد پر جو سیاہ جھنڈے لئے ہوئے مسلمانوں کو جہاد میں شامل ہونیکی ترغیب دیتے پھرتے تھے مسکرایا کرتے تھے۔ سیاہ جھنڈے کا مدعا مجھے معلوم نہیں ہوا کہ وہ کس غرض کیلئے اُسے لئے پھرتے تھے۔ دوپہر کے قریب کرنیل محمد بین نے مجھ سے میرے سپاہیوں کا رجسٹر طلب کیا۔ اور ایک گھنٹہ بعد مجھے حکم ملا کہ پچاس ردیفی سپاہیوں کو کمپنی کے ایک دوسرے حصہ میں بھیجدوں تاکہ وہ اپنی اپنی پلٹنوں میں وہاں جاملیں میں نے مناسب الفاظ میں انکو رخصت کیا اور اُنہوں نے بھی میری مہربانی کا شکریہ ادا کیا۔ میں نے لفٹنٹ تراب کو ساتھ کر دیا کہ ان سپاہیوں کو اُنکے میجروں کے سپرد کر آئے۔ تھوڑی دیر بعد سارجنٹ سیفی اور دو کارپورلوں کو جو ہمارے ساتھ قسطنطنیہ سے آئے تھے بلا کر اس دستہ میں شامل کیا گیا جو راہنوا بھیجے جانیکے لئے تیار کیا جارہا تھا۔ جیک اور میں سیفی کو خیمہ میں جو اُسوقت خالی تھا لیگئے۔ وہاں اُسنے ہمارے ساتھ بہت زور سے مصافحہ کیا اور لرزتی ہوئی آواز میں ہمکو دعا دی۔ میری سارجنٹ سیفی سے جو کسی وقت شام میں ملکہ معظمہ انگلستان کا قونصل تھا یہ آخری ملاقات تھی۔ باقیماندہ ۱۵۰ رنگروٹوں پر کرنیل نے ۲۶۔ اپریل تک یعنی دو سرے دن تک میری کمان کو بحال رکھکر مجھے حکم دیا کہ تاریخ مذکورہ کے بعد میں میجر نقی کو جو ایک نظامیہ پلٹن کا کمانیر تھا جاملوں وہ میرا افسر ہوگا اور اُسوقت سے میری کمان ختم ہو جائیگی۔ یہ پلٹن کمپ کے ایک اور حصہ میں مقیم تھی۔ میں نے اپنے سپاہیوں کی سچ وسچ بڑائی میں بڑی کوشش کی اور خود بھی خوب آراستہ پیراستہ بنا۔ صفائی اور قطع وضع کی درستی سے فارغ ہو کر ہم نے اپنا اسباب اٹھا لیا اور دوہری قطار میں پلٹن کیطرف چلدیئے۔ لفٹنٹان تراب و سیمور شمشیر برہنہ آگے آگے تھے مقام مقصود پر پہنچکر میں نے میجر کو اطلاع کرائی۔ اس نے ہمارا ملاحظہ کر کے خوشنودی کا اظہار کیا۔ اس سے ایک گھنٹہ بعد میرے ایک سو پچاس سپاہی تقریباً مساوی تعداد میں پلٹن مذکور کی ہر چہار کمپنیوں میں بانٹ دیئے گئے۔ خوش نصیبی سے میں جیک اور تراب ایک ہی کمپنی میں رہے۔ اسکے پہلے لفٹنٹ ایک کے سوا جنگ سر دیا میں ضایع ہو گئے تھے۔ الغرض میری پہلی کمپنی کمان (کمپنی کی افسری) ۳۱ دن کے بعد بخیریت ختم ہو گئی +

میری نئی کمپنی میں ۱۶۰ سپاہی تھے۔ رنگروٹ بھی اسی تعداد میں شامل ہیں۔ یہ کمپنی تین سکویڈرن (حصوں) پر منقسم تھی۔ پہلا سکویڈ لفٹنٹ ہرورد کے ماتحت تھا۔ دوسرا لفٹنٹ ہربرٹ لیننے مصنف کتاب

اور تیسرا لفٹننٹ سیمور کے ماتحت تھا۔ ہر ایک سکوید میں ایک ایک سارجنٹ اور ایک ایک کارپورل بھی تھا۔ پلٹن کے جھنڈے اسی کمپنی کے پاس تھے۔ وہ لفٹننٹ تراب کی تحویل میں دیئے گئے۔ اور ایک کارپورل اور بارہ سپاہی اُسکے ماتحت کر دیئے گئے۔ میں اس چوتھی سکوید کو کلر سکوید (علم بردار سکوید) اور اختصار کیلئے ابراہیم کو انسائین[1] لکھونگا۔ مگر اسے کبھی فراموش نہ کیا جائے کہ ترکی فوج میں یہہ درجہ بالکل موجود نہیں ہے۔ ترکی سپاہی اس شخص کو جو علم بردار ہو۔ انسائین کی جگہ بیرق دار یا سنجق دار کہتے ہیں۔ خواہ وہ کسی رتبہ کا آدمی ہو۔ مگر عموماً کارپورل اس خدمت پر مامور ہوتے ہیں۔ علم سرخ کپڑے کا ہوتا ہے اور اسپر سفید ہلال اور ستارہ بنا ہوا ہوتا ہے۔ ہمارا جھنڈا ۱۸۲۸ء سے ملک اور قوم کی خدمت کرتا رہا تھا۔ ہر ایک پلٹن کے پاس ایک سبز جھنڈا بھی ہوتا ہے جو حضرت سرور کائنات کے علم کا بدل سمجھا جاتا ہے۔ یہہ جھنڈا میدان جنگ میں نہیں لایا جاتا۔ بلکہ جہاں پلٹن کا اصلی قیامگاہ وہیں رکھا رہتا ہے اور مذہبی جلسوں کے موقع پر باہر نکالا جاتا ہے۔ میں نے اپنی کمپنی کے سبز جھنڈے کو کبھی نہ دیکھا۔ میری کمپنی کی جمعیت حسب ذیل تھی۔

کپتان	۱	کل کمپنی کیلئے	
اول سکوید۔ لفٹننٹ ہرور۔	۱	تیسرا سکوید۔ لفٹننٹ سیمور	۱
نن کمیشنڈ افسر	۲	نن کمیشنڈ افسر	۲
سپاہی تخمیناً	۵۰	سپاہی تخمیناً	۵۰
دوسرا سکوید۔ لفٹننٹ ہربرٹ۔	۱	کلر سکوید۔ لفٹننٹ تراب	۱
نن کمیشنڈ افسر	۲	کارپورل	۱
سپاہی تخمیناً۔	۵۰	سپاہی	۱۲
غیر مصافی۔[2] بگلچی	۱		
طبلچی	۲		
کپتان کا اردلی[3]	۱		
سامان کی محافظ سپاہی			
چار بارکش گھوڑوں کے ساتھ تہی	۲		
میزان	۱۸۰		

دوسری تفصیل:۔ افسر ۵۔ نن کمیشنڈ افسر ۷۔ سپاہی (تخمیناً) ۱۶۲۔ غیر مصافی ۶۔ جملہ (تخمیناً) ۱۸۰ پلیونا کی پہلی لڑائی تک جو ۲۰ جولائی کو ہوئی کمپنی کی یہی جمعیت رہی۔ فی سکوید پچاس سپاہیوں کا اندازہ تخمیناً ہے۔ دیگر کسی کمپنی میں کچھ کم اور کسی میں اس سے کچھ زیادہ تھے۔

[1] انسائین انگریزی فوج میں لفٹننٹ سے چھوٹے درجہ کا افسر ہوتا ہے۔ اور عہدہ افسری اسی سے شروع ہوتی ہیں یہہ علم بردار ہوتا ہے۔

[2] غیر مصافی وہ لوگ کہلاتے ہیں جو صف جنگ میں مقابلہ میں شریک نہ ہوتے ہوں۔ مترجم۔

[3] ضابطہ کی رو سے ہر ایک کپتان کی پاس ایک بلوق (اینی دنشی) ہونا چاہیئے۔ مگر ہمارے کپتان کے پاس کوئی منشی نہ تھا۔ اسکی جگہ اردلی جو کافی تعلیم یافتہ نوعمر سپاہی تھا کام کرتا تھا۔ گو کتابیں اور رجسٹر اول لفٹننٹ کی پاس رہتے تھے۔ مصنف۔ ترکی میں کمپنی کو بلوق یا بلاک کہتے ہیں۔ مترجم۔

۱۵۰ سپاہیوں میں سے ۱۱۰ محاربہ سروپا میں شریک رہ چکے تھے۔ باقی چالیس رنگروٹ تھے۔ میرے سکوڈ کی پچاس سپاہیوں میں سے ۳۵ نبرد آزما اور پندرہ نوبہرتی شدہ تھے +

ہماری پلٹن کی دوسری تینوں کمپنیوں میں سے ہر ایک کی جمعیت بالاوسط ایکسو ساٹھ تھی۔ کل پلٹن کی جمعیت بہ تفصیل ذیل تھی۔ میجر ۱۔ قول آغاسی ۱۔ باش چاؤش ۱۔ ایک کمپنی (تخمیناً) ۱۸۰۔ تین کمپنیاں بحساب فی کمپنی ۱۶۰۔ آدمی ۴۸۰ (غیر مصافی) کاتب جو افسری کا درجہ رکھتا تھا۔ ۱ سرجن[1] جونیئر افسری کا درجہ رکھتا تھا۔ ۱۔ ٹرین[2] سو لجرز جنکی تحویل میں دو پیل گاڑیاں اور دو بارکش گھوڑے تھے۔ ۳ کارپورل جو کل پلٹن کے ٹرین سولجرز کا افسر تھا۔ ۱۔ میزان (تخمیناً) ۶۶۹ آدمی۔ اُنکی دوسری تفصیل یہ ہے افسر ۱۹۔ نن کمیشنڈ افسر ۲۶۔ سپاہی (تخمیناً) ۵۹۴۔ غیر مصافی ۳۰۔ میزان ۶۶۹۔ میری کمپنی کے پانچ افسروں میں چار مکتب لی تھے۔ یہ صرف حسن اتفاق تھا۔ ہماری پلٹن کی دوسری تین کمپنیوں کے تینوں کپتان اور ۹ لفٹننٹ الائی لی تھے۔ پلٹن کے کل اُنیس[19] افسروں میں سے پانچ مکتب لی اور چودہ[14] الائی لی تھے۔ اب میں اپنے ساتھی افسروں کی ملاقات ناظرین سے کراتا ہوں +

میجر یوسف تقی ایرانی الاصل تھا اور قسطنطنیہ میں پیدا ہوا تھا۔ میں جتنے ترکی افسروں سے ملا۔ اُسکو میں نے سب سے زیادہ تعلیم یافتہ پایا۔ اُسنے جرمنی کے مدارس میں تعلیم پائی تھی اور ایک ایک برس لندن اور پیرس میں بھی رہا تھا۔ وہ عربی اور فارسی کی طرح جرمن۔ انگریزی اور فرنچ کو بھی روانی کے ساتھ بولتا تھا۔ بحیثیت افسری جہانتک انتظام اور نظم و نسق کا تعلق تھا وہ اچھا افسر تھا۔ اور اسی لئے ہماری پلٹن اکثر دوسری پلٹنوں سے بالعموم اچھی حالت میں رہتی تھی۔ مگر لڑائی میں اُسے فوراً جوش آجاتا تھا اور اُسکے دماغ میں تیزی آجاتی تھی۔ لیکن ساتھ ہی اُسکی بہادری میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ وہ قواعد سیاست کے نفاذ میں بڑا سخت تھا اور سپاہیوں کی ذاتی صفائی اور پاکیزگی کا جسکی ترکی سپاہی عموماً پرواہ نہیں رکھتے سخت خیال رکھتا تھا۔ وہ تنخواہ کے علاوہ گھر سے بھی بہت مالدار تھا۔ زندہ دلی کا بہت شیدا تھا اور چھپ کر کسی قدر شراب بھی پیا کرتا تھا۔ یہ بُری بدعت اُسے انگلستان سے چمٹی تھی۔

---

[1] ۔ بروئے ضابطہ ہر ایک پلٹن میں ایک سرجن۔ ایک طبیب اور ایک نائب طبیب ہونا چاہئے۔ مگر ہماری پلٹن میں صرف پہلا تھا۔ اور کئی پلٹنوں میں ان طبی افسروں میں سے ایک بھی نہ تھا۔ مصنف۔

[2] ۔ ٹرین ان جانوروں اور گاڑیوں کو بھی کہتے ہیں جو سامان رسد و قیام یا گولہ بارود کیلئے فوج کے ہمراہ ہوں کمپنیوں کے گاڑیوں یا جانوروں کے محافظ سپاہی ہر ایک کمپنی کی جمعیت میں شمار ہو چکے ہیں۔ یہ تین سپاہی صرف کمپنی کے اعلےٰ افسروں اور نیز کل کمپنی کے مشترکہ اسباب کے محافظ تھے۔ مترجم +

اُسکی عمر ۴۵ برس کی تھی۔ شکل شباہت میں خوبصورت اور موٹاپے کی طرف مائل معلوم ہوتا تھا۔ اُسکی صرف ایک بیوی تھی۔ جو اصفہان کی ارمن عیسائی عورت تھی وہ قسطنطنیہ میں رہتی تھی اور کئی بچّوں کی ماں تھی۔ میجر اپنی اولاد کی عکسی تصویریں ہر وقت اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ اور اُنکی خوبصورتی کی تعریف سننے سے بڑھکر اُسے کسی اور چیز سے خوشی نہ ہوتی تھی۔ اُسے انگریز مورخ کنگ لیک سے جسکی تاریخ "جنگ کریمیا" کی پانچویں جلد حال میں شایع ہوئی تھی بڑی محبت تھی۔ اِس مصنف کی کتابوں سے وہ مجھکو اور جیک کو ہمیشہ فقرے پر فقرے سناتا رہتا تھا۔ بدوران محاربہ وہ ہمسے نہایت عمدگی سے پیش آتا۔ کول اغاسی نسلاً و پیدائشاً قسطنطنیہ کا رہنے والا تھا وہ عادات وخصائل میں میجر کے عین برعکس تھا۔ لڑائی میں اُسکا دماغ مجتمع اور طبیعت قابو میں رہتی۔ مگر انتظامی معاملات میں بالکل بے پرواہ تھا۔ کیونکہ وہ تعلیم یافتہ نہ تھا اور ساتھ ہی بڑا چلبلا اور سیماب وش ہم افسروں کے ساتھ تو وہ نہایت خوش اخلاقی اور خندہ روئی سے پیش آتا۔ مگر سپاہیوں کو کاٹنے کو دوڑتا اور اُن سے نہایت وحشیانہ سلوک کرتا۔ جسکی وجہ سے وہ اس سے سخت نفرت کرتے تھے۔ میں بھی اُسے پسند نہ کرتا تھا اور خوش قسمتی سے مجھے اس سے بہت کم بلکہ نہ ہونیکے برابر تعلق پڑتا تھا۔

کاتب محنتی و قابل افسر اور خوش خلق و شریف نوجوان تھا۔ وہ دو یا بارہ چکا تھا اور جرمن بول لیتا تھا۔ وہ ٹین کی سیٹی کو عجیب مہارت اور استادی سے بجایا کرتا تھا۔ جسکا سامعین پر بہت اثر پڑتا اور چوسر میں مجھ سے روپیہ جیت لیا کرتا تھا۔

سرجن بدخو۔ بدخلق اور ناہر دلعزیز تھا۔ عثمانیہ گورنمنٹ نے اُسے سرکاری خرچ پر پیرس اور برلن میں تعلیم دلوائی تھی۔ اِسکی قابلیت متوسط درجہ کی تھی۔ مگر اسکی مستعدی اور سرگرمی میں کوئی کسر باقی نہ تھی۔ پلٹن کا معمار باش چاؤش صرف اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ وہ ترکی فوج کے جن معدودے چند بُرے افسروں سے مجھے سابقہ پڑا یہ انکا بدترین نمونہ تھا۔ وہ کاہل۔ حریص۔ پیٹو۔ خود غرض۔ بددیانت اور بزدل تھا۔ ہماری کمپنی کے کپتان کا نام احمد مصطفےٰ دربندی تھا۔ وہ قسطنطنیہ میں پیدا ہوا اور وہیں اُسنے تربیت پائی۔ وہ پست قامت اور بدشکل تھا مگر مضبوط و چابک اور برے ایسا پھرتیلا۔ وہ شکل وشباہت چال ڈھال میں نہایت ہی شریر بکرے کے مشابہ معلوم ہوتا تھا۔ خاصہ تعلیم یافتہ تھا۔ لڑائی کے گھمسان اور آتشباری میں بہادر اور دلیر تھا۔ مگر کمپنی کے تقریباً کل انتظامی معاملات کو اوّل لفٹنٹ پر چھوڑ دینے کا نقص رکھتا تھا۔ اول لفٹنٹ اسکے کل کام کرتا تھا۔ اور گو وہ بیچارہ نہایت مستعدی اور گرم جوشی سے کام کرتا تھا مگر کپتان کی سستی سے جو کمی واقع ہو جاتی تھی اُسی بعض وقت

کامل طور پر پورا نہیں کر سکتا تھا کپتان کا ایک خاصہ یہ بھی تھا کہ اُسے فی الفور اور بعض وقت نہایت ہی نامناسب موقعوں پر بھی نیند آجاتی تھی اور وہ سو جاتا تھا۔ لیکن کبھی کبھی وہ جان بوجھ کر بھی سویا ہوا بن جاتا تھا۔ اور نیم باز پردہ ہائے چشم سے سپاہیوں کو دیکھتا رہتا تھا۔ بحر کبطرح تنخواہ کے علاوہ یہ بھی ذاتی آمدنی رکھتا تھا۔ اسکی دو بیویاں اور کئی بچے تھے جو قسطنطنیہ میں رہتے تھے۔ اُسے اولاد سے بڑی محبت معلوم ہوتی تھی۔ وہ خوش طبع تھا اور کئی باتوں میں اُسکی طبیعت میں لڑکپن سا پایا جاتا تھا۔ مثلاً وہ چند پیسوں۔ سگرٹوں اور گاہ گاہ بسکٹوں کی بھی بازی بندھا کرتا تھا۔ ٹھیکریوں سے کعتین کا کام لیتا تھا اور کھیل کا طریق یہ بنایا ہوا تھا کہ زمین پر خط کھینچکر ٹھیکریاں اُسپر پھینکی جاتیں۔ اِس کھیل کے موجد وہ آپ ہی تھے۔ وہ مجھ سے دوستانہ برتاؤ کرتا اور عموماً مجھ سے صلاح و مشورہ بھی لیتا رہتا +

اوّل لفٹنٹ کا نام محمد ہرور تھا۔ اُسکا خاندان اصل میں میسوپوٹیمیا (جزیرہ یعنی دوآبہ دجلہ و فرات) کا رہنیوالا تھا۔ جہاں سے آکر وہ قسطنطنیہ میں آباد ہو گیا تھا۔ اسکی عمر ۲۸ برس کی تھی۔ قد ۶ فیٹ سے بھی کچھ اوپر اور خوب چوڑا چکلا۔ قوی ہیکل اور تنومند نوجوان تھا۔ وہ محاربہ سرویا میں ملازم اوّل کے درجہ پر ترقی یاب ہوا تھا۔ وہ آلائی تھا اور صرف قوت بازو اور حسن خدمات سے ترقی لیتا رہا تھا۔ کپتان کے لئے تو اُسکا وجود لازمی ہو رہا تھا۔ مگر میجر بھی اُسکی خاص عزت کرتا تھا۔ میں اُسکی محنت و مستعدی اور گرمجوشی کا اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ اسکی سمجھ کیسقدر کند تھی۔ وہ حکم کا منشا بآسانی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اور خرام و رفتار میں بھی بھدا تھا۔ اِن باتوں کے سوائے وہ اور سب طرح سے عمدہ اور قابل اعتبار افسر تھا۔ ذاتی طور پر مجھ سے بہت محبت تھی۔ میں نے اُسکو ہمیشہ سچا دوست پایا۔ اُسکی تعلیم ابتدائی درجہ کی تھی۔ وہ صرف لکھ پڑھ سکتا تھا اور بس شطرنج[1] کا بڑا شوقین تھا۔ اور اسکا کھلاڑی بھی تھا۔ جب ہم پلیونا میں گئے تو وہاں ہمکو بساط اور مہرے ملگئے۔ وہ ان کو نہایت ہی نامناسب موقعوں پر بھی نکال لیتا اور سخت بضد تھا کہ زیادہ نہ سہی ایک بازی ہی کھیل لیجائے۔ ویڈن کے کیمپ میں ہرور نے پاس بیٹھکر سپاہیوں سے عجیب غریب قطع کے چوبی مہرے بنوائے ہوئے تھے۔ اور بساط کے خط بگیریا کے نقشہ کی پشت پر جو میرے پاس تھا کھینچ لئے گئے تھے۔ ہرور کا ایک اور قابل تعریف اور بےنظیر وصف یہ تھا کہ اُسے اپنے والدین اور دونوں بہنوں سے بے اندازہ محبت تھی۔ اُسکی باپ کی جیسا کہ عموماً کم استطاعت اشخاص کی کیفیت ہے صرف ایک ہی بیوی تھی۔ یہ بہادر ۳۰ جولائی کی لڑائی میں جام شہادت نوش کر گیا۔ اُسکی وفات سے خاندان پر یقیناً سخت مصیبت پڑ گئی ہوگی۔ خداوند کریم مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پلیونا کی سبز پہاڑیوں کو نکو اسپر سبک رکھے آمین

[1] شطرنج کا ذکر آجانے پر میں ایک عجیب واقعہ کا ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ ویڈن کیمپ میں ہمارے پاس سپاہیوں

دوسرے سکوبیڈ کے لفٹننٹ ولیم ہربرٹ سے تو ناظرین کی پہلے ہی سے گہری ملاقات ہے۔ اسیطرح تیسرے سکوبیڈ کے لفٹننٹ جان سیمور اور انسائین ٹراکو بھی وہ بخوبی جانتے ہیں۔ یہاں اُن تینوں کا ذکر فضول ہے۔ اب صرف ایک شخص باقی رہگیا ہے جسکا میں یہاں ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ جدت طرازی اور ہرفن مولا ہونے میں اپنی آپ ہی نظیر اور جن کئی سوتر کوں سے مجھے ذاتی طور پر واقفیت حاصل ہوئی ان سب سے کئی باتوں میں افضل اعلےٰ تھا۔ اس بےنظیر شخص سے میری مراد اپنی سکوبیڈ کے سارجنٹ سے ہے۔ اسکا نام بقال تھا اور وہ بحرہ مارمورا کے ساحلی قصبہ سلیوری کا باشندہ تھا۔ اسکی عمر پچاس برس کی تھی قد چھوٹا۔ جسم پتلا۔ ڈاڑھی سیاہ پسینہ بدن جھریدار۔ چہرہ پر چیچک کے داغ۔ بارہ چودہ زخموں کے اور دو تین کھجوری نشان تھے۔ وہ چھوٹی عمر میں ہی فوج میں بھرتی ہوگیا تھا۔ اور ۱۸۵۳ء ۱۸۵۴ء میں (نامور غازی عمر پاشا کے ماتحت) سلسٹریا میں اور اُسکے قریب ۱۸۵۵ء میں سباسٹوپل (واقعہ کریمیا) کے سامنے ۱۸۶۲ء میں انٹی نیگرو (جبل اسود یا قرہ داغ) میں۔ کریٹ میں ۱۸۶۸ء سے ۱۸۶۹ء تک اور بوسینا و سرویا میں ۱۸۷۶ء میں شریک کارزار رہ چکا تھا۔ علاقہ کاکسس (کوہ قاف) میسوپوٹیمیا۔ شام اور عرب میں اُسنے بحالت صلح فوجی خدمت سرانجام دی تھی۔ وہ عربی اور ترکی لکھ پڑھ سکتا تھا۔ اور بلغاری زبان اور علاقہ کوہ قاف کی چھ سات مختلف بولیاں بول سکتا تھا۔ وہ بہت ہی باجرآت آدمی تھا۔ اور جو کچھ اُسے آتا تھا وہ سب اُسنے اپنی ہمت سے سیکھا تھا۔ لڑکپن میں اُسے کوئی تعلیم نہ ملی تھی اُسکے کمالات اور معلومات کا دائرہ ایسا وسیع تھا کہ انسان متحیر رہجاتا تھا۔ وہ قابل ترین فرانسیسی خانساماں سے اچھا کھانا پکا سکتا تھا۔ لائق درزی سے بہتر کپڑے سی سکتا تھا۔ ماہر کفش دوز سے بہتر پوتوں کی مرمت کرسکتا تھا۔ زخم کی مرہم پٹی اور شکستہ عضو کے باندھنے میں متوسط لیاقت کے ترکی فوج کے ڈاکٹر یا سہ جن سے زیادہ لائق تھا۔ طبل اور بگل ایسی خوبی سے بجا سکتا تھا کہ جن لوگوں کا یہ پیشہ ہے وہ دنگ رہجاتے تھے۔ کل پلٹن بھر میں وہ سب سے زیادہ قادر انداز تھا۔ اور موچوں دو مدموں کے بنانے میں تعلیم یافتہ انجینیر اسکے سامنے طفل مکتب معلوم ہوتے تھے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ بنائے ہوئے دو بساطوں کے مہرے تھے۔ ایک بساط کے پیدو سرخ اور دوسرے کے سبز و سرخ تھے۔ میں ایک اور لفٹننٹ سمی اکثر سے بھی اکثر بازی کھیلتا تھا۔ جب ہم سرخ و پیدو مہروں سے کھیلتے تو ہمیشہ اکبر بازی لیجاتا اور جب دوسروں سے تو وہ ہمیشہ ہار جاتا۔ اسکی وجہ بعد میں معلوم ہوگئی۔ وہ رنگوں میں تمیز نہیں کرسکتا تھا۔ اسکی بینائی اسبارہ میں معدوم تھی۔ مصنف

۱؎ یہ نشان کھجور کے مشابہ جلد پر ہوتے ہیں اور زیادہ تر اُن علاقوں کے باشندوں کے جسم پر ہوتے ہیں جہاں کھجور خوب کاشت کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ خلیج فارس کے ساحلی اضلاع میں اُنکی بہت کثرت ہے۔ بصرہ میں پورپین یا دیسی ایک بھی ایسا شخص نہیں جو اس نشان سے بچا رہے۔ مصنف۔

وہ سکویڈ کمپنی۔ اور بٹالین کی کمان لائق لفٹننٹ۔ کپتان یا میجر کے برابر بلکہ ان سے بھی عمدہ کرسکتا تھا۔ چنانچہ ضرورت کے موقعوں پر اُس نے کئی دفعہ ایسا کیا بھی۔ وہ اپنے شہنشاہ کی قلمرو کے ہر ایک گاؤں پہاڑ راستہ، سڑک، کھیت اور سرائے کو جانتا تھا۔ الغرض اُسنے ہر ایک چیز کو دیکھا بھالا تھا۔ اور ہر جگہ پہنچا تھا وہ جرمن کمپنی لیڈر (افسر کمپنی) کی طرح سنتریوں کو حسب موقع مامور کرنا۔ کیمپ کو کھڑا کرنا۔ سکرمشروں[1] کو مختلف جگہ بٹھانا۔ فوج کو درستی کے ساتھ واپس ہٹالینا اور مربع بنانا بخوبی جانتا تھا۔ باوجود ان سب خوبیوں کے فخر و شیخی کا اس میں نام نہ تھا۔ پورا مؤدب۔ متواضع۔ اور متین تھا۔ وہ اصولاً کبھی نہیں ہنستا تھا۔ اُسکا عام مقولہ تھا کہ "مرد کبھی نہیں ہنستا" بعض وقت سپاہی اُسکو ہنسانے کے لئے طرح طرح کی نقلیں اور مسخرہ پن کرتے۔ جنکو دیکھکر پتھر کے بُت بھی مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ جاتے۔ مگر سارجنٹ بغال کے چہرہ کا ایک پٹھہ بھی متحرک نہ ہوتا۔ وہ اُنکی طرف صرف پدرانہ شفقت اور عفو و درگذر کی نظر سے دیکھتا رہتا۔ لڑائی میں وہ بڑا بھادر تھا اور اسکے خیالات مجتمع رہتے۔ دماغ میں کبھی تیزی اور اشتعال نہ آتا۔ نہ کبھی اُسکی طبیعت بے قابو ہوتی۔ اُسکی براقی طبع اور سوجھ بوجھ بلا کی تھی۔ ہر مشکل کیلئے اُسکے پاس کوئی نہ کوئی سبیل موجود ہوتی۔ ہر مصیبت کا علاج اور ہر خطرہ و مزاحمت کا تریاق اُسکے پاس تھا۔ اور غیر مترقبہ حادثہ پر اُسکے ذاتی تجربہ کا کوئی نہ کوئی حصہ کام دیجاتا۔ اُسکا حافظہ غضب کا تھا۔ اور کوئی گذشتہ تجربہ یا معاملہ اُسے فراموش نہ ہوتا تھا۔ واقفکار ناظرین سے پوشیدہ نہیں کہ جنگ کے دوران میں بعض وقت فوج کے لئے رسد کا بہم پہنچانا نہایت ہی مشکل ہوجاتا ہے۔ ایسی مشکل کے وقت وہ جسطرح رسد کا انتظام کردیتا تھا وہ واقعی کمال حیرت افزا ہوتا تھا۔ چنانچہ بسا اوقات جبکہ دوسرے سکویڈ بھوکے مر رہے ہوتے تھے۔ میرا سکویڈ بڑے مزے سے کھانے میں مصروف ہوتا تھا۔ سپاہی پر وہ بہت مہربانی کرتا تھا۔ لیکن خطا یا انتظامی فروگذاشت سے کبھی درگذر نہ کرتا۔ سپاہی ایسے نادان نہ تھے کہ اُسکی سودمندی اور کارآمدگی کی قدر نہ کرتے۔ مگر وہ صرف اسلئے نہیں بلکہ اُسکی انصاف پسندی۔ سلیم الطبعی اور دیانتداری کیلئے بھی اُسے دل و جان سے پسند کرتے تھے۔ بیمار سپاہیوں کے ساتھ وہ مادر مہربان کی طرح بہ شفقت پیش آتا۔ بایں ہمہ اوصاف اپنے سپاہیانہ پیشہ سے علاوہ دُنیاوی معاملات میں بچوں سے زیادہ سیدھا سادہ تھا۔ اُسکا کوئی عزیز و رشتہ دار نہ تھا۔ اُسکا بیان تھا کہ مجھے عشق و محبت کی کبھی چاٹ نہیں لگی۔ مگر میں نے اُسے ایکدفعہ اپنی

[1] سکرمشر مفرد طور پر لڑائی کرنیوالے کو کہتے ہیں۔ عام قاعدہ ہے کہ غنیم کو مستقدی اور حملہ کیوقت نقصان پہونچانیکے واسطے فاذا لقیتم فئۃ فاثبتوا [illegible] یا محفوظ رکھتا ہے یا کسی آڑ کی وجہ سے متفرق گھوڑسوار دو دو تین تین یا کم و بیش تعداد کی ٹولیوں میں مقرر کردیئے جاتے ہیں جو دشمن کیساتھ ہاتھا پائی کرکے اُسکو نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔ آفریدیوں کے ۱۸۹۷ء کی ہمہ تیراہ میں یہی روش اختیار کی تھی جس سے انگریزی فوج کو بہت نقصان پہونچا اور آفریدی مجموعی طور پر

پرانی پاکٹ بک سے ایک عکسی تصویر نکالکر اُسکو پیاری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے تاڑلیا تھا۔ ترک بطور قاعدہ کلیسا اپنی تصویریں نہیں اُتروا تے۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ اسلام انسان کی تصویر اتارنے جانیکی ممانعت کرتا ہے۔ اس لئے بقال والی تصویر کا اصل ضرور عیسوی یا یہودی المذہب ہوگا۔ اغوا اُسکی نسبت طرح طرح کی عجیب و غریب باتیں مشہور نہیں۔ تاہم اگر اسبات کو تسلیم بھی کرلیا جاوے کہ وہ کبھی کسی کے تیر نگاہ سے گھائل نہیں ہوا تھا۔ پھر بھی یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ وہ محبت و عشق کی قابلیت ضرور رکھتا تھا۔ کیونکہ اُسے مجھ سے بھی بیحد الفت و محبت ہوگئی تھی۔ اُسکے دل میں محبت و عشق کا احساس نہ ہوتا تو ایسا ہرگز وقوع میں نہ آتا۔ ابتدا سے لیکر انتہا تک بقال میرا رہبر۔ ناصح شفیق اور دوست صادق رہا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اگر وہ نہ ہوتا تو مَیں کیا کرتا۔ جس وقت جب کبھی اُس سے نصیحت امداد یا دوستانہ اعانت کی استدعا کی۔ اُسکی طرف سے ایک دفعہ بھی فروگذاشت نہ ہوئی۔ مَیں بخارسٹ میں اس سے علیحدہ ہوا۔ اور اُسکے بعد اُسکو دیکھنا یا اُسکی نسبت کوئی خبر سننا نصیب نہیں ہوا۔

میرے سکویڈ کا کارپورل صرف اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ وہ ترکی نن کمیشنڈ افسر کا خاصہ نمونہ تھا۔ وہ جاہل جنے درست نہ ہو کاہل اور لاپرواہ شخص تھا۔ مگر سانحہ ہی قابل اعتبار مطیع اور دلی شوق سے فرمانبرداری کرنیوالا تھا۔ وہ اپنی ذمہ داری پر اور اپنے دماغ سے کام لیکر باختیار خود کبھی کچھ نہیں کرتا تھا بلکہ ہمیشہ احکام کی تعمیل پر کفایت کرتا تھا۔ لیکن تعمیل نہایت تندہی اور جانکاہی سے کرتا۔ وہ اپنا فرض بخوبی ادا کرتا تھا۔ مگر فرض سے بڑھکر کچھ نہ کرتا تھا۔ بہادر کی نسبت وہ ثابت قدم زیادہ تھا۔ موت کی مطلقاً پرواہ نہ کرتا تھا اور کل گبروں سے بالعموم اور روسیوں۔ سربیوں اور بلغاریوں سے بالخصوص نہایت ہی نفرت رکھتا تھا۔ وہ قانع۔ صابر۔ بے انتہا جفاکش۔ کج اخلاق۔ درشت خو۔ کبھی کبھی خشی مزاج مگر سانحہ ہی خوش چلن۔ پاکیزہ خیال اور اپنے ہم مذہبوں سے کمال خلیق اور خوش خو تھا۔

اپنی کمپنی کے سپاہیوں کی نسبت میں اپنی رائے ذیل میں درج کرتا ہوں۔ اور یہی رائے کل ترک سپاہیوں کی نسبت بالعموم صادق آتی ہے۔ جملہ کیفیت انمیں رومانوی انفنٹری ایسی تیزی اور جھپٹ نہیں پائی جاتی۔ دا سبارہ میں رومانوی انفنٹری روسی فوج پیدل پر بھی فوقیت رکھتی ہے۔ مگر جب وہ بچاؤ کے پہلو پر ہوں تو اُن سے بڑھکر ثابت قدم۔ دلیر۔ اور جان باز کوئی نہیں ہوسکتا۔ جرمن جرنیل مولکی کی یہ رائے بالکل درست ہے کہ غنیم کے حملہ کے اس موقعہ پر جبکہ اور سپاہی بھاگ کھڑے ہوں ترکوں کی ممانعت کا اُسوقت ابھی آغاز شروع ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں بھی جو اور اقوام کے سپاہیوں کو لازمی طور پر پراگندہ خاطر اور متزلزل کر دیتے وہ برابر مطیع اور زندہ دل رہتے تھے اور ایسے فقر و فاقہ اور مصائب میں جو اَور و رنگو

بالضرور ہلاک کر دیتیں۔ وہ نہ فقط زندہ رہی بلکہ مضبوط و توانا اور باہوش و حواس بھی رہے +

اسمیں کلام نہیں کہ فتح پلیونا کے بعد بلقان کے شمال کیطرف کے قلعوں کی فوجوں کی سواء باقی کل عثمانیہ افواج کی ہمت و جوش میں یکبارگی کامل انقلاب اسطرح وقوع میں آیا کہ پہلے سپاہیوں کا رویہ اوسط درجہ کا ہوا۔ پھر ناقص اور آخر کار جرولانہ ہو گیا۔ مگر اس تغیر کے اسباب اندرونی (یعنی سپاہیوں کی ذاتی خرابی سی نہ تھے۔ بلکہ بیرونی تھے۔ انتظام بالکل خراب ہو گیا تھا۔ پے در پے شکستوں نے انکے حوصلے پست کر دیئے تھے۔ اور سلطنت کی عاملانہ کل بالکل چکنا چور ہو گئی تھی ایسے نادر اور اتفاقیہ اسباب و حالات سے جو اثر پڑا اسکے مولکی کی رائے کی درستی میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا +

اپنے سے بالاتر افسران فوج میں سے قائم مقام اور میر لوا کے درجوں کے افسروں کا تذکرہ میں نظر انداز کر جاتا ہوں کیونکہ محاربہ کے دوران میں مجھے تقریباً آدھی درجن کرنیلوں کے ماتحت رہنا پڑا۔ اور تین میر لوا نوبت بہ نوبت ہم پر مقرر ہوئے۔ اُن میں سے کس کس کا ذکر کیا جائے۔ البتہ ایک میر لوا کی نسبت یہ بتا دینا شاید بے محل نہ ہوگا کہ وہ اپنے زعم میں خود کو شکل و شباہت اور لیاقت و قابلیت میں مولکی کے مشابہ سمجھتا تھا۔ اور کل کمپ اُسکی اس سفاہت پر ہنسی اُڑایا کرتا تھا +

ہمارا رفیق عادل پاشا تھا وہ بہادر۔ چالاک۔ محنتی۔ جان نثار اور ترکی فوج کے بہترین افسروں میں سے تھا۔ مشیر اُسپر بڑا اعتبار کرتا تھا اور کل کمپ میں وہ نہایت کامل اور قابل افسر گنا جاتا تھا۔ عادل پاشا کے بعد میں ناظرین سے اُنکو ایک شخص سے روشناس کرانیکی اجازت چاہتا ہوں جو قیامت تک آئندہ نسلوں میں محافظ پلیونا اور ترکوں میں عثمان غازی[۵۲] کے نام سے مشہور رہیگا۔

مشیر غازی عثمان نوری پاشا ۱۸۳۲ء میں ایشیا کوچک کے قصبہ توکٹ (توقاد) میں متولد ہوئے تھے۔ مکتب حربی کا امتحان پاس کر کے فوج سواران (کیولری) میں داخل ہوئے۔ بحیثیت ملازم ثانی ۱۸۵۴ء سے ۱۸۵۶ء تک محاربہ کریمیا میں شریک کارزار رہے۔ ۲۱ مارچ ۱۸۵۵ء کو بمقام یوپاٹوریا (واقع کریمیا) شجاعت کے خوب جوہر دکھائے۔ ۱۸۵۶ء میں ملازم اول بنے۔ شام کی بغاوت (دروزان و ماروینان) کی انطفا میں شریک رہے۔ ۱۸۶۰ء میں یوزباشی کے درجہ پر ترقی یاب ہوئے۔ بغاوت کریٹ کی فرو کرنیمیں شامل ہوئے اور ۱۸۶۶ء میں پہلے کول آغاسی اور پھر بن باشی بنائے گئے۔ ۱۸۶۸ء میں قائم مقام۔ اور ۱۸۷۱ء میں میر آلائی ہوئے ۱۸۷۱ء اور ۱۸۷۲ء کے محاربہ یمن میں دجو باغی عربوں کے ساتھ ہوا) شریک رہے ۱۸۷۴ء

---

[۵۲] غازی کا خطاب بارگاہ سلطانی سے بہت کم خوش نصیبوں کو عطا ہوتا ہے مشیر پلیونا کو یہ خطاب سلطان المعظم نے ۱۸۷۷ء میں عطا کیا تھا۔ مصنف ایشیائی افواج کے سپہ سالار عثمان پاشا کو بھی اسیوقت غازی بنایا گیا تھا۔ مترجم۔

میں میرلوا اور ۱۸۵۵ء میں فرینچ کے منصب پر سرفراز ہوئے۔ محاربہ سرویا میں انہوں نے بمقام ایسوپوس ۱۸ جولائی ۱۸۵۳ء کو اور بمقام سیچار ۷ اگست ۱۸۵۳ء کو سربوں کو کامل زک دیکر محاربہ کا خاتمہ کیا اور ان فتوحات کے صلہ میں سلطان المعظم نے انکو مشیر کا اعلےٰ رتبہ مرحمت فرمایا +

اگر اعزاز و احترام۔ شہرت و ناموری۔ اور حشمت و دولت انسان کو خوش بنا سکتی ہے تو عثمان پاشا بے شک دنیا بھر میں سب سے خوش نصیب شخص ہیں اور انکو اپنے تئیں ایسا سمجھنا چاہئے۔ اپنے ملک اور کل دنیا میں وہ زمانہ حال کے قابل ترین بہادروں اور مشاہیر زمانہ میں سے تصور کئے گئے ہیں اور اس شہرت کے وہ بیشک حقدار ہیں۔ انہوں نے دنیا میں اپنے کارناموں کی دھوم برپا کردی ہے۔ اور دنیا نے انکو بیشک درست طور پر موجودہ زمانہ کے لیونیڈاس[1] کا نام عطا کیا ہے۔ کیا اچھا ہوتا اگر وہ اپنی بیداغ[2] اور

[1] لیونی ڈاس یونان کے علاقہ سپارٹا کا بادشاہ تھا۔ وہ اپنے سوتیلے بھائی کلیومونیس کے بعد ۴۹۱ء قبل مسیح میں تخت نشین ہوا۔ جب کیخسرو شاہ ایران نے کئی لاکھ فوج سے یونان پر چڑھائی کی تو اس نامور محب وطن نے جسکا نام قیامت تک صفحہ عالم پر ثبت رہیگا۔ تین سو جان بازوں سے درہ تھرموپائیلی پر کئی ہفتوں تک ایرانیوں کا مقابلہ کیا اور اُن کو آگے نہ بڑھنے دیا۔ آخر انیل ناس باشندہ طراشینی کی غداری سے ایرانیوں کا ایک دستہ ایک پوشیدہ درہ سے عبور کرکے لیونی ڈاس کے عقب پر آپڑا۔ وہ اپنے بہادروں سمیت جان پر کھیل گیا اور ایرانیوں کو کامل فتح ہوگئی۔ تین سو میں سے صرف ایک شخص زندہ بچکر بھاگ گیا۔ مگر ہائے وطن نے اسکو نہایت ذلیل کیا کہ ایسے میدان میں جان دینا ہزار زندگیوں سے افضل تھا۔ تیرے جیسے نالائق اور بدقسمت سے بولنا درست نہیں۔ ملک کے جان نثاروں کی یادگار کچھ عرصہ بعد میدان جنگ پر تعمیر کی۔ جسپر یہ عبارت کندہ ہے "اے مسافر لکدیمونیوں۔ (سپاریٹوں) سے کہدے کہ ہم انکے قوانین و احکام کی تعمیل میں یہاں آغوش لحد میں پڑے ہیں" لیونی ڈاس ۴۸۰ء قبل مسیح میں اس میدان جنگ میں ملک پر قربان ہوا۔ مترجم۔

[2] عثمان پاشا جب روسیوں کی قید سے آزاد ہوکر قسطنطنیہ واپس آئے تو سلطان المعظم نے انکی قدر افزائی کی اور انکو امور سلطنت میں اپنا مشیر اور دست راست بنالیا۔ وہ اب دربار ہمایوں کے گرینڈ مارشل ہیں۔ ان کے ایک فرزند سے سلطان المعظم کی بڑی شہزادی رکیہ سلطانہ بیاہی ہوئی ہیں جنکا مفصل ذکر بست سالہ عہد حکومت میں مندرج ہے۔ تدبر اور سپاہ گری متضاد چیزیں نہیں۔ ڈیوک آف ویلنگٹن فاتح نپولین جنگ واٹرلو کے بعد کئی برس اپنے ملک کا وزیر اعظم رہا۔ پس اگر غازی عثمان کو بھی امیر المومنین نے امور سلطنت کے انصرام میں اپنے ساتھ شریک کرلیا تو کوئی قباحت کی بات نہیں۔ غازی ممدوح سے کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہوا کہ انکو اس سے کاوم ہونا پڑے۔ مشہور ہیرو ہے غالباً یورپ کے بعض بدخصلت و مفتری اخبار نویسوں کی تحریروں اور بے بنیاد افواہوں پر اعتبار کرلیا ہے۔ غازی عثمان کے رفیق غازی مختار بھی پالیکس میں داخل اور مصر میں عثمانیہ کمشنر ہیں۔ اور خود انگریز تسلیم کرتے ہیں کہ تدبر اور سپاہ گری دونوں کو انسے فخر ہے۔ مترجم +

[3] الف سلطان المعظم کی دوسری شہزادی بھی جو زکیہ سے چھوٹی ہے غازی عثمان کے دوسرے بھائی سے ۱۸۸۳ء میں بیاہی گئی۔ مترجم۔

بے نظیر سپاہیانہ شہرت و ناموری پر قناعت کرتے اور پالیٹکس (امور سلطنت) کے گندہ تالاب میں قدم نہ دھرتے۔ انکو ایسا کرنے سے پہلے یہہ سوچ لینا واجب تھا کہ دیوتا بچیں تو بچیں ورنہ کسی انسان کیلئے توبہہ ممکن نہیں کہ وہ گندگی کو ہاتھہ لگائے اور اُسکی اُنگلیاں اس سے آلودہ نہ ہوں۔ مگر ہم ۱۸۷۸ء سے بعد کے واقعات کو اُن کے پہلے بے نظیر اور شاندار کارناموں کے لحاظ سے قطع انداز کرکے ناظرین کو وہ رعد نما گرج اور گونج یاد دلاتے ہیں جس نے اُسوقت جبکہ بلگیریا کے ایک گمنام قصبہ کی سبز پہاڑیوں سے عثمان نے بآواز بلند روسیوں کی خوف زدہ افواج کے دل بادل کو یہ حکم سُنایا تھا کہ "بس بہت آگئے اب آگے ایک قدم نہ اوٹھاؤ" اور زمین سے بیکر آسمان تک پلیونا کی محافظت کی دھاک بندھ گئی تھی تمام عالم کو متحیر و حیرت زدہ بنا دیا تھا۔ اور اُسکی لہر دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیل گئی تھی +

عثمان پاشا[1] گو طویل القامت نہ تھے مگر بارعب اور پُر جلال تھے۔ وہ خاموشی پسند و ثقہ، گفتار و کردار میں اکھڑ اور موجودہ زمانہ کی خوش اخلاقی کی بیہودہ پابندیوں سے بالکل آزاد تھے۔ انکی کلام اور برتاؤ میں کسیقدر متکبرانہ انداز پایا جاتا تھا۔ اُنکی آنکھیں غضب کی تیز تھیں۔ وہ بآہستگی نگاہ اونچی کرکے کسی چیز یا انسان کو ایک دفعہ نظر بھر کر دیکھہ لینے سے اُسکے کل حالات سے اعجاز نما طریقہ سے واقف ہوجاتے تھے۔ وہ آنکھیں گویا انسان کے دل اور بیجان اشیا کے اندرونی حالات کو ساحرانہ تاثیر سے تاڑ لیتی تھیں۔ مشیر ممدوح کا ایک عجیب خاصہ یہ تھا کہ وہ اجنبیوں کو خواہ انگریز ہوں یا فرنچ۔ روسی ہوں یا جرمن۔ سب کو یکساں بہت بُرا سمجھتے تھے۔ ۱۸۷۸ء تک جنگ کی ضرورتوں کے ماسوائے (جنکی وجہ سے اُنکو یمن۔ کریٹ وغیرہ جانا پڑا) وہ اپنے ملک سے کبھی باہر نہ گئے تھے۔ اور ترکی اور ٹوٹی پھوٹی عربی کے سوائے صرف فرنچ بول سکتے تھے۔ مگر وہ بھی اچھی طرح سے نہیں۔ وہ سپاہی آدمی تھے۔ اُنکو تماشبینی نہ تھی اور آداب مجلس سے کوئی سروکار نہ تھا۔ اگر وہ لندن یا پیرس کے کسی امیر کے کمرہ ملاقات میں کبھی داخل ہوتے تو شریک محفل بیحد مہذب نازک طبع اور فارغ البال لیڈیوں کے ہوش و حواس پریشان ہوجاتے۔

چند برس ہوئے بعض اخبارات میں اُنکی وفات کی خبر شایع ہوکر بعد میں اُسکی تردید ہوگئی تھی۔ جہانتک مجھے علم ہے وہ ابتک زندہ ہیں اور ٹرکی کے زہے نصیب۔ اگر وہ روس کے پھر فتح قسطنطنیہ کے لئے دوبارہ کوشش کرنیکے وقت تک (جو کوشش میرے یقین میں آخری ہوگی اور اسمیں پارٹی ہمیشہ کیلئے معدوم ہوجائیگی یا روس کے ایسے دانت توڑ دیئے جائینگے کہ وہ پھر کبھی قسطنطنیہ کا نام نہیں لیگا

[1] چونکہ مصنف پاشا ممدوح کا خلیہ اُسوقت کا لکھہ رہا ہے جبکہ وہ پلیونا میں محصور تھے اسلئے وہ اس موقعہ پر انکا سیدھا استعمال کر رہا ہے مترجم

زندہ رہیں اور اپنے ملک کے جھنڈے کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں پکڑ کر دشمن روسیاہ کو اُسکی جسارت و طمع کا مزہ بخوبی چکھا دیں +

اعلان جنگ کے ساتھ ہی فوج میں بے انتہا مستعدی شروع ہوگئی۔ کمپنیوں۔ پلٹنوں اور بریگیڈوں کی علیحدہ علیحدہ قواعد ہر روز پہاڑیوں پر جہاں مشق کے لئے عمدہ جگہ تھی کئی گھنٹوں تک ہوتی۔ یہ قواعد بچوں کا کھیل نہ تھی بلکہ نہایت سخت اور واقعی جنگ کی چھوٹی بہن ہوتی تھی۔ نشانہ بازی کی مشق شروع کر دیگئی اور کھلے دل سے کارتوس خرچ کئے جانے لگے حتیٰ کہ مفلس ترکی کا یہ اسراف دیکھکر تعجب سا ہوتا تھا۔ میر لوا اور فرق تقریباً بلا ناغہ پریڈ کراتے اور فوج کا جائزہ لیتے۔ جرابوں۔ بوٹوں۔ بنیانوں وردیوں اور کوٹوں وغیرہ کی پڑتال کیگئی۔ تلواریں اور سنگینیں تیز کی گئیں۔ رائفلوں کے پرزے جدا جدا کرکے اُنکو صاف کیا گیا اور ہر ایک پرزہ کے درست اور مضبوط ہونے کا باضابطہ امتحان لیا گیا۔ ملحقہ دیہات اور قصبوں سے ہر ساعت گودام (چارہ۔ غلہ اور مویشی) چلے آتے تھے۔ کیمپ میں صرف اسیقدر گودام رکھا جاتا تھا جو گذارہ کیلئے ضروری ہوتا۔ باقی شہر میں ذخیرہ کیا جاتا۔ فی سپاہی پانچسو کارتوس کے حساب سے کل پلٹنوں میں کارتوس تقسیم کئے گئے۔ جنمیں سے اسی اسی کارتوس سپاہی اپنی پیٹیوں میں رکھتے تھے۔ کیمپ کے گرداگرد سنتریوں کے پہرے لگا دیئے گئے۔ جنکی جھمت رات کے وقت بڑھا دی جاتی تھی۔ پہاڑوں کے ہر ایک ضروری مقام پر چوکیاں بٹھا دیگئیں۔ اور سرحد سرویا اور ڈینوب کے ساحل کی دیہات و قصبات کی حفاظت کے لئے چھوٹے بڑے دستے بھیجدیئے گئے +

سرحد سرویا کا قریب ترین مقام الوداسی شمال مغرب کیطرف ویڈن سے ۱۳ میل ہے۔ مگر ایک پہاڑی کے حائل ہونیکی وجہ سے وہ نظر سے چھپا ہوا ہے۔ رومانیا کو کل فوج گو ۸ مئی تک رومانوی اور ترکی فوج نے ایک دوسرے پر گولہ باری نہ کی یقینی دشمن تصور کرتی تھی۔ ۸ مئی کو ہی میں ہی کیمپ سے روانہ ہوا جسکا ذکر آگے کیا جائیگا۔ سرویا پچھلے محاربہ میں ایسا پچر گیا تھا کہ وہ ابھی میدان جنگ میں پھر داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر یہ سب کو علم تھا کہ پرنس میلان (والی سرویا) مال غنیمت میں شریک ہونیکے لئے میدان میں اُترنے کے واسطے صرف ترکی کے ایک دفعہ منہ کے بل گرنے کا انتظار کر رہا ہے +

چارلس (جواب بادشاہ) پرنس والی رومانیا بھی گو باغی اور سرکش باگذار تھا۔ مگر پھر بھی ترک۔ اُسکا ذکر کسی قدر عزت و ادب کے ساتھ کرتے تھے۔ پرنس میلان[1] (جو بعد میں بادشاہ ہو کر پھر معزول کیا گیا اور اب اُسکا بیٹا شاہ سرویا ہے) والی سرویا کو ترک بہت نفرت اور حقارت سے یاد کرتے تھے۔

[1] اسکے بیٹے الیگزینڈر نے جنوری ۱۸۹۳ء میں افواج سرویا کا سپہ سالار مقرر کر دیا تھا۔ مگر ۱۸۸۷ء کی بعد جب ۱۸۸۸ء میں کونسل آف منسٹرز نے اُسکی بیوی (ملکہ) کو ملک سے باہر بھیج دیا تھا۔ جہاں سے اب واپس آیا ہے۔ مترجم۔

اور واقعات مابعد نے اُسکی کمینگی اور بے ایمانی کو واضح کرکے ثابت کردیا کہ ترک اُسے بُرا کہنے میں بالکل حق بجانب تھے

ایکدفعہ میں نے اور جیک نے ایک سرب سے جو ترکی ملازم اور غالباً جاسوسی پر مامور تھا اور اکثر کیمپ میں آتا رہتا تھا۔ سرویا کی نسبت ذکر چھیڑ دیا۔ سلسلہ سخن اِسطرح سے شروع ہوا کہ ہم نے اُس سے سربون کی قومی شراب سلیوووز کی ایک بوتل جو بیردن سے بنائی جاتی ہے اور نہایت مزیدار۔ مگر ساتھ ہی تیز بھی بہت ہوتی ہے خرید کی۔ اُسنے کہا کہ "میرے ہموطنوں کا حصہ کثیر ترکوں سے لڑائی کرنے پر رضامند نہیں ہے۔ اِن کو ترکی قوم یا عثمانیہ گورنمنٹ سے کوئی شکایت نہیں ۱۸۷۶ء کی جنگ صرف میلان نے برپا کی تھی۔ وہ روس کے ہاتھ میں محض کٹ پتلی بنا ہوا ہے۔ محاربہ مذکور میں روس نے جو افسر ہماری مدد کیلئے روانہ کئے تھے۔ اُن کا رویہ سخت نفرت انگیز تھا۔ وہ غالباً روسی فوج کے بدترین لوگ تھے۔ اُنکی حرص و طمع۔ بددیانتی۔ بیخواری۔ بدچلنی۔ علت قمار بازی۔ نالیاقتی۔ بیرحمی و سفاکی و بزدلی حد بیان سے باہر تھی"

کلافت کو ہم دوربینوں سے دیکھا کرتے تھے۔ اپریل کے آخری حصہ میں وہاں فوجوں کی نقل و حرکت دکھائی دینے لگی اور مزید تو میں بھی پہونچ گئیں۔ کل فوج کلافت کو دیکھکر دانت پیستی تھی اور دارالخلافہ کے حکام کے برخلاف اِنکے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہگئی تھی۔ شاہی منظور نظر۔ ناکارے مصاحب تماشبی سپاہی (یعنی اعلے فوجی افسر) اور خاتونان حرم کی سفارشوں سے مقرر شدہ پاشا مجلس حرب کے ارکان تھے۔ اور اُنہوں نے مشیر کو کلافت اور ڈیبنوب کے محولہ بالا جزیروں پر قبضہ کرلینے سے روک دیا تھا۔ سپاہیوں کو یہہ امر معلوم ہوگیا تھا کہ عثمان پاشا نے مفصل تجاویز ارسال کرکے رومانیا پر حملہ کرنیکی دربار سے اجازت مانگی تھی جسے مسترد کردیا گیا۔ فوجکو اپنے سپہ سالار فاتح سیچار پر کامل بھروسہ تھا کہ وہ جس کام کو ہاتھ ڈالیگا اُسے پورا کریگا۔ برعکس اِسکے وزرا سلطنت اور فوج کے افسر اعلے یعنی عبدالکریم[۱] پاشا پر جو ۲۳ر جولائی تک سردار اکرم رہا۔ علانیہ بے اعتباری ظاہر کیجارہی تھی۔ اور انکو مطعون کیا جاتا تھا۔

[۱] عبدالکریم پاشا ۱۸۴۸ء اور بقول بعض ۱۸۵۱ء میں شرقی روسیلیا میں پیدا ہوا تھا۔ اسنے دائینا میں فوجی تعلیم و تربیت پائی۔ اور کئی محاربوں میں بڑی نیکنامی حاصل کی۔ مگر اسکا بڑا کام فوج کی از سرنو ترتیب اور اصلاح تھی جس سے اُسنے ملک پر بڑا احسان کیا۔ ۱۸۷۶ء اور ۱۸۷۷ء میں پیرانہ سالی اور کمزوری کی وجہ سے وہ ناقابل ہوگیا تھا۔ اور اسلیئے ملک کی خدمت نہ کرسکا (یعنی رشوت لیکر غداری کرنیکا الزام سر رچرڈ برٹ کی رائے میں بالکل بے بنیاد ہے۔ مترجم) وہ ۳۰ر جولائی کو واپس بلا لیا گیا اور اُسکی جگہ محمد علی پاشا سردار اکرم بنایا گیا۔ قسطنطنیہ میں بذریعہ کورٹ مارشل (فوجی عدالت) عبدالکریم کی تحقیقات اس جرم میں کیگئی کہ اُسنے روسیوں کو دریا ڈینوب کے عبور کرنے سے نہیں روکا۔ اثبات جرم میں وہ پہلے جزیرہ لسبوس کو اور پھر سوڈس کو جلاوطن کردیا گیا۔ اسکے بعد اُسکا کچھ حال دنیا کو معلوم نہیں ہوا۔ مصنف

میں چند دنوں میں پچاس آدمیوں کے سکوئیڈ کے افسر کے روزمرہ کی کاموں اور فرایض منصبی سے واقف ہوگیا۔ کیونکہ مارچ بقال ایسا قابل اور ہمہ دان مشیر ہر وقت میرے پاس موجود تھا۔ ان کاموں کا بڑا حصہ یہہ تھا۔ سپاہیونکی دن میں دو دفعہ حاضری لینا۔ ہر روز علے الصباح ایک دستہ پانی لانے کے لئے ندی ڈھنکا کو جو انو دلے کے پاس سے گذر کر ڈینوب میں گرتی ہے بھیجنا۔ یہہ معاینہ کرنا کہ آیا سپاہیوں نے اپنے کپڑوں جیموں اور جسموں کو صاف اور پوٹ جالیوں۔ وردی اور اسلحہ کو درست حالت میں رکھا ہوا ہے۔ اور کیا وہ بیجا ضد اور شوخی تو نہیں کرتے۔ نہانے اور کپڑا دھولے کے لئے دن اور وقت مقرر کرکے پہران کاموں کی نگرانی کرنا۔ راشن اپنے سامنے تقسیم کراکر کھانا اپنی نگرانی میں پکوانا۔ اسی طرح کے چند اور انتظامی متفرق کام ہوتے۔ مجھے دوسرے لفٹنٹوں کی نسبت حفظ صحت کا بہت خیال تھا۔ اسپارہ میں البتہ سیمور ہی میرا ساتھی تھا۔ میں نے پہلے ہر ایک سپاہی کی قابلیت اور خوبی کو جانچ کر اُسکے حسب حال کام اُسے سپرد کر دیا۔ الف کھانا اچھا پکا سکتا تھا اُسے باورچی بنا دیا۔ ب کفش دوزی جانتا تھا۔ بوٹوں کی مرمت اُسکے سپرد کر دی گئی۔ ج کپڑے اچھے سی سکتا تھا۔ وہ اسی کام پر لگا دیا گیا۔ د جماعت عمدہ کرتا ہے۔ س کارپگر آہنگر اور رائفلونکی مرمت بخوبی کر سکتا۔ الغرض اسی طرح ہر سپاہی کو ایک ایک کام بانٹ دیا گیا۔ چوبیوں کے بعد میں نے ہر ایک کے نقص کو معلوم کرکے اُسکی اصلاح کرنی شروع کی۔ ف غلیظ رہتا تھا۔ نہانے دھونے کے دن اُسکی خاص نگرانی کیجائے۔ گ پیٹو ہے۔ کھانیکے وقت اسپر نظر رکھی جائے۔ دیہہ سے لیکر آٹھ آدمی تک اسمیں ملکر ایک تابنے کے قاب میں کھانا کھاتے تھے، ن کے پاؤں کچے ہیں۔ اُسکا علاج کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔ سارجنٹ بقال جنگ الیکسینار سے لیکر جو ۲۸ اکتوبر ۱۸۵۶ء کو سربون کے ساتھہ ہولی تھی میرے آنے تک سکوئیڈ کا افسر رہا تھا۔ اور ہر ایک سپاہی سے اچھی طرح واقف تھا۔ پس سب کے حسن وقبح اس سے مجھہ معلوم ہوگئے۔ میرا کام صرف یہہ تھا کہ اُسکی نصیحت کے مطابق عمل کرتا رہوں۔

فرصت کے وقت ہم افسر تلوار اور ریوالور کی مشق کرتے اور کبھی کبھی گھوڑے مستعار لیکر پہاڑیوں پر سے تک سیر کرتے۔ ہم عموماً شطرنج اور چوسر کھیلتے۔ ترک اور بھی کئی کھیلیں کھیلتے تھے۔ میں نے روزنامچہ بناکر ہر روز کے قابل ذکر واقعات اس میں لکھنے شروع کر دیئے۔ اور گھر بھی اکثر خط لکھتا رہتا۔ جنکے جواب میں مجھہ جبتک میں ویڈن کیمپ میں رہا کئی خط موصول ہوئے۔ جسدن ڈاک آتی تھی اُس دن عجب رونق رہتی تھی۔ سپاہی چٹھی رسانوں پر ٹوٹ پڑتے تھے اور ترکی کاہل الوجودی اور لاپروائی کا نام ونشان نہ رہجاتا تھا۔ ڈاک کے آنیکا کوئی خاص دن مقرر نہیں تھا۔ نہ وہ باقاعدہ پہنچتی تھی۔ وہ بالاوسط ہفتہ میں ایک دفعہ تقسیم ہوتی تھی مگر رفتہ رفتہ انتظام اور بہتر ہوگیا۔ ہم میں سے بعض افسر ویڈن کے ایک یونانی سوداگر سے باقاعدہ یورپین اخبار منگوایا کرتے تھے جو عموماً تین ہفتوں کے پرانے ہوا کرتے تھے۔ ترکی اخبار بھی کبھی کبھی تقسیم کئے جاتے تھے۔ فرانسیسی ناول۔

آسٹریں اعتبار۔ پیل سٹہائیاں اور ہر طرح کی چھوٹی چھوٹی چیزیں پھیری والوں سے جو زیادہ تر یہودی یا جپسی ہوتے ہیں خریدی جاسکتی نہیں۔ یہہ لوگ ہر وقت کیمپ کا محاصرہ کئے رہتے ہیں۔ کیونکہ یہہ بھی بلا اجازت و پروانہ کیمپ کے اندر نہیں آسکتے ہیں۔

سپاہی کشتی دوڑ اور گدھہ پر سوار ہوکر انکو دوڑانے سے اپنا دل بہلایا کرتے ہیں۔ ان دوڑوں کی وقت ہفتہ بھر پہلے جانے اور جیتنے والے کو بالعموم قہوہ یا سگرٹ انعام میں دیتے۔ شام کے بعد سپاہیوں کے جھنڈ کے جھنڈ الاؤں کے گرد بیٹھہ جاتے اور قصہ کہانیوں سے دل بہلایا کرتے۔ بعض سپاہیوں کو قصہ خوانی میں عجیب مہارت تھی۔ ترکی زبان بذاتہا ایسی شیریں اور سریلی ہے کہ اسکو زیادہ دل پسند بنانے کیلئے کسی ساز یا راگ کی احتیاج نہیں۔ ترکی سپاہیوں میں جرمن انگریز سپاہیوں ایسی بدمستانہ اور وحشیانہ تفریح اور کھلی باری کا نام و نشان نہیں۔ وہ قانع اور متین ہوتے ہیں اور معمولی باتوں سے ہی دل بہلا لینا خوب جانتے ہیں۔

موسم خوشگوار تھا۔ مئی میں ہم گویا گرما کے وسط میں پہونچ گئے تھے۔ بارش گاہ بگاہ ہلکی سی ہوجاتی جس سے کوئی بے آرامی نہ ہوتی۔ جون میں گرمی پڑنی شروع ہوگئی۔ مگر شمالی سرد ہوا و شبنم دار راتوں نے اُسے زیادہ محسوس ہونے نہ دیا۔ جولائی میں حرارت کی حدت انتہا کو پہونچ گئی۔ اور سارا مہینہ سخت گرمی رہی۔ کیمپ میں بینڈ کوئی نہ تھا۔ مگر بگلوں طبلوں اور مختلف سپاہیوں کی سیٹیوں اور بانسریوں وغیرہ کو ملا کر کئی بینڈ بنالئے گئے تھے۔ کیمپ میں کئی بڑے نقارے طبل اور جھانجیں بھی موجود تھیں۔ سپاہی کبھی کبھی انکو بھی نکال لیتے اور بجانا شروع کر دیتے۔ جس سے عجب کھلبلی پڑجاتی۔ ایک کے پاس ہمارا بانسری بھی تھی۔ جسکی آواز بعینہ ایسے گدھے کی آواز کے مشابہ تھی۔ جسکو کتوں نے کاٹ کھایا ہو اور وہ مارے درد کے رینک رہا ہو۔ ترکی میں فوجی کیمپوں کے گرد بھی اکثر آوارہ گرد کتے جمع ہوجاتے ہیں۔ جنگ سرویا میں ایک سپاہی کو سربوں سے ایک قرنا ملنہ آگئی تھی۔ جسکی آواز ان آوارہ گرد کتوں کی آواز سے کچھہ کم نہ تھی۔ اسکو سنکر کیمپ کی سبل خود سری پر آمادہ ہوجاتے۔ بعض وقت جپسی لوگ سپاہیوں کو ناچ رنگ سے خوش کیا کرتے۔ انکی مرد بانسریاں اور سارنگیاں بجاتے اور سیاہ چرم شوخ چشم کنواری لڑکیاں عجیب و غریب لہنگے پہنے ہوئے بطرز دلپسند مجرا کرتیں۔

ایک خیمے میں دس سپاہی رہتے تھے۔ کمپنی کے ہم پانچوں افسروں کے پاس ایک خیمہ تھا۔ خیمے عمدہ مضبوط اور آرام دہ تھے۔ ہمنے اپنے خیمہ کو خوب مکلف اور با آسائش بنالیا تھا۔ ہمنے ایک میز بہم پہونچائی تھی۔ جو خیمہ کی درمیانی چوب کے گرد بچھا دی گئی تھی۔ میز کے گرد کئی سٹول تھے۔ خالی چوبی صندوقوں سے کمپنی کے بڑھیوں نے ہم کو دو الماریاں بنا دی تھیں۔ جنپر سبز و سرخ روغن بھی کر دیا گیا تھا۔ اور پرانے برتنوں سے مونہہ مانگتہ دہونکی پیالی بنوالی گئی تھی۔ فرش پر بوریے اور پوستینیں بچھی ہوئی تھیں۔ ہمارے بستر زمین پر تھے۔ ہر ایک کے

پاس چٹائی تکیہ اور دو دو کمبل تھے۔ علاوہ بریں ہم نے کئی چھوٹی چھوٹی چیزیں آرائش۔ استعمال اور آرام کیلئے ویڈن۔ دیہات اور پھیری والوں سے خرید کرلی تھیں۔

میرا دل تو چاہتا تھا کہ اپنے ناظرین کو اس سارے شہر خیام کی سیر کراؤں اور اسکے فریق کے سبز کپڑے کے پرتکلف شامیانہ۔ جس پر سرخ فیتے لگے ہوئے تھے۔ ڈاکخانہ۔ تار گھر۔ افسران سٹاف کے دفتر باورچی خانوں۔ درکشاپوں (کارخانوں) اصطبلوں۔ اور ہزاروں دوسری عجیب وغریب چیزوں کا جنکے صرف نام بتلانے کیلئے کئی صفحے چاہئیں بخوبی معائنہ کراؤں۔ مگر عدم گنجائش سے معذور ہوں۔

ویڈن کی فوج کا انتظام اسکے قابل اور مستعد کمانڈر کی طفیل دیگر ترکی افواج سے بہتر تھا۔ مگر باوجود اس بہتری کے وہ جرمن یا آسٹرین حتی کہ روسی فوج کے انتظام سے بھی کوئی لگا نہیں کھاتا تھا۔ میں نے روس میں ترک اسیروں کی زبانی سُنا کہ مشرقی روملیا کی (ترکی) افواج کی حالت جنگ سے پیشتر بھی بیحد ناقص تھی۔ البتہ جب محمد علی پاشا بعد میں سردار اکرم ہوئے اور اُنہوں نے خائن ترکی افسروں کو جرمن قواعد سیاست اور دیانت دارانہ روش سے قابو کیا تو کسی قدر معاملات کی صورت سدھر گئی۔ اگر ہماری فوج کا کمانڈر عثمان اور اُنکا اعلےٰ سٹاف افسر لائق طاہر پاشا نہ ہوتا تو ہم کس حالت میں ہوتے؟ یہ ایسا سوال ہے جسکے جواب دینے کی میں جرات نہیں کرسکتا۔ بایں ہمہ اشیاء خوردنی میں سے بسکٹوں کے سوا جو ویڈن میں بنتی نہیں اور عمدہ قسم کی ہوتی نہیں اور کسی چیز کے بہم پہنچتے رہنے کا یقین نہیں تھا۔ چنانچہ ایسا کئی دفعہ ہوا بھی۔ جب گوشت۔ روٹی۔ نمک وغیرہ کا ذخیرہ کم ہوجاتا تو سپاہیوں کو یہ چیزیں کہیتوں اور خالی دمسکونہ مکانات سے مستعار یا للہ مانگنی یا چورانی پڑتیں۔ لوٹ مار کی سخت ممانعت تھی۔ مگر سپاہی کو آخر پیٹ کیلئے کچھ نہ کچھ ضرور چاہیئے لہذا بعض اوقات اسکا انسداد نہیں ہوسکتا تھا۔ لیکن ایسے وقوعے شاذ و نادر ہوتے تھے۔ ویڈن کی فوج کے نظام کی عمدگی کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ ان وقوعوں کا اثر عام سپاہیوں پر مطلقاً نہیں پڑتا تھا۔ اور وہ اُنکی مثال بد سے دلیر ہوکر کبھی بھی غارتگری کے ارتکاب کا خیال نہ کرتے تھے +

یہ کل خرابیاں بدمعاش ردیف پاشا وزیر حرب کی پیدا کی ہوئی تھیں۔ اُسنے اپنے فرائض کی تعمیل سے غفلت کی۔ اپنے بادشاہ کو دھوکہ دیا اور ان بیشمار نقصوں کی درستی کے لئے جنکی اکثر کی مندرجہ بالا اور علی التواتر شکایت کررہے تھے کوئی کوشش نہ کی۔ رسد کی بدانتظامی اور کمی کو علیحدہ رکھ کر میں ردیف کے انتظام بد کی چند اور مثالیں تحریر کرتا ہوں۔ فوج پیدل کی جمعیت کے مقابلہ میں آرٹلری اور کیولری میدان جنگ میں ناکافی تھیں توپ خانہ۔ گولہ بارود کی گاڑیوں اور سامانی چھکڑوں کیساتھ مویشی اور بارکش گھوڑے ضرورت سے بہت کم تھے۔ کپڑوں اور وردیوں کے ریزرو بالکل موجود نہ تھے۔

گودام۔ ضرورت کے وقت کام دینے کے لئے) بالکل ندارد تھی۔ سڑکیں اور پل نہایت بری حالت میں تھے۔ کمانڈروں کے نام ہر وقت ایسے احکام صادر ہوتے تھے جو پہلوں سے مطلقاً متضاد ہوتے جس سے کمانڈر عجیب مخمصہ میں پھنس جاتے۔ انکو کوئی قطعی اور مناسب ہدایات نہیں دیجاتی تھیں۔ انکو پہلے ایک طرف جانیکا حکم ملتا اور پھر چند دنوں کے بعد حکم پہنچ جاتا کہ واپس لوٹ آؤ جس سے فوج مناسب وقت پر کہیں نہ پہونچ سکتی۔ اور بیفائدہ ادھر ادھر ٹانگیں توڑتی پھرتی۔ بعض وقت کمانڈروں کے نہایت ہی ضروری اور تاکیدی استفسارات و پیغامات تار برقی کا کئی دنوں بلکہ ہفتوں تک کوئی جواب نہ دیا جاتا۔ آرٹلری کی یہہ حالت تھی کہ گو ہر دو ئے ضابطہ ہر ایک باتری کے ساتھ گولہ بارود کی چھہ گاڑیاں ہونی لازمی تھیں مگر کسی باتری میں دو یا تین گاڑیوں سے زیادہ نہ تھیں۔ پل بنانے کا کوئی سامان نہ تھا۔ اسغرض کے لئے کوئی کمپنیاں نہ تھیں۔ صفائی اور حفظ صحت کا عملہ ندارد۔ اور انجنیر بالکل یا تقریباً سفقود تھے۔ ویڈن میں عثمان پاشا کے پاس انفنٹری کی ۴۴ پلٹنوں کے ساتھ کیولری کے کلہم سات سکوڈرن (رسالے) تھے!! اس غدار و خائن وزیر پر آخر میں کورٹ مارشل کیا گیا اور اُسے جزیرہ رہوڈس کو جلاوطن کر دیا گیا +

کھلے میدان کی رہائش اور مشق و کثرت میرے اور جیک کیلئے نہایت مفید ثابت ہوئی۔ ہماری صحت بہت عمدہ اور طبیعت امنگوں پر تھی۔ کمپنی (یعنی کمپ میں رہنے کی) طرز زندگی سے ہماری طبیعت کبھی بھی اکتائی خدا کی خاص نعمت تازہ ہوا اور کھلے میدان کی نود و باش اور مشق و قواعد نے بلحاظ اخلاق و آب و ہوا شہر و نکی ناپاک اور آلودہ گلیوں میں کلرکی (منشی گری) کا نامردانہ کام کرنے رہنے کے بعد مجھپر ایسا اچھا اثر کیا جو اب تک زائل نہیں ہو سکا (یعنی میری صحت اور قوای بہت عمدہ ہو گئے) کمپ کی زندگی میں سب سے بڑھکر مجھے وہاں کی تمدنی اور معاشرتی آزادی پسند آئی۔ ہم سب ٹھیک بارہ ہزار مرد تھے۔ اور عورت ایک بھی نہ تھی۔ مگر پھر بھی ہم اُن مردوں سے جنکی آرام و آسائش کی بارہ بارہ عورتیں (بیویاں۔ لڑکیاں۔ باندیاں اور خوشامدنیں منگل ہوں بدرجہا زیادہ راحت و آرام میں اُنسے کئی حصہ زیادہ خوش تھے +

اسکے بعد اب میں فوجی زندگی کا دوسرا رُخ دکھاتا ہوں۔ چھوٹے جرائم کے لئے یہ سزائیں دیجاتی تھیں۔ راشن کے کچھہ حصہ کی ضبطی۔ اُن شیڈوں میں جو اسغرض کے لئے بنائے گئے تھے نظر بند رکھنا۔ یا تکلیف دہ مگر بے ضرر سزا دیدینا۔ یہہ اسطرح دیجاتی تھی۔ خطاکار کے ہاتھہ اور باہیں پشت کو کرکے اوپر تلے باندھی جائیں۔ اور سر کو کاٹھہ میں دیدیا جاتا۔ اسطرح ٹانگوں اور پیٹھہ سے زاویہ حادہ بنجاتا۔ اس زاویہ کی تحدید (یعنی چوتڑوں) کو ننگا کر دیا جاتا۔ اور پھر بانسی بید کی دس بارہ سخت ضربات سے وہاں کا طبعی کپڑا

(یعنی جلاد) بھی تھوڑی دیر میں غائب ہو جاتا۔ میں نے ایک مرتبہ ایک سپاہی کے گچلاپن اور بیحیائی کی شکایت کی۔ کپتان نے اسکا ذکر میجر سے کیا۔ جس نے مندرجہ بالا دوائی کی پچاس گولیاں دینے جانیکا حکم دیا۔ جو اُسکو میرے سامنے کھلائی گئیں۔ مجھ کو امید نہ تھی کہ میری شکایت پر ایسی سخت سزا دیجائیگی لہذا اسکا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا تھا۔ تاہم بعد میں مجھ کو اس سے بہت خوشی ہوئی۔ کیونکہ سپاہی کی حالت غیر آئندہ بہت مدھر گئی۔ دو تین دن تک بیٹھتے وقت جو عجیب و غریب حرکات اس سے سرزد ہوتی تھیں۔ انسے دوسروں کو ہنسی بھی تو خیر آتی تھی۔ مگر ساتھ ہی اُن کے لئے عبرت بخش بھی تھیں۔ اوّل سکو یڈکا ایک سپاہی کو اپنے ساتھیوں کے راشن چرا لینے پر اتنی مرتبہ بید پڑے تھے کہ اُسکا چمڑا کمال سخت ہو گیا تھا اور اسی ذرہ بھر تکلیف محسوس نہ ہوتی تھی چنانچہ اب جب کبھی اُسے سزا ملتی تو وہ بڑے مزے سے چرٹ پیتا رہتا اور بید کھاتا جاتا۔

افسروں کو رخصت سے زیادہ عرصہ غیر حاضر رہنے یا پریڈ پر دیر کر کے آنے اور ہجوں قسم خفیف خطاؤں پر عارضی نظر بندی کی اور جب یہہ خطائیں متواتر سرزد ہوں یا اُن سے بڑھ کر سنگین نالائقی کا ارتکاب ہو تو ویڈن میں قید کر دیئے جانے یا تنزل کی سزا دیجاتی۔ مشیر میر لوا کے درجہ تک ترقی دینے کا اختیار رکھتے تھے۔ بعد ازاں یہ اختیار خود فریق کے درجہ تک ترقی دینے کے بھی اختیارات اُنکو ملگئے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ سلطان المعظم کو ان پر کس درجہ کا اعتبار تھا۔ وہ تنزل بھی کر سکتے تھے۔ اور کرتے رہے۔ مگر میرے واقف افسروں میں سے کوئی تنزل نہ ہوا۔

فراری بددل حکمی۔ غداری۔ سپاہیانہ فرائض سے غفلت ایسے سنگین جرائم کی سزا موت تھی۔ بعد میں بزدلی بھی اُنہی جرائم کی شق میں داخل کر دیگئی تھی۔ ویڈن کا ایک فراری برگوا کے قریب سرحد سرویا کو عبور کرتا ہوا پکڑا گیا تھا جسے دوسرے ہی دن علی الصباح گولی ماردی گئی۔ میں تعمیل سزا کے وقت موجود تھا اور مجرم کی دلجمعی اور بشاشت کو دیکھ کر ششدر رہگیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے (توبہ و استغفار کر کے) خدا سے اپنا معاملہ صاف کر لیا تھا۔ اُسکا مردہ جسم پہلی لاش تھی جسکو میں نے اپنی عمر میں دیکھا۔ مگر چند ہی مہینوں کے بعد مجھے ہزاروں بیجان جسم دیکھنے پڑے۔

ویڈن سے کوئی زیادہ لوگ نہ بھاگے۔ اور جب یہہ فوج پلیونا چلی گئی تو وہاں بھی نومبر تک بہت تھوڑے اور لمبے لمبے وقفوں کے بعد معدودے چند سپاہی فرار ہوئے۔ مگر سلیمان کی فوج کے سوائے باقی ترکی افواج کی یہ کیفیت نہ تھی۔ دشمن کے خوف سے نہیں بلکہ محض قلت و کمیابی رسد سے سالم کمپنیوں کی کمپنیاں فوج کی بھاگ جاتی رہیں۔ یہہ کیا قابل افسوس امر تھا کہ ترکی قدرتی طور پر تو یورپ کے زرخیز ترین اور بہترین بارور ممالک میں سے ہو اور اُسکی فوجیں رسد نہ ملنے سے بھاگ جائیں۔

جاسوسوں کی تجویز کورٹ مارشل کے ذریعہ سے کیجاتی تھی اور اثبات جرم پر اُن کو کبھی گولی سے مروادیا جاتا اور کبھی پھانسی لٹکا دیا جاتا۔ جبتک میں ویڈن کیمپ میں رہا۔ پانچ یا چھ شخص جو سب کے سب بلغاری تھے اس جرم میں قتل کئے گئے تھے۔ بہت سے مشتبہان کو بوجہ عدم ثبوت چھوڑ دیا گیا۔

عیسائیوں کی بیحرمتی کرنا اور اُنکی مال و اسباب کو لوٹنا سنگین جرائم سمجھے جاتے تھے۔ اُسکی پاداش میں عموماً بید کی سخت سزا دیجاتی تھی۔ عیسائی کے قتل کی سزائے موت تھی۔ دگلیڈسٹون اور اُسکے چیلے چانٹوں کی نظر سے یہہ کتاب گذری ہوگی تو یقین کامل ہے کہ وہ اس فقرہ سے آنکھیں موند کر گذر گئے ہونگے! (مترجم)

کیمپ کے گرد لوٹیرے گداگر ہر وقت لگے رہتے تھے جب ہم پلیونا گئے تو وہاں بھی وہ ہمارے پیچھے پہنچ گئے۔ جب یہہ لوگ عین ارتکاب جرم کے موقعہ پر پکڑے جاتے تھے۔ تو ان پر مطلقاً رحم نہیں کیا جاتا تھا۔ مئی میں جبہ لوٹیرے ایک بلغاری مکان کو لوٹتے ہوئے پکڑے گئے اور اُنکو وہیں اُسی وقت پھانسی دیدیا گیا جب لڑائی شروع ہوگئی تو کفن چوروں کے ساتھہ بھی یہی سلوک کیا جاتا تھا۔ ایک دفعہ ایسے بارہ بدمعاش پکڑے گئے اور اُنکو ایک قطار میں پھانسی دینے کے کام میں خود میں بھی بڑی خوشی سے شریک ہوا۔ مجرموں کی تلووں کو ضربیں لگانے کی سزا ملتی میں نے ایک دفعہ دیکھی۔ فوج میں اسکا رواج ایک طرح سے منسوخ ہوچکا تھا۔ برس دو ایک کے بعد قانوناً کل سلطنت میں اسکا رواج دُور کردیا گیا۔

مجھے کبھی سزا نہ ملی۔ البتہ ایکدفعہ معتوب ہوا۔ اسمیں میرا ذاتی قصور کچھہ نہ تھا۔ مگر اسکا مفصل ذکر موقعہ پر کیا جائیگا۔ ابراہیم اور سیمور کی ملازمت بالکل بیداغ رہی۔

کیمپ کی طرز معاشرت کے بیان کو ختم کرنیسے پہلے اُسکے مذہبی پہلو کا مختصر سا بیان بھی ضروری ہے چونکہ کیمپ میں کوئی مینار نہ تھا اسکی جگہ دو لمبے بانس کھڑے کردیئے گئے اور اُن کے درمیان ایک سیڑھی باندھ دیگئی۔ صبح شام ایک فربہ اندام ملا سیڑھی پر سے اوپر چڑھ کر اذان دیتا۔ اُسکو سنتے ہی کل سپاہی جمع ہوجاتے اور باجماعت نماز ادا کرتے۔ قرأت بہت مختصر پڑھی جاتی تھی۔ ہر جمعہ کو بڑا پریڈ (جائزہ) ہوتا۔ اور دوپہر کیوقت سپاہیوں کو علیحدہ علیحدہ جماعتوں میں باری باری ویڈن کی مساجد کو بھیجا جاتا۔ گرمئی میں یہہ دستور بند کردیا گیا۔

۸ مئی کو علی الصباح میں نے ایکدن کی رخصت لی اور خوب بن ٹھن کر شہر کو چلدیا۔ ویڈن دوسرے ترکی شہروں جیسا پایا گیا۔ جو باہر سے بڑے خوبصورت دکھائی دیتے ہیں مگر اندر سے بہت تنگ و تاریک اور غلیظ ہوتے ہیں۔ بازار تنگ خمدار۔ غلیظ اور گداگروں اور کتوں سے بھرے ہوئے تھے۔ اور مکانات خستہ حال تھے۔ فرش برائے نام اور اکثر کوچہ بازاروں میں مطلقاً ندارد تھا۔ اور ہر جگہ گندے پانی اور

اور غون کے گنبد بھرے ہوئے اور خلاظت کے انبار لگے تھے ۔

مَیں بازار میں جاکر سگرٹوں کی دوکان معلوم کرنیکے لئے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں افسروں کا ایک گروہ جو آپس میں نہایت اہم طور پر صلاح و مشورہ کر رہے تھے اور برابر قدم اٹھائے چلے آتے تھے موڑ پر سے آپہونچے۔ سب سے آگے ایک خوش شکل اور روشن نظر افسر تھا۔ اُسکی ڈاڑھی بھی نہایت خوبصورت تھی اور اُسکو دیکھتے ہی معلوم ہوجاتا تھا کہ قدرت نے اُسے حکم کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ بازار میں جتنی سپاہی موجود تھے سب نے اُسے فوجی قاعدہ سے سلام کیا اور ترک و یہودی اہالیان شہر مشرقی وقار و احترام سے آداب بجالائے۔ وہ بالکل سیدھی سادھی وردی پہنے ہوئے تھا۔ جسپر کوئی تمغہ یا لیس نہ لگی ہوئی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی یقین ہوگیا کہ ہو نہ ہو مشیر (عثمان پاشا) جنکو میں نے ابتک پہلے نہ دیکھا تھا یہی ہیں۔ اُنکے ساتھ ساتھ ہمارا فریق عادل پاشا اور دو آفسر جنکو میں اسوقت نہ جانتا تھا چلے آرہے تھے۔ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ اُنمیں سے ایک طلعت بک تھا جو یکے از یاوران مشیر تھا۔ دوسرا انجینر و نکا افسر تھا اُسکا نام مجھے بھول گیا ہے۔ اور محاربہ کی جو تاریخیں میں نے دیکھی ہیں اُنمیں بھی اسکا نام نہیں ملا۔ جب کبھی اُسکا پھر ذکر آیا تو میں اُسے علی بک کے نام سے تحریر کرونگا۔ اِن چاروں افسروں کی بشرہ سے صاف ٹپک رہا تھا کہ وہ بڑی گہری سوچ میں ہیں۔ وہ آنکھیں نیچی کئے ہوئے چل رہے تھے اور مشیر کے چہرہ پر رنج و فکر تردد اور ثبات و عزم بالجزم کے آثار ملے ہوئے نمایاں تھے۔ اُنکے پیچھے سات یا آٹھ افسر اور تھے جنمیں میر امیجر۔ طاہر پاشا (سٹاف کا اعلےٰ افسر) اور حاسب بک (ڈیڈن فوج کا اعلیٰ ڈاکٹر) بھی تھے۔ آخر الذکر افسر نے پلیونا میں ثابت کردیا تھا کہ وہ نہایت ہی لائق و قابل شخص ہے۔ اور عام ترکی فوجی سرحنوں سے بہت ہی مختلف ہے۔

میں نے اپنے خوشبودار سگرٹ کو جو محمد حسین پاشا کے عطیہ میں سے تھا زمین پر پھینک دیا اور ٹوپی کو درست کرکے ٹھیک فوجی انداز سے کھڑا ہوگیا۔ جب یہہ مجمع میرے پاس سے گذرا تو عادل پاشا نے جو مجھے جانتا تھا اتفاقاً نظر اوپر اوٹھائی۔ اور مجھے دیکھکر مشیر کو کچھ کہا۔ جسنے اُسی عجیب و غریب انداز سے جسکا ذکر مَیں ناظرین کو نامور غازی سے روشناس کرتے وقت کرآیا ہوں میری طرف دیکھکر میجر تقی کو پاس بُلایا۔ اور کل مجمع بُت کیطرح میرے سامنے کھڑا ہوگیا۔ مشیر نے جنکی آواز بلند اور بہادری تھی عادل پاشا کو کہا "اِس سے دریافت کرو کیا وہ فرانسیسی جانتا ہے"؟ میرا خیال ہے کہ یہ سوال مشیر موصوف نے محض اپنے رتبہ کے لحاظ سے براہ راست مجھ سے نہیں کیا تھا۔ عادل نے مجھ سے ترکی میں دریافت کیا اور میں نے اثبات میں جواب دیا۔ اسپر مشیر نے دوسرے مجمع کے ایک کرنیل کو مخاطب

کرکے کہا۔" اُس سے فرنچ میں پوچھو کہ وہ یہاں کیا کر رہا ہے۔" کرنیل نے اپنا گلا صاف کرکے عجیب غریب تلفظ[1] سے فرانسیسی میں دریافت کیا۔" تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" میں نے جواب دیا کہ" میں کرنیل سے ایکدن کی چھٹی لیکر شہر کی سیر کرنے آیا ہوں۔" یہ جواب سُنکر مشیر نے ایک لحظہ کے لئے کچھ سوچا۔ پھر لاپروائی سے سر کا اشارہ کرکے چلدیئے۔ عادل پاشا اور میجر تقی نے جو مجھے ذاتی طور پر جانتے تھے میرے سلام کا جواب دیا۔ دوسروں نے کچھ خیال نہ کیا۔ اور اُس شخص سے جس نے دینا کی تاریخ میں اپنا نام قیامت تک ثبت کر دیا ہے میری پہلی ملاقات اسطرح ختم ہوئی +

سگرٹ کا جو حصہ میں نے پھینکدیا تھا اُسے جھٹ پٹ ایک گداگر نے اُٹھالیا۔ اُسکی قطع عجیب تھی اور اُسکے جسم سے ایسی بو آتی تھی کہ معدن گداگران یعنی ٹرکی میں یا اس سے باہر مجھے کسی فقیر کے جسم سے ایسی بو نہیں آئی۔ نہ میں نے ویسی عجیب قطع کسی اور کی دیکھی ہے۔ مشیر اور اُنکے ہمراہیوں کی بعد تو بخاں کا ایک لفٹنٹ میرے پاس سے گزرا۔ میں نے اُس سے سوال کیا۔ کیا تم مجھے ایسی دوکان کا پتہ دیسکتے ہو۔ جہاں سے عمدہ سگرٹ ملیسکتے ہوں؟ اُس نے جواب دیا۔" موڑ سے پھر جاؤ۔ دائیں طرف ایک چھوٹی سی دوکان ہے جسکا دروازہ سبز ہے۔ اُسکا مالک ایک آسترین یہودی شمیکل ہے۔ جو وہ مانگے اُس سے آدھا دینا۔ گو پھر بھی وہ نفع میں رہیگا۔" میں یہہ عمدہ سفارش سُنکر دوکان پر گیا۔ اور سبز دروازہ کو ٹھوکر سے کھٹکھٹایا۔ جسے ایک خوبصورت یہودن لڑکی نے آکر کھول دیا۔ اُسکی عمر بمشکل انیس برس کی تھی۔ اُسکی پوشاک یورپین قطع کی تھی مگر کپڑوں کے رنگ ایشیائی مذاق کے موافق نہایت شوخ اور چمکیلے تھے۔ میں نے ترکی میں اپنے آنیکی غرض بتائی۔ جسپر اُس بت طناز نے کچھ عرصہ تک اپنی خوبصورت آنکھیں مجھپر جمائے رہنے کے بعد عجیب مسکراہٹ سے جرمن زبان میں سوال کیا۔" اے افسر کیا تم جرمن نہیں ہو؟" گو مجھے معلوم تھا کہ میں ایسے یہودی کی دوکان پر جا رہا ہوں جسکی مادری زبان[2] جرمن ہے۔ تاہم میں لڑکی کی زبان سے یہ فقرہ سُنکر حیران رہگیا۔ اُسکا لب لہجہ بالکل صاف اور آواز دلپسند تھی۔ میں نے جواب دیا ہاں جان من۔ اور چونکہ یہہ استحقاق ہر جرمن کو حاصل ہے کہ پردیس میں وہ جس جرمن لڑکی کو دیکھے اُسے چوم لے۔ میں تیرے لب لعلین کا بوسہ جرمن طریق سے بوسہ لیتا ہوں۔" یہہ کھکر میں نے اُسے بغل میں لے لیا۔ اسپر اُس نے یونہی ذرا سا گریز کیا۔ مگر پھر بخوشی بوسہ دیدیا۔ اس صاحب سلامت کے بعد میں نے اُسے اپنا کام بتایا۔ جسپر اُس نے چپکے سے میرے کان

---

[1] فرنچ بان کا تلفظ ایسا مشکل ہے کہ اجنبی فرانس میں رہنے یا خود کسی فرانسیسی سے سبق لینے کے بغیر کبھی درست لہجہ اور تلفظ ادا نہیں کر سکتا۔ مترجم۔

[2] خاص آسٹریا کے باشندوں کی زبان جرمن ہے۔ مترجم۔

میں کہا "میرے دادا کو یہہ نہ کہنا کہ تمنے میرا بوسہ لیا ہے۔ ورنہ وہ اُسکے بھی دام لگالیگا اور خوب کڑی لگائیگا" یہہ کہکر اُسنے جرمن زبان میں اپنے دادا کو آواز دی "گراس پاپا" (دادا کی جرمن) کا لفظ ناظرین خیال کرسکتے ہیں کہ وطن سے اس دور دراز ملک میں مجھے کیسا پیارا معلوم ہوا ہوگا۔ شمیکل جو پیرانہ سال شائی لاک معلوم ہوتا تھا مجھے اگر اندرونی کمرہ میں لیگیا وہ بہت ہی تنگ اور مختصر سا تھا۔ میں نے دو ہزار عمدہ سگرٹ اور آدھہ سیر تمباکو جو عموماً سردیا[1] سے محصول پرسٹ دینے کے بغیر قلمرو عثمانیہ میں لے آیا جاتا تھا خرید کیا۔ ویسا اچھا تمباکو پھر مجھے نصیب نہیں ہوا۔ مجھے اُسکی زیادہ قیمت نہ دینی پڑی تاہم اسمیں کلام نہیں کہ یہودی نے معقول نفع کمایا ہوگا۔ کیونکہ کون ایسا یہودی ہے جو ایسا نہیں کرتا۔ خرید کے بعد میں نے اُسے کھا کہ پیکٹ کو کیپ میں پہونچا دینا۔ شائیلاک نے "ڈورس" کہکر جو غالباً ڈورو تھیا کا اختصار تھا آواز دی اور لڑکی نے اندر آکر مجھسے سیرا پتہ لکھ لیا۔ معاملہ کی گفتگو ہو چکنے پر یہہ دی نے رقت دلسوزی اور پیار کے لہجہ میں جرمن زبان میں ترکوں کی فتح اور روسیوں کی شکست کیلئے بعضوں نے ۱۷۷۹ء میں (غالباً اسوقت جبکہ انہوں نے کوسونھکی بغاوت پر آسٹریا کی مدد کی تھی) اُسکے بڑے بیٹے کو قتل کیا تھا اور اُنہی کی تاخت و تاراج کی بدولت ڈورو تھیا کی والدین فقر و فاقہ اور شکستہ دلی سے فوت ہوگئے تھے۔ مجھہ سے اُسکے ساتھہ ملکر شراب کا جام نوش کرنیکی درخواست کی۔ اِدھر ڈورس نے شراب کی صراحی لاکر تین گلاس بھر دیئے۔ جنکو ہم تینوں ایک ساتھہ پی گئے۔ اور پیر مرد نے لرزتی ہوئی آواز میں بزبان جرمن یہہ دعا دی۔ بنی اسرائیل کا خداوند خدا جو کل اولادیوں کا فیصلہ کرنے والا ہے تمکو روسیوں سے محفوظ اور اس عزیز نوجوان شریف کو اپنے حفظ و امان میں رکھے!"

ڈورس زبان سے کچھہ نہ بولی مگر میری طرف ایسی نگاہ سے تکتی رہی۔ جس سے کہ اس سے پہلے مجھے کسی عورت نے نہ دیکھا تھا۔ وہ دروازہ تک میرے ساتھہ آئی۔ وہاں پہنچکر اُسنے مجھہ سے تلوار میان سے نکالنے کی درخواست کی۔ اور جب میں نے اُسے نکالا تو پہل کو چوم کر خشوع و خضوع کے ساتھہ یہہ الفاظ کہے "خدا کرے کہ تم اِسے کبھی بلا وجہ میان سے نکالو اور کبھی سرخروئی اور نیکنامی کے بغیر اُسے میان میں داخل نہ کرو" اور اِس طرح تلوار کو جس نے میدان جنگ میں ابھی کوئی جوہر نہیں دکھائے تھے۔ اوّل اوّل ویڈن کی حسین ڈورس سے خیر و برکت کی دعا ملی۔ وہ دروازہ پر کھڑی ہوئی مجھے دیکھتی رہی اور جب موڑ پر پہنچ کر پیچھے پھر کر دیکھا

---

[1] زمانہ قدیم کا ایک سنگدل سود خوار یہودی جسکا قصہ شیکسپیر نے اپنا ناٹک "تاجر وینس" میں بیان کیا ہے۔ مترجم۔

[2] تمباکو کی فروخت کا اجارہ دینے کا دستور ترکی میں ۱۶۰۵ء سے اور سردیا میں ۱۸۰۵ء سے جاری ہوا ہے۔ اب دونوں ملکوں میں اسکا اجارہ دیدیا جاتا ہے۔ جس شخص نے سردیا کے ضلع بنیا پشتا کا تمباکو نہیں پیا۔ اُس نے گویا ابھی تک عمدہ تمباکو پیا ہی نہیں۔ مصنف۔

تو اُسنے اپنے ہاتھہ کو الوداع کہنے کی علامت میں ہلایا اور اُسکی آنکھو نمیں عجیب چمک پیدا ہوگئی۔ اِسکے بعد میری طبیعت خود بخود اداس اور دل پژمردہ ہوگیا۔

مَیں اُسی اُداسی میں پھر رہا تہا کہ اتنے میں مجھے اس درشنی ہُنڈی کا جو بیرے قسطنطنیہ کے ساہوکار کی طرف سے تھی روپیہ لینے کا خیال آگیا۔ قلعہ کے انگریزی پلٹن کا ایک ملازم ثالثہ میرے پاس سے گذرا اور مینے اُس سے دریافت کیا کہ ہنڈی کا روپیہ کہان سے ملیگا۔ اُسنے کہا "یہودی شمیکل کی دوکان سے۔ وہ گھنٹہ گھر کے قریب اِس گلی میں جسکی نکر پر مسجد ہے سبز دروازہ والے مکان میں رہتا ہے۔" یہ سُنکر مَیں نے اپنے ارادہ کو کسی اور دن پر ملتوی کردیا تاکہ مجھے اُسکے ہاں پھر جانے کا عمدہ بہانہ مل سکے میری گھڑی کچھہ عرصہ سے ٹھیک وقت نہیں دیتی تہی۔ مینے ایک بحری افسر کو جو غالباً ڈینوب کے ترکی مونی ٹرون[1] میں سے ایک پر مامور تھا سلام کرکے اسبارہ میں اِس سے مشورہ پوچھا۔ اُس نے جواب دیا "سیدھے گھنٹہ گھر چلے جاؤ اور وہاں شمیکل یہودی کا پتہ پوچھہ لو۔ وہ سبز کواڑ کے ایک چھوٹے سے مکان میں رہتا ہے۔" مَیں شمیکل کے ہر مصالح پیلا مول ہونے پر متحیر ہو رہا تہا کہ اتنے میں ایک مہیب شور و غل نے مجھہ کو تحیر و تفکر سے چونکا دیا اور موڑ پر ایک عجیب جلوس بایں ہیئت میرے سامنے آگیا۔ آگے آگے ایک شخص جو عالمانہ کپڑے پہنے ہوئے تھا چلنے کے بجائے ایک طرح سے اُچہلتا۔ کودتا ہوا باآواز بلند مسلمانوں کو کفار کے برخلاف غزا کرنے کے لئے بطور مجاہدین سلطانی لشکر میں داخل ہونیکی نصیحت کر رہا ہے۔ ساتھہ ساتھہ تھوڑے وقفوں سے باجا بہی بجتا جاتا ہے اور اُسکے پیچھے قلعہ کے توپخانہ کا ایک موٹا تازہ چوڑا چکلا باش چاؤش پوری طرح سے بن سنور کر اور بارہ ایک تمغے اور ایک بڑا گلدستہ کوٹ پر لگائے ہوئے چلا آرہا ہے۔ وہ مُنہہ سے ایک فیٹ لمبا چوڑ لگائے اور کندھے سے روپیہ کا بھرا ہوا چرمی تہیلا لٹکائے ہوئے تہا۔ اُسکے ساتھہ ایک ایسا شخص تہا جسکو نسل انسانی کی نہایت ہی حقیر اور کمینہ نمونہ کہا جاسکتا ہے۔ اُسکے سر پر نہ ٹوپی نہ پاؤں میں جوتی۔ کپڑے پہٹے ہوئے۔ رخسار خشک۔ ڈاڑہی غلیظ اور بالوں میں گتھیاں پڑی ہوئیں۔ دُبلا پتلا۔ سارے جسم پر جوئیں رینگ رہی تہیں اور چہرہ پر بہوک و فاقہ کے آثار بالبداہت نمایاں تہے۔ اِن دونوں کو مُلائی نمونہ کے طور پر ساتھہ لیا ہوا تہا کہ دیکھو اس مجمع تماشے چاؤش کی یہی عثمانیہ[2] فوج میں داخل ہونے سے پہلے یہی حالت تہی۔ اِن دونوں کا جو ڈرامائی نہایت ہی مضحکہ خیز اور بہت اثر ڈالنیوالا تہا۔ تہیٹر سونگ کے جلوس سے باہر میں نے پہلے یا بعد ایسا نظارہ کبہی نہیں دیکہا۔ کبہی کبہی ایسا شراب کے جلسوں میں بہی استعمال ہوتا ہے۔

---

[1] مونی ٹرن مدور شکل کے چہوٹے آہن پوش جنگی جہاز کو کہتے ہیں۔ اِنمیں سے دو ڈینوب کے پاس مامور رہتے۔ مترجم۔

[2] جبتک فوجی خدمت سب پر لازمی نہ تہی بعض وقت لوگوں کو ترغیب دینے کے لئے ایسا کیا جاتا تہا جیسے کہ ابھی انگلستان میں لوگوں کو طرح طرح پہسلا دلوں سے فوج میں داخل ہونیکی ترغیب دیجاتی ہے۔ مگر فوجی خدمت کو لازمی کردینے سے ترکی کو اب ایسی تدابیر کی احتیاج نہیں رہگئی۔ مترجم۔

اور ترک کی خوبیاں دکھانے کے لئے ایسے ہی نمونے دکھائے جاتے ہیں۔ اِن دونوں کے پیچھے سپاہیوں اور غیر فوجیوں کا بینڈ باجا تھا۔ بینڈ میں دو بیگ پائپ (صراحی دار بانسریاں) ایک معمولی بانسری جسکی آواز بعینہ ایک حلق پھٹے ہوئے انجن کی چیخ کے مشابہ تھی۔ دو چھوٹے اور ایک بڑا نقارہ۔ ایک معمولی فوجی نقارہ۔ ایک تین فیٹ لمبا نقارہ جسکو دو آدمی بجاتے تھے۔ جھانجوں کا ایک جوڑا۔ ایک ترم اور گھنٹی دار لاٹھی تھی۔ اس طرفہ اجتماع کے مہیب شور و غل کا کسیقدر اندازہ خود ناظرین بھی کر سکتے ہیں تان۔ سر۔ یا ہم آہنگی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ موسیقی نوازوں نے اپنے جسموں اور آلات کو پھولوں کے ہاروں اور خوب صورت رومالوں سے آراستہ کیا ہوا تھا اور خوب ٹھسے سے جلوس میں شامل تھے۔ بینڈ کے پیچھے انفنٹری فوج کا ایک فربہ اندام کارپورل تھا جو اپنی روغن دار اور سجائی ہوئی لاٹھی سے ایک کہن سال جسیم لحیم بازیگر کی طرح عجیب و غریب کرتب کرتا جاتا تھا۔ اُسکے پیچھے بارہ سپاہی تھے۔ جو جب کبھی بینڈ اور واعظ ذرا خاموش ہوتے تو زور سے "اللہ اکبر" کے نعرے بلند کرتے۔ ایک سپاہی کے ہاتھ میں سیاہی مائل سبز عَلَم تھا جسپر سنہری ہلال بنا ہوا تھا۔ دوسرے کے ہاتھ میں سیاہ ریشمی عَلَم تھا جسپر طلائی حروف کاڑھے ہوئے تھے۔ دونوں عَلَم برداروں کے درمیان ایک خوبصورت لفٹنٹ ننگی تلوار لئے ہوئے تھا۔ مگر اُسکے بشرہ سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اِس تمسخر سے سخت متنفر ہو رہا ہے +

سپاہیوں کے بعد سات یا آٹھ فلاش رونی صورت دُبلے پتلے فاقہ مست تھے۔ یہ لوگ مجاہدین تھے۔ اُن کے ہاتھ پیچھے کو بندھے ہوئے تھے۔ تاکہ کہیں غزا کا عزم فسخ ہونے پر وہ رفو چکر نہ ہو جائیں اور سلطان المعظم ایسے بہادروں کی خدمات سے محروم رہ جائیں۔ جلوس جب ایک نان بائی کی دوکان کے پاس سے گذرا (افسوس قلت گنجائش کی وجہ سے میں ترکی دوکان دار کی دوکان کی کیفیت بتانے سے معذور ہوں) تو مجاہدین نے اُن خوانچوں پر جو بلا آئینہ مگر آہنی سیخدار دریچوں کے پیچھے رکھے ہوئے تھے ایسی نظر سے دیکھا جو صریح اُن کے بھوکا ہونے پر دلالت کر رہی تھی۔ چند آوارہ گرد کتے بھی ٹانگوں میں دموں کو دبائے ہوئے مجاہدین کے ساتھ ساتھ لگے ہوئے تھے۔ یہ کتے کبھی کبھی آپس میں لڑنے جھگڑنے کو رک بھی جاتے تھے۔ اِن خانہ بدوش کتوں اور آوارہ گرد غلیظ دالیٹروں میں عجیب مشابہت پائی جاتی تھی۔

دالیٹروں کے پیچھے بارہ ایک تو پخانہ کے نوجوان تھے جو اپنی دلکش وردیوں میں نہایت خوبصورت دکھائی دیتے تھے۔ وہ بھی اِس کاروائی کو علانیہ حقارت کے ساتھ دیکھ

رہے تھے ..... یہ گولنداز لوگوں کو بالواسطہ طور پر فوجی ملازمت میں پھسلانے کیلئے ساتھ تھے۔ یعنی وہ لوگوں کو یہ کہنے کے لئے ساتھ تھے کہ دیکھو سلطانی ملازمت میں ہم کیسے آرام میں رہتے ہیں۔ آؤ تم بھی اس نعمت سے حصہ لو۔ انپر جلوس کا سرکاری حصہ ختم اور غیر سرکاری شروع ہو گیا۔ آخر الذکر میں شریر لڑکوں کا ہجوم دجوالینٹر و نیم کیچر غلاظت اور مردہ چوہے پھینکتے جاتے تھے) اور جوان بوڑھی ترک۔ یہودی۔ سپاہی۔ ماہی گیر۔ برقعہ پوش عورتیں جنمیں سے اکثر کی گود میں بچے تھے۔ بوڑھی عورتیں اور چھوٹے چھوٹے بچے شامل تھے۔ ان سب کے چہروں سے معلوم ہوتا تھا کہ قومی تحریک کا کم و بیش کل کے دلو پر اثر ہو رہا ہے۔ آخری حصہ میں چند ایک قواص (پولیس کے سپاہی) بھی تھے جو برلن۔ لندن اور دیگر مقامات کے اپنے ہم پیشہ بھائیوں کی طرح لوگو پر اپنی حکومت جتاتے اور اکڑے پھرتے تھے۔ میں نے قلعہ کے چند افسروں سے گفتگو شروع کی تو انہوں نے چرکس و مجاہدین الغرض سب طرح کی بیقاعدہ سپاہیوں سے نفرت اور بے اعتباری ظاہر کی۔ ہم جلوس کی پیچھے پیچھے چلے گئے۔ ہمارے رہنما باش چاؤش نے دو اور کمینہ شکل گداگروں اور ایک شریف النفس نوجوان کو پھانس لیا۔ اسکو میرے ساتھیوں نے فوراً پکڑ کر اسکے ہاتھ باندھ دیئے اور اسے اپنے بیچ میں لیکر مجھ سے کہا کہ میں بھی ان کے ساتھ قلعہ میں چلوں۔

ہم ایک سبز خیمہ کے پاس سے گذرے۔ یہاں والنیئروں کے نام باقاعدہ درج رجسٹر کئے جاتے تھے۔ خیمہ کے باہر چند غلیظ چیسی اپنے معمولی ساز و آلات سے تماشا کر رہے تھے۔ انمیں سے ایک ستار پردہ جرمن گیت گا رہا تھا جسے میں نے برلن کے چھوٹے تھیٹروں میں خوبصورت رقاص و گویا عورتوں کی زبانی اکثر سنا ہوا تھا۔ اس گیت کا ہر بند جس شعر پر ختم ہوتا ہے اسکا ترجمہ یہ ہے "یہ ریشمی ٹوپی بڑی خوبصورت چیز ہے اگر کہ ہمیشہ نصیب ہوتی ہے"۔ میں حیران ہوں کہ یہ فضول اور بے مطلب گیت برلن سے ویڈن تک کسطرح پہنچ گیا۔[۱] ہم قلعہ میں دریا کی طرف سے داخل ہوئے۔ گرفتار (یعنی نوجوان جنٹلمین والنیئر) قلعہ کی انفنٹری کے ایک باش چاؤش کے حوالے کر دیا گیا اور مجھے افسر فصیل یا مورچہ پر لے گئے۔ اسپر توپوں کی لمبی قطار نصب تھی اور جنگ کے لئے وہاں سب سامان مکمل موجود تھا۔ گولنداز اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے ہوئے ایک دوسرے کو کہانیاں سنا کر اپنا وقت بہلا رہے تھے۔ بیشمار سنتری اپنی اپنے موقعہ پر کھڑے تھے۔ افسروں کے مختلف جہنڈ کلاہت کو دوربینوں سے دیکھ رہے تھے۔ انفنٹری کے دستی جنگی رائفلیں مخروطی مینارونکی شکل کھڑی کی ہوئی تھیں فصیلوں کے سایہ میں لیٹے ہوئے تھے۔ مگر وہ ایک لمحہ میں

---

[۱] حیرانی کی یہ وجہ ہے کہ بلگیریا کے چیسی خانہ بدوش لوگ نہیں ہیں بلکہ دیہات میں آباد ہیں۔ اگر خانہ بدوش ہوتے تو قیاس کر لیا جاتا کہ وہ جرمنی سے پھرتے پھراتے ویڈن پہونچ گئے ہیں۔ بشتاء کی بغاوت میں زیادہ تر چیسی ہی جلادوں کا کام دیتے رہے تھے۔ یہ لوگ بائبل بہ دوزدی۔ شریر اور غلیظ ہیں۔ مصنف۔

حملہ کو روکنے کے لئے تیار ہو سکتے تھے۔ ہمارے سامنے شاندار نیلگون ڈینوب کا پاٹ دُور تک چلا گیا تھا۔ اور ہمارے "دو مونی ٹر" حرکت کیلئے بہمہ وجوہ تیار (یعنی انجنوں میں ہر وقت سٹیم اسقدر تیار رکھی جاتی تھی کہ حکم ملتے ہی فوراً جہاز چل سکے) پختہ گھاٹ کے قریب لنگر زن تھے۔ میں نے اُنکو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ اسپر میرے ایک رفیق نے ایک بحری لفٹنٹ کو بُلا کر کہا اور وہ مجھے اپنے جہاز میں لیگیا۔ یہ طول میں دریا ٹیمس کے اِن سٹیمروں کے برابر تھا جو سمندر سے پل تک اُس میں آمد و رفت کرتے ہیں۔ مگر درمیانی عرض میں اُن سے بڑا تھا۔ اور اُسکا درمیانی حصہ پانی میں زیادہ ڈوبا ہوا تھا۔ جسکی وجہ غالباً یہ تھی کہ اُسکا ڈیک (توتک یا چھت) وسط میں تھا جو جہاز کے تین چوتھائی طول اور کل عرض پر پھیلا ہوا تھا۔ وہ چرخ کے زور سے چلایا جاتا تھا۔ اسکا انجن (جو چرخ کو چلاتا تھا) بڑا طاقتور اور انگلستان کی ساخت تھا۔ خود جہاز قسطنطنیہ کے سرکاری کارخانہ (ترسانہ یا ترسخانہ) کے بنے ہوئے تھے۔ ہر ایک پر دو لمبی توپیں جہاز کی قوس (اگلی نوک یا حصہ میں) اور اِن سے نسبتاً دو چھوٹی چھوٹی دونوں پہلوؤں پر تھیں۔ یہ سب توپیں کُرپ قسم کی تھیں۔ اور چھت پر نہ تھیں۔ بلکہ "ڈیک کیبن" (وہ کوٹھری جو چھت کے نیچے ہو) میں تھیں۔ انجن بھی وہیں تھا۔ جہاز کے پچھلے حصہ میں جو فراخ اور مربع تھا "دو پتلے فنل" (دود کش) دو وینٹی لیٹر (ہوا کی آمد رفت کے لئے آہنی نلکے) جو تقریباً فنلوں کے برابر اونچے تھے اور دو چھوٹی چھوٹی کوٹھریاں تھیں جنمیں سے ایک میں جہاز کا کپتان رہتا تھا اور دوسرے میں باورچی خانہ تھا۔ باقی اہل جہاز درمیانی ڈیک کیبن میں جسطرح ہوتا تھا گذارہ کرتے تھے۔ دونوں چھوٹی کوٹھریوں کے نیچے انجن کے بالکل دائیں کا وہ حصہ جہاں پانی کو جوش دیکر بھاپ پیدا کیجاتی ہے تھے۔ درمیانی ڈیک کے نیچے اگلی اور پچھلی طرف ایندھن اور سامان کیلئے کھلی جگہیں تھیں۔ ہر ایک توپ کیلئے گولہ بارود کا ایک ایک صندوق تھا۔ جو بیرکے خیال میں انجن اور آتشدانوں کے اسقدر قریب تھے کہ خطرہ کا احتمال تھا۔ چرخ ڈیک کیبن کی چھت پر تھا۔ چھت کے گرد آہنی کٹرا لگا ہوا تھا۔ دو کشتیاں اور چھوٹے علم کی چوب بھی وہیں تھی۔ بڑا جھنڈا پچھلے حصہ میں درمیانی ڈیک کے قریب یہیں سب سے آخری نکڑ میں دو دکشوں اور بادکشوں کی ساتھ نصب تھا۔ جہاز پر سیاہ روغن کیا ہوا تھا۔ اور قوس والی توپیں عقرب کی ڈنگ کیطرح آگے کو نکلی ہوئی تھیں۔ اِن سب باتوں کے اجتماع سے جہاز کی شکل بعینہٖ اس سیاہ مدوّر بھڑ ایسی بنی ہوئی تھی جسے میں نے اوّل اوّل بلاد شرق میں دیکھا اور جسکا ڈنگ نہایت سخت ہوتا ہے +

جہاز بالکل لیس اور خوب آراستہ پیراستہ تھا۔ ڈیکوں (چھتوں یا فرشوں) کی صفائی ایسی عمدہ تھی کہ میرا دل بوٹ لئے ہوئے اوپر جانیکو نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ میں نے لفٹنٹ سے بوٹ سمیت جانیکی

معافی مانگی۔ کُل نشیزی،، (کلیئر) ایسی چمک رہی تھیں کہ کسی انگریزی جنگی جہاز[1] پر بھی اس سے عمدہ ہونی ممکن نہیں۔ ملاح جنمیں سے میں نے بارہ کو جہاز پر دیکھا۔ انگریزی ملاحین کے مشابہ سیاہ وردی اور انجن میں آگ ڈالنیوالے صرف حمالی پاجامی پہنے ہوئے تھے۔ گولنداز جنکی تعداد جہاز پر تیس تھی قلعجاتی فوج توپخانہ کی وردی رکھتے تھے۔ میں جہاز پر ہی تھا کہ "شاسرؤں[2]" کی ایک کمپنی۔ اپنی دونوں رہٹ ورتھ قسم کی ہلکی توپیں لئے ہوئے جہاز پر آئی۔ یہہ سپاہی اپنی سبز و نیلگوں بسیلی وردی میں خوب چست و چالاک دکھائی دیتے تھے۔ ایک اسکاچ[3] انجنیر کے ماتحت کاریگر کو جسکے بال سرخ اور منہہ سے وہسکی و شراب کی قسم کی بُو آرہی تھی۔ میں نے تمباکو کی ایک چٹکی دی۔ اُسکے عوض میں اُسنے مجھہ یہہ دلچسپ فقرہ سُنایا۔ صاحب آج ضرور کچھہ ہوگا۔ آندھی (یعنی لڑائی) کی توقع رکھئے،، لفٹنٹ اور اعلےٰ انجنیر (جو دونوں ترک تھے)، ہلکی کے بحری مدرسے کے تعلیم یافتہ تھے اور انگریزی بول سکتے تھے۔ دوسرا جہاز بھی شکل و شباہت اور قطع وضع میں اسی کے مشابہ تھا۔ دونوں میں صرف خفیف سے جزوی اختلاف تھے۔ میں جہاز سے خشکی پر آیا تو دونوں موٹی لنگر اوٹھا کر دو دیو جسامت زنبوروں کیطرح جو شکار کی تلاش میں ہوں دریا میں اوپر کی طرف چل دیئے +

دوربین لیکر میں نے مقابل کی ساحل کو دیکھا۔ مگر کوئی زیادہ چیزیں نظر نہ آئیں۔ دربار کے وسط میں متذکرہ بالا غیر آباد پست سطح جزیرہ تھے۔ جن پر گھاس۔ جنگلی پھول۔ سرکنڈے اور جھاڑیاں اس کثرت سے اُگی ہوئی تھیں کہ ہزاروں برس کے جنگل بھی اُسے دیکھہ کر خجل ہو جاتے۔ ان سے پرے طویل دلدلی ہموار ساحل پھیلا ہوا تھا۔ بائیں جانب سطح دریا سے تین سو فیٹ بلند پہاڑیاں میدان کو احاطہ کئے ہوئے تھیں۔ دائیں طرف سے دھوئیں کا ایک ستون سیدھا آسمان کو اُٹھتا ہوا نظر آرہا تھا جو کسی موضع یا کھیت سے بلند ہوتا ہوگا۔ اسی طرف دو چھوٹی جھیلیں بھی ہموار میدان میں اسطرح واقع تھیں جیسے انسانی چہرہ کی دونوں آنکھیں۔ لڑائی کے سامان اور جنگی مستعدی تو درکنار انسانی بود و باش اور چہل پہل کی علامتیں بھی مجھہ بہت کم دکھائی دیں۔ کسی قدر دائیں طرف دریا کے کنارہ پر کلاؤ نام موضع تھا۔ جہاں کشتیونکو پانی سے کھینچکر ریتو پر چڑھایا ہوا تھا۔ بائیں طرف ایک سو فیٹ بلند پہاڑی کے ڈھلاؤ اور چوٹی پر کلاآفت تھا۔ جہاں سے گرجا کے بلند آواز جرس کی صدا آرہی تھی۔ قصبہ کا محل وقوع ایسا ہے کہ میں اُسکے کوچہ و بازار کو نہ دیکھہ سکا۔ مگر

---

[1] انگریز دن کو اپنی صفائی اور ستھرا پن اور ہر ایک چیز کو صاف و شفاف رکھنے پر بڑا ناز ہے۔ مصنف نے اسلئے انگریزی جہاز کا بالتخصیص ذکر کیا ہے۔ مترجم۔

[2] یہہ فرانسیسی لفظ ہے اور اسکا درست تلفظ شاسر ہے۔ مترجم۔

[3] یہہ شخص غالباً انجن پر مامور ہوگا۔ مترجم۔

میں نے چند مسقف اور پوشیدہ باتریوں کو تاڑ لیا۔ سامنے سے نظر شاکر جب میں نے اپنے دہنی ترکی ساحل کی طرف نگاہ کی تو بائیں طرف میں نے بیرونی فصیل یا حفاظتی مورچوں کا انتہائی موچہ موسومہ غازی بائیر طابیہ اور اپنے ایک سب سے بعیدی دہنہ "یعنی طابیہ" کو دیکھا جو مٹی کے چھوٹے چھوٹے تودوں سے بڑے نہ دکھائی دیتے تھے۔ ان دونوں مورچوں کے درمیان غیر آباد ہموار زمین تھی اور پرے دریا کا ہموار سبز۔ غیر آباد اور پیچ دار ساحل تھا۔ باغی باجگذار ریاست (رومانیا) کے مسلح فرزندوں (سپاہیوں) میں سے مجھے صرف ایک نمونہ دکھائی دیا۔ پہلے وہ مجھے مقابل کے ساحل پر بعینہ ایک ایسا سیاہ داغ معلوم ہوا جیسے کہ سبز کاغذ پر مکھی دکھائی دیتی ہے۔ پھر میں نے اُسے دوہرا (چڑیوں کو ڈرانے کا پتلا) سمجھا۔ مگر جب اُسنے چلنا شروع کیا تو میں سمجھ گیا کہ یہ رومانوی سنتری ہے جو یکہ و تنہا اپنی ریاست کی جو سلطنت بننے کے لئے ابھی حالت جنین میں تھی "ناگفتنی" ترک سے حفاظت کر رہا ہے۔

گو ستمبر سے پہلے مجھے پرنس چارلس کے بہادروں کو ایسے قریب سے دیکھنے کا موقع نہ ملا کہ میں انکی وردیوں کے رنگوں اور قطع و وضع میں تمیز کر سکتا۔ تاہم اس موقع پر رومانوی سپاہیوں کی شکل شباہت کا مختصر ذکر کر دینا مناسب خیال کرتا ہوں۔ رومانوی فوج کی وردیاں مخلوط قسم کی ہیں۔ جس سے رومانوی فوج کا ڈویژن اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ گویا پانچ چھ مختلف قوموں کی افواج ایک جگہ خیمہ زن ہیں۔ مصافی انفنٹری اور آرٹلری فرنچ فوج کے مشابہ ہیں۔ راسی آری (رومانوی لفظ یعنی۔ باقاعدہ کیولری۔ یا فوج سواران) "جرمنی کی ریڈ ہوزار" کے مانند ہے جو برلن کے مضافاتی شہر اور قیاصرہ جرمنی کی رہائش گاہ پوٹسڈم میں رہتی ہیں اور جن سے برلن کی سیاح بخوبی واقف ہیں۔ "دیوار سنتری" (لینیشیا انفنٹری یعنی مستحفظ فوج پیدل) اور کلارد شی (مونٹڈ لیشیا یعنی مستحفظ فوج سواران) قومی پوشاک پہنتے ہیں اور اُن کے پاؤں کی پوشش بھی عجیب ہے۔ یعنی اَن رنگے چمڑے کی جوتی اور گھٹنوں تک چمڑی کی ڈوریوں کے بُنے ہوئے گیٹرز (گیٹس) ترکی فوج پیدل بھی یہی پہنتی ہے۔ یا پہنا کرتی تھی۔ جندارمہ پرشوی ہلمٹ (خود نما ٹوپی) آرٹلری آسٹری کیپس (فوجی کلاہ) پہنتی ہے۔ فوج کے باقی اقسام کے حصہ کثیر کی سر کی پوشش ایسی مکروہ اور ناموزون ہے کہ اس صفت میں انعام پانے کی مستحق ہے۔ جرمن "پکل ہاپ" (فوجی ٹوپی) روسی ٹوپی۔ اور انگریزی سمور ترس کی کلاہ تو بھدی اور بدشکل ہیں ہی۔ مگر رومانوی بانٹ (ٹوپی) سب کو ماند کر رہی ہے۔

ہیڈن میں اسوقت بڑی جسامت کے جہاز بالکل نہ تھے۔ تمام ایسے جہاز یا تو گورنمنٹ نے بیگار پکڑ کر جنوب کے جنوبی حصہ میں کام دینے کے لئے بھیج دیئے تھے۔ یا خود مالکوں نے اُن کو ایسی جگہ رکھنا مناسب سمجھکر

لہ بائیر ترکی میں پہاڑی کو اور طابیہ باتری کو کہتے ہیں۔ مترجم۔

جہاں سخت معرکہ آرائی کا قوی احتمال تھا دیگر مقامات کو جہاں کا امن غیر مخدوش اور کاروبار قائم تھا بھیجدیا تھا۔ اعلان جنگ سے تھوڑا عرصہ پہلے کئی سمندری سفر کرنیوالے سٹیمر (دو خالی جہاز) اور متعدد قزاق ایک مستول کا بادبانی جہاز جس کا پچھلا حصہ پانی سے اُٹھا ہوا اور بکر زیادہ ڈوبی ہوئی ہو سامان رسد یعنی ۱۵ ہزار ٹن (ٹن = ۲۸ من) آٹا اور کلافت تک کشتیوں کا پل بنانے کا سامان لیکر آئے تھے۔ مگر آخر الذکر سے محمود دادا پاشا اور اُسکے ہمصفیروں کی نوازش سے کوئی کام نہ لیا جاسکا۔ سٹیمر کلہم چلے گئے معمولی اور نیز ماہیگیروں کی کشتیاں جو اماسی شہر کی ملکیت تھیں۔ متذکرہ بالا قزاق اور دو یا تین ناکارہ شونر (ایک قسم کا بادبانی جہاز) ایک محفوظ مقام میں جمع کرکے اُنپر سنتریوں کا پہرہ لگا دیا گیا ہوا تھا۔ تاکہ جاسوس۔ غدار اور فراری اُن سے کام نہ لے سکیں۔

میں دریا کا نظارہ کر ہی رہا تھا کہ ایک بادبانی کشتی ڈینوب کے فراخ پاٹ میں دونوں سواحل کی توپوں کی مہیب قطار سے جو تعداد میں غالباً ۵۰ تھیں اور اُن میں سے ہر ایک اپنے دریا پار ہمسایہ پر اپنا ہلاکت بخش مولا (گولہ) پھینکنے کیلئے بالکل تیار تھی بالکل لاپرواہ بیفکر تیرتی چلی آتی۔ مجھے دریا کی بالائی خم پر سفید دانغ کی مانند دکھائی دی۔ اسوقت دوپہر سے بعد ایک بج چکا تھا۔ اور میری اشتہا تیز ہو رہی تھی۔ میں نے اپنے رفقا سے ذکر کیا۔ اُنھوں نے قریب قریب حسب ذیل جواب دیا کہ اگر تمہارے پاس ابیض علیہ الرحمتہ ہے تو ہم ابھی قلعہ کی باورچیوں سے کھانا منگا سکتے ہیں اور اگر تم کو تہوہ۔ مٹھائی وغیرہ لذیذ اشیا کی بھی خواہش ہو تو تمہاری حکم دہی اور روپیہ نکالنے کی دیر ہے جو چیز کھوا بھی شہر سے منگوا دیجائیگی۔ ہم تمہاری صحبت و ہم جلیسی کو غنیمت سمجھیں گے۔ اور اگر کبھی خوش نصیبی سے ہمکو تنخواہ میں نقدی ملگئی تو بڑی خوشی سے تمہاری دعوت کا عوض اتار دینگے۔ سردست تمہیں باقی وعدہ اور شکریہ پر کفایت کرنی پریگی۔ یہہ سُنکر میں نے سرائی کا لالہ کا حکم دیا۔ اور عام دعوت کردی کہ جو چاہے ضیافت میں شریک ہو جائے۔ میرے کہنے کی دیر تھی قلعہ بھر میں یہہ خبر مشہور ہو گئی کہ ایک انگریز بک (امیر) نے صلائے عام دیدیا ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں میرے گرد بیس مہمان جمع ہو گئے۔ جو سپاہی ہماری خدمت کر رہے تھے اُنکی خوشی و سرگرمی کا بھی کوئی حد حساب نہ تھا۔ کھانیکی میز اندرونی مورچوں کی لین کے ایک مکان کی دوبا ہر کو نکلے ہوئے گوشوں کے درمیان متذکرہ بالا مورچہ سے کسیقدر بلند سطح پر بچھا دیگئی۔ وہاں سے دریا اور توپوں کا نظارہ بخوبی ہو سکتا تھا۔ لیکن اگر کوئی سرگرم و پرجوش پاشا اتفاقاً اُدھر آنکلتا تو اُسکی نظر میز پر نہ پڑتی۔ ہماری دائیں طرف مضبوط مٹی کی دمدموں پر جنگی گھاس اور سرخ و زرد و خودرو پھول اُگے ہوئے تھے۔ وزنی توپوں کی باڑی اور اُسکے ساتھ ہی ایک پختہ مکان اور ایک چھوٹی سی دوسری عمارت (جو صدر گاہ کا کام دیتی تھی اور سیدبابی کے لیے اُسمیں ایک

بلند بانس نصب تھا، بھی تھی۔ ہمارے سامنے اولاً ہم سے چھ فیٹ نشیب میں ایک صحن تھا جسمیں قلعہ کی محافظ سپاہ کو دھوپ اور خاص کر عمارات کی سفید پتھر کے مضر چمکارے سے محفوظ رکھنے کیلئے سبز رنگ کے ملکی کپڑے کی بیس خیمہ نصب تھی۔ یہہ سپاہی اس صحن میں ابھی کھانے سے فارغ ہوئے تھے اور اب گول بارود کو دستی گاڑیوں میں بھر کر بتری کے نیچے کے تہ خانوں میں لیجا رہے تھے۔ ثانیاً مورچہ تھا۔ یہہ ۱۵ فیٹ چوڑا تھا اور ایک طرف سے اندرونی فصیل کی چوٹی پر ختم ہوتا تھا اور اسکی دوسری طرف چار فیٹ بلند چوڑی فصیل بنی ہوئی تھی۔ اس فصیل کی پتھروں کی درزوں میں گھنٹی کی شکل کی خوبصورت سفید پھول بکثرت اگے ہوئے تھے۔ فصیل پر پہنچنے سے ہم ارد گرد کا منظر دیکھ سکتے تھے۔ ثالثاً دونوں (اندرونی بیرونی) فصیلوں کا درمیانی دس فیٹ عریض مسقف راستہ تھا جس میں کئی کمپنیاں ہتھیاروں کو ایک جگہ کھڑا کر کے ٹھیک صفوف جنگ کی ترتیب سے زمین پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ چہارم بیرونی فصیل تھی جس میں دروازہ بنی ہوئی تھیں کہ انمیں سے انفنٹری دشمن پر بندوقیں سر کر سکے۔ اسپر سنتری جنگی متانت کے ساتھ ادھر اُدھر پھیرہ دے رہے تھے۔ یہہ دیوار اندرونی فصیل سے بارہ فیٹ نیچی اور مسقف راستہ سے آٹھ فیٹ بلند تھی۔ اور دریا اسکی پابوسی کرتا ہوا بہتا تھا۔ ہماری بائیں طرف بھی ہم سے بہت قریب ایک اور باتری بھاری توپوں کی تھی۔ جو دو سنگین دیوار دو نیم چندکی درمیانی خالی جگہ کو مٹی سے پُر کر کے توپوں اور اُن کی گولندازوں کے لئے دس فیٹ عریض مضبوط و مستحکم پناہ بنا دیگئی تھی نصب تھی۔ اس باتری سے پرے خالی جگہ تھی جہاں جہاز لنگر کئے ہوئے تھے۔ اور اس سے پرے اور باتریاں تھیں۔ ہمارے پیچھے جو عمارت تھی وہ بارکوں کے ساتھ شامل تھی

میں نے میز کیلئے میز پوش ہونے پر اصرار کیا جس سے میرے رفقا میں عجیب کھلبلی پڑ گئی۔ ایک سراسیمہ پکار اُٹھا "لارڈ صاحب میز پوش مانگتے ہیں"۔ ایک دوسرے نوخیز افلاطون نے کہا "کیا میں اپنا کمبل لے آؤں"۔ تیسرے کو بہت دور کی سوجھی۔ وہ بولے "جاؤ شمیکل سے دوڑ کر مستعار لے آؤ۔ اگر ویڈن میں کسی کے پاس میز پوش ہوا تو بوڑھے بیوڈی کے ہی پاس ہوگا"۔ اسے سب نے پسند کیا۔ چنانچہ میز پوش کے آنے تک میں اپنے مہمانوں کا ذکر کرتا ہوں۔ میں نے ہر ایک سے ذاتی طور پر روشناس کئے جانے کی درخواست کی۔ اس پر معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک یوزباشی، سترہ، اٹھارہ ملازمان اول و ثانی اور دو ملازمان ثالثہ ہیں جو سب کے سب انفنٹری مقیمہ شہر یا قلعہ کی آرٹلری یا پلٹن الخیر ان سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن میں سے ایک نے کہا "اگر کوئی اعلےٰ افسر بھی ہمارے ساتھ شریک ہو جائے تو بہت مناسب ہے۔ اسطرح ہم پر کوئی حرف نہ آئیگا"۔ یہہ سُنکر چند اس نئی ضروری چیز کی تلاش میں گئے۔ اور تھوڑی دیر میں خوش خوش ایک گرسنہ قایم مقام کو لے آئے۔ اتنے میں قاصد بھی ایک غلیظ پارچہ کو ہلاتا ہوا آپہنچا۔ میز پر پہلے ہر مہمان[1] کو نہایت لذیذ حلوا تقسیم کیا گیا جو شہر کے ایک

[1] یورپین لوگوں کے دسترخوان پر ہماری طرح کھانے کی سب چیزیں اکٹھی نہیں رکھ دیجاتیں۔ بلکہ خادم جو عموماً مہمانوں کی

ترک حلوائی سے خریدا گیا تھا۔ ابھی تقسیم کا دور ختم نہ ہوا تھا کہ تین شخصوں کی ایک جماعت جو آپس میں بالکل مختلف اور ایکدوسرے سے کوئی مناسبت نہ رکھتے تھے آپہونچی ✦

پہلا شخص جو انگریز اور دراز قد۔ دُبلا پتلا بدشکل آدمی تھا ایسی پوشاک پہنے ہوئے تھا جسکو صرف ایک سیاح انگریز ہی ایجاد کر سکتا یا پہن سکتا ہے۔ وہ چمکدار اور واٹر پروف (جسپر پانی اثر نہ کرے) کینوس دانسی کاٹاٹ یا کپڑا کی بنی ہوئی تھی۔ جسکا رنگ ایسا تھا جسے میں ٹھیک بیان نہیں کر سکتا۔ وہ کسی قدر ایسے غلیظ ہلکے خاکی رنگ کے مشابہ تھا جسمیں صفرادی سبزی مائل زرد رنگ کی لہر ہو ناظرین کو اس کپڑے کے ساتھ ہی خیال رہے کہ اُن دنوں سایہ میں تھرمامیٹر انتہی درجہ پر تھا اور مطلع بالکل صاف تھا۔ اُسکی کل وردی یکساں تھی حتی کہ ٹوپی اور بوٹ بھی اُسے کپڑے کے تھے اور جب اُسنے ناک صاف کرنیکے لئے رومال نکالا تو اُسکا رنگ بھی ویسا ہی تھا۔ اُسکے سر پر چھتری بھی اُسی رنگ کی تھی۔ اُسکے کندھوں سے ایک میدانی دوربین۔ ایک پانی رکھنے کی بوتل۔ ایک برانڈی رکھنے کی صراحی نما بوتل۔ ایک سپاہیانہ تھیلا۔ ایک چمڑی تھیلی اور ایک خانے دار جھولا جسمیں ناس نما کو۔ پائپ اور سگرٹوں کے لئے مختلف خانے بنے ہوئے تھے۔ فیتوں اور ڈوریوں سے لٹکے ہوئے تھے۔ وہ اخبار نویس تھا اور کپتان چوق کے نام سے مشہور تھا۔ اُسکا اصلی نام میک[1] تھا۔ مگر کس قسم کا میک؟ یہہ مجھے معلوم نہیں۔ وہ انگریزی کے سوائے اور کسی زبان کا ایک لفظ نہیں بول سکتا تھا۔ اسلئے سلیٹ ہر وقت ساتھہ رکھتا اور جس چیز کی ضرورت ہوتی اُسکی شکل بنا دیتا۔ اسکی نسبت ایک قصہ عام مشہور تھا کہ پچھلے برس جبکہ وہ محمد علی کی فوج کے ہمراہ سروریا میں تھا تو اُسنے ایک دیہاتی سرا میں اسی طریق سے "کوکرو" تہا جسے پنجابی میں کُھنب کھتے ہیں طلب کی۔ مالک سرا ایک گھنٹہ کی تگ و دو کے بعد چھتری لے آیا (کیونکہ کُھنب بھی بعینہ چھتری کے مشابہ ہوتی ہے۔ مترجم) اُسے قلعہ میں آنیکی اجازت تھی۔ رہنا وہ شہر سے باہر ایک شیڈ میں دو جرمنی فوجی نامہ نگاروں کے ساتھ تھا۔ اور وہ صرف اپنی عجیب عادات بلکہ فیاضی اور نرم دلی کی وجہ سے سارے شہر میں مشہور تھا۔ اس واقعہ سے ایک ہفتہ بعد جب شیر نے کل نامہ نگاروں کو چلے جانے کا حکم دیدیا تو کپتان میک خیال میں نیکوپولی کو چلا گیا ✦

دوسرا شخص ایک پست قامت۔ منحنی۔ کمینہ لباس جرمن ڈاکٹر تھا۔ اُسکا نام ڈاکٹر شمٹ تھا۔

بقیہ حاشیہ۔ تعداد کے مطابق ہوتے ہیں۔ ایک قسم کا کھانا ہر ایک کے سامنے رکابی یا پیالہ میں ڈالتے ہیں۔ اسکے بعد پھر دوسری قسم۔ پھر تیسری۔ الغرض اسیطرح جتنی اقسام کے کھانے ہوں اُتنے ہی مختلف دور ہوتے ہیں۔ مترجم۔

[1] اکثر آئرش و اسکاچ لوگوں کے نام کے پہلے میک کا لفظ آتا ہے جیسے میک ٹائر۔ میک فرسن۔ میک کی وغیرہ۔ مترجم۔

وہ عینک لگائے ہوئے تھا اور پژمردہ خاطر شکستہ دل اور کسیقدر دل سوز معلوم ہوتا تھا۔ پچھلے برس (۱۸۷۶ء) وہ عثمانیہ فوج میں ملازم تھا۔ مگر محاربہ (سرویا) کے ختم ہونے پر مستعفی ہوگیا تھا۔ چونکہ طبی آدمیوں کی قلت تھی۔ اب وہ پھر عارضی طور پر قلعہ ویڈن میں مامور تھا۔ لیکن تاحال برابر اپنی کہنہ ملکی پوشاک پہنے ہوئے تھا۔ کیونکہ سارے کیمپ میں کوئی وردی نہ تھی جو اُسکے چھوٹے قد کو پوری آسکتی۔ وہ انگریزی فرنچ۔ اور جرمن۔ اور لاطینی۔ یونانی اور عبرانی کی قدیم زبانوں کے سوا ترکی۔ عربی۔ صربی۔ بلغاری۔ رومانوی اور روسی زبانیں جانتا اور بولتا تھا۔ اور سنسکرت میں بھی مستند عالم تھا کپتان چوق ۶ فٹ ۶ انچ لمبا تھا۔ اور ڈاکٹر صرف ۵ فٹ ۶ انچ۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی بغل میں ہاتھ دیئے ویڈن کے کوچہ و بازار میں پھرتے رہتے تھے۔ ترکی میں "چوق" کے معنے "بڑے اور زیادہ" کے ہیں۔ اور غالباً اسکی قدو قامت کے لحاظ سے ترکوں نے اُسکا یہہ نام ڈالدیا ہوگا +

اِس ضیافت کے دِن جیسا کہ ابتدائے آفرینش سے عورتیں مردوں کو جُدا کرتی آئی ہیں۔ ایک لیڈی اُنکو جدا کئے ہوئے تھی۔ یعنی اوسدن وہ ایکدوسریکے ہاتھہ میں ہاتھہ دیئے ہوئے نہ تھے۔ بلکہ ایک عورت اُنکے درمیان تھی۔ جسکی عمر بیس ایک برس کی تھی۔ وہ جوانی۔ نزاکت۔ حُسن اور شرارت کی مجسم دیبی تھی اور اُسے دیکھکر طبیعت خواہ مخواہ شگفتہ ہو جاتی۔ وہ سرخ فلالین کا تنگ گھیرے کا سایہ۔ وایناکی ساخت کی خوبصورت گرگابی۔ سیاہ ریشمی موزے۔ اور بلغاری ساخت اور کارچوبی کام کی نیلگوں جاکٹ جسپر سنہری گلٹ کے پھول لگے ہوئے تھے پہنے ہوئی تھی۔ اُسکے شاندار سیاہ بال کھلے ہوئے کندھوں پر پڑے تھے اور سرخ "فس" سے اُسکے چہرہ کی شرارت آمیز خوبصورتی دوبالا ہو رہی تھی۔ اُسکی پوشاک صرف خوبصورت اور موزوں ہی نہ تھی بلکہ صاف اور ستھری بھی تھی۔ جس صفت کا وجود بلگیریا میں شاذ و نادر ہی پایا جاتا ہے۔ قصہ مختصر وہ تصویروں کی کتاب میں سے ایک خوبصورت تصویر معلوم ہوتی تھی۔ اُسکا رنگ سُبک اور بیداغ تھا۔ ہاتھہ جن پر دستانے نہ تھے سفید اور خوش وضع تھے۔ چلتے وقت اُسے مردوں کی طرح ہاتھہ ہلانے کی عادت تھی۔ سگرٹ ہر وقت پیتی رہتی تھی۔ مل جائیں تو سگار (چرٹ) کو بھی پسند کرتی تھی اور کبھی کبھی پائپ (نے) کا بھی شوق کرتی تھی۔ سرویا کی قومی شراب "سلوونز" کے پینے میں ہاں کے بڑے سے بڑے شراب نوش کی برابری کرسکتی تھی۔ وہ صرف نوجوانوں اور اُنمیں سے بھی اُنکی صحت کے جنکے پاس نقارہ حربہ ہو پسند کرتی تھی۔ اور بیچارے بیوا کو کمال سنگدلی سے فوراً ڈانٹ بتادیتی تھی۔ وہ شہسوار غضب کی تھی اور سرا سپہ گاڑی کو اسطرح ہانک سکتی تھی کہ انجمن انسداد بیرحمی حیوانات کے کارندہ کو اُسے دیکھکر فوراً اپنی پاکٹ بک نوٹ کرنیکیلئے جیب سے نکالنی پڑتی۔ وہ پیشہ ور ماہیگیروں کی طرح ہلکی کشتی کو ڈبو کر پار چلا سکتی تھی۔ جرمنی کے فوجی طالبعلم

کی طرح پٹا کھیل سکتی تھی اور امریکہ کے کف دست گھنے جنگلوں کے ماہر شکاری کی طرح رائفل اور ریوالور سے کام لیسکتی تھی۔ خودستائی۔ نخوت اور بے انتہا بے باکی کا وہ مرکب تھی۔ اور اسبارہ میں مجھے اب تک کوئی اُسکا ثانی نظر نہیں آیا۔ بایں ہمہ اس عورت کا پیشہ کیا تھا؟ ناظرین میرے جواب پر ہنس نہ دینا میں بالکل راست اور متانت سے بتا رہا ہوں کہ وہ "نرس" دیہاردز محروح سپاہیوں کی تیمارداری تھی اور وہ پیشہ ور "رحم کی دیبی[1] کی ہمشیرہ" تھی۔ اُسکی پیدائش سرویا میں ہوئی تھی۔ اُسکا باپ آسٹروی تھا۔ بلغاری اُسکو میری اور ترک مریم پکارتے ہیں۔ ۱۸۷۶ء کے محاربہ سرویا میں وہ اپنے اہل وطن (سربی فوج) کی خدمت کرتی رہی تھی۔ لیکن تاریخ یہ نہیں بتاتی کہ اُسنے یہہ کام کیسی قابلیت اور لیاقت سے سرانجام دیا تھا۔ مجھے صرف اسقدر معلوم ہوا کہ وہ اپنے آدمیوں سے لڑ پڑی تھی جس پر وہ اُسے ساتھ آکر سرحد پار چھوڑ گئے۔ یہاں آکر اُس نے ترکوں کی خدمت کرنیکا منشا ظاہر کیا۔ مگر عثمان کی فوج کے مردہ دل اور سخت مزاج اعلےٰ ڈاکٹر نے اسے اپنی ماتحتی میں لینے سے صاف انکار کر دیا۔ وہ ویڈن شہر میں رہتی تھی۔ اور کبھی کبھی قلعہ میں آکر اعلےٰ افسروں سے ملاقات کرتی تھی۔ ان باتوں سے مجھے خیال ہوتا ہے کہ اُس سے جاسوسی کا کام لیا جاتا تھا۔ اس دعوت سے پندرہ دن بعد اُسے فوجی پہرہ کی حراست میں فلپ پولی بھیجدیا گیا تھا۔ اُسکے بھیج دیئے جانیکی وجہ مجھے معلوم نہیں ہوئی۔ البتہ یہہ سُنا تھا کہ منزل مقصود پر پہنچنے تک محافظ پہرہ داروں اور گرفتار کی حیثیت بدل گئی تھی۔ یعنی قیدی مالک اور محافظ اُسکے ناز و ادا کا شکار ہو کر اُسکے غلام یا قیدی ہو گئے تھے۔ میں نے اخباروں میں پڑھا کہ جب ۱۸۸۵ء میں مشرقی رومیلیا نے بابعالی کے برخلاف بغاوت کی تھی تو ایک سربی عورت جو سگار دمئے نوش تھی کل اسلحہ سے مسلح اور گھوڑے پر سوار فلپ پولی کے بازاروں میں باغیوں کی لیڈری کرتی رہی تھی۔ میرا قیاس ہے کہ ہو نہ ہو یہہ وہی ویڈن والی میری تھی۔

طبقہ سینٹ جان (ولی یوحنا) کی یہ قابلہ ممبر کپتان چوق اور ڈاکٹر شمٹ کے درمیان آخر الذکر سے بے پروائی اور سرسری طور پر باتیں کرتی ہوئی اور اوّل الذکر سے خندہ پیشانی اور ناز و نخرہ سے مسکراتی

[1] چونکہ اکثر زمین شوقیا و محض انسانی ہمدردی سے میدان جنگ یا چھاؤنیوں کے فوجی ہسپتالوں میں تیمارداری کرنے جاتی ہیں اور ان میں سے بعض نہایت متمول اور شریف گھرانوں کی لڑکیاں ہوتی ہیں۔ ان کو یورپ میں "رحم یا خیر و برکت کی دیبیوں کی بہنیں" بھی پکارتے ہیں۔ اور کبھی کبھی طبقہ یوحنا کی خواہریں بھی بولتے ہیں۔ کیونکہ اس رسم کی ابتدا عام طور پر اوّل اوّل صلیبی جنگوں سے شروع ہوئی تھی۔ جن میں اکثر عورتیں بھی مذہبی جوش میں آکر بیمار و مجروح عیسائی مجاہدین کی تیمارداری کے لئے اپنے اپنے ملک سے کرشتان غازیوں کے ساتھ ارض مقدس کو گئی تھیں۔ مترجم۔

ہوئی چلی آرہی تھی۔ اُس سے باتیں نہ کرنے کی وجہ یہہ تھی کہ دونوں ایک دوسرے کی زبان سے ناواقف تھے۔ پس ان دونوں یعنے بدشکل مگر متمول کپتان اور عشوہ فروش دسربن، میں اسکے سوا کوئی اور ذریعہ تکلم کا نہ ہو سکتا تھا کہ وہ اپنے رفیق کا حوصلہ بڑھانے کے لئے مسکراتی اور یہہ اپنی پسندیدگی کے اظہار میں بآواز مکروہ ہوں ہاں کرتا ہے +

میز پر جو افسر میرے قریب بیٹھا ہوا تھا اُس نے ان تینوں کو دیکھ کر کہا "اس دیوانہ انگریز کو ضیافت میں شریک ہونیکی دعوت کرو۔ وہ زردار ہے اور تمہارا تمام خرچ وہ اپنے پاس سے ادا کردیگا" یہہ سُنکر میں نے تینوں کو مدعو کیا۔ اور دونوں جنٹلمینوں نے اُسے قبول کرلیا۔ لیڈی ابھی کھانا کھا چکی تھی اُس نے یہہ عذر کردیا تاہم اُس نے ازراہ نوازش ہمارے پاس بیٹھا رہنا منظور کیا۔ وہ ایک دوسری میز کے کنارہ پر جسے سپاہی کھانا رکھنے کیلئے لائے تھے بیٹھ کر اپنے خوبصورت حاشیہ دار سایہ اور سندول ٹانگوں کو کلاک (بڑی گھڑی کے پینڈولم (لٹکن) کی طرح عجیب باقاعدگی سے ہلانے لگ گئی اور اسبات پر افسوس ظاہر کیا کہ قلعہ کے تکلیف دہ قواعد کے سبب خاص اس موقع پر جہاں ضیافت اڑ رہی تھی تمباکو کا پینا ممنوع ہے۔ ہم نے حلوا کھانا شروع ہی کیا تھا کہ ایک فربہ اندام پاشا کے سر پر خبط سوار ہوا اور وہ دوربین لیکر فصیل پر کھڑا ہو گیا۔ اور ہماری بدبختی سے وہ کھڑا بھی عین اُس موقعہ پر ہوا کہ کل فصیل میں سے صرف اُسی مقام سے ہماری میز پر نظر پڑ سکتی تھی۔ اُسکی فراخ پشت۔ اُبھرے ہوئے چوتڑ اور بیضوی شکل کی چھوٹی چھوٹی ٹانگوں سے اُسکی تصویر عجیب مضحکہ خیز بنی ہوئی تھی۔ اُسکو دیکھتے ہی کل محفل پر سناٹا سا چھا گیا۔ یوزباشی نے چپکے سے میرے کان میں کہا "کل رومیلی میں وہ حریص ترین خنزیر ہے۔ اُسے مدعو کرو۔ تو وہ فوراً آجائیگا۔ کیونکہ جب کبھی مفت میں لقمہ تر ملے تو وہ ہرگز انکار نہیں کرتا۔ اُسکے شامل ہو جانے سے ہم سب محفوظ ہو جائینگے اور اور کل فرمہ داری اُسکے سر پر جا پڑے گی" قائم مقام نے اس اشارے کی تائید کی۔ اسپر میں نے پاشا کے قریب جاکر عرض کیا "حضور والا کی عمر دراز ہو! میں پادشاہ (سلطان المعظم کو ترک پادشاہ کہتے ہیں جسکے معنی اُنکی زبان میں سلطان المعظم کے ہیں۔ مترجم) کی فوج میں ملازم ہوں اور قوم سے انگریز ہوں آج میری اصلی فرمانروا، ملکہ انگلستان کا یوم ولادت ہے (یہہ میں نے صریح جھوٹ بولا تھا) اس خوشی میں آپکے ناچیز غلام نے چند احباب کو دعوت دی ہے۔ کیا حضور بھی ازراہ ذرہ نوازی اُس سلسلے کی بہنر کی دال روٹی میں شریک ہونے سے خاکسار کو افتخار بخشیں گے؟"

پاشا نے میز کیطرف ایک دفعہ نظر بھر کر دیکھا۔ اتنے میں خوشبودار حلوے کی لطیف و خوشگوار بو بھی اسکے نتھنوں تک پہونچگئی تھی۔ پھر کیا دیر تھی لحیم و شحیم پاشا نے متانت و خوش خلقی سے جواب دیا "

بڑی خوشی سے"۔ اُسکے آنے پر تمام مہمان سرو۔ قد کھڑے ہوگئے۔ سپاہیوں نے باقاعدہ سلام کیا۔ انگریز کپتان نے تعظیماً اپنی ٹوپی کو چھوا اور جرمن اپنی بادآدم کی وقت کی کلاہ کو سر سے اُتار کر آداب بجالایا۔ پاشا کو صدر میں جگہ دیگئی اور اُسنے حلوے کو اسطرح سے چٹ کرنا شروع کیا کہ مجھے اندیشہ ہوگیا کہ حلوے کابل دحساب کا کاغذ بہت ہی بڑھ جائیگا۔ میری اُسکو دور سے آتا دیکھتے ہی رفو چکر ہوگئی تھی۔ اُسے پاشاؤں سے سخت خوف آتا تھا اور صرف زردار نوخیز لفٹنوں کی صحبت میں خوش ہوتی تھی۔ جاتی دفعہ اسنے حاضرین کو عجیب دلفریب ادا سے "دوسویڈانیا" (یہہ لفظ سربی زبان میں الوداع کا مترادف ہے) کہا۔

اسوقت کا سماں نہایت دلکش تھا۔ سب طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ صحن والے سپاہی اپنے کام سے فارغ ہوکر خیموں میں آرام کر رہے تھے اور گولندازاور انفنٹری کے دستے مسقف راستہ میں اونگھ رہے تھے۔ صرف سنتریوں کی باقاعدہ رفتار کی صدا، جو بیرونی فصیل پر ٹہل رہے تھے، موسم گرما کی دوپہر کی خواب آور خاموشی میں مخل ہو رہی تھی۔ مطلع بالکل صاف اور آفتاب نصف النہار پر تھا جس کی طلائی کرنوں سے دریا اور تمام منظر کندن کی طرح دمک رہا تھا۔ اور دریا کی لہروں کی چوٹیوں پر ہزاروں ذرے الماس کیطرح چمک رہے تھے۔ نہایت لطیف خنک باد شمالی ہمکو پنکھا کر رہی تھی اور دریا کی موجیں عاشقانہ بیصبری کے ساتھ سنگین پشتہ کی بوسی کو دوڑی آتیں اور وصال محبوب سے خوشدل ہوکر بنازمستانہ یکے بعد دیگرے پیچھے ہٹ رہی تھیں۔ اور ایسی مست کن آواز میں اپنی خوشی کے ترانے گاتی جاتی تھیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ عالم دعالمیان کے راحت وآرام میں کوئی چیز مخل ومزاحم نہیں ہے۔ ہمارے سروں کے اوپر بلند آسمانوں پر چڑھ کر ایک لاوا اس دلفریب کیفیت کیلئے خالق کائنات کی حمد وثنا کے گیت گا رہا تھا اور اُسکے خوش الحان ترانے لطیف ہوا کے جھونکوں سے ہم تک پہنچکر سب کو محظوظ ومسرور بنا رہے تھے۔ اپنے چاروں طرف یہہ مسرت افزا اور راحت بخش سماں دیکھکر میں دل میں حیران ہو رہا تھا کہ یا الٰہ العالمین کیا ہم میدان جنگ میں بیٹھے ہوئے ہیں! جنگ کا اعلان ہوئے پندرہ دن ہوچکے تھے لیکن ابھی تک چوطرف امن وصلح موجود تھی۔ معاندانہ نیت سے ابتک ایک گولہ سرنہ ہوا تھا۔ میری تلوار خون سے ابھی برابر ناآشنا تھی۔ اور میری ریوالور کی گولیاں اُس مکروہ چوبی روسی کے سوائے جسکو ہم نے مشق کے لئے نشانہ بنایا ہوا تھا ابھی تک کسی جاندار کے جسم سے شناسا نہ ہوئی تھیں۔ اور ابھی اور گیارہ ہفتوں تک ان دونوں کو جنگی اصطباغ نصیب نہ ہونا مقدر میں لکھا تھا۔

ابھی دوسرا دور ختم نہ ہوا تھا کہ متذکرہ بالا بادبانی کشتی کلافت کے مقابل آکر رومانوی ساحل کیطرف ہوگئی اور اُس پر دو سرسیاہ عقاب کے نشان کا آسٹروی جھنڈا کھڑا کر دیا گیا۔ رومانوی کنارہ سے

چند سپاہی ایک کشتی پر سوار ہو کر اُسکے قریب پہونچے۔ وہ تھوڑی دیر کے بعد کنارہ کو واپس چلے گئے اور آسٹروی کشتی سفید کبوتر کیطرح پانی پر تیرتی ہوئی دریا کے راستہ جنوب کو چلی گئی۔ دوسرے دور میں دینا کی تازہ مچھلی تھی جسے قلعہ کے باورچی خانہ میں پکایا گیا تھا۔ تیسرے میں پلاؤ۔ چوتھے میں مکّی کے آرد کا دلیا اور شہد اور پانچویں میں پوری کچوری اور شیرینی تقسیم کی گئی۔ پلاؤ و دلیا قلعہ کا پکا ہوا تھا اور پوری کچوری اور مٹھائی حلوائی سے منگوائی گئی تھی۔ کل خرچ کا نصف کپتان نے اور باقی میں نے دیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر کل افسر اپنی اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہونیکے لئے ہم سے رخصت ہو گئے۔ اور میز پر صرف ہم چار یعنی کپتان۔ ڈاکٹر پاشا اور میں پیچھے رہکر قہوہ اور کپتان کی صراحی سے شراب پی رہے تھے جس میں پاشا بھی بہکھکر کہ حکیم نے اسے شراب پینے کا حکم دیا ہوا ہے شریک تھا کہ اتنے میں ہماری بائیں طرف سے ایک توپ سر کیگئی۔ اور اسکے بعد فوراً ہی دریا کی دونوں طرفوں یعنی کلافت اور ویڈن کے انتہائی شمال مشرقی گوشہ سے جہاں اسوقت ہمارے مورچے بھی موجود تھے اور توپوں کے چلنے کی آواز آئی۔ اور پھر یک لخت آتشباری بند ہو گئی۔ میں دعوے سے نہیں کہہ سکتا کہ جب پہلی توپ چلی تھی اُسوقت یقیناً یہہ وقت تھا۔ تاہم میرا خیال ہے کہ اسوقت چار بجے ہونگے۔ مگر اس سے میرے اردگرد جو یکبارگی انقلاب عظیم پیدا ہو گیا اُسکو بعینہ بیان کرنیکی مجھ میں دسترس نہیں۔ مختصر یہہ کہ طرفۃ العین میں قلعہ چیونٹیوں کے ایسے گھونسلے کی طرح ہو گیا۔ جسکو کسی طرح سے چھیڑ دیا گیا ہو۔ سپاہی گویا زمین میں سے پیدا ہو گئے۔ چاروں طرف سے حکم کی بولیوں اور بگل کی آوازوں کی بہرمار ہو گئی۔ اور کل عمارت میں عجیب کھلبلی پڑ گئی۔ مگر ناقابل بیان افراتفری صرف چند لحظے رہی جنکے بعد قلعہ ویڈن جنگ و مقابلہ کے لئے بالکل تیار ہو گیا۔ صلح و امن کی تمام علامتیں یک لخت مفقود ہو گئیں اور جہانتک میری نظر کام کر سکتی تھی لڑائی کے مہیب دیو کی صورت ہر جگہ نمایاں ہو گئی۔

گولہ انداز جنکو عرصہ سے کلافت پر گولہ باری کی مشق کرائی جاتی رہی تھی۔ توپوں کے پاس کھڑی ہوتی بتی لگانے اور آتشباری شروع کرنے کے لئے صرف حکم کے منتظر تھے۔ انفنٹری رائفلیں لئے فصیل کے پیچھے کھڑی تھی۔ کہ اگر غنیم کشتیوں پر سوار ہو کر حملہ کرے تو اُسے نابود کر دے۔ اردلی اور ایڈیکانگ اِدھر اُدھر دوڑ رہے تھے اور

---

۴۵ بلغاری اس وقت کو جو انکی قومی خوراک ہے۔ ممالیگا کہتے ہیں یہہ اٹلی کے پولٹا کے مشابہ ہوتا ہے۔ اس صوبہ میں مکّی بہت کاشت کیجاتی ہے۔ وہاں کی زمین اسے بہت اچھی طرح قبول کرتی ہے۔ بلگیریا میں شہد بھی بکثرت ہوتا ہے دہقان سال بھر کے خرچ کیلئے اسکا ذخیرہ رکھ چھوڑتے ہیں۔ مٹھائیوں میں ہمسایہ قصبہ قزن لک کی بنی ہوئی گلقند بھی تھی جہاں عطر بنانے کے لئے گلاب کو کھیتوں میں آلوؤں کی طرح کاشت کیا جاتا ہے۔ بلغاری دہقان۔ مکّی۔ اخروٹ۔ بادام اور پھلوں کی کاشت زیادہ کرتے ہیں اور شہد کی مکھیوں کو بھی پالتے ہیں۔ مصنف۔

پاشا اور اشاف دوربینیں لگائے یا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نمک حرام ہمسایہ کے ساحل کو دیکھ رہے تھے۔ تمام مورچہ آدمیوں سے بھرا ہوا تھا۔ جنکی تعداد اتنے حصہ میں جہاں تک میری نظر پہونچتی تھی کئی سو سے کم نہ تھی۔ ہر ایک شخص اپنے اپنے مقام پر موجود تھا۔ جو اُسے عرصہ کا بتایا گیا ہوا تھا۔ کیونکہ ہمارے مستعد و تجربہ کار مشیر نے اعلان جنگ سے بھی پہلے مفصل ہدایات جاری کر دی تھیں۔ لازمی گھمراہٹ و کھلبلی کے پہلے چند لمحوں کی بعد سب طرف انتظام و نظام۔ دلجمعی۔ خاموشی اور مستعدانہ آمادگی و تیاری کا عالم مستولی ہو گیا۔

پہلا گولہ ہماری ہی طرف سے ہمارے انتہائی شمال مشرقی مورچہ غازی بایئر طابیہ سے جو کلافت سے قریب ترین تھا دشمن کی مستعدی کو معلوم کرنے یا اُسے چھیڑنے کیلئے سر کیا گیا تھا۔ جسکا کلافت کی طرف سے فوراً جواب دیا گیا اور کل دو مانوی باتریوں نے آتشباری شروع کر دی۔ ہماری طرف سے پہلے تو صرف یینی طابیہ۔ غازی بایئر طابیہ اور "مونی ٹرشی" گولہ باری کرتے رہے۔ مگر تھوڑی ہی دیر بعد کل ساحلی باتریاں شریک ہو گئیں۔ پہلی گولی کی آواز سنتے ہی پاشا فوجکر ہو گیا۔ ڈاکٹر ٹوپی سے سلام کر کے خوف زدہ ٹڈی کیطرح اُٹھ دوڑا اور سنسان میز پر اکیلا صرف میں اور کپتان چوف ہی ایک دوسرے کی طرف حیرت و تحیر سے تکتے رہ گئے۔ وہ ارب جی جو ہمکو کھانا کھلانے رہے تھے اور میں نے اور کپتان نے اُنکو معقول انعام دیا ہوا تھا فوراً آپہونچے اور اُنہوں نے ایک آن واحد میں میز۔ جام و صراحی اور کل لوازمات کو نظر سے غائب کر دیا۔ اتنے میں کپتان کو بھی ہوش آگیا اور اُس نے مضطربانہ لہجہ میں کہا:۔ "صاحب میں نے اپنے اختیار کیلئے خاکہ لینا ہے۔ اسلئے آپکے پاس نہیں ٹھہر سکتا۔ امید ہے کہ آپ معاف رکھیں گے لو میں جاتا ہوں اور تم کو بھی میں نصیحت دیتا ہوں کہ فوراً اپنی پلٹن میں واپس چلے جاؤ۔ یہہ درست ہے کہ تم چٹھی پر ہو اور ایسا کرنا تم پر لازمی نہیں۔ مگر اس سے تمہارے افسر خوش ہو جائینگے اور تم بڑے مستعد اور سمجھدار گنے جاؤ گے۔ میرے خواہ مخواہ کے ناصح بننے سے ناراض نہ ہونا۔ میں پرانا سپاہی ہوں اور جو مجھے انسب معلوم ہوا تمکو کہدیا ہے۔ میں تمہاری مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ سلام"۔ یہہ کہکر اُس نے اپنی لمبی چوڑی ہنسلی کو کان کے پیچھے رکھ لیا۔ نوٹ بک کو سر پر ہلا کر باآواز بلند "ہپ۔ ہپ۔ ہپ۔ ہرّا"۔ کا نعرہ بلند کیا۔ اور چھتری کھول ٹوپی کو ایک کان پر زیادہ نیچا کر کے چلتا ہوا۔ اُسیوقت غازی بایئر طابیہ سے ایک توپ سر ہوئی تھی اور فوراً ہی دریائی ساحل کی تمام باتریوں نے یکبارگی آتشباری کر کے زمین کو ہلا دیا تھا اور چار و نطرف دھواں چھا گیا ہوا تھا۔ اُسمیں جسقدر جلد ہو سکا میں دروازہ کی طرف دوڑا گیا۔ وہاں سنتریوں نے مجھہ کو روک کر اپنے افسر کو آواز دی۔ جسکا اطمینان کر دینے پر مجھے باہر نکلنے کی اجازت دی گئی۔

بازاروں میں ترک یہودی اور بلغاری تمام باشندے کل قومی عناد اور مذہبی تعصب کو فراموش کر کے اپنی جان و مال کی حفاظت و سلامتی کے لئے لرزاں و ترساں پھر رہے تھے۔ کئی دریچوں کے آئینے دھماکے سے

ٹوٹ گئے تھے۔ ایک سُنار کا مکان بالکل ہی بیٹھ گیا تھا۔ اور آوارہ گرد کتے ہم صدا ہو کر پوری طاقت سے چلا رہے تھے۔ جس وقت میں بازار میں پہونچا۔ اسوقت تھوڑی دیر کے لئے توپیں خاموش ہو گئی تھیں۔ مگر جلدی ہی کلافت کی باتریوں نے زمین و آسمان کو سر پر اُٹھا لیا اور ویڈن سے ویسا ہی ترکی جواب دیا گیا۔ اسکے بعد ایک دو گھنٹوں تک گولہ باری ہوتی رہی مگر وقفوں کے ساتھ اور نسبتاً کم تیزی سے۔ غنیم نے خلاف توقع کشتیوں پر سوار ہو کر کوئی حملہ نہ کیا۔ اور اُسی دن ہی نہیں بلکہ فتح پلیونا تک رومانیوں نے کبھی کبھی گولہ باری کرتے رہنے کے سوا، ویڈن پر بذریعہ فوج کوئی حملہ نہیں کیا تھا۔ اُس دن (۱۲ مئی) ہمارے ایک مورچہ اور دریائی ساحل کو خفیف سا نقصان پہونچا۔ اور جان و مال کا چنداں نقصان نہ ہوا۔ ویڈن میں دو جگہ آگ لگ اُٹھی جو فوراً فرو کر دی گئی۔ اور ایک مسجد کے ایک مینار کی چوٹی پہاڑے کی طرف گر پڑی جس نے ایک مردہ کتے کا کچومر نکال دیا۔ مینار زمین کے لرزنے سے گرا تھا۔ میرا خیال ہے کہ ہماری کوئی زیادہ گولے دشمن تک نہ پہونچے۔ مگر اُنکا اخلاقی اثر حسب مراد ہوا۔ اِن سے دشمن پر واضح ہو گیا کہ ہم مقابلہ کیلئے بالکل تیار ہیں۔ جس سے اُسے ویڈن پر حملہ کرنیکی جرأت نہ ہوئی اور اُسکا ایک سالم ڈویژن سات مہینوں تک بیکار رہا۔

بازار سے گذرتے وقت مجھے لحظہ بھر کیلئے خیال آگیا کہ ڈورس کو ملکر اُسے تسلی دیتا جاؤں۔ مگر نفس لوامہ نے فوراً ڈانٹ بتائی "فرض عشق سے مقدم ہے"۔ میں بچدار کوچہ و بازار سے خوف زدہ باشندوں کی جم غفیر کو چیرتا ہوا آخر شہر کے پھاٹک تک پہنچ گیا۔ اور وہاں پھر مجھے گارڈ (محافظ پہرہ دار) کو اپنا کام بتانا پڑا۔ شہر سے نکلتے ہی میں شاہراہ پر چڑھ گیا۔ اُس پر بھی فراری بکثرت موجود تھے جو دیگر محفوظ و بعید مقامات کو بھاگے جا رہے تھے۔ کیمپ شہر سے ڈھائی میل دُور تھا۔ یہ مسافت آدھ گھنٹہ سے کچھ زیادہ میں طے کر کے میں ساڑھے پانچ یا چھ بجے یعنی چھٹی کے ختم ہونے سے تین گھنٹہ پہلے کیمپ میں پہونچ گیا۔ کلافت سے جو پہلا گولہ چلا وہ پولٹیکل اور تاریخی لحاظ سے نہایت ہی اہم واقعہ تھا جس نے واقعات مستقبل کی رفتار اور رُخ کو کئی دہلوں بلکہ صدیوں کے لئے بدل دیا۔ اِس سے رومانیا کی وضع و انداز کی نسبت جو شک تھا کہ آیا وہ خاموش رہتی ہے یا روسیو کی طرفداری بجاتی ہے بالکل دُور ہو گئی۔ اِس ایک گولے نے وہ تمام رشتے جن سے یہ ہا بگذار صوبہ اپنے آقا نعمت سے وابستہ تھا توڑ دیئے۔ اور ویڈن فوج کو اعلان کر دیا کہ لڑائی شروع ہو گئی ہے اور اُسکے اور غنیم کے درمیان جو لڑائی کیلئے تیار اور بیقرار ہے صرف ایک دریا کا پاٹ حایل ہے۔ یہ گولہ رومانیا کی بابعالی سے جو ساڑھے تین سو برس تک اُسکا مالک و کامل آزاد تھا اور روس[1] کی مرضی کا غلام ہونیکا دعوٰی یہ غلامی عارضی ہی تھی پیش خیمہ تھا۔ اِس ایک گولے نے ترکی کو

[1] اس میں کوئی کلام نہیں کہ روس ترکی کا کسی صورت میں بچا دوست اور معاون نہیں ہو سکتا۔ لیکن آٹھ دس برسوں سے روس کو اُسکی ایشیائی یا یورپی سلطان کے ساتھ نہ فقط صلح کر لینے بلکہ اُسکا دوست بننے پر مجبور کر دیا۔ اور اس طرح

بتادیا کہ اُسکا ایک اور دشمن۔ اور روس کا ایک اور حقیقی دوست پیدا ہوگیا ہے۔

کمپ میں دو بریگیڈ حکم ملتے ہی کنارہ دریا کی طرف بڑھنے کیلئے بالکل تیار کھڑے تھے پلٹنیں مارچ (کوچ) کی ترتیب میں صف آراتھیں جنکے سپاہی ہتھیاروں کو کھڑا کرکے اُسی ترتیب سے زمین پر بیٹھے ہوئے اور افسر کسی حکم کے انتظار میں بیقرار کھڑے تھے۔ مجھے چوٹی سے پہلے واپس آتا ہوا دیکھکر میرے میر بطرف بنظر استحسان دیکھا اور کپتان نے بھی جو ایک پتھر پر سویا ہوا تھا۔ اپنی آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھا۔ اور پھر انکو بند کرلیا۔ میں نے اپنی سکوٹیڈ کی کمان لیلی اور اپنی موقع پر کھڑا ہوگیا۔ اتنے ہی میں میری طلبی بریگیڈیر کے پاس ہوئی۔ جسکو میں نے ویڈن میں جیکوب کو دیکھا تھا بتلایا۔ ہم چشم براہ کھڑے رہے لیکن کوئی حکم موصول نہوا۔ کلافت اور ویڈن بالکل خاموش ہوگئے تھے۔ گویا یہہ معلوم ہوتا تھا کہ دو ہمسائے جو برسوں سے دوست چلے آتے تھے دو چار گرم باتیں کرکے پھر راضی بارضی ہوگئے تھے اور مصافحہ کرکے اُنہوں نے آپس میں صلح کرلی تھی۔ طویل انتظار سے نہایت ہی پرجوش افسر بھی آخر اکتا گئے اور وہ زمین پر بیٹھ گئے یا لیٹ گئے اور رات کے نویجو ہمکو خیموں میں واپس جانے اور کپڑے کھول دینے کا حکم دیا گیا۔ ہم سب شکستہ دل بستر و نیر لیٹ تو گئے مگر نیند کس جانور کا نام تھا۔ رفتہ رفتہ ہم توپوں کی گرج کے ایسے عادی ہوگئے کہ اس سے ہمکو کوئی تشویش پیدا نہ ہوتی اور ہم اُسکی طرف خیال تک بھی نہ کرتے۔ تاہم کبھی کبھی جھوٹ موٹ یہ خبر

بقیہ حاشیہ ۱۔ روس اپنی دلی عناد کو جو اُسے ترکی کے ساتھ ہے اسوقت تک ظاہر نہ کریگا جبتک کہ دونوں میں سے ایک کامل طور پر مغلوب اور محکوم نہ ہوجائے عرصہ دراز تک ظاہر نہ کرسکیگا۔ لیکن اگر روس کو مندرجہ بالا مجبوری نہ بھی پیش آتی تو بھی مستقبل محاربہ روس و روم میں رومانیا کا ضرور ہی روس کا معاون ہونا کبھی یقینی نہیں ہوسکتا۔ بلکہ برخلاف اسکے اگر رومانیا ترکی کا معاون ہو تو کوئی تعجب نہیں۔ کیونکہ ہمارے موجودہ امیر المومنین عبدالحمید خان ثانی ابن السلطان عبدالمجید خان نے اپنے تدبر و دیانت خداداد سے نہ فقط یورپ کی عیسائی طاقتوں کو ایکدوسرے سے بدظن اور مخالف بنادیا ہے۔ بلکہ اپنے دشمنوں اور سابقہ موجودہ باجگذار صوبوں کو بھی اپنا دوست اور وفادار بنا رکھا ہے۔ چنانچہ وہی جرمنی۔ رومانیا۔ سرویا۔ اور بلگیریا جو ۱۸۷۷ء کے محاربہ روس و روم میں ترکی کے جانی دشمن و معاند اور روسیوں کے رفیق اور شریک حال تھے۔ اب سلطان کے جان نثار دوست اور وفادار رفیق ہیں۔ سلطان المعظم کی بینظیر پالیسی کی کامیابی اُنکے دیگر یورپین طاقتوں سے موجودہ تعلقات اور روس کی سابقہ پالیسی کی تغیر کے اسباب میں نے بست سالہ عہد حکومت امیر المومنین خلداللہ ملکہ کی متن کے حواشی اور اخبار وکیل کے متعدد مضامین میں جو بطور ضمیمہ کتاب مذکور کے ساتھ شامل کردیئے گئے ہیں بالوضاحت بیان کردیئے ہیں۔ شائقین اس کتاب سے ملاحظہ کرسکتے ہیں اور اخبار وکیل کے باقاعدہ مطالعہ سے اُنکو خلافت سنیہ اور خلیفہ اعظم کے متعلقہ واقعات و حالات متداولہ سے بخوبی آگاہی ہوسکتی ہے۔ تاریخ خاندان عثمانیہ سے بھی انکو کافی معلومات

۱؎ ہر ایک کمپنی یا سکوڈرن اپنی رائفلیں ایک جگہ زمین پر کھڑی مینار کی شکل میں ایکدوسرے سے جوڑ کر کھڑی کردیتی ہے مترجم۔

اُڑجاتی کہ دشمن نے حملہ کردیا ہے۔ ہم فوراً کوچ کیلئے تیار ہوجاتے اور بعد میں کچھ بھی نہ نکلتا +

اِس واقعہ سے چند دن بعد مجھے پہلی دفعہ بعیدی پیر دلی چوکیوں کی حفاظت کے کام پر لگایا گیا۔ ہماری کمپنی ایک پہاڑی پر جو کیمپ سے بجانب شمال مغرب پانچ میل۔ ڈینوب سے بجانب جنوب مغرب پانچ میل۔ اور سرحد سروبا سے بجانب جنوب مشرق سات میل کے فاصلہ پر تھی متعین کیگئی۔ اُسکی چوٹی سے ہم دریا کے ساحل کو ۲۵ میل اور سرحد سروبا کو ۱۵ میل تک دیکھ سکتے تھے۔ وہ دریائے ڈینوب کی سطح سے چار سو فیٹ بلند ہے اور اُسکے چاروں طرف نہایت خوبصورت منظر ہیں۔ میرا سکوئیڈ پہاڑی کے داہنے مختلف مقامات پر کئی موضعوں کے قریب جنمیں سے ایک کا نام غنز دانھا چند دن ہم کھلے میدان میں شب باش ہوتا رہا۔ ان دیہات کی بلغاری دہقانوں سے میں اپنے آدمیوں کے لئے خوب گرما گرم کھانے حاصل کرتا رہا۔ یہہ کام پہلے تو میں نرمی اور پیار سے یعنی کوشش کرتا مثلاً اُنکی بچوں کو پیار دلاسا دیا کرتا اور بملاطفت درخواست کرتا۔ اگر اُس سے کام نکل جاتا جیسا کہ اکثر ہوتا رہا تو فبہا ورنہ پھر سختی سے کام لیتا۔ ایسے موقعہ پر سختی کرنا ہرگز بیجا نہیں ہوسکتا۔ میں ایسا کرنے میں بالکل سستی پر تھا۔ لیکن سختی کے ساتھ ہی میں صفائی کو برابر روگتا رہا۔ رومانوی باشندے سب کے سب بھاگ گئے ہوئے تھے۔ ہم نے کئی دروازوں کو کھٹکھٹایا۔ اور جب کوئی جواب نہ ملا تو کواڑ توڑ کر اندر چلے گئے۔ اور وہاں سے ہمکو کمبل۔ تکئے برتن اور اسی طرح کی کئی کارآمد چیزیں دستیاب ہوئیں۔ میں نے لوٹ مار کی سخت ممانعت کر رکھی تھی۔ اور قانوناً بھی یہہ سنگین جرم تھا۔ ایک مکان میں ہمکو ایک قیمتی کلاک اور ویسی ہی کئی قیمتی چیزیں ایک جگہ چھپا کر رکھی ہوئی ملیں۔ ہمنے مشکوں کے سوائے جنکی تلاش میں ہم آئے تھے اور کسی چیز کو ہاتھ نہ لگایا۔ رات کے وقت کمپنی کو پہرہ پر تین دستے مقرر کرنے پڑتے۔ ہر ایک دستہ نصف سکوئیڈ کا ہوتا تھا اور اُسکے بارہ سپاہی علیحدہ علیحدہ مختلف مقامات پر پہرہ دینے کے لئے لگائے جاتے تھے۔ ہم لفٹنوں کا یہہ کام تھا کہ اُن سنتریوں کا معائنہ اور نگرانی کرتے رہیں۔ رات کی تاریکی میں چٹانی زمین پر چلنا بہت ہیڈا کام تھا۔ میں کئی دفعہ ٹھوکر کھا کر گر پڑا۔ اور ناک منہہ کو چوٹ آگئی۔ اس بعیدی چوکیداری کے دوران میں کوئی واقعہ قابل ذکر نہ گذرا۔ جب دوسری کمپنی ہماری جگہ پہونچ گئی تو ہم نے اپنے آرام دہ خیموں میں پہنچکر خدا کا شکر کیا۔ کیمپ میں ہم کو ایک ہفتہ کیلئے کیمپ کے سنتریوں کا کام دینا پڑا۔ چنانچہ کئی دفعہ کیمپ کے پھاٹکوں پر مجھے کسی نہ کسی پر میری تعیناتی ہوتی رہی۔ جہاں بغیر مجاز اشخاص کو اندر آنے سے روکنے میں بہت دقت پیش آتی رہی۔ ہر دفعہ سینکڑوں آدمی رجمنٹ لیاقت قاصد۔ کمسی نہ کسی طرح کے سائیل۔ مستقیث۔ گداگر۔ چیسی۔ بازی گر۔ اور آوارہ گرد اندر جانیکی اجازت طلبی کے خواستگار ہوتے تھے۔ آوارہ گردوں کی کوئی بات نہ سُنی جاتی تھی۔ اُنکو آتے ہی چوتڑوں پر بندوق کے کندوں سے دو چار ضربیں لگا دیجاتیں اور اس سلوک سے وہ بالعموم کتوں کیطرح دم دبا کر بھاگ جاتے لیکن

پہنچی انہیں سے اگر کوئی زیادہ اصرار کرتا تو اُسے فوراً بید لگوا دیئے جاتے ورنہ دیر کبھی بے اثر نہ رہتی۔ کئی اشخاص کو جو بلا اجازت رواروی اندر گھس آئے میں نے گرفتار بھی کیا۔ جو ایک بلغاری کے سوائے جسپر جاسوس ہونیکا شبہ تھا۔ مگر چند دنوں کی حراست کے بعد چھوڑ دیا گیا سب کے سب آئندہ کیلئے محتاط رہنے کی نصیحت کے بعد رہا کر دیئے گئے۔ البتہ عورتوں سے پیچھا چھوڑانا بہت مشکل تھا۔ کئی کوئی چیز بیچنے کے لئے آتیں۔ کوئی کہتی کہ ہمنے فلاں رشتہ دار کو ملنا ہے۔ اکثر خوبصورت لڑکیوں نے فتنہ آمیز باتوں اور ناز و ادا یا پیار و دلاسہ کے اقدام سے مجھے رشوت دینی چاہی۔ مگر مجھے فوراً ڈورس کا خیال آجاتا۔ اور کسی کا ناز و نخرہ مجھپر مؤثر نہ ہوتا۔ جب یہ ڈیوٹی بھی ختم ہوگئی تو میری کمپنی کو کئی ہفتوں تک کوئی اور کام نہ کرنا پڑا۔ جون کے وسط میں ہمکو پندرہ دن کے لئے ویڈن اور فلورٹن کے دریائی کنارۂ دریا کی نگرانی و محافظت پر جو کوشتا وا سے دُور نہ تھا بھیجا گیا۔ وہاں بھی اسکے سوا کوئی اہم واقعہ نہ گذرا کہ ہمنے ایک رومانوی شکاری کشتی کو پکڑا۔ لیکن اُسپر ایک تازہ گرفتار مچھلی اور جال کے سوائے اور کوئی غنیم نہ ملا۔ غالباً یہ کشتی دوسرے ساحل سے اپنے لنگر سے کھل گئی ہوگی۔ ہم نے مچھلی کو چٹ کیا اور کشتی کو اُسپر پہلے ایکدفعہ دریا کی اور ایک غیر آباد جزیرہ کی سیر کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایندھن بنا لیا۔ یہ جزیرہ غنیم کے ساحل سے پانچسو گز کے فاصلہ پر تھا اُسکے گھنے جنگل میں ہم نے وہیں کھانا تیار کر کے خوب جشن اُڑائے۔ ہم جزیرہ پر ہی تھے کہ مقابل کے ساحل پر رومانوی فوج کا ایکدستہ گذرا۔ ہم نے اُن کو دیکھکر اپنی ٹوپیاں اور رومال ہلائے۔ اور اُنہوں نے بھی اُسی طرح خوش اخلاقی کا اظہار کیا۔ اُن کو رومال اور ٹوپیاں ہلاتے ہمنے دُوربینوں سے دیکھا۔ ہم ہر روز دریا میں نہاتے اور نفیس و لذیذ مچھلیاں پکڑتے تھے۔ اوّل اوّل مچھروں نے بہت ستایا۔ مگر ایک دو ہفتوں کے بعد اُنہوں نے میرا پیچھا چھوڑ دیا اور میرا چہرہ معمولی جسامت اور شباہت پر آگیا۔ شاید وہ اسلئے مجھ سے باز آگئے کہ دھوپکی گرمی اور اُنکی ڈنکو نسی میرا رنگ تاریک سیاہ اور جلد سخت ہوگئی تھی۔ ایکدفعہ ہمکو ایک دہقانی کے باغ میں جو اُسے چھوڑ کر بھاگ گیا ہوا تھا ایک مگس خانہ ملگیا۔ ایک واقفکار سپاہی نے کارتوس چلاکر مکھیوں کو اُڑا دیا اور بمقدار کثیر شہد نکال لایا۔ کیڑوں مکوڑوں کا ذکر آجانے پر بلغاری پسّو کا ذکر یہاں بے محل نہوگا۔ چستی و چالاکی اور خونخواری میں وہ اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ اُسکا تعاقب و شکار۔ بھیڑیئے کے شکار سے جسکا اتفاق ہمکو نومبر میں پلیونا کے سامنے ہوا کچھ کم جوش افزا و حرارت انگیز نہیں ہے۔ ساحل سے کمپ واپس آنے پر پہرہ سے ویڈن میں بعیدی چوکیداری کا کام نہ لیا گیا۔

سنتریانہ فرائض کے ساتھ سنتری کتّوں کا ذکر ضروری ہے۔ آنوا کمپ میں تقریباً سو ایسے کتے تھے جنمیں سے بعض اس کام کے لئے خود سکھائے گئے ہوئے تھے اور باقی معمولی کتے تھے جو خود بخود دیہہ

کام سیکھکر قواعد دان یا آموختہ کتوں کے ساتھہ شامل ہوگئے تھے۔ یہہ مختلف قسموں کے تھے۔ اور تقریباً بارہ ایک مختلف اقسام کے مخلوط الجنس تھے۔ مگر سنتری کا کام بہت عمدہ دیتے تھے۔ ان عثمانی آوارہ گرد کتوں کی ذہانت پر پوری کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ نظیر کیلئے یہی ایک امر کافی ہے کہ اُنکا اپنا خاص طریق حکومت و انتظام اور جماعت بندی موجود ہے۔ جو عجیب و غریب ہی نہیں بلکہ انگریزی کانسٹی ٹیوشن (انگریزی آئین وحکومت) سے بھی جو کل دنیا میں افضل سمجھی جاتی ہے، زیادہ عاقلانہ اور مناسب ہے۔ میں اپنے سنتری کتوں کی حیرت انگیز عقلمندی اور دانائی کی سینکڑوں کہانیاں بنا سکتا ہوں۔

ابراہیم اور اسکا کلر سکوپڈ سنتری کے کام اور بعیدی چوکیداری سے مستثنےٰ رہا۔ دن رات کی رفاقت سے مجھے جیک سیمور سے بیحد محبت ہوگئی۔ اور جیسا کہ نوجوانوں کی پُرجوش اور بلند خیالی کا خاصہ ہے ہم نے تازیست ایکدوسرے کا دوست رہنے کی حلف اٹھائی +

گولہ باری ہر دوسرے تیسرے دن کبھی چند منٹوں کے لئے اور کبھی گھنٹوں تک ہوتی رہتی۔ دن میں انجنیر تعمیر اور مرمت دوبارہ فراط تھے۔ چنانچہ مورچوں کو جو نقصان پہنچتا اسکی فوراً مرمت کرلیجاتی۔ مگر شہر کی یہہ حالت نہ تھی۔ آتشزدگی کی حادثے عموماً ہوتے رہتے۔ اور گاہ گاہ کئی جگہ ایک ساتھہ آگ لگ جاتی۔ اور چونکہ انطفائے آتش کیلئے کوئی باضابطہ بریگیڈ نہ تھا۔ سپاہیوں کو آگ بجھانے پر بھیجا جاتا تھا۔ ایکدفعہ ہم جو آگ اسقدر تیز ہوگئی کہ کمپنی ہی فوج بھیجی گئی۔ میری پلٹن بھی اسمیں شامل تھی۔ ہم شہر میں شام کے قریب پہنچے۔ اُسوقت تک آگ بجھا لیگئی تھی۔ مگر گولہ باری ۹ بجے رات تک جاری رہی۔ ایک گولہ مجھہ سے سو فیٹ کے فاصلہ پر پھٹا۔ جس سے ایک ترک عورت اور اُسکا شیر خوار بچہ جو ہم سپاہیوں کو دیکھنے کے لئے باہر آئی تھی ہلاک ہوئے۔ میں ایک گھنٹہ کی چھٹی لیکر ڈورس کے مکان پر گیا اُسے کوئی گولہ نہ لگا تھا۔ بوڑھے کی ہوش و حواس برآن تھے۔ مگر لڑکی کا حوصلہ قایم تھا۔ اُسکو اپنے دادا سے کمال اُلفت تھی۔ اور اُسکی ایسی نگہداشت اور خدمت کرتی تھی کہ بے اختیار اُسکے حق میں دعا نکل جاتی تھی۔ میں نے انکو تشفی دی کہ تم گولہ باری سے بہت کچھہ محفوظ ہو نہایت مضبوط اور بلند مسجد تمہارے مکان اور غنیم کے گولوں کے درمیان حایل ہے۔ اگر تمکو خطرہ ہی تو صرف یہی کہ کہیں مسجد کا مینار تمہارے مکان پر نہ گر پڑے۔ دیدن سے بیرے روانہ ہونیکے دن تک اُنکو کوئی نقصان نہ پہنچا تھا۔ ان باتوں سے فارغ ہوکر جب میں نے معاملہ کا ذکر کیا تو بوڑھا یہودی فی الفور پُرزے جہاز کر ہوشیار اور چوکس ہوگیا۔ میں نے اُس سے ایک پچاس پونڈکی ہنڈی کا جو قسطنطنیہ پر تھی روپیہ لیا اور اسی کی ایک انگشتری خرید کر ڈورس کو بطور یادگار نذر کی۔ یہہ بتانیکی تو کوئی ضرورت ہی نہیں کہ جیسا کہ تاقیامت نوجوان کرتے رہیں گے ہمنے ایکدوسرے کے بوسے لئے اور مدامی محبت کی قسمیں اُٹھائیں +

ویڈن ویران سا نظر آنے لگ گیا تھا۔ گولہ باری سے پہلے ہی باشندے بھاگنے شروع ہو گئے تھے۔ اسکی شروع ہونے پر عام بھاگڑ پڑ گئی۔ ہر روز چھکڑوں اور گاڑیوں کی قطاریں جنپر اسباب خانہ داری لدا ہوا ہوتا تھا کیمپ میں سے گذرتی رہتی تھیں۔ جن کنبوں کو گاڑیاں بہم نہ پہونچتیں۔ وہ پیٹھوں پر اسباب لیے جاتے۔ میں نے اکثر دفعہ دیکھا کہ نوجوان ہٹے کٹے بلغاری توپ منہ سے لگائے ہوئے صرف ایک کلاک یا صلیب یا کوئی اور ویسی ہی ہلکی پھلکی چیز اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور اسکی بیوی چھکڑا بھر صندوقوں۔ بقچوں۔ بچوں اور بستر کے بوجھ سے لدی جا رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ ضرور عیسائی ہونگے (کیونکہ نالائق سی نالائق مسلمان بھی کبھی ایسا نہ کرے۔ تارکان شہر نے ایسے دیہات میں جو گولہ باری کی زد سے باہر تھے پناہ جالی یا کھلے میدان میں ڈیرے ڈال دیئے۔ انووا کے قریب جو ہسپٹرلونکی ایک خاص بستی آباد ہو گئی تھی۔ یہ ہجو بسٹر یا شکستہ اسباب۔ بوریوں اور مٹی سے الغرض جو چیز ہاتھ لگی اس سے بنا لیگئی تھیں۔ بھاگنے والے زیادہ تر بلغاری تھے۔ ترکوں اور یہودیوں کو مشیر پر بھروسہ تھا کہ وہ اُن کی حفاظت کر سکیگا۔ اور عموماً وہ شہر ہی میں رہے۔ ویڈن کے ملحقہ دیہات میں بے شمار رومانوی آباد تھے وہ سب کے سب اونوں کو لکڑیوں کے بڑے بنا کر دریا کے راستہ یا سروی علاقہ میں سے اپنے ہموطنوں کو جا ملے۔

تقریباً ہر گلی میں ایک آدھ مکان ضرور ایسا تھا جسکو جزوی نقصان پہنچ گیا تھا۔ اور کل ویڈن میں آئینے تو کسی کواڑ کے سلامت نہ رہے تھے۔ مگر سب نقصانات کو بالمجموع دیکھنے سے معلوم ہو جاتا تھا کہ گولہ باری جیسی بظاہر مہیب معلوم ہوتی ہے ویسی دراصل نہیں۔ چنانچہ جون کے آخر میں وہ دونوں طرف سے مدہم پڑ گئی۔ کمانیروں پر اسکی بے سودی واضح ہو گئی اور فقط کبھی کبھی اُسے شروع کیا جاتا۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے چلے آنیکے بعد وہ بالکل ہی بند ہو گئی۔ میرے خیال میں ہماری گولہ باری سے کلافت کو بہت نقصان نہ پہنچا۔ وہاں یہی آشفتگی کے کئی حادثات ہوئے۔ لیکن ویڈن سے کم اور انمیں اہم کوئی بھی نہ تھا۔ میں یہ پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ کلافت ویڈن سے بلند سطح پر آباد ہے۔

ہماری طرف جان کا زیادہ نقصان نہ ہوا۔ کل گولہ باری میں اس پسند باشندوں کے سمیت ہمارے غالباً ایکسو اسی آدمی قتل و زخمی ہوئے۔ کمپ کے سب زد سے باہر تھے۔ الغرض دونوں طرف کی دوہاہ گولہ باری کا نتیجہ بالکل صفر رہا۔

دریجولا سپاہی بیکاری اور عدم مصروفیت سے شکستہ دل ہونے شروع ہو گئے اور جو اس بیکاری کا باعث تھی اُن سے بعینہٖ دارالخلافہ کی مجلس حرب اور سردار اکرم سے جو شولا میں رہتا ہماری فوج کی ناراضگی غایت درجہ تک پہنچ گئی۔ جو کچھ ہوتا تھا اُسکی ہمکو اطلاع ہوتی رہتی تھی۔ خبریں اعلےٰ افسروں سے ماتحتوں کو ملتی تھیں اور اسطرح کل کیمپ میں مشہور ہو جاتی تھیں۔ اخباروں کے ذریعہ سے بھی ہمکو خبریں ملتی تھیں۔ مگر وہ بہت پرانی

ہوتیں۔ اور یک بختی یعنی طرفدارانہ ہونیکی وجہ سے بالعموم بیکار ہوتی تھیں۔ اِس اثنا میں جو کچھ دراصل واقعہ ہوا اور جسکی درستی کی بعد میں تصدیق ہوگئی۔ اُسے مَیں ذیل میں درج کرتا ہوں۔ جب ہم ویڈن میں تھے اُسوقت ایک ہی واقعہ کے متعلق ایسی متضاد خبریں پہنچتی تھیں کہ حق و باطل کی تمیز مشکل ہوسکتی تھی۔ پہلے میں یورپین ٹرکی کے معاملات تحریر کرتا ہوں +

رومانیا نے ۲۶۔ اپریل کو روس سے معاہدہ کرکے اُسکی افواج کو اپنے ملک سے گذرنے کی باضابطہ اجازت دیدی۔ گو فوجوں نے اعلان جنگ کے دن سے ہی گذرنا شروع کردیا تھا۔ روسیوں نے مقامات بریلا[1] اور گالاز پر متصرف ہوکر انکو قلعبند کرلیا۔ ۲۔ مئی کو بابعالی نے اپنے باجگذار صوبوں کو اطلاع دی کہ اُسکا غنیم کی فوج کو اجازت دینا بغاوت کے اعلان کے مترادف ہے۔ اسپر رومانیا نے اپنی مطلق العنانی کا اشتہار دیکر اِسکا عملی اعلان ۱۰ مئی کو اور اُسکے بعد کلافت کی باتریوں سے ویڈن پر گولہ باری کرنے سے کردیا۔ ۱۱ مئی کو روسیوں نے ترکی آہن پوش "لطف جلیل" ڈینوب کے حصہ زیرین میں غرق کردیا۔ ۱۴۔ مئی کو گرینڈ ڈیوک نکلس (زار نکلس ثانی زار حال کے دادا کا بھائی) کمانڈر انچیف (سپہ سالار) روسی افواج یورپ نے نیا ہیڈ کوارٹر کشنیف (واقعہ بصیریا) سے پلائی چی واقع رومانیا کو منتقل کیا۔ ۲۰۔ مئی تک روسیوں نے جنکی فوج ان ٹکموں کے سمیت جو جون میں پہنچیں۔ نو آرمی کور دن (اردو) اور کئی کیولری ڈویژنوں پر مشتمل تھی۔ مقام قلعیادا واقعہ بروہانہ ڈینوب سے لیکر مقام الوتا تک تصرف کرلیا اور الوتا سے لیکر کلافت تک چار ڈویژن رومانوی فوج کے پھیلے ہوئے تھے۔ ترک دریا کے جنوبی ساحل پر بروہانہ سولینا سے لیکر فلارٹن تک قابض تھے۔ مگر انکی فوجیں تعداد میں اعدا کی افواج سے کم تھیں۔ محافظت کی اِس پہلی لائن کے پیچھے ہی اُن کے پاس وارنا۔ سلگراد شوملا۔ سلوی اور صوفیا کے مضبوط مقامات موجود تھے۔ یورپین ترکی میں سپہ سالار عبدالکریم پاشا تھا۔ جسکے پاس مشرقی بلگیریا کی افواج کی بھی خاص کمان تھی۔ وہ دارالخلافہ کی مجلس حرب کے تابع تھا۔ سلطان المعظم بذات خاص اس مجلس کے پریسیڈنٹ (میر مجلس) تھے۔ ۲۲۔ مئی کو پرنس چارلس نے اپنے تئیں اوّل آزاد شہزادہ رومانیا مشتہر کرکے شاہی کا لقب اختیار کیا۔ مگر زار نے اُسکی فوجی امداد قبول کرنیسے بدیں وجہ انکار کردیا کہ شہزادہ نے اُسکے ساتھ جو بہ دو شرطین لگائی ہیں کہ ایک تو پرنس کو بادشاہی لقب دیدیا جائے۔ اور دوم روسی حملہ آور افواج کی اعلیٰ کمان اُسکے سپرد کردیجائے۔ اُنکو زار پورا کرنیکی استطاعت نہیں رکھتا۔ ۲۲۔ جون کو روسی فوج کا ایک دستہ جنرل زمرمن کے زیر کمان کشتیوں پر سوار ہوکر گالاز سے اور دوسرے دن ایک اور دستہ بریلا سے دریا کو عبور کرگیا۔ اور ان فوجوں نے ۲۶ جون تک مقامات اسکیچ۔

[1] یہ دونوں شہر دریا ڈینوب کے شمالی ساحل پر رومانیہ کے بالترتیب تخمیناً سو سوا سو میل کے فاصلہ پر رومانیا میں واقع ہیں۔ مترجم۔

تلچہ۔ باباداغ۔ اور ہرسووا پر قبضہ کرلیا اور بمقام بریلا دریا پر کشتیوں کا پُل بنالیا۔ بعدازاں اس فوج نے کُل (صوبہ) ڈابرڈوشا پر حملہ کیا۔ مگر وہ شروع میں اس سے زیادہ کچھ نہ کرسکی کہ دارنا میں جو اُس سے بدرجہا کم ترکی فوج تھی۔ اُسے روکے رہی۔ ۲۷ جون کو روسی فوج کے ایک دستہ نے بمقام سمنتز اکشتیوں پر دریا کو عبور کرکے سٹوو اکی قلیل التعداد ترکی فوج کو سخت معرکہ کے بعد بھگا دیا۔ اور اس موقعہ پر دریا پر کشتیوں کا پُل بنالیا جو کل محاربہ میں روسیوں کے لئے رومانیا اور بلگیریا کے درمیان آمدورفت کا بڑا راستہ رہا۔ ۳۰ جولائی کو یہ پُل ختم ہوا۔ اور اُسی تاریخ سے بہت بڑے پیمانہ پر تین طرفوں سے بلگیریا پر حملہ شروع ہوگیا۔ ایک حصہ روسی فوج کا مشرق کیطرف روانہ ہوا۔ اُسنے ۷ جولائی کو مقام سیلا پر قبضہ کرلیا۔ اور ۹ جولائی کو یہ فوج جو ارچ ڈیوک (ولی عہد) یعنی اسکندر ثالث متوفی زار حال کے باپ کے زیر کمان تھی بلا مزاحمت قرہ لوم تک پہونچ گئی۔ اور حملہ آوروں کی فوج سوار ان اس تاریخ تک عثمان بازار اور شوملا تک بڑھی چلی گئی۔ فوج کا دوسرا حصہ جنوب کیطرف روانہ ہوا۔ وہ جنرل گورکو کے ماتحت تھی۔ اُس نے ۷ جولائی کو بلگیریا کے قدیم دارالخلافہ ٹرنوو اپر اور ۹ کو سلوی پر قبضہ کرلیا۔ یہہ دونوں مقام ترک حملہ آوروں کے آنے سے پہلے خود بخود خالی کرگئے تھے۔ ۱۱ کو گورکو کوہ بلقان کے دامن تک پہنچگیا۔ تیسرا حملہ مغرب کیطرف کیا گیا۔ اور جنرل کرڈنر کے ماتحت ایک آرمی کور "جولنواں تھانیکو پولی کیطرف روانہ ہوا۔ یہی وہ فوج تھی جسکے ساتھہ ہمکو مقابلہ کرنا پڑا۔ اور جسے ۲۰ جولائی کو عثمان پاشا نے شکست فاش دی ۔ روسی کمانڈر انچیف نے اپنا ہیڈ کوارٹر ۲۳ جولائی کو بمقام سسٹوا اور ۸ اگست کو وہاں سے بمقام سیلا منتقل کیا۔ الغرض ۱۲ جولائی کو یورپی میدان جنگ میں یہہ نقشہ قایم تھا جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اب ایشیائی معاملات کا ذکر کرتا ہوں +

۲۴ اپریل کو اور اُس سے کچھہ عرصہ بعد روسی چار مقامات سے ترکی قلمرو میں داخل ہوئے جنرل اوکلوشنیو مقام آخلگتی سے باطوم کیطرف۔ جنرل ڈیول اغل کلاکی سے اردہان کیطرف۔ جنرل ہیسن (جنرل لوروس میلی کاف سپہ سالار روسی افواج ایشیا بھی اس جرنیل کے ساتھہ تھا) اسکندر یول سے قارص کی طرف۔ اور جنرل ترگوکاسوف اریوان سے بایزید کیطرف بڑھا۔ ترکی سپہ سالار ایشیا میں مختار پاشا[۵۴] تھے۔ جنکے ماتحت باطوم۔ قارص۔ اردہان۔ بایزید اور اوض روم میں ساٹھہ ہزار۔ اور کل ایرانی سرحد پر بیس ہزار

---

[۵۴]۔ غازی احمد مختار پاشا ۱۸۳۲ء میں ایشیا کوچک کے مشہور شہر اور ترکوں کے قدیم دارالخلافہ بروسہ میں متولد ہوئے ۱۸۵۴ء سے ۱۸۶۵ء تک مکتب حربی میں مدرس رہے۔ ۱۸۷۸ء میں وہ یمن اور ۱۸۷۶ء میں مانٹی نیگرو میں سردار اکرم رہے۔ جولائی ۱۸۷۷ء میں سلطان المعظم نے انکو مقامات الباء اور سیوبن کی فتوحات اور قارص سے روسی محاصرہ کے اوٹھا دینے کے صلہ میں "غازی" کا خطاب عطا فرمایا۔ مصنف۔

فوج تھی۔ ۱۲ جولائی تک روسی فوج حملہ آور کے چاروں دستوں سے حسب ذیل معاملہ گذرا جنرل اوسکلوشیو نے ۱۱ مئی کو مقام خوت سوبانی کے قریب ایک ترکی دستہ کو شکست دی اور ۲۸ مئی کو مقام کنر کشی پر قبضہ کرلیا۔ وہ اس سے زیادہ کچھ نہ کرسکا۔ جنرل ڈیول ۵ مئی کو اردہان کے سامنے پہونچا۔ دس ہزار ترکی فوج حسین پاشا کے ماتحت وہاں کی محافظ تھی جنرل مذکور نے خود کو کمزور پاکر تیسرے کالم سے کمک طلب کی اسپر جنرل ہمین اپنے دستہ کا کچھ حصہ لیکر ۱۳ مئی کو بمقام پانکس جو اردہان کے قریب جنوب مشرق کیطرف واقع ہے پہنچ گیا۔ اور اُس کُل فوج کو جو اردہان پر حملہ کرنیوالی تھی (یعنی دوسرے کالم کو بھی) اپنی کمان میں لے لیا۔ تیسرے کالم کے باقیماندہ حصہ کو لورس میلی کوف سپہ سالار نے اپنے ماتحت رکھا۔ ۱۴ مئی کو اردہان کا محاصرہ کیا گیا۔ ۱۶ کو سخت گولہ باری کیگئی۔ ۱۷ کو عام حملہ کیا گیا۔ اور ۱۸ کو وہ فتح کرلیا گیا۔ اس فتح کے بعد اس متفقہ فوج نے قارص کیطرف بڑھکر ۳۱ مئی کو اُسکا محاصرہ کرلیا۔ ۹ جون کو گرینڈ ڈیوک میکائیل روسی افواج ایشیا کا سپہ سالار بنایا گیا۔ ۱۷ سے ۲۳ جون تک قارص پر سخت گولہ باری کیگئی۔ ۲۱ و ۲۲ جون کو البار کے قریب مختار پاشا نے میلیکوف کو شکست دی اور اسی روسی جرنیل کو پھر بتاریخ ۲۵ جون مختار پاشا کے نائب اسمٰعیل پاشا نے سیتون کے خونریز معرکہ میں کامل اور فاش ہزیمت دی۔ جسپر سردار اکرم فوج جرار لیکر قارص کی کمک کو روانہ ہوگئے۔ اور ۹ جولائی کو روسی مجبوراً محاصرہ سے ہاتھ اٹھاکر سرحد کو پیچھے ہٹ گئے۔ چوتھے کالم نے ۲۰ اپریل کو باید فتح کیا اور ۲۸ مئی تک مقامات آرسیب اور مسوم تک پہونچ کر وہاں سے وہ مغرب کی طرف ہوگیا۔ اور ۱۵ مئی تک قرہ قلعہ سی تک پہنچ گیا۔ اسی کالم کی جنرل ٹرگوکاسوف نے دلی بابا کے قریب بھی ۱۶ اور ۱۷ جون کو ترکوں پر فتح پائی۔ مگر سیتون کی شکست کی خبر ملنے پر بایزید کیطرف ہٹ گیا۔ جسکا علی کمالی پاشا تیرہ ہزار فوج سے محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ اس نے دس جولائی کو محاصرین سے روسی محصور فوج کو رہائی دلوائی۔ مگر آخر کار روسی علاقہ کو پیچھے دھکیل دیا گیا۔ اور ۱۲ جولائی کو ایشیائی میدان جنگ کا نقشہ اسصورت میں تھا جو بیان ہوئی۔

بری محاربہ کے ساتھ ہی ترکی بحری بیڑہ کی کارروائیوں کا ذکر کردینا بھی ضروری ہے عثمانیہ بیڑہ جہازات کا امیر البحر ہوبرٹ پاشا تھا۔ ایک ترکی بیڑہ نے ۲۵ مئی کو مقام پوتی پر اور ۱۲ مئی کو سوخم قلعہ پر گولہ باری کی

بقیہ حاشیہ غازی ممدوح آجکل مصر میں اعلیٰ ایمپریل کمشنر ہیں۔ وہاں وہ ۱۸۸۵ء میں سر ڈرمنڈ ولف انگریزی سفیر کے ہمراہ مشن تحلیہ مصر کے متعلق بھیجے گئے تھے۔ جب کمیشن اپنے معاہدہ میں کامیاب ہوئی۔ تو انکو وہاں سلطانی کمشنر بنا دیا گیا۔ مترجم۔

ہوبرٹ انگلش چارلس ہوبرٹ انگلستان کے ایرارل آف بکنگھم کے جو اس خاندان کا چھٹا ارل تھا تبصرہ باقی حاشیہ صفحہ ۱۲۳ پر

یہ دونوں بندرگاہ بحرہ اسود کے مشرقی ساحل پر بالطوم سے اوپر واقع ہیں۔ مترجم۔

اور آخر الذکر مقام پر ۱۶ مئی کو قبضہ کر لیا گیا (بحیرہ اسود کے مشرقی ساحل کے) اکثر مقامات پر ترکی فوج اتار دیگئی اور ۳۱ مئی تک راس ایڈلر سے راس ڈرانڈی تک کل ساحل پر ترکی قبضہ ہوگیا۔ اور ساتھ ہی بحیرہ اسود کے ساحلی صوبجات ابھاسیا۔ قوطائیس اور کوبان کے مسلمان باشندوں سے انکو اسلحہ وغیرہ سے مدد دیکر۔ مترجم، روسی گورنمنٹ کے برخلاف بغاوت کرا دیگئی۔ یکم جون کو ان اضلاع میں امن قایم کرنے کے کام پر جنرل الشاسوف کو مقرر کیا گیا۔ جسنے اُسی دن بمقام سوچا۔ بتاریخ ۱۳ جون الوری ہیں۔ ۲۳ جون کو مرخوبی ہیں اور ۲۷ جون کو ادچوم چیری میں مسلمان باغیوں کو پے در پے شکستیں دیں۔ مگر ساحل مذکور کا سب سے مشہور اور بڑا قصبہ یعنی سوخم قلعہ برابر ترکوں کے قبضہ میں رہا۔ اور شکستوں کے باوجود مسلمان باغیوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہوتا رہا۔ جنکی تعداد نومبر کے اخیر میں ایک لاکھ ۷۵ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔

خلاصہ کلام ۱۲ جولائی کو بحیرہ اسود کے سواحل پر صورت حالات حسب بیان مندرجہ بالا تھی۔ ان سب کا خلاصہ حسب ذیل ہے (اور دیدنیں یہی جہاں اکثر متضاد اور بکر خبریں ہمیں ملتی تھیں ہمنے تقریباً یہی اندازہ قایم کیا تھا) یورپ میں غنیم کو مسلسل کامیابی نصیب ہوئی اور وہ بلا مزاحمت بلگیریا میں بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ایشیا میں روسیوں کو پہلے تھوڑی سی عرصہ میں زیادہ نقصان کے بغیر یکے بعد دیگرے فتوحات حاصل ہوئیں۔ مگر پھر سب جگہوں سے سرحد کو پیچھے ہٹا دیگئی۔ اسکے ساتھ ہی روس کی مسلمان رعایا کی بغاوت اور شاندار ترکی ٹیرہ کی مستعدی جو ایک انگیز کے زیر کمان تھا۔ ترکوں کی اس عدم قابلیت کے باوجود کہ وہ تمام مفتوحہ مقامات پر قبضہ قایم نہیں رکھ سکے تھے بہت کچھ امیدیں کیجا سکتی تھیں۔ مگر ہم دیکھ رہے تھے والوں کو تو صرف بوریلی معاملات سے سروکار تھا۔ اور غنیم کو سلطنت کے زخیر ترین صوبہ کو بلا مزاحمت روندتا چلا جاتا دیکھکر ہماری آنکھوں سے خون ٹپکا پڑتا تھا۔ ہم دانت پیستے تھے۔ اور بیکار بیٹھا رہنے والوں پر دل ہی دل اور آواز بلند لعنتیں ڈالتے تھے۔ اُس فوج کی ایسی کیفیت ہونا جو سلیمان پاشا کی فوج منظمہ مانٹی نیگرو کے بعد ملک بھر میں عمدہ ترین فوج تھی کوئی تعجب خیز بھی نہیں۔ اسے تو شاید بزدل سے بزدل فوج بھی گوارا نہ کرتی کہ دشمن کھلے بندوں ملک میں گھستا چلا جاتا ہو۔ اور اُسے بیکار بیٹھا رکھا جائے۔ بیکاری واقعی مصیبت سے بڑھکر حوصلہ کو پست کرتی ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۲۔ بیٹے تھے۔ ۱۸۵۳ء میں انگریزی نیوی (بحری فوج) میں داخل ہو کر ۱۸۵۵ء میں کمانڈر اور ۱۸۶۱ء میں کپتان کے رتبے پر فائز ہوئے۔ امریکہ کے ملکی جنگ میں وہ ۱۸ امریکن بحری ناکہ بندی میں سے اپنا جہاز لیکر گذرے۔ ترکی ملازمت انہوں نے ۱۸۶۷ء میں اختیار کی اور بغاوت کریٹ میں نمایاں خدمت کی۔ ۱۸۷۸ء میں عثمانیہ گورنمنٹ نے ان کو امیر البحر بنایا تو انہوں نے تھوڑے عرصہ میں موجودہ زبردست ترکی نیوی کو قایم کر دیا۔ ۱۸۸۰ء میں وہ انگلستان کو واپس گئے۔ مگر ۱۸۸۱ء کے شروع میں پھر عثمانیہ ملازمت اختیار کر لی۔ اور ان کو بحری افواج کا اعلےٰ امیر البحر بنا دیا گیا۔ وہ ۱۸۸۶ء میں فوت ہو گئے۔ مصنف۔

شکست کے دیکھنے والوں پر ان لوگوں کی نسبت جنکو شکست ملی ہو بالعموم زیادہ بُرا اثر پڑتا ہے۔

سلیمان پاشا کی فوج کو جسمیں ۴۴ پلٹنیں تھیں یکم جولائی کو مانٹی نیگرو سے بلقان جانے کا حکم دیا گیا۔ وہ پہلے دبحرہ ایڈریاٹک کے بندرگاہ انٹی واری کو گئی۔ وہاں سے ۱۰ جولائی کو ۲۵ سٹیمروں پر سوار ہوکر ۱۲ کو انیوس اور ویدی آغاج (یہہ دونوں مقام بحرہ مجمع الجزائر کے ساحل پر ڈارڈینلز کے شمال میں واقع ہیں۔ مترجم) پہنچی۔ اور ان مقامات سے ایڈیانوپل جانیکے لئے ریل پر سوار ہوگئی۔ مانٹی نیگرو کے سرحدی مقامات اور قلعوں میں قلیل التعداد فوج باقی چھوڑ دیگئی تھی۔[۴۹] ۱۲ جولائی سے چند دن پہلے کیمپ میں یہہ مشہور ہوگیا تھا کہ

[۴۹] سلیمان پاشا جسکے والدین عرب تھے ۱۸۳۸ء میں استنبول پیدا ہوا تھا۔ اس نے ۱۸۶۶ء کی بغاوت کریٹ کے فرو کرنے میں نمایاں خدمات کیں ۱۸۷۷ء و ۱۸۷۸ء میں مکتب ارکان حرب کا ڈائرکٹر رہا۔ ۱۸۷۷ء کے محاربہ سرویا میں شریک کارزار رہا۔ اور صوبجات ہرزی گووینا و مانٹی نیگرو میں جہاں وہ اپریل سے لیکر جون ۱۸۷۸ء تک سردار اکرم رہا۔ فاتح و بالادست رہا۔ ۲۱ اگست سے لیکر ۲۰ اگست تک درہ شپکا سے روسیوں کو نکالنے کے لئے جو نہایت محفوظ مقام ہیں تھے۔ اُسنے پے در پے کمال بہادری کے ساتھ حملے کئے۔ مگر کامیاب نہ ہوا اور اسی فضول کوشش میں اُسکی بے نظیر اور شاندار فوج بھی تقریباً ضائع ہوگئی۔ ۳۰ اکتوبر کو اُسے محمد علی پاشا کی جگہہ کل یورپین ترکی فوج کا سردار اکرم بنایا گیا۔ جسپر وہ شپکا کا مشہور اور بیباک "ہیرو" (جانباز) یکبارگی جمہوری سلطنت روما کے قونصل اور جرنیل فبیس کنکٹیٹر کی طرح جو سو برس کی عمر میں ۲۰۳ قبل مسیح میں فوت ہوا۔ کمال محتاط اور باحزم جرنیل بنگیا۔ محاربہ کے بعد اس پر مختلف الزامات لگاکر کورٹ مارشل (جنگی عدالت) کیا گیا۔ اُسکے مقدمہ نے نہ صرف استغاثہ کی بیجا طرفداری کی وجہ سے بلکہ بے اندازہ رقت انگیز دورانی کارروائیوں سے (فرانسیسی جنرل) "بے زبن" کے مقدمہ کو بھی ماند کردیا۔ دوران مقدمہ میں استغاثہ کے ایک گواہ نے جب صریح جھوٹ بولا تو سلیمان کے منہہ سے بے اختیار کوئی غضبناک لفظ نکل گیا۔ اس پر پریسیڈنٹ (کورٹ مارشل کے میر مجلس) نے غضبناک ہوکر سپاہیوں کو سلیمان کی قتل کرنیکا حکم دیا۔ سلیمان نے اسیوقت سپاہیوں کے سنگینوں کے سامنے سینہ ننگا کرکے کہا "بزدل! یہہ سپاہیانہ موت ہوگی"۔ مقدمہ نے اس قدر طول کھینچا کہ آخر سلطان بھی اکتا گئے۔ مقدمہ کو شروع ہوئے آٹھہ مہینے ہوگئے تھے۔ سلطان المعظم نے حکم صادر فرمایا کہ کورٹ مارشل ۲۴ گھنٹوں کے اندر اپنا فیصلہ دیدیوے۔ عدالت نے سلیمان کو خاص خاص موقعہ پر فوجی فرائض کی تعمیل میں قاصر رہنے کا مجرم ثابت کرکے ۱۵ برس کی قید کی سزا دی۔ مگر سلطان المعظم نے سزا معاف کرکے بغداد کو جلاوطن کردیا اور تھوڑے عرصہ بعد جلاوطنی کا حکم بھی منسوخ کرکے اُسے قسطنطنیہ واپس آنیکی اجازت دیدی۔ جہاں وہ ۱۸۸۳ء میں فوت ہوگیا۔ ٹرکی کے ایک یہودی مسمی فاسٹ لوریانو نے سلیمان کی حمایت میں دو کتابیں "سلیمان پاشا کا محاربہ" اور "سلیمان پاشا کا طریق جنگ" فرانسیسی میں لکھی ہیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ اگر یہہ درست ہے کہ صرف اُن احکام کی تعمیل میں جو اوپر سے صادر ہوئے تھے اُسنے درہ شپکا پر متہورانہ مگر فضول حملے کئے تو پھر بیفائدہ فوج کشائی اور اپنی بہادری کو رائیگاں خرچ کرنے کا الزام بھی جسکا بصورت دیگر وہ ضرور ملزم ہوتا نہیں ہوتا۔ سلیمان کی ماتحت میر آلائی دوست لیمان پاشا بھی نہا جو درہ شپکا کے ایک حملہ میں ۱۱ ستمبر ۱۸۷۷ء کو ہلاک ہوا۔ وہ جرمن نہا۔ مصنف

شیر نے روسی حملہ آور فوج پر پہلو سے حملہ کرنیکی تجویز مجلس حرب کی خدمت میں اس سال کی ہی ستشوا روسیوں کے قبضہ میں چلا ہی گیا تھا۔ اور نیکوپولی پر وہ بڑھے آ رہے تھے۔ چنانچہ مدبر و فرزانہ عثمان پاشا نے تاڑ لیا تھا کہ بصورت موجودہ ویڈن جنگی کار آمدگی کے لحاظ سے اپنی وقعت بہت کچھ کھو بیٹھا ہے۔ وہ اب ایک منفرد اور سب سے علیحدہ گوشہ میں پڑا ہوا مقام رہگیا ہے۔ جسمیں تیس ہزار شاندار اور جنگ کیلئے مشتاق و بیقرار فوج کو بیکار بند کر رکھنا قرین مصلحت نہیں۔ داؤد پاشا "اینڈ کمپنی" (یعنے اسکے رفیق ممبران مجلس حرب) کی کمزوری اور عبدالکریم پاشا کی بزدلی سطح سمجھ سے باہر ہے۔ خدا معلوم انکی عقل و ہمت پر کیا پتھر پڑ گئے تھے۔ عبدالکریم کو تو یہ خطرہ تھا کہ شاید روماتوی فلورٹن پر اور سرلی عدلیہ پر حملہ کر دیں۔ مگر اس اندیشہ کے انسداد کے لئے اُسے عثمان کی کل منتظم فوج کو ویڈن میں بیکار بیٹھا رکھنا ہرگز واجب نہ تھا۔ سرویا نے تو اعلان جنگ تک نہیں کیا تھا۔ اور نہ وہ پچھلے محاربہ سے اسقدر پست گئی تھی کہ اُسمیں لڑائی کے لئے طاقت پیدا ہو جاتی۔ پھر بھی اگر ایسا ہی اندیشہ تھا تو فوج کا کچھ حصہ ویڈن میں چھوڑ کر باقی سے روسیوں کی مزاحمت کرتا، اسی مجرمانہ پس و پیش اور تردد نے اُسی روسیوں کو مقام ستشوا سے دریا کو عبور کرنے اور جنرل گورکو کی پیشقدمی بجانب جنوب کو نہ روکنے دیا۔ اُسی خطرہ رہا کہ اگر میں مزاحمت کرنیکے لئے (بریلہ وغیرہ) کی طرف گیا تو روسی اس اثنا میں گرگودو (یا چوگودو) سے دریا کو عبور کر آئینگے +

۸ر جولائی کو علی الصباح یہہ خبر عام مشہور ہوگئی کہ ویڈن کی فوج کے مشرق کی طرف بڑھنے کی تجویز ہوئی ہے مشیر شب گذشتہ بادشاہ سے براہ راست بذریعہ تار صلاح و مشورہ کرتے رہے ہیں۔ اس خبر کے سنتے ہی کل فوج خوشی کے مارے کپڑوں سے باہر ہوگئی۔ اور ہر ایک سپاہی کو اسکے سوا اور کوئی فکر نہ تھا کہ بدبختی سے کہیں میری پلٹن بھی ان پلٹنوں میں نہ ہو جو ویڈن کی حفاظت کیلئے پیچھے چھوڑ دی جائینگی۔ ہم نے باقاعدگی اور پھرتی کے ساتھہ اپنی تیاریوں کو مکمل کر لیا۔ اسباب میں ہمکو کچھہ زیادہ نہ کرنا پڑا۔ اعلان جنگ کیوقت سے ہی ہماری تیاریاں ایسی مکمل تھیں کہ ہم فوراً میدان جنگ میں شریک ہو سکتے تھے۔ تاہم جو تھوڑی بہت کسر تھی وہ ۲۴ گھنٹوں میں پوری کر لیگئی۔ اور ہم اپنی طرف سے کوچ کے لئے بالکل تیار ہو بیٹھے۔ لیکن تردد و انتظار کے ابھی چند دن باقی تھے۔ آخر خدا خدا کر کے ۱۱ر جولائی کو شیر کی حسب دلخواہ تجاویز سے افسروں کو آگاہ کیا گیا۔ ویڈن فوج کا نصف حصہ نیکوپولی کو جائیگا۔ جہاں حسن خیری پاشا کے ماتحت دس پلٹنیں ہیں۔ اوسپر حملہ کرنیکے لئے کرڈونر بڑھا چلا آ رہا ہے۔ نیکوپولی پہنچکر وہاں کی فوج کو ساتھہ ملا لیا جاوے اور اسی خالی کر دیا جائے۔ کیونکہ ستشوا کے روسیوں کے پاس چلے جانے سے اُسکی اہمیت اور وقعت بالکل زائل

ہوگئی تھی یعنی قطر بخ کے اصول پر وہ اب ایک ایسا پیدل ہوگیا تھا جو اکیلا بہت آگے نکل جائے اور اسکو کسی کی مدد نہ پہونچ سکتی ہو۔ متفقہ فوجیں بلا اور ٹرنووا کے درمیان غنیم کے پہلو پر حملہ کرکے اسکی کمزور قطار کو چیر کر آگے نکلجانے کی کوشش کریں۔ اور بصورت کامیابی شرقی بلگیریا کی فوج سے ملکر دشمن سے کھلے میدان میں قطعی اور فیصلہ کن لڑائی کیجائے۔ اور اگر حملہ آوروں کی صف یا قطار کو نہ توڑا جاسکے تو فوج کو فیچ پر ہٹ آئے۔ جہاں سے پھر بصورت امکان جارحانہ کارروائی از سر نو شروع کیجاویگی۔ الغرض یہ عثمان پاشا کی وہ تجاویز تھیں جنپر عثمان کے عرض کرنیسے ایک ہفتہ اور خوفناک بیکاری کی لڑائی مہینوں کے بعد شہنشاہ (سلطان المعظم) نے عمل کرنیکی اجازت دی۔ مگر افسوس یہ اجازت جیسا کہ واقعات سے ثابت ہوگیا وقت مناسب کے گذر جانے کے بعد "ٹولیٹ" یعنی دیر کرکے دیگئی۔ اگر عثمان کے عرض کرنے کے ساتھ ہی اجازت ملجاتی تو باغلب وجوہ ٹرکی کے نقشہ میں آج یہہ اختلاف عظیم نظر نہ آتا۔ مگر تقدیر کے منشا کو کون بدل سکتا ہے۔ ہیجر نقی نے مجھہ سے ذکر کیا کہ عثمان پاشا نے ۲۴ اپریل اور ۱۱ جولائی کے درمیان پانچ مرتبہ اپنی فوج سے دشمن کے برخلاف جارحانہ کام لینے کیلئے نہایت ہی مفصل اور زبردست تجاویز حکام بالا کے سامنے پیش کیں۔ جنمیں سے دو کا مطلقاً جواب ہی نہ دیا گیا اور سب سے آخری عرض داشت کو بھی بصد تردد کئی دنوں کے بعد منظوری کی عزت بخشی گئی۔ تجاویز کے افسروں میں مشتہر ہوجانیکے بعد بھی رسد کے متعلق انتظام کرنے لئے ہمکو ویڈن میں اور دو دن ٹھہرنا پڑا۔ ۱۲ جولائی کی صبح کو کوچ کے احکام صادر ہوکر کالم دوستہ۔ لفظی معنی عمود) کی ترکیب و ترتیب کی تعیین کیگئی۔ مگر روانگی کا وقت ابھی نکٹا ہر نہ کیا گیا میری پلٹن بھی جانیوالی پلٹنوں میں شریک تھی۔ اس نوید سے میری مسرت کا کوئی اندازہ نہ رہگیا۔ دوپہر کے وقت مشیر نے ان پلٹنوں کا عام جائزہ لیا۔

قلعہ کے توپخانہ کے علاوہ انفنٹری کی بارہ پلٹنیں۔ ایک رسالہ باقاعدہ سواروں کا۔ اور ایک میدانی باٹری محمد عزت پاشا کے زیر کمان ویڈن میں رہیں۔ چار پلٹنیں مقامات راکووزا۔ بریگووو۔ عدلیہ پاقولہ۔ فلورشن۔ ارت زر۔ بہلوغراوچک اور برکووزا میں تقسیم کیگئیں۔ تین پلٹنیں لوم پلنکہ میں۔ تین راہووا میں۔ اور تین راہووا اور دریا عسکر ڈینوب کے محل التصاق کے درمیان جو نشستی کے قریب واقع ہے مامور کیگئیں۔ راہووا۔ اور لوم پلنکہ میں قلعجاتی آرٹلریاں (توپخانے) بھی تھے۔

مشیر کے کالم یعنی کوچ کنندہ فوج میں ۱۹ پلٹنیں۔ ۶ رسالے۔ ۹ باٹریاں یعنی جملہ بارہ ہزار آدمی اور ۴۸ توپیں تھیں۔ اس کالم کی جنگی ترتیب حسب ذیل تھی۔

(۱) کمانڈر انچیف مشیر عثمان پاشا۔ (۲) اعلیٰ افسر شاف بریگیڈیر طاہر پاشا۔

(۳) افسران شاف۔ کرنیل توفیق بک و لفٹنٹ کرنیل خیری بک۔ (۴) اعلیٰ ایڈیکانگ۔ لفٹنٹ کرنیل طلعت بک
(۵) کمانڈنٹ توپخانہ۔ کرنیل احمد بک (۶) کمانڈر کیولری۔ کرنیل عثمان بک۔
(۷) اعلیٰ ڈاکٹر کرنیل حاسب بک

اول ڈویژن۔ کمانڈر۔ جرنیل ڈویژن عادل پاشا

اول بریگیڈ (اول ڈویژن کا) بریگیڈیر احمد حفظی پاشا۔
اول رجمنٹ (اول بریگیڈ کی) کمانڈر کرنیل امین بک
ایک پلٹن شاسر نظامیہ کی
دو پلٹنیں انفنٹری کی
دوسری رجمنٹ (اول بریگیڈ کی) کمانڈر۔ لفٹنٹ کرنیل حسنی بک
ایک پلٹن انفنٹری نظامیہ کی
دو پلٹنیں۔ انفنٹری ردیف کی۔

دوم بریگیڈ (اول ڈویژن کا) کمانڈر۔ بریگیڈیر قرہ علی پاشا
سوم رجمنٹ (اول ڈویژن کی) کمانڈر۔ لفٹنٹ کرنیل محمد بک
۳ پلٹنیں۔ انفنٹری ردیف
چہارم رجمنٹ (اول ڈویژن کی) کمانڈر۔ میجر کاظم
ایک پلٹن انفنٹری نظامیہ
دو پلٹنیں انفنٹری ردیف

متعلق بہ اول ڈویژن [دو بٹریاں میدانی توپخانہ کی (توپیں ۷ پونڈ کا گولہ چلانیوالی نہیں) ــــ دو رسالے نظامیہ کیولری کے

دوم ڈویژن۔ کمانڈر۔ بریگیڈیر حسن صابری پاشا

سوم بریگیڈ (کل فوج کا) کمانڈر کرنیل سعید بک
پنجم رجمنٹ۔ کمانڈر کرنیل۔ یونس بک
۱۔ پلٹن شاسر نظامیہ
۲۔ پلٹنیں انفنٹری نظامیہ
ششم رجمنٹ۔ کمانڈر۔ میجر علی
۱۔ پلٹن نظامیہ انفنٹری

۳- پلٹنیں - انفنٹری ردیف

ایک میدانی توپخانہ (۶ پونڈ والی توپوں کا)

ایک رسالہ نظامیہ کیولری

کور آرٹلری (یعنی مندرجہ بالا باتریوں کے علاوہ جو باتریاں بذاتہ کالم کا ایک مستقل حصہ تھیں)

کمانڈر - کرنیل احمد بک

۳- باتریاں میدانی توپخانہ کی (توپیں ۶ پونڈر)

۲- باتریاں اسپی توپخانہ کی (توپیں ۴ پونڈر)

۱- باتری کوہی توپخانہ کی (توپیں ۳ پونڈر)

کور کیولری - کمانڈر عثمان بک

۳- رسالے نظامیہ کیولری کے

۲۰۰ سوار بیقاعدہ کیولری کے

ایک کمپنی انجینران

مینران - ۱۹ پلٹنیں - ۹- باتریاں - ۶ رسالے - ۲۰۰ بیقاعدہ سوار - ایک کمپنی انجینروں کی - جملہ ۱۲ ہزار آدمی اور ۴۸ توپیں -

کل ویڈن میں ۴۴ پلٹنیں تھیں - جنکی تقسیم حسب ذیل کیگئی - عثمان پاشا کے ہمراہ نیکوپولی کو ۱۹ اور ویڈن میں ۱۲ - شمال مغربی سرحد کی حفاظت پر ۴ - لوم پلنکہ میں ۳ - راہوو امیں ۳ - بشتی کی قریب ۳ - ۴ پلٹنیں محاربہ سرویا کے خاتمہ پر عثمان پاشا کے پاس ۶۰ پلٹنیں تھیں جنمیں سے ۱۶ پلٹنیں سال کی شروع میں منستری ملیگیر یا کو بھیجدی گئی تھیں - سہ پہر کو میں نے ایک گھنٹہ کی چھٹی لی اور ایک دوست سے گھوڑا مستعار لیکر شہر کی آخری سیر کی اور شکستہ دل و با چشم گریان ڈورس سے جلدی میں الوداع کہکر رخصت ہوا - راستے کے نوبجے حکم سنا دیا گیا کہ صبح چار بجے کوچ ہوگا چنانچہ ۱۲ و ۱۳ جولای کی درمیانی رات کو ہم آخری مرتبہ ویڈن کے خیموں میں سوئے +

---

۵۰ دوسرے ڈویژن میں سروست ایک ہی بریگیڈ رکھا گیا تھا - ارادہ یہہ تھا کہ اس ڈویژن کا دوسرا یعنی کل کالم کا چوتھا بریگیڈ نیکوپولی کی دس پلٹنوں سے بنایا جائیگا - مگر افسوس تخمف نے کل کام بگاڑ دیا - ان پلٹنوں نے ۱۶ جولائی کو ہمارے پہنچنے سے پہلے شہر کے شمالی حصہ پر قبضہ کر لیا تھا - مصنف

۵۱ عثمان پاشا کی فوج میں بالا وسط فی پلٹن ۵۵۰ آدمی اور فی رسالہ ۸۰ سوار تھے - فی باتری صرف دو دو یا رو دی گاڑیاں تھیں - گاڑیوں کے لئے کوئی الگ کمپنیاں نہ تھیں - نہ ہمنے ہمیشہ ساتھ لئے تھے - مصنف -

باب پنجم (۵)

ویڈن سے پلیونا تک سات دن کا ڈبل کوچ۔ از ۱۳۔ لغایت ۱۹۔ جولائی ۱۸۷۷ء

۱۳۔ جولائی کو جمعہ کے دن ہم طلوع آفتاب کے وقت بیدار ہوئے اور اُس دن کے ڈبل کوچ کی تکان اور تعجیل کا خیال کرکے اُسی وقت سیر ہوکر کھانا (گرما گرم پلاؤ) کھالیا۔ ویڈن میں یہہ ہمارا آخری کھانا تھا۔ ہر ایک سپاہی کی ساتھہ ایک ہفتہ کی خوراک کیلئے بسکٹیں تھیں۔ مطلع صاف تھا جس سے ہمکو امید ہوگئی کہ یہہ دن بھی پہلوں کی طرح بہت گرم ہوگا مگر وہ توقع بھی بڑھکر نکلا۔ منزل بھر گرمی سخت پڑتی رہی۔

پہلی پلٹنیں چار بجے کمپ سے روانہ ہوئیں۔ جنمیں میری پلٹن شامل تھی وہ ایک گھنٹہ بعد چلیں۔ جو فوج ویڈن میں بھیجی رہی۔ اُسنے رشک آمیز نگاہوں سے ہمیں نہایت گرمجوشی اور تپاک سے الوداع کہا۔ سات بجے ہم ارت زر کی سڑک پر پہنچے۔ کل دستوں کو ایک دوسرے سے ملنے کیلئے یہی جگہ بنائی گئی تھی۔ وہاں ہمکو کمپ سمرودان سے توپخانہ اور شہر (ویڈن) سے فوج سواران اور کچھہ پلٹنیں آملیں۔ مشیر اور اُنکا سٹاف بھی ہم کو یہیں آملا۔ اور جب سب فوجیں پہونچ گئیں تو باقاعدہ کالم یعنی روانگی کیلئے باترتیب قطار بنائی گئی۔ اسمیں چند گھنٹے صرف ہوئے۔

اہالی شہر کی ایک جماعت ہمیں الوداع کہنے کیلئے وہاں آئی ہوئی تھی۔ ڈوریس بھی انمیں شامل تھی۔ اُسنے خدا حافظ کہکر کونیاک شراب کی صراحی۔ مٹھائی کا ایک پیکٹ اور ایک نوٹ مجھے عطا کیا۔ اُسکا یہہ اخلاص دیکھکر میرا دل بھر آیا۔ اِس سے بعد پھر مجھے ویڈن کی پری جمال ڈوریس کی خوبصورت شکل دیکھنی نصیب نہیں ہوئی۔

۹ بجے کالم کی فوج ہراول روانہ ہوئی۔ میری پلٹن اور چار دیگر پلٹنیں بارکش گھوڑوں اور گاڑیوں کی حفاظت کیلئے عقب میں تھیں۔ کالم کی ترتیب اِس طرح تھی +

ہراول یا مقدمتہ الجیش

کمانڈر۔ کرنیل عثمان بک

۵۰ چرکس سوار

ایک رسالہ نظام کیولری (فوج سواران) کا

ایک بیٹری اسپی تو پخانہ کی
ایک پلٹن پہلی رجمنٹ کے "شاسروں" کی
ایک کمپنی انجینروں کی

قلب

کمانڈر : عادل پاشا
ایک رسالہ نظام کیولری کا
نصف بیٹری اسپی تو پخانہ کی
ایک رسالہ نظام کیولری کا
ایک سو چرکس سوار } یہہ سوار قلب عمود کے یمین ویسار پر تھے

اول رجمنٹ انفنٹری (جسمیں شاسروں کی پلٹن نکالی جاکر ہراول میں رکھی گئی تھی۔ اور اسمیں اب صرف دو پلٹنیں تھیں)
دو بیٹریاں چھہ چھہ پونڈ (تین تین سیر) وزنی گولہ چلانے والی توپوں کی
مشیر اور اُن کا سٹاف
ایک رسالہ نظام کیولری کا (یہہ سٹاف کی اردل میں تھا)
سوم رجمنٹ انفنٹری (اسمیں تین پلٹنیں تھیں)
دو بیٹریاں چھہ پونڈ توپوں کی
ششم رجمنٹ انفنٹری (اسمیں چار پلٹنیں تھیں)

عقب و قطار جانوران و گاڑی ہا

کمانڈر : کرنیل سعید بک
دوم رجمنٹ انفنٹری (اس میں تین پلٹنیں تھیں)
ثرین یا قطار : ۳۰۰ چھکڑے (اسباب وغیرہ کے) ۶۰۰ بارکش گھوڑے و ۱۸ گاڑیاں گولہ بارود کی
پنجم رجمنٹ انفنٹری (اسمیں شاسروں کی پلٹن نکالی جاکر مؤخرۃ الجیش میں رکھی گئی تھی۔ جس سے اس میں صرف دو پلٹنیں رہگئی تھیں)
ایک بیٹری چھہ پونڈ توپوں کی
ایک بیٹری کوہی تین پونڈر توپوں کی

ایک رسالہ نظام کیولری کا

مؤخرۃ الجیش [1]

کمانڈر : کرنیل یونس بک
ایک پلٹن شاسرونکی
نصف باتری اسپی توپخانہ کی
ایک رسالہ نظام کیولری کا
۵۰ چرکس سوار

ہم نے وہ سڑک اختیار کی جو دریاے ڈینوب کے کنارہ کنارہ ویڈن سے ارت زر کو جاتی ہے۔ چند آوارہ گرد اور خانہ بدوش بدمعاش فوج کے پیچھے پیچھے ہولئے تھے۔ فوج نظامیہ نے انکو منتشر کر دیا ایسا کرتے وقت کئی بدمعاش زخمی ہوگئے۔ یہہ کام چرکسوں کے سپرد نہیں کیا گیا تھا۔ کیونکہ وہ توافق عادات کی وجہ سے ہمیشہ ایسے لوگوں کے معاون اور ہمدرد ہوتے تھے۔ بدوران سفر بعد میں ان آوارہ گرد لوٹیروں میں سے کئی ان سپاہیوں کو جو تھک کر راستہ میں رہگئے تھے لوٹنے کی پاداش میں قتل بھی کئے گئے۔

جب ہم ویدبول کے قریب پہنچے تو ہم نے توپوں کی آواز سنی۔ یہہ آواز رومانوی باتریوں کی معلوم ہوئی۔ وہ دریا کے دوسرے ساحل سے ہم پر گولہ باری کر رہے تھے۔ لیکن فاصلہ زیادہ ہونیکے باعث ہمیں اس سے کوئی نقصان نہ پہونچا۔ ویدبول کی پہاڑیوں پر پہنچنے سے مجھے اپنی فوج کا کل پیچ در پیچ کالم دکھائی دیا۔ وہ دس میل لمبا تھا اور اسکی عظمت و سطوت دیکھکر آدمی کا دل دہل جاتا تھا۔ جبتک ہماری فوج کا آخری آدمی رومانوی باتریوں کی زد سے آگے نہ گذر گیا۔ رومانوی اپنی کھیل میں برابر مصروف رہے۔ لیکن انکے گولے ہم تک نہ پہنچے۔ دریا میں ہی پڑتے رہے۔ شام کے آٹھ بجے ہم بخیر و عافیت ارت زر میں پہونچ گئے۔ جہاں ہم نے رات کھلے میدان میں بسر کی۔ اس جگہ شہر نے اہالی رومانیا کی باکرہ (یعنی جو پہلے کسی دشمن کے برخلاف استعمال نہ کیگئی تھیں) توپوں کی زد سے بالکل محفوظ رہنے کے لئے لوم پلنکہ کی سڑک کو جو دریا کے کنارہ کنارہ تھی اور پہلے اسی پر سفر کرنے کی تجویز کی گئی تھی چھوڑ کر تو پو واز کے راستہ پر چلنے کا حکم دیا۔ یہہ وہی راستہ تھا جس پر اڑھائی مہینے قبل ازیں میں ویڈن کو گیا تھا +

پہلے دن جس سڑک پر ہم چلے تھے وہ بہت اچھی تھی۔ پانی ہر جگہ بافراط موجود تھا۔ اور ہمکو گرمی کے

---

[1] ناظرین کو اس تفصیل سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ فوج جب کالم یا عمود بنا کر کوچ کرے تو پوری احتیاط مدنظر رکھنے کے وقت اسکو ہراول۔ قلب۔ عقب اور موخرۃ الجیش میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ مترجم۔

سوار اور کوئی تکلیف نہ ہوئی تھی۔ دوسرے دن سے سفر کی مصائب پوری پوری طرح سے شروع ہوگئیں۔ اور وہ صرف اسوقت ختم ہوئیں۔ جبکہ ہم پلیونا سے دس میل بجانب غرب بمقام گورنا ٹرنووا لی راہوا کی سڑک پر جا چڑھے۔ اسوقت تک ہمکو تو پوزار اور کریو ودول کی چھوٹی سی سڑک کے سوا رہے آپ گیارہ کوس دست میدان کی پک ڈنڈیوں اور تنگ راستوں پر چلنا پڑا۔ کوئی باقاعدہ سڑک اسمیں نہ بنی ہوئی تھی۔

۱۴ جولائی کو بھی ہراول علی الصباح اور ہم پانچ بجے روانہ ہوئے۔ راستہ میں جہاں پہاڑیاں آجاتیں وہاں سپاہیونکو توپیں اور گاڑیاں کھینچنی پڑتیں۔ گرمی بشدت پڑتی تھی اور گرد سے ہمارے حلق خشک ہوئے جاتے تھے۔ ارت زرا اور پلیونا کی درمیان ہم فوج عقب والوں کو صرف بسکٹ پر گذارہ کرنا پڑا۔ کیونکہ منزل پر سپاہی ایسے تھکے ماندے پہنچتے تھے کہ کھانا پکانے کا کسی کو ہوش نہ رہتا تھا۔ راستہ میں کہیں کہیں دیہات والونسے دہی چھاچھ یا سختی اور دبا روٹی سے ہمکو کچھ تازہ کھانا ملتا رہا۔ مگر عقب والے اس بارہ میں بھی چنداں خوش نصیب نہ تھے۔ کیونکہ جب ہم کسی گاؤں میں سے گذرتے تھے تو ہراول اور عقب والے بسا اوقات وہاں ایک سو کہہ چھلکا بھی باقی نہیں چھوڑ گئے ہوتے تھے۔ ترک باشندے ہمسے تواضع پیش آتے اور نامقدور ہماری خاطر کرتے تھے۔ سارجنٹ بقال کے کہنے پر میں نے پھل اور ثمرات کو ترک کر دیا تھا۔ کل سفر میں ہم کھلے میدانوں میں جہاں آسمان کے سوائے اور کسی چیز کا سایہ نہ ہوتا تھا سوتے رہے۔

توپوزار سے کریو ودول تک ہم بیلوغراد چک۔ لوم پلنکا سڑک پر چلے۔ شام کی پانچ بجے ہم کریو ودول پہنچے۔ وہ لوم پلنکا سے بجانب جنوب دس میل کے فاصلہ پر دریا لوم پر واقع ہے۔ راستہ میں پانی کی کمیابی کے کسر یہاں نکل گئی۔ دریا میں غسل کرنیکے بعد چند بسکٹیں کھا کر میں زمین پر سو گیا۔ مگر ایک گھنٹہ بھی سویا تھا۔ کہ میجر نے جگا دیا اور پھر ہم سب ماتحت افسروں کو بتایا کہ مشیر کو قسطنطنیہ سے بانیمضمون مراسلہ موصول ہوا ہے کہ روسی بلقان کو عبور کر گئے ہیں اور کازان لک و ینی[1] غر پر حملہ کرنے والے ہیں۔ بنا برین شام کیوقت کوچ پھر شروع ہو کر فوج ساری رات چلتی رہیگی۔ یہ منحوس خبر تمام سپاہیونکو سنا دیگئی۔ جسے سنکر سب ششدر رہگئے۔

سفر کی منزلیں حسب ذیل ہیں۔ ویڈن تا ارت زر۔ ۱۵ میل۔ ارت زر تا کریو ودول ۱۸ میل۔ کریو ودول تا لجی درمہ ۱۳ میل۔ لجی درمہ تا آلتی مرمہ ۲ میل۔ آلتی مرمہ تا قنیجہ ۱۰ میل۔ قنیجہ تا محلہ طہ ۸ میل۔ محلہ طہ تا گورنا ٹرنووا لی ۱۵ میل گورنا ٹرنووا لی تا پلیونا ۱۰ میل۔ میزان ۱۱۰ میل۔ مصنف۔

روسیوں نے کازان لک کو سخت معرکہ آرائی کے بعد ۱۹ جولائی ۱۸۷۷ء کو فتح کر لیا تھا جس ضلع کا یہ قصبہ مرکز ہے۔ وہ گلاب کی پیداوار کے لئے کل دنیا میں مشہور ہے۔ جرمن مارشل مولکی اسکی شان میں لکھتا ہے کہ وہ ایسا بہشت ہے۔ جسکی خوبی انسان بیان کرنے سے قاصر ہے۔ مصنف۔

اور ہر ایک کے منہ سے بے اختیار نکل گیا کہ کیا بلقان جو سلطنت عثمانیہ کی سد سکندری سمجھا جاتا ہے روسیوں نے لیلیا ہے اور وہ بھی بلا مزاحمت! یہ ایسا امر تھا کہ ہمکو اُسکی درستی پر مشکل سے اعتبار ہو سکتا تھا۔ مگر افسوس یہہ خبر بالکل درست تھی۔ ۱۲ اور ۱۳ جولائی کو جنرل گورکو عجب بیباکی سے متعدد پکٹنڈیوں کی راہ سے بلقان سے گذر گیا تھا۔ اور سلطان المعظم نے اپنے مراسلہ میں اسی کیطرف اشارہ کیا تھا۔ اس متہورانہ پیشقدمی سے روسی درہ شپکا کی کمر در ترکی فوج پر عقب سے حملہ آور ہو کر اُسے وہاں سے نکال سکے اور اس اہم درہ پر خود قابض ہونے کے قابل ہو گئے تھے۔ جس سے پھر ترک اُنکو کبھی بیدخل نہ کر سکے۔ سلیمان کی تیزی و تندی کی کچھہ پیش نہ گئی اور گو ترکوں کی بہترین فوج اس کوشش میں ضایع ہو گئی۔ مگر روسیونکا قبضہ درہ شپکا سے نہ اوٹھایا جا سکا۔

ہم رات کو دس بجے روانہ ہو کر ساری رات اور دوسرے دن (۱۵ جولائی) دوپہر تک برابر چلتے رہے۔ رات کی تاریکی میں سفر کی کیفیت عجب دلچسپ اور افسانہ نما تھی۔ دوپہر کو ہم دلچی درمہ پہونچے۔ وہ دریا چیر پر واقع ہے۔ وہاں مقام کیا گیا۔ سپاہی تکان سے شل ہو رہے تھے۔ قلب عمود چونکہ قطار کے خرخشہ سے بچا ہوا تھا وہ عقب سے چند گھنٹے پہلے پہونچ گیا تھا۔ پانی پیکر ہم سب جہاں کھڑے تھے وہیں گر پڑے اور گہری نیند سو گئے میرے دستہ میں صرف سارجنٹ بقال ایک ایسا شخص تھا۔ جسپر تکان کا کوئی اثر نہوتا تھا۔ اور یہہ اُسی کی آل اندیشی احتیاط اور حیرت افزا جفاکشی کی طفیل تھا کہ میرے سپاہیوں نے کبھی حوصلہ نہ ہارا۔ فوج عقب سے ایک شخص بھی فرار نہ ہوا کیونکہ بقال کی ہر وقت سب پر نظر رہتی تھی۔ مگر دوسرے حصوں میں بھی فراری کی وارداتیں شاذونادر ہی ہوئیں۔

کچھہ رات گذرنے پر جب میں بیدار ہوا تو میں نے سُنا کہ مشیر کو عبدالکریم کیطرف سے مراسلہ موصول ہوا ہے جسمیں لکھا ہے کہ روسی زبردست جمعیت سے نیکوپولی پر حملہ کر رہے ہیں۔ صرف اُسی ہی کو نہیں بلکہ پلیونا اور لوفچہ کو بھی بچانے کے لئے کمال سرعت اور تعجیل لازمی ہے۔ پلیونا میں عطوف پاشا کے پاس تین لشکر تھے۔ چار توپیں اور دو سو چرکس تھے۔ لوفچہ میں فقط چند کمپنیاں اور کچھہ بیقاعدہ سوار تھے۔ مشیر نے مراسلہ پڑھکر سیدھا پلیونا جانیکا فیصلہ کیا۔ جسکی وجہ شاید یہہ ہو کہ عثمان پاشا کو یقین ہو گیا ہوگا کہ وہ نیکوپولی کی کمک پر بروقت نہ پہونچ سکیں گے۔ یا برعکس اسکے شاید اُنکا ارادہ عطوف پاشا کو ساتھہ لیکر روسی جرنیل کرڈزیر جو نیکوپولی کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ عقب سے حملہ کرنیکا ہو۔ مجھے خیال ہے کہ اُسوقت میں نے پہلی مرتبہ پلیونا کا نام سُنا تھا۔ اور اسبات کا تو اسوقت مطلقاً خیال نہیں ہو سکتا تھا کہ یہہ جگہ سباسٹوپل دوانع کریمیا[1] ہیسٹر[2] کی طرح

---

[1] جزیرہ نما کریمیا کا مشہور محفوظ و مصئون بندرگاہ جسکو ۱۸۵۴ء کے محاربہ کریمیا میں انگریزی۔ فرنچ۔ اطالین اور ترکی فوجوں نے کئی مہینوں کے محاصرہ اور متعدد جانگداز معرکوں کے بعد فتح کیا تھا۔ مترجم۔

[2] جرمنی کے صوبہ السیس لورین کا مشہور قلعہ اور شہر۔ قیصر شارلیں کی وفات کے بعد یہہ شہر جرمن سلطنت کا

شہرہ آفاق ہو جائیگی اور کہ میں فقر و فاقہ اور خطرات عدیدہ میں محصور وہاں پانچ مہینے کے قریب رہکر اسی ایک اجنبی قوم کیطرف سے ہو کر دوسری اجنبی قوم سے بچانے میں مدد دونگا جب میں روسیوں کی قید میں تھا۔ تو روس میں میں نے یہہ روایت سُنی کہ جنگ سے پہلے زار نے ایک چینی رمّال سے محاربہ کے نتیجہ کا سوال کیا تو اُسنے جواب دیا تھا "پلیونا سے ہوشیار رہنا" لکھا جاتا ہے کہ اعلےٰ جنگی افسروں نے بھی یہی تنبیہ کی تھی۔

ہماری مصائب اس منزل تک ہی کچھ کم نہ تھیں۔ مگر جو آگے پیش آئیں اُن کے مقابلہ میں تو اُنکی کچھ حقیقت نہ تھی۔ اب ہمنے ایسے علاقہ سے گذرنا تھا جو پانی کی کمیابی میں صحرائے اعظم کا چھوٹا بھائی تھا۔ اور موسموں میں وہاں شائد یہہ حالت نہ ہو مگر بلا بارش موسم گرما میں تو یہہ تشبیہہ بالکل صادق آتی ہے۔

آدھی رات کو تین پلٹنیں یعنی اول رجمنٹ جو کرنیل آمین بک کے زیر کمان تھی باقی فوج کے پہنچنے تک عطوف پاشا کو قصبہ پر قابض رہنے میں مدد دینے کیلئے پہلے سے روانہ کر دیگئی۔ وہ ۸ تاریخ کو مقام مقصود کو پہونچگئی۔ یعنی اُس سے ویڈن سے پلیونا تک ۱۵ میل کا فاصلہ چھ دن میں طے کیا۔ اسکی روزانہ اوسط ۱۹ میل ہوتی ہے۔ یہہ قابل تعریف کارنمایاں تھا۔ اور ایسی صورتوں میں جو وہاں درپیش آئیں اگر جرمنی کی پیدل فوج بھی جسے ایک آسٹرین نویسندہ نے ۱۸۶۶ء میں بندر الیسا پہر تبلا لکھا تھا اسقدر فاصلہ طے کرتی تو اُسکے لئے بھی یہہ نمایاں کام اور نمایان کارگذاری سمجھی جاتی۔

ہم ۱۶ جولائی کو چار بجے صبح کے روانہ ہوئے۔ ۲۴ میل کی لمبی مسافت جسمیں پانی تقریباً ناپید تھا ہمارے سامنے تھی۔ اب مشیر کی قابل تعریف قوت انتظامیہ کے جوہر منکشف ہونیکا موقع آگیا۔ کالم سے آگے آگے سامپہ گاڑیاں دیکر سواروں کی ایک جماعت روانہ کر دیجاتی تھی جو مقامات مقررہ پر آب نوشیدنی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ خود مختار قصبہ ہو گیا۔ خود مختار سے یہہ مراد ہے کہ گو وہ سلطنت میں شامل رہا۔ مگر اسکا انتظام وحفاظت وغیرہ کا اہتمام اُسی قصبہ کے حوالہ میں ہو گیا۔ جرمنی میں اب بھی ایسے چند شہر ہیں ۱۸۷۱ء میں فرانس نے اسے فتح کر لیا اور ۱۸۷۱ء میں جرمنی نے باقاعدہ طور پر فرنچ قبضہ کو تسلیم کر لیا۔ ۱۸۷۰ء کے محاربہ میں جب جرمن فوج نے اسکا محاصرہ کیا تو فرنچ مارشل بیزین اُسکا محافظ تھا جسکے پاس ایک لاکھہ دس ہزار فوج اور بے انتہا جنگی سامان موجود تھا۔ مگر مارشل مذکور نے محاصرہ سے تنگ آکر آخر شہر اور کل سامان محاصرین کو دیدیا اور اُنکو سامنی ہتھیار رکھدیئے۔ صلح ہو جانیکے بعد گورنمنٹ فرانس نے غداری اور بزدلی کے الزام میں اسپر کورٹ مارشل کیا تھا۔ متیز کی آبادی ۴۰ ہزار ہے اور ۱۱ ہزار جرمن فوج بالاستقلال وہاں مقیم رہتی ہے۔ مترجم۔

۵۲۔ روایت ہے کہ گرینڈ ڈیوک نکلس کے شاف کے اعلےٰ افسر جنرل زیمیو کو ات چرکی نے اپریل مئی اور جون میں اس تواتر اور تاکید سے پلیونا پر قبضہ کر لینے کا مشورہ دیا تھا کہ زار اس اصرار کی وجہ سے اُسپر ناراض ہو گیا تھا۔ مصنف۔

کے پیسے تیار کر رکھتی تھی۔ دیہات سے گاڑیاں لیکر عقب فوج کے ساتھ کر دیگئیں کہ جو سپاہی راستہ میں تھک کر گر پڑیں اُنکو گاڑیوں پر سوار کر دیا جائے۔ کالم کی انتہا پر باقاعدہ سوار رکھے گئے۔ اور اُنکو گاڑیاں دیگئیں جنپر وہ بھولے بھٹکے اور کوفتہ ماندہ سپاہیوں کو بٹھا لیتے اور لٹیروں و عیسائیوں سے جو سرقہ و قتل کیلئے ہر وقت تیار فوج کے پیچھے لگے رہتے تھے۔ اِن سپاہیوں کی حفاظت کرتے آتے۔ کالم کے دونوں پہلوؤں پر کیولری رکھی گئی۔ کیونکہ رسمی بیقاعدہ سوار کا سک راہ ہوا۔ آلتی مراد ور تسراتک پہونچ گئی ہوگی تھی۔ بادرچی پہلے سے آگے بھیج دیئے جاتے۔ چنانچہ جب قلب مقامات مقررہ پر پہونچتا تو گرما گرم کھانا تیار ہوتا۔ مگر ہم عقب والے بوجھل اور سست رفتار "قطار" سے ایسے جکڑے ہوئے تھے کہ ہمیں اس کھانے میں کبھی شریک ہونا نصیب نہ ہوا۔ اِس سے بدتر خرابی یہ تھی کہ جب ہم پیوں تک پہونچتے تو اول تو وہ خالی ہو گئے ہوتے یا پانی ایسا سڑ گیا ہوتا کہ ہم افسر لوگ سپاہیوں کو پینے نہ دیتے۔ تاہم سارجنٹ بقال کے طفیل ہیر دستہ کو کوئی تکلیف نہ پہونچی۔ اس بے نظیر شخص کی تدابیر و انتظام اور احتیاط کے لکھنے کیلئے طومار چاہیئے۔ بیلووا اور ویاژن کے سفر میں جو اس سفر کے سامنے بچوں کا کھیل تھا۔ سمور تراب اور مجھکو جو تجربہ ہو گیا تھا۔ اُس نے بھی ہمیں اب بہت کام دیا۔ پھر بھی جب میں اپنی اٹھارہ سالہ طفلانہ عمر اور اس مہیب کوچ کے تکالیف کیطرف دیکھتا تھا تو اپنی جفاکشی اور تحمل پر حیران ہو جاتا تھا۔ کل مسافت میں صرف ایک دفعہ مجھپر غشی طاری ہوئی۔ میرے پاؤں کو ذرہ سا زخم بھی نہ پہونچا۔ کیونکہ میں اُنپر چربی سے اکثر مالش کرتا رہتا۔ جیک بھی خاصہ رہا۔ مگر تراب نے ایک گاڑی پر لمبی سواری کی۔ لفٹنٹ ہرور میں معمولی زکام کی کوئی علامت نہ پائی گئی اور کپتان[1] آنکھیں بند کئے ہوئے نیم خفتہ و نیم بیدار مگر بالکل چاق چوبند قطع مسافت کرتا رہا۔ گورنی نزد ولوی پہونچنے تک میری کمپنی سے صرف بارہ آدمی صفوں سے علیحدہ ہو کر پیچھے رہے۔ مگر وہ مقام مذکور میں پھر ہمسے آملے۔ قلت کے جو کوفتہ و ماندہ سپاہی راستہ پر پڑے ہوئے مؤخرۃ الجیش کو آملے ان میں سے پانچ چھ مدد سے مستغنی ہو چکے تھے۔ ہم میں نہ تو اُنکی تجہیز و تدفین کی طاقت اور نہ اس کام کیلئے فرصت تھی۔ نقدی اور اسلحہ لیکر اُن کے مُردہ جسموں کو ہم چوروں اور عیسائیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ جب کبھی کسی مُردہ سپاہی پر گذر ہوتا تو میں اور جیک اُنکے لئے مختصر سی دعائے مغفرت مانگتے۔ کپتان اسوقت مسکرا کر کہا کرتا کہ تم جلدی ایسا کرنے سے تھک جاؤ گے"۔ مگر تراب ہر دم اور نیز سپاہی ہماری اس کارروائی کو بہ نظر استحسان دیکھتے۔ پندرہ ہی دن بعد ہزاروں لاشیں میری نظر سے گذریں اور اُسوقت ایسا متقیانہ اور نیک خیال پل کے لئے بھی نہ گذرا۔

[1] فوج پیدل میں صرف میجر اور اُسکے اوپر کے افسر سوار ہوتے ہیں۔ کپتان و لفٹنٹ کو پیدل چلنا پڑتا ہے۔ مترجم

بارکش گھوڑے چند منزلوں میں ہی ماندہ ہو گئے اور بیلوں کی حالت اُنسے بھی بدتر ہو گئی۔ اُن کے کُھروں سے خون جاری ہو گیا۔ اور وہ بمشکل چلنے کے قابل رہ گئے۔ اکثر جانور تھک کر گر پڑتے۔ جنکو اُسی حالت میں چھوڑ دیا گیا۔ سپاہیوں کی دلی کیفیت کی نسبت میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ دل تو سب اُنکے ٹوٹے ہوئے تھے۔ کہ اندرونی کیفیت کے اظہار کی گنجائش ہی نہ تھی کہ آیا ہمارے حوصلہ قائم ہیں یا شکستہ دل ہو گئے ہیں۔ یا کہ اسمارہ میں کوئی حسّ باقی نہیں رہگئی اور لاپرواہ ہو رہے ہیں۔ دوم اس بیحد تکان اور ماندگی سے میری حالت ایسی بُری ہو رہی تھی کہ لوگونکی حالات مشاہدہ کرنیکی کوئی سکت مجھ میں باقی نہیں رہگئی ہوئی تھی۔ ہم چپ چاپ قدم گھسیٹتے چلے جاتے تھے۔ تفریح کیلئے کوئی ہنسی۔ مذاق۔ قصہ خوانی۔ یا گیت بازی نہ ہوتی تھی۔ میجر نے ایک دو مرتبہ اپنی چاروں کمپنیوں کے آٹھوں نقارچیوں کو یکجا کر کے بینڈ بنایا اور چند شوقین بانسری بجانے والے بھی اسمیں شامل ہو گئے مگر نقارچی تو تکان سے رہگئے اور بانسریوں میں گرد و بھر گیا۔ چنانچہ بینڈ بننے سے آدھ گھنٹہ بعد صرف ایک نقارچی رہگیا۔ جسکا تانہ بھی باختیار نہیں بلکہ اضطراراً بعالم بیخبری خود بخود سر کے قدم پر نقارہ پر پڑتا رہا۔ اسوقت مجھے ترکی فوج میں موسیقی نہ ہونیکی خرابی بہت بُری طرح سے واضح ہوئی۔ اس عارضی بینڈ سے مجھے ایک بحری تفریحی سفر کا واقعہ جو میں نے ہمبرگ سے ہیلی گولینڈ[1] تک کیا تھا یاد آ گیا۔ وہاں کشتی کے مالک نے مسافروں کے دل بہلاؤ کیلئے بینڈ (طائفہ) کا بھی انتظام کیا تھا۔ جسمیں بہت سے موسیقی نواز تھے۔ مگر وہ مسافروں سے پہلے مرض البحر (یعنی دوران سر و متلی) میں مبتلا ہو گئے اور صرف ایک نرم نواز باقی رہگیا جسکو بیحواسی کے عالم میں یہہ مطلق خبر نہ رہگئی کہ اور تو سب ساز خاموش ہو گئے ہیں میں اکیلا کیا بے سری تان مانک رہا ہوں۔ اس واقعہ کے یاد پڑنے پر میں بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اور اس تواردِ رونے دھونے کی شدت اور مسافت کی صعوبت کے ساتھ ملکر مجھ پر کچھ ایسا اثر کیا کہ بعالم بیداری مجھے خواب آنے لگ گیا۔ اور میری روح یا دماغ نے چکر لگانے شروع کر دیئے۔ مجھے خبط سوجھا کہ میں جہاز کے تختہ پر ٹہل رہا ہوں۔ اور اُسکی ڈگمگاتی ہوئی حرکت کیوجہ سے سیدھا کھڑا نہیں رہسکتا۔ اسوقت میں نے خود کو مخاطب کر کے کہا "اُفوہ۔ یہاں کیسی گرمی ہے۔ میں بڑا ہی بیوقوف ہوں کہ (جہاز کی) بانجنوں سے پرے ہٹ کر کشتی کے اگلے حصہ میں کھلی ہوا میں نہیں چلا جاتا" یہہ کہکر میں نے اپنی زعم میں اس حصہ کیطرف بڑھنا شروع کیا۔ مگر لاکھ جتن کئے وہاں تک نہ پہونچ سکا۔ بالآخر بیخودی اور غش سے میں گرنے کو ہی تھا کہ بقال نے مجھے پکڑ لیا اور ڈوریس کی عطا کردہ کونیاک کے چند گھونٹ پینے سے میرے

---

[1] ہیلی گولینڈ وہ نہ دریائے ایلبے سے جسپر ہمبرگ واقع ہے بحیرہ شمالی میں جرمنی کے شمال میں ایک چھوٹا سا جرمن جزیرہ ہے جسکا طول ایک میل اور عرض ½ میل ہے۔ مترجم۔

ہوش و حواس قائم ہوگئے۔ آدھی رات کے قریب ہم زندوں کی حالت میں نہیں بلکہ مُردوں کی طرح آلتی مرپیچے۔ اور باقی رات وہاں قیام کیا۔ یہہ قصبہ دریائے سکٹ پر واقعہ ہے۔ اُسدن کی منزل میں گرمی گرد و غبار۔ تکان بھوک اور پیاس سے ہماری بُری گت بنی۔ یہاں تک کہ ہم اپنی خشک اور ہیزہ بسکٹوں کو بھی کھا سکتے تھے۔ صبح (۱۷ جولائی) تک بھی سپاہیوں کو کچھ ہوش نہ آیا اور ان کو مزید آرام دینے کیلئے کوچ سہ پہر پر ملتوی کر دیا گیا۔ اس لمبے آرام سے سپاہی سستا گئے اور چار بجے شام کو روانہ ہو کر آدھی رات کو قصبہ میں پہونچ گئے۔ وہاں ہم کو دو سخت متوحش خبریں ملیں۔ اوّلاً۔ ایک پلٹن جو راہو وا سے آئی تھی اور دو پلٹنیں جو ابتدائً نیکوپولی کے مغرب میں متعین تھیں۔ ہمکو وہاں کالم کا انتظار کرتی ہوئی ملیں۔ آخر الذکر پلٹنوں کو اُس روسی فوج کے ایک حصہ نے جس نے دو دن پیشتر یعنی ۱۵ جولائی کو نیکوپولی پر حملہ کیا تھا۔ نقصان کثیر کے ساتھ مقام تعیناتی سے باہر نکال دیا تھا۔ اُنکی زبانی ہمکو معلوم ہوا کہ روسی بڑی تندی سے نیکوپولی پر پے در پے حملے اور گولہ باری کر رہے ہیں اور وہ نہایت نازک حالت میں ہے۔ ان پلٹنوں اور نیز پلیونا کی چار توپوں اور تین پلٹنوں کے ملنے سے ہماری جمعیت ۲۵ پلٹنوں اور ۵۸ توپوں کی ہوگئی۔ ۲۰ جولائی کے محاربہ میں اسی جمعیت سے عثمان پاشا نے لڑائی کی تھی۔ دوسری خبر رات کیوقت چرکسوں کی زبانی یہ سُنی گئی کہ عظیم نے ۱۶ جولائی کو لوفچہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ مجھ دوسرے نکو زبانی معلوم ہوا کہ اس خبر نے عثمان پاشا کو بہت متردد کر دیا۔ کیونکہ وہ لوفچہ کو نہایت ہی کارآمد تصور کرتے تھے۔ مشیر کے حکم سے اس مصیبت کی خبر تمام فوج میں مشتہر کر کے اسے مطلع کیا گیا کہ سلطنت کو کامل ہزیمت و بربادی سے بچانیکے لئے پلیونا پر بہت جلد متصرف ہو جانا نہایت ہی لازمی اور ضروری ہو گیا ہے۔

۱۸ جولائی کو ہم علی الصباح روانہ ہو کر بالکل ویران اور غیر آباد ملک میں سے بلا توقف دوپہر تک برابر کوچ کرتے ہوئے تمام محاصرہ کے مقابل دریائے اسکر پر پہنچے۔ وہاں ہمارے لئے کُل پہلی خبروں سے بدتر یہہ خبر موجود تھی کہ نیکوپولی بہادرانہ مقابلہ کے بعد ۱۶ جولائی کو فتح ہو گیا ہے۔ اور وہانکی دس پلٹن ترکی فوج اسکا کمانڈر حسن پاشا۔ چار سو گران توپیں اور غلہ۔ لباس۔ گولہ اور بارود اور اسلحہ کی مقدار کثیر دشمن کے ہاتھ چلی گئی ہیں۔ مارشل کے حکم سے یہہ خبر بھی بایں اضافہ فوج کو سُنائی گئی کہ ملک اب نزع کی حالت میں ہے۔ اور اُسکو بچانا ہمارا اہم اور مقدم فرض ہے۔ میجر نقی نے مجھسے ذکر کیا کہ مشیر کو نیکوپولی کے مفتوح ہو جانے سے چنداں تردد نہیں ہوا۔ اُن کو فقط وہاں کی دس پلٹنوں کے ہاتھ سے کہو نے جانے کا جنکو اپنی فوج میں شامل کر لینے کی اُنہوں نے تجویز

۵۳ عثمان پاشا اور حسن خیری پاشا دونوں نے علے التواتر سلطنیہ کے اعلے احکام کو خبر دی تھی کہ نیکوپولی پر قلعہ قائم رکھنا محال ہو گیا ہے۔ اسکو خالی کر دینا مناسب ہے۔ ایسا کرنیسے وہاں کی فوج۔ توپخانہ اور گولہ بارود بچا لے جائینگے

کر رکھی تھی افسوس ہے۔ لوفچہ کی خبر سے جیسا کہ انکو سخت افسوس اور انتشار ہوا تھا ویسے ہی اسکے عین برعکس اس خبر کو انہوں نے کمال ہوصلگی سے سُنا ہے اور انکی طبیعت میں کوئی اضطراب یا تشویش پیدا نہیں ہوئی۔

ہمنے یہ بھی سُنا کہ روسی فوج کا ہیڈ کوارٹر، اجولائی کو ٹرنووا کو منتقل کر دیا گیا ہے۔ جہاں خود زار بھی پہونچ گیا ہے اور کہ روسی مشرقی رومیلیا پر بڑھے چلے جا رہے ہیں اور عیسائیوں کو بغاوت پر اکسا رہے ہیں۔ گورکو اسوقت فی الحقیقت بلا مزاحمت اپنی مرضی کے مطابق بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اور قسطنطنیہ و ایڈیا نوپل میں روس کی مہیب آمد آمد سے کمال بے چینی اور بدحواسی چھا گئی ہوئی تھی۔

دریا اسکر پر کوئی پل نہ تھا۔ جو تین پلٹنیں بھیجی گئی تھیں وہ اسمیں سے پایاب گذری نہیں ہمارے پاس کشتیوں کا پل بنانے کا کوئی سامان نہ تھا۔ چنانچہ گاڑیوں کو پانی میں ڈبو کر انپر تختے بچھائے گئے اور اسطرح پل بنا کر ہم نے دریا کو عبور کیا۔

جن روسیوں نے نیکوپولی پر حملہ کیا تھا چونکہ وہ اب وہاں سے فارغ ہو گئے تھے۔ اسلئے انکی نسبت قیاس کیا گیا تھا کہ وہ نیکوپولی سے فی الفور پلیونا کیطرف متوجہ ہو جائینگے۔ پس ہمارے کالم کا حصہ کثیر فقط چند گھنٹے آرام کرنے کے بعد پھر روانہ ہو گیا۔ ہم عقب والے جانوروں کے بیحد تکان زدہ ہونیکی وجہ سے سست سست چلے۔ اور چھ بجے شام کو روانہ ہو کر آدھی رات کو گورنا نزدیولی پہونچے۔ وہاں قلب عمود ہم سے پہلے پہونچکر شب باش ہو گیا تھا۔ اُسے پلیونا سوا ایک کمپنی پہر بھر کیلئے آگے جگہ آملی تھی کہ کاسک قریب جوار میں جمع ہو رہے ہیں اور روسیوں کی زبردست جمعیتیں نیکوپولی کی سڑک سے پہونچ رہی ہیں۔ کُل فوج کو مشیر کا حکم سنایا گیا کہ حضور ممدوح کو کل غنیم سے مقابلہ ہونیکی توقع ہے۔ فوج کو صفوف جنگ میں آراستہ کیا گیا اور چاروں طرف زبردست پھرہ لگا کر ہم ہتھیار باندھوں میں لئے ہوئے سوئے۔ میری کمپنی کو گولہ بارود کی حفاظت کے لئے سنتری بہم پہونچاتے رہنے کے سوائے اور کوئی کام نہ دینا پڑا۔ جیکٹ اور پتلون بھر کر سوئے۔ اس استعمال نے

بقیہ حاشیہ ۱۳۔ مجلس حرب نے اس تجویز کو منظور تو کر لیا مگر وقت مناسب سے ایکدن بعد ۱۸۷۷ء کے محاربہ میں تعل سے آخر تک جتنی خرابیاں پڑیں اسی توقف کی وجہ سے جو حکم انظوری دیگئی۔ عین وقت مناسب کے گذر جانیسے تھوڑی سی دیر بعد ہی اور اسطرح سے ان غداروں نے جو دارالخلافہ میں نیک بد کے مالک بنے ہوئے تھے تمام ملک کا ستیاناس کر دیا۔ مصنف۔

۱۴۔ مجھے اسوقت بتایا گیا تھا کہ عثمان پاشا کو ویڈن سے روانہ ہونیسے پہلے وزارت حرب نے یقین دلایا تھا کہ اسکی فوج کے گذرنے کیلئے پل تیار کر دیا گیا ہے یا یہ کہ تیار کر دیا جائیگا۔ مصنف

کہ غالباً کل عمر میں پہلی مرتبہ ہم آتشباری کی زد میں ہوں گے۔ اوسمیں کوئی خلل نہ ڈالا۔ مگر صبح کیوقت کئی شخصوں نے تسلیم کیا کہ باوجود کوفتہ ماندہ ہونیکے اُنکو رات بھر نیند نہ آئی۔ مقام مذکور سے فوج کا ساقہ کثیر ۱۹ جولائی کو صبح کے پانچ بجے اور ٹرین (قطار مویشی وغیرہ) چند گھنٹے بعد روانہ ہوئی۔ قلب عمود اس تیز رفتاری سے چلا کہ موخرۃ الجیش میں جسکے ساتھ جانور تھے اور اسمیں بہت فاصلہ ہوگیا۔ اس آخری منزل میں عقب کی فوج صف بستہ ایسی تیاری کے ساتھ چلی کہ دشمن کے حملہ کو روکنے کیلئے ایک منٹ میں مشغول کار زار ہوسکتی تھی۔ مگر ہمکو کوئی دشمن نہ ملا۔ بعد میں ہمارے خبر ملی کہ فوج ہراول کی کاسکوں کے ایک دستہ سے لڑائی ہوئی تھی۔ دوپہر سے پہلے موخرۃ الجیش کے چرکس سوار جو دونوں پہلوؤں پر پھیلے ہوئے چلتے تھے۔ خبر لائے کہ دو میل بجانب شمال اُنکا گزر کاسکوں کے ایک منتشر کمپ پر ہوا ہے۔ اسپر انکے چند اسپی گاڑیاں دیگئیں اور سرقہ کے انسداد کیلئے چند باقاعدہ سوار اُنکے ساتھ کر دیئے گئے۔ اور وہ وہاں سے تین رسالوں کا سامان لیکر واپس آگئے۔ کمپ میں تقریباً کل سامان پایا گیا۔ جس سے قیاس ہوتا ہے کہ کاسکوں نے افراتفری میں اپنی قیام گاہ کو چھوڑا ہوگا بقال کی تحریک پر میں نے کپتان کو مال غنیمت میں سے اپنی کمپنی کے لئے پانی رکھنے کی بوتلیں لینے کا مشورہ دیا۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ فی آدمی ایک ایک بوتل دیگئی۔ جس سے ہر ایک کے پاس دو دو ہوگئیں اور اُنہوں نے ۲۰ جولائی کے معرکہ میں بڑا کام دیا۔ روٹی رکھنے کے جھولے بھی سپاہیوں میں تقسیم کئے گئے۔ اس تاخت و تقسیم میں ہمیں ایک گھنٹہ کی دیر ہوگئی۔ اسکے بعد جانوروں کا چارہ ختم ہوجانے کی بدولت اس سے بھی لمبا وقفہ کرنا پڑا۔ اور چارہ لانیکے لئے متعدد دستے دیہات اور کھیتوں کو بھیجے گئے۔

دوپہر کے ایک بجے ہم نے توپوں کی آواز سُنی جو رات تک جاری رہی اور جوں جوں ہم منزل مقصود کے قریب ہوتے گئے وہ بلند اور زیادہ ہوتی گئی۔ عقب کے کرنیل نے بایں خیال کہ شاید روسیوں نے پلیونا پر حملہ کردیا ہو اور معرکہ میں ہماری فوج کے پاس گولہ و بارود گھٹ جائے۔ ٹرین کو دو حصوں میں تقسیم کردیا۔ پہلا حصہ ان بارکش گھوڑوں کا جنپر فوج پیادہ کا گولی بارود تھا۔ اور توپخانہ کے گولہ بارود کے چھکڑوں کا بنایا گیا۔ اور تین پلٹنیں (جنمیں میری پلٹن بھی تھی) ڈیڑھ باتری۔ ایک رسالہ اور چرکس اُنکے ساتھ کرکے اِنکو آگے بھیجدیا کہ جلد پہونچنے کی کوشش کریں۔ سامان و رسد کے بارکش گھوڑے اور بیلوں کی گاڑیاں دوسرے حصہ میں رکھی گئیں۔ کہ آہستہ آہستہ مقام مقصود کو چلی چلیں۔ اُن کی حفاظت کیلئے تین پلٹنیں۔ ایک باتری اور ایک رسالہ رکھ لیا گیا۔ پہلے حصہ نے لاکھ ہنکے۔ لیکن گھوڑوں کی سُست رفتاری کے سامنے جنپر لوجہہ بھی بہت تھا اُسکی کچھ پیش نہ گئی۔ دوپہر کے دو بجے تھے کہ ہم بمشکل دریائے وِدہ[۵۵] کے

[۵۵] کئی روسی اور دیگر نویسندوں نے اپنی اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے کہ وِدہ کے پل کو قلعوں سے محفوظ کیا گیا ہوا تھا۔

اِس سنگین پل پر پہونچے۔ جسپر سے ارخانیہ پلیونا سڑک گذرتی ہے۔ اِس سڑک کے ایک خم کے پیچھے سے (جس کے دائیں پہلو پر ایک پہاڑی ہے اور اس پہاڑی پر انگور اور میوہ جات کے باغات ہیں) ہم کو پلیونا دکھائی دینے لگا جو مساجد کے میناروں اور گنبدوں۔ مکانات کی سفیدی۔ جا بجا درختوں کے جھنڈوں اور دوسری جانب کی بلند پہاڑیوں کے دلفریب اجتماع سے نہایت خوبصورت معلوم ہوا۔ وہ ایک نشیب دار زرخیز گھاٹی میں آباد ہے چار بجے شام کے وقت ہم ٹانگیں گھسیٹتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے۔ شمال و مشرق کی طرف کی پہاڑیونکی باتریاں بڑی تیزی کے ساتھ گولہ باری میں مشغول تھیں۔ راستہ میں ہمین کوئی دشمن نہ ملا۔ دوسرا دستہ رات کیوقت پہونچا۔

قلب عمو ۹۔ (قبل دوپہر) اور دوبجے (بعد دوپہر) کے درمیان پلیونا پہونچگیا تھا۔ وہ حرف کہانا کھانیکے لئے شہر میں ٹھیرا۔ پہر دو پلٹنیں غنیم کے اچانک حملہ سے شہر کی حفاظت کیلئے پیچھے چھوڑکر باقی فوج پہاڑیوں پر چلی گئی تھی جہاں عطوف پاشا نے اُسے موقعہ بموقعہ متعین کردیا۔ مشیر جب پہونچے تو اُنہوں نے قرب و جوار کا معائنہ کرکے عطوف پاشا کی کارروائی کو پسند کیا عطوف پاشا نے رسد۔ مویشی اور چارہ کی کثیر مقدار پلیونا میں جمع کررکھی تھی اور کل کا لم کے لئے گرما گرم کھانا تیار کیا ہوا تھا۔ روسی توپوں (چھ باتریاں) نے اُن مقامات پر جہاں جہاں ترکی فوج قایم ہوگئی تھی۔ گولہ باری کی۔ جس سے کوئی نقصان نہ پہونچا۔ مگر حملہ کوئی نہ کیا۔ جب ترکی باتریاں بھی پہونچکر اپنے اپنے موقعہ پر قایم ہوگئیں تو روسی توپوں کا جواب دیا گیا۔ توپخانوں کی یہ مبارزت آٹھ گھنٹے ہوتی رہی۔ لیکن فریقین میں سے کسی کو نقصان نہ پہونچا۔ رات پڑنے پر روسی چار حصوں میں مقامات بدلنے۔ ورنیزا۔ سکالی ونزا۔ اور تلچن تزا کے قریب شب باش ہوئے۔ ہمارے دوسرے ڈویژن کے توپخانہ میں عطوف کی چاروں توپوں سے اضافہ ہوگیا تھا۔ اور اُسکے چرکسوں میں سے ایک ایک سو دونوں ڈویژنوں میں شامل کردیئے گئے تھے۔ اب ہماری کل جمعیت حسب ذیل ہوگئی تھی۔ ۲۵ پلٹنیں۔ ساڑھے نو باتریاں۔ چھ سالر یعنی جملہ ۱۵ ہزار آدمی اور ۵۸ توپیں ۱۹ جولائی کی لڑائی کے لئے فوج کی جنگی ترتیب یہی تھی جو اب چہارم میں درج ہوچکی ہے۔ فرق صرف اتنا تھا کہ پلیونا کی تین پلٹنوں اور قنیجہ کی تینوں پلٹنوں سے ایک اور بریگیڈ جو چونتھا تھا زیادہ ہوگیا تھا۔ اس بریگیڈ کی ترتیب جنگی یہہ تھی۔

بقیہ حاشیہ ۱۳۹۔ یہہ بالکل غلط ہے۔ وہاں پر کوئی قلعہ بندی کسی قسم کی نہ تھی۔ البتہ اس پلٹن نے جو تیس جولائی کی لڑائی میں اس کی حفاظت کے لئے بھیجی گئی تھی اس کے قریب چند سیدھے سادے مٹی کے دمدمے بنالئے تھے۔ پل اور قصبہ (پلیونا) میں چار میل کا فاصلہ ہے۔ میں یہہ پہلے لکھہ چکا ہوں کہ ہم گورنا نترپولی میں آہود کی سڑک پر چڑھے تھے۔ یہہ سڑک ارخانیہ کی سڑک کو پل سے چوتھائی میل کے فاصلہ پر بجانب غرب ملتی ہے۔ مصنف۔

چہارم بریگیڈ :-　　بریگیڈیر عطوف پاشا

ہفتم رجمنٹ :-　　کمانڈر نعلنٹ ابرہیم بک

دو پلٹن　　نظام انفنٹری

ایک پلٹن　　ردیف انفنٹری

ہشتم رجمنٹ :-　　کمانڈر :- کرنیل حمدی بک

ایک پلٹن　　نظام انفنٹری

دو پلٹن　　ردیف انفنٹری

ہماری فوج یسار (جو بائیں جانب پر مامور ہو) میں تیرہ پلٹنیں اور چار باتریاں تھیں۔ میری پلٹن اور اگلی سری پلٹن یہی جو دوسرے دن اپنے مقام پر پہنچی نہیں اسی تعداد میں شامل ہیں۔ فوج قلب میں پانچ پلٹنیں اور ڈویژنل آرٹلری تھی۔ فوج یمین (جو دائیں پہلو پر ہو) میں چار پلٹنیں۔ دو باتریاں اور کیولری کا حصہ کثیر تھا۔ ریزرو میں یعنی اس فوج میں جو ضرورت کے وقت کام دینے کے لئے یا جس دستہ کو کمک کی ضرورت ہو اسکی طرف حسب احتیاج بھیجنے کیلئے پیچھے رکھی جاتی ہے۔ تین پلٹنیں اور دو باتریاں تھیں +

فوج یسار کی انتہائی چوکی کی برائے حفاظت و نگرانی جسمیں دو پلٹنیں اور ایک باتری تھی اوپانتز کے مقابل تھی۔ اسکے علاوہ دو پلٹنیں اور ایک باتری بوکووا میں اور اسکے عقب میں تھی۔ باقیماندہ فوج یعنی باتریا اور دو پلٹنیں جنمیں میری پلٹن بھی شامل تھی پہاڑی جانق بائر کی چوٹی اور دامن پر تھی۔ کل دستہ یسار شمال کیجانب مامور تھا۔ فوج قلب گریونتز کے شمال مغرب میں ایک میل کی فاصلہ پر جانق بائر کے انتہائی مشرقی گوشہ پر شمال شمال مشرق اور مشرق کے رخ تھی۔ دستہ یمین مشرق اور جنوب مشرق کے رخ بلگریتی شرک کی جنوبی پہاڑیوں پر اور اسکی فوج سولان عین سڑک پر مامور تھی۔ ریزرو فوج ہیڈ کوارٹر (اعلیٰ کمانڈر کی قیام گاہ) کے قریب شہر کے مشرق میں ایک پہاڑی پر تھی۔ ایک پلٹن شہر کی حفاظت پر مامور گیگی جس عین جنوب میں اسموقعہ پر جہاں لوفچہ کی شاہراہ اور کرشن کی سڑک آپسمیں ملکر شہر کو آتی ہیں ڈیرے لگا دیئے۔ لڑائی کے وقت قطار کے محافظ سنتریوں کے سوائے شہر کے اندر کوئی فوج نہ تھی۔ اس موقعہ پر ڈویژنوں کی ترکیب و ترتیب میں کچھ گڑبڑ ہو گئی تھی۔ مثلاً میری رجمنٹ کی دوسری دونوں پلٹنیں فوج یمین میں تھیں اور میرا بریگیڈیر اور کرنیل بھی وہیں تھا۔ حتیٰ کہ احمد حفظی پاشا یمین کا اور عادل پاشا فوج یسار کا کمانڈر تھا۔ اس خلط ملط کی وجہ میرے قیاس میں یہ ہے کہ جوں جوں پلٹنیں یکے بعد دیگرے پلیونا میں پہونچتی رہیں۔ انکو اسپیڈ تت جھٹ پٹ اصلی ترتیب کے لحاظ کے بغیر ان اون مقامات پر جنپر روسیو کے

حملہ کا زیادہ اندیشہ تھا اور جو سب سے پہلے اُن کی زد میں تھی بھیجدیا جانا رہا کیونکہ روسی گولہ باری سے اُن کے قریب اور عنقریب حملہ آور ہو جانیکا خیال بیٹھگیا ہوا تھا۔ ۳۰ جولائی کی لڑائی سے پہلے اِس گڑبڑ کی اصلاح کر دیگئی تھی۔ اُسمیں فوج یسار میں کُل پہلا ڈویژن اور فوج یمین میں کُل دوسرا ڈویژن تھا۔

ویڈن سے پلیونا تک ۱۵ میل کا فاصلہ کالم نے سات دنوں میں طے کیا۔ یعنی بحساب اوسط بومیہ ۲ میل سفر کیا۔ یہہ واقعی قابل تعریف کارنمایاں تھا۔ راستہ میں کُل دس آدمی نقاہت و تکان سے فوت ہوئے۔ اور تمام کالم میں کلہم دس فیصدی مریض ہوئے۔ جنمیں سے زیادہ تر کے پاؤں زخمی ہوئے تھے بعض آدمیوں کے پیر بالکل لوتھڑا ہو گئے تھے چند کے پیروں کا چمڑا اور گوشت بھی جرابیں اُتارتے وقت ساتھ اُکھڑ آیا۔ جس علاقہ سے ہم گذرے تھے۔ اُسکا کچھ حصّہ کسی قدر ناہموار اور باقی بالکل صاف تھا اور اسمیں اکثر مقامات فی الواقعہ خطائیت والفریب تھے۔ مگر منظر کی یکرنگی سے طبیعتیں اُکتا گئی تھیں۔ اور گرمی۔ قلت آب۔ اور گرد و غبار نے سبزی کی تازگی کو معدوم کر دیا ہوا تھا۔ آفتاب کی برہم شعاعوں سے آنکھوں کو بہت اذیت پہونچی اور تکان نے ہمیں ایسا بدحال کر رکھا تھا کہ اعلے سے اعلی دلفریب منظر بھی ہمکو اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتا تھا۔ راستہ میں ہم کسی بڑے قصبہ سے نہ گذرے۔ وہ تمام مقام جنکا ذکر ہوا ہے دیہات یا چھوٹی چھوٹی بستیاں تھیں۔ پچھلے سال کی بغاوت کے آثار اکثر جگہ نمایاں تھے۔ کئی اضلاع ویران اور اکثر مکان و دیہات کھنڈر اور غیر آباد پڑے تھے۔

شہر میں داخل ہونے پر عقب کالم کا کرنیل ہدایات لینے کے لئے ہیڈ کوارٹرز کو گیا۔ ہیڈ کوارٹر اس پہاڑی پر جو پلیونا کے مشرق میں سب سے پہلے ہی نصب تھا۔ شیر خیمہ میں تھا۔ وہاں کوئی مکان نہ تھا اور ہم اُسکے واپس آنے تک بازاروں میں ٹھہر گئے۔ جہاں عطوف کی پلٹنوں نے ہمکو قہوہ۔ روٹی۔ تمباکو اور اُس پلاؤ کا بقیہ جو قلب کالم کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ دیا۔ کرنیل بہہ خوش آیند حکم لیکر واپس لوٹا کہ رات ہم شہر میں شب باش ہونگے۔ سارجنٹ بقال جسکو ایسا حکم ملنے کی توقع نہ تھی۔ چند اور نن کمیشنڈ افسروں کو ہمراہ لیکر پہلے ہی سے مقام رہائش کی تلاش کیلئے چلا گیا تھا اور شہر کے شمالی مضافات میں چند متروک مکانات[1] کا پتہ لیکر واپس آگیا تھا۔ میجر نے اُنکو پسند کیا۔ فوج عقب کی پلٹنوں کو حکم سُنایا گیا کہ وہ علی الصباح بیدار ہو کر مقام تعیناتی پر پہونچ جائیں۔ کیونکہ لڑائی کا ہونا یقینی ہے۔ سارجنٹوں نے رات کی کھانیکا سامان لے لیا۔ اشد مریضوں کو دمیری کمپنی میں صرف تین تھے جنمیں سے دو کے پاؤں ایسے زخمی ہو گئے تھے کہ وہ ایک قدم نہیں چل سکتے تھے اور دوسرا تکان سے بیمار ہوا تھا۔ یہہ تینوں چند دنوں میں تندرست

---

[1] اِن نزدیک چند باتیں ایسی تھیں کہ اُنکی بنا پر اُسے قصبہ خیال کر لیا جا سکتا تھا۔ وہ قلعہ بند مقام تھا۔ اور اسی لئے ترک اُسکے بعض وقت رہت دریا تک ہٹا رہے تھے۔ مصنف

[2] یعنی ایسے مکان جنکے مالک مکان چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ مترجم۔

ہوگئے تھے، فوجی ہسپتال میں پہونچا دیگیا اور جن مریضوں کو پاؤں کے زخم کی معمولی شکایت تھی انکے معالجہ و دوا کا فوراً انتظام کیا گیا۔ دوسرے دن میری کمپنی کا ایک اور سپاہی بیمار ہوگیا۔ جسکو پلیونا میں پیچھے چھوڑ دیا گیا۔ اسطرح لڑائی میں میری کمپنی سے صرف چار غیر حاضر تھے۔ جو مکان ہمارے لئے مختص کیا گیا تھا پہلے وہاں پہنچکر اُسکا دروازہ توڑ دیا۔ اور گولہ باری کے باوجود رات کی آسائش کا بخوبی انتظام کرلیا۔ مگر ساتھ ہی ایسی تیاری کی حالت میں رہے کہ حملہ ہونیکی صورت میں ایک پل میں قرب و جوار میں جسطرف ضرورت ہو چل پڑیں۔

پلیونا کی آبادی جسے بلغاری پلیون پکارتے ہیں ۱۸۷۷ء میں ۱۷ ہزار تھی۔ انمیں سے دس ہزار عیسائی تھے۔ ۹ اور ۲۰ جولائی کے درمیان ملحقہ اضلاع سے جسپر روسی حملہ آور ہوئے تھے دو ہزار مسلمان شہر میں پناہ گزین ہوئے۔ اُنکے علاوہ دو سو سپاہی بھی جو سکوداور نیکوپولی کے قرب و جوار کی لڑائیوں میں زخمی ہوئے تھے پلیونا میں موجود تھے۔ چار ہزار عیسائی شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ نالا لچن تنترا (جسے قولی درا بھی پکارتے ہیں) شہر کے بیچوں بیچ اور نالا گریوتنترا شمالی کنارہ پر بہتا ہے۔ یہہ دونوں نالے شہر سے بجانب شمال مغرب دو میل کے فاصلہ پر آپس میں ملجاتی ہیں اور وہاں سے اُسی رُخ اور ایک میل آگے جاکر او پانتنر کے قریب دریائے وِد سے جو ڈینوب کا معاون ہے ملجاتے ہیں۔

جسقدر ترکی شہر مجھے دیکھنے کا اتفاق ہوا پلیونا اُن سے بہتر بنا ہوا تھا۔ مگر وہاں بھی ویران اُفتادہ مکانات بوسیدہ جھونپڑیاں اور پُراز غلاظت کھلے میدان موجود تھے۔ گلیاں غلیظ۔ فرش نکمّی یا بالکل ندارد برسات میں ناقابل گذر۔ انتظام حفظان صحت کا نام و نشان عنقا۔ ہر جگہ گندگی کے ڈھیر۔ الغرض ترکی شہروں کے بیشمار مواد غلاظت و بدبو وہاں بھی برابر موجود تھے۔ لچن تنترا ساری شہر کو قدرتی بڑی بدرو کا کام دیتا تھا۔ مصنوعی بدرو کوئی نہ تھی۔ شہر ترتیب سے نہیں بنایا گیا۔ مگر دیہات کی نسبت اُسکے بازار زیادہ فراخ اور سیدھے اور مکان عمدہ ہیں۔ بعض مکانات مثلاً قایم مقام کی قوناق فی الواقع نہایت عمدہ تھے۔ یہہ قوناق رومن لوگوں کے زمانہ کی ایک منہدم عمارت کے موقعہ پر اور اُسی کے مصالحہ سے بنائی گئی تھی ترکوں اور بلغروں کے اکثر رہائشی مکانات خوبصورت اور باغوں کے وسط میں بنے ہوئے تھے۔ شہر میں ایک سول (یعنی مالی کیلئے) ہسپتال۔ دو سرائیں۔ ایک گھنٹہ گھر۔ اٹھارہ مسجدیں جن میں سے دو یا تین بہت ہی خوبصورت

---

۵ قایم مقام گورنر کے خطاب ہے۔ مگر مسلح یا قصبے کے سول گورنر کو بھی اس نام سے پکارا جاتا ہے۔ قوناق بڑے مکان سرکاری عمارت اور ہوٹل کو کہتے ہیں۔ مصنف۔

نہیں۔ دو گرجے۔ ایک رشدیہ (ابتدائی جنگی) سکول۔ آٹھ عام تعلیمی ترکی اور پانچ بلغاری مدرسے تھے۔ ہسپتال مدحت بادشاہ نے بنوایا تھا۔ وہاں کا ڈاکٹر ایک جرمن شخص تھا۔ سڑکوں میں یورپین ہوٹلوں کی کچھ مشابہت پائی جاتی تھی۔ شہر کے قریب چند عمدہ حفتلک (مزرعے۔ فارم) موجود تھے۔ پلیونا ضلع کا صدر مقام تھا۔ ضلع مذکور میں اسکے علاوہ نیکوپولی اور سسٹوو امشہور مقامات تھے۔ ناظرین اسبات کو بخوبی ذہن نشین کر رکھیں کہ ۲۰ جولای ۷۷ء کو پلیونا بالکل کھلا اور غیر محفوظ شہر تھا اور کسی قسم کی حفاظت اور قلعہ بندی وہاں موجود نہ تھی۔ شہر کے چوطرف پہاڑیاں ہیں جنمیں سے شمال مشرق کی اور مشرق کیطرف کی بلند ترین ہیں۔ بودکرا اور ورنیتزا کے درمیان وہ ۱۳ سو فٹ تک اور گریوتنزا سے چند میل پرے سطح سمندر سے ایکہزار فیٹ تک بلند ہیں۔ جنوب کیطرف نالا تالمچن تنزا تنگ عمیق اور خوش منظر چٹانی گھاٹی میں سے ہوکر بہتا ہے۔ وہاں اُسکے کنارے تقریباً بالکل عمودی ہیں۔ شہر سے ٹھیک شمال مشرق میں ایک پہاڑی بالکل گنجی اور بے درخت ہے۔ اُسکا نام جانق یا پرہی اسکا طول شرقاً غرباً چار میل ہے اور گھاٹی پلیونا سے اوقھتی ہوئی ۳۵۰ فیٹ تک بلند چلی گئی ہے اُسکا جنوبی دامن پلیونا اور گریوتنزا کے درمیان بلگرینی سڑک تک بڑھا چلا گیا ہے اس پہاڑ کا میری داستان میں بار بار ذکر آئیگا۔ ودکا بایاں ساحل بھی کوہستانی ہے۔ مگر اس موقعہ پر وہ دائیں ساحل سے بلندی میں کم ہے۔ پلیونا کو جس سمت سے دیکھو اسکا نظارہ نہایت دلاویز نظر آتا ہے سامنے وہ موجوہ ہوگا اور پیچھے بلند پہاڑیاں کھڑی ہوں گی۔ شمال مشرق اور جنوب مشرق کی طرف کی ٹنڈ منڈ ہیں۔ شمال مغرب۔ مغرب اور جنوب کی طرف کی تاکستانوں۔ باغات اور ثمر اشجار سے ڈھنپی ہوئی ہیں۔ مکی کی تربہ جوار میں بہت کاشت کیجاتی ہے اور کل اہالی ضلع کا دارومدار زراعت پر ہے۔ تفرج گاہیں۔ علوم وفنون کی انجمنیں۔ سرکاری باغات کلب گھر۔ اور تھیٹر وغیرہ پلیونا میں موجود نہ تھے۔ اور فرانسیسی سیاح لب جینن کا دوسطری ریمارک اُسکے حق میں بالکل درست ہے +

مندرجہ ذیل پانچ سڑکیں پلیونا میں ملتی ہیں۔ ہر ایک مقام پلیونا سے بخط مستقیم جتنی میل ہے وہ اُسکے ساتھ خط وحدانی میں دیدیئے گئے ہیں۔ پہلی سڑک رسچک (۲۳) سے براہ بیلا (۱۵) بلگرینی (۱۳) دوسری طرویان (۳۸) سے براہ لوفچہ (۲۰) تیسری صوفیا (۸۳) سے براہ ارخانیہ (۵۵) چوتھی ویڈن (۹۵) سے براہ لوم پلنکہ (۷۵) وراہووا (۴۰) پانچویں نیکوپولی (۲۴) سے براہ برسٹیا نتزا (۱۰)

---

۵ روسی۔ جرمن اور فرنچ نویسندوں کے یہہ بیان کہ پلیونا کی مشرق میں ایک قلعہ بند سنگین راہب خانہ مشرق میں چھوٹا سا قلعہ اور ودکا پل محفوظ قلعہ بند تھا وغیرہ وغیرہ محض غلط اور جھوٹ ہیں۔ مصنف۔

۱ ہم اس سڑک کے راستہ نہیں آئے تھے۔ یہہ ہمکو گولاشر ولی میں ملی تھی۔ واقعی فاصلہ ریڈین اور پلیونا کے درمیان ۱۵ میل ہے۔ یہہ ۲ میل کا اضافہ اس خم کی وجہ سے ہوگیا ہے جو کلافت اور لوم پلنکہ کے درمیان دریا ڈی جنوب میں ہے۔ مصنف۔

وچالی سودات (۸)۔ میں ان سڑکوں کو علی الترتیب بلگریئی۔ لوفچہ۔ ارخانیہ۔ راہووا اور نیکوپولی کی سڑکیں لکھونگا +

صوفیا۔ پلیونا سڑک جسے مدحت پاشا نے بنوایا تھا اول سے آخر تک خوب پختہ۔ ہموار اور وسیع ہے۔ کل یورپین ٹرکی میں یہہ بہترین سڑک خیال کیجاتی تھی۔ حفاظت پلیونا کے دوران میں اسی پر کام ہوا۔ سلسلہ بلقان میں یہہ درہ بابا قوناق (جسے ارابہ قوناق یا درہ اطرد پول بھی کہتے ہیں) سے جو کل درّوں سے زیادہ سہل اور محفوظ ہے گذرتی ہے جسدن سے صوفیا ارخانیہ سڑک بنگئی ہے۔ شہر کی شہرت اور وقعت میں کمی واقع ہوگئی ہے۔ پلیونا سے راہووا۔ ویدن۔ لوفچہ۔ ارخانیہ۔ صوفیا اور وہاں سے قسطنطنیہ تک سلسلہ تار برقی قایم تھا۔ شمالی ٹیلیگراف لائینوں کو روسیوں نے کاٹ دیا تھا +

مدحت پاشا نے اس مقام سے جہاں دریا اوسمہ ڈینوب میں گرتا ہے پلیونا تک ۱۸۶۸ء میں ریل بنوانی شروع کی تھی۔ وہ اسموفچہ پر بندر سلطانیہ کے نام سے بڑی منڈی قایم کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اسکے کھنڈر اینٹ موجود ہیں۔ ریل کا کل سامان خریدا گیا تھا۔ اور ۲۰ ہزار مزدور اس پر کام کرتے تھے۔ مگر فروری ۱۸۷۸ء میں بجرم غداری مدحت کے سزایاب ہوجانے پر کام بند ہوگیا۔ وضاحت پسند ناظرین کی آسانی کے لئے میں پلیونا سے چند مقامات کا بُعد بخط مستقیم میلوں میں درج کئے دیتا ہوں:۔ سستووا ۱۰۴۔ سلوی ۳۷۔ طرنووا ۵۷۔ شومُلا ۱۱۸۔ سلسٹریا ۱۴۴۔ وارنا ۱۷۰۔ شپکا ۶۱۔ کازان لک ۶۸۔ طیطوان ۳۸۔ اطرد پول ۵۲۔ طش ۲۱۔ بشتی ۲۲۔ کرویا ۲۵۔ نجارسٹ ۱۰۵۔ ہیلووا ۹۰۔ تاتار بازارجک ۸۶۔ فلپ پولی ۸۸۔ ایڈریانوپل ۱۵۵۔ قسطنطنیہ ۲۳۰۔

پلیونا کے قرب و جوار کے دیہات و مواضع کی فہرست اور انکے بُعد حسب ذیل ہیں:۔

بجانب شمال۔ بوکووا (۲)، اوپانتسز (۴)، ہیودلر (۶) واقع برلب رود۔ ربنیا (۸)، یہہ دو کے مشرق میں نصف میل کے فاصلہ پر ہے۔

شمال مشرق۔ چالی سودات (۸)، بریسلیانتسزا (۴)، یہہ دونوں نیکوپولی سڑک پر ہیں۔ درتیسزا (۵)

مشرق۔ طرسکی طرستنک (۱)، گریوتسزا (۴)، قرہ غلچ (۱۶) آخرالذکر دونوں بلگریئی سڑک پر ہیں۔

جنوب مشرق۔ رادی شتی دو (۳)، سفالی دبنزا (۹)، پلی شاط (۹)، پردوم (۹)، تلیشتسزا (۶)

جنوب۔ بوطوت (۷)، کریشن (۳)، بریستودر (۸) آخرالذکر لوفچہ سڑک پر ہے اور کریشن اس سے ایک میل بجانب غرب ہے۔

جنوب مغرب۔ مریون (۸)، یہہ وِد سے ایک میل مشرق میں ہے۔ ڈولنا دوبینک (۹)، گورنا دوبینک (۱۵)، دونوں دریائے وِد کے بائیں ساحل کے معاون نالا دو تسزا پر واقع ہیں۔ اول الذکر ارخانیہ سڑک

پر اور دوسرا اس سے نصف میل شمال میں ہے۔

مغرب۔ بلاسی و تنر (۴) ڈسی و تنرا (۵) طرنبہ (۶) یہہ سب وِدپر واقع ہیں۔ گورنا نٹرو پولی [۵] یہہ اہو واسٹرک پر ہے۔

شمال مغرب۔ ڈولنا نٹرو پولی (۶) طرستنک (۱۰)

پلیونا تاریخی لحاظ سے ۱۸۷۷ء سے پہلے بالکل گم نام تہا۔ معمار اور سمجھہ دار باشندوں سے مجھو صرف یہہ قابل تذکرہ واقعہ معلوم ہوا کہ انیسویں صدی کے آغاز میں (یہہ انکو بہی معلوم نہ تہا کہ ۱۸۷۷ء کی محاربہ میں یا کہ ۱۸۳۳ء والے میں) جب روسی ضلع پر قابض ہوئے تہے تو وہ رومن قلعہ میں جو اُسوقت خستہ کے اندر تہا مگر بعد میں معدوم و منہدم ہوگیا اقامت پذیر ہوئے تہے۔ ۱۸۷۷ء میں یہی شہر سے بجانب جنوب ۲ میل کے فاصلہ پر رومن کہنڈر موجود تہے۔ اُن کے پاس ایک غار تہی جسکی نسبت مشہور تہا کہ وہاں بہوت پریت رہتے ہیں۔ جب سے بلگیریا آزاد ریاست ہوئی ہے پلیونا کی آبادی اور رقبہ میں کمی ہوگئی ہے۔ ۱۸۸۱ء کی مردم شماری میں وہاں کی آبادی ۱۱ ہزار پانچسو پائی گئی تہی۔ تقریباً پانچہزار باشندے میرے قیاس میں محاربہ میں ہلاک ہوئے تہے۔ اور اُسکے بعد ترک باشندے عثمانیہ قلمرو کو ہجرت کر گئے تہے۔ محاربہ کے شروع میں پلیونا میں صرف ایک کمپنی اور چند جندارمہ موجود تہے۔ ۸ جولائی کو کاسک شہر سامنے نمودار ہوئے۔ جسپر ترکی سپاہی راہو والکو سٹ گئے۔ کاسک دوسرے دن چند باشندوں کو بطور یرغمال ساتہہ لیکر چلے گئے۔ اور اُسی دن عطوف پاشا جواب تک نیکوپولی ڈویژن میں شریک تہے تین پلٹنیں اور چار توپیں لیکر پہونچ گئے۔ وہ شہر میں بلا مقابلہ داخل ہوگئے۔ فوج کو انہوں نے پہاڑ یونپر شب باش کیا اور ۱۰ جولائی کو ایک روسی پیڑہ کی فوج ہراول کو جو گرپو تنرا کی پہلی طرف کی پہاڑ یونپر ظاہر ہوئی تہی پسپا کرکے بیقاعدہ سوار و نکا رسالہ مرتب کیا سستووا اور نیکوپولی سے جو مجروح و مریض سپاہی آئے تہے اُنکے لئے فوجی ہسپتال قایم کیا اور جب ۱۵ جولائی کو عثمان پاشا کی آمد کی خبر پائی تو انکی مہمانداری اور آسائش کے لئے کل سامان تیار کیا۔ ذیل میں پلیونا فوج کے اُن افسروں کی فہرست درج کرتا ہوں جنکے نام مجھے زبانی یاد رہے یا جو میری بیاضوں میں درج تہے۔

---

[۵] بلغر زبان میں گورنا (لفظ گورنای) اور ترکی میں یوقرا لائی کو اور ڈولنا و اشاغہ زیرین کو کہتے ہیں۔ بلغاریا کے مقامات کے نام عجب سمتہ ہیں۔ اکثر مقامات کے چار چار پانچ پانچ نام ہیں۔ ایسا تو کوئی ہوگا جس کے دو نام نہ ہوں۔ پھر لطف یہہ ہے کہ ہر نام کے کوڑی بہر مختلف ہجے ہیں۔ میں نے مقامات نرستنک کے ۲۷ اور تارابازجک کے ۸۰ مختلف ہجے دیکھے ہیں۔ مصنف۔

مارشل یا مشیر: عثمان پاشا

جرنیل ڈویژن: عادل پاشا[۱]

جرنیلان بریگیڈ: طاہر پاشا دستاف کا اعلےٰ افسر، احمد حفظی پاشا (۲۰ جولائی کی لڑائی میں زخمی ہوکر ناقابل ہوگیا)، قبرہ علی پاشا۔ حسن صابری پاشا (اگست میں اس درجہ پر ترقی پائی)۔ عطوف پاشا صادق پاشا (راہو والے ۲۱ جولائی کو آیا)، رفعت پاشا (صوفیا سے ۲۳ جولائی کو آیا۔

کرنیل۔ توفیق بک۔ حاسب بک (اعلےٰ ڈاکٹر) یونس بک۔ احمد بک (افسر توپخانہ) عثمان بک (افسر کیولری)، حمدی بک (۱۷ جولائی کو تنیجہ میں آملا) امین بک (شروع اگست میں اسی درجہ پر ترقی ملی)، سعید بک۔ عمر بک

لفٹنٹ کرنیل: خیری بک۔ طلعت بک (دیاور)، حسنی بک (۲۰ جولائی کو ناقابل ہوگیا)، محمد ناظف بک۔ سلیمان بک۔ ابراہیم بک۔ رؤف بک۔ عبداللہ بک۔

جس مکان میں میری کمپنی اقامت گزین ہوئی وہ بلغاریوں کا تھا جو یونہی خوف زدہ ہوکر یا اپنی کرتوتوں سے کانپ کر ایسی افراتفری میں بھاگ گئے تھے کہ اکثر سامان پیچھے رہ گیا۔ اسکی ہر منزل میں تین سے لیکر چار تک کمرے تھے۔ دروازہ شہر کی طرف جنوب رویہ تھا۔ پچھواڑے کی طرف کو ہستانی زرخیز علاقہ تھا جسمیں مغرب و شمال مغرب کیطرف نفیس تاکستان تھے۔ مکان کے سامنے گلشن تھا جسکے گرد تار لگی ہوئی تھی۔ پچھواڑہ میں سوگز لمبا باغ تھا جسکی باڑ سے پرے کھیت تھے۔

---

[۱] روسی جرنیل کروپاٹکن نے جو محاربہ میں شامل تھا۔ اپنی تاریخ میں گو بالعموم خاصکر ترکوں کی فوجی جمعیت کے متعلق فاش غلطیاں کی ہیں تاہم مندرجہ ذیل واقعہ کے سوا اُس کو اپنی طرف سے اُسنے بالکل منصفانہ لکھنے کی کوشش کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "ماہ اکتوبر میں ایک ترکی فراری نے مجھ سے یہہ ذکر کیا تھا کہ ترکی کمپ پلیونا میں بعض ایسے افسر (مثلاً عادل پاشا) ہیں کہ وہ مدۃ العمر کبھی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے۔ پس وہ اس محاصرہ میں محض بیکار ثابت ہونگے"۔ کروپاٹکن نے یہہ صریح غلطی کی ہے یا ترکی فراری نے روسیوں کو غافل کرنیکے لیے یہہ عمداً جھوٹ بولا ہوگا۔ سابقہ محاربوں سے قطع نظر عادل پاشا پلیونا کی تمام لڑائیوں میں شریک اور غنیم کی آتشباری کی زد میں رہے۔ تمام فوج میں وہ نہایت سنیگنام تھے۔ عثمان پاشا کو اُن پر بے اندازہ اعتبار تھا۔ اور اُن کی شجاعت کی میں ذاتی طور پر شہادت دے سکتا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ کروپاٹکن (جو جنوری ۱۸۹۸ء میں روسی مدبر حرب ہوگیا ہے۔ مترجم۔)
اپنی کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں عادل پاشا کا نام اس مثال میں مدنظر رکھے گا۔ مصنف۔

ہم سات بجے کھانے پر بیٹھے۔ سپاہیوں نے باورچیخانہ میں جو مکان کے قریب بنا ہوا تھا گوشت چاول اور شلغم اکٹھے پکائے تھے۔ پہاڑیوں کی باتیں کی ہولناک گرج ہمکو سرود کا کام دے رہی تھی اور ہم کھانے کو بے تحاشا نگل رہے تھے۔ اس سے بعد سپاہیوں میں ایکدن کی غذا کے لئے بسکٹیں تقسیم کیگئیں۔ اور قہوہ تیار کرکے انکو اپنی ایک ایک بوتل بھر لینے کا حکم دیا گیا۔ باقی کی ایک ایک بوتل کنوئیں کے خوشگوار پانی سے پُر کیگئی۔ میرے پاس اپنے دستہ کیلئے دودھ کے بھی دو ڈول تھے۔ یہ بقال کہیں سے لے آیا تھا۔ کہاں سے اور کس طرح لایا۔ اُسکی پوچھنے کی مجھے کیا ضرورت پڑی تھی۔ پانی ملاکر دودھ کی مقدار بڑھا لی گئی اور اُسے ہمنے کھانے کے ساتھ پی لیا۔ مگر جیک کے لئے میں نے تھوڑا سا بچا لیا۔ سپاہیوں کو سُنا دیا گیا کہ دوسرے دن ان کو کوئی ناشتہ اور غالباً دوپہر کا کھانا بھی نہیں ملیگا۔ انکو انہیں بسکٹوں اور سرد قہوہ پر جو اُنکے ساتھ ہوگا قناعت کرلی پڑیگی۔ کھانے کے بعد پلٹن کے میگزین سے جو ایک منصلہ شیڈ میں رکھا گیا تھا سپاہیوں میں کارتوس بانٹے گئے۔ نو بجے (اسوقت ابھی دن تھا) حاضری پکاری گئی اور سپاہیوں کو وردی لگائے سو جانے کا حکم دیا گیا۔ اس حکم کی کوئی احتیاج نہ تھی۔ سات دن کے متواتر ڈبل کوچ نے اُنکی ایسی گت بنا رکھی تھی کہ وہ جہاں کھڑے تھے وہیں گر پڑے۔ اُٹھنے کے لئے چار بجے کا وقت مقرر کیا گیا۔ مگر میجر نے ساتھ ہی سُنا دیا کہ ممکن ہے دشمن کی پیشقدمی کرنے پر اس سے پہلے ہی جاگنا پڑ جائے۔

گولہ باری شام پڑنے پر بند ہوگئی۔ کپتان اور اول لفٹنٹ پہلی منزل کے سامنے والے کمرہ میں تھے۔ جیک ابراہیم اور میں نے دوسری منزل کی خوابگاہ میں بستر جمائے۔ پہلا سکوڈ پہلی منزل میں اور میرے اور جیک کے سپاہی بالائی منزل میں مقیم ہوئے۔ سپاہیوں نے ہال۔ کوٹھریوں۔ برآمدوں زینوں پر بستر لگائے۔ نراب کے زیر کمان بارہ سپاہیوں کا گارڈ باورچی خانہ میں مامور کیا گیا۔ اسی گارڈ سے باغ کے سرے پر سنتری لگائے گئے۔ جو ہر آدھ گھنٹہ کے بعد بدلے جاتے رہے۔ آدھی رات کو نراب اور اُسکے سپاہیوں کی نوکری ختم ہوکر باقی رات جیک کی نوکری تھی۔ یہ احتیاط غالباً اسلئے کیگئی تھی کہ ہمارا مکان شہر کے انتہائی شمالی گوشہ میں تھا اور اگر روسی بعیدی بکتوں کو اچانک حملہ آور ہوکر دبا لیتے اور آگے بڑھتے تو سب سے پہلے اس مکان سے اُن پر نظر پڑ سکتی تھی۔

ان سب باتوں سے فارغ ہوکر میں نے غسل کیا۔ جسکا مزہ کچھ میرا ہی دل جانتا تھا۔ جو لوگ ہر روز غسل کا سامان مہیا کہتے ہیں وہ اس نعمت کی قدر کیا جانیں۔ محمد ہر دربڑا ہی جفاکش اور سخت جان شخص تھا۔ اُسے اب شطرنج کا خبط آسوجھا۔ اتفاق سے اُسے مہرے ایک الماری سے مل گئے تھے۔

اُسنے مجھ پر ایک بازی کا تقاضا کیا۔ میں نے تکان و کوفت کے بہتیرے عذر کئے اُس نے ایک نہ سُنی آخر لاچار ہو کر میں اُسکے کمرہ میں چلا گیا۔ کپتان وہاں نہیں تھا وہ میجر کے پاس گیا ہوا تھا۔ بازی کھیلتے وقت ہمنے گھوڑوں کی ٹاپ سُنی۔ باہر جھانک کر دیکھا تو چند چرکس سوار۔ ایک رسالہ نظامیہ۔ اور ایک باتری مشرق رویہ شہر سے باہر جا رہی تھی۔ ساڑھے نو بجے شہ مات ہو کر میں اوٹھ بیٹھا۔ اُسیوقت کپتان بھی آپہونچا۔ جسنے مجھے مخاطب کر کے یہہ الفاظ کہے "تم کل پہلی مرتبہ آتشباری کی زد میں جاؤ گے۔ اور باغلب وجوہ لڑائی نہایت ہولناک اور سخت ہوگی۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ تم اپنا فرض پوری طرح ادا کروگے"۔ محمد ہرور نے بعد میں مجھ سے ذکر کیا کہ کپتان کئی گھنٹے خط لکھنے میں مصروف رہا تھا۔ وہ غالباً اُسکے فرزندوں کے نام ہوں گے جہاں تک مجھے تجربہ ہوا میں کہہ سکتا ہوں کہ کثرت ازدواج سے اپنی اولاد اور وابستگان سے مرد کی محبت میں کچھ کمی نہیں ہو جاتی۔ مگر میرا یہہ تجربہ صرف یورپین علاقہ کی ترکوں تک محدود ہے

ہرور کے پاس اُٹھ کر میں تراب کو ایک نظر دیکھنے کے لئے باورچیخانہ گیا۔ قرآن شریف اسکے ساتھی کھلا ہوا تھا مگر آنکھیں بند اور وہ اونگھ رہا تھا۔ کچھ سپاہی کل کی متوقعہ لڑائی پر سرگوشیاں کر رہے تھے اور کچھ سوئے ہوئے تھے۔ باغ کے سرے پر سنتری اپنی مختصر حدود گشت میں ٹہلا ٹہلا لگائے ہوئے تھے۔ اور متصلہ باغ میں کچھ سپاہی میگزین کی حفاظت کر رہے تھے۔ رات سہاونی اور تارے چھٹکے ہوئے تھے۔

جب میں اپنے کمرہ میں گیا تو دس بج چکے تھے۔ جیک خواب خرگوش میں تھا۔ اور اُس کی بسورپنسکراہٹ نمودار تھی۔ میرا دل بھرا ہوا تھا اور میں باتیں کر کے اُسے ہلکا کرنا چاہتا تھا۔ لیکن میں نے اپنی دوست کو بے آرام کرنا پسند نہ کیا اور پوری وردی لگائے تلوار اور ریوالور کو جسکے سارے خانے بھرے ہوئے تھے کہنی کے نیچے رکھکر جیک کے پاس لیٹ گیا۔ اللہ اکبر پختہ چھت کے نیچے اور مکلف پلنگ پر سونا کیا مزا دیتا ہے۔ بیلو وا کی شب باشی کے بعد اب ساڑھے تین مہینوں کے پیچھے میں مسقف کمرہ میں اور مکتب حربی کو چھوڑ کر پورے چار مہینوں کے بعد باقاعدہ پلنگ اور بستر پر لیٹا۔ جو طرفہ سپاہیوں کی خراٹوں کی آوازیں آرہی تھیں۔ مگر اور سب طرح سے مکان میں سناٹا تھا۔ شہر پر بھی غیر طبعی سخت خاموشی چھائی تھی۔ اور یہہ مطلقاً گمان نہیں ہوتا تھا کہ چند مربع میلوں کے علاقہ میں ۱۵ ہزار آدمی جو علی الصباح مرنے اور مارنے کو مستعد و تیار ہونگے موجود ہیں۔ البتہ کبھی کبھی کسی ٹیپرول کی دھمک یا گھوڑے کی ہنہناہٹ سنائی دیجاتی تھی۔ میں گو کوفت سے مردہ ہو رہا تھا۔ لیکن نیند کوسوں دور تھی۔ میں مجبور ہو کر اُٹھ بیٹھا اور دریچہ میں سے جھانکنے لگ گیا۔ بازار سنسان تھا۔ غرب کیطرف ہماری گاڑیوں کی صف کھڑی تھی اور سنتری کل کی تیاریوں کیطرح اونکے پاس گشت کر رہے تھے۔ شرق رویہ ایک یا زیادہ میلوں کے فاصلہ پر

مجھے بیشمار آلاؤ دکھائی دیئے۔ جنکو غالباً بعیدی بکٹوں نے روشن کر رکھا تھا۔ اُن سے ظاہر ہوتا تھا کہ دشمن کی اچانک پیشقدمی اور شبخوں کا بخوبی انتظام کیا گیا ہے۔ میں کہہ ہی نہا تھا کہ ایک طرف سے دو اور شہر کیطرف سے ایک افسر گھوڑ دنپر سوار کھڑکی کے نیچے ایک دم سر پر کھڑے ملے۔ اور انہیں سے ایک نے رپٹ بولی کہ بکٹوں میں سب طرح سے خیریت ہے۔ پھر وہ کرنیل کے مقام رہائش کو چلے گئے۔ میں پھر پلنگ پر جا لیٹا اور سو جانیکی بیفائدہ کوشش کرنے لگا۔ دنکی لڑائی کے خیالات مہیب صورت میں میرے دماغ پر مستولی ہو رہے تھے۔ ناظرین میں امید کرتا ہوں کہ تم یہہ پڑھکر میری ہنسی نہ اڑاؤ گے۔ میری عمر ہی کیا تھی۔ صرف اٹھارہ برس۔ اس عمر میں جینے کا شوق کس کو نہیں ہوتا۔ میں اقبال کرتا ہوں کہ اس خیال نے میرا حوصلہ بالکل زائل کر دیا تھا کہ ممکن ہے کل اسوقت میں آغوش لحد میں ہوں۔ جہاں قیامت تک بسیرا کرنا ہوگا۔ مجھے موت کا پورا یقین ہو گیا تھا۔ جو پورا نہ ہوا۔ علم روحانیات کی شایقین کی سوسائٹی کو اگر ایسے دلی یقین کے پورا نہ ہونیکی کسی مثال کی خواہش ہو تو انکی اطمینان کیلئے میرا یہ ذاتی تجربہ موجود ہے

آدھی رات کو ابراہیم نے جیک کو جگانے کیلئے آدمی بھیجا۔ میں نے اور اُس نے جیک کو بیدار کیا۔ جو منہہ سر دھو کر اُسے تولیا سے پونچھتا ہوا نیچے اتر گیا۔ اور اُسکے بعد تر آب آکر فی الفور پلنگ پر خواب خرگوش میں سو گیا۔ وہ مجھ سے یہہ بات بھی بمشکل کر سکا تھا کہ اُسکے پہرہ میں سب طرح خیریت رہی ہے۔ سپاہیونکی آواز بھی میں نے سُنی۔ اسکے بعد مکان اور باغ میں کسی قدر ہل چل ہوئی۔ دبی آواز میں چند حکم دیئے گئے اور پھر کل مکان پر سناٹا چھا گیا۔ رات کی خاموشی نے آخر مجھپر بھی اثر کر دیا اور میں گہری نیند سو گیا +

حصہ اول ختم ہوا

مفصل مظالم آرمینیا

یہ کتاب بھی مولوی محمد انشاء اللہ صاحب نیدار العلوم آباد کی تالیف ہے۔ اسمیں عالی دماغ اور فاضل مؤلف نے معاملات متعلقہ ٹرکی اور مسئلہ آرمینیا کے مختلف پہلوؤں پر بدلائل شائستہ و براہین بایستہ بحث کی ہے۔ تمام اصحاب نے جنہوں نے اس کتاب کے مضامین کو پڑھا ہے نہایت زور سے اُنکی جامع اور بسیط ہونیکی تعریف کی ہے۔ اُردو زبان میں ایسی جامع کتاب جو روم کے متعلق حالات کا اسی کامل آگاہی دیسکے ابتک تالیف نہیں ہوئی۔ عہدنامہ برلن عہدنامہ سین سٹی فانو خطوط سپولین بوناپارٹ۔ تقریر گلیڈسٹون وغیرہ کے علاوہ آرمینیا کا نقشہ بھی شامل کر دیا ہے۔ ہر انصاف پسند کو علی العموم اور مسلمانوں کو علی الخصوص ایک نسخہ ضرور دیکھنا چاہیئے قیمت عہ ایضاً بزبان انگریزی ... قیمت ۶/

درخواست بنام منیجر حمیدیہ الیکٹرک پریس

فہرست مضامین حصہ اول محاربات پلیونا

دیباچہ مصنف ..... صفحہ ۱
تمہید ۱۸۵۸ء سے لیکر ۱۸۷۸ء تک کے حالات کا خلاصہ۔ روس اور ترکی کی رقابت قدیم۔ بغاوت صوبجات بوسنیا و ہرزی گوونیا۔ سلطنت عثمانیہ کی اندرونی مشکلات و تکالیف۔ صوبہ بلگیریا میں بغاوت۔ سرویا اور مانٹی نیگرو کے ساتھ جنگ۔ سلطان المعظم کا عفو و کرم۔ روس کی طرف سے اعلان جنگ۔ دونوں فریق نے جنگ کو "مذہبی" قرار دیا۔ ۳

حصہ اول پلیونا کی طرف کوچ

فصل اول۔ جولائی ۱۸۷۷ء سے جنوری ۱۸۷۸ء تک میں ترکوں کے ساتھ کیسے شامل ہوا۔ مصنف کے والدین اور ابتدائی حالات۔ برلن کے ایک یہودی کی تجارتی کوٹھی میں امیدواری۔ ترکی زبان۔ تیاری اور وطن سے روانگی ۶

فصل دوم۔ فروری و مارچ ۱۸۷۷ء۔ قسطنطنیہ کی اقامت۔ مشاہدہ قسطنطنیہ کے تاثرات۔ بھرتی ہونے میں مشکلات۔ افسروں کی مختلف اقسام یعنی مکتب لی و آلائی لی۔ سلیمیہ بارکوں میں رہائش۔ وردیاں۔ ترکی فوج کی ترتیب و مدارج۔ سلطنت کی جنگی حلقہ بندی۔ ترکی سپاہی کے اوصاف و خصائل۔ حربی مدرسہ کا نصاب اور انتظام وغیرہ۔ ترکی گھروں میں آمد و رفت۔ امتحان۔ تقرری بحیثیت دوم لفٹنٹ۔ چہاونی ڈوڈ پاشا۔ کوچ کنندہ کمپنی کی افسری۔ بدی قلہ سٹیشن۔ بیلووا کی طرف روانگی۔ ۱۲

فصل سوم۔ ۲۷ مارچ بغایت ۲۳۔ اپریل ۱۸۷۷ء قسطنطنیہ سے ویڈن تک۔ کوچ چکچی۔ وہاں ایک رات کا قیام۔ لفٹنان سیمور و نراب اور سارجنٹ سیفی کے سابقہ حالات اور خصائل۔ ایڈریانوپل اور وہاں کی شب باشی۔ فلپ پولی اور بیلووا۔ سلسلہ کوہ رہوڈوپ کا منظر۔ بیلووا میں سرگرمی۔ کوچ کے لئے تیاری۔ تین ہفتوں کا کوچ۔ کوچ کے دوران کے انتظام۔ صوفیا۔ بلقان سے گذر۔ درہ غنتری۔ تورم پلیک ویڈن کیمپ میں ورود۔ اعلان جنگ کی افواہیں۔ ۴۰

فصل چہارم ۲۴۔ اپریل بغایت ۱۲۔ جولائی ۱۸۷۷ء۔ اعلان جنگ۔ ویڈن میں اڑھائی مہینوں کی بیکاری۔ ویڈن اور کلافت۔ جغرافیہ توضیح مقامات اور جغرافیہ۔ بہیس بدلایا ہوا جرمن۔ اعلان جنگ۔ کمپنی کا ٹوٹکر ایک نظامیہ پلٹن میں ملایا جانا۔ مصنف کے ساتھی افسر یعنی میجر تقی۔ کپتان درتبندی۔ لفٹنٹ ہرور و سارجنٹ بقال۔ عثمان پاشا کی شکل و شباہت۔ خاص اوصاف اور سابقہ حالات۔ ویڈن کیمپ میں رہائش۔ سپاہیوں کی

تنظیم کے لوازمات۔ عبادت گذاری اور سزائیں۔ ایک دن کی چھٹی۔ عثمان پاشا کی اتفاقیہ زیارت۔ آسٹرین یہودی اور اسکی پوتی۔ ویڈن کے بازاروں میں عجب تماشا۔ قلعہ بندیاں اور مورچے۔ جنگی جہاز۔ ضیافت اور اسکے مدعوین یعنے انگریز اخبار نویس۔ جرمن ڈاکٹر۔ سرین تیمار دار عورت۔ اور ترکی پاشا۔ پہلا گولہ۔ گولہ باری کا اثر۔ بعیدی چوکی کے فرائض۔ بیکاری سے فوج کی ناراضگی۔ ابتدائے محاربہ سے ۱۲ جولائی تک کے واقعات کا خلاصہ۔ نیکوپولی کی طرف روانگی کے احکام وتیاریاں۔ ویڈن کیمپ کی رہائش کا آخری دن رات ۔ ۔ ۔

ٹرکی کی موجودہ حالت اور اسکی باجگذار ریاستیں

اس رسالہ میں ترکی مصر عنہ سوئیزر میونس۔ بلغاریہ یوسنیا۔ ہرزیگوینا سماموس اور قبرص کے تمدن تجارت بری و بحری قوت۔ تعلیم۔ ریلوے قرضجات۔ قومی صنعت و حرفت۔ زراعت مردم شماری۔ قدیم طرز و آئین حکومت اور موجودہ پولیٹیکل حالت پر بحث کی گئی ہے۔ نہایت جامع کتاب ہے قیمت ایک روپیہ (علہ)۔

تاریخ خاندان عثمانیہ

اس کتاب میں صرف خاندان عثمانیہ کی حالات پر ہی کفایت نہیں کیگئی۔ بلکہ ضمناً کئی دیگر اسلامی سلطنتوں کے تنزل و بربادی کے واقعات اور اسباب اور یورپین یالیسی اور شرقی مسئلہ پر مفصل بحث کرنیکے ساتھ ہی ان ضروری اوصاف اور خوبیوں کی توضیح کی گئی ہے جنکو بغیر کوئی قوم مقتدر اور زندہ قوم نہیں رہ سکتی۔ یقین ہے کہ تاریخ بالخصوص اسلامی تاریخ سے واقفیت پیدا کرنے۔ اور دول یورپ اور اسلامی طاقتوں کے موجودہ سابقہ تعلقات کے اسرار کو معلوم کرنیکے شایقین اس بسیط کتاب کا مطالعہ فائدہ سے خالی نہیں پائیں گے۔ آجتک اردو میں کوئی ایسی کتاب شائع نہیں ہوئی تھی جس میں مسلمانوں کی اس واحد مقتدر سلطنت کے حالات جو کئی صدیوں سے اسلام کی پولیٹیکل طاقت کو قائم رکھنے کا کام دیتی ہو ایسی شرح و بسط سے جدید تاریخی اصول پر لکھے گئے ہوں۔ اس کتاب کی دو جلدیں ہیں اول میں ابتدائے خاندان سے سلطان محمد چہارم کے عہد تک کے حالات ہیں۔ اور دوسری جلد میں سلطان سلیمان ثانی ۱۶۶۷ء سے لیکر حالات سلطان عبدالحمید خان ثانی شہنشاہ حال کی تخت نشینی تک کے مفصل حالات قلمبند کئے گئے ہیں قیمت ہر دو حصہ مع محصول

محاربات تھیسلی

مکمل تاریخ جنگ روس و یونان جس میں ایک جرمن شاہ فاندکی تاریخ کا زار روم و یونان اور ترکوں کے مشہور خیر خواہ اور صادق دوست سر آسپنڈ بارٹلٹ صاحب ممبر پارلیمنٹ انگلستان کی کتاب سے کہ جسنے تھیسلی کی جنگ میں بذات خود شریک ہو کر یہ کتاب لکھی ہے جابجا اپنی ذاتی واقفیت سے حواشی اور ضمیمے ایزاد کر دیے ہیں اور کئی نئے مضمون بھی جو محاربات سے متعلق تھے شرح و بسط کیساتھ شامل کر دیے گئے ہیں مضمون ایسا مسلسل اور سلیس ہے کہ پڑھنے والے کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ خود جنگ میں شریک ہے۔ یادشاہوں اور علیل القدر افسروں کی تصویریں اور متعدد نقشے بھی کتاب میں درج کر دیے گئے ہیں۔ محاربات دولت عثمانیہ صد سالہ محاربات کا حال بھی ضمناً لکھا گیا ہے۔ کتاب کے تین حصہ ہیں قیمت فی حصہ

ممالک استنبول و ضمیمہ

اس کتاب میں دارالخلافہ کی گذشتہ تاریخ دینے کے بعد شہر کی موجودہ کیفیت وہاں کی ایجنسیاں وزارتیں و شاہی محلات و مغرب سینری اور منظر اور ترکوں کی موجودہ حالت اور خلق [illegible] محاسن حمیدہ و علم پروری۔ خوش اخلاقی مہمان نوازی وغیرہ اوصاف حمیدہ کا تفصیل ذکر کیا گیا ہے اور ضمناً ریلوے کی بھی حالت بھی واضح کر دیگئی ہے۔ اس کتاب میں انگلستان کے مشہور سیاح اور جرنلسٹ مسٹر ڈی کی میکسر صاحب کی کتابوں کا ترجمہ دینے کے علاوہ گیبن ایڈمنڈ بیور سر آرمنڈ وارڈ کرسپی

اور دیگر مستند یورپین مؤرخین کی کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

ترکوں کی موجودہ ترقیات اور اسلامی دنیا کا فوٹو

اس کتاب کا مضمون اسکے نام سے ظاہر ہو رہا ہے۔ وہ دورِ حاضر کی پسند و صداقت شعار انگریز سیاحوں اور حافظ عبدالرحمٰن صاحب و دیگر اسلامی سیاحوں اور خود مؤلف کی مختلف تحریروں کا مجموعہ ہے۔ اسمیں ان مزید ملکی و انتظامی اصلاحوں اور ترقیوں اور مآثر و محاسن حمیدیہ کی توضیح کرنے کے ساتھ ہی جنکا مندرجہ بالا کتب میں ذکر نہیں ہوا۔ ان ترقیوں کو بالخصوص بیان کیا گیا ہے جو عثمانیہ ترک من حیث القوم کر رہے ہیں۔ مسٹر روٹ بین نے ترکوں کا سچا فوٹو دیکر انکے اوصاف جمیلہ کا منصفانہ اعتراف کیا ہے اور بدلائل قطعی ثابت کر دیا ہے کہ مفسدہ آرمینیا کے متعلق یورپین مقرریوں کے بہتان محض بے بنیاد تھے۔ پھر اسکے واقعی حالات بتا کر ذاتی تجربہ کی بنا پر لکھا ہے کہ اکثر ترکی عہدہ دار نہایت باہنر اور قابل ہیں اور کہ ترک معقول ترقی کر رہے ہیں۔ اسی ضمن میں مارشل شاکر پاشا مرحوم کے مضامین دربارہ بغداد ریلوے اور دیگر مضامین بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔ مسٹر گورڈان نے سلطنت کی تقریباً تمام عجائبات قدیمہ کی پرانی تاریخ اور موجودہ حالت بیان کرنے کے بعد تجارت صنعت علم و فن۔ زراعت الغرض لوازمات تمدن و شائستگی کے ہر شعبہ اور صیغہ میں ملک کی قابل تعریف مسلسل ترقی کا ایسے دلچسپ پیرایہ میں ذکر کیا ہے کہ گویا پڑھنے والا ملک میں موجود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہا ہو اور خود ان صنعتوں وغیرہ کی ایسی عمدہ توضیح کی ہے کہ از دیاد علم اور دماغی تفریح کے علاوہ اسکا مطالعہ عملی فائدہ سے بھی خالی نہیں۔ ان دونو مصنفوں کی کتابوں کا ترجمہ معہ حواشی متعددہ دینے کے ساتھ اس کتاب میں چین۔ مجمع الجزائر۔ حجاز۔ نجد۔ ایران۔ افریقہ کے مختلف حصص الغرض دنیا کے کل ممالک کے مسلمانوں کی موجودہ حالت اور گذشتہ مجمل تاریخ دیدی گئی ہے جس سے وہ فی الواقع مرقع اسلام کہلانے کی مستحق ہو گئی ہے مزید برآں تعلیمی مسلمہ ممالک غیر میں نوآبادیاں و تجارتی سلسلہ قائم کرنے اور قوم کی ترقی کے دیگر وسائل متنوعہ پر سرسید مرحوم اور کئی فاضل ترکوں کی آراء درج کر کے جامع بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ تاریخی۔ جغرافی صنعتی۔ تجارتی و قومی ہر لحاظ سے نہایت مفید ثابت ہوگا۔ ان جملہ مضامین پر حاوی ہونے کے باسوا وہ ۱۸۹۶ء سے ۱۹۰۰ء تک تین برسوں کی مکمل تاریخ اسلامی دنیا بالخصوص سلطنت عثمانیہ کی ہے۔ اسمیں کئی نوادرات اور سلطنت عثمانیہ کے چند سربرآوردہ زندہ و فوت شدہ مدبرین و اعیان دولت کی تصویریں بھی دیدی گئی ہیں۔ ان خوبیوں و ضخامت کتاب کے مقابلہ پر قیمت صرف عہ ہے۔ زیر طبع ہے۔ بعد طبع عہ

فیوچر آف اسلام (یعنے اسلام کی آئندہ حالت) یہ کتاب انگلستان کے مشہور ادیب مسٹر ولفرڈ بلنٹ نے جو اکثر بلاد اسلامی و ہندوستان کی سیاحت کر چکے ہیں اور برسوں سے بتقلال مصر میں بایش پذیر ہیں تحریر کی ہے۔ اسکا مضمون اسکے نام سے ظاہر ہو رہا ہے اسکا مطالعہ مسلمانوں کے حق میں کئی لحاظ سے بہت فائدہ بخش ہو سکتا ہے مصنف کے بعض بعض قابل اعتراض خیالات و آراء کی تنسیخ و تردید کر دی گئی ہے قیمت دو روپیہ۔ انگریزی میں اسکی قیمت سات روپیہ ہے۔ درخواستیں بنام مؤلف یا منیجر وکیل انبالہ چھاؤنی

دشمن قابل سنجا ایسیہ فیل کبھی ظن امایہ

خواہ دشمن چیونٹی کے برابر ہو اُسے ہاتھی کے برابر خیال کرنا چاہیئے

محاربات پلیونا

یعنی

وہ لڑائیں جو ۱۸۷۷ء کی جنگ میں بمقام پلیونا روم و روس میں ہوئیں۔

اور

جنکے حالات لفٹنٹ ولیم ہربرٹ نے (جو خود جنگ مذکور میں شریک تھے)۔

انگریزی میں تحریر کئے تھے

اور اس کا ترجمہ

مولوی محمد انشاء اللہ صاحب زمیندار انعام آباد ضلع گوجرانوالہ نے بازار حوانی

اور فٹ نوٹوں کے اردو میں کیا

حصہ دوم

مطبع و بازار سوسائٹی بمہتمام منشی فاضل شیخ غلام محمد صاحب

۱۸۹۲ء

حسب ضابطہ رجسٹری کرائی گئی ہے

طبع اول ---------- قیمت فی حصہ ۱؎ عہ

فہرست مضامین حصہ دوم پلیونا کے متخاصمین کی روانہ ائی

باب ششم - پلیونا کی پہلی لڑائی - ۲۰ر جولائی ۱۸۷۷ء طلوع فجر کیوقت کھٹکا ہونا - پلٹن پہاڑیوں کو چلدینی ہے - دشمن کا انتظار - مقابلہ اول - بوکو وا کو مراجعت - گاؤں کے اندر لڑائی غنیم کی شکست یابی اور اُسکا تعاقب - لڑائی کی عام کیفیت نقصانات - پانی کی کمیابی - میری پلٹن پلیونا کو واپس جاتی ہے سپاہ فتح کی خوشی مناتی ہے - روسی مصنفین کی غلط بیانیاں -

باب ہفتم - فیصلہ کن لڑائی کی تیاریاں - ۲۱ر بغایت ۲۹ر جولائی ۱۸۷۷ء - لڑائی سے بعد کا دن - عثمان پاشا غصہ سے بے بس ہوجاتے ہیں - دفتر کا کام - لڑائی کے بعد پلیونا کی کیفیت موچوں کی تعمیر خندقوں میں اتفاقیہ چوٹ - روسی جاسوس - فوجی ہسپتال میں اقامت - روسی اسیر خفیف معرکے - طرشنیک اور لوفچہ دشمن سے پھر فتح کرلئے گئے - لوفچہ کی اہمیت - موچوں کی ترتیب و محل وقوع - اُنکا اندرونی انتظام اور فوج کی نوکری - انتظام صفائی - موقعہ بموقعہ سپاہ کی تعیناتی - لڑائی کا قریب الوقوع ہونا - تیاریاں - لڑائی سے ماقبل کی رات -

باب ہشتم - پلیونا کی دوسری لڑائی - ۳۰ر جولائی ۱۸۷۷ء علی الصباح - دشمن کا انتظار شدید - گولہ باری - اول روسی حملہ - کپتان زخمی ہوا - دوسرا حملہ - لفٹنٹ ہرڈ کی شہادت - بہینی بازو کی طرف واپسی - میدان جنگ کی حالت - بنوک سنگین دشمن پر شاندار حملہ آور ہنا - حملہ کنندہ کالم کی ترتیب - جمعیت اور سپاہ - حملہ زخمی ہوجانا اور بیہوشی - ابتدائی مرہم پٹی کے ہسپتال میں جاکر ہوش کا آنا - میدان جنگ پر سے شہر کو پیدل جانا اور فوجی ہسپتال میں داخل ہونا - لڑائی کی عام کیفیت - فریقین کی جمعیتیں اور نقصانات - سنسنسوا میں عام تشویش - لڑائی کے نتائج -

باب نہم - زمانہ بیکاری - ۳۱ر جولائی سے ۶ر ستمبر ۱۸۷۷ء تک - فوجی ہسپتال میں اقامت - عشقبازی - موچہ کو واپس جانا - کیمپ کی معاشرت - قاصد بنکر روسی کیمپ کو جانا -

حصّہ دوم

پلیونا کے لئے متخاصمین کی زور آزمائی

باب ششم

پلیونا کی پہلی لڑائی - ۲۰ - جولائی ۱۸۷۷ء

مینے خواب دیکھا کہ مین اُس ٹرین کی آواز سُن رہا ہون جو میرے سکونہ شہر مین ہماری مکان کے پاس سے گذرتی ہے - یہ آواز بتدریج بہت ہی بلند اور تیز ہوتی گئی - حتی کہ انجن کمرہ مین یعنی میری برلنی خوابگاہ مین آکر پھٹ گیا ہے اسی وقت کسی نے ٹھوکر لگا کر مجھے بیدار کر دیا - وہ ایرا ہیم تھا جس نے للکار کر کہا - اُٹھو تمھارے بچے ہین کہ دشمن نے بڑھنا شروع کر دیا ہے" - اسوقت طلوع فجر قریب تھی - اور ۲۰ - جولائی جمعہ کے آنے مین جو میری ہنرو آزمائی کا روز اول تھا تھوڑی دیر باقی تھی - میری گھڑی مین غالباً دو بجکر چالیس منٹ گذرے تھے - مینے اپنے اسلحہ اٹھا لئے - سر کو پانی کے طاس مین غوطا دیا - اور مونہہ کو پونچھو بغیر نیچے کو دوڑ گیا - ہال (بڑے کمرہ) مین پستل کا ایک گھڑیال لٹکا ہوا تھا جسے غالباً مالکان مکان سکو کھانے کے وقت کی اطلاع کر دینے کے لئے استعمال کرتے ہونگے - مینے اوسے جاکر زور سے بجایا - جسپر ایک منٹ سے بھی کم وقفہ مین میری کمپنی مکان سے باہر صفبستہ کھڑی ہوگئی - اوسی کوچہ مین ہماری پلٹن کی ایکدوسری کمپنی جمع ہو رہی تھی - چوطرفہ دوڑ دھوپ اور چہل پہل کا سماں تھا - ہر ایک سمت سے بگلون - حکم کے الفاظ - سپاہیون کے دستون کی دھمک اور گھوڑونکے سمون کی ٹاپ کی آوازین آرہی تھین - باش چاؤش نہم خود میر میران بنے ہوئے اور ہر ایک کے مزاحم ہوتے ہوئے اِدھر اُدھر دوڑ رہے تھے - مین اپنے باش چاؤش کو دیکھکر مسکراہٹ کو ضبط نہ کر سکا - اوسے دیکھکر یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا کل سلطنت عثمانیہ کی حفاظت وسلامتی کا بوجھ اوسی کے ذمہ ہے اتنے مین ہمارے عوال اغاسی نے کپتان کے پاس آکر اوسے کچھ کہا - اور اُسنے حکم دیا "نام پکارو" جیک کے دستہ کے تین آدمی نام پکارے جانے پر نہ بولے - وہ باغ کے سری پر سنتری کا کام دے رہے تھے اور گارڈ ریعنی باورچی خانہ والے محافظ سپاہیون نے اونہین بلا لینا فراموش کر دیا تھا - اُنکو اب بلا لیا گیا - اور کمپنی پوری ہوگئی - تراب اور اُس کے دستہ کو علم لانیکے لئے جو میجر کے کوارٹر (مقام اقامت) مین تھا بھیجا گیا اور وہ معہ میجر واپس آئے - تھوڑی ہی دیر مین دوسری کمپنیان بھی پہونچگئین اور جب

پلٹن مکمل ہوگئی تو ہم مشرق رویہ روانہ ہوگئے۔ شہر سے باہر نکلکر ہمنے بلگریني سڑک پر اُس پل کے قریب جو نالاگریوتزا پر ہے الٹ (قیام) کیا۔ شہر سے دوسری فوجین (دو پلٹنین۔ ایک سالہ۔ چند چرکس سوار) ہمین وہین آملین۔ دن پر ہمارا کرنیل (جنی بک) یا سعید بک عقب کالم کا کمانیر نہ تھا۔ بلکہ کوئی اور کرنیل تھا۔ یہ دونون دستے یمین مین تھے۔ دو پلٹنون سے تین ستونی کالم (عمود) بنائے گئے۔ میری پلٹن کی چارون کمپنیان درمیانی اور دوسری پلٹن کی چار کمپنیان باقی دونون عمود جو ہمارے دونون بازون مین تھے۔ میری کمپنی ہراول مین تھی۔ اور وہ ایک پک ڈنڈی پر کھڑی تھی جو شمال مشرق سمت مین اُن پہاڑیون کے سلسلہ کیطرف جاتی تھی جنکی چوٹی تقریباً دو میل کی مسافت پر معلوم ہوتی تھی۔ ہم آگے بیقاعدہ کیولری کے چند چھوٹے چھوٹے بیڑے تھے۔ ہم سفر مصروف تھے کہ مجھے قریب الوقوع لڑائی اور اُسکے نتیجہ کا خیال کرنے کی کوئی فرصت ہی نہ تھی۔ جیسا خوش خوم اور تازہ دم تھا۔ اوسکی آنکھین پر جوشی سے انگارون کی طرح چمک رہی تھین۔ مینے کسی طرح اوس کے قریب پہونچکر اُس سے مصافحہ کیا اوسنے یہ الفاظ کہے "رفیق شفیق۔ خدا تمہارا حافظ و ناصر رہے"۔

تین پہ دس یا پندرہ منٹ گذرے تھے کہ آگے بڑہنے کا حکم دیا گیا۔ ہمنے بڑہنا شروع کیا۔ ہمارے آگے آگے طبل بجتے جاتے تھے اور علم لہرا رہے تھے مگر نقارہ دکا بجایا جانا جلدی ہی بند کر دیا گیا۔ صبح کمال دلآویز تھی۔ دھوپ نکھری ہوئی۔ ہوا تازہ اور آسمان صاف تھا۔ ہمارے چپ دراست دوسرے کالم کھیتون مین سے گذر رہے تھے۔ ہمارا راستہ چونکہ اُن سے اچھا تھا ہمارا کالم اُنسے کسی قدر آگے رہتا تھا۔ کالمون کے دونون طرف چرکسون کے چھوٹے چھوٹے دستے تھے۔ زمین بتدریج بلند ہوتی جاتی تھی۔ دائین بائین نظر کرنے پر میں نے دیکھا کہ ایک پلٹن ہماری بائین طرف شمال رویہ بڑہکر جلد نظر سے غائب ہوگئی ہے۔ مغرب جنوب مغرب اور جنوب مین مینے ایک سے لیکر تین میل تک کے فاصلہ مین اپنی انفنٹری اور آرٹلری کے زبردست دستے اپنے اپنے موقعون پر کھڑے دیکھے۔ یہ نقشہ دیکھکر ہر ایک کو معلوم ہوسکتا تھا کہ ہم دشمن کے حملہ کے لئے پوری طرح سے تیار ہین۔ اس موقعہ کی پہاڑیان بے شجر ہین بلندی پر ہونیکی وجہ سے مین کل علاقہ کو اچھی طرح دیکھ سکتا تھا۔ تاحد نظر مجھے کوئی غنیم نظر نہ آیا۔

ہم اپنا اسباب مکان مین چھوڑ آئے تھے۔ اور اپنے ساتھ فقط ردی ڈالنے کے جھولے رسیان اور کدال جو فی کمپنی چار چار تھے لائے تھے۔ کپتان نے مجھے لوٹیرون سے بقون اور گران کو لڑون کی حفاظت کے لئے

ایک سپاہی مکان پر پیچھے چھوڑ جانے کے لئے کہا تھا۔ اسپر طبعی طور سے مینو ایسے آدمی کو منتخب کرتا تھا۔ جس کی بہادری پر مجھے شبہہ ہتا اور ساتھ ہی جس کے پاؤن بھی زخمی ہتے۔ مگر کپتان نے اس کام پر ایک معتبر آدمی کو لگا کر مجھسے کہا کہ اگر تمہارے والا آدمی اکیلا چھوڑا جاتا تو وہ بلا شبہہ بھاگ جاتا۔ ساتھ لیجانیسے ممکن ہے کہ ہم اُس سے مخلصی پالین یعنے وہ مرجائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ہماری بارکش گھوڑے جو کل پلٹن کے لئے اٹھارہ تھے پلیونا مین رہے۔

مارچ شروع ہونے پر سپاہی جو اب تک خاموش رہے تھے تازہ دم اور انکے حوصلے قایم ہو گئے۔ سالگذشتہ کے محاربہ مین جو سپاہی شامل تہے وہ فخریہ اپنے کارنمایان سنانے اور نوجوان تازہ رنگروٹون کو مفید وقت نصیحت کرنے لگ گئے تہے۔ سپاہی بسکٹین چباتے قہوہ پیتے کہانیان سناتے اور ایکدوسرے سے ہنسی مذاق کرتے جاتے تہے۔ تھوڑی ہی دیر بعد راستہ ایک نشیب دار کھائی مین داخل ہو گیا۔ اور راست و پیچ کے کالم ہماری نظر سے اوجھل ہو گئے۔ وہان چرکسون کی ایک جماعت ہماری انتظار مین کھڑی تہی وہ ہم سے دو سو گز آگے آگے چلتے تہے۔ وہ گویا ہمارے ہراول تہے اور پہرا دینون نے بطور ہراول کے سوار اپنے سے آگے رکھے ہوئے تہے۔ اس دن اول سے آخر تک تمام میدان جنگ مین جہانتک میری نظر کام کر سکتی تہی ہمارا طرف ہر ایک امر ایسی درستگی سے طے ہوا۔ جیسے کہ کسی نہایت ہی عمدہ اور تازہ تیل دی گئی کل کے پرزے کام دیتے ہین۔ مگر بعد مین مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے دستہ سمین مین جو جنوب مین تھا بہت کچھ بے ترتیبی حادث ہو گئی تہی۔ اور اور طرف عرصہ دراز تک میدان روسیون کے ہاتھ مین رہا تھا۔ تاہم اس معاملہ کا مجھے کوئی ذاتی علم نہین۔ ہر ایک افسر کو کمانیران کمپنی تک مفصل اور واضح احکام پہلے سے دیدئے گئے ہوئے تہے لیکن ہم لفٹنٹون کو لڑائی کی متعلقہ تجاویز سے سرسلطانا آگاہ نہین کیا گیا تھا۔

پیچھے مڑکر دیکھنے پر مجھے اپنی پلٹن کی دوسری کمپنیان پیچھے پیچھے آتی دکھائی دین۔ دو یکجا تہین اور تیسری بطور ریزرو فوج اونسے بھی پیچھے تھی۔ میجر قلب کی کمپنیون کے ساتھ اور کول آغاسی جس کی رفاقت کپتان کو سخت ناگوار تھی ہمارے ساتھ تھا۔ مگر یہ تیز و طرار دخل در معقولات دینے والا افسر لڑائی مین زخمی ہو گیا۔ جس پر ہمارے کپتان کو بڑی خوشی ہوئی۔ چار بجے ہم اُس مقام پر پہنچے جہان راستہ ایک گھاٹی سے تقاطع کرتا تھا۔ چرکس وہان کھڑے ہو گئے اور مینے معلوم کیا کہ ہم پہاڑیون کے سلسلہ کی چوٹی سے جو راستہ اور گھاٹی کی سطح سے پچاس فٹ بلند تھی

آگے گذر گئے ہین گھاٹی ۵۶ نالہ کے گذرگاہ کی بانسبت مضبوط ہوتی تھی۔ فرق اسا تھا کہ
تنہا اسکے دونون کنارون پر جہاڑیان اُگی ہوئی تھین۔ ہا[illegible] کنا[illegible]ہ پر چند درخت بھی تھے۔
کپتان نے ہمکو بتایا کہ ہم مقام مقصود پر پہونچگئے ہین چرکسون نے گھوڑ دسوار[illegible] ہمکو عقب مین بھیجدیا
رہستہ کے دہانہ پر قایم ہوگئے لیکن اونہین سے چھ گھاٹی کو عبور کرکے راستہ راستہ گھوڑ دنیری
بڑہ گئے۔ کُدال بردارون نے چرکسون کی حفاظت کیلئے نیم مکمل سی مٹی کے دمدمے بنادئے۔ میرے
اور جیک کے دستہ کے آدمی راستہ کی بائین طرف اور اول لفٹنٹ کا دستہ دائین طرف مقرر کیا گیا۔
مگر سب سپاہی پہاڑی کے کنگرہ پر ہی رہے۔ اپنے اپنے مقام تعیناتی پر پہونچنا سہل کام نہ تھا۔ کل
کمپنی کے سپاہیون کو ایک لمبی صف مین کرکے انکو لیٹ جانے اور درختون۔ جہاڑیون۔ چٹانون
غرض ہر قسم کی آڑ اور پناہ سے فایدہ اٹھانے اور کام لینے کا حکم دیا گیا۔ ہمسے دس منٹ بعد بائین کالم
کی ہراول کمپنی پہونچگئی اور چونکہ مین صف کی انتہا پر تھا مجھے اُسکے قریب رہنے کا حکم دیا گیا۔ اُسپر مینے اپنے
آدمیون کو اس طرح قایم کیا کہ حکم کی تعمیل ہوسکے۔

ہماری طرف کا ڈہلاؤ سیدہا تھا بمقابل کے داہنے کنگرہ کا ڈہلاؤ آسان اور ہماری طرف والیکی نسبت
دسرو لیکر پندرہ فیٹ تک پست تھا۔ جہان ہم ہونچے وہان سے بلند زمین جسپر کہین کہین درختون کے جھنڈ تھے
نظر آتی تھی۔ لیکن ہماری نگاہ دور تک کام نہین کرسکتی تھی۔ اِس موقع پر ہمین کالل ایک گھنٹہ سخت
انتظار مین رہنا پڑا۔ سپاہی کھاتے پیتے رہے۔ لیکن بولنے کی ممانعت تھی۔ کرنیل اور میجر فی پیدل
آکر ہمارے موقعہ کا معایئنہ کیا اور قلب کی کمپنیون کو واپس جاتے وقت کلہ سکوید کو اپنے ساتھ لیتے
گئے۔ مین یہ بتادینا ضروری سمجھتا ہون کہ ترکون مین کسی واحد کمپنی کو خاص طور پر سکرمشنگ (فوجکے آگے آگے
منتشر ہوکر غنیم پر گولیان چلانا) کی مشق نہین سکہائی جاتی (یا یہ کہ ۱۸۷۷ء تک نہین سکہائی جاتی تھی)
اور نہ اُس سے یہ کام لیا جاتا ہے یا لیا جاتا تھا۔ اوسدن ہمکو یہ کام دینا پڑا۔ دوسری لڑایون مین ہم
پلٹن کے قلب یا ریزرو مین رہتے رہے۔

---

۵۶ یہ گھاٹی (یا وادی) گریونسا کے مشرق سے شروع ہوکر شمال مغرب رویہ دس میل تک لمبی چلی جاکر مقام
ربینا کے قریب وادی ودِ سے ملجاتی ہے۔ برسات کے موسم مین وہ نالا بنجاتی ہے۔ مگر خشک موسمون
مین صرف آخری دو میلو نمین پانی ہوتا ہے۔ مصنف

ہم یم سے استادہ میں لیٹے ہوئے یا بیٹھے ہوئے تھے ہمارے اردگرد لڑائی کے کوئی آثار نہ پائے جاتے تھے - درختوں کی شاخوں میں سے چھنکتی ہوئی دھوپ معطر اور گیاہ دار زمین پر روشنی اور سایہ کے عجب نقشے بنا رہی تھی - ہر طرف جنگلی پھول کھلے ہوئے تھے - بلبلیں ہمارے سروں پر شاخوں پر بیٹھی ہوئی خوش الحانی سے نغمہ سرائی اور اظہار تعشق کر رہی تھیں - بادنسیم کے جھونکے پتوں کے ساتھ عجب راز و نیاز سے سرگوشیاں کر رہے تھے -

پانچ کا عمل ہوگا کہ چرکس ہراول کا ایک آدمی گھوڑی کو دلکی دوڑاتا ہوا ہمارے پاس واپس آیا - اور اس کے بعد فوراً ہی ایک توپ کی آواز نے بلبلوں کو خاموش کر دیا - جنگلی چوہوں کو جو ادھر ادھر دوڑتے پھرتے تھے - بلوں میں داخل کر دیا - اور سپاہیوں کو جو زبردستی اونگھ جاتے تھے چونکا دیا - یہ آواز گویا کسی جادوگر کا عصا تھی جسنے کامل پرامن کیفیت کو فی الفور جنگ کے مہیب شور و غل میں متبدل کر دیا - یہ روسی توپ کی آواز تھی - ہمارے باتریوں سے پہلے ہماری دائیں طرف سے اور پھر بائیں طرف سے بھی اسکا ایک منٹ سے کم وقفہ میں جواب دینا شروع کر دیا - ابتدا میں گولہ باری درہم تھی جب قریبی باتریاں تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوتیں تو شمال مغرب مشرق اور مغرب کیطرف کی لمبیدی باتریوں کی آواز بھی سنائی دیتی تھی - گولہ باری جلد تیز و تند ہوگئی جس کی گن میں کوئی وقفہ نہیں پڑتا تھا - میرے کان اس مسلسل گرج کے جلدی ہی ایسے عادی ہوگئے کہ مجھے اوسکی کوئی پروا نہ رہگئی - گویا کہ دوسری چیزوں کی طرح یہ بھی قدرت کے لوازمات میں سے تھی - روسی گولوں کی زد ہمسے بہت قریب ہوگئی - ہم اونکو اپنے سروں سے اوپر سے گذرتے ہوئے دیکھتے تھے - مگر اونمیں سے ہمارے درمیان کوئی نہ گرا - یہ رنگ دیکھکر کپتان رنگروٹون نے حوصلہ ہار دیا اور واپس جانیکی اجازت مانگی - یہ بتانا فضول ہے کہ اسے قبول نکیا گیا - پینے بعد میں سنا کہ میری پلٹن کے قلب میں دو دفعہ گولے پھٹے جس سے اسکو اپنی جگہہ بدلنی پڑی -

توپون کی گرج یکبارگی بند ہوجانے سے ہم سب چونک اٹھے اوس کے بند ہوتے ہی چرکسی ہراول سرپٹ گھوڑے دوڑاتا ہوا پہنچ گیا - دبی آواز میں "بند وقین سر کرنیکے لئے تیار ہوجاؤ" کا حکم دیا گیا - جو مسلسل گونج کی مانند یکے بعد دیگرے کل صف میں پھر گیا - میرا دل اسوقت بیطرح تڑپ رہا تھا - اگر دشمن نظر کے سامنے ہوتا تو شاید وہ اسقدر نہ دھڑکتا - پینے جیک کیطرف دیکھا - وہ دبی آواز میں

کچھ حکم دے رہا تھا۔ کیونکہ اتم خاموشی کا سخت حکم تھا۔ اُسکا چہرہ جوش سے تمتما رہا تھا۔ جس سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ لڑائی کے لئے کمال بیقرار ہو رہا ہے۔

اتنے مین میرے دستہ کا ایک آدمی نرم آواز مین پکارا "اُٹھاؤ دیکھو غنیم نظر آنے لگ گیا ہے"۔ مینے نظر اُٹھا کر دیکھا تو مینے دو سو گز کے فاصلہ پر فی الواقع سیاہ خاکی وردی پہنے ہوئے سپاہیون کو دبے پاؤن ایک پناہ سے دوسری پناہ کو آگے بڑھتے دیکھا۔ وہ روسی "سکرمشر" تھے۔ مینے دوربین آنکھ سے لگائی اور سامنے کا کنگرہ یا دامن آناً فاناً کئی سو آدمیون سے بھر گیا۔ مین نہین جانتا وہ کہان سے آ گئے۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ زمین مین سے نکل پڑے ہین۔ پھر جھٹ پٹ آدمیون کے سیاہ دل بادل کنگرہ کی چوٹی پر نمودار ہو گئے تھے۔ وہ فوج پیدل کے مجتمع دستے تھے۔ میرے خیال مین اُنکی جمعیت دو پلٹن تھی۔ وہ ظالم و بیرحم قسمت اور قضاے مبرم کیطرح تیزی اور خاموشی کے ساتھ آگے بڑھے چلے آتے تھے۔ مینے اُن کے اسپ سوار افسروں۔ ہوا مین لہلہاتے ہوئے علمون اور صبح کی شعاعون مین اُن کی سنگینون کے صیقل شدہ فولاد کو چمکتے ہوئے یعنی لڑائی کے تمام لوازمات کو ایک نظر دیکھا ہی تھا۔ کہ نقارہ پر چوٹ پڑنے سے ہوا مین تلاطم پیدا ہو گیا۔ مینے دوربین کو علیحدہ کر کے اپنی تلوار کو (جو بے کار محض تھی) مضبوط پکڑ لیا۔

مین نہین کہہ سکتا کہ چرکسون کی واپسی سے کتنے عرصہ بعد آتشباری شروع ہوئی۔ مجھ پر یہ وقفہ صدیون سے زیادہ معلوم ہوا۔ مگر وہ چند منٹون سے زیادہ نہ تھا۔ "آتشباری" کے حکم کا انتظار بہت ہی سخت تھا۔ اتنے مین ایک مکروہ شکل رشید اشخص بدنما ٹوپی سر پر رکھے ہوئے سامنے کے ساحل پر بمشکل پچاس گز بعید تھا۔ نمودار ہو گیا۔ مینے ریوالور کا گھوڑا اٹھا لیا۔ اس اثنا مین اور آدمی بھی پہنچ گئے۔ اور تھوڑی دیر مین مینے سو آدمی شمار کئے۔ ابھی تک کوئی گولی سر نہوئی تھی آخر کار ہماری بگلچی نے "فائر" کا حکم سنا دیا۔ اور رائفلون کی آواز سے تمام وادی گونج اُٹھی۔ میرے چاروں طرف غلیظ اسفید دھوان چھا گیا۔ کوئی چیز اسطرح سے سنسناتی ہوئی میرے پاس سے گذری کہ گویا وہ پر دار سیاہ بوتل تھی۔ ہوا مین اُس سے جو تموج پیدا ہو گیا تھا وہ میرے کان سے آ ٹکرایا۔ اس کے بعد یہ پے در پے یکے بعد دیگرے گذرنی شروع ہو گئین۔ اسوقت مجھ سوجھ پڑی کہ یہ دشمن کی گولیان ہین یہ سوجھ پڑتے ہی مجھ پر ایسی حالت طاری ہو گئی جیسی کہ سخت قسم کی ہیضہ مین انسان پر شروع ہو جاتی ہے

گذرتی ہے - گولیون کی بوچھار مین پہلی مرتبہ ہونیکو وقت اپنی حالت کو مینے اس لئے بالوضاحت بتادیا ہے کہ اسنکا دورہ پہر کبھی نہوا - دوسری لڑائی مین مین ایسا لاپروا اور سخت جان ہوگیا تہا کہ گویا برسونسی سپاہگری کررہا ہون - اس بیحواسی سے مین چند لمحون مین سنبہل گیا - اور میرا دل مضبوط دقایم ہوگیا - دوطرفہ گولیونکی مسلسل بارش ہورہی تھی میرے پاس کا ایک سپاہی جو گٹہنون کے بل تہا مونہہ کے بل گرا - اور پہر نہ اٹھا - ایکدوسرے سپاہی کا کان گولی اڑا لیگئی - جب دہوان دور ہوا تو مینے تین روسیون کو گھائل یا نالا مین پڑا ہوا دیکہا - ایک کا مونہہ لہولہان ہورہا تھا - اور دوسرے دونون بڑے عذاب سے جان توڑ رہے تہے - اسی لمحہ غنیم کے سپاہی پتے باندہے سامنے کے کنارہ پر پہونچگئے - میری دائین طرف سے "ہراہ" اور ترکی نعرۂ "اللہ اکبر" کی آوازین بلند ہوئین -

مین اپنی صف مین سپاہیون کی تعریفین کرتا - اُن کے حوصلے بڑہاتا - شور وغل برپا کرتا ہوا اور دیوانون کی طرح الٹے سیدہے غلط شلط فقرے بولتا اور ہاتھ پاؤن ہلاتا ہوا اوپر نیچے دوڑنے لگ گیا - جیک کیطرف نگاہ کی تو وہ بھی یہی کررہا تھا - مگر مجھسے کسی قدر زیادہ باضابطگی کے ساتھ اور غالبًا اوسکا اثر بھی میری حرکات سے زیادہ ہورہا تھا - کئی دفعہ بے اختیار میری زبان سے جرمن اور انگریزی کے لفظ نکل گئے - میرے دستہ کے سپاہی حیرت افزا چابکدستی سے رائفلین بہر رہے اور سر کررہے تہے ترکی انفنٹری یون تو پہلے بھی جلد فایر کرنے مین کچہہ کم ماہر نہ تہی مگر اسکی کامل مشق نے اُنکو اور بھی پختہ کار کردیا تھا - دو یا تین آدمیون کے سوا اور کسیکو مینے دل چراتے ہوئے نہ دیکہا - بعد کے معرکون مین ایسا کوئی بھی نہ پایا گیا - بعض پلٹنون کیطرح شور وغل مچاتے ہوئے برابر فایر کئے چلے جاتے تہے - اکثر کے سر پر تو واقعی جوش وغضب کا بھوت سوار ہورہا تھا - باقی بالکل خاموشی کے ساتھ اپنے کام مین مصروف تہے - گویا کہ وہ چاندماری کی مشق کررہے ہین - بلکہ اُس موقعہ سے بھی زیادہ لاپروا اور مجتمع خاطر تہے - سارجنٹ بقال جو پلٹن بھر مین استاد قادر انداز تہا - خوب تاک تاک کر اپنی بندوق چلاتا تھا - اور کوئی شبہہ نہین کہ ہر فایر مین وہ ضرور ایک دشمن کو لیتا تھا - کارپورل عامی سپاہی کی طرح "کاڈکتون" کو ملاحیان سنا رہا تھا - اوسنے بعد مین مجھسے بطور معذرت کہا کہ ترکی سپاہیون کو محض اسیطرح سے جوش دلایا جاسکتا ہے - میرے دستہ کے مقابل غنیم کنگرہ کے کنارہ سے آگے نہ بڑہے -

ہتھیاری کو ابھی چند منٹ ہوئے تھے کہ کپتان جلدی جلدی قدم اُٹھاتا ہوا میرے پاس آیا اور اونسے مجھکو کان مین بلند آواز سے کہا (بلند آواز مین اُس لئے کہ بیحد شور وغل برپا تھا۔ اور گولہ باری بھی پھر شروع ہوگئی ہوئی تھی) کہ مین ابھی حکم دینے والا ہون کہ اگلی صف پلٹن کے قلب کو واپس ہٹ آئے نہ کہ راستہ پر چڑھنے کی کوشش نہ کرنا۔ بلکہ دوسرے رستون سے الگ درختون کے جھنڈ مین سے اپنے دستہ کو پیچھے ہٹالانا۔ یہ کہکر وہ چنپٹ ہوگیا اور ایک منٹ بعد بگل نے پیچھے ہٹنے کا حکم سنا دیا۔ اور دوسری آگے بڑھی ہوئی کمپنیون کے بگلون نے جوابی آواز دی (یعنے بتا دیا کہ حکم سُن لیا گیا ہی) مینے اپنے دستہ کو جمع کیا۔ مین پچاس آدمی لایا تھا۔ اس مین سے ایک ہلاک ہوا۔ دو سخت زخمی ہوئے جن کو اُٹھا کر لیجانا پڑا۔ اور چار یا پانچ کو خفیف سے زخم آئے۔ عین اُس موقع پر مینے دیکھا کہ چند ایک روسی وادی یا نالا کے قعر مین پہونچکر ہماری طرف کے ساحل یا کنارہ پر چڑھنے کی کوشش کر رہے ہین۔ مینے سارجنٹ اور اوسکی جماعت کو للکار کر خبردار کیا اور اپنا پستول دشمنون پر سر کر دیا۔ اوسسے ایک روسی زمین پر گرا۔ ادہر سارجنٹ اور اوسکی جماعت نے اپنی رائفلین داغدین۔ اور باقی ماندہ روسی زمین پر ٹپٹنے لگ گئے۔ جسوقت ہم صف توڑ کر چلنے کو تیار ہوئے جیسا کہ دستہ اوسوقت چل پڑا ہوا تھا۔ سارجنٹ بارہ سپاہی لیکر ہماری واپسی کی حفاظت کیلئے پیچھے رہا اور غنیم پر بلا نشانہ باندھے مسلسل فائر کرتا رہا۔ بلا نشانہ اسلئے کہ غنیم ہماری تعاقب مین تیزی سے نہین بڑھا چلا آرہا تھا جیسا غالباً کنارہ پر چڑھنے مین کسی قدر دقت پیش آرہی تھی۔ چلتے وقت جب مینے روسیون کی طرف آخری نگاہ کی تو وہ سامنے کے ساحل سے بہتیرا کثیر نیچے اُتر رہے تھے۔ پس اگر ہم ایک منٹ اور اپنی جگہ پر رہتے تو یقیناً نیست و نابود کر دیئے جاتے۔

مین اپنے دستہ کو پلٹن کے قلب مین جو نہایت عمدہ موقعہ پر جنگ کی صف باندھے تیار کھڑا تھا۔ لیکر بخیریت پہونچگیا۔ ہمکو عقب مین بھیجدیا گیا۔ وہان پلٹن کے ڈاکٹر نے جسکا ہاتھ ایک معرکہ ریول اور ایک والنٹیر سپاہی بٹا رہے تھے زخمیون کی ابتدائی مرہم پٹی کی۔ یہ سپاہی بطوع و رغبت ڈاکٹر کے ساتھ شریک ہوا تھا وہ ایک زمانہ مین ملٹری کالج کا طالب علم رہچکا تھا۔ قلب کی فوج نے حملہ سے بچاؤ کیلئے کچھہ نیم مکمل سے مورچے کھڑے کر لئے تھے۔ ڈاکٹر کا ذکر آجانے پر مین یہ لکھتا ہون کہ دستور العمل کے مطابق ہر پلٹن مین ایک سرجن اور ایک طبیب کا ہونا لازمی تھا۔ مگر دوسری چیزون کیطرح اس انتظام کا وجود بھی محض کاغذ پر تھا۔ چنانچہ ہماری تین پلٹنون کی رجمنٹ مین صرف ایک سرجن تھا اور طبیب بالکل ہی

کوئی نہ تھا۔ والنٹیر اور سپلین ہسپتالون کے آدمیون کے علاوہ ہماری رجمنٹ مین اوسوقت صرف ۲۰ طبی اوتی ملازم تھے۔ حالانکہ بروئے قواعد پچاس یا ساٹھ ہونے چاہئین تھے۔

جیک کا سکوئیڈرن مجھسے پہلے پہونچگیا تھا۔ اُسکا ایک آدمی ہلاک ہوا تھا سخت زخمی کوئی نہ ہوا مگر خفیف زخم اکثر کو پہونچے تھے۔ اول لفٹنٹ کا دستہ ہمسے چند منٹ بعد مین پہونچا۔ اُس سے معلوم ہوا کہ جس مقام پر وہ متعین تھا چونکہ وہان کا ساحل ایسا سیدھا نہ تھا۔ روسی اوسپر سے بآسانی چڑھکر مقام مذکور پر بہ تعداد کثیر حملہ آور ہوگئے تھے۔ اور ہر در کی دستہ سوار انکی دست بدست لڑائی بھی ہوئی تھی۔ اوسکے دستہ مین دو ہلاک اور تین سخت[1] زخمی ہوئے جو پیچھے چھوڑ دئے گئے تھے۔ مگر بعد مین بے آئے گئے۔ کئی سپاہی خفیف زخمی بھی ہوئے۔ مین نے یہ بھی سنا کہ دوسری "ایڈوانس" جو آگے بڑھائی گئی تھین، کمپنیون کی صفین بھی روسیون نے حملہ آور ہوکر توڑدی تھین۔ سب سے پیچھے جو کمپنی واپس آئے وہ پیدل تھے۔ کیونکہ جن آدمیون کو اُن کے گھوڑے سپرد کئے گئے تھے وہ دوسری طرف کو پیچھے ہٹ گئے تھے۔ اِن چرکسون نے پکڈنڈی کی نہایت ثابت قدمی سے حفاظت کی تھی اور واپسی کیوقت بھی جبکہ روسی برابر اونکو چھیڑے آئے وہ مسلسل آتشباری کرتے رہے تھے۔ انکو کئی دنون تک اپنے گھوڑے دستیاب نہین ہوئے تھے۔ اِس سے ناظرین اُس افراتفری اور گڑبڑ کا جو عام[2] محاربہ کے بعد لمبے چوڑے کیمپ مین پھیل جاتی ہے کچھ شمہ معلوم کرسکتے ہین۔

چرکسون کی نسبت میرا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ دشمن سے اونکو دست بدست لڑانا مشکل ہے۔ لیکن جب ایسا موقع آپڑے تو وہ جن بنجاتے ہین۔ ترکی فوجکے دوسرے سپاہیون کی طرح پچاؤ کے پہلو پر تو وہ نہایت ثابت قدم ہوتے ہین۔ مگر حملہ اور دھاوے کے لئے وہ ایسے اچھے نہین۔

اُسوقت گولی باری مدھم ہوگئی ہوئی تھی۔ لیکن تقریباً ساڑھے ۶ بجے پھر سخت اور مسلسل آتشباری نے شروع ہوکر ہمکو چوکنا کردیا۔ اور ہم مکرر مصاف کے لئے صف بستہ ہوگئے۔ ہم اب جانق پاٹر کے جنوبی ڈھلاؤ پر تھے۔ چوٹی اور شمالی ڈھلاؤ پر ہمارے کالم کی چھ مصافی کمپنیان کھڑی تھیں۔ اور تین کمپنیان ریزرو مین تھین۔ تینون ایڈوانس کمپنیان سو ست عقب مین بیکار تھین۔ کرنیل اور دونون میجر معہ اپنے اپنے

---

[1] سخت زخمی اوسکو کہا جاتا ہے جو مجروح کو ناقابل جنگ کردے۔ اور خفیف وہ جس سے سپاہی لڑائی کے قابل رہے۔ مترجم

[2] ایسا محاربہ جو کئی میلون تک ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلا ہوا ہو۔ اور ایک خاص قلعہ یا مقام پر محدود نہو۔ مترجم۔

سلطانون کے پہاڑی کی چوٹی پر پہنچے اور ریزرو کمپنیان لڑائی کے لئے تیار اونکے پاس کھڑی تہین۔
سرپہیر نے پیلیونا ایک باتری کو اپنی فوج سے دلکی رفتار سے جاتے ہوئے دیکھکر سخت متعجب ہوا۔ مشرق کی طرف کی ایک پہاڑی پر پینے روسی اور ترکی انفنٹری کی زبردست جیشون کو دست بدست جانگذار لڑائی کرتے ہوئے دیکھا۔ چارونطرف سے لڑائی کے ہنگامے کی سخت آوازین جو زمین کو لرزا دینے کے لئے کافی تھین آرہی تھین۔ اور ایک سرے سے دوسرے سرے تک مدافعت کی تمام لائین پر لڑائی ہورہی معلوم ہوتی تہی۔

جب ہمین بوکی[1] پر جو ہمسے ایک میل کے فاصلہ پر ایک نشیب رایا گھاٹی کے شمالی کنارہ پر تہا ہٹ جانیکا حکم موصول ہوا تو مین بہت متحیر ہوا۔ یہ درست ہے کہ روسی شیل (پھٹنے والے گولے) ہماری درمیان گرنے شروع ہوگئے تہے۔ مگر ابتک اونسے کوئی نقصان نہین پہونچا تھا۔ اور یہ موقع نہایت عمدہ تہا۔ یہ حکم مشیر نے جو پلیونا سے مشرق کی طرف کی پہلی پہاڑی پہ سے لڑائی کو دیکھ رہے تہے صادر نہین کیا تہا۔ میرا ذاتی قیاس اوسکی نسبت یہ ہے کہ بریگیڈیر نے باین خیال کہ روسی حملہ آور ہمسے تعداد مین زیادہ ہین شکست کھاکر بحال تباہ پیچھے ہٹنے کی نسبت دست بدست مقابلہ سے پہلے ہی باقاعدگی کے ساتھ ہمارے پیچھے چلے جانیکو زیادہ مناسب تصور کیا۔ اور چونکہ بوکو واقریب ترین مقام تھا۔ اور اوسمین ہماری ایسی دو پلٹنین بہی موجود تہین جو ابتک کارزار مین شامل نہین ہوئی تہین۔ (یعنی تازہ دم تہین) اِس لئے اوسنے اِس مقام کو ہماری واپسی کے لئے پسند کیا۔ بعد مین مجہے معلوم ہوا کہ اِس موقعہ پر اور اوس کے قریب جہان سے ہمین ہٹ جانیکا حکم ملا تھا ایک روسی رجمنٹ موسومہ "دلوگدا" جسمین تین پلٹنین تہین پانچ ترکی پلٹنون (دو ہماری اور تین وہ جو ہمارے یمین پر تہین) کے مقابلہ مین تہی پس فریقین کی جمعیت تقریباً برابر برابر تہی۔ (کیونکہ روسی پلٹن مین ترکی پلٹن سے زیادہ سپاہی ہوتے ہین) ان روسیون کی کمک کے لئے نیکوپولی کی سڑک پر ایک اور رجمنٹ موسومہ "گالز" بہی چلی آرہی تہی۔ مگر وہ بعد از وقت پہونچی۔

ہماری ریزرو کمپنیان غالباً ہماری اسپاہیون کی حفاظت کے لئے پہاڑی کی دوسری طرف جاکر نظر سے اوجھل ہوگئین۔ مینے ایک رسالہ کو بہی دلکی رفتار سے آگے جاتا ہوا دیکھا۔ میری کمپنی پیچھے ہٹتے ہوئے کالم کے سرے پر

[1] میدانی لڑائیون مین ہٹس گولون کو اب بہت کم اور صرف پختہ دیوار دنکو توڑنیکے لئے استعمال کیا جاتا ہے مترجم

تھی اور سب سے آگے مین تھا - اور راستہ بتانے کے لئے ساجنٹ بقال جو ہر جگہ اور ہر موقع پر ہر ایک چیز سے واقف تھا - میرے ساتھ تھا - پانچ یک اسپہ گاڑیان مجروحین سے بھری ہوئی ہماری تحویل مین تھین - مگر وہ جلد ہمسے علیحدہ ہوگئین - اونکو چند چرکسون کی نگرانی مین بائین طرف پلیونا کو بھیجدیا گیا - ہم تیز قدم اُٹھاتے چلے گئے اور تمام راہ ہمارے پیچھے مسلسل آتشباری ہوتی رہی جس سے ظاہر ہورہا تھا - کہ کالم کے پچھلے حصہ پر غنیم پلا آتا ہے بشیل ہمارے دائین بائین گرتے رہے - لیکن ہمپر کوئی نہ گرا - پسپائی مین کمپنیان مل جل گئین - مگر واقعی گڑبڑ یا بد دلی نہ دیکھی گئی -

جب ہم بوکووا پہونچے اوسوقت سات یا ساڑھے سات کا عمل تھا - لڑائی کے اس دوسرے مرحلہ کے تمام واقعات مجھے یاد نہین - غالباً اوسوقت مجھپر بیخبری کا عالم طاری ہوگیا ہوگا - مجھے صرف اسقدر یاد ہے کہ میری کمپنی موضع سے باہر ایک نالہ کے کنارہ پر جو گریوستزا مین گرتا ہے - ایک سجد کے قریب متعین کی گئی تھی - مجھے سخت اشتہا ہورہی تھی جسپر وہ چند بسکٹین جو میرے پاس تھین بالکل فرو نہ کرسکی تھین اور کہ ہم اپنی بوتلون کو نالہ سے بھرنے کے لئے جارہے تھے کہ یکبارگی اوسکے دوسرے کنارہ پر رسیولکا ایک چھوٹا سا دستہ نمودار ہوگیا - جانبین نے سخت آتشباری شروع کردی جسمین ہمارے کئی آدمی ہلاک ہوئے - جب ہم اسطرح مصروف تھے تو گانون کے اندر سے نہایت ہی سخت لڑائی - نقارون - بگلون - اور اللہ اکبر کے بلند نعرون کی آوازین آرہی تھین وہی کوئی نعرے نہین مار رہے تھے - اتنے مین ہمارے قول آغاسی نے گھوڑا سرپٹ دوڑاتا آکر کپتان کو پکارا - مقابل کے ساحل سے غنیم کئی مرد بچے چھوڑکر جیسے ناگہان نمودار ہوا تھا ویسے ہی اچانک غائب ہوگیا - ہر ایک کے مونہہ سے یہی صدا آنے لگ گئی کہ "روسی بھاگے جارہے ہین" - ہم اونکے تعاقب مین دوڑ پڑے - مگر چند ان ترتیب اور عمدگی کے ساتھ ایسا نکیا - جب ہم اس موقعہ پر جہانکہ چاکی سوداگر کا راستہ گاؤن مین داخل ہوتا ہے پہونچے تو ہمنے روسیون کی دل بلول جماعتون مین سے کچھ کو اس راستہ پر شمال راویہ اور باقی کو کہیتون مین سے مشرق کیطرف بے ترتیبی کے ساتھ پیچھے ہٹتے جاتا دیکھا - دوربین لگاکر مینے اونکے اکثر سپاہیون کو برہنہ سر - بہت کو بلا رائفل اور بعض کو بوٹ تک چھوڑکر صرف قمیص پہنے بھاگتا جاتا دیکھا - افسر اونکو روکنے کے لئے منت وسماجت کررہے اور دھمکیان دے رہے تھے - گھوڑے بے بس ہوتے جاتے تھے - مگر سپاہی بڑی تماشا پیچھے کو بندوقین سرکرتے اور ترکون کی گولیون سے گرتے ہوتے بگٹٹ دوڑے جاتے تھے -

نظام و ترتیب کا اونمین نام و نشان باقی نہین رہگیا ہوا تھا۔ روسی مورخین نے لکھا ہے کہ اونکی فوج کمال باقاعدگی کے ساتھ پسپا ہوئی تھی۔ مگر میری عینی شہادت ہے۔ کہ اگر اونکی بیحد رعایت بھی کیجائے تو اونکی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ عجب بے تابی و بیقراری سے پیچھے ہٹ رہے تھے۔ اور ہماری انفنٹری قرینہ وار صف بستہ اون کے پیچھے لگی ہوئی تابر توڑ آتشباری سے اونمین ہلاکت اور بربادی وارد کر رہی تھی۔ ہم بھی تعاقب کنندہ فوج کے ساتھ جاملے جسکی صفون مین شامل ہونے پر کیا دیکھتے ہین کہ خود ہماری پلٹن کی ایک دوسری کمپنی ہماری ہمسایہ ہے۔ اونکے ساتھ ملکر ہم مشرق کیطرف کھیتون مین ہوکر مرغزار و مزرعہ۔ جھاڑی و خندق۔ اور پہاڑی و کھائی سب کو پھاندتے ہوئے دشمن کا تعاقب کرتے چلے گئے۔ ہمارے سپاہیون کے حوصلے بیحد بڑھ رہے تھے۔ اونکو تمام کوفت اور تھکان بھول گئی ہوئی تھی۔ کیونکہ فتح کی خوشی بھی ویسی متاثر اور مستعدی ہوتی ہے جیسے کہ شکست کی بھنا کی اور مایوسی۔ مجھے اچھی طرح سے یاد پڑتا ہے۔ کہ کپتان ہم لفٹنٹون کو اپنے اپنے دستون کے آگے ہوکر سپاہیون کو آتشباری سے روکنے کے لئے چلا چلا کر حکم دے رہا تھا۔ کیونکہ سپاہی دشمن کے لہو کے پیاسے اور اونپر دہڑا دہڑ گولیان چلانیکے لئے عجب بیتاب ہو رہے تھے لیکن چونکہ ہم دوسری صف مین تھے ہماری گولیون سے پہلی صف کو نقصان پہونچنے کا سخت اندیشہ تھا۔

روسیون نے نیکوپولی کی سڑک پر پہونچکر ہمارا پھر تھوڑی دیر کے لئے مقابلہ کیا۔ اونکے افسر جنکی فوق الفطرت اور بے اندازہ کوششین مجھے دکھائی دیتی رہی تھین اپنے سپاہیون مین کچھ نظام و ترتیب قایم کرنے مین کامیاب ہوگئے تھے مگر وہ سنبھلے ہی تھے کہ ہمارے چند پے در پے فایرون نے اونکے قدم پھر اکھاڑ دئے اور گو وہ چند لمحے جان توڑ کر لڑے۔ مگر فتحمند ترکون کے سامنے نہ ٹھہر سکے۔ اور سینکڑون مردہ چھوڑ کر پھر پیچھے ہٹنے لگ گئے لیکن پہلے سے کسیقدر باقاعدگی کے ساتھ ہمارے کپتان نے اپنے کل سپاہیون کو جنکی بیتابی اعتدال سے بڑھ گئی تھی اب روک لیا۔ دوسری کمپنیان کچھ دور تک برابر تعاقب کرتی گئین۔ اوسی جگہہ ہماری پلٹن کی تین کمپنیان جلد جمع ہوگئین۔ چوتھی چالی سوادات کے راستہ پر غنیم کے ایک دستہ کے تعاقب مین گئی تھی۔ جہان اوسکا مقابلہ کاسکون کی ایک رجمنٹ سے ہوگیا تھا۔ وہ ہمکو کئی گھنٹے بعد پلیونا مین آکر ملی۔ میجر چوتھی کمپنی کے ساتھ تھا۔ اور قول آغاسی زخمی ہوگیا تھا۔ اسلئے کپتان پلٹن کی کمان لیکر

ہلکو پک ڈنڈی پر جو اب دشمنون سے خالی - مگر دوست و دشمن بے تعداد مردون سے پر تھی لیگیا۔ اور پھر اوسپر چڑھ کر ہم اُس نالہ پر جا پہونچے جہان علی الصباح تعینات کیے گئے تھے - اوسدن بلکہ دو دن بعد تک مجھے پھر کوئی روسی دکھائی نہ دئے - گولہ باری جلد بند ہوگئی - آتشباری (یعنی رائفلون کی فائر) بھی بتدریج مدہم پڑتی گئی - اور آخر پلیونا کا پہلا محاربہ جسمین ہمکو کامل فتح نصیب ہوئی ختم ہوگیا۔

اگر مین یہ لکھنے کے قابل ہوتا کہ دشمن کو بھگانے مین مینے بھی اپنی فوج کا ہاتھ بٹایا تھا - تو اِس سے بڑھکر میرے لئے کوئی خوشی کا باعث نہ تھا - مگر سچائی مجھے یہ لکھنے پر مجبور کرتی ہے کہ مینے اس معرکہ مین صرف اوسی قدر حصہ لیا - جو اوپر بیان کیا گیا ہے - جو کچھ اوپر لکھا گیا ہے - وہ تو میرا ذاتی مشاہدہ تھا - اَب مین جو کچھ دراصل واقع ہوا اوسکی مختصر کیفیت لکھتا ہون :- ہمارا کالم جسکا تعاقب روسی کئے چلے آتے تھے جب بوکووا مین داخل ہوا تو روسی بھی وہان ہمارے پیچھے پہونچ گئے - اور وہان کے بازار مین فریقین مین سخت لڑائی ہوئی - اِسمین غنیم غالب رہا - اور اوسکی چند کمپنیون نے یہ خیال کر کے کہ ترک بھگا دئے گئے ہین - اور ہم (یعنی روسی) موضع کے مالک ہوگئے ہین - بیفکر ہوکر اوس کے شوارع مین کمرین کھولدین اور بیٹھ گئے - اتنے مین ترکون کی تازہ دم پلٹنین قضائے مبرم کیطرح اونکے سر پر پہونچگئین - روسیون نے کچھ دیر جان توڑکر مقابلہ کیا - مگر آخر بُرے حالون جسکی کیفیت اوپر بیان ہوچکی ہے گاؤن سے نکالکر بھگا دئے گئے -

دوسرا محاربہ کا مجموعی بیان حسب ذیل ہے :- جنرل شلڈر شولڈنر کے زیر کمان غنیم نے چار سمتون شمال - شمال مشرق - مشرق اور جنوب مشرق سے حملہ کیا - شمال مین کاسکون کی ایک رجمنٹ کا اُن دو پلٹنون سے مقابلہ ہوا - جو اوپانتز کے قریب متعین تھین - ہماری پلٹنون نے مختصر سے معرکہ کے بعد دشمن کے سوارون کو بھگا دیا - اور اسطرح سے دو پلٹنون مین سے ایک پلٹن بوکووا کی فوج کی مدد کے لئے فارغ ہوگئی -

شمال مشرق مین غنیم کی دو رجمنٹون اور تین باتریون نے ہمارے دستہ یسار کے قلب پر جسمین نو پلٹنین تھین حملہ کیا - اِنمین سے چار پلٹنون نے (کل فوج کے) قلب کی مدد سے جسپر غنیم نے حملہ نہین کیا تھا - اِس موقع پر غنیم کو روکے رکھا اور آگے نہ بڑھنے دیا - اور باقی پانچ پلٹنین (جنمین میری بھی شامل تھی) بوکووا مین بھیجی گئین - یہان (یعنی بوکووا مین) دو تازہ دم پلٹنین پہلے سے موجود تھین -

ایک لڈپانتر سے آئی اور ایک سبزساف فوج سے بھیجی گئی - اِن سب (۱۲ پلٹنون) نے مجتمع ہوکر غنیم پر بالمقابل حملہ کیا اور اوسے فوکدم بھگا دیا -

مشرق مین غنیم کی ایک رجمنٹ اور دو باتریان ہمارے دستہ یمین کو بلگرینی کی سڑک پر اور اوسکے جنوب مین اوس پہاڑی تک جسپر سپیڈ کو اٹھا - مغرب رویہ دباتی چلی گئین - اور ترک کئی اسباب سے بے ترتیب ہوگئے - (۱) وہ بیحد ماندہ و لڑکان زدہ تھے سفر کے بعد اونکو کافی آرام نہین ملا تھا (۲) پہلے دستہ کا کمانڈر احمد حفظی پاشا اور پھر اوسکا جانشین (لفٹنٹ کرنیل حسنی بک) بھی زخمی ہوگیا - (۳) ایک بگلچی نے غلطی سے پسپائی کا ترم بجا دیا - (۴) اسطرف روسی ترکون سے زیادہ تھے - اونکی رجمنٹ موسومہ کوسطرومہ مین تین ہزار آدمی تھے - اور ہماری چار پلٹنون مین دو ہزار - اِن خرابیون کے باوجود مشیلر نے اپنی اِس شکست خوردہ انفنٹری کو درست کرلیا اور اوسکے ساتھ اپنی دو ریزرو پلٹنون کو شامل کرکے غنیم پر بالمقابل حملہ کیا جسمین پوری کامیابی ہوئی - جنوب مین کاسکون ایک بریگیڈ رادی شیوفنک بڑھ آیا - اور وہان آکر صرف نمائش کرکے یعنی حملہ کی دھمکی دیکر مشرق کیطرف پھر گیا - اور نہایت خوردہ روسی فوجکو تعاقب سے بچایا -

دوپہر کیوقت چارون روسی کالم سرتوڑ رفتار سے پیچھے ہٹے جا رہے تھے - رات اونہون نے بریلیانتزا مین بسر کی -

غنیم کے تین ہزار یعنی اونکی جسقدر فوج آتشباری کی زد مین رہی اوسکا تیسرا حصہ اور جسقدر مصروف کارزار ہوئی اوسکا چوتھا حصہ قتل و زخمی ہوا - یہ مہیب نقصان زیادہ تر اونکی تینون انفنٹری رجمنٹون مین ہوا - اونکی آرٹلری اور کاسکون کو خفیف نقصان پہونچا - مینے بچشم خود دشمن کے کسی سوار کو نہ دیکھا - ہمارے دو ہزار شہید اور مجروح ہوئے - غنیمت مین ہمین ۱۷ اسپہ گاڑیان کارتوسون کی - ایک شکستہ توپ - کثیر التعداد رائفلین - اور ایک سالم رجمنٹ کا کل سامان جسمین تین سو خیمے تھے ملا - یہ سامان اوس مقام سے دستیاب ہوا تھا - جہان وہ رجمنٹ حملہ کرنے سے پہلے فروکش ہوئی تھی -

جب ہم گھاٹی کے قریب اپنے پہلے موقع تعیناتی پر پہونچے اوسوقت دوپہر کا ایک بجا تھا گھاٹی کو قعر مین تیس لاشین پڑی تھین - ہم مقابل کے ساحل پر چند سپاہی نگرانی کیلئے بھیجکر وہان دو گھنٹے

---

۱۲ شاکے افسر طاہر پاشا حسنی پاشا کے زخمی ہونیکے بعد اِس دستہ کی کمان دیگئی تھی طاقت بک بار بار شکست خوردہ پلٹنون کو دوبارہ مرتب کرنیمین مدد کرتی تھی اور کرنیل سعید بک کو ریزرو پلٹنون کی کمان سپرد کیگئی تھی - مصنف ۱۲ -

ٹھہرے - مگر کوئی دشمن نظر نہ آیا - دھوپ سخت تیز تھی - اور راستون کے گردے نے حلق خشک کردئے تھے - اِس لئے پیاس بھوک سے بھی زیادہ ستا رہی تھی - لیکن ہماری بوتلین خالی تھین - اور پانی کہین قریب موجود نہ تھا - کپتان دوسری کمپنیون کو موقع بموقع مامور کرنیکا انتظام کرنے گیا ہوا تھا - جیک میرے پاس آیا اور مجھسے انگریزی مین کہا "رفیق - میری سپاہی پیاس سے مر رہے ہین - کپتان یہان موجود نہین - اور محمد ہر در یہان سے پاؤ میل پر ہے - پس اِسوقت (کمپنی کی) اعلیٰ کمان ہمارے ہاتھ مین ہے - اگر ہم پانی کی تلاش مین ایک جماعت بھیجدین تو میری سمجھ مین کوئی قباحت نہوگی ؟" - ہمنے سارجنٹ بقال سے جس سے مین ہمیشہ مشورہ کرلیا کرتا تھا صلاح لی - تو اوسنے اتفاق رائے کیا - دوسری خوبیون کے علاوہ محاربہ سروبا مین اوسکی یہ بھی شہرت ہوگئی تھی کہ فوج کے لئے پانی تلاش کرلینے کا اوسے خوب ڈھب آتا ہے - چنانچہ وہ تین آدمی ساتھ لیکر نخلستان مین پانی کا سراغ لگانیکے لئے چلدیا - ہرور کی نسبت یہ بتا دینا ضروری ہے کہ وہ ایکدوسرے پلیٹن کے چالیس آدمیون کی کمان پر جو ماہ گم کرکے اپنی کمپنی سے جدا ہوگئے — اور بلا افسر رہگئے تھے عارضی طور پر مقرر کیا گیا تھا -

سارجنٹ تھوڑی دیر کے بعد یہ مژدہ لیکر واپس آیا کہ پانی کا ایک نہایت عمدہ چشمہ ملگیا ہے - اسپر بارہ آدمی (بلا رائفل) دونون سکوئڈون کی بوتلین دیکر بھیجے گئے - اور حفاظت کیلئے پانچ مسلح سپاہی ایک کارپورل کے ماتحت اونکے ساتھ کردئے گئے - کل جماعت پر سارجنٹ کو افسر بنایا گیا - اول لفٹنٹ کو بھی جو راستہ اوسنے پرلے کنگرہ کوہ پر تہا پانی کے چشمہ کی اطلاع کردیگئی - الغرض پانی نے اوسوقت ایسا مزہ دیا کہ سب سے قیمتی انگوری شراب بھی اوسکے سامنے ہیچ تھی - پانی منگوانے پر اوسی دن بعد مین کپتان نے مجھے نرمی سے سرزنش کی - کیونکہ یہ ظاہر ہوگیا تہا کہ سارجنٹ نے گھاٹی سے پرلی طرف جاکر پانی کی تلاش کرکے چشمہ کو معلوم کیا تھا - اور یہ بتانیکی احتیاج نہین کہ جو حد ہمارے لئے مقرر کردی گئی تہی - سپاہیون کو اُس سے پرے بھیجنا درست نہین تہا - مکار چاؤش نے مجھے چشمہ کا موقع نہین بتایا تہا - مجھے اُسکی نسبت شبہہ تو ہوگیا تہا - مگر پانی کی اشد ضرورت کو مدنظر رکھکر میں موقع کی نسبت سوال کرنا مناسب نہ سمجھا تھا - کیونکہ سوال پر سارجنٹ کو درستجواب دینا پڑتا - اور اُسوقت باغلب وجوہ مین حد مقررہ سے تجاوز کرنیکی بمشکل اجازت دیتا) -

جب پانی کا تازگی بخش اثر زایل ہوا تو ہیضہ پیدا ہوگیا - کہ سپاہی تکان اور کوفت سے بالکل مردہ ہو رہے ہین - یہ امر کوئی تعجب خیز بھی نہ تھا سپاہی سات دن کے متواتر ڈیل کوچ کے بعد بمشکل چھ گھنٹے آرام کرنیکے بعد سخت لڑائی لڑے تھے - اور علاوہ ازین اٹھارہ گھنٹون مین انہون نے چند بسکٹون کے سوا اور کچھ نہین کھایا تھا - اکثر کے پاؤن بالکل زخمی ہو گئے تھے - اور وہ بمشکل زمین پر قدم دھر سکتے تھے - گرمی - تکان - اور بھوک تینون چیزین ملکر آدمی کو ہلاک کرنیکے لئے کافی تھین - ہم نفسٹون اور سن کمیشنڈ افسرون نے اون کے حوصلے تازہ اور دل قائم کرنیکے لئے اپنی طرف سے پوری کوشش کی اس آخری مارچ کی تکلیف سے ہٹکر اس موقع تک پہنچنے پر سب ہنسی اڑا رہے تھے - ہمکو سوائے مردون کو جو کوئی نقصان نہین پہونچا سکتے تھے کوئی زندہ روسی نہین ملا تھا - چنانچہ سب حیران تھے کہ ہمکو کیون پلیونا اور نہین پہنچا گیا - کہ راشن لیکر عمدہ کھانا پکا کر کھاتے - سپاہیون کو یہ خبر ہو گئی تھی کہ بہت رات گذرے سامان رسد لیکر ایک قافلہ پہونچگیا تھا - اور اس لئے وہ راشن اور کھانیکے لئے زیادہ بیچین ہو رہے تھے -

تین بجے جب ہماری دائین طرف کی پہاڑیون سے ایک اور پلٹن نے آکر ہمکو نوکری سے خلاص کیا تو ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہگئی - ہمکو پلیونا واپس جانے اور گھوڑون وچھکڑون کی قطار کو جو ہماری حفاظت مین تھی مختلف پلٹنون مین تقسیم کرنیکا حکم دیا گیا - مگر آخر الذکر حکم سپاہیون کی بے اندازہ تکان کی وجہ سے منسوخ کر دیا گیا اور اسکی تعمیل دوسری صبح پر ملتوی کی گئی -

جب ہم واپس جانے کے لئے پیر سے درست کر رہے تھے تو مینے نوواردہ پلٹن کو دفن کرنیکے لئے مردون کو جمع کرتے دیکھا - اسے یہان پہونچتے ہی سب سے پہلے یہ کام کرنیکا حکم دیا گیا تھا - بعض مردون کے چہرون پر نور اور طمانیت برس رہی تھی - مگر اکثر کے چہرے سکڑ گئے ہوئے تھے - بعض کے جسمون کو گولون نے بے طرح بگاڑ دیا تھا - اور چند لاشون کی ہیئت کذائی دیکھکر مین ششدر رہگیا - ایک کے ہاتھ سکڑ کر کندھون سے جا لگے تھے - دوسری اپنی انگلیان مونہہ مین ڈالی ہوئی تھی - تیسری صلیب کی شکل مین پڑی ہوئی تھی - مگر مین اس مہیب تفصیل کو زیادہ طول نہین دیتا - ہر لڑائی کے بعد ایسے خوفناک صحرا تین میشار دیکھنے مین آتی ہین - خونریزی کے چند گھنٹون نے ہی مجھے ایسا سخت دل بنا دیا کہ خود مجھے حیران رہگیا - جیک کی بھی یہی کیفیت تھی - مگر لڑائی کے خوفناک نتائج مجھ پر اسوقت پوری وضاحت سے ظاہر ہوئے جبکہ حاضری پکارتے ہوئے مجھے کئی ایسے شخصون کے نام قلمزن کرنے پڑے جو صبح کے وقت

مضبوط دفوانا میرے سامنے کھڑے تھے۔ دوسری لڑائی میں یہ قوت بھی کافور ہو گئی تھی۔ جہانتک میرا حافظہ کام کر سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہماری ۱۸۰ آدمیوں کی کمپنی میں سات قتل اور دس سخت زخمی ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ دس یا پندرہ کو خفیف زخم اور چوٹیں آئی تھیں۔ شہر کو جاتے وقت ہمیں لاشوں سے بھرے ہوئے بہت سے چھکڑے ملے۔ جنمیں غریب مقتول اوپر تلے چنے ہوئے تھے اور دوست دشمن ایکدوسرے سے بغلگیر خواب عدم میں مست تھے۔ ہماری فوج نے ایک ہزار روسی اور نو سو ترک دفن کئے۔

ہم کو فتہ ماندہ اور گرسنہ۔ گرد و غبار اور دھوئیں سے بھرے اور لنگڑاتے ہوئے بحال تباہ شہر پہونچے۔ اکثر کے کپڑے پارہ پارہ ہو رہے تھے اور اکثر کے جسم سے خون ٹپک رہا تھا۔ کئی راستہ میں سڑک پر تھک کر گر پڑے۔ جو بعد میں ان گاڑیوں پر جنمیں مجروحین لائے گئے پہونچے۔ ہم سیدھے اپنے مکان کو گئے۔ اور تھوڑی دیر بعد ہم میں راشن تقسیم کیا گیا۔ سارجنٹ بقال میرے دستہ کے لئے بچھڑے کے گوشت کی دو نفیس رانیں۔ چاول۔ بسکٹوں اور قہوہ کی وافر مقدار۔ چند ناشپاتیاں اور ابتدائی موسم کے سیب۔ کچھ تمباکو۔ اور نمک۔ قند۔ صابون۔ اور بتیوں کی ضروری مقدار لایا۔ جیسا مجھے اوسدن کھانے میں مزہ آیا۔ ویسا ساری عمر کبھی نصیب نہوا تھا۔

شہر میں ہر طرف دوا دوش ہو رہی تھی۔ فوجی ہسپتال پُر ہو گئے تھے۔ مجروحین کی گاڑیاں چاروں طرف سے اونمیں داخل ہو رہی تھیں۔ اور زخمیوں کے پُر درد نعرے سُنکر جسم کانپ اُٹھتا تھا۔ جہانتک مجھے یاد ہے ہمنے کوئی صحیح سالم روسی گرفتار نہیں کیا تھا۔ اس سے غنیم کی بہادری کا بخوبی پتہ ملسکتا ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ ترکی فوج سے کوئی آدمی مفقود الخبر نہ ہوا تھا۔ بہرحال میری پلٹن سے کوئی غائب (یعنی گرفتار یا مفرور) نہ ہوا تھا۔

جب ہمیں یہ معلوم ہوا کہ سب طرف صرف اون حدود تک جنپر علی الصباح قبضہ کیا گیا تھا دشمن کا تعاقب کیا گیا تو مجھے اور جیک دونوں کو سخت تاسف ہوا۔ کہ روسیوں کا اور زیادہ تعاقب کیوں نکیا گیا۔ بالخصوص کیونکہ اسکام پر کیولری کو نہ لگایا گیا۔ مگر عثمان ایسے نامور کمانڈر کی کارروائی پر نکتہ چینی کرنیکی مجال نہیں رکھتا۔ وہ اپنے کام کو سب سے بہتر سمجھتے تھے۔ علاوہ بریں ایک امر یہ بھی مانع تھا کہ ہمارے پاس کیولری تھوڑی تھی اسوقت غازی عثمان کے پاس صرف چھ رسالے فوجی رسالہ ہوتے تھے

چار سو چرکس بیقاعدہ سوار اور صوبہ کے پچاس والنیٹر ترک زمینداروں کا تڑپ تھا - آخر الذکر یعنی مجاہد سوار نیک چلن اور اطاعت کیش - مگر جوش مستعدی اور جنگی قابلیت مین ادہورے تھے - چرکس گو بلاشبہہ بڑے بہادر اور بیحد چالاک تھے مگر خود غرض - شریر فسادی - سرکش - جبر و ستم کے دلدادہ اور مطلقاً غیر معتبر تھے - اونکی آخری صفت مجھے ذاتی تجربہ سے بخوبی معلوم ہوئی تھی اوپر مین لکھچکا ہون کہ ایک موقع پر اعلے افسرون کا مجھ پر عتاب وارد ہوا تھا - یہ انہی حضرات کی طفیل تھا - تفصیل مناسب محل پر تحریر کرونگا - باقاعدہ ترکی فوج کے لئے میری قلم سے صفت و ثنا کے بغیر کچھ نہین نکل سکتا - پہلی لڑائی سے لیکر قیامت تک نہ بھولنے والے آخری مہیب و ہولناک ہلہ کے وقت تک اونکا رویہ ایسا رہا جسکی کوئی تعریف نہین ہوسکتی -

اوسدن ہمین کوئی مزید نوکری نہ دینی پڑی - چند گھنٹون کے آرام کے بعد ہمنے باغ مین الاؤ روشن کیا جس کے گرد سپاہی جمع ہوکر کھیل کود اور حسب پسند تفریح مین مشغول ہوگئے - بعض اسوقت بھی سوئے رہے - سپاہی فتح سے ایسے سرمست تھے کہ اپنے اُن بھائیون کا جو زمین کی آغوش مین جا لیٹے تھے یا ہسپتالون مین پڑے تڑپ رہے تھے کسیکو قطعاً کوئی خیال نہ تھا - مینے محمد بردار سے شطرنج کھیلا - جیک سے گھونسہ بازی - اور ابراہیم سے گتکے بازی کی - روزنامچہ مین اوسدن کے واقعات درج کئے اور گھر کو خط لکھا - گو اوسکی جلد روانگی کی کوئی امید نہ تھی - کیونکہ فوجی ڈاکخانہ کا انتظام بہت ہی ناقص اور ایک سو زیادہ مرتبہ "بالکل ہی معدوم ہوگیا -

سونے سے پہلے مین اور جیک چھت پر گئے - جہان سے ہمکو بیشمار الاؤ جو شمال سے براہ مشرق ..... نیم دایرہ کی شکل مین جسکا قطر پانچ سے چھ میل کے درمیان تھا جنوب تک پھیلے ہوئے تھے - رات بخیریت گذری اور مین خوب نیند بھر کر سویا -

اس باب کو ختم کرنے سے پہلے چند امور تحریر کر دینے ضروری معلوم ہوتے ہین :- روسی - جرمن اور فرنچ تاریخون مین تحریر کیا گیا ہے - کہ اس لڑائی مین روسی پلیونا مین داخل ہوکر کچھ عرصہ تک اوپر قابض رہے تھے - یہ بالکل غلط ہے - یہ غلطی پہلے اون نامہ نگار سے ہوئی جو اُنہی کیمپ مین تھے - اور جو بالعموم وہی کچھ لکھتے تھے جو روسی افسر اونکو بتاتے تھے - اور پھر یہ غلطی نوبت بہ نوبت کل کتابون مین نقل ہوتی رہی - اس مغالطہ کے پیدا ہونیکی وجہ بہت آسانی سے بتائی جاسکتی

ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ نامہ نگاروں کو بوگوا اور پلیونا مین دھوکہ ہوگیا۔ شمالی پہاڑیون سے جنپر خنرل شیلڈ شوارٹز کا ہیڈ کوارٹر تھا یہ دونون مقام دیکھنے والے کو ایک ہی نظر آتے ہین۔ کیونکہ انکے درمیان چودہ میل عریض گھاٹی ہے وہ نظر سے اوجھل رہتی ہے۔ نقشہ کو سرسری نظر سے دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ہمکو کامل طور پر شکست دیکر بھگا دینے کے بغیر روسی کسیطرح پلیونا کو نہین لے سکتے تھے پلیونا پر روسی قبضہ ہوجانیسے ہماری مراجعت یا واپسی کا راستہ منقطع ہوجاتا۔ ہم اپنے سامان و گودام۔ ٹرین اور ریزرو سے علیحدہ اور خود شیر روسیون کے ہاتھ مین اسیر ہوجاتے۔ اس فاش غلطی کے علاوہ متخاصمین کی جمعیتون کے متعلق بھی بہت سی غلطیان کی گئی ہین۔ ایک مورخ لکھتا ہے۔ کہ ۶ ہزار روسیون نے ۴۰ ہزار ترکون سے لڑائی کی۔ یہ پڑھکر مین متعجب ہوتا ہون کہ جب الوطنی انسان کو کیسا جھوٹا بنا دیتی ہے۔ درست اعداد یہ ہین۔ عثمان پاشا کے پاس ۱۹ پلٹنین اور نیز تین پلیونا والی اور تین راہووا اور تیکوپولی کی جملہ ۲۵ پلٹنین۔ صرف ایک ہزار سوار اور ساڑھے نو باتریان یعنے کلہم ۱۵ ہزار آدمی ۱۱ و ۵۸ توپین تھین۔ روسیون کے پاس گارڈ رجمنٹ کے سمیت ۱۲ ہیہ اگرچہ لڑائی نہین تھی۔ مگر کیا شطرنج مین رخ کو بے حقیقت شمار کیا جاتا ہے؟ چار انفنٹری رجمنٹین تین کیولری رجمنٹین اور چھ باتریان جملہ ۱۳ ہزار آدمی اور ۴۸ توپین تھین۔ ترکی فوج کی قدر سے زیادتی کی تلافی اسطرح سے ہوگئی تھی۔ کہ وہ بہت تھکی ٹوٹی ہوئی تھی۔ تیسری بڑی غلطی یہ ہے کہ پلیونا کو مضبوط قلعہ مقام بتایا گیا ہے۔ حالانکہ ۲۰ جولائی کو پلیونا بالکل کشادہ دیہی قصبہ تھا۔ اور ترکی سپاہیون کے پاس چند نامکمل دمدمون کے سوائے جو ۱۹۔ جولائی کی دوپہر اور ۲۰۔ جولائی کی صبح صادق کے درمیان جلدی مین بنالئے گئے تھے۔ کوئی مدافعہ نہ تھا حتی کہ دس دن بعد کی دوسری لڑائی کیوقت تک بھی صرف آدھے مورچے تیار ہوئے تھے۔ اگست کے دوسرے یا تیسرے ہفتہ مین مشترکی مورچے اور دمدمے تکمیل کے قریب پہونچگئے تھے۔ مگر شہر کی مغرب کیطرف کے اکتوبر اور نومبر تک تعمیر نہین ہوئے تھے۔ مین امید کرتا ہون کہ جگہ نہین آئندہ لکھی جائینگی اونہین غلطیون کو دخل نہین دیا جائیگا۔ اور تاریخی صداقت کی مٹی پلید نہین کیجائیگی +

باب ہفتم

فیصلہ کن لڑائی کی تیاریان ۲۱ - لغایت ۲۹ جولائی ۱۸۷۷ء

دوسری صبح (۲۱ - جولائی) میرا سکوڈرن تینون پلٹنون کے بارکش گھوڑون اور چھکڑون کو (۵۱۲ گھوڑے اور ۱۴ چھکڑے) مشرقی پہاڑیون کے کمپون مین ایک کیطرف لیگیا - وہان سپاہی عارضی دمدمون کے بنانے مین مصروف تھے - اوزار کم ہونیکی وجہ سے اکثر سنگینون اور تلوارون سے زمین کھود رہے تھے - ترکی سپاہی حفاظتی تعمیرات (مورچے وغیرہ) کو بعجلت بنانے مین اعلے قابلیت رکھتا ہے -

کمپ مین سب جگہہ کل کے واقعات پر ذکر اذکار ہو رہا تھا - وہان مجھے معلوم ہوا کہ ہماری فوج کی کل پلٹنین جتی کہ کالم کی سب سے آخری تین پلٹنین بھی جو رات کے وقت پہونچی تھین نوبت بہ نوبت لڑائی مین شریک ہوئی تھین - فوج یمین کی سرابسگی اور ابتری پر بہت بحث ہوئی - احمد حفظی پاشا اوسکا کمانڈر تھا - جب وہ زخمی ہوا تو بگلچیون نے واپسی کا حکم سنا دیا - یہ دریافت کرنیکی بہت کوشش کیگئی کہ حکم کہان سے صادر کیا تھا - مگر کوئی پتہ نہ چلا - اس کے متعلق طرح طرح کی بیہودہ افواہین مشہور ہو رہی تھین - ابتری یہانتک بڑہگئی تھی کہ مشیر نے پیغام بھیجا کہ اگر سپاہی فی الفور پسپائی سے باز آکر غنیم کا مقابلہ نہ کرینگے - تو مین اونکو خود اپنی توپون سے بھون ڈالونگا - یہ پیغام اپنا کام کر گیا - مشیر نے اسحکم مین اُن دو باتریون کی توپونکی دھمکی دی تھی جو اوسکے ہیڈکوارٹر کے قریب پہاڑی کی چوٹی پر نصب تھین بعد مین مجھے معلوم ہوا کہ مشیر نے اس بازو کی فوج کے دو افسرون کو جنمین سے ایک قول آغاسی اور دوسرا ایک لفٹنٹ تھا - بزدلی کے الزام مین اپنے روبرو طلب کیا تھا - مگر جیسا کہ ایسی صورتون مین بالعموم کیا جاتا ہے - اونکو توپ کے سامنے اڑا دینے کی بجائے خود اپنے ہاتھ سے جماعی سزا دی اور گھونسون سے اونکے کان سوجا دئے مجھے یقین ہے کہ اُن افسرون نے پھر کبھی کوئی بزدلانہ حرکت نہ کی ہوگی - کہا جاتا ہے کہ صرف یہی ایک موقع تھا جبکہ مشیر عثمان غصہ سے بے بس ہو گئے اور یہ ظاہر ہے کہ ایسے حلیم اور قادر بر طبیعت شخص کا غصہ کیسا کچھ مہیب اور خوفناک ہوگا -

اُن فرودگاہون یا کمپون مین سپاہی سیدھی سادی جھونپڑیان تیار اور آسائش کا سامان

کررہے تھے۔ ترکی سپاہی کا یہ تعجب خیز خاصہ ہے کہ وہ اپنی طبیعت کو سختی ہو یا نرمی حالات موجودالوقت کے مطابق بنالیتا ہے۔ وہ محض سدرمق پر گذارہ کرسکتا ہے اور کہین ہو وہ یہی سمجھتا ہے کہ گویا گھر کے کل عیش آرام اوسے میسر ہین۔ میرے خیال مین سپاہی گری کے لئے جیسا عمدہ خام مصالح ٹرکی مین موجود ہے کسی دوسری یورپین قوم کے پاس نہین۔

پس اگر ترکی فوج کے پاس سامان وافر۔ اوسکی جمعیت منتظم اور باقاعدہ۔ اور اعلی حکام مین شجاعت وخیانت کا رواج کم ہو تو اوسے مغلوب کرنا بیشک تقریبًا ناممکن ہوجائے۔

کمپ سے مجھے روسی رجمنٹ کا وہ سامان جو علی الصباح غنیمت مین ملا تھا۔ پلیونا لیجاکر ایک کرنیل کے حوالہ کرنیکا حکم دیا گیا۔ راستہ مین مجھے اپنے سپاہیون کو اسباب مذکورہ مین سے کچھ لوٹ مار کرنیسے روکنے مین کسیقدر مشکل درپیش آئی۔ اسبارہ مین مجھے سارجنٹ بقال سے بہت مدد ملی۔ مگر اوسکی اعانت کا بار بار ذکر کرنا فضول ہے۔ کل محاربہ مین وہ کونسی مشکل تھی جو مجھے درپیش آئی۔ اور اس سے مجھکو مدد نہ ملی ہو۔

دوپہر کیوقت مجھے اور جیک کو پلیونا کے قایم مقام کی کوٹھی مین اوس افسر کیخدمت مین حاضر ہونیکا حکم دیا گیا۔ جسکا ذکر مین پہلے علی بک کے نام سے کرچکا ہون۔ اوس افسر نے ہمسے دریافت کیا کہ کیا ہم کمپ کی مورچہ بندی کے نقشے تیار کرنے مین یعنی مجوزہ نقشون اور خاکون کی نقل اتارنے اور دیگر امور متعلقہ مین مدد دیسکتے ہین ہمنے اثبات مین جواب دیا۔ اسپر اوسنے ایک چٹھی بامضمون ہمکو ہمارے میجر کے نام لکھدی کہ افسر مذکور ہمکو فوجی خدمت سے تین دنکی رخصت عطا کردے۔

دوپہر کا کھانا کھاکر جسمین حسب معمول گوشت ملنے کے علاوہ قرب وجوار کے بیشمار باغات سے پھل بھی بکثرت توڑکر لائے گئے تھے۔ ہم علی بک کے پاس پہونچگئے اور کارمفوضہ شروع کردیا۔ وہ بہت ہی آسانی سے زیادہ تر ہمسے صرف نقشون کی شہری نقلین یا شغلے تیار کرنے پڑے۔ ہمارا دفتر کوناک کے ایک بلند کمرہ مین تھا۔ کوناک شہر کے وسط مین واقع تھی۔ ہمارے ساتھی ایک نوجوان ملازم۔ تین بلوق[۱] مین اور ایک معمر قول آغاسی تھے۔ ملازم انجنیرون کی اوس اکیلی کمپنی سے تعلق رکھتے تھے۔

[۱] بلوق امین سے مراد نائب کمپنی ہے۔ جیسا کہ بلوق (کمپنی) سے واضح ہورہا ہے دستور العمل کے رو سے ہر کمپنی مین ایک بلوق امین ہونا واجب تھا۔ مگر میری کمپنی مین کوئی مخرر نہ تھا۔ اور اول نفر کے پاس ہی رجسٹر اور

جو مشیر کی فوج کے ساتھ شامل تھی - قوال غاسی دفتر کا سپرنٹنڈنٹ تھا - کام کرتے وقت تو وہ سٹ پٹایا کرتا - اور بہت درشت خوی سے پیش آتا - مگر کھانیکے وقت اسکی مزاج مین کچھ نرمی آجاتی - وہ کھاتا بھی بہت تھا - ہمکو اپنے کام مین کاغذ قلم دوات اور آلات نقشہ کشی کی قلت سے کسیقدر دقت درپیش آئی - ہمارے پاس پرکارون کا صرف ایک جوڑا - آدھا رول اور ربڑ بالکل ندارد تھا - علی بک کو اس امر کی اطلاع دیگئی تو اوسنے اشیائے مطلوبہ کے لئے گھر بہ گھر جستجو کرکے اونکو بہم پہونچانیکا حکم دیا - خانہ تلاشی اس لئے کی گئی کہ دوکانین سب بند تھین - بک موصوف کے قاصد بے تعداد رول اور پنسلین - کاغذ کے کئی رم اور سیاہی کی زائد از ضرورت تولین لے آئے - مگر کمپاس کوئی نہ ملی - ایک قاصد غلط فہمی جہالت یا شاید تمسخر سے کسی عورت کی کام کرنیکی ٹوکری اٹھالایا - ہمنے اس سے قینچی نکالکر اوسکی پرکار بنالی - جنگ مین انسان کی قوت اختراع کو بے اندازہ نشوونما ہوجاتا ہے - ہمنے ایک قاصد کا جھنڈا جو غنیم کی طرف بھیجا گیا تھا - ایک عورت کے لباس خوبی سے بنا ہوا دیکھا - جاسوس اور قاصد عموماً چٹھیون کو گوند اور قند کے مرکب مین گولی بناکر نگلجاتے ہین اور منزل مقصود پر پہونچکر اونکو پیٹ سے نکالنے کے لئے مسہل لیلیتے ہین خود ہمنے ایک ٹوٹے ہوئے نقارہ کے چمڑہ سے قمیض کے نیچے کے لئے بنیان بنوائی تھی - جو مجھے بہت کام دیتی رہی - مینے اکثر نرم مٹی سے صابون کا اور ہلاک کردہ گھوڑے کے خون مین کسی قدر پوٹاش (کھار) کاست ملاکر اوس سے سیاہی کا کام لیا - الغرض ایسی اختراعات کی فہرست جتنی لمبی چاہو بنائی جاسکتی ہے - مصنوعی روشنی کا سامان چونکہ کم تھا ہمنے شام سے پہلے کام چھوڑ دیا اور باغ کے ایک کنج مین بیٹھکر نہایت آرام سے رات کا کھانا تناول کیا - اس سے فارغ ہوکر جیک اور مین اپنے مکان کو گئے - مگر کمپنی وہان سے چلدی تھی - کپتان ہمارا سامان اور ایک چٹھی پیچھے چھوڑ گیا تھا - ہم اس چٹھی کو بلا مدد نہ پڑھ سکے - اوسمین لکھا تھا کہ علی بک کے کام سے فارغ ہوکر ہم جانتن باٹر کے کیمپ مین اپنی کمپنی کو آملین

---

۲ - لفدی - بہتی تھی - لفدی کی مقدار کبھی کچھ معقول نہوتی - تنخواہون کے عوض بالعموم تحریری سندین دیجاتی تھین - جو تر کون کے تو پھر بھی کسی کام آسکتی تھین - کیونکہ وہ اونکو محاصل مین وضع کرسکتے تھے - مگر مینے کوئی محصول کسی قسم کا نہ دینا تھا - اس لئے وہ میرے مصرف کی نہ تھین - یہ قیمتی تحریرین آخری تباہی مین مجھسے گم گئین - مصنف ۱۲

اب سارا مکان ہمارے قبضہ مین تہا - ہم دو پلنگ پہلی منزل کے ایک کمرہ مین لیگئے - جس کو خوب آرام دہ بلکہ مکلف بنالیا گیا - اس کے بعد شہر مین ٹہلنے کے لئے باہر چلے گئے -

چونکہ اسوقت تک لڑائی کا دہشت انگیز اثر بالکل زایل ہوگیا تہا - اکثر ترک باشندے گھر و نسی باہر نکلکر ہوا خوری کر رہے تہے - مسلمان ستورات برقعے پہنے ہوئے تہین جنمین سے صرف آنکہین دکہائی دیتی تہین - لیکن وہ کچہہ ایسی دلآویز اور مست ہوتی تہین کہ اونسے باقی چہرہ کے نہ دکہائی دینے کی بہت کچہہ تلافی ہوجاتی تہی - اکثر عیسائی باشندے شہر سے بہاگ گئے تہے - جو باقی تہے وہ گہر و نسے باہر نہ نکلتے - کسی بلغاری باشندے کو ترکی کمپ کی حدود سے باہر نکلنے کی اجازت نہ دیجاتی تہی کہ مبادا وہ روسیون کو جا ملے - اور کمپ کی کیفیت سے انکو مطلع کردے - لیکن روسی کتابون مین جنسے پہر فرنچ اور جرمن مصنفون نے نقل کیا ہے - جو یہ لکہا گیا ہے کہ عثمان پاشا نے بلغاری باشندون کو مورچون کی تیاری پر جبراً لگا دیا تہا - وہ محض غلط ہے - مورچے صرف ہمارے سپاہیون نے تیار کئے تہے - چند باشندگان شہر نے بطوع و رغبت انکو اس کام مین مدد دی تہی - مگر وہ سب کے سب ترک اور مسلمان تہے - پلیونا مین تجارت کا کاروبار بالکل بند تہا - فوجی ہسپتال والون کے سوا جنپر استطاعت سے زیادہ کام کا بوجہ پڑ رہا تہا - اور سب لوگ بیکار رہتے - بازارون مین سپاہی بہت کم دکہائی دیے - میرے خیال مین اُن دنون شہر مین صرف ایک پلٹن مقیم تہی - روسیونکے شیلون سے شہر کو کچہہ نقصان نہ پہونچا تہا -

عثمان پاشا کی پہلی فتح سے خوف و دہشت - اور تردد و بیچینی بہت کچہہ دور ہوگئی تہی - جب ۹ - جولائی کو عطوف پاشا نے کاسکون کو شہر سے نکالدیا تہا - تو اسکے بعد وہان پہر ترکی حکومت باقاعدہ طور سے دوبارہ قایم ہوگئی تہی - مگر حکمانہ عملدرآمد اور انتظامی کاروبار فقط پلیونا کے پہلے محاربہ کے فتح ہونیکے بعد شروع ہوا - تاہم باشندون کا باہمی سیل ملاپ قطعاً مفقود تہا - گویا کہ شہر پر سکتہ کا عالم طاری ہو رہا ہے - اور لین دین اور تجارتی کاروبار بالکل بند پڑا ہوا تہا - عیسائی باشندے عجب نزع مین مبتلا تہے - دل تو انکے حملہ آورون کیطرف مایل تہے - مگر خوف کے مارے کچہہ چون و چرا نہین کرسکتے تہے - میرا خیال ہے کہ پلیونا کے دونون مگر جون مین مہینون تک کوئی غازی داخل نہین ہوا ہوگا - ان دونون عمارتون مین مجہے خیال ہے بعد مین سپاہیون نے بسیرا کرلیا تہا -

مگر مین اسکی نسبت دعوے سے نہین کہہ سکتا - کیونکہ مین مورچون مین متعین تہا اور شہر مین گاہ گاہ داخل ہوا کرتا تہا - بازار مین ہمین دفتر کا ایک رفیق ملگیا جو ہمارے ساتھ مکان کو چلا آیا - وہان اوسنے ہمکو نفیس برانڈی کی ایک بوتل دی - یہ مجہے معلوم نہین کہ اُس شریر نے یہ کہانسے لی تہی یوم بتی کی روشنی مین ہمنے خوب مزے سے وقت بسر کیا - ہمارا رفیق ملازم شراب نوشی مین شریک نہوا تہا - مے نوشی اوسکے مذہب مین ممنوع ہے - چنانچہ اوسکے لئے جیک نے کچہ قہوہ تیار کرلیا تہا - اوسے ہمنے صبح کے راشن سے بچا رکھا تہا - مینیو ویڈن کے خریدے ہوئے سگرلوٹن کا بانٹیماندہ حصہ پیش کیا - اور اسطرح آدہی رات تک مجلس گرم رہی - ترک اُسوقت جانیکی جرات نکرسکا - بازارون مین پٹرول گشت کررہے تہے - اور اُسکی چھٹی کا وقت عرصہ کا گذر چکا تہا - وہ بالائی کمرہ مین سویا - اور صبح اپنے قیام گاہ کو چلا گیا - یہ معلوم نہین ہوا کہ غیر حاضری کی پاداش سے وہ کیا عذر کرکے چھوٹا -

دوسرے دو دنون یعنی ۲۲ و ۲۳ جولائی کے واقعات چند لفظون مین بتائے دیتا ہون - ہم دفتر مین سرگرمی سے مشغول - مگر ۲۳ کی سہ پہر کو فارغ ہوگئے - جسپر علی کہ نے چند کلمات تلطف آمیز سے ہمکو رخصت کردیا - ہم مکان سے اپنے بقچے اُٹہاکر گریڈ تنرال کو اور وہان سے پہاڑیون کیطرف گئے - جہان پہونچکر ہمکو راستہ بہول گیا - اور چند گہنٹون کی سرگردانی کے بعد بمشکل اُس مقام پر پہونچے - جہان ہماری پلٹن مقیم تہی - ہم میجر کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور اُسنے ہمکو فوراً زمین کی پیمایش پر لگا دیا - یہ کام ہمارے لئے بالکل نیا تہا - لیکن ضرورت بہت ہی زبردست استاد ہے -

مساحت سے فراغت پاکر ہم کپتان کے سامنے حاضر ہوئے - اور پہر اپنے اپنے دستون کی کمان لے لی - وہ اُن خندقون سے جنکی تیاری اوسکی کمپنی کے ذمہ کی گئی تہی بہت کچہ متحیر ہو رہا تہا - لیکن اس مین اوسے معذور ہی سمجہا جاسکتا ہے - ترکی افسرون کو علمی وصنعتی تعلیم ایسی ویسی ہی دیجاتی ہے ہمنے اس کام مین اُسکو جہان تک ہم مین قابلیت تہی مدد دی -

مورچون اور خندقون کی تیاری خوب سرگرمی سے ہو رہی تہی - افسرون کی اُب کوئی کمی نہ تہی - انکی مقدار کثیر اُرخانیہ سے پہونچگئی تہی - سپاہی دنرات باری باری سے متعدد جماعتون مین ہوکر کام کرتے تہے - تاریکی مین الاؤنکی روشنی سے کام ہوتا تہا - مجہے اوس رات ۴ گہنٹے نوکری دینی پڑی اس کے بعد خدا کی کھلی سرا مین جسکی چہت ستارون بہرا آسمان تہا سوگیا - دوسرے دن میری آدمیون نے مٹی کی

اب سارا مکان ہمارے قبضہ مین تہا - ہم دو پلنگ پہلی منزل کے ایک کمرہ مین لیگئے جس کو خوب آراستہ کیا بلکہ پرتکلف بنالیا گیا - اس کے بعد شہر مین ٹہلنے کے لئے باہر چلے گئے -

چونکہ اسوقت تک لڑائی کا دہشت انگیز اثر بالکل زایل ہوگیا تہا - اکثر ترک باشندے گھروں سے باہر نکلکر سوداخوری کر رہے تہے - مسلمان عورتیں برقعے پہنے ہوئے تہین جنمین سے صرف آنکہین دکہائی دیتی تہین - لیکن وہ کچہہ ایسی دلآویز اور مست ہوتی تہین کہ اونسے باقی چہرہ کے نہ دکہائی دینے کی بہت کچہہ تلافی ہوجاتی تہی - اکثر عیسائی باشندے شہر سے بہاگ گئے تہے جو باقی تہے وہ گہروں سے باہر نہ نکلتے - کسی بلغاری باشندے کو ترکی کمپ کی حدود سے باہر نکلنے کی اجازت نہ دیجاتی تہی کہ مبادا وہ روسیون کو جاملے - اور کمپ کی کیفیت سے انکو مطلع کردے - لیکن روسی کتابون مین جنسے پہر فرنچ اور جرمن مصنفون نے نقل کیا ہے - جو یہ لکہا گیا ہے کہ عثمان پاشا نے بلغاری باشندون کو مورچون کی تیاری پر جبراً لگا دیا تہا - وہ محض غلط ہے - مورچے صرف ہمارے سپاہیون نے تیار کئے تہے - چند باشندگان شہر نے بطوع و رغبت انکو اس کام مین مدد دی تہی - مگر وہ سب کے سب ترک اور مسلمان تہے - پلیونا مین تجارت کا کاروبار بالکل بند تہا - فوجی ہسپتال والون کے سوا جنپر استطاعت سے زیادہ کام کا بوجہ پڑرہا تہا - اور سب لوگ بیکار رہتے - بازارون مین سپاہی بہت کم دکہائی دیے - میرے خیال مین اُن دنون شہر مین صرف ایک پلٹن مقیم تہی - روسیونکے شیلون سے شہر کو کچہہ نقصان نہ پہونچا تہا -

عثمان پاشا کی پہلی فتح سے خوف و دہشت - اور تردد و بیچینی بہت کچہہ دور ہوگئی تہی - جب ۹ جولائی کو عطوف پاشا نے کاسکون کو شہر سے نکالدیا تہا - تو اسکے بعد وہان پہر ترکی حکومت باقاعدہ طور سے دوبارہ قایم ہوگئی تہی - مگر جلکمانہ عملدرآمد اور انتظامی کاروبار فقط پلیونا کو پہلے محاربہ کے فتح ہونیسے بعد شروع ہوا - تاہم باشندون کا باہمی سیل ملاپ قطعاً مفقود تہا - گویا کہ شہر پر سکتہ کا عالم طاری ہو رہا ہے - اور لین دین اور تجارتی کاروبار بالکل بند پڑا ہوا تہا - عیسائی باشندے عجب تردد مین مبتلا تہے - دل تو انکے حملہ آورون کیطرف مایل تہے - مگر خوف کے مارے کچہہ چون و چرا نہین کرسکتے تہے - میرا خیال ہے کہ پلیونا کے دونون گرجون مین مہینون تک کوئی نمازی داخل نہین ہوا ہوگا - ان دونون عمارتون مین مجہے خیال ہے بعد مین سپاہیون نے بسیرا کرلیا تہا -

مگر مین اسکی نسبت ، دعوے سے نہین کہہ سکتا - کیونکہ مین مورچون مین متعین تہا اور شہر مین گاہ گاہ داخل ہوا کرتا تہا - بازار مین ہمین دفتر کا ایک رفیق ملگیا جو ہمارے ساتھ مکان کو چلا آیا - وہان اوسنے ہمکو نفیس برانڈی کی ایک بوتل دی - یہ مجہے معلوم نہین کہ اُس شریر نے یہ کہانسے لی تہی موم بتی کی روشنی مین ہمنے خوب مزے سے وقت بسر کیا - ہمارا رفیق ملازم شراب نوشی مین شریک نہوا تھا - مے نوشی اوسکے مذہب مین ممنوع ہے - چنانچہ اوسکے لئے جبکہ نے کچہ قہوہ تیار کر لیا تہا - اوسی ہمنے صبح کے راشن سے بچا رکھا تھا - مینیو ویڈن کے خریدے ہوئے سگریٹون کا باقیماندہ حصہ پیش کیا - اور اسطرح آدہی رات تک مجلس گرم رہی - ترک اُسوقت جانیکی جرات نکر سکا - بازارون مین پٹرول گشت کر رہے تہے - اور اُسکی چھٹی کا وقت عرصہ کا گذر چکا تہا - وہ بالائی کمرہ مین سویا - اور صبح اپنے قیام گاہ کو چلا گیا - یہ معلوم نہین ہوا کہ غیر حاضری کی پاداش سے وہ کیا عذر کر کے چھوٹا -

دوسرے دو دنون یعنی ۲۲ و ۲۳ جولائی کے واقعات چند لفظون مین بتائے دیتا ہون - ہم فرصت سرگرمی سے مشغول ، ہلکہ ۲۴ - کی سہ پہر کو فارغ ہو گئے - جسپر علی بک نے چند کلمات تلطف آمیز سے ہمکو رخصت کر دیا - ہم مکان سے اپنے لقبجو اُٹہا کر گریلو تنزاپل کو اور وہان سے پہاڑیون کیطرف گئے - جہان پہونچکر ہمکو راستہ بہول گیا - اور چند گہنٹون کی سرگردانی کے بعد بمشکل اُس مقام پر پہونچے - جہان ہماری پلٹن مقیم تہی - ہم میجر کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور اُسنے ہمکو فوراً زمین کی پیمائش پر لگا دیا - یہ کام ہمارے لئے بالکل نیا تہا - لیکن ضرورت بہت ہی زبردست استاد ہے -

مساحت سے فراغت پاکر ہم کپتان کے سامنے حاضر ہوئے - اور پہر اپنے اپنے دستون کی کمان لے لی - وہ اُن خندقون سے جنکی تیاری اوسکی کمپنی کے ذمہ کی گئی تہی بہت کچہ متحیر ہو رہا تہا - لیکن اس مین اوسے معذور ہی سمجہا جا سکتا ہے - ترکی افسرون کی علمی و صنعتی تعلیم ایسی ویسی ہی دیجاتی ہے ہمنے اِس کام مین اُسکو جہان تک ہم مین قابلیت تہی مدد دی -

مورچون اور خندقون کی تیاری خوب سرگرمی سے ہو رہی تہی - افسرون کی اُب کوئی کمی نہ تہی - انکی مقدار کثیر اُرخانیہ سے پہونچگئی تہی - سپاہی دنرات باری باری سے متعدد جماعتون مین ہو کر کام کرتے تہے - تاریکی مین الاؤ کی روشنی سے کام ہوتا تہا - مجہے اوس رات ۴ گہنٹے نوکری دینی پڑی اس کے بعد خدا کی کھلی سرا مین جسکی چہت ستارون بہرا آسمان تہا سو گیا - دوسرے دن میری آدمیون نے مٹی کی

چند جھونپڑیان دفع الوقتی کے لئے بنالین - جنسے ہم بارش سے جو کبھی کبھی ہوتی رہتی تھی محفوظ ہوگئے - کچھ عرصہ بعد جب مورچے تیار ہوگئے تو اونکے خلو ہمکو خوابگاہ کا کام دیتے رہے -

۲۴ - جولائی کے دن کوئی قابل ذکر واقعہ نہ گذرا - اس کمی کو ہمین کمپ کی حفاظت کے انتظام کی کیفیت درج کرکے پورا کرتا ہون - کمپ کے گرد مضبوط بعیدی چوکیون کا مسلسل سلسلہ قایم کیا گیا تھا - رات کے وقت اُن چوکیون کے محافظ سپاہیون کی تعداد دگنی کردیجاتی تھی - یہ سلسلہ کم از کم سولہ میل لمبا تھا - باقاعدہ اور بیقاعدہ سوارون کی بیشمار چھوٹی چھوٹی جماعتین قرب وجوار مین معائنہ کے لئے گشت کرتی رہتی تھین - حتی کہ ہیڈ کوارٹر کے محافظ رسالہ سے بھی برابر یہ کام لیا جاتا تھا - عثمان پاشا پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ اونہون نے اپنی کیولری (فوج سواران) سے معقول یا ٹھیک کام نہین لیا - مگر مین ذاتی مشاہدہ کی بنا پر اُسکی کامل تردید کرتا ہون - اپنی قلیل التعداد کیولری سے جو کام اونہون نے لیا اُس سے بہتر یا زیادہ کام وہ اُس سے لے سکتی ہی نہ تھی - اُن کے پاس ایک ہزار سے بھی کم سوار تھے - جنمین سے نصف بیقاعدہ تھے - باین ہمہ ہماری اکثر کیولری جماعتین روسی توپون کی زد کے دائرہ کے اندر جا پہونچتی تھین - اور روسی گولون کی کوئی پروا نکرتی تھین -

میرا خیال ہے کہ اُسی دن ہمکو صوفیا سے چودہ پلٹنون کی زبردست کمک پہونچی تھی - اور اُسی دن ہمنے سنا تھا کہ عبد الکریم پاشا کی جگہ محمد علی[۶۵] پاشا سردار اکرم بنایا گیا ہے -

---

[۶۵] محمد علی پاشا جرمن اور قصبہ برینڈن برگ کا متوطن تھا - اوسکا اصل نام کارل ڈٹرواٹ تھا - اوسکا کارنامۂ زندگی ۱۸۵۸ء قابل عزت اور ممتاز رہا - وہ ۱۸۲۱ء مین پیدا ہوا تھا - مین متن مین اسکی نسبت چند نگوارباتین لکھونگا - مگر مین اسمین معذور ہون - مینے صرف وہی رائے ظاہر کی ہے - جو اوسوقت پلیونا کی فوج اُسکی نسبت رکھتی تھی - ہماری رائین ممکن ہے یکرخی اور مبالغہ آمیز بلکہ شاید بے بنیاد ہون کیونکہ ہم نتائج سے اسباب کو قیاس کیا کرتے تھے - مگر باین ہمہ بحیثیت مورخ مین عثمان پاشا کی ماتحت افسرون کی رائے کو بلا کم وکاست درج کردینا اپنا فرض سمجھتا ہون - ۲ - اکتوبر کو سلیمان پاشا اوسکی جگہ سردار اکرم بنایا گیا اور اوسے فوج پلیونا کی امداد کے لئے کمکی مہم تیار کرنیکے لئے صوفیا بھیجا گیا - صوفیا کے فتح ہوجانیکے بعد اوسے دار الخلافہ کی حفاظت کا انتظام کرنیکے لئے قسطنطنیہ بلالیا گیا - التوائے جنگ اور صلح کے معاہدے کرنے کیلئے ٹرکی نے جو اپنی طرف سے وکلا مقرر کئے تھے - وہ بھی اونمین شامل تھا -

۲۵ - جولائی کو مجھے ایک تکلیف دہ حادثہ پیش آیا - ہیڈ کوارٹرز سے مورچوں کی تیاری مین جو قلی لیجاتے

بقیہ حاشیہ (نمبر ۲۵ ص ۲۶) برلن کانگرس مین بھی وہ ٹرکی کے تین وکلا مین سے ایک تھا - ستمبر ۱۸۷۸ء مین وہ البانیا مین باغیون کے ہاتھ سے قتل ہوا - مصنف - (ایک اور مورخ محمد علی کے حالات حسب ذیل لکھتا ہے: "نجیب محمد علی پاشا کو سردار اکرم اور سلیمان پاشا کو بلقان کی فوج کا کمانڈر بنایا گیا - تو تر کی مجالس شوریٰ اور انتظام فوجی مین ایک نئی جان پڑگئی تاہم اول الذکر کمانڈر نے نئے عہدہ کو بادل نا خواستہ قبول کیا تھا - حتی کہ اوسنے صدر اعظم کو لکھدیا تھا - کہ مین تاسف کیساتھ اس ذمہ واری کو منظور کرتا ہون - ادہر دوسری طرف اجنبی الاصل ہونیکی وجہ سے وہ فوج مین بھی ہر دلعزیز نہ تھا - محمد علی جرمن تھا - اور فرنچ طرز کا ڈٹرواٹ نام رکھتا تھا - وہ ۱۸۱۹ء مین پرشیا کے قصبہ میگڈی برگ مین پیدا ہوا - اوسکا باپ جو چندان آسودہ نہ تھا گویا تھا - لڑکے نے جب اپنے شہر کا ایک مدرسہ کا انتہائی امتحان پاس کیا تو اوسے معلوم ہوگیا کہ تلاش رزق کے لئے وطن سے باہر نکلنا لازمی ہے - وہ ہمبرگ جاکر ایک جرمن جہاز کا ملاح مین بھرتی ہوگیا - اور پندرہ برس کی عمر مین وطن سے روانہ ہوگیا - جسکو پھر واپس جانا اوسے نصیب نہوا - (برلن کانگرس کی شرکت کو وطن واپس جانا نہین کہا جاسکتا - مترجم) سمندر مین اوسے اپنے ساتھی ملاحونکی بدسلوکی سخت اذیتین پہونچین چنانچہ اوسنے اول موقعہ کو ملتے ہی بھاگ جانیکی پختہ نیت کرلی - جہاز مذکور جب باسفورس مین لنگر انداز ہوا تو وہ اوسکے یورپین ساحل کی مقام بالتالیما کو بھاگ جانیمین کامیاب ہوگیا - اور تھوڑا ہی عرصہ بعد عالی پاشا (مشہور وزیر اعظم) سے جو اُسوقت وزیر خارجیہ تھا - اتفاقیہ دوچار ہونے پر اُسکی طالع خفتہ بیدار ہوگئی - پاشا موصوف اوسکی خوبصورتی دیکھکر اوسکی طرف متوجہ ہوئے اور غریب الوطن کی کیفیت سنکر اوسے اپنے محل کا ہمراہ لیگئے - اوسنے اس واقعہ سے تھوڑا عرصہ بعد اسلام قبول کرکے محمد علی آفندی نام رکھلیا اور ترکی مدرسہ حربیہ مین داخل ہوا جہان دن رات محنت کرکے اپنی جماعت مین اول ہوگیا - آخری جماعت پاس کرنیسے تھوڑی ہی دیر بعد ۱۸۵۳ء کے موسم خزان مین وہ عمر پاشا کے اسٹاف مین لفٹنٹی کے عہدہ پر مامور ہوا - اور جنگ ڈینوب و محاربہ کریمیا مین بہت نیکنامی حاصل کی - اور اپنی مستعدی اور وفاداری سے ۳۹ برس کی ہی عمر مین ۱۸۵۸ء مین میجر جنرل کے رتبہ پر فائز ہوگیا - اور اپنے محسن عالی پاشا کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے ۱۸۷۱ء کے شروع مین فیلڈ مارشل کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز ہوا")

سلیمان پاشا کی نسبت جسکا ذکر پہلے بھی آچکا ہے ٹائمز کا نامہ نگار جو محاربہ مین شریک تھا حسب ذیل لکھتا ہے: -

سلیمان پاشا نہایت سادہ مزاج اور کم سخن - مزاج پر بیحد قابو یافتہ - سریع العمل - مستعد اور جنگی انتظام کے جزو کل سے واقف اور اپنی قوت و تدبیر پر پورا بھروسہ رکھتا تھا - اوسکی سادگی کے ثبوت مین یہی بتا دینا کافی ہوگا کہ

سرعت سے کام لینے کی لئے تاکیدی حکم موصول ہوا تھا - دوسرے ملازمون کو کھودنے مین سپاہیون کے ساتھ شریک دیکھکر مینے بھی ایک پیاوڑا پکڑ لیا - اور کام کرنے لگ گیا حتی کہ میرے چہرہ سے پسینے کے قطرے ٹپکنے شروع ہو گئے - اتنے مین میرا پاؤن پھسلا - اور مین گر پڑا - گرتے وقت میرا بایان ہاتھ دستہ سے نیچے کھسکتا چلا گیا - اور پہاوڑے کی بالائی پھل سے انگوٹھے اور انگشت شہادت کے جوڑ کی جگہ کٹ گئی - زخم سے خون بہنے لگ گیا - اور مجھے اوس سے سخت درد محسوس ہونی شروع ہو گئی - پلٹن کا سرجن اتفاق سے قریب تھا اوسنے ہاتھ کو پٹی باندھکر مجھے ہسپتال مین چلے جانیکی نصیحت کی اور کہا کہ غفلت سے ... ہوجانیکا احتمال ہے - جس چیز کے وقوعکا اوسنے احتمال ظاہر کیا تھا اوسے مین نہ سمجھ سکا - مگر چونکہ مینے سنا ہوا تھا کہ زخمون سے اکثر تشنج اعصاب دہن یا لقوہ ہوجاتا ہے - اور نیز مجھے معلوم تھا کہ ترکی مین ہر قسم کی بیماری "انگریسی" کے لفظ سے ظاہر کیجاتی ہے (مثلاً باش آغریسی - دردسر - راح آغریسی پیچش) مینے اوس سے سوال کیا کہ "چوکہ آغریسی" (درد دہیرہ) کا اندیشہ ہے - اوسنے ترکی مین جوابدیا - اوت لاکن پق چوق دہا فنا" (ہان) - مگر اس سے بھی بہت ہی بدتر) - بعد ازان اوسنے کپتان سے کہا جس نے مجھے فی الفور ہسپتال چلے جانیکا حکم دیکر کہا - کہ مین امید کرتا ہون تم اوس لڑائی مین جو چند دنون مین بالیقین ہونیوالی ہے غیر حاضر نہین ہوگے - شہر وہان سے دو میل تھا اور یہ مسافت مین دوپہر کیوقت پیدل طے کرنی مجھے سخت ناگوار معلوم ہو رہی تھی کہ سارجنٹ بقال نے اطلاع دی کہ گاڑیان خالی صندوق لیکر شہر کو جا رہی ہین - یہ کہکر اوسنے ایک پر میرے بیٹھنے کا انتظام کر دیا - گاڑیان تو رادمین بارہ تھین - انمین بیل جتے ہوئے تھے - چلانیوالے غیر فوجی شخص تھے - مگر حفاظت کے لئے ایک کارپورل دو نظام اور چند باقاعدہ سپاہی ساتھ تھے - ایک روسی جاسوس بھی جو صبح کو پکڑا گیا تھا اونکی تحویل مین تھا

بقیہ حاشیہ (نمبر ۱۵ ص) کہ اوسکو خیمہ کی کل کائنات یہ ہوتی تھی کہ دو لکڑیون پر معمولی ٹاٹ کا ایک ٹکڑا پھیلا دیا جاتا تھا - اسیمین وہ رات کیوقت گھس کر زمین پر سوتا تھا - گارڈ سنتری) - اور دلی وغیرہ - چلہ لوار تھا شان و شوکت کا نام و نشان نہوتا - اوسکو دریا مین ایڈکانگ بھی اسی طرح شب باش ہونا - اوسکو دونون گھوڑے جن پر ہر وقت زین پڑی رہتی اوسکے خیمہ کے سامنے بندھے رہتے - اور جس طرح اونکے مالک کی فوجی فوج سے مختلف ہوتی تھی - اسی طرح اونکو بھی اوسی وقت اور اوسی قدر چارہ ملتا جس قدر اور جس کہ فوج کے سواردن کے گھوڑون کو" مترجم -

یہ شخص ترکون ایسا لباس پہنے ہوئے تہا اور اسکا رنگ بہی گندمی تہا - مگر میرے خیال مین اوسکی داڑہی سے معلوم ہوجاتا تہا - کہ وہ ترک نہین ہے - جس گاڑی پر مین آگے بیٹہا ہوا تہا - وہ ایک سی سی جو اوسکی گلی مین تہی گاڑی کے پیچہے بندہا ہوا تہا - اور اوسکے دونون ہاتہہ پیٹہہ کی طرف کرکے کسے ہوئے تہے - وہ گرفتاری سے کسی طرح شکستہ دل اور غمگین نہین معلوم ہوتا تہا - بلکہ سپاہیون کے ساتہہ سلیم تر کی مین بات چیت کرنیکی کوشش کرتا تہا - لیکن ترکون نے کوئی جواب دینا پسند نہ کیا - کارپورل نے جو میری پاس بیٹہا ہوا تہا مجہہ سے بتایا کہ یہ شخص خندقون مین نہایت سرگرمی سے کام کرتا ہوا اسطور پکڑا گیا - کہ جو ترک باشندگان شہر بطوع و رغبت سپاہیون کو ساتہہ ملکر کام کر رہے تہے - اونہون نے اسے دیکہکر کہا کہ یہ پلیونا کا ہنوز لا نہین ہے - اسپر جب اوس سے سوال کیا گیا تو وہ کوئی قابل اطمینان جواب نہ دیسکا - اور ایک دفعہ کے تڑکے کو نکل جانیکی کوشش کی - مگر وہ بیدار جلد اوسکی جیبون سے بجبر نکال لیا گیا - وہ خفیہ زبان مین لکہا ہوا تہا -

ہم آہستہ آہستہ غبار آلود اور بے شجر سڑک پر دہوپ مین چلے جا رہے تہے اور گاڑیبان جو ایک ..... دہقانی تہا - ایسا نفیس تمباکو پی رہا تہا کہ مین اور کارپورل جن دونون کے پاس یہ نعمت بیبہا موجود نہ تہی - رشک سے جل بہنکر اُس خود غرض دہقانی کو قتل کرکے (استہزاً) تمباکو جہین لینے کی فکر مین لگ رہے تہے کہ اتنے مین قیدی نے جسنے کمپ مین میری نسبت یقیناً سُن لیا گیا ہوگا - کہ مین فرنگی ہون مجہے فرانسیسی مین مخاطب کرکے اپنا دکہڑا رونا شروع کیا - مگر مجہے اپنی عزت مقدم تہی بینے باواز بلند اُسے ترکی مین جواب دیا کہ مین فرنچ نہین بول سکتا - تاہم وہ اپنا قصہ برابر پڑہتا گیا - جسکا لب لباب یہ تہا کہ "انگریز لوگ نہایت شریف اور ہمدرد ہوتے ہین - مین معزز آدمی ہون اور اوڈیسہ یا سینٹ پیٹرزبرگ کے بنک صرف میری تحریر پر ہزارون روپیہ کا اعتبار کرتے ہین - اگر تم شہر مین میری گرفتاری کی میرے دوستون کو اطلاع کردو تو وہ مجہے چہڑانیکا انتظام کرلینگے - اسکا صلہ مین تمکو پانچسو روبل کا چیک دونگا" بینے اوسے کوئی جواب نہ دیا - مگر کارپورل کے کان مین چپکے سے کہدیا کہ اس شخص کو کسی سے بات چیت نکرنے دینا کیونکہ شہر مین اُس کے زبردست رفقا اور دوست موجود ہین - کہین اونکو خبر ہوگئی تو وہ اُسکو بہگا دینے کی ضرور کوشش کرینگے - میری یہ حرکت بعض کے نزدیک ظالمانہ ہوگی - مگر جسشخص نے اپنے ملک اور اپنے بادشاہ سے غداری کی ہو وہ کسی رحم کا مستحق نہین ہوسکتا - اُس شخص کی نسبت محقق ہوگیا تہا - کہ وہ سلیمان پاشا کا

رہنے والا ہے اور اُسنے اوس بہادر فوج کو جو اپنے وطن کی محافظت کر رہی تھی۔ بخس و کمینہ صلہ کے معاوضہ مین غنیم کے قابو مین کرا دینی کی پوری کوشش کی تھی۔ مین جانتا ہون کہ اُس مکان کا پتہ معلوم کرنا جسکا جاسوس نے ذکر کیا تھا۔ میرا فرض تھا۔ مگر اپنے ہم مذہب (یعنی ایک عیسائی) خاندان پر تباہی وارد ہونیکے خیال نے مجھے اُس امر سے روکدیا۔ میری خاموشی دیکھکر اوسکا حوصلہ پست ہوگیا اور وہ فرنچ مین پکار اُٹھا۔ "آہ میرے اللہ کیا میرا آخری وقت سچ مچ پہونچگیا ہے؟" تھوڑی دیر بعد اوسکی طبیعت مین پھر استقلال آگیا اور اوسنے "تولون" (تمباکو) کی استدعا کی۔ ترک سپاہیون نے ایک پائپ سلگاکر اوسکے ہونٹونمین دیدیا۔ اِس نمکحرام کو دوسرے دن پھانسی پر لٹکا دیا گیا تھا۔

سرجن نے مجھے ایک والنٹیر (غیر سرکاری۔ یعنی جو محض قومی یا انسانی ہمدردی سے قایم کیا گیا ہو) ہسپتال کے ڈاکٹر کی طرف چٹھی لکھدی تھی۔ یہ ہسپتال جو میرے خیال مین فلپ پولی سے آیا تھا۔ ایک سرکاری عمارت کی جو غالباً مدرسہ کا مکان تھا۔ پہلی منزل مین اور وہان کے شاگرد پیشہ کے متصلہ مکانون مین قایم کیا گیا تھا۔ مکان کی بالائی منزل مین مختلف ملکی و فوجی محکمون کے دفاتر قایم کئے گئے تھے۔ اِس ہسپتال کے سٹاف مین ایک طبیب۔ دو سرجن۔ ایک کمپونڈر۔ ایک کلرک۔ ایک باورچی اور تقریباً بارہ ایک خدمتگار۔ تیماردار۔ ڈولی بردار۔ اور گاڑیبان۔ تھے اسوقت اوسمین تیس مریض زیر علاج تھے جنمین سے اکثر زخمی اور باقی پیچش سے بیمار تھے۔ تیس مین سے دو روسی تھے۔ مکان کے وسیع کمرونمین ابھی اور تیس کی گنجایش تھی۔ لڑائی کی شام کو اوسمین پچاس بیمار تھے۔ مگر اونمین سے جو نقل مکانی کی تکلیف سہار سکتے تھے وہ گاڑیونمین ارخانیہ بھیجدئے گئے تھے۔ تاکہ وہان سے صوفیا اور اوس سے بھی پرے روانہ کر دئے جائین۔ جو پیچھے رہے تھے۔ اونکے زخم یا مرض سخت تھی۔ ہسپتال مین کل سامان مکمل تھا۔ اور ہر ایک کام نہایت صفائی اور مستعدی سے ہوتا تھا۔ مجھکو چوزے کا شوربا۔ انڈے اور دودھ دیا گیا۔ اور ہر طرح سے مجھے کافی آرام ملا۔ کیونکہ اوسوقت ہمارے پاس سب چیزون کا وافر ذخیرہ موجود تھا اور ہر روز ارخانیہ سے رسد و سامان کے قافلے چلے آتے تھے۔ ارخانیہ جو صوفیا اور پلیونا کے وسط مین واقع ہے عثمان پاشا کو گودام گھر کا کام دے رہا تھا۔ اسکا ذکر آجانے پر وہانکے قابل کمانڈر شفقت پاشا . . . . . کی تعریف مین چند کلمات تحریر کر دینا ضروری سمجھتا ہون۔ اوسکی باسلیقہ انتظام مستعدی کی بدولت ہی مشیر کو بے اندازہ مدد پہونچی۔ کاش کے

دوسرے افسر بھی اس پاشا جیسے منتظم۔ لائق اور مستعد ہوتے۔ اللہ اکبر! اگر محمد علی پاشا جسکے پاس دریا قوم پر زبردست فوج تھی اپنی سپاہ کو فضول چھوٹے چھوٹے دائو پیچ اور ادھر اُدھر ٹانا بانا لگائے رکھنے مین گھٹاتے رہنے کی بجائے اور سلیمان پاشا ناممکن الفتح درہ شپکا کو بلا فتح چھوڑنے مین اپنی کسرشان سمجھنے کی بجائے (اول الذکر کمانڈر قوم سے بیلا کیطرف اور آخر الذکر شپکا کو چھوڑ کسی دوسرے درہ مثلاً درہ طرویان سے بلقان کو عبور کرکے) بیدباکانہ آگے بڑھے چلے آتے اور اسطرح پیش قدمی کرکے عثمان اور شفقت کے ساتھ ملکر دوش بہ دوش کارروائی کرتے۔ (یعنی دوطرفون سے یہ نامور روسیون کو روکے ہوئے تھے۔ دوسری دونون طرف سے سلیمان اور محمد علی روسی ہیڈکوارٹر پر حملہ کردیتے۔ اور اسطرح جب ان چارون افسرون کی فوجون مین تعلق پیدا ہوجاتا۔ اور وہ سب ایک ہی وقت مین شتر کہ دشمن پر حملہ کرنیکے قابل ہوجاتے) تو اسکا انجام یہ ہوتا۔ کہ گوزار قسطنطنیہ تو پہونچ جاتا مگر فاتح کی حیثیت مین نہین۔ بلکہ قیدی ہوکر۔ اگست مین حملہ آورون کی حالت نہایت نازک تھی درہ شپکا پر سلیمان پاشا کے بہادرانہ حملے جنسے رستم واسفندیار کے معرکے پھر کئی صدیون بعد دنیا کی نظرون مین پھر گئے بیشک ہر ایک عزت کے مستحق ہین۔ مگر یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ اونسے بعینہٖ اُس قیدی کیطرح عمل کیا۔ جس کے محبس کا دروازہ توچوپٹ کھلا ہو اور وہ قیدخانہ سے نکلنے کے لئے اوسکی دیوارون کے نیچے سے سرنگ لگا رہا ہو۔ محمد علی اور اوسکے متقدم عبدالکریم کی کاہلی اور سستی کے لئے ایک بھی حجت یا وجہ معقدری موجود نہین ہے اونکے (یعنی عبدالکریم اور بعدازان محمد علی کے پاس) عثمان سے تگنی فوج تھی۔ اور اونکو اس قدر فوج رکھنے کی صورت مین دشمن سے فیصلہ کن لڑائی کرنا لازمی تھا۔ جسمین اگر اُنکو شکست مل جاتی تو بُرے سے بُرا نتیجہ یہ ہوتا کہ "حالت قبل از جنگ" قایم رہتی۔ یعنی اونکی اور عثمان کی فوج مین بدستور تعلق نہ رہتا۔ لیکن اگر وہ فتحیاب ہوجاتے تو حملہ آورون کے لئے پسپائی اور مراجعت کے کل راستے (یعنے مسٹوڈا اور سمنٹزا کی سڑکین) بند ہوجاتے۔

مجھے زخم سے چونکہ ذرہ بھر بھی تکلیف محسوس نہین ہوتی تھی۔ مینے کلرک کو مدد دینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اوسنے مجھے کچھ کاغذ نقل کرنیکے لئے دیدئے۔ اُس سے فارغ ہوکر مینے روسیون کے لئے جنمین سے ایک فرنچ جانتا تھا۔ فرانسیسی مین خطوط لکھے۔ فرنچ جاننے والے روسی کے دونون بازو کہنی سے کاٹ دئے گئے تھے۔ مگر اوسوقت اوسے اسبات کا علم نہین معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ

ہاتھون مین درد ہونیکی شکایت کررہا تھا - اس غریب کے ماجرات سے میدان جنگ کے خطرات کا کچھ شمہ معلوم ہوسکتا ہے - اوسے بائین کہنی پر گولی لگی تھی - جس سے بیہوش ہوکر وہ زمین پر گر پڑا - اوسوقت اوسکا دایان بازو پھیلا ہوا تھا - وہ اسحالت مین تھا کہ ایک روسی باتری کی آٹھ توپین افراتفری مین پیچھے ہٹنے وقت اوسپر سے گذر گئین - جس سے اوس کے جسم کو دیگر ضربین پہونچنے کے علاوہ اوس کا صحیح وسالم بازو بھی چکنا چور ہوگیا - دوسرے روسی کے چوترون کا گوشت شیل کے ایک ٹکڑے سے اڑگیا تھا - چنانچہ وہ بیچارہ مونہہ کے بل پلنگ پر لیٹا ہوا تھا - اوسنے اپنے ساتھی کی زبانی مجھے اپنی بیوی کیطرف فرنچ مین خط لکھوایا جسمین لڑائی - اپنے زخمی وقیدی ہونے اور ڈاکٹر کی مہربانی اور خوشسلوکی کا ذکر کرکے بیوی کو حوصلہ رکھنے اور خدا کی درگاہ مین دعا کرتے رہنے کی تاکید کی - اور ضمناً نویسندہ خط کی نوازش کا بھی ذکر کردیا - یہ خط لکھکر مینے اپنے پاس ہی رکھ لیا تھا - جسے پندرہ دن بعد مجھے روانہ کرنیکا موقع ملگیا - جسکا پھر ذکر کرونگا - اس سے چند دن بعد جب مجھے پلیونا جانیکا اتفاق ہوا تو مین اوسکو یہ اطلاع دینے کے لئے کہ مینے اپنا وعدہ پورا کردیا ہے ہسپتال گیا - مگر وہ غریب اوسی رات کو فوت ہوگیا تھا - ڈاکٹر نے کہا کہ ابھی علمین تو پوری کامیابی ہوگئی تھی - لیکن وہ نقاہت اور کمزوری سے جانبر نہوسکا - مینے مستوفی کا نام اور اوسکی عورت کا پتہ لکھکر اوس قاصد کے ہاتھ جو اوس واقعہ سے بعد سب سے اول روسی کمپ کو گیا تھا - مستوفی کی رجمنٹ کے کرنیل کے پاس بھیجدیا - دوسرا روسی بالغلب وجوہ صحت یاب ہوگیا تھا چونکہ مین پانچ دفعہ فوجی ہسپتالون مین گیا - اس لئے ہر دفعہ کی اقامت ٹھیک یاد نہین رہگئی - بہرحال مجھے لقوہ نہ ہوا - اور غالباً دوسرے ہی دن مجھے ڈاکٹر نے کہدیا کہ اب اوسکا احتمال نہین رہگیا - اور تم واپس جاسکتے ہو پلٹن کا سرجن مجھے چاق چوبند واپس آتا دیکھکر بہت بگڑا - کہ اوسکا قیاس درست نہین نکلا - اوسنے باواز کرخت مجھسے کہا "علمی اصول کے مطابق تمکو تشنج ہوجانا چاہئے تھا - ہسپتال والے تمہارا درست معالجہ نہین کرسکے" - جیک مجھے اتنی جلدی واپس آتا دیکھکر خوشی سے اچھل پڑا - اور بے اختیار ایک ایسا چکر لگادیا جیسا کہ ناچ مین لگایا جاتا ہے - سپاہی اوسے ایسا کرتے دیکھکر حیران رہگئے - اونہون نے پہلے کبھی کسی بہلے مانس کو ناچتا ہوا دیکھا یا سنا نہین تھا -

مین پلیونا سے پانسو سگریٹ اور آدھ سیر تمباکو لیتا آیا تھا - یہ چیزین جسطرح مینے حاصل کی تھین اوسکو بتاتے ہوئے شرم آتی ہے - چنانچہ مین اوسکی زیادہ توضیح نہین کرتا - ہم سب افسرون نے ملکر سنہی

خوشی سے وقت گذارنا شروع کیا - محمد نے رخ اٹھاکر بازی کھیلی - اور پھر بھی بارہ چالون مین مجھ شہ مات کردیا - کپتان نے مجھے سگریٹ لیکر پیو - اور اپنی چھوٹی چھوٹی بدصورت آنکھون کو جھپکایا - مگر زبان سے کچھ نہ کہا - آگ خوب روشن تھی - (میدان جنگ مین اگر سپاہی آگ روشن نکرسکین تو اس سے بڑھکر کسی چیز سے اونکو انقباض نہین ہوتا) ستارہ چمک رہے تھے - ہوا کے سرد جھونکے چل رہے تھے - ہمارے سامنے رات کی تاریکی مین ڈھنسی ہوئی بامن خاموشی پھیلی ہوئی تھی - اور وقت موت (موت سے بدرجہا بدتر مصائب اور خطرات کو جو دونون چیزین وقت کے رحم مین نہان تھین لئے ہوئے ہمارے پیش نظر تھا - مگر ہم ایسے نچنت اور بیفکر بیٹھے ہوئے تھے کہ فرشتے بھی ہماری لاپروائی پر آنسو بہاتے ہونگے -

۲۵ - اور ۲۶ - جولائی کو بھی ہماری فوج نے دو کامیاب معرکہ آرائیان کی تھین - مین اونمین شامل نہین تھا - ۲۵ - کو ہماری چار پلٹنون اور دو توپون نے بریگیڈیر حسن صابری پاشا کے زیر کمان طرستنک پر جو پلیونا سے شمال مغرب مین ہے - حملہ کیا - لفٹنٹ کرنیل محمد ناظف بک نائب کمانڈر تھے - یہان کا سکون نے اپنا ہیس آف آپیریشن (قاعۃ الجیش) بنا رکھا تھا - اور وہان سے اٹھکر ہمارے قلعون کو ستایا کرتے تھے - مختصر سے مقابلے کے بعد غنیم منتشر ہوگیا - اور ہماری فوج دوسرے دن پلیونا کو واپس آگئی - اسی ۲۵ جولائی کو پہلی مہم سے بعد مشیر نے بریگیڈیر رفعت پاشا کو زیکان چھ پلٹنین - ایک باتری اور کچھ چرکس سوار لوفچہ کی سڑک پر روانہ کئے - کرنیل توفیق بک نائب کمانڈر تھا - اس قصبہ پر جسے بلغاری لوازکہتے ہین - اور جو دریاے اوسمہ پر واقع ہے - ۱۶ - جولائی کو کاسکون نے قبضہ کرلیا تھا - نقشہ کو سرسری نظر سے دیکھنے پر ہی اس مقام کی اہمیت معلوم ہوجائیگی - یہ قصبہ طردیان سے ۱۰ میل اور ورہ طردیان سے ۱۳ میل بجانب شمال اس موقع پر واقع ہے جہانکہ طردیان پلیونا سڑک سڑلوزا کی سڑک سے جو براہ سلوی مشرق کیطرف آتی ہے تقاطع کرتی ہے - انمین عیسائی مسلمان ۱۴ ہزار باشندے تھے - اور بلگیریا کے نہایت ہی متمول - خوبصورت - خوش بنا - اور مہذب و شائستہ شہرون مین سے گنا جاتا تھا -

مین بھی ذکر کرچکا ہون کہ ہمکو صوفیا سے چودہ پلٹنون کی کمک پہونچگئی تھی - اس سے ہماری فوج مین ۳۹ - پلٹنین ہوگئین - انمین سے دو چھ پلٹنین جو لوفچہ بھیجی گئین اور وہین مقیم رہین - وضع کرنیکے بعد

۳۰۔ جولائی کی لڑائی مین ہماری جمعیت ۳۳ پلٹنون کی تھی۔ ۲۶۔ جولائی کی صبح کو ترکون نے لوفچہ پر حملہ کیا۔ کاسک حملہ ہوتے ہی پسپا ہو گئے۔ مگر بلغاری باشندے جنکو روسیون نے ملح کرکے قواعد سکھا دی تھی۔ خوب جمی توڑ کر (لیکن بیقاعدہ) لڑے۔ ان نمکحرامون کو سرسری تحقیقات سے کیفر کردار کو پہونچا دیا گیا۔ کئی سو حکماً پھانسی پر لٹکائے گئے۔ اور بے تعداد غدار غضب آلود مسلمان باشندون نے اوس قتل عام کے بدلہ مین جو کچھ عرصہ پہلے عیسائیون نے مسلمانون کا کیا تھا قتل کر ڈالے۔

اسمین کوئی شبہ نہین کہ روسیون کے برخلاف آئندہ جارحانہ کارروائی کرنیکے لئے عثمان پاشا لوفچہ۔ پلیونا لائن پر بیس آف آپیریشن قایم کرنیکا ارادہ رکھتے تھے۔ انکا خیال تھا کہ لوفچہ کے لئے ایک اور آرمی کور یا کم از کم ایک ڈویژن فوج بھیجدی جائیگی۔ اسغرض کے لئے اطرد پول یا طرویان کے راستہ جو برابر ترکون کے ہاتھ مین تھے۔ صوفیا۔ فلپ پولی یا ایڈریانوپل سے فوج بھیجی جائیگی تھی۔ مگر ایسا نہ کیا گیا۔ اور لوفچہ کی حفاظت کا کام بھی عثمان پاشا پر ڈال دیا گیا۔ اور اس مرنجدانی اپنی شان یکتائی مین ناممکن کام بھی کرکے دکھا دیا۔ محض اپنی ایک اکیلی "آرمی کور" سے اوسنے دنیا کی عظیم ترین طاقت کو ساڑھے چار مہینون تک ایک قدم آگے نہ بڑھنے دیا۔

۲۷۔ ۲۸۔ اور ۲۹۔ جولائی کے تینون دن فیصلہ کن جنگ کی سرتوڑ تیاریون مین صرف ہوئے۔ کھانیکے لئے ہمارے پاس وافر سامان موجود تھا۔ گوشت ہر روز ملتا۔ اور پہل اسکی کثرت سے ملتی کہ وہ ہمارے لئے اچھی نہ تھی۔ کئی شخص پیچش سے بیمار ہو گئے۔ میری کمپنی کے دو اسی مرض مین مبتلا ہوئے۔ ان بیمار دن مین سے ایک یا دو ہلاک بھی ہو گئے۔ میری صحت بہت اچھی تھی۔ لڑائی کے دن میرا زخم تقریباً مندمل ہو گیا سوا انہا۔ جیک کی طبیعت امنگون پر تھی۔ اپنی زندہ دلی اور خوش طبعی کیوجہ سے وہ کمپ کی روح رواں بنا ہوا تھا۔ کھیل تماشے جیسے کہ لڑائی کے بعد کئے گئے تھے۔ اب نہین ہوتے تھے۔ تفریح کے لئے کوئی فرصت ہی نہ تھی۔ ہماری فوج سواران مین عثمانیہ کاسکون کے دو رسالے آتے تھے۔ یہ لوگ جو میرے خیال مین علاقہ کوہ قاف سے آئے تھے۔ غلیظ اور بدنام مگر ساتھ ہی شجیر ایسے بہادر اور سانپ جیسے مکار تھے۔ ہماری کیولری اسطرح سے مضبوط ہو کر متواتر قریب جوار مین گشت کرتی رہتی تھی۔ اور بسا اوقات وہ دشمن کو دیکھکر اہم خبرین لایا کرتی۔ ان تمام خبرون سے

یہی پتہ ملتا تھا کہ غنیم کی زبردست فوجیں شمال (نیکوپولی) شمال مشرق (سسٹووا) اور جنوب مشرق (ٹرنووا) سے چلی آرہی ہیں۔ اور پلیونا کے مقابل جمع ہورہی ہیں۔ پس یہ ناقص ترین عقل رکھنے والے پر بھی واضح ہورہا تھا کہ اس دفعہ غنیم کا صرف ایک واحد ڈویژن نہیں بلکہ ایک یا دو سالم آرمی کور ہمسے نبرد آزما ہونگے۔

ہماری کمپنی کا آدھا دستہ (یعنی ۲۰ آدمیوں سے لیکر ۲۵ تک) ہر وقت "اوٹ پوسٹ ڈیوٹی" (بعیدی چوکی کے پہرہ کی نوکری) پر رہتا۔ چونکہ جیک اور مینے مورچہ کی تیاری اور تکمیل کیلئے بیحد قابلیت دکھائی تھی۔ کپتان نے ہمارے سکوئیڈ (ن) کو کیمپ میں رکھا۔ اور اوٹ پوسٹ کے لئے آدمی بہم پہنچانا صرف پہلے سکوئیڈ کے ذمہ رہا۔ اس بعیدی پہرہ کے فرائض کے لئے یہ دستہ جسکے ساتھ چند چوکس سپاہی شامل کردئے گئے تھے۔ دو حصوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر دو متواتر نوبت بہ نوبت انکی کمان کرتے۔ مورچوں کی حفاظت کے لئے تو یہ بعیدی چوکیاں تھیں۔ اور پہرہ کے خود ہر ایک بعیدی چوکی نے اپنی حفاظت اور دشمن کی خبرداری کے لئے اپنے سامنے نیم دائرہ کی شکل میں بارہ بارہ موقعوں پر ایک ایک سنتری مقرر کر رکھا تھا۔ بعض سنتریوں نے اپنی حفاظت کے لئے تین تین فیٹ عمیق گڑھے کھود لئے تھے مگر اکثر نے کچھ عرصہ بعد جاکر ایسا کیا۔ نومبر میں عثمان پاشا کے کمک کے گردان گڑھوں کی قطار تیس میل میں پھیلی ہوئی تھی۔ مورچہ اور اوٹ پوسٹ (بعیدی چوکی) میں ایک تہائی میل اور اوٹ پوسٹ اور سنتری میں ایک چوتھائی میل کا فاصلہ تھا۔ اور میرا خیال ہے کہ جو کمپنی محافظت کی پہلی لائن میں تھی۔ اسے بالاستقلال ایک اوٹ پوسٹ کے لئے سپاہی بہم پہنچنے پڑتے تھے۔ ہماری بعیدی چوکی کا کپتان اکثر معائنہ کرتا رہتا تھا۔ اور میجر۔ کرنیل۔ اور نیز بریگیڈیر یا اسکی طرف سے کوئی اور شخص دن اور رات میں جب مناسب سمجھتے بلا اطلاع گشت کرتے ہوئے وہاں پہنچتے رہتے تھے۔ کسی شخص کو بلا شناخت کیمپ میں داخل نہیں ہونے دیا جاتا تھا۔ باہر جانے کے لئے اس سے بھی زیادہ سخت قاعدہ تھا۔ گشت کنندہ یا چارہ فراہم کرنیوالے دستوں کے سوا کسی فرد بشر کو عورت ہو یا مرد خود مشیر کی تحریری سند کے بغیر باہر نہیں جانے دیا جاتا تھا۔ مینے ایک دفعہ پلیونا کے ایک بلغاری خاندان کو جو اپنا انگور کھنگر اور مال مویشی لیکر جنیوا ایک بلی۔ ایک طوطہ اور ایک چیخ چیخ کر اچھا خاصا شیر خوار بچہ بھی شامل تھا۔ کیمپ کی حد دسکی چوکی کو کہکر واپس کردیا۔ لیکن جہانتک ممکن ہوسکتا تھا انکو کسی وقت گرفتار کرکے فوجی حراست میں شہر کو واپس کردیا۔ لیکن جہانتک ممکن ہوسکتا تھا انکو کسی

بہت ہی نرم رپورٹ کی جسکی وجہ سے شائد اونسے کوئی تعرض نہ کیا گیا - اور صرف آیندہ کو ایسا نہ کرنیکے ہدایش پر اکتفا کیا گیا -

کمپ مین نظام نہایت سخت اور عام انتظام قابل تعریف تہا - اور ہر ایک کام نہایت درستی اور صفائی سے طے ہوتا تہا - ہمارا قول آغا سی سخت زخم کیوجہ سے صاحب فراش تہا - اور سب لوگ اسبات سے خوش تہے - ایک مہینہ بعد وہ صحت یاب ہوا - اور سب کے لئے اُسکی صحت یابی کا دن یوم خرن وملال تہا محمد ہرورنے ایکدن مجھسے ہنستے ہوئے ذکر کیا کہ چند رومانوی یہودیوں نے جنکے سر کے بال لمبے - چوغے چکنے اور بلند ٹوپیاں ٹوٹی پہوٹی تہین - خرید وفروخت کے لئے کمپ مین داخل ہونیکی کوشش کی - اونکا متاع سوداگری مستعمل بنیامین - بٹن - سوئی تاگہ - تمباکو - کاغذ قلم دوات - فحش تصویرین - اور بہوت قسم چیزین تہین - اونکو زبانی روکنے سے کوئی نتیجہ نہ نکلا - مگر جب ایک سنگین اونکی طرف سیدہی کی گئی - تو وہ شور وغل مچاتے اور طرح طرح کی شکلین بناتے پیچہے ہٹ گئے - بالفاظ دیگر اس داستان کا لب لباب یہ ہے کہ یہودی دنیا مین ہر جگہ یکسان عادات رکہتے ہین - جنگ ہو یا امن - گرمی ہو یا سردی اون کو بیوپار اور نفع کمانے سے کوئی چیز نہین روک سکتی -

جس مورچہ مین میری پلٹن مقیم تہی وہ اُن چار مورچون مین سے تہا - جسے روسی "گریوسترا کے مورچے" پکارتے ہین - ہمنے اُس پہاڑی کے نام سے جسپر وہ بنے ہوئے تہے - اونکا نام "جانق بایر طابیہ سر"[۶۶] رکھا تہا - مورچہ کا شمالی دامن جو غنیم کی طرف تہا اوس نالہ کے کنارہ تک چلا گیا تہا - جسکی کیفیت پہلی لڑائی کے حالات مین لکہی جا چکی ہے - اس مورچہ سے آگے "سکر مشرون" کی حفاظت کے لئے ایک خندق نالہ کے جنوبی ساحل پر اور دو جو اوپر تلے تہین سامنے کے کنارہ کے کنارہ پر تہین - انکے علاوہ مورچہ کے دونون پہلوؤن پر بہی خندقین تہین جو مورچہ سے زاویہ منفرجہ بناتی تہین -

[۶۶] بعض مصنفین نے انکا نام "عبدالکریم طابیہ سر" لکہکر ادا کیا ہے کہ ترک نہین اس نام سے پکارتے تہے - مگر ہمیں یاد نہین پڑتا کہ کسی ترک نے اس نام سے انکو کبہی پکارا ہو - عبدالکریم سابق سپہ سالار نے کوئی ایسا کام نہین کیا تہا کہ ہم اپنے اہم ترین مورچہ کو اوسکے نام سے موسوم کرتے - یہی یارک پلیسنا کے جنوب کی طرف کی پہاڑی کے نام کے متعلق جو "سبز پہاڑی" بتایا جاتا ہے حاوی ہوتا ہے - میونہ اس پہاڑی کو کبہی "پشل بایر" پکارے جاتا نہ سنا تاہم کوئی اور بہتر نام دستیاب نہونیکی وجہ سے مین بہی روسی مصنفین کے اس نام کو استعمال کرونگا - مصنف

ان سے حملہ آور دشمن پر پہلو پر سے نہایت مہلک اور تباہی بخش آتشباری ہوسکتی تھی - چنانچہ اپنی بغلی خندقوں کی وجہ سے دوسری لڑائی مین رسیونکی تمام کوششین بیکار رہین - اس مورچہ مین دو پلٹنین - ایک باتری پانچ توپون کی (چھوٹی توپ ۲۰ جولائی کو لڑائی مین ٹوٹ گئی تھی) اور چند چرکس سوار مقیم تھے - یہ سوار گشت - بعیدی چوکی - اور توپخانہ کے متعلق کامون مین مدد دینے کے لئے تھے -

دوسرے مورچہ مین جو تقریبًا ہمارے مورچہ کی سیدھ مین اوسکے متصل دائین جانب تھا دو پلٹنین اور آدھی باتری مقیم تھی - ہماری بائین طرف سے نصف میل آگے کو نکلے ہوئے بوکوا سے قریب دو چھوٹے مورچے یا ریدے تھے - ہمارے مورچہ کا رخ ٹھیک شمال کو اور ان دونون کا شمال مغرب کو تھا - انمین سے ہر ایک مین ایک ایک پلٹن اور ایک ایک یا دو دو توپین تھین -

ان چارون (دو چھوٹے اور دو بڑے) مورچون سے جانب بائیر پر اوسکی قدرتی بناوٹ کے حسب حال ایک مضبوط گڑھ بنگیا تھا - جسمین ایک بریگیڈ (۶ پلٹنین یعنی تخمینًا ۳۵۰۰ آدمی اور ۱۱ توپین تھین) مقیم تھا - اسکا طول شرقًا غربًا ساڑھے تین میل تھا - اور وہ نیکوپولی سڑک سے زاویہ قائمہ بناتا ہوا تقاطع کرتا تھا - خندقین چار فیٹ گہری تھین - مورچے زمین کی قدرتی بلندی کے علاوہ بیس بیس فیٹ بلند تھے - ہمارا بائیان بازو غیر محفوظ اور کھلا تھا مگر اسطرف بھی ایک منفرد مورچہ بند "ایڈوانس پوسٹ" (آگے کو بڑھی ہوئی چوکی یا ایسی گڑھی یا چوکی جسمین فوج طلیعہ رہے) شمال مغرب مین اڑھائی میل کے فاصلہ پر اوپانتز کے قریب موجود تھی - جسمین دو پلٹنین مقیم تھین کہ راستون کی محافظ تھین - اسیطرح کی ایک اونچو کی اول الذکر سے تین میل بجانب جنوب اوس پل کی محافظت کو تھی جسپر سے ارخانیہ سڑک دریا دِدُ سے گذرتی ہے - اسمین ایک پلٹن تھی -

ہمارے دائین بازو پر بھی مشرق رویہ ایک مضبوط گڑھ تیار کیا گیا تھا - اس مین تین پلٹنین اور دو آدھی آدھی باتریان تھین - یہ آدھی آدھی باتریان دو ہوٹس مربع شکل کے مورچون پر نصب تھین - روسی انکو "گریوتسرا مورچے نمبر ۱ و نمبر ۲" لکھتے ہین - ہم ان کو

باش طابیہ کر پکارتے تھے - آیندہ مین انہین اسی نام سے لکھونگا -

کل متذکرہ بالا گڑھ اور مورچے ملکر عثمان کے کمپ کا یسار ی بازو تھے - یہ بازو عادل پاشا کے زیر کمان تھا جس کے ماتحت ایک ڈویژن (بارہ پلٹین) تین باتریان - نظام کیولری کے دو رسالے اور چرکسون کا ایک دستہ تھا -

سہارا (یعنی عثمان کے کمپ کا) یمین حسن صابری پاشا کے ماتحت تھا - اور اسکا رُخ جنوب رویہ تھا - اسکی جمعیت بھی یساری فوج کے برابر تھی - اسوقت مشیر کے پاس ۳۳ پلٹنین ۵۷ توپین چھ رسالے نظام کیولری - دو رسالے عثمانیہ کاسکون کے اور چار سو چرکس بیقاعدہ کلہم ۲۰ ہزار آدمی تھے - اسمین وہ فوج شامل نہین جو لوفچہ کو بھیجدیگئی تھی - دونون بازوؤن (یمین و یسار) کی فوجون کو وضع کرنیکے بعد مشیر کے پاس ریزرو مین نو پلٹنین - ساڑھے تین باتریان اور چار رسالے تھے - انمین سے ایک پلٹن پلیونا مین تھی - باتریان اور رسالے شہر سے مشرق کیطرف کی پہاڑی کی چوٹی پر جسپر کہ مشیر کا ہیڈکوارٹر تھا مقیم تھے - ریزرو فوج کی باقیماندہ آٹھ پلٹنین پہاڑی مذکورہ کے جنوبی اور مشرقی دامنون پر فروکش تھین ریزرو کی ۲۲ توپین اسطرح نصب کی گئی تھین کہ میدان جنگ کا دو تہائی حصہ اونکی زد مین تھا - مختلف مقامات پر فوج کی تعیناتی اور موقعہ بموقعہ مورچے تیار کرنیکے نقشے بنانے مین چونکہ مینے بھی مدد دی تھی - اس لئے یہ باتین مجھے اچھی طرح سے یاد رہی ہین - علاوہ برین چونکہ یہ مسلمہ امر ہے کہ عثمان کی مورچہ بندیان اور فوج کی تقسیم و تعیناتی خود ہی اپنی نظیر تھین - اور انکو ماہران فن حرب استفادہ کے لئے قابل تقلید نمونہ قرار دیتے ہین - مینے انہین بالوضاحت بیان کر دینا ضروری سمجھا - اور اس طوالت کے لئے کسی معافی کی ضرورت نہین دیکھتا - ترکی فوج کا پھیلاؤ وِدکے پل یعنی مغرب سے لیکر بجانب شرق باش طابیہ تک سات میل اور اوپانتز سے سبز پہاڑی تک شمالاً جنوباً تقریباً ۴ میل تھا -

ہمارے مورچہ کے اندر سے کہو کہلا کر کے اوسمین سونے - گودام، کھنے اور اصطبلون کا کام دینے

---

* ۲۰ جولائی کو ہمارے پاس ۵۸ توپین تھین - اس کے بعد جیسی چھ توپین صوفیا سے آئین ویسی ہی چھ لوفچہ کو بھیجدیگئین - اور ایک ٹوٹ گئی تھی - پس باقی ۵۷ رہین - مصنف -

کے لئے کوہڑیان بنادی گئی تھین - اِن کو بہڑیون کو ہمین اسطرح تیار کرنا پڑا تھا کہ لکڑی کی بہت کم ضرورت پڑے - کیونکہ پلیونا کی مشرق اور شمال کیطرف کی پہاڑیون پر بمشکل کوئی درخت پایا جاتا ہے - مگر جنوب اور مغربی جانب کی پہاڑیون پر بہت سے شاندار باغ اور تاکستان موجود ہین - پہلدار درختون کے کاٹنے کی ممانعت کردی گئی تھی - کیونکہ اونسے نہایت نفیس اور وافر غذا کا سامان میسر ہوتا تھا - چھتین شکستہ چوبی سامان کے ٹکڑون اور اِسی طرح کے عجیب وغریب مختلف قسم اور شکلون کے چوبی تختون سے پاٹی گئین - اور سہارے کیلئے اون کے نیچے خیمون کی چوبین اور لٹھ نما کھڑے کردئے گئے - کوہڑیون کی دیوارون کو پتھرونسے جنہین بہڑہا سیدھا ترچھا کرمطلب کے مطابق گہڑ لیا گیا تھا مضبوط کی گئی تھین - اور فرش پر دبیز جانورون کے دھوپ مین خشک کئے گئے چمڑے - پایال کی موٹی تہہ - بہیڑونکی کھالین اور کمبل لیٹنے کے لئے بچھادئے گئے تھے - جس شخص یا جماعت کو پلیونا یا کسی متصلہ گاؤن مین جانیکا اتفاق ہوتا وہ وہان سے کچھ نہ کچھ یعنی کوئی اوزار - آلہ یا کارآمد برتن ضرور لیکر آتی - ترک باشندے یہ چیزین خوشی سے خود بخود اور بلغاری خوف کے مارے دیتے تھے بلکہ میرا خیال ہے کہ اکثر چیزین اِنسے بجبر لیجاتی تھین - جبرًا لینے کے لئے ہمنے "ستعار لینے" کی اصطلاح گہڑ رکھی تھی - ہمارے پاس نقدی کچھ نہ تھی - لیکن اگر کسی چیز کا مالک چاہتا تو اوسکو تحریری رسید لکھدیجاتی تھی - جنکی نسبت بلا اندیشۂ تردید کہا جاسکتا ہے - کہ اونکا روپیہ کبھی ادا نہ کیا گیا ہوگا - پس ہم اسطرح ہرروز اپنی آسائیش کے سامان بڑہاتے رہتے تھے - بقال جسکی مستعدی بینظیر - ذہن رسا ہر وقت حاضر اور جو ایک ہزار ایک ہنر جانتا تھا میرے دستہ کے حق مین فرشتۂ رحمت تھا - چنانچہ ہمارے مکان دوسرے دستون کے لئے نمونہ کا کام دیتے تھے - پانی اور فضلہ کی نکاسی کے انتظام مین ہمین بہت تردد کرنا پڑا - سیور اور مین ہر وقت کامل صفائی پر مصر رہتے تھے - ترکون کو اِسکی چندان پروا نہین ہوتی - مگر ہم اول لفٹنٹ کو اپنے ڈھب پر لے آئے اور اوسنے اسبارہ مین ہماری تقلید کرکے ہم جیسا ہی انتظام کردیا - اور اسطرح دیکھا دیکھی دوسرے کمپنیون نے بہی اوسی طرح کردیا - جسکا یہ نتیجہ ہوا - کہ کل کمپ مین ہمارے مورچہ کی صحت سب سے اچھی رہی - پانی کے ذخیرہ کی

جو چندان وافر نہ تھا جہانتک گنجائش نکل سکتی ہم سپاہیون کو اپنے جسم اور کپڑے دھوتے رہنے اور تختون اور برتنون وغیرہ کو مانجتے رہنے کی سخت تاکید کرتے رہتے۔ صفائی کے انتظام مین دافع عفونت دلقدی ادویہ کی قلت بہت مارج ہوتی تھی۔ مگر مینے ایک فوجی ہسپتال کے مہتمم ادویہ سے پرمن گینیٹ آف پوٹاش (سمی کا مرکب) کیڑون کے مارنیکے پوڈر۔ اوکار بولک ایسڈ (ایک قسم کا تیز آب) کی کچھ مقدار لی تھی۔ صابن ہمنے پلیونا سے "ستنار" حاصل کیا۔ کیونکہ راشن کے ساتھ جو ملتا تھا وہ ناکافی ہونیکے علاوہ باقاعدہ نہین ملا کرتا تھا بیتون کی بھی یہی کیفیت تھی اور وہ بھی اسیطرح حاصل کرلی گئی تھین۔ پھر بھی چونکہ ذخیرہ وافر نہ تھا۔ سپاہیون کو دن مین صرف ایکدفعہ کے استعمال کے لئے صابن دیا جاتا تھا۔ پوڈر مین ایسی کنجوسی سے صرف کرتا تھا کہ گویا وہ طلائی ریگ ہے۔ لیکن ترکون کو کیڑون مکوڑون کی ایسی پروا بھی نہ تھی جیسی کہ مجھ اور جیک کو ان سے نہنے سے مہانون کی رونق افروزی ناگوار گذرتی تھی۔ پینے کے لئے پانی اوس چشمہ سے لایا جاتا تھا جو بقال نے دریافت کیا تھا۔ دوسرے کامون کے لئے کیل گاریون پر ایک میل کے فاصلہ سے ہر روز گریو تسزا سے پیپے بھر کر لائے جاتے تھے۔ مورچہ سے بارش کے پانی کے نکاس اور اوس سے ٹب بھر لینے کا بھی انتظام کرلیا گیا تھا۔

خط محافظت کے سامنے سے کل ایسی چیزین جو حملہ آور غنیم کو پناہ کا کام دیسکتین دور کردیگئی تھین۔ اسطرح سے جو جھاڑیان کاٹی گئین دھوپ مین سکھا کر انکا ایندھن بنالیا گیا تھا۔ ہمارا مورچہ ۲۹۔ جولائی کو مکمل ہوگیا۔ مگر اکثر دوسرے حصہ کو اندر سے خالی کرنیکا کام لڑائی کے بعد جاکر ختم ہوا۔ کئی جگہہ سپاہی مٹی کی جھونپڑیون یا خیمون مین سوتے۔ ایک جگہ مینے مہاگنی لکڑی کی کپڑے رکھنے کی بڑی الماری کو جہہ سپاہیون کا گھر بنا ہوا دیکھا۔ جو اوس کے خانون مین گھسکر اسطرح سے سوتے تھے۔ جسطرح جہاز کی خانہ نما چھوٹی چھوٹی کوٹھریون مین مسافر آرام کرتے ہین۔ دوسری جگہ چند سپاہیون نے کہانیکی میز کو خوابگاہ بنایا ہوا تھا۔

پلیونا کی مجوزہ مورچہ بندی اگست کے اخیر مین مکمل ہوئی اور مغربی جانب کی مورچہ بندی کہین اکتوبر مین جاکر ختم ہوئی۔ انگلش پچو اسکی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ ۳۱۔ اگست کو ۳۰۔ جولائی کی نسبت ہمارے پاس دوگنے مورچے تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ روسی مورچون کا

یہ بیان بالکل غلط ہے کہ پلیونا کی مورچہ بندی جولائی کے اخیر مین ہی مکمل ہوگئی ہوئی تہی -
۲۹ جولائی کی سہ پہر کو کل فوج مین یہ خبر مشہور ہوگئی کہ لڑائی ہوا ہی چاہتی ہے - تمام اعلے افسر ہیڈ کوارٹر مین بلائے گئے - اور رات پڑنے سے پہلے ہم سب کو مفصل ہدایات سنا گئین میجر نے ہم افسرون کو ایک جگہ بلاکر مناسب وقت تقریر کی - سپاہیون کو جوش اور شگفتگی کی کوئی انتہا نہ تہی - اونکو فتح کا پورا یقین تہا - اور فوج کی عام اخلاقی حالت حسب مراد تھی -
ہمنے تاریکی چہا جانے سے پہلے ہی کل انتظام مکمل کر لئے - فی کس پانچ سو کے حساب سے کارتوس تقسیم کئے گئے - جنمین سے آدہی آدہی ہر ایک سپاہی نے تہیلون مین ڈال لئے - اور باقی مورچہ مین ذخیرہ کئے گئے - جھولے بسکٹون سے اور بوتلین سرد قہوہ سے بہر لی گئین - مورچہ کی گودامی کوٹھریون مین غذا وافر جمع تہی - ٹینون مین پینے کا پانی بہر کر اونہین خندقون مین رکھدیا گیا - زخمیون کو ہسپتالون مین لیجانیکے لئے گاڑیان عقب مین تیار کر کے کھڑی کر دی گئین گھوڑدوڑ پنہیرزینین اور ساز لگا دئے گئے - کہ اگر غنیم مورچہ کو فتح کرے تو وہ توپون اور زائد گولہ بارود کو لیجانیکے لئے تیار کھڑے ہون - تلوارون اور سنگینون کو تیز کیا گیا - رائفلون کو صاف کر کے انکی دیکھ بہال کیگئی - اور ڈاکٹر نے اپنی چہریون - آریون اور سلایون اور موچنون کو اچھی طرح سے پرتال لیا - ہم صف بستہ کہڑے تہے کہ فریق عادل پاشا معائنہ کو آگئے - ہمنے فوجی قاعدہ کے مطابق سنگین اُٹھا کر سلامی اُتاری - مورچہ کو دیکھکر اونہون نے خوشنودی کا اظہار کیا - پہر کچھ عرصہ ہمارے خانگی (یعنی بود و باش کے) انتظامات کو دیکھتے رہے - مینے اور جیک نے صفائی کا جو انتظام کر رکھا تہا - اوسے دیکھکر اونکے خوبصورت چہرہ پر ایسی مسکراہٹ نمودار ہوگئی جسمین تلطف آمیز حقارت کے آثار پائے جاتے تہے - کیونکہ ترک صفائی کی اہمیت کو خفیف سمجھنے کیطرف میلان رکھتے ہیں -
اکثر سپاہی کل تہیار اور وردی لگائے دس بجے سو گئے - اوٹ پوسٹون (بعیدی چوکیون) کی جمعیتین بڑہا دیگئین اور ساری رات تاریکی مین سلسل معائنہ اور متواتر گشت ہوتی رہی - کپتان اور اڈجوٹنٹ اس کام پر تمام شب باہر رہے - جس سے عارضی طور پر کمپنی کی کمان میری تفویض مین رہی - مین اور جیک نوبت بہ نوبت دو دو گہنٹے سوتے رہے - جب میری

باری جاگنے کی آتی تو مین فصیل پر ایک سٹول بچھا کر بیٹھ جاتا اور دُوربین آنکھون سے لگائے ہوئے افق کو دیکھتا رہتا - دوسری طرف سانس بند کئے اسطرح سے کان لگائے رہتا کہ ذرا سی مخدوش آواز بھی سنائی دیجائے - مگر مجھے کوئی چیز دکھائی اور کوئی آواز سنائی ندی - جس سے دشمن کے قرب کا حال معلوم ہوجاتا - میرے قریب توپچی اپنی توپون پر پہرہ دے رہے اور سامنے قریب ترین خندق کے کنارہ پر سنتری گشت کر رہے تھے - اور دائین بائین دوسرے افسر بھی وہی کام کر رہے تھے جو مین کر رہا تھا - یعنی بیحس و حرکت بیٹھے نگرانی اور دشمن کا انتظار کر رہے تھے -

پہلی رات صاف اور نکھری ہوئی تھی - طلوع فجر کے قریب مطلع مکدر ہوگیا - اور کل میدان مین نہایت گہری سفید کوہر چھا گئی - دو بجے جیک آگیا - اور مین نیچے جاکر سو رہا - اثرات پہلی لڑائی کی شب پیشین کیطرح مجھ پر کوئی وسوسہ نہوا - نہ صبح کی لڑائی سے طبیعت مین کوئی خوف پیدا ہوا - ۲۹ جولائی کو پلیونا فوج کی مصافی ترتیب حسب ذیل تھی :-

کمانڈر :- مشیر عثمان پاشا

سٹاف کا اعلے افسر :- بریگیڈیر طاہر پاشا

سٹاف :- لفٹنٹ کرنیل خیری بک - لفٹنٹ کرنیل رؤف بک

اعلی اڈیکانگ (یاور) :- لفٹنٹ کرنیل طلعت بک

کیولری کا کمانڈر :- کرنیل عثمان بک

آرٹلری کا کمانڈر :- کرنیل احمد بک

اعلے سرجن (ڈاکٹر) :- کرنیل حاسب بک

اوّل ڈویژن

کمانڈر :- جرنیل ڈویژن عادل پاشا

اول بریگیڈ :- کمانڈر :- کرنیل امین بک

اعلی رجمنٹ :- کمانڈر :- لفٹنٹ کرنیل محمد نائف بک

ایک پلٹن شاسر نظامیہ
دو پلٹن نظامیہ انفنٹری

دوم رجمنٹ:- کمانڈر - کرنیل عمر بک

ایک پلٹن نظامیہ انفنٹری
دو پلٹن ردیف انفنٹری

ایک باتری (۶ پونڈر) میدانی توپخانہ کی
ایک باتری (۴ پونڈر) اسپی توپخانہ کی

دوم بریگیڈ:- کمانڈر:- بریگیڈیر قرہ علی پاشا

سوم رجمنٹ:- کمانڈر:- لفٹنٹ کرنیل محمد بک

تین پلٹن ردیف انفنٹری

چہارم رجمنٹ:- کمانڈر:- لفٹنٹ کرنیل سلیمان بک

ایک پلٹن نظامیہ انفنٹری
دو پلٹنین ردیف انفنٹری

ایک باتری (۶ پونڈر) میدانی توپخانہ کی
دو رسالے نظامیہ کیولری کے
ایک سو بیقاعدہ سوار

دوم ڈویژن

کمانڈر:- بریگیڈیر حسن صابری پاشا

سوم بریگیڈ:- کمانڈر:- بریگیڈیر طاہر پاشا

پنجم رجمنٹ:- کمانڈر:- کرنیل یونس بک

ایک پلٹن شاسر نظامیہ
دو پلٹن نظامیہ انفنٹری

ششم رجمنٹ :- کمانڈر :- کرنیل سعید بک

ایک پلٹن — نظامیہ انفنٹری
دو پلٹن — ردیف انفنٹری

ایک باتری (۶ پونڈر) میدانی توپخانہ کی

ایک باتری (۳ پونڈر) کوہی توپخانہ کی

چہارم بریگیڈ :- کمانڈر :- بریگیڈیر عطوف پاشا

ہفتم رجمنٹ :- کمانڈر :- لفٹنٹ کرنیل ابراہیم بک

دو پلٹن — نظامیہ انفنٹری
ایک پلٹن — ردیف انفنٹری

ہشتم رجمنٹ :- کمانڈر :- کرنیل حمدی بک

ایک پلٹن — نظامیہ انفنٹری
دو پلٹن — ردیف انفنٹری

ایک باتری (۶ پونڈر) میدانی توپخانہ کی

دو رسالے نظامیہ کیولری کے

ایک سو بیقاعدہ سوار

ریزرو

کمانڈر :- بریگیڈیر صادق پاشا

ایجوٹنٹ :- لفٹنٹ کرنیل عبداللہ بک

انفنٹری کا کمانڈر :- لفٹنٹ خیری بک

دو پلٹن — نظامیہ
۷ پلٹن — ردیف

کیولری کا کمانڈر :- کرنیل عثمان بک

دو رسالے — نظامیہ

۲ رسالے عثمانیہ کا سکون کے
۲ سو بیقاعدہ سوار

آرٹلری کا کمانڈر :- کرنیل احمد بک
۲ باتری (۶ پونڈر)
۲ جزو (یعنی ۴ توپیں) (۶ پونڈر)
ایک باتری اسپی (۴ پونڈر)
انجنیرون کی ایک کمپنی

فوج مقیمہ پلیونا کی میزان :- ۳۳ پلٹن - ۹½ باتریان - ۸ رسالے - چار سو بیقاعدہ سوار اور ایک کمپنی انجنیران - جملہ ۲۰ ہزار آدمی اور ۵۷ توپین -

فوج مقیمہ لوفچہ

کمانڈر :- بریگیڈیر رفعت پاشا
ایجوٹنٹ : کرنیل توفیق بک
ایک پلٹن نظامیہ شناسرون کی
ایک پلٹن نظامیہ انفنٹری
چار پلٹن ردیف انفنٹری
ایک باتری (۶ پونڈر)
ایک سو بیقاعدہ سوار

پلیونا فوج کی میزان بمعیت فوج مقیمہ لوفچہ :- ۳۹ پلٹنین - ۱۰½ باتریان - ۸ رسالے پانسو بیقاعدہ سوار - ایک کمپنی انجنیران - جملہ ۲۴ ہزار آدمی اور ۶۳ توپین -

افواج جو رومانوی اور سربی حدود پر متعین تھین

کمانڈر :- بریگیڈیر محمد غزت پاشا (در ویڈن)
بمقام ویڈن :- ۱۲ پلٹن - ایک رسالہ - ایک میدانی باتری - پانچسو گراز (قلعجاتی) توپین

شمال مغربی سرحد پر - ۴ پلٹنین -

بمقام لوم پلنگہ :- ۳ پلٹنین - ۳۰ قلعجاتی توپین -

بمقامات راہووا و بشتی :- ۵ پلٹنین - ۲۰ قلعجاتی توپین

میزان :- ۲۴ پلٹنین - ایک باتری - ۱ رسالہ - ۵۵۰ گران وزن قلعجاتی توپین -

جملہ ۱۲ ہزار آدمی -

میزان جملہ فوج جو مغربی بلگیر یا مین عثمان پاشا کے زیر کمان مامور تھی :- ۶۳ پلٹنین - ½ ۱۱ باتریان اور ۹ رسالے یعنی جملہ ۴۰ ہزار آدمی - ۶۹ - توپین اور ۵۵۰ گران وزن قلعجاتی توپین -

پلیونا کے گرد کے مورچون اور ناکون پر مندرجہ ذیل کمانڈر تھے -

دو کاپل :- میجر کاظم - یوکوڈا کے مورچے :- لفٹنٹ کرنیل سلیمان بک

جانق بائیر کے مورچے :- کرنیل امین بک - باش طابیون پر :- بریگیڈیر قرہ علی پاشا

ہیڈ کوارٹری باتریان :- کرنیل احمد بک - دو بڑے مورچون پر جو ہیڈ کوارٹری پہاڑی سے مشرق اور بلگیرینی سڑک کے جنوب مین تھے - بریگیڈیر طاہر پاشا - بریگیڈیر عطوف پاشا

سبزی پہاڑی کا مورچہ :- لفٹنٹ کرنیل ابراہیم بک - کرشن سڑک کا مورچہ :- کرنیل یونس بک

شہر پلیونا :- میجر موسے

باب ہشتم

پلیونا کی دوسری لڑائی

۳۰ - جولائی ۱۸۷۷ء

۳۰ - جولائی کو صبح کے ۶ بجے ہم اپنے اپنے مورچون مین تیار کھڑے تھے - چار و نظر دھند چھائی ہوئی تھی جسمین سوائے کچھ کام نہین کرسکتی تھی - ہماری مورچہ کی دوسری پلٹن ۸ کمپنیون مین منقسم تھی -

اوسکی ہر ایک کمپنی کا نام بنا دجمعیت سو آدمی کی تھی - مگر فی الحقیقت اتنی سے لیکر ۵۰ تک تھی
ہر کمپنی دو سکوبڈون مین منقسم تھی اور ہر سکوبڈ ایک ایک لفٹنٹ کے ماتحت تھا - ہماری پلٹن مین چار
کمپنیان تھین - یعنی ہمارے مورچہ اور اوسکے توابعات (خندقون اور چوکیون) مین بارہ کمپنیان
تھین - انمین سے مین اپنی پلٹن کی کمپنیون کو الف ب ج د اور دوسری پلٹن کی کمپنیون کو م ن
و پ ق ر س ت پکارونگا - یہ نام صرف میرے سہولت اور اختصار کے لئے مقرر کئے ہین -
انکو اصلی نام نہ سمجھ لیا جائے - اتا د کمپنیون مین سے ہر ایک مین ڈیڑھ سو سے ۱۶۰ تک آدمی تھے -
اور م تا ت کمپنیون مین سے ہر ایک مین اسی سے پچاسی تک - میری کمپنی ج تھی - یہ بارہ کمپنیان
مختلف موقعونپر اس طرح سے تقسیم کی گئی ہوئی تھین - م پہلی اور ن دوسری خندق مین -
(خندقون کی ترتیب پرلی طرف سے شروع کی گئی ہے) - و پ نالہ کے جنوبی دامن اور ساحل پر
اوسجگہ درختون کا جو گھنا جھنڈ تھا اوسے کھڑا رہنے دیا گیا تھا - ق تیسری خندق مین (یہ سب کمپنیان
سکرمشنگ کے لئے لمبی قطارون مین پھیلی ہوئی تھین) - ر دائین (مغربی) اور الف دائین
(مشرقی) بغلی خندق مین تھی - ب و ج مورچہ مین اور د و ت بطور ریزرو مورچہ کے عقب مین
تھین - پانچ توپین اور انکے اسی یا نوے گولنداز کرنیل - دونون میجر اور اوانکے سٹاف اور بارہ ایک
چرکس بھی مورچہ کے اندر تھے - اور عقب مین ریزرو کے ساتھ ہمارے ڈویژن کے دونون نظامیہ سائے
اور چرکسون کی ایک جماعت بھی تھی - فریق اور اوسکا سٹاف لڑائی کے آغاز مین ہمارے پاس
تھا - بعد ازان وہ ہماری دائین طرف کے مورچہ کو چلا گیا - جہان کام ایسی خوبی اور صفائی سے نہین
ہو رہا تھا جیسا کہ ہمارے مورچہ مین -

کمپنیون کو بشرط ضرورت واپسی کے لئے یہ ہدایات کی گئی تھین م ن پر ہٹے - م اور ن ملکر د
اور پ پر اور م ن د پ ملکر ق پر پہر بگڑ م ن اور د (بائین طرف) ر و س پر اور پ و ق
(دائین طرف) الف پر - بعد ازان دونون بغلی خندقون کی فوجین مورچہ کو - اور اگر مورچہ پر بھی غنیم
قابض ہو جائے تو کل جمعیت جنوب رویہ بگر یعنی سڑک کو اور سب سے آخر پلیونا کی شرقی پہاڑی
ہٹ جائے -

میری کمپنی مورچہ مین تھی - جہان ہم شیلون کے سوا اور سب چیز سے محفوظ تھے - مورچہ کی

فصیل ہمکو دشمن کی رائیفلون کی آتشباری سے ہی محفوظ رکھنے کا نہین بلکہ ہمکو ہماری رائیفلون کے سہارے کا بہی کام دیتی تہی - اور اسی سہارے کی وجہ سے ہماری آتشباری اور نشانہ ٹھیک زد پر پڑتا تھا - کمپنی کے تینون دستے باتری سے دائین طرف اکہری قطار مین کہڑے تہے - مین قطار کے درمیان مین - جیک مجہ سے بائین باتری کی متصل محمد مورچہ کے آخری سرے پر مجہ سے دائین اور ابراہیم معہ کلرسکوڈ میرے پیچہے تہا - کمپنی مین غیر مصافیون کے سوا ۱۵۵ سوقت افسر - نن کمیشنڈ افسر اور سپاہی تہے - بارہ آدمی ہسپتالون مین تہے -

صبح نہایت سخت انتظار مین کٹی - ۶ سے ساڑہے ۶ بجے تک ہمنے انتظار کیا - اور گوشِ آواز رہے مگر کوئی چیز وقوع مین نہ آئی - ساڑہے ۶ بجے ہمنے بائین طرف نیکوپول سڑک پر گہوڑدنکی ہماری طرف آنیکی آواز سنی - چند منٹ بعد سپاہیون کو بیٹھنے اور لیٹ جانے کی اجازت دی گئی - نی سکوڈ صرف دو دو آدمی فصیل پر نگرانی کے لئے رکھے گئے - اور کچھ آدمی ناشتہ پکانے مین گاڑیبانون کو مدد دینے کے لئے نیچے بہیجدئے گئے - کپتان نے سنا دیا کہ دشمن ابہی چند گہنٹون تک نہین آئیگا - سپاہی زمین پر بیٹھ گئے - مین اور جیک فصیل پر چڑہکر کوہرمین سے دوربینین لگا کر دیکہنے لگ گئے - مگر خلا مین دیکہنے سے آنکہین جلد گہبرا جاتی ہین - ہم نگران سپاہیون کو ہوشیار رہنے کی تاکید کرکے نیچے اتر آئے یہ تاکید فضول تہی کیونکہ دکہائی کچہ نہین دیتا تہا - اور صرف اپنے ہی اون سپاہیون کی جو منہ قون مین تہے - آوازین سنائی دیتی تہین - اور سب طرح سناٹا تہا -

افسرون کا گروہ یعنی مختلف افسرون کے سٹاف ہمسے قریب ایک میز کے گرد جو بانسی لوکڑے کی بنائی گئی تہی کہڑے یا بیٹھے ہوئے نقشہ کو دیکہہ رہے تہے - ہمارا کپتان ایک آرام کرسی پر جو خدا معلوم کہانسے چورائی گئی تہی بیٹہا ہوا اونگہ رہا تہا - جب مین اور جیک فصیل سے نیچے اترے - تو وہ آنکہین کہولکر مکارانہ انداز سے مسکرا دیا - کیونکہ وہ جانتا تہا کہ اس اکتا دینے والی حالت موجودہ مین ہمارا جوشِ فوجوانانہ بہت جلد سرد پڑجائیگا - مرطوب الخبزات جو ہمکو احاطہ کئے ہوئے تہے - پسر جوش آتش فشاں کو بہی سرد کر دینے کے لئے کافی تہے - تہوڑی دیر مین ناشتہ آپہونچا اوس مین رات کی پکی ہوئی ریٹیان اور اُبلے ہوئے چاول تہے - اس کے کہانے سے ہماری طبیعتین پہر نہایت شگفتہ ہوگئین -

محمد کو اوسوقت بھی شطرنج کا خبط لگیا - بساط اور موہرے وہ پلیونا کے مکان سے چرا لایا تہا - اوسنے بازی کھیلنے کا تقاضا کیا - اور بقال کی فراخ پشت کی آڑ مین اوسنے جبکہ قبرا اوسکے انتظار مین مونہہ کہولے ہوئے تہی مجہسے بازی کھیلی - مین امید کرتا ہون کہ اسوقت وہ حوران جنت سے شطرنج کھیل رہا ہوگا - اوسنے مجہکو شہ مات دی - مگر پہلی جیسی آسانی سے نہین - اس معاملہ پر وہ بہت دیر تک غور کرتا رہا - تباکو پینے کی اجازت ملگئی تہی لیکن بولنے کی سخت ممانعت تہی -

ینگی باش طابیون سے غالبًا ہوشیار کرنے یا دشمن کی حرکت کا پتہ دینے کے لیے ایک توپ سر ہوئی اوسی وقت کپتان گرسی کہڑا ہوگیا - بساط اور موہرے کسی سوراخ مین رکہدئے گئے جو اوانگہ رہا تہا وہ چونک کر بیدار اور اپنے تئین ایسا ظاہر کرنیکی کوشش کرنے لگ گئے کہ گویا وہ سوئے نہین تہے - لیکن اس کوشش سے اونکا راز فاش ہو رہا تہا - اور بیٹیون سگرٹ فصیل سے پرے پہینکدئے گئے جنکی چمکتی ہوئی سرے اسطرح معلوم ہوتے تہے کہ آتشبازی کی پہلی کہیل شروع ہوگئی ہے - افسران کے گروہ مین عجب حرکت پیدا ہوگئی - اردلی اور یاور اِدہر اُدہر دوڑنے لگ گئے - کمانون (حکمون) کی بوچہار شروع ہوگئی - اور سوار کوہر کے اندہیر گہپ مین حکم لیکر اِدہر اُدہر دوڑ گئے - اتنے مین نیکوپولی کی سڑک پر شمال کیطرف سے سوارون کی ایک بڑی جماعت کے دوڑنے کی آواز سنائی دی اور وہ سرپٹ گہوڑے دوڑاتے بیس منٹ کے بعد پہونچگئے - اوسی وقت گولندازون کو حکم دیا گیا اور اونکے افسرون نے توپون کی شست وغیرہ درست کرلی - اوسوقت عام ہل چل پڑی ہوئی تہی - اس عام تحرک کے موقعہ پر فصیل کے سنتریون نے کسی شخص کو للکارا جسپر کپتان اور مینے فصیل پر چڑہکر ایک ملازم کو نیچے کہڑا ہوا دیکہا جسکی شکل تاریکی مین ٹہیک نہین پہچانی جاسکتی تہی - اوسنے باواز بلند کہا :-

"پہلی خندق کے کپتان نے یہ پیغام دیکر مجہے بہیجا ہے کہ دشمن بہ تعداد کثیر اوسکے مقام تعینا تی کے سامنے نمودار ہوگئے ہین - ایڈوانسڈ پوسٹون (یعنی بعیدی چوکیون سے بہی پرے کی چوکیون) کے سنتری کہتے ہین کہ شور و غل سے دشمن کی جمعیت و پلٹنون اور کئی باتریون کی معلوم ہوتی ہے - کوئی کیولری اونکے ساتہ معلوم نہین ہوتی" کپتان نے یہ پیغام مجہکو سنا دیا - اور تہوڑی دیر میز کے گرد صلاح و مشورہ ہوتا رہا - اوسکے بعد عادل پاشا اوس موقعہ پر جہان مین کہڑا تہا فصیل کے پاس آیا - اور مینے اوسکو ہاتہ سے پکڑکر اوپر چڑہا لیا - اوسمین آپ وہ جوانی کابل اور پہرتی نہین رہگئی ہوئی تہی - اس لئے مجہکو مدد دینی پڑی تہی - ملازم

اور عادل پاشا مین حسب ذیل گفتگو ہوئی:-

عادل - کیا تمنے کسی آتشباری کی آواز سنی ہے؟

ملازم - نہین صاحب - صرف دسی توپ کی آواز آئی تہی جو مشرق مین سر ہوئی تہی -

عادل - تم کس موقع سے آئے ہو؟

ملازم - صاحب - پہلی خندق سے -

عادل - کیا تمہاری ایڈوالسنڈ پوسٹ پیچھے ہٹ آئے ہین؟

ملازم - ہان صاحب - جونہی اونکو معلوم ہوا کہ دشمن قریب پہونچگیا ہے وہ پیچھے ہٹ آئی - مگر معمولی سنتری ابہی تک لائن کے آگے موجود ہین -

عادل - تم جہٹ پٹ واپس جاکر اپنے اور نیز دوسری خندق کے کپتان کو کہدو کہ ان خندقون (کی حفاظت) کی خاطر کوئی نقصان برداشت نہ کرین - جب مناسب وقت پہونچ جائے اونکو فی الفور خالی کردیا جاوے - مگر اسکی برخلاف تیسری خندق، ورنالہ کی اوسوقت تک برابر حفاظت کیجاوے - جبتک کہ ایسا کرنا ناممکن ہوجاوے -

ملازم یہ سنتے ہی کورنین نظر سے غائب ہوگیا - اور پاشا نے فصیل سے نیچے اترکر دریافت کیا "کیا تمہاری پاس سلائی ہے؟" (اللہ اکبر - ترک سگرٹ کے کیسے عاشق شیدا ہین کہ اوسوقت بہی عادل انکے بغیر نہ رہسکا - مینے کئی آدمی دیکھے جو دنمین سو سو مرتبہ تمباکو پیتے تہے - مینے اوسے دیاسلائی دی اور وہ سگرٹ سلگاکر اپنے افسر پاس جاملا -

گولندازون نے اپنی توپون کی شست دوبارا درست کی اور ساڑہے آٹھ بجے ہماری پانچون توپون نے گولہ باری شروع کردی - اور تہوڑی دیر بعد دائین طرف کے مورچہ کی تینون توپون نے بہی تقلید کردی - چند منٹون کے بعد روسیون نے بہی جواب دینا شروع کردیا - اونکی توپونکی آواز سے اونکا فاصلہ میل سوا میل کے قریب شمال رویہ معلوم ہوتا تہا - اونکے چند گولے بہی شرائے بہرتے ہوئے ہمارے سر پر سے گذرے - مگر وہ پاس کوئی اور چیز بظاہر دکہائی نہ دیتی تہی - خدا معلوم گولے کہان جاکر پڑ رہے تہے - ہمارے درمیان کوئی گولہ نگرا - آدہ گہنٹہ تک یہی کیفیت رہی - بعد ازان کسیقدر روشنی ہوگئی - اور روسی باتریونکی چمک دمک اسطرح دکہائی دینے لگ گئی جسطرح سفید بادل مین بجلی چمکتی دکہائی دیتی ہے - اسپر ہمارے گولندازون نے اپنی توپونکی سیدھ پہر درست کرلی -

دس بجے مطلع اسقدر صاف ہوگیا کہ دور بینونسے دشمن کی صفین دکہائی دینے لگ گئین - اسیوقت جنوب اور

جنوب مشرق مین بھی زور شور سے گولہ باری شروع ہو گئی - اب ہمکو گولے بھی سر دشمن پر گذرتے نظر آنے لگ گئے جس سے ثابت ہو گیا کہ روسی توپون نے بڑی بھی شست لگائی ہوئی ہے - مگر اسوقت اونکو اپنی غلطی معلوم ہو گئی ہو گی - اور انہون نے بالضرور شست کو درست کر لیا ہو گا - کیونکہ چند لحظون کے بعد ہی گولے مورچہ اور نالہ کے درمیانی حصہ مین گرنے لگ گئے - ہینے دوربین سے ہر ایک چمکاری کے موقعہ سے قیاس کر کے شمار کر لیا کہ دشمن کے پاس چالیس توپین ہین - جنکے مقابلہ مین ہمارے پاس اس موقع پر صرف آٹھ تھین مگر ہماری گولندازی نہایت عمدگی سے گولے مار رہے تھے - میرا تجربہ ہے کہ ترکی آرٹلری تعداد کی سوار اور سب باتون مین روسی آرٹلری سے اعلیٰ اور افضل تھی - عثمانیہ فوجکی اس شاخ کو سب سے بہتر تربیت دیجاتی اور مشق و قواعد کرائی جاتی ہے -

اب مطلع لحظہ بلحظہ صاف ہوتا جا رہا تھا - اور یقینی امر تھا کہ کوہر کے دور ہوتے ہی دشمن کی انفنٹری حملہ کر دیگی - ہینے حوصلہ کر کے کپتان کو صلاح دی کہ اس اثنا مین سپاہیون کو کھانے پینے کی اجازت دیدیجائے اونسنے یہ بات مان لی - اور سپاہیون نے چھوٹی چھوٹی جماعتون مین ہو کر باری باری سے بٹون کے پاس جا کر جو محفوظ موقعہ پر رکھے ہوئے تھے - بسکٹون کو ترکر کے کھا لیا - اور ارب جیون و گاڑیبانون نے پیپون کو پھر بھر دیا -

اب موسم بالکل صاف ہو گیا - اور آفتاب کمال تیزی اور حدت سے چمکنے لگا جس سے تھوڑی ہی دیر مین سخت گرمی ہو گئی - سوا گیارہ بجے ہمارے مورچہ کو پہلا گولہ لگا - جس سے مٹی کے پشتہ کو کسیقدر نقصان پہونچا - دوپہر کے قریب خود مورچہ کے اندر پہلا شیل گر کر پھٹا - اسکے ٹکڑون سے میرے سکویڈ کے دو آدمی زخمی ہوئے - جو نیچے پہونچا دئے گئے - اسکے بعد تین اور گولے پھٹے - دوسے کوئی نقصان نہوا - مگر آخری سے ایک گولندار ہلاک اور جیک کے دستہ کے دو آدمی زخمی ہوئے - انمین سے ایک کی انتڑیان باہر نکل آئی تھین - وہ تھوڑی دیر بعد فوت ہو گیا - دو یا تین گولے کمپنی ب مین جو باتری سے بائین طرف تھی پھٹے - مگر ادنے کس قدر نقصان پہونچا یہ مجھے معلوم نہین -

اس کے بعد روسی توپونکی شست پھر سے اچک کر سے بائین طرف کو ہو گئی جہان گولہ خالی کھیتون مین پھٹتے رہے - ہینے کپتان کو صلاح دی کہ پشتہ کو مرمت کر لیا جائے - اس لئے نہین کہ مرمت ضروری ہے بلکہ اسواسطے کہ بیکاری سے سپاہی اوکتا رہے ہین - وہ ایک شغل مین مصروف ہو جائین گے - کپتان نے

میری تجویز کو پسند کیا - اور اوس کے مطابق عمل کیا گیا -

ہماری توقع کے برخلاف غنیم کی انفنٹری نے کوئی حملہ نہ کیا حتی کہ اب تک فریقین کیطرف سے ایک گولی بھی سر نہوئی - چنانچہ ہمکو اوس کے لئے اور کئی گھنٹون تک جو صدیوں کے برابر معلوم ہوتے تھے - بیحد انتظار کرنا پڑا - مگر توپون کی گرج ایک لحظہ کے لئے بھی بند نہوئی - سب طرف سنسنی پیدا کرنے والی آوازین آرہی تھین - بوکووا کے دونون مورچے اور دونون باش طابیون کی قلیل التعداد توپین قابل تعریف کام کر رہی تھین - جنوب تو متواتر و مسلسل گرج و رعد کا معدن بنا ہوا تھا - شمال مغرب مین بھی اوپانتز کے قریب سے دوربین سے گرد آلود دھوپ مین فاصلہ پر چلتی ہوئی توپون کے شعلے برقی چنگاڑیون کیطرح چمکتے ہوئے دیکھے -

ہمارے مورچہ پر اوس دن پہر کوئی اور گولہ نہ گرا - مگر ہمارے دائین طرف والے پر بیس یا زیادہ گولے پڑے - جبریہ بیکاری کے وقت اور مہلت سے فایدہ اٹھاکر سنے اپنی بوتلین پانی سے اور بھولے بسکٹون سے بھر لئے میری کمپنی کے آدمیون کو اس دور اندیشی سے بعد مین بڑا فایدہ پہونچا -

اڑھائی بجے دونون طرف سے گولہ باری مدہم ہوگئی اور تین بجے سے کچھ پہلے رائفلون کی پہلی باڑھ جو سامنے کے میدان مین چلائی گئی سننے مین آئی - چند لمحہ بعد رائفلون کی آتشباری ہمسے قریب پہونچگئی - محمد جو میرے ساتھ فصیل پر کھڑا تھا - پکار اٹھا " روسیون نے پہلی خندق لیلی ہے " دوسرے لحظہ مین آتشباری کی آواز مین اور اضافہ ہوگیا - اور محمد پکار اٹھا " دوسری خندق بھی لے لیگئی ہے " اسکے بعد پندرہ منٹ تک آتشباری یکسان تیزی سے ہوتی رہی - اسوقت روسی نالہ کو لینے کی کوشش کر رہے تھے - اور متفرق گولیان ہمارے سر کے اوپر سے گذر رہی تھین - ہماری دائین طرف کے مورچہ پر بھی اسیطرح معرکہ آرائی کا بازار گرم تھا - اور باش طابیون اور نیز ہمارے پیچھے سے بھی باڑھون کی آوازین آرہی تھین - ساڑھے تین بجے ہمنے اپنے سپاہیونکی لہٹوس جماعتون کو جنکی حرکات سے گھبراہٹ اور افراتفری کو آشکارا پایا تھا - قریب ترین[۶۸] خندق کی فوج مین آکر شامل ہوتے ہوئے دیکھا - ہماری سپاہیون نے پانچ منٹ تک اس خندق کی حفاظت ثابت قدمی کے ساتھ کی - اتنے مین سب طرف دھوان پھیلگیا اور مین مصاف کی جزئیات کو نہ دیکھ سکا - اب گولیان تابڑ توڑ چلی آرہی تھین اور تعجب ہے کہ مین اور محمد النبی

[۶۸] حافظہ سے کام لیکر مین کہہ سکتا ہون کہ مورچہ سے تیسری (یعنی قریب ترین) خندق ۳۰۰ گز کے فاصلہ پر - نالہ چار سو گز کے فاصلہ پر اور پہلی (بعید ترین) خندق پانسو گز کے فاصلہ پر تھی - مصنف

کس طرح بچیرہے - مگر مجھکو اونکا خیال بھی صرف اوس وقت ہوا جبکہ کپتان نے باواز بلند حکم دیا "نیچے اُترآؤ"

ہمارے سپاہی جنکو صرف سر فصیل سے اوپر تھا بالکل تیار کھڑے تھے - اور کل رائفلیں بھری ہوئی تھین - ہماری پانچ توپون مین سے تین کی شست اسطرح سے درست کردیگئی تھی کہ ٹھیک سامنے کو فائر کریں اور وہ اسطرح سے تیار ہوکر دشمن کے نمودار ہونیکا انتظار کر رہی تھین - باقی دونون روسیونکی پانچون بانریون پر جو ہمپر رائیگان اپنا گولہ بارود صرف کر رہی تھین شیل پھینکتی رہین -

مین اور محمد فصیل سے اُترے ہی تھے - کہ آخری خندق سے آدمیون کا جم غفیر (۴ ن و پ ق پانچ کمپنیان) سراسیمگی کے ساتھ باہر نکلا اور دو حصونمین تقسیم ہوکر تحمل و وقار کی نسبت زیادہ تر سرعت کے ساتھ نچلی خندقون کو دوڑ آیا - اِسوقت دائین طرف کی خندق مین جسمین مین اوس مقام سے جہان مین کھڑا تھا دیکھ سکتا تھا - آدمیونکے سرون کا ایک سمندر متلاطم نظر آرہا تھا - مگر افسرون نے ہمت و کوشش کرکے اپنے سپاہیون کو صف بستہ کرلیا - اور روسیون کے نمودار ہونے سے پہلے وہان کی کل فوج (تین کمپنیان الف پ ق) باقاعدہ ایستادہ اور فائر کرنیکے لئے تیار ہوگئی - اوسی وقت گھوڑے بھی مورچہ کی توپون کو لیجانیکے لئے تیار کردئے گئے - اِس کچھ لحظہ بعد ہمارے سکرمشر مورچہ کی پناہ مین آئے ہی تھے کہ حملہ آور نمودار ہوگئے - اونسے آگے سکرمشون کی کوئی صفین نہ تھین - بلکہ اصل حملہ آور فوج جسکی تعداد میرے خیال مین تین پلٹنین تھین شانہ بشانہ پرے باندھے یکجان ہوکر آخری خندق کی کنارہ پر چڑھی - اور مورچہ سے متوازی قطار باندھکر آگے بڑھی - یعنی ہمارے مورچہ کو بغل سے ہوکر لینیکی کوشش کرنیکے بجائے بالکل سامنے سے حملہ کیا گیا - میری اور جیک کی لڑائی کے بعد رائے تھی - کہ اگر روسی پہلو امر کی کوشش کرتے تو اونکو نسبتاً زیادہ آسانی ہوتی کیونکہ ہمارے اور بوکووا کے مورچون کے

---

[1] مگر مجھے بعد مین معلوم ہوگیا کہ اگر وہ پہلو سے ہوکر لینیکے لئے روسی کوشش کرتے تو وہ کامیاب ہوتی - یہ جگہ ساڑھے تین قلعی بانریون کی زد مین تھی اور لڑائی کے اِس مرحلہ پر بوکووا کے مورچون کی سپاہ کے علاوہ ہماری ۴ متصلہ مورچون کی ریزرو افواج اور نیز کل کمپانی کی سپاہ ریزرو فوج سے چھ پلٹنین اس موقعہ پر دشمن کے مقابلہ کرنیکی الغور جمع کیجاسکتی تھین - اِن باتونکا مجھے بعد مین علم ہوا - لیکن حینتک یہ خبر نہوئی تھی جس کی افسر سے مینے اپنی رائے ظاہر کی اوسنے مجھے اتفاق رائے کرکے کہا کہ اگر مین روسکی کی جگہ ہوتا تو پہلو سے حملہ کرنیکی کوشش کرتا مصنف

درمیان نصف میل چوڑی جگہ ہماری فوج سے بالکل خالی پڑی تھی - اور اوسمین سے الفنسٹری کی بہڑی
بڑی صفین کسی بڑی تکلیف کے بغیر گذر سکتی تھین - یعنی ایسی قدرتی رکاوٹ جو بالکل نہ ہو موجود نہ تھی
دشمن نمودار ہی ہوا تھا کہ تقریباً بارہ بگلون نے فائر کا حکم سنا دیا - اور فی الفور تینون طرفون (یعنے مورچہ
اور بغلی خندقون سے جن سب مین دس کمپنیان تھین) سے تابڑ توڑ باڑھین اور توپونکی گولہ باری
شروع ہوگئی جس سے روسیونکی پیشقدمی قطعاً رک گئی - وہ خندق اور اُس سے پرے نالہ کو ہٹگئے اور
وہان سے ہمپر سخت آتشباری کی - مگر اوس سے ہمین کوئی نقصان نہ پہونچا - تھوڑی دیر کے بعد غنیم نے
پھر حملہ کیا - مگر پہلی کی نسبت تھوڑی تعداد سے جو ہمرے خیال مین ایک پلٹن تھی اور اِس مرتبہ صف
کو بھی بہت طویل کر کے ایک ہی صف رکھی - تاکہ پہلی کیطرح ہمکو نہایت خوب نشانہ رائفلون اور توپون
کی آتشباری کے لئے ملے - اِسپر دونون پہلوؤن اور سامنے سے سخت خوفناک بوچھار ہو رہی تھی
اور ہر قدم پر کچھہ نہ کچھہ ڈھیر ہوتے جاتے تھے - مگر حملہ آور "ہرّاہ" کے نعرہ بلند کئے برابر بڑھتے چلے آئے
حتے کہ یہ پلٹن ابھی ایسے موقع پر ابھی نہ پہونچی تھی کہ جہانسے ہلہ کے لئے تیزی کے ساتھ آگے بڑھا جائے
کہ وہ تقریباً نیست و نابود ہوگئی - اور معدودے چند پسماندگان پیچھے ہٹ گئے - اتنے مین حملہ آورون
کی دوسری صف تیار ہو کر آگے بڑھنے کے لئے چل پڑی تھی - اور وہ اوسمین جا کر کھپ گئے - اس صف سے
پیچھے تھوڑے سے فاصلہ پر ایک تیسری صف تھی - یہ دونون مورچہ کی نیچے تک پہونچگئی - اور روسیون نے
مورچہ کی ڈھال پر جو ۴۵ درجون کے زاویہ پر تھا چڑھنا شروع کر دیا - یہ دیکھکر ہماری صفون مین چند لمحونکے
لئے کچھہ ایسی افراتفری پھیلگئی کہ مجھکو کبھی خواب مین بھی اوسکا وہم و گمان نہین ہو سکتا تھا - مین کود کر
فصیل پر چڑھگیا - ابراہیم اور اوس کے سپاہی بھی میرے ساتھ چڑھ آئے - اور درآنحالیکہ کمپنی کے
پرچم بڑے فخر و غرور سے ہمارے سر پر لہرا رہے تھے مینے اپنے ریوالور کے چھٹون خانے غنیم پر
جو بمشکل بارہ قدمون کے فاصلہ پر تھا - خالی کر دئے - اور طرفۃ العین مین کل سپاہی فصیل پر چڑھ
آئے - روسی مورچہ کے ڈھلاؤ پر سلاطم سمندر کی موجون کی طرح آگے بڑھتے اور پیچھے ہٹ رہے تھے
ہزارون انسانون کے موہنہ سے ایسی مہیب آواز نکل رہی تھی جیسی کہ طوفان مین سمندر کی لہرون
کے چٹانون کے ساتھ ٹکراتے وقت - تو پین حملہ آورون کے دل بادل پر گولہ باری کر رہی تھین - اور
بغلی خندقونسے یکے بعد دیگرے کمال عجلت سے باڑہ پر باڑہ آکر روسیون مین ہلاکت برپا کر رہی تھی

آخر روسی ایسی خوفناک آتشباری کے سامنے نہ ٹھہر سکے - اور زمین کو مردون اور نیم مردون سے بھرا ہوا چھوڑکر اتم حسرا سیگی اور مایوسی بخش ابتری کے ساتھ پسپا ہو گئے - محمد اور چند سپاہی تعاقب کرنیکے لئے ڈھلاؤ سے نیچے کود پڑے - مگر کپتان نے باآواز بلند پکار کر بڑے غصہ کے ساتھ تلوار ہلائی اور اونکو رسّون کی مدد سے جو نیچے لٹکائے گئے تعاقب کا خیال چھوڑکر واپس آجانا پڑا - اس کے بعد یہ حکم ملا - کہ کل آدمی نیچے اتر کر فصیل کے پیچھے ہو جائین" چنانچہ ہم پہر پہلی صورت مین کھڑے ہوکر بہگوڑے روسیون پر نہایت سخت آتشباری کرتے رہے - تاوقتیکہ وہ خندق اور نالہ مین نہ چھپ گئے -

اسپر دونون طرف سے آتشباری بند ہوگئی - اور مجھے صرف اوسوقت معلوم ہوا کہ کپتان فصیل سے سہارا لگائے کھڑا ہے - اور اوسکے کندھے سے خون کی دھار چلی ہے - اوسے عین اوسوقت جبکہ وہ فصیل سے نیچے کودنے کی تیاری کر رہا تھا - گولی لگی تھی - اوسکو رچہ سے نیچے پہونچا دیا گیا - اور کمپنی کی کمان محمد کے ہاتھ مین چلی گئی - میری کمپنی مین ایک آدمی قتل اور سات سخت زخمی ہوئے - جنکو نیچے پہونچا دیا گیا - اور وہان اونکی ابتدائی مرہم پٹی کر دی گئی - اس بعد اونکو گاڑیون مین جو اس غرض کے لئے تیار کھڑی تہین پلیونا مین پہونچا دیا گیا - جسوقت روسی حملہ کر رہے تہے - اوسوقت پانچ مین سے دو توپین مورچہ سے باہر پہونچا دیگئی تہین - وہ اب پہر اپنی جگہ پر لے آئی گئین - مورچہ کے دامن مین تقریبًا بہ سو روسی پڑے تہے - جنمین سے اکثر مردہ تہے - اس سے مین قیاس کرتا ہون کہ حملہ آور اپنے اکثر زخمیون کو واپسی کیوقت ساتھ لیگئے - جو ایسی خوفناک اور کامل زک کی اوقات مین بہت ہی مشکل کام تہا - بہت سے روسی زخمیون کو ہمارے سپاہی اوٹھا کر بغلی خندقون مین لیگئے -

روسیون نے تہوڑی ہی دیر بعد تیسری خندق سے پہر گولیان برسانی شروع کر دین مگر منتشر طور پر - سخت معرکہ آرائی کے بعد خواہ وہ کیسی ہی مختصر کیون نہون انسان کو طبعی طور پر بہوک اور پیاس محسوس ہونے لگ جاتی ہے - چنانچہ مینے یہ خیال کرکے کہ جو روسی سپاہ ابہی پسپا ہو چکی ہے وہ غالبًا پہر حملہ نہین کریگی - اور تازہ دم پلٹنون کے موقعہ پر پہونچنے کے لئے کچہہ وقت چاہیئے - محمد کو صلاح دی - کہ پانی پینکو

ف روسیون کی اس رجمنٹ کا نام پینسا گہا - وہ اوسدن پہر لڑائی کرنیکے قابل نہ رہی تہی - اوسکی جمعیت اڑہائی ہزار آدمی کی تہی جنمین سے اس حلہ مین ۱۰۵۰ قتل وضایع ہوئے - مصنف -

کہا نے پینے کی اجازت دیدیجائے - اور اوسنے یہ اجازت دیدی -

آدہ گھنٹہ بعد فنیم کی تازہ دم فوج نے جسکی جمعیت میرے قیاس مین دو پلٹنون کی تہی دوسرا حملہ کیا - اسمین بہی تقریبًا وہی نقشہ رہا جو پہلے کا رہا تہا - دشمن بغلی خندقون کی باڑہون کی کچہہ پروا نکر کے مورچے کے دامن تک بڑہا آیا اور وہانسے سخت نقصان کے ساتھ پیچہے ہٹا دیا گیا - ڈرینولا ہمارے میجر نے حکم دیدیا تہا کہ کوئی شخص قطعًا فصیل پر نہ چڑہے - چنانچہ میری کمپنی مین اسدفعہ صرف دو تنے شہید ہوئے - اِن مین ایک اول لفٹنٹ تہا - اوسکا قد ۶ فیٹ سے بہی لمبا تہا - اور فصیل صرف چار فیٹ تہی اِس سے ظاہر ہے کہ اوسکا قد اور جسم فصیل کے پیچہے ہونیکے باوجود بہی دشمن کی گولیون کے لئے خاصہ نشانہ تہا - اوسے سر مین گولی لگی - وہ پیٹہہ کے بل بیجان گر پڑا - اور ملازم محمد ہر دو جنت الماوی کو سدہار گیا - اِنا للہ وانا الیہ راجعون - آتشباری مین عارضی وقفہ پڑنے پر جیک نے مجہہ دلی تاسف کے ساتھ کہا - "افسوس بیچارہ آخر شہ مات ہوگیا - وہ گو کسیقدر سُست تو ضرور رہتا - مگر شیر ایسا بہادر رہتا - اور شہیدون کی موت فوت ہوا ہے - مگر مین کہتا ہون کیا وسی پاگل نہین ہوگئے - کہ مورچہ کی ٹہوس دیوار سے اپنے سرون کو پہوڑ رہے ہین - وہ پہلے بغلی خندقون کو لینے کی کیون کوشش نہین کرتے ہینے اوس سے اتفاق رائے کیا"

محمد کے بعد کمپنی کی کمان جسمین اَب ۱۴۰ مصاف کنندہ رہگئے تے - میری تحویل مین آگئی ہینے اول سکویڈ پر تراب کو - کلر سکویڈ پر ابراہیم کے کارپورل کو اور اپنے دستہ پر سارجنٹ بقال کو مامور کرکے مقتولون کو نظر سے اوجہل کرنیکا حکم دیا - مگر خون کے سیاہ دہبے سفید زمین پر قایم رہکر زبان حال سے متوفیون کے مقامون کو بتاتے رہے - معمولی طور پر تو متوفی کی یاد مہینون تک نہین بہولتی مگر لڑائی مین انسان چند لحظون مین فراموش ہوجاتا ہے - عام مشہور بات ہے کہ زمین کی پیاس کبہی نہین بجہتی - مگر اوس مہیب دن کو اوسنے بالضرور خوب سیر ہوکر اپنی تشنگی کو فرو کرلیا ہوگا -

دوسرے حملہ کے بعد ہمارے والے بازو مین تقریبًا سب جگہ لڑائی بند ہوگئی - مگر جنوب مین وہ پوری زور شور سے جاری تہی چنانچہ اس حملہ سے تہوڑی ہی دیر بعد مینے میجر کو پکارتے ہوئے سنا - "اِس کمپنی کا کمانیر کون ہے؟" کسی نے اوسے جواب دیا "ملازم ہربرٹ" - ادہر مین جہٹ پٹ اپنے اعلیٰ افسر کے سامنے حاضر ہوگیا - جنکے اوسنے مجہسے کہا - وہ ذیل مین درج ہے - گو جیسا سلسلہ واریہ

لکھا ہے - اوسنے اسطرح نہین کہا تہا - کیونکہ اوسکا دم پھولا ہوا اور زبان جلد جلد بولنے کی کوشش کرنے سے اکھڑا رہی تہی بہ "مشیر نے کمک منگوا بھیجی ہے - ہمارے یمینی (دائین) بازو مین حالت خدہش ہو رہی ہے - روسیون نے دو مورچے فتح کرلئے ہین اور بلگرینی سڑک سے جنوب کیطرف بڑہ رہے ہین - اگر وہ یمینی بازو کو پلیونا مین دہکیل دینے مین کامیاب ہوگئے - تو ہم دو طرف سے غنیم کی آتشباری کی زد مین آجائینگے - اور ہمارا واپسی کا راستہ منقطع ہوجائیگا - مشیر اپنے کل ریزرو کو بہیج چکے ہین - اون سے بہی کوئی بات نہین بن سکی - فریق (عادل پاشا) اپنی ریزرو فوج کو ابہی روانہ کرچکا ہے[1] - اور اب اس مورچہ سے دو اور کمپنیان طلب کی گئی ہین - تم اپنی کمپنی کو لے جاؤ - ہیڈ کوارٹر سے جو اردلی آیا ہے وہ تمکو راستہ دکہاتا جائیگا - ایک کمپنی بائین بغلی خندق سے مین تمہارے پیچہے پیچہے بہیجتا ہون - دائین بغلی خندق سے دو کمپنیان مورچہ مین تمہاری جگہ آجائینگی تم اپنی پوری ہمت صرف کرنا - اور اسے خوب ذہن نشین رکہنا کہ تم اب کمپنی کے کمانڈر ہو - اور اس وقت سے لیکر لڑائی کے اختتام تک مشیر کے سوا تمہارا کوئی اعلی افسر نہوگا - اور اس طرح تم کو پورا اختیار حاصل ہوگا اور تم بذات خود کل نیک و بد کے ذمہ دار ہوگے - تم ابہی بچہ ہو اور حالت ایسی نازک ہے کہ ایسے وقت مین تمسے دگنی عمر کا آدمی بہی متحیر اور بےاوسان ہوجائے تو اوسے معذور سمجہا جائے - ضرورت کے حسب حال دل مضبوط کرلو - جیسا کہ انگریزون کا خاصہ ہے - سپاہی تمپر عاشق ہین - تمہاری اور تمہارے ساتہی کمانڈر کی صرف مردانہ وار آگے بڑہنے کی دیر ہے - وہ تمہارے ساتہ ساتہ ہونگے - زار نکلس کا یہ فقرہ جو اوسنے جنگ کریمیا مین کمال غضب و اندوہ کے ساتہ کہا تہا دل مین یاد رکہو کہ "ہمکو انگریز لونڈون کی لیڈری اور افسری مین مٹہی بہر وحشیون نے کال زک پہونچادی ہے[2]"

مین اپنے آدمیون کو جمع کر رہا تہا - کہ دائین بغلی خندق سے دو کمپنیان (رپ ون) مورچہ مین آگئین

[1] فریق نے حسب ذیل فوج بہیجی تہی - دو کمپنیان باقاعدہ کیولری کے دو رسالے اور نیز اس مورچہ سے جو ہمارے مورچہ سے دائین طرف تہا - دو کمپنیان - مصنف

[2] میجر اینڈرسن وقت ۷ - جولائی ۱۸۵۴ء کی جنگ گریگوری کیطرف اشارہ کیا تہا - جنگ کریمیا کے مصنف کنگ لیک نے اپنی کتاب مین زار نکلس کی زبانی یہ فقرہ لکہا ہے - مصنف

اور چند لمحوں کے لئے گڑبڑ پڑ گئی - مگر یہ جلد ہی دور ہو گئی - اور میں اپنے آدمیوں کو صف بستہ کر کے جنوب رو یہ چل پڑا - ایک سوار جو ہمارے انتظار میں کھڑا تھا آگے آگے ہو لیا - مجھے چلے چند منٹ ہوئے تھے کہ میں نے دیکھا کہ کچھ آدمی جو میری کمپنی کے نہ تھے ہمارے پیچھے پیچھے چلے آ رہے ہیں - دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ سکرمشنگ کمپنیوں میں سے ایک رپ کمپنی جس نے دائیں بغلی خندق میں پناہ لی تھی) کے آدمی ہیں - باوقات معمولی میں اسبارہ میں سارجنٹ بقال سے مشورہ کر لیتا - مگر اب کمپنی کمانڈری کی نئی منصب کی شان سے ایسا کرنا بعید تھا - میری سپاہی تعداد میں چالیس تھے - اور ایک نوعمر لفٹننٹ کے ماتحت تھے - جو ابھی محض بچہ مگر بلڈاگ ایسا دلیر تھا - اوسے اپنے اعلے افسر دنسے جو ہدایات ملی تھیں اونکا مدعا اوسے غالباً غلط سمجھ لیا ہوگا اور ممکن ہے کہ اوسے کوئی ہدایت ملی ہی نہو - دل میں تھوڑی سی دیر سوچ کرنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ شمال کی فوجوں کی نسبت جو دشمن کو زک دیچکی ہیں - اس دستہ کی جنوب میں جہاں حالت نازک ہو سکتی ہے - زیادہ ضرورت ہے - چنانچہ میں نے اون کو اپنی کمپنی میں ملا لیا جس سے میرے پاس ایک سو اسی آدمی ہو گئے - جو کلہ سکوبیٹ کے علاوہ چار دستوں میں منقسم تھی -

ہم گریلو تنزاندی کو اوس پل پر سے جو پلیونا اور گریلو تنزا کے درمیان سادی فاصلہ پر ہے - عبور کر کے نصف میل بلگرینی سڑک پر تیز قدمی سے چلے پھر بائیں طرف ہو کر کہیتوں میں سے ایک سہل چڑھائی کی پہاڑی پر پہونچگئے - یہ پہاڑی سپیڈ کوار سڑا اور قلعی باتریوں والی پہاڑی کے سامنے تھے - پلیونا اس خرالذکر پہاڑی کے پیچھے تھا - باتریاں لگاتار گولہ باری کر رہی تھیں - وہاں پہونچکر میں نے دیکھا کہ روسی انفنٹری کے دل بادل ایک میل بجانب مغرب موجود ہیں - ہماری انفنٹری پہاڑی کی چوٹی پر اپنی صفیں درست کرنے میں مصروف ہے - متخاصمین کے درمیان کی زمین لاشوں سے پٹی ہوئی ہے - اور ہمارے دو مورچہ پیر جو جنوب ہی کی طرف اور پرے تھے - روسی قابض ہیں - یہ سب کچھ میں نے اپنی دوربین سے دیکھا - نالہ تلچنتزا سے پرے انتہائی جنوب مغربی گوشہ سے گھمسان کی لڑائی کی آوازیں آ رہی تھیں -

پہاڑی کا ڈھلاؤ جس کے کچھ حصہ پر خالی کھیت اور کچھ حصہ پر اجڑی ہوئی مکی کی فصل کے قطعے تھے بالکل صاف تھی - اوس پر کوئی جھاڑی - باڑ یا خندق اور جھونپڑی - شیڈ یا مکان نہ تھی -

لڑائی کا خوفناک نظارہ آنکھون کے لئے ایسا مہیب نہ تہا جسقدر کہ اوسکا شور شغب قوت سامعہ کے لئے - دوسو چالیس توپون کی مسلسل گرج سے قیاس ہوتا تہا - کہ روز محشر آگیا ہے یہ توپین ایک ساتھ اس طرح گرج رہی تہین جسطرح کہ کتون کا غول یکبارگی چوکنا ہوکر ایک ساتھ بھونکنا شروع کر دیتا ہے - اور گرج کی کڑک اور ہیبت ناک صدا سے یہ معلوم ہوتا تہا - کہ ہمارے قریب کئی آتش فشان پہاڑون کا کل سلسلہ بڑی جوش سے پہنکارے مار رہا ہے - زمین ہمارے قدمون کے نیچے اسطرح لرز رہی تہی - جسطرح کوئی جاندار چیز سخت مہلک بخار مین مبتلا دم توڑ رہی ہو اور اوسکے اعصاب ایسے تنگئے ہون کہ ٹوٹنے کے درجہ تک پہونچگئے ہون - مجھے یہی محسوس ہوتا تہا - کہ مین ایک جلتے ہوئے جنگل کے بیچ کہڑا ہون - قصہ مختصر یہ نظارہ ایک عظیم الشان بہٹی تہی جسمین تاریخ زمانہ کے ایک ٹکڑہ کو گرم کرکے مناسب شکل مین ڈہالا اور کوٹا جارہا تہا -

ایک اسپ سوار افسر جو ہمکو جلدی کرنیکے لئے بڑے زور شور سے تاکید مین کرتا آتا تہا - ہمارے پاس آیا - وہ طلعت بک یاور تہا - مین آگے بڑہکر اوسکے پاس گیا - اور عرض کیا کہ مین کمپنی کا عارضی کمانڈر ہون - ہم دونون مین جلد جلد حسب ذیل گفتگو ہوئی :-

طلعت :- "کیا تمہارے سپاہی تازہ دم ہین؟"

مین :- "جناب من بالکل تازہ دم تو نہین - لیکن پورے بہادر اور مرنے مارنے پر مستعد و تیار ہین"

طلعت :- "کیا تم پہلی صف مین شامل ہوسکتے ہو؟"

مین :- ہان صاحب :- بخوبی -

طلعت :- اچہا - تو پہر آؤ - اور جلدی کرو -

ہم باقی ماندہ راستہ دوڑتے ہوئے گئے - اور جلد فوج پیدل کے ایک انبوہ مین جسمین یا آٹھ پلٹنون کی جمعیت کا تہا - پہونچگئے - یہ انبوہ مجھے کامل افراتفری مین مبتلا اور بہت ہی ادسان خطا کردہ معلوم ہوا - ہمارے پہونچنے سے پہلے ہی حملہ کرنیکے لئے پہلی صف تیار کیجاچکی تہی - ہمکو بہی اوس صف مین شامل کر دیا گیا - اس صف مین میری کمپنی سے دو کمپنیان (ت)

جو ہمارے مورچہ کی ریزرو مین سے تھین اور ابتک معرکہ مین شریک نہوئی تھین) ایک سالم پلٹن جو نیز تازہ دم اور کل کیمپ کے عام ریزرو کی آٹھ پلٹنون مین سے آخری تھی - ایک کمپنی (رر) جو ہمارے پیچھے پیچھے ہمارے مورچہ کی بائین بغلی خندق سے ہمارا کھون دبائے آئی تھی - شامل تھی - اور اوس کے دونون بازوؤن پہ باقاعدہ (نظام) کیولری کے دو رسالے تھے - یعنے اس صف مین جملہ تقریباً ایک ہزار پیدل اور ۳۵۰ پچاس سوار تھے - طلعت بک اسکا کمانڈر تھا - یہ اور مندرجہ ذیل تفصیل مجھے بعد مین معلوم ہوئی تھی -

دوسری صف مین شکست خوردہ الفنٹری کے سر اسیمہ انبوہ کی دو پلٹنین جو از سر نو مرتب کرلی گئی تھین اور اون کے اوسان کسیقدر قایم ہو گئے تھے - دو کمپنیان جو تقریباً تازہ دم اور ہمارے مورچہ سے دائین جانب کے مورچہ سے منگوائی گئی تھین - سکر مشرون اور بھٹکے ہوئے سپاہیون کا جم غفیر جو تقریباً چھ پلٹنون کے سپاہی تھے - اور بکھر جانے کے بعد پھر مجتمع کئے جاکر اونکی دو یا تین کمپنیان بنالی گئی تھین - اور اون پر وہ افسر مقرر کردئے گئے تھے - جنکی اپنی کمپنیان بھٹک گئی تھین - ایک رسالہ عثمانیہ کا سکون کا جو ایک بازو پر تھا اور ایک جماعت چرکسون کی جو دوسرے بازو پر تھی یعنے جملہ ۱۵ سو پیدل اور ۱۵۰ سوار تھے - یہ صف بذات خاص عشیر کے زیر کمان تھی -

تیسری صف مین متذکرہ بالا شکست خوردہ پیدل فوجکی دو مزید پلٹنین جنکو پھر مرتب کرلیا گیا تھا مگر جنکی نصف کمپنیان منتشر ہو جانے - بھٹک جانے یا معرکہ مین کام آجانے سے ندار د تھین - اور خاص قصبہ پلیونا مین مامور پلٹنون کی (جسکی دوسری کمپنیان ندی کے پار اسے پرے سخت معرکہ مین مصروف تھین) دو کمپنیان جو اگرچہ تازہ دم تھین مگر اس قدر توقف سے پہونچی تھین کہ پہلی یا دوسری صف مین شامل نہ کیجا سکیں - شامل تھین - باقاعدہ کیولری کا آدھا رسالہ - چرکسون کی ایک جماعت اور توپخانہ کے گھوڑ چڑھون کا ایک دستہ

---

۱۲ مہینے یہ اور دیگر حالات اپنے روزنامچہ مین لکھکر اوس فرصت کیوقت مین جو اس لڑائی اور ستمبر کے ملہ کے درمیان عموماً ملتا رہتا تھا اونکی پوری تفصیل تیار کرلی تھی - میری یہ تحریرین ۱۰ - دسمبر کو گم ہو گئین - مگر اونکا بہت سا حصہ مینے دسمبر کی قید کے دوران مین حافظہ اور ساتھی قیدیونکی امداد سے تحریر کرلیا یہ صف

جنکو اوسوقت سواروں کا کام دینے پر لگا دیا گیا تھا۔ ان کو تین حصوں میں تقسیم کر کے صف کے دونوں بازوؤں پر مامور کر دیا گیا تھا۔ اس صف میں جملہ ۸۰۰ پیدل اور ایک سو سوار تھے۔ اور وہ طاہر پاشا کے زیر کمان تھی۔

چوتھی یعنے آخری صف میں شکست خوردہ انفنٹری کی ایک اور از سر نو مرتب کردہ پلٹن۔ جمع کردہ سکرمشیروں اور بھٹکے ہوئے سپاہیوں کی ایک یا دو مزید سکرمیج (عارضی) کمپنیاں اور بوکو دا مورچوں کی چار کمپنیاں تھیں یہ کمپنیاں آخری وقت پر پہونچیں۔ اور چونکہ ان مورچوں میں لڑائی چنداں سخت نہیں ہوئی تھی۔ وہ تقریباً تازہ دم تھیں۔ اس پیدل فوج کے علاوہ عثمانیہ کا سکون کا آدھا دستہ ایک بازو پر اور مختلف قسم کے سواروں کی ایک جماعت جو پہلے ہلوں میں منتشر ہو گئے تھے دوسرے بازو پر تھی۔ یہ صف جسمیں تخمیناً ۷۰۰ پیدل اور ۱۰۰ سوار تھے حسن صابری پاشا کے ماتحت تھی۔ چاروں صفوں میں ۴۰۰۰ پیدل اور ۷۰۰ سوار تھے۔

ان صفوں کے عقب میں باتریوں کی آخری حفاظت کے لئے اور نیز بطور آخری ریزرو دو ہزار پیدلوں کا بے ترتیب مجمع تھا۔ جو بتدریج اپنی صفیں اور اوسان درست کر کے اوس طبعی ثابت قدمی اور استقلال کو جو ترکوں کا فطرتی خاصہ ہے۔ اور جس کی وجہ سے ترکی انفنٹری کو جب کہ وہ بچاؤ کے پہلو پر ہو مغلوب کرنا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے "تازہ اور از سر نو قایم کر رہے تھے۔

تیسری اور چوتھی صفیں تقریباً اسوقت مکمل اور درست ہوئی تھیں جبکہ پہلی اور دوسری صفیں دشمن پر خود متواتر حملے کرنے اور اوس کے بالمقابل ہلوں کو روکنے میں اپنی کل طاقت تقریباً صرف کر چکی تھیں۔ ان چاروں صفوں اور ریزرو کے حصہ کثیر نے نوبت بہ نوبت غنیم سے دست بدست لڑائی کی۔ اور جب تک چھ یا آٹھ حملے اور بالمقابل حملے نہ ہو چکے روسیوں نے ہٹنے کا نام نہ لیا۔

مینے اپنی کمپنی کو اس طرح صف بستہ کیا تھا۔ سیمور اور سارجنٹ بقال کے دستے دوش بہ دوش پہلی قطار میں یہ قطار تہری تھی یعنے اوس میں آگے پیچھے تین پرت تھے۔ تراب

کاسکویڈ دوسری قطار مین جو دوہری تھی - اور کمپنی پ کاسکویڈ تیسری قطار مین جو اکہری تھی - مین پہلی قطار کے دونون دستون کے درمیان تہا - اور بگلچی - نقارے والے - اور کلرسکویڈ میرے دائین بائین اور میرے پیچھے تھے - اوس وقت میرے قیاس مین ساڑہے چھ کا عمل تہا -

شمال کیطرف یعنے اس طرف گولہ باری تقریبًا اوس وقت سے شروع ہوگئی تہی - جبکہ ہم اپنے مورچے سے چلے تہے -

ہمارے قلب کی ساڑہے تین باتریان روسیون کی اون صفون پر جو ہمارے مقابل تہین - تباہی بخش گولہ باری کر رہی تہین - روسیون نے جو مورچے لئے تھے - اُن کی چار توپون مین سے دو توپین واپس لائی جاکر انہی باتریون مین شامل کر دی گئی تہین - باقی دو روسیون کے ہاتھ رہی تھین - مگر اوسی دن بعد مین پہر لے لی گئی تہین - باش طابیون کی چند توپون کے بھی رُخ پہیر دئے گئے تہے - اور وہ بہی غنیم کی انہی صفون پر گولے برسا رہی تہین - روسیون کی گولہ باری اس موقع پر میری سمجہ مین سُست اور بے اثر تہی - ہماری پہلی صف مین اون کا کوئی گولہ نہ پڑا - اور جونہی کہ پیشقدمی شروع ہوئی وہ بند ہوگئی -

مینے ابتک یہ لکہنے سے احتراز کیا ہے کہ اس لڑائی مین میری اپنی کیفیت کیا رہی - مین اس کے متعلق اس جگہہ یہ لکہہ دینے کی ناظرین سے اجازت چاہتا ہون کہ مجہے کوئی اندرونی کمزوری محسوس نہوئی - غالبًا اسکی یہ وجہ ہوکہ اس نمونہ رستخیز معرکہ کی مستعدی اور سرگرمی مین سوچنے اور غور کرنے کی فرصت ہی کوئی نہ تھی - ہم سب جوش سے ایسے بہرے ہوئے تہے - جیسے وہ انجن جس مین پوری طاقت سے سٹیم بہر دیجائے - البتہ ایک خیال مجہے اوس وقت بہی گذرتا تھا - اور اوسکا مین بڑی خوشی سے ذکر کرتا ہون - وہ یہ تہا - کہ مین تاریخ کے ایک عظیم الشان کارنامہ کا مشاہدہ کر رہا ہون - اور خواہ میرا حصہ کتنا ہی تہوڑا کیون نہین اوس مین خود بہی شریک ہون - اس شاندار احساس اور خیال کے مزہ کا افسوس تم لوگ جو کہ دوکانون کی چٹائی پر اکڑوں بیٹہے ہو یا دفترون مین میزون پر قلم سے گہس گہس کر رہے ہو ذرہ بہر بہی تو اندازہ نہین کر سکتے -

خیر باز آمدم بر سر مطلب - روسی فوج نے بڑھنا شروع کیا - جب وہ ہماری زد مین اچھی طرح سے آگئے تو ہمنے دو یا تین منٹ تک تابر توڑ اونپر سخت آتشباری کی - اونکی قطارون مین بڑے بڑے رخنے پڑ گئے - مگر اون کو فی الفور پُر کر لیا گیا - زان بعد ہمنے اونپر فائر نہ کیا اور اونکو پہاڑی کے دامن تک بڑھنے آنے دیا - اسوقت بگل نے حملہ کا حکم دیا - اور بارہ تیرہ دوسری بگلچیون نے اس کو دوہرایا - سنگین سیدھے کر لئے گئے - اور ہمارے زبردست کالم نے بڑھنا شروع کیا - پہلے آہستگی کے ساتھ - پھر جون جون نشیب کی طرف ہوتے گئے - تیزی بڑھتی گئی - اسوقت تمام افسرون کی یہی کوشش تھی کہ قطار سیدھی رہے - اتنے مین ایک دوسرے سے کہنیان ملالو" کا حکم ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھر گیا - ہم پہاڑی کے ڈھلوان پر سیلاب کی تندی کے ساتھ نیچے کی طرف دوڑ پڑے - یاد رطلعت بک سب سے آگے تھا - اس افسر نے اس نازک موقع اور آزمائش کے وقت قابل تعریف شجاعت اور استقلال دکھلایا -

اس دوڑ اور جھپٹ کے دوران مین مینے اپنی پہلی قطار مین تھوڑا سا رخنہ دیکھکر للکار کر حکم دیا - "اسجگہ سے مل جاؤ" ہم دشمنون کے قریب قریب پہونچتے جاتے تھے - روسی "ہرّاہ" کے نعرے بلند کر رہے تھے - ترکون نے اللہ اکبر کے پرجوش نعرے لگانے شروع کر دئے - جنمین اکیلی دوکیلی آوازون کی کوئی ہستی نہ رہگئی - اور حکم احکام دینا بالکل فضول ہوگیا - اب دونون صفون مین جو بالمقابل حملہ کر رہی تھین صرف ایک سو گز کا فاصلہ رہگیا - روسی پہاڑی کے اوپر چڑھے آتے تھے - اور ہم نیچے کو دوڑے جاتے تھے - آخر دونون مین اسطرح سے تصادم ہوگیا جیسے کہ دو ریلوے انجنون مین -

ایسے تصادم سے جو خوفناک انداز تعزی اور گڑبڑ پیدا ہوجاتی ہے - کاش کے میرے قلم مین اوسکا کچھ یونہی تھوڑا سا شائبہ بیان کرنے کی قدرت ہوتی! - تصادم کیا تھا - سنگین بھونکنے - گھونسے مارتے - تلوارین چلاتے - دانتون سے کاٹتے - چیختے - چنگھارتے - واہی تباہی بکتے اور چلاتے ہوئے آدمیون کا گویا بحر متلاطم تھا - دو دو یا تین تین آدمیون کی بے انتہا ٹولیان زمین پر گری ہوئی ہین - مگر اوسحالت نزع مین بھی ایک دوسرے سے لڑ رہا اور پیٹا ہوا ہے

انسانون کے سرون کے بحر مواج کے اوپر رائفلون کے کندے بے تعداد پوری رفتار سے چلرہے ہے انجنون کی خمدار ٹھون کیطرح اوٹھا اوٹھا کر رہے ہین - سوار تلوارین لئے بجلی کیطرح کاٹ کر رہے ہین - علم بردار مردانہ وار آگے آگے چلے جارہے ہین - گھوڑے برق کی طرح انسانون کے دل یا دل مین کودکر لڑ بھڑ رہے ہین - اور انسان جو پہلے ہی زخمی ہوکر فرش خاک پر پڑے ہین اونکے بوجھ سے دبکر چیخا چور ہورہے ہین - ہزارہا غضب آلود چہرے خون سے تر بتر ہورہے ہین - ہوا ہزار دن ہانپتے ہوئے حیوانون کے گرم تنفس سے صحرا کی لو کیطرح چل رہی ہے - قصہ مختصر یہہ حالت تھی - کہ گویا دنیا کے کل پاگلخانون کے قیدی انسانی جذبات حیوانی اور سیہ کاری کی اس کھولتی ہوئی عظیم انسان دیگ مین چھوڑ دئے گئے ہین - یا یہ کہ سلیمان کے مقید جنات زنجیرون کو توڑ کر بھاگ آئے ہین - یا غول بیابانی کی فوج جرار آزاد ہوکر طوفان بے تمیزی برپا کررہی ہے -

اوسوقت میری اپنی کیفیت کیا تھی؟ اسکی نسبت مجھکچھہ یاد نہین - واقعی لقمادم جوایسے حملون کا عین نازک وقت ہوتا ہے منٹ سوا منٹ تک ہی قایم رہتا ہے - مگر اس منٹ سوا منٹ مین انسان پر وہ وہ واردات گذر جاتی ہین اور اوسسے اتنا کچھہ مشاہدہ ہوجاتا ہے کہ مدت العمر مین بھی نہو سکے جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حافظہ اوسوقت کی سب باتون کو کبھی یاد نہین رکھہ سکتا - مجھہ صرف یہی باتین یاد ہین - اول کہ میں اپنے ریوالور کے چھہون خانے خالی کردئے (لیکن اگر کوئی پوچھے کہ کس پر کئے - تو یہ یاد نہین) دوم یہ کہ میری تلوار خون آلودہ تھی - (لیکن کس کے یعنے دوست یا کہ دشمن کے خون سے تو مجھے کچھہ خبر نہین) سوم - یہ کہ دفعتاً ہم ایکدوسرے کی طرف کمال حیرت زدہ ہوکر تکنے لگ گئے - کیونکہ رد سی سوائے اُن کے جو فرش خاک پر تھے پیچھے ہٹ گئے تھے - اور قاعم مقام دم پر ہم صرف اپنے ہی آدمی باقی رہ گئے تھے - جو سب کے سب جوش سے دیوانہ - پسینہ مین شرابور اور بے دم ہوکر ہانپ رہے تھے - اکثر جسمون سے خون جاری تھا - صفین ٹوٹ گئی ہوئی تھین - کمپنیون کا نظام الٹ پلٹ ہوگیا ہوا تھا - اور ہم مین سے اکثر دیوانون کی طرح کمال تیزی سے بول رہے - آوازے کس رہے - ہنس رہے - تبرے بھیج رہے اور اچھل کود رہے تھے -

دوسری بات مجھے یہ یاد ہے کہ بگل نے فائر کا حکم دیا اور ہمنے پیچھے ہٹتے ہوئے دشمن پر باڑھ مارنی شروع کردی بعد ازاں یاد رہے اسپ سوار قریب آکر مجھی پیچھے کمپنی کی صف درست کرنے کا حکم دیا کیونکہ رسالیوں کے پھر حملہ کرنے میں کوئی شک نہیں تھا۔ میں نے اس فرصت میں اپنی کمپنی کے افسران کو بھی دیکھنے کی فرصت نکال لی۔ جیک۔ ابراہیم۔ اور سارجنٹ بقال بالکل صحیح وسالم تھے صرف سارجنٹ کمپنی کے لفٹننٹ کو زخم پہنچا۔ سارجنٹ کے سوا باقی ہم سب ہانپ رہے اور پاگلوں کیطرح حرکات کر رہے تھے۔ مگر سارجنٹ بالکل مجتمع خاطر بسکٹ چباتا ہوا اپنے آدمیوں کی تلاش کر رہا تھا۔ ہمنے دو تہائی کمپنی جمع کرلی۔ باقی تہائی میں سے اکثر زمین پر تھے اور بعض بھٹک گئے تھے میجر نے تقریباً بارہ ایک سپاہی دوسری کمپنیوں کے ملاکر اپنے چاروں دستوں کو پھر صف بستہ کردیا

پہلے حملہ سے پندرہ یا بیس منٹ کے بعد روسی پھر پہلے اس فاصلہ ہم اولکا مقابلہ کرنے کیلئے آگے بڑھے بلکہ اپنی جگہ پر قائم رہکر ان پر پے در پے باڑیں چلاتے رہے حتیٰ کہ وہ ہمارے قریب پہنچ گئے۔ اور ہمنے انکے روکنے کیلئے سنگینوں کی نوکیں خاردار دیوار کیطرح سیدھی کردیں ہمکو کھڑا رہکر مقابلہ کرنے کا کسینے حکم نہیں دیا تھا۔ ہم سب نے خود ہی اپنے دلوں میں ایسا کرنیکا فیصلہ کرلیا تھا۔ دشمن کا یہ حملہ پہلے جیسا تیز نہ تھا۔ وہ ہمسے مس ہی کرنے پایا تھا کہ اُسے پھر پیچھے ہٹنا پڑا۔ حملآور صفیں اپنی دوسری صفوں سے جا ملیں اور روسی پیچھے ہٹ گئے۔ میں نے دشمن کی کوئی کیولری نہ دیکھی۔ ہماری کیولری نے خاصہ کام دیا وہ انفنٹری سے اجتماع خاطر اور منہوار استقلال میں کم تھی اور ہمیں ٹیکنیکل سرگرمی اور مستعدی نہ پائی گئی جسکی کہ ہر ایک شخص تربیت یافتہ و قواعدان سواروں سے توقع کرتا ہے۔

اس دوسرے حملہ کا ایک واقعہ مجھے مدت العمر فراموش نہ ہوگا۔ ایک دیوقامت روسی جو غالباً کرنیل تھا اپنے قد کے موافق دیوقامت گھوڑے کو دوڑاتا ہوا میرے قریب پہنچا اور مجھ پر تلوار کا سخت خوفناک وار کیا میں نے اس وار کو جہاں تک مجھ سے ہوسکتا تھا روکدیا۔ اگر ایسا نہ کرتا تو تلوار میری کھوپری کو دو ٹکڑے کردیتی۔ تاہم اسکی تلوار کی نوک میرے چہرہ کو چیرتی ہوئی اور کپڑوں کو پھاڑتی ہوئی ناک سے ٹھوڑی تک چیرتی ہوئی چلی گئی۔ اس زخم کا نشان ابتک دکھائی دیتا ہے۔ زخم سے گرم خون گردن پر بہنا شروع ہوگیا۔ اسکے بعد جب میں نے سر اوٹھا کر دیکھا تو میرا حریف انسانوں کے بحر متلاطم میں جو میرے گرد موجیں مار رہا تھا گم ہوگیا ہوا تھا جب روسی بالکل پیچھے ہٹ گئے۔ اور ہم میدان پر جسکے ایک انچ سے ہم پیچھے نہیں ہٹے تھے تنہا رہ گئے تو بقال نے میرے چہرہ کیطرف اشارہ کرکے مجھ سے کچھ کہا۔ جبکہ اسنے بھی ہمدردی بھرے چند الفاظ کہے۔ میں دونوں کو جواب دیا لیکن سچ بالکل یاد نہیں کہ اونہوں نے کیا کہا تھا اور میں نے کیا جواب دیا تھا۔ میری حالت اسوقت بگڑ ہی تھی اور حملے کے ختم ہوتے ہی فوراً میرا سر چکرانا شروع ہوگیا۔ میں نے اپنے آپکو بے ہوشی کے عالم میں دیکھا کہ ہماری دوسری صف کی

فوج ٹوٹکر ہمسے آگے نکل گئی ہے اور پہاڑی کے دہانہ مین کھڑی ہوگئی ہے اور کہ ہمنے دشمن پر بڑی تیزی کے ساتھ آتشباری شروع کردی جو عرصہ تک قائم رہی۔ اسکے بعد مجھے ذرا ذرا یہ یاد ہے کہ مینے معلوم کیا کہ گردن سے چھاتی تک میرے کپڑے خون سے تر ہوگئے ہین۔ میرا چہرہ جلنا سا پھیرنا شروع ہوگیا ہے اور کہ میرے گھٹنے جھکنے لگ گئے ہین اور اسوقت کسی شخص نے مجھے سہارا دینے کیلئے ہاتھ بڑھایا۔ اسکے بعد کامل بیہوشی طاری ہوگئی اور مجھے دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہگئی۔

جب میری آنکھ کھلی تو مجھے معلوم ہوتا تھا کہ مین کئی ہفتے بیہوش رہا ہون۔ گو یہ حالت گھنٹے بھر پیشتر اس سے دوچار ہوئی تھی۔ اسوقت آتشباری تعرب وجوار مین بند ہوگئی تھی لیکن دور سے گولہ باری کی غضب آلود آوازین آرہی تھین انھین کھلی ہی جو خوفناک نظارا مجھے دکھائی دیا مین مجبور ہون اوسکا کچھ ذکر کرتا ہون۔ یہ مہیب سمان اکثر ایسے اوقات مین جبکہ میرا دل زندگی سے بیزار ہوکر خودکشی کی طرف مائل ہوتا ہے خود بخود میری نظرون مین پھر جاتا ہے۔ مکان کی حیثیت معلوم کرنے کے لئے اپنے دل مین ایک لمبی۔ طویل۔ ٹیڑھی۔ سیدھی ساخت کا شبہ خیال کرلو۔ یہ مجھے معلوم نہین کہ آیا اوسے ہماری فوج نے تیار کیا تھا یا کسی دہقان نے اوسے اپنے کہیتہ مین بنایا ہوا تھا۔ ہوا غلیظ۔ گرم۔ بدبودار اور ہر قسم کی عفونتون سے بھری ہوئی تھی۔ اسکا محض خیال آجانے سے میری طبیعت گھبرانی شروع ہوجاتی ہے۔ اسکے بعد فرض کرو کہ کئی سو آدمی گھر درے تختون پر پڑے ہین۔ غلیظ چیتھڑون یا گھاس کے بچھونون پر سر ہلا رہے ہین۔ انمین سے اکثر مردہ یا قریب المرگ۔ بہت سے حالت نزع مین (بعض) کے جسم بہت بری طرح سے مجروح ہوکے سب خون مین تر۔ کئی ڈھاڑین مار رہے۔ اور باقی مہیب چلا یا کراہ رہے ہین۔ چھ سات آدمون مین پانی کے ایک قطرہ کیلئے عجزو الحاح کر رہے ہین اور تم خود بھی انمین اس حالت مین پڑے ہو کہ پیاس سے سینہ پھٹ رہا ہے جو چہرہ درد سے جل رہا ہے اور جسمین کا ایک ذرہ باقی نہ رہا ہے۔ پانی۔ پانی کی آوازین مینے اتنی دفعہ دردناک لہجون مین سنی ہین کہ اوسکا شمار میری طاقت سے باہر ہے اب باوجودیکہ اس واقعہ کو سترہ برس گزر گئے ہین مگر پھر بھی یہ رقت انگیز آوازین اکثر مجھے خواب مین سنائی دیتی رہتی ہین پھر اپنے دل مین خیال کرو کہ ڈاکٹر استین چٹرلے خون آلودہ ہاتھون سے ابتدائی مرہم پٹی کر رہے ہین (ناظرین کو خیال رہے کہ یہ صرف عارضی ہسپتال تھا جو اسوقت کیلئے صفون کے پیچھے بنالیا گیا تھا) اور سخت دل آدمی پانی۔ انیسون کے سٹ یا برانڈی مین مسکن ادویات ملاکر زخمیون کو پلا رہے ہین۔ بعد ازان خوفناک سے خوفناک۔ کروہ سے کروہ رقت انگیز سے رقت انگیز اور سخت سخن آور جس قدر چیزین اور باتین تم اپنے خیال مین لاسکتے ہو انکو دہان موجود فرض کرلو اور یاد رہے کہ ہم اس انسان کے بنائے ہوئے جہنم کی کیفیت کا صرف ادنی سا شائبہ تمکو معلوم ہوگا۔

آنکھین کھلنے پر حافظہ آہستہ آہستہ قائم ہوگیا۔ میرے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور تمام ناک پر پلاسٹر (لیپ)

کیا گیا ہوا تھا۔ اوسوقت مجھے پانی دیا گیا اُس سے جو سکون مجھے اوس وقت حاصل ہوا وہ قیامت تک نہ ہو لیگا لیکن اس خوفناک منظر کے دیکھنے سے بچنے کے لئے آنکھیں موند لیں مگر کانوں کا کیا کرتا۔ آہ وزاری اور چیخ پکار کی آوازیں نہ سُن سکنے کا کیا علاج ہو سکتا تھا؟ اس بے آرامی میں مجھے اونگھ سی آگئی کہ اتنے میں کسیننے میرے بازو کو چھو کر جگا دیا۔ وہ میرے دستے کا ایک نوجوان سپاہی تھا اسکا کام محرری تھا اور وہ قسطنطنیہ سے ڈیڈن تک میرے ساتھ آیا تھا۔ اسوقت بتیاں اور لالٹینیں جل رہی تھیں۔ اللہ اکبر اس روشنی اور سایہ کی یکے بعد دیگرے جھلکوں میں اس خوفناک سین کا نظارہ فرانس کے مشہور مصور گسٹس اڈوری کے لئے اپنی پرکار اور ذہانت کے جوہر دکھانے کا بہت عجیب مضمون تھا۔!

اس شخص نے مجھ سے حسب ذیل کہا: "صاحب آپ تکلم نہ کریں۔ آپکے جسم سے ڈول بھر خون نکل چکا ہوگا۔ آپ بہت کمزور ہو رہے ہیں۔ مجھے ملازم سیمور نے بھیجا ہے۔ چونکہ کمپنی کا کمان افسر اُسکے پاس ہے وہ خود نہیں آسکتا تھا۔ مگر اُس نے اپنا سلام کہلا بھیجا ہے اور سے بندوق کے کندے سے بازو پر ذرا سی خراش آئی ہے۔ ملازم ابراہیم اور چاؤش لبقال کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا۔ تمسے پچھے کمپنی کے دس آدمی ہلاک ہوئے۔ ہم اس وقت اوس پہاڑی پر جہاں سے دشمن نے حملہ کیا تھا فوجکش ہیں۔ پچاس آدمی بھٹک گئے ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ مورچہ میں پہنچ جائینگے۔ چاروں طرف سے افراتفری چھا رہی ہے سالم پلٹنوں کی پلٹنوں کے افسر غائب اور بیسیوں افسر اپنی فوجوں کی تلاش میں سرگردان پھر رہے ہیں۔ ہر ایک چیز کی کایا پلٹ ہو رہی ہے۔ جب ہماری کمپنی کے آدمی ذرا ستا لینگے تو ہم اپنے مورچہ کو چلے جاوینگے ملازم سیمور کا تو ارادہ تھا کہ فوراً چلا جاوے مگر سپاہی جہاں کھڑے تھے وہیں لگان سے پتھر کیطرح گر پڑے۔ سب مضمون پر ہیں کامل فتح نصیب ہوئی اور میدان ہمارے ہاتھ میں رہا ہے۔ آخری وقت روسیوں کے کچھ ایسے اوسان خطا ہوئے کہ لگے دم بھاگ کھڑے ہوئے۔ خونریزی بہت ہی سخت ہوئی ہے اسکے مقابلہ میں پچھلی لڑائی بچوں کا کھیل تھی۔ اب میں آنے کا مدعا بتاتا ہوں۔ ملازم سیمور آپ کو صلاح دیتا ہے کہ آپ ابھی پلیونا چلے جائیں۔ مجھے اوسنے آپکے ہمراہ جانیکے لئے بھیجا ہے اگر تمہارے آپکو بھیجا دن۔ مجروح کو گاڑی پر جانے میں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ علاوہ بریں آپ کی گاڑی پر سوار ہونیکی نوبت کئی گھنٹوں کے بعد آئیگی۔ کیونکہ پہلے سخت مجروح نکالے جا رہے ہیں اس طرح آپ کی باری آتے آتے پلیونا کے کل ہسپتال بھر جائینگے۔ چاؤش نے آپکے زخم پر پٹی باندھکر بعد ازاں ڈاکٹر سے ذکر کیا تھا وہ کہتا ہے کہ گو ہڈی کا گوشت ہڈی تک چر گیا ہے۔ تاہم وہ کوئی خوفناک نہیں۔ آپ صرف خون کے نکلنے سے بیہوش ہو گئے اور جلد پھر چاق چوبند ہو جاؤ گے۔"

یہ سب باتیں غالباً مجھے کو بولنے سے روکنے کیلئے اسنے بہت جلد جلد کہیں۔ جن کو ختم کر کے اوسنے مجھے اٹھا کر دوش

سکت بل کھڑا کیا اور پھر میرے لئے تھوڑی سی برانڈی مہتم اودیہ کے ذخیرہ سے جبکہ اوسکی پیٹھ اس طرف تھی چرا کر مجھے ساتھ لیکر چلدیا
اُسکا دایان ہاتھہ میری کمر مین اور میرا بایان ہاتھہ اُسکے کندھے پر تھا۔ تاریکی چھاگئی ہوئی تھی اور انتہائی شمال شرقی
جانب سے ابھی تک توپون کی کمزور گرج سنائی دے رہی تھی۔ وہان سے پلیونا کے مشرقی مضافات ایک میل تھے
اور وہ ہسپتال جسمین پہلے مین رہچکا تھا وہان سے نصف میل اور پرے تھا چلنے سے مجھے سخت تکلیف ہوئی۔ مین
ایسا کمزور ہورہا تھا کہ اپنا سارا بوجھہ ساتھی پر ڈالا ہوا تھا۔ گو وہ بیچارا بھی بجائے خود ایسا تھکا ہوا تھا کہ اوسے خود اپنے
لئے بھی سہارے کی ضرورت تھی۔

ہر ایک طرف سے چھوٹی چھوٹی دستی گاڑیون سے لیکر فراخ چھکڑون تک مختلف شکلون اور حجمون کی گاڑیون
کی قطارین جا رہی تھین کوئی بیل۔ گھوڑے۔ خچر۔ گدھے۔ کتے اور آدمی کھینچ رہے تھے چلی آرہی تھین۔ ان پیدل گاڑیون
اور گھر دے رستہ سے زخمی و مجروح سپاہیون کو جو گھاس کے پولون پر کچا کچ بھرے ہوئے جگر سگاف آہ و نالے
کر رہے تھے لازمی طور پر سخت اذیت پہنچ رہی ہوگی۔ مجروحین کی جماعتین جنہین سے بعض کو میری طرح اُنکے رفقا سہارے
دیکر لیجا رہے تھے۔ بعض کو رفیق لوگ کندھون پر اُٹھائے ہوئے تھے اور کئی چارپایون پر جو بندوقون۔ چوبون۔ شاخون
اور نیزون کے ٹکڑون سے بنائی گئین تھین لیٹے ہوئے تھے کل طرفون سے پلیونا کیطرف چلی جا رہی تھین۔ اکثر اشخاص
تن تنہا رینگتے اور ٹانگین گھسیٹتے چلے جا رہے تھے جن کے خون کے قطرات تمام رستہ ٹپکتے جاتے تھے ہمنے ایک روسی لفٹنٹ کو
دیکھا کہ وہ اسیطرح کچھہ دور رینگنے کی کوشش سے تھک کر رستہ کے پاس ایک مردہ گھوڑے کے پیٹ سے تکیہ لگا کر موت کے انتظار
مین بیٹھ گیا۔ ہم اسکے پاس سے ہوکر گزرے۔ اسکی عمر مشکل سے بیس برس کی ہوگی۔ اسنے نظر اُٹھا کر میری طرف دیکھا وہ نگاہ انتہا درجہ
اداسی اور مایوسی سے بھری ہوئی تھی مگر ساتھہ ہی ہر دم آنکھون مین جلد مخالصی ہوجانیکی خوشی کی چمک بھی موجود تھی۔ اُس نے مجھے
فرانسیسی زبان مین نہایت کمزور لہجہ سے پانی مانگا۔ میری بوتل مین کچھہ سرد قہوہ بچا ہوا تھا جو میرے رفیق نے اُسکے حلق مین ٹپکا دیا
حرمان نصیب بیکس یار و بے دیار نے اظہار امتنان مین اپنے زخمی سر کو جھکا دیا اور ہم اُسے موت کے آغوش مین لیٹنے کے
لئے چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔

راستہ مین ہر جگہ بیٹھے ہوئے سپاہیون کی ٹولیان موجود تھین۔ کئی کھلے کھیتون مین مردون کے درمیان چند گھنٹے
نیند لینے کیلئے زمین پر لیٹے ہوئے تھے اور کئی اپنی اپنی کمپنیون کی تلاش مین چلے جا رہے تھے۔ افراتفری مین بچھڑ گئے تھے۔
بڑی سرگرمی سے تگ و دو کر رہے تھے۔ سالم کی سالم کمپنیان گرفت و تکان سے مُردہ ہوکر اوسی جگہ جہانتک وہ لڑائی کے
خاتمہ پر پہنچ گئی تھی بیٹھ گئی ہوئی تھین۔ انمین سے اکثر نے صریح احکام کے برخلاف ایسا کیا تھا۔ مُردون کی انبوہون اور

مُردہ گھوڑوں سے جنکی ٹانگیں آسمان کیطرف اُٹھی ہوئی تھیں زخمی گھوڑوں سے جو رقت انگیز آواز میں آہ و بکار کر رہے تھے۔ لڑائیوں کے شکستہ ہتھیاروں۔ ٹوٹی ہوئی گاڑیوں اور دیگر نشانیوں سے اُن جگہوں کا پتہ مل رہا تھا جہاں گولے آکر پھٹے تھے۔ حال ہی تک اُن زخمیوں کو جنہیں پہلے مُردہ سمجھ کر پڑا رہنے دیا گیا تھا اُٹھا رہے تھے۔ زمین پر ہتھیار پڑے تھے۔ اور شکستہ رکفلین و تلواریں بکھری پڑی تھیں۔ اور اُسمیں جسموں۔ ہتھیاروں اور ہزاروں قدموں کے چلنے سے جا بجا گڑھے اور خندقیں پڑی ہوئی تھیں۔ بے سوار گھوڑے خوراک کی تلاش میں چھوٹے چھوٹے گلوں میں زور سے ہنہناتے ہوئے اِدھر اُدھر دوڑتے پھرتے تھے۔

یہ سب نظارے دینے غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی آخری کرنوں کی روشنی میں دیکھے۔ خداوند عالم رحمان کی حکمت ایسی عام ہے کہ محاربہ کو بھی جو بادشاہوں اور مدبروں کی سیہ باطنی و سنگدلی کا پیدا کیا ہوا جہنم ہوتا ہے دھوپ کی برابر حصہ ملتا ہے حالانکہ انمیں ایسے ایسے نگفتہ بہ واقعات درپیش آتے ہیں کہ ہر شخص یہی خیال کر سکتا ہے کہ آسمان کو ایسے نظارہ پر ہنسنے کی بجائے رونا چاہیئے۔

چند غیر فوجی ترک حمالوں کی مدد کر رہے تھے۔ انمیں سے ایک منضبط معمر شخص نے جو مزدوروں کی پوشاک پہنے ہوئے تھا یہ دیکھکر کہ میرا ساتھی جو پست قامت اور بالکل نحیف و نزار تھا میرے بوجھ کو بصد مشکل برداشت کئے ہوئے ہے اوس کو کہا کہ زخمی میرے حوالہ کر کے تم چلے جاؤ۔ اسپر سپاہی اپنی کمپنی کو واپس چلا گیا۔ یہ نیکدل پیر مرد مجھے پہلے ہی مکانوں تک لیگیا تھا کہ درد اور نکان نے مجھے بے چین کر دیا۔ اُسوقت پوری تاریکی ہو گئی تھی اور گولہ باری بند ہو گئی تھی میں نے اُس سے کہا کہ میں اور زیادہ نہیں چل سکتا۔ اس نے جواب دیا "کل ہی ایک فوجی ہسپتال صوفیا سے یہاں پہنچا ہے۔ وہ ابھی وجود میں قائم کیا گیا ہے آؤ اُسے تلاش کرتے ہیں"۔

کئی ترک باشندے اُسوقت گھروں سے باہر فتح کی خوشی منا رہے تھے ان مسلمان باشندوں نے کل لڑائی میں کمال حب الوطنی ظاہر کی تھی۔ شہر کے جنوبی مکانات کی مسطح چھتوں پر کھڑے ہو کر جہاں سے سکوبیلاف اور ریس پک کی معرکہ آرائی بخوبی دیکھی جا سکتی تھی یہ لوگ آفرین و شاباش کے نعروں سے گدھ میموں کی گولیاں ان چھتوں پر بآسانی پہنچ سکتی تھیں اپنی سپاہ کا حوصلہ بڑھاتے رہے تھے۔ اور علاوہ بریں پہلی صف تک بلا خوف و خطر گھس کر اپنے سپاہیوں کو کھانے اور شربت سے تازہ دم کرتے رہے تھے۔ ان لوگوں نے ہمکو ہسپتال کا پتہ بتایا۔ اس پتہ پر چلکر ہم دونوں ایک چھوٹے سے مکان پر پہنچے مگر ایک بدشکل سی عیسائی عورت نے ہمیں دیکھکر اُسکا دروازہ نہایت درشتی سے بند کر لیا۔ ترک نے اسپر اُس عورت کو لعنت بھیجی۔ پھر ہم دوسرے مکان پر گئے اور اس دفعہ ہم ٹھیک مکان پر پہنچے۔

عثمان پاشا نے عیسائیون کے ساتھ ایسی نرمی کیساتھ برتاؤ کیا تھا کہ وہ نہ فقط اپنی جان و مال کیطرف سے ہی بیفکر بلکہ کسی قدر گستاخ اور دلیر بھی ہو گئے تھے مگر دوسرے ہی دن اُنکی شیخی خوب کرکری ہو گئی اُس دن تمام بالغ بلغاری مردوں کو مقتولین کے دفن کرنے مین مدد دینے پر مجبور کیا گیا۔

اس ہسپتال نے ہمارے پہنچنے سے کچھ عرصہ ہی پہلے اپنا انتظام ٹھیک ٹھاک کیا تھا۔ یہ ایک چھوٹے سے پرائیویٹ مکان مین قایم کیا گیا تھا۔ اس مکان کے محب وطن مالک نے اپنے خاندان کیلئے صرف باورچیخانہ اور ایک بیرونی مکان رکھ کر باقی کل عمارت ہسپتال کے واسطے دیدی تھی۔ ہمسے پہلے ایک گاڑی چار زخمی وہان چھوڑ گئی تھی اور صرف سات اور شخصون کی باقی گنجائش تھی۔ یہ تعداد دوسرے ہی گھنٹہ مین پوری ہو گئی اور آدھی رات سے پہلے ہسپتال مین بیس بیمار ہو گئے ہسپتال کا سٹاف یہ تھا۔ ایک ڈاکٹر۔ ایک اسکا نائب۔ دو خادم اور ایک عام کامون کیلئے نوکر۔

ڈاکٹر نے میری ٹھوڑی کا معائنہ کرکے زخم کو سی دیا۔ ناک کو خفیف سا صدمہ پہنچا تھا۔ وردی اُتار کر مجھے ایک آرام دہ پلنگ پر لٹا دیا گیا اور درد کی تسکین کیلئے دوائی پلا کر کہانے کے لئے گوشت کی یخنی مین پکی ہوئی چاول اور انڈے دیدیا گیا۔ بعد ازان جب زخمیون کی دوسری جماعت پہنچی تو مجھ کو اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ نو واردون مین سے اکثر ایسے تھے جن کے پاش پاش شدہ اعضا کاٹے جانیوالے تھے۔

گاڑیون کی مسلسل کھڑکھڑاہٹ اور رات کیلئے پناہ ڈھونڈھنے والے بھٹکے ہوئے سپاہیون کی قدمون کی آہٹ نے مجھے نیند نہ آنے دی جب ہسپتال مین مطلقاً گنجائش نہ رہ گئی تو دروازہ پر ہسپتال والون اور آنے والون مین کئی دفعہ یہ گفتگو ہوتی میں نے سنی۔

ہسپتال والے۔ "کون ہے"۔

باہر سے۔ صاحب زخمیون کی گاڑی آئی ہے پانچ ترک ہین اور ایک روسی"۔

ہسپتال والے۔ "ہسپتال بالکل بھر گیا ہے اب ایک مریض بھی اور نہین لیا جا سکتا"۔

باہر سے۔ "صاحب سب ہسپتال والے یہی کہتے ہین۔ کیا ہین ان بیچاروں کو ساری رات گاڑی پر ہی پہرا رہون"

ہسپتال والے۔ "مشفق ہم مجبور ہین۔ ہم ناممکنات پر قدرت نہین رکھ سکتے"۔

اس گفتگو کے بعد دروازہ بند ہو جاتا اور گاڑیوالا آہ و بکا کرتے ہوئے زخمیون کو لیکر بڑبڑاتا ہوا کسی اور مکان کی تلاش مین چلا جاتا۔ آدھی رات کے قریب مجھے اونگھ آگئی۔ اس وقت میرے کمرے مین جو چھوٹا سا تھا دو اور مجروح (ترک) لیٹے ہوئے تھے ان دونون کے اعضا کاٹ دئے گئے تھے اور وہ نیند سے کلورافارم (بیہوش کرنیکی دوائی) کے اثر کو دور کر رہے تھے

دوسرے دن مینے پھوڑے کے باغ مین ٹانگون اور بازوؤن کا ایک انبار لگا ہوا دیکھا - آدہی رات کے بعد مجھے نیند آگئی اور صبح اوسوقت بیدار ہوا جبکہ مجھے ناشتہ کے لئے جگایا گیا -

اس لڑائی کے کل واقعات کا خلاصہ حسب ذیل ہی :- ۳۰ جولائی کیطرح اُس دن بھی روسیون نے جو جنرل کرودنر کے زیر کمان تھے - چار طرفہ یعنی شمال، شمال مشرق - مشرق اور جنوب سے حملہ کیا - عین شمال کیجانب بونہی سامنا متصرف طور پر مقابلہ ہوا - اس طرف روسی جنرل موش کا رف تھا - جسکو قبل از وقت ہی یہ خبط سوجھ گیا کہ دِدِ کی طرف جاکر ہماری پسپائی کے راستہ کو منقطع کردے - یہ خیال آتے ہی اُس نے اپنی فوج میدان جنگ سے ہٹالی اور دِدِ کو چلا گیا - یہان آخر کار صرف اپنی پسپا ہوتی ہوئی فوج کو پیچھے محفوظ رکھنے کا کام دیا گیا -

شمال مشرق کیطرف سے جو روسی فوج آئی وہ جنرل وگجامی نوکے ماتحت تھی - اِس فوج نے ہماری رستہ پسپائی کے حصہ کثیر پر جسپر میرا مورچہ بھی شامل تھا حملہ کیا - کامیاب ہوئی - سورج چھپنے سے پہلے کمپنی کے پیچھے آنیکے بعد غنیم اسکی اکثر خندقون پر قابض ہوگیا تھا مگر آخر کار بڑی طرح سے ٹوک دم بھاگا دیا گیا تھا - یہ امر مجھے کم از کم بچشم خود دیکھنے والون کی زبانی تصدیق ہوا ہے کہ روسیون کی یہ فوج کمال سراسیمگی اور وحشت اور نہایت ہی سخت بے ترتیبی اور بدحواسی کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگی تھی - اسکو خود روسی مؤرخ بھی تسلیم کرتے ہین - کروپاٹکن اپنی کتاب مین اسے "بے ترتیب پسپائی" کہتا ہے - جو روسی فوج مشرق کیطرف سے آئی تھی اُسکا کمانڈر پرنس جارج شا کوبکوئی تھا - اُسنے ہماری دستہ پر کے قلب پر حملہ کرکے دو مورچون کو فتح کرلیا اور پھر دونون بازوؤن کے درمیان فانے کی طرح پلیونا کی طرف مغرب بدیہ بڑھنا شروع کیا - میرے زخمی ہونے کے بعد فریقین نے پے در پے ایکدوسرے پر جلد جلد حملے اور ہلّے کئے - آخر کار آفتاب کے قریب روسی شکست کھا کر بھاگ گئی اور ہمنے اپنے دونون مورچے پھر فتح کرلئے - اس طرف بھی دشمن کی پسپائی فراری سے کم نہ تھی مگر پھر بھی دوسرے دستہ کی فراری جیسی بُری نہ تھی -

جنوب مین روسی کمانڈر جنرل سکوبیلاف تھا جو کل روسی کمانڈرون سے قابل اور لایق مانا گیا تھا - یہ شخص وادی طلیمنتزا اور اسکے مغرب مین اور نیز ٹرک کریشن کے کنارہ کنارہ بونس بک کی افواج کے مقابلہ پر نہ فقط اپنی جگہ پر ہی قایم رہا بلکہ کچھ خفیف سی پیرہ دستی بھی حاصل کرلی - چنانچہ جب عام واپسی کا حکم ملنے پر اُس نے بکراہ اس حکم کی تعمیل کی تو صرف اُسیکا کالم ایسا تھا جو خاصی باقاعدگی کے ساتھ پسپا ہوا -

دوسرے دن چند روسی باتریون اور ایک تازہ دم رجمنٹ نے اس قدر آگے بڑھکر کہ وہان سے اُنکے گولے ہم تک پہنچ سکین گولہ باری شروع کردی - مشیر نے مقابلہ کیلئے اپنی تمام کیوری جسکی گنجایش ہوسکتی تھی ایک ہلکی باتری اور ایک

پلٹن انفنٹری بھیجدی - فریقین میں خاصہ زور شور سے مقابلہ ہوا - دونوں طرفوں کو پیچھے سے اور کمکیں بھی پہنچنے لگیں - اور ایک وقت تو اس بات کے بھی آثار پیدا ہو گئے کہ غالباً کل کیطرح پھر آج بھی عام لڑائی شروع ہو جائیگی مگر روسیوں کو ہوش آگیا وہ پیچھے ہٹ گئے اور ہماری فوج بھی اپنی آگئی - دشمن کا تعاقب نہ کیا گیا کیونکہ رات بات پھر یہ ہے کہ ترکوں میں (کل کی تکان اور کوفت کے باعث) تعاقب کرنیکی سکت ہی نہ تھی -

بمصداق طویلہ کی بلا بندر پر ان شہر یمتوں کا الزام جنرل کروڈنر پر لگایا گیا - محاربہ کے بعد اس سے کمان لے لی گئی اور اسے دارسا (پولنڈ کے روسی علاقہ کے صدر مقام) کے فوجی گورنر کا اسسٹنٹ بنا دیا گیا -

ترکی فوج کی تفصیل جسمیں ۴۰ ہزار آدمی اور ۷۵ توپیں تھیں میں اوپر دے آیا ہوں - روسی اپنی فوج کی جمعیت جو اس لڑائی میں شامل ہوئی ۳۶ پلٹنیں انفنٹری - تیس سکاڈرن کیواری یعنی جملہ ۴۰ ہزار آدمی اور ۱۷۶ توپیں بیان کرتے ہیں - سوائے ان پلٹنوں کے جو دریائے ردو کے پل کے قریب متعین تھیں باقی کل ترکی فوج لڑائی میں شریک ہوئی - مشیر بذات خاص کئی دفعہ لڑائی کے گھمسان میں شریک اور گولیوں کی زد میں رہے - ایک بالکل تازہ دم سالم روسی جنٹ (انفنٹری) میدان جنگ میں اسوقت پہنچی جبکہ لڑائی عملی طور پر ختم ہو چکی تھی - یہ جنٹ روسیوں کی مندرجہ جمعیت میں شمار نہیں کیگئی اس نے اپنے ہزیمت خوردہ مقاتلیوں کی پسپائی کے وقت انکو غنیم کے تعاقب سے محفوظ رکھنے کا کام دیا -

اس بات کی ترکی افسروں کو افسوس رہا کہ لونچہ کی چھ پلٹنیں وہاں سے آکر کیوں لڑائی میں شریک نہ ہوئیں اگر وہ بھی آجاتیں تو سکو بلاف دو طرفہ آتشباری میں گھر جاتا - ایسا کرنے سے لونچہ بیشک کچھ عرصہ کیلئے بے پناہ ہو جاتا مگر عام محاربہ کے شور و شغب میں پھر خاص کر ایسی صورت میں جبکہ غنیم کو ہزیمت ہو رہی ہو دشمن کو فوج کی عارضی عدم موجودگی میں شہر (لونچہ) پر فوج بھیجنے کی نہ فرصت ہوتی اور نہ اس کام کیلئے اس کے پاس زائد فوج ہی تھی - زمانہ حال کے مشہور شہنشاہ اور جرنیل نپولین کا مقولہ تھا کہ جرنیل کو جو خود شریک محاربہ نہ ہو اور اسکی فوج پیکار میں مصروف ہو تو اسے لازم ہے کہ توپ کی آواز سنتے ہی جدھر سے وہ آئی ہو اس طرف چل پڑے - لونچہ میں رہنے پاشا کا کمانڈر تھا اس نے یا تو نپولین کے اس اصول کو نظر انداز کر دیا - یا ممکن ہے مشیر کا ہی اسے حکم ہو کہ لونچہ سے کسی صورت میں باہر نہ آئے - عثمان پاشا لونچہ کو بڑا ہی ضروری مقام تصور کرتے تھے - اسی وجہ خود انہی کو بہتر معلوم تھی

ہماری فوج میں دو ہزار قتل اور سخت زخمی ہوئے تھے اسکے علاوہ چند ہزار کو خفیف زخم پہنچے جو ایسے تھے کہ ان کو ان کے ہسپتالوں میں بھیجا جائے - روسیوں کے نقصانات کا اندازہ ۱۰ کے مورخین ... مقتول و مجروح بتاتے ہیں مگر شاید

اخبارات اور اُس وقت کے مورخین نے دس ہزار کی تعداد بتائی تھی غالباً ٹھیک تعداد ان دونوں کے بین بین ہے ہمنے ایک ہزار ترک اور تین ہزار روسیوں کو دفن کیا۔ ان کے علاوہ ایک ہزار روسی ہمارے پاس اسیر تھے جو مجروح سفر کی تکلیف کو برداشت کر سکتے تھے۔ اگست ۳۱ - جولائی سے پلیونا کو بھیجنا شروع کر دیا گیا۔

روسیوں کے ہواخواہوں کا الزام بالکل بے بنیاد ہے کہ ترک سپاہی روسی مجروحین کو قتل کر دیتے تھے مجروح اسیروں سے بعینہٖ وہی سلوک ہوتا تھا جو کہ مجروح ترکوں سے۔ وحشیانہ قتل کی شاذ و نادر واقعات کونسی لڑائی اور کونسی مہذب ترین فوج ہے جسمیں نہیں پائے جاتے ۱۸۷۰ء کے محاربہ جرمنی و فرانس میں سیڈان کی لڑائی میں بمقام بازیلاس جرمن اور فرنچ مہذب سپاہیوں کی شائستگی کل دنیا کو معلوم ہے مگر یہ کہنا کہ ترک بالالتزام یا بالعموم اسیروں یا مجروحوں کو ایذا پہنچایا کرتے تھے محض جھوٹ ہے۔ افسروں کو تاکیدی حکم تھا کہ کوئی زیادتی کسی قسم کی نہ ہونے دیں اور خطاکار کو پوری سزا دی جائے۔ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ اس حکم کی پوری تعمیل کی جاتی تھی۔

لڑائی کے بعد ترکی فوج میں عجیب افراتفری پڑی ہوئی تھی۔ مگر ۱۔ اگست تک کل نظام اور ترتیب پھر درست ہو گئی۔ جب ہم فاتحین کی یہ حالت ہوئی تو ظاہر ہے کہ ہزیمت خوردگان کا کیسا برا حال ہوگا۔ یکم یا دوم اگست کو ہمارے پاس ارخانیہ سے چار پلٹنوں کی کمک پہنچی انہیں سے دو لوچہ کو بھیجدگئیں جس سے وہاں کی جمعیت آٹھ پلٹن ہو گئی۔ اسکے علاوہ نوعمر رنگروٹوں کی بھی متعدد جماعتیں بطور کمک پہنچگئیں اور یہ نوجوان اُن کمپنیوں جنکو سب سے زیادہ نقصان پہنچا تھا تقسیم کر دئے گئے۔ ان کمکوں سے پلیونا میں مشیر کے پاس ۳۵ پلٹنیں یا ۴۰ ہزار آدمی ہو گئے اور شروع ستمبر تک ہماری جمعیت یہی رہی۔

۳۱ - جولائی کو سٹوا کی روسی فوج میں کھلبلی اور بدحواسی پھیلگئی تھی۔ اس عجیب و غریب واقعہ کی تفصیل بتلانا میرا منصب نہیں۔ علاوہ بریں مجھ سے بدرجہا لائق شخص (مثلاً یکے ازان تہیلوداں ٹروتھا) وہاں کی روسی فوج کی حیرت افزا بدحواسی کے نظاروں کا ہو بہو نقشہ کھینچ چکے ہیں۔ مگر پھر بھی ناظرین سے یہ بیان کر دینے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اس معاملہ سے بخوبی ثابت ہو رہا ہے کہ ۳۰ اور ۳۱ - جولائی کی دو کامل شکستوں سے تمام روسی فوج کے چھکے چھوٹ گئے تھے۔ اسوقت روس کی حالت بعینہٖ دیسی شخص کی حیرانگی کے مشابہ تھی جو ایک زمین پر بیٹھے ہوئے شخص کو قریب المرگ سمجھ کر اُسکے پاس بایں ارادہ گیا ہو کہ اس کا کچھ مال متاع ہضم کرے۔ مگر مال کے عوض اُسے دو ایسی زبردست ایذا رسان اور بامروت ٹھوکریں لگی ہوں کہ اُن کو باقی عمر کبھی فراموش نہ کر سکے۔ جنگ کریمیا کے شروع میں بعینہٖ یہی معاملہ گزرا تھا۔ میری مراد سلسٹریا کے ناکامیاب روسی محاصرہ اور جنگ گرگیوو (جرجوا) سے ہے۔

قضا و قدر کے اچانک نزول کی طرح بعینہٖ اسی طرح جیسے کہ ۱۸۵۴ء مین ہوا تہا روس کو یکبارگی حق الیقین ہوگیا کہ مکروہ و منغوض اور کاہل و غافل "مرد بیمار" نے کامل ترین طاقت و قوت کا زبردست ثبوت دیدیا ہے روسی ہیڈ کوارٹر ٹرنوا سے بلگریڈ کو ہٹا لیا گیا۔ گورکو کو بلقان پار سے وے بلا لیا گیا۔ ولایت مشرقی رومیلیا خالی کردیگئی زاریچ (ولی عہد) دریا لوم سے پیچھے ہٹ آیا روانیا کی امداد کو اب اُسی منہہ سے جس سے کہ نہایت حقارت کیساتھ اسکی درخواست امداد کو مسترد کردیا گیا تہا نہایت تپاک اور شکریہ کے ساتھ قبول کیا گیا (نہین بلکہ اب خود التجا کیگئی) اور فوجکے دس مزید ڈویزن جمع کئے جانیکے لئے پیچھے جلد بھیجدیا گیا۔ قصہ مختصر زار کی یہ شیخی اور ڈینگ کہ مین بذات خود اپنی فوج کو اس طرح سے لیکر کہ گویا تفریحی سیر کر رہا ہون عنقریب قسطنطنیہ مین داخل ہوجاؤنگا خاک مین مل گئی اور ساڑہے چار مہینون تک محاربہ روس و روم کا نتیجہ صرف اس سوال تک محدود رہا۔ کہ آیا پلیونا بچ رہیگا یا فتح ہوجائیگا؟ پورے ساڑہے چار مہینون تک ایک واحد شخص نے شان و شوکت کے اس انتہائی معراج تک صعود کرکے جس سے آگے بڑہنا انسانی امکان مین داخل نہین اُن تمام فوجون کی خس برابر پروا نہ کی جن کو روس اپنے نہ ختم ہونیوالے ذخیرہ سے لاکر کمال غیظ و غضب کے ساتھ اُسکے مقابلہ پر بہیجتا رہا۔ اور وہ جب مغلوب ہوا تو صرف فاقہ اور بہوک کی وجہ سے جس زبردست معاون سے سباستوپل کے نامحفوظ ڈوڑل مین کی دور اندیش مہم و فراست نے صبر و تحمل کیساتھ کام لیکر وہ بات کر دکہائی۔ جسے گورکو اور اسکو ملایف کی تیزی و تندی۔ اوس جرمن خاندان ہوہن زولرن کا رکن رکین شہزادہ چارلس والی روانیا جسکی نسبت عام مشہور ہے کہ فتح و ظفر ہمیشہ اُسکے ہمرکاب رہی ہے۔ اور خود زار کی موجودگی جس کو اب پہلی دفعہ معلوم ہوگیا کہ لاکہون اور کروڑون سپاہیون کے دل باوجود ایک واحد شخص کی کامل استقلال اور زبردست عزم و ارادہ کے برخلاف خاک کے برابر بھی وقعت نہین رکہتے۔ نہ کرسکی تھی۔

اس لڑائی کے بعد روسی فوج کی حالت کو روسی سپہ سالار گرینڈ ڈیوک نکلس کی مشہور آفاق تار سے جو اوس نے شہزادہ چارلس کو بہیجی تھی بخوبی قیاس کیا جاسکتا ہے۔ اس تار کا مضمون یہ تہا "ہماری مدد کو دوڑو۔ ورنہ ہم تو کو جہان سے اور جس طرح سے چاہو عبور کرو۔ مگر ہماری مدد کو پہنچو جلد۔ ترک ہمکو معدوم و برباد کر رہے ہین عیسائی مذہب کی لاج خاک مین ملگئی ہے۔"

اللہ اکبر اگر ٹرکی کے پاس اگست مین اُس کاہل اور سست الوجود محمد علی کی جگہ (جس پر رومن جرنیل کنکیٹر کا نام خوب صادق آتا ہے گر افسوس جسمین اُس پرانے زمانہ کے جرنیل کی بعض نیک اوصاف بہی موجود نہ تہے) کوئی اوسط عقل ہی کا مستقل مزاج کمانڈر ہوتا۔ اور اگر سلیمان پاشا اپنی بے نظیر گربے سوز شجاعت کے جوہر دکہانیکو کچہہ عرصہ کے لئے

بالائے طاق رکھکر کسی قدر زیادہ وسیع النظری اور تامل اندیشی ظاہر کرتا تو حیرت زدہ دنیا (جو عثمان پاشا کے کارناموں سے پہلے ہی مبہوت ہو رہی تھی) وہی نقشہ پھر دوبارا دیکھہ لیتی جو اُس نے سیدان[1] مین دیکھا تھا (یعنی جس طرح نپولین سوم اس جگہ ۱۸۷۰ء مین اپنی نوے ہزار فوج سمیت فاتح پر شیا والون کے ہاتھ اسیر ہوگیا تہا اُسے طرح زار اسکندر مع اپنی کل فوج کے بمقام ٹرنوا یا بلکہ یہی جہان اسکا ہیڈ کوارٹر تہا ترکون کے ہاتھہ اسیر ہو جاتے مترجم)۔

باب نہم

زمانہ بیکاری - ۳۱ - جولای سے ۶ ستمبر ۱۸۷۷ء تک

مین ہسپتال مین چار یا پانچ دن رہا - جہان میرا وقت تمباکو پینے - کہانے پینے اور سونے مین کٹتا رہا - ٹہوڑی کے زخم کیوجہ سے بولنے مین تکلیف ہوتی تہی - پہلے دن بعد ظہر صلہ پر گولہ باری ہونیکی آواز سُنکر مین ڈاکٹر کے حکم سے خلاف ورزی کرکے اُٹہہ بیٹہا - مگر فوراً ہی شدت کے ساتہہ مجھے چارپائی پر لیٹ جانیکا حکم دیا گیا - تیسرے یا چوتہے دن مجھہ مین کافی طاقت آگئی اور مینے اُٹہکر خادمون کا جن پر کام کا بیحد بوجھہ پڑا ہوا تہا - ہاتہہ بٹایا - میرے کمرے والے دونون سپاہیون نے بیدار ہونے پر جب اپنے اعضا کٹے دیکہے تو پہلے تو بہت بگڑے مگر جیسا کہ تقدیر کے قائل ہونیکے باعث ترکون کا عجیب وغریب خاصہ ہی کہ ہر حال مین تن بتقدیر اور راضی برضا ہوتے ہین - اونہون نے جلدی رنج وتاسف کو بہلا دیا اور راضی خوشی ہنسنے بولنے لگ گئے۔

غذا نفیس اور وافر ملتی تہی حتی کہ اسکی وجہ سے مین ہی ایک طرح سے بالکل نفیس و لطیف مزاج بنگیا - اس ہسپتال مین رسد کوئی نہ تہا - آٹھہ آدمی صوفیا کو بہیجدئے گئے تہے وہ جانے پر راضی نہین تہے کیونکہ یہان بیمارون کو کامل آرام ملنے کے علاوہ گاڑی پر سفر کرنیکی تکلیف سب کو معلوم تہی - مجھے صوفیا جانیکے لئے مجبور نہ کیا گیا مگر اختیار دیدیا گیا کہ اگر چاہون تو جا سکتا ہون - مینے یہین ہسپتال مین رہکر صحت یابی کے بعد اپنی کمپنی مین جانیکے کو پسند کیا - آٹھہ آدمیون کے چلے جانے پر ہسپتال مین بارہ آدمی رہگئے اتنے بیمارون کیلئے بھی دراصل یہین گنجائش تہی - میرے معالجی سب کے زخم سخت اور نازک تہے - انہین سے دو میرے سامنے فوت ہو گئے - مجھے ٹہوڑی کا زخم یونہی ہر وقت مگر کہانے کے

[1] سیدان فرانس کا ایک مشہور شہر ہے جسے ۱۶۴۶ء مین لوئی چہاردہم شاہ فرانس نے فتح کیا تہا ۱۸۷۰ء مین اس جگہ نپولین سوم قیصر فرانس نے معہ نوے ہزار فوج جرمنون کے سامنے ہتیار رکہہ دئے تہے - مترجم

وقت بہت دکھ دیتا۔ لیکن وہ توقع سے بڑھکر جلد اچھا ہوتا گیا۔ مجھے بڑی شکایت خون کے نکلجانے کیوجہ سے ضعف کی تھی لیکن میری فطرتی مضبوط طبیعت اور وافر مقوی غذا نے اس شکایت کو بھی جلد رفع کر دیا۔

محاربہ کے اس مرحلہ تک ہمارے ہسپتالون یعنی وانٹیئر اور سول ہسپتالون کا انتظام فی الواقع بہت اچھا تھا نومبر کے قریب وہ بہت ابتر ہوگیا۔ گورنمنٹ ہسپتالون کی کیفیت اول آخر ناگفتہ بہ تھی۔ میرے والے ہسپتال کا ڈاکٹر بلغاری نسل مگر مسلمان۔ ترکون کا نہایت ہی پرجوش و سرگرم حامی۔ کئی زبانون مین ماہر اور اعلےٰ تعلیم یافتہ تھا۔ اُسکا کام صوفیا مین اچھا چلا ہوا تھا۔ اُسنے اپنے چند محب وطن دوستون کی امداد سے یہ ہسپتال اپنے خرچ سے تیار کیا تھا اور اپنے پاس سے ہی خرچ کرکے اُسے چلا رہا تھا۔ وہ اپنے کام مین ماہر اور ہوشیار مگر کم سخن اور اکھڑ مزاج تھا۔ نائب ڈاکٹر اس پیشہ مین ابھی تازہ تازہ داخل ہوا تھا۔ وہ شریف الطبع اور انگریزون اور اُنکے دستور و قواعد کے پسند کرنیوالون مین سے تھا۔ وہ کچھ عرصہ لنڈن کے کسی ہسپتال مین بھی مشق و تجربہ کیلئے رہ آیا تھا۔ اور انگریزی بول سکتا تھا۔ خدام نیک طبیعت اور دل سے کام کرتے تھے مگر بے علم تھے۔ صحت یابی سے کچھ عرصہ بعد مہینے ڈاکٹر کو اپنی تیمارداری کے صلہ مین ایک خفیف سی رقم کی "تحریری سند" جو مجھے تنخواہ کے عوض ملی تھی۔ دی۔ مین امید کرتا ہون کہ عثمانیہ گورنمنٹ کا یہ پرامیسری نوٹ (ہنڈی) اُسکے کسی کام آگیا ہوگا اور محض ردی کاغذ نہ رہا ہوگا۔

نائب اور خدام ہمکو کل معاملات روزمرہ کی خبرین سُنانے رہتے تھے۔ کوئی غیر معمولی واقعہ اس دوران مین نہ ہوا ہمارے کیمپ سے پندرہ پندرہ میل کے فاصلہ تک کسی دشمن کا نام و نشان نہ پایا جاتا تھا۔ سِلسٹوا کی ہر لڑائی اور ہر طرف سے روسی فوجون کی پسپائی کی خبر ہمنے ہسپتال مین سن لی تھی۔ ہمارے کیمپ مین مورچون کی تعمیر کا کام بڑے زور شور سے شروع ہوگیا تھا۔ دوسرے یا تیسرے دن میری کمپنی کا ایک کارپورل جسے جیک کے میدان جنگ سے اُٹھائی گئی رائفلون سے بھری ہوئی گاڑیون کی قطار کے ساتھ لطور گارڈ روانہ کیا تھا مجھے ملنے آیا۔ اُسنے مجھے جیک کا ایک پنسل سے لکھا ہوا رقعہ دیا۔ اُسکا مضمون لفظ بلفظ یہ تھا:-

پیارے رفیق! میرا زخم اچھا ہوتا جاتا ہے۔ مجھے اچھی خاصی چوٹ لگی تھی۔ جو درد بھی بہت کرتی تھی مگر ایسی نہ تھی کہ بستر پر پڑجاتا۔ مین امید کرتا ہون کہ تم جلد صحت یاب ہوکر اپنی کمپنی مین پہنچ جاؤ گے اور ہم تمہارے اتحت فتوحات حاصل کرینگے۔ امید ہے کہ کپتان ایسی جلدی صحت یاب نہ ہوگا۔ مین ان دنون ایک دوسری پلٹن کو جسکے سپاہی اول درجہ کے نکمے ہین ایک نیا مورچہ بنانے مین مدد دینے مین سخت مصروف ہون۔ کیا اس لڑائی کا دن مدت العمر یاد رہنے والا دن نہین تھا۔ لڑائی کے خاتمہ پر میرے پاس کمپنی کی شکل صورت تو تھی۔ مگر آدھے آدمی بگانے (یعنی دوسری کمپنیون کے) تھے برابر

چوبیس گھنٹہ تک ہمارے تھکے ہوئے سپاہی واپس آتے رہے اسوقت مقتولین و مجروحین کے علاوہ صرف ایک آدمی کے سوائے جسکو گم ہوجانیکی مینے قطعی رپورٹ کردی ہے اور سب موجود ہوگئے ہین۔ تازہ ترین خبر یہ بتا تی ہے کہ روسیون کا بُرا حال ہوا ہے۔ مین ہون تمہارا مخلص۔ جیک۔

مینے کارپورل کو اپنے دوپہر کے کہانیسے کچھ کہلا کر میرے زخمی ہونیکے بعد جو کچھ کارروائی ہماری کمپنی نے کی تھی اسکے حالات دریافت کئے۔ کارپورل کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے فریق عاول پاشا کی تلوار کسی دشمن کے بندوق کے کندے کی ضرب سے دو ٹکڑے ہوگئی تھی۔ اور کہ مشیر نے لڑائی کے بعد آدھی رات کے وقت بنفس نفیس اپنے کل مورچون کا معاینہ کیا تھا۔ اُسنے یہ بھی بتایا کہ کیمپ مین عام افواہ ہے کہ روسیون نے ہدنہ (التوا و جنگ) کی درخواست کی ہے۔

جہان تک مجھے یاد پڑتا ہے اس لڑائی مین میری کمپنی کو باین تفصیل نقصان پہنچا تھا۔ افسر قتل ایک (اول لفٹنٹ)۔ مجروح دو (کپتان اور مین) خفیف مجروح ایک (میجر)۔ سپاہی قتل ۱۰۔ مجروح بیس۔ خفیف مجروح ۳۰ یا ۳۵ مفقود الخبر ایک۔ پس ہماری کمپنی مین اب ایکسو بیس صاف کنندہ رہگئے تھے۔ اگست مین ۴۰ رنگروٹ ہماری کمپنی مین ایزاد کئے گئے اور دس مجروح صحت یاب ہوکر کمپنی مین آملے۔ اس حساب سے اُن پانچ آدمیون کو وضع کرنے کے بعد جو بیماری کے باعث شامل نہ ہوئے تمبر کی لڑائی مین میری کمپنی مین ۱۴۵ آدمی تھے۔ نومبر تک اس کمپنی سے کوئی شخص فرار نہ ہوا۔ بعد ازان دو آدمی بھاگ گئے۔

ہسپتال مین ہمکو پرانے اخبار دئے گئے۔ کئی ترکی۔ ایک انگریزی اور ایک فرنچ اخبار تھا۔ انگریزی و فرنچ کسی رو انگریز نے بھیجے تھے۔ یہ تو بتانے کی ضرورت ہی نہین کہ گو اونکے مضمون پرانے تھے تاہم مینے اُن کا لفظ لفظ پڑھا۔ ترکی اخبار مینے اپنے رفیق بیماروں کو دیدئے۔ جو اُن کی فضول جعلی تعلیمات اور مغلوبات کو پڑھکر سخت متنفر ہوئے۔ وطن سے روانہ ہونیکے بعد مجھکو کوئی خط نہین ملا تھا۔ ڈاک کا انتظام ایسا بُرا تھا کہ اکثر کہنا ہی فضول ہے۔

ہسپتال کی اقامت کے آخری دن نایب میرے لئے ترکی زنانہ پوشاک لے آیا۔ اُسنے کہا کہ کوئی صاف مردانہ لباس نہین مل سکا لیکن میرا خیال ہے کہ اُسنے یہ کارروائی تمسخر کیلئے کی تھی۔ مینے اپنے کپڑون کو جو خون سے لتھڑے ہوئے تھے۔ پھپولا ڈیکے باغ مین دھونیکے لئے اونکو اوتار کر یہ زنانہ پوشاک پہن لی۔ مجھے اس ہیئت کذائی مین دیکھکر فرشتے بھی خوب ہنسے ہونگے۔ میرا سارا چہرہ پٹیون سے ڈھنپا ہوا تھا۔ ایک ترک دوشیزہ نے مجھے کپڑے دھونے میں امداد دی۔ اُسکی آنکھون۔ حرکات۔ آواز۔ گفتگو۔ قد و قامت اور دلفریب برہنہ ہاتھون سے معلوم ہورہا تھا کہ وہ لوعمر و خوبصورت

اور دل آویز ہے۔ ایک نہایت ہی معمر شخص جسکے جسم پر عشہ پڑا ہوا تھا بطور محافظ اُسکے ساتھ تھا۔ اسکی نسبت یہ ہمین نے مجھ ذہن نشین کرادیا تھا کہ وہ بہرہ ہے۔ پینے مصدر "سومک" (محبت کرنا) کے تمام صیغے اور اُنکی گردانین (نفی کے صیغے کے سوا) بخوبی سیکھ لین۔ اور جب پیر مرد ہمارے حال پر کمال شفقت کرکے دھوپ مین سو گیا تو پینے معلوم کرلیا کہ زبان مین یہ جملہ "ہم ایک دوسرے کا بوسہ لے سکین گے" ایک لفظ مین ادا کیا جاسکتا ہے۔ اس امر کے معلوم کرنے کے لئے نقاب اٹھایا جانا ضروری تھی۔ اسکے اٹھائے جانے پر مجھے تصدیق ہوگئی کہ اس نازنین کے حسن و جمال کی نسبت جو کچھ پینے قیاس کیا تھا وہ بالکل درست تھا۔ ہم دفعہ عشق کا یہین تک مطالعہ کرنے پائے تھے کہ نائب نے مجھے پکار کر انگریزی مین کہا کہ ڈاکٹر اور لڑکی کا باپ (جو مالک مکان تھا) بازار سے لوٹے چلے آرہے ہین پینے جب اسکا ترجمہ کرکے لڑکی کو بتایا تو وہ مجھے یہ جملہ "تم مجھے اپنا گرویدہ کبھی نہین بنا سکو گے" کہہ کر جو بیزار ایک ہی لفظ مین ادا کیا گیا تھا۔ رم شدہ غزال رعنا کیطرح دوڑکر اندر چلی گئی۔ اسپر بوڑھا بھی چونک کر بیدار ہوگیا۔ پینے اُسے بتایا کہ لڑکی کوئی کام نہین کرتی تھی وہ بالکل بیسود اور نکمی تھی۔ اسلئے مینے اُسے بیمعنی پایا ہے۔ اسپر بوڑھا بھی یہ کہتا ہوا "تمام عورتین ایسی ہی ہوتی ہین" کانپتا ہوا مکان کے اندر چلا گیا۔ اور اس ہشتاد سالہ پیر مرد نے اپنے مدت العمر کی تجربہ کی بنا پر جو نصیحت آمیز فقرہ کہا اسپر عشق و محبت کے مختصر سے کارنامہ کا جو عین موقعہ کارزار کے دوران مین وقوع پذیر ہوا خاتمہ ہوگیا۔

جب باروت خیاہ کی آگ پر میرے کپڑے خشک کردئے گئے اور نازنین کی نازک انگلیون نے اُنکے سوراخ اور چاک مرمت کردئے تو مین انکو پہن کر اپنے رفقاء سے رخصت ہوگیا۔ اور ڈاکٹر کی ہدایات کے مطابق پہلے اسلحہ خانہ کو گیا۔ وہ ایک مسجد مین بنایا گیا تھا۔ میرا ریوالور اور تلوار گم گئے تھے۔ پینے وہان سے ریوالور اور تلوار کے علاوہ ایک نیا کوٹ اور ایک پتلون بھی لی۔ جنکا مینے پولندہ بنا لیا۔ گودام مین ہر چیز بکثرت موجود تھی۔ اس کام سے فارغ ہوکر مین کپتان کے پاس گیا۔ وہ اس ہسپتال مین تھا جہان مین پہلی مرتبہ رہا تھا۔ اس جگہ بھی مجروحین کی پوری تعداد معلیہ (یعنے ۶۰) موجود تھی۔ لڑائی کی رات کو اسمین اسّی شخص تھے۔ کپتان کے کندھے کا زخم گو جب مراد مندمل ہورہا تھا لیکن وہ بہت نحیف اور پژمردہ ہورہا تھا۔ ہڈی کے چند ٹکڑے نکال دیگئے تھے مین اسکے ساتھ دیر تک باتین کرتا رہا مگر جیک کی نیک خواہش کا اس سے کوئی ذکر نہ کیا۔ کپتان نے دوسرے دن صوفیا چلا جانا تھا کیمپ مین جاتے ہوئے خوش قسمتی سے مجھے بارکش گھوڑون کی ایک قطار مل گئی۔ مین ایک یا پر چڑھ بیٹھا اور صندوقون پر بیٹھکر ٹانگین ایکطرف کو لٹکا لین۔ اور اس معزز (یعنی تمسخر خیز) آن بان سے مورچہ مین گیا جہان ہر ایک شخص نے سچی خوشی سے مجھے خوش آمدید کہا۔ جیک کو جس قدر خوشی ہوئی اسکا ذکر کرنا ہی فضول ہے

مینے اپنی حاضری کی اطلاع اپنے میجر کو کرکے اپنی کمپنی کی کمان لے لی۔

تین ہفتون تک حاضری۔ معائنہ اور بعیدی چوکیون کے معمولی فرائض کے سوا ہم بالکل بیکار رہے لیکن دین شبا ہماری چوکسی اور حزم و احتیاط مین ذرہ بہر فرق نہ پڑا گو ایسا ہوجاتا تو کوئی نقصان نہ ہونے پاتا۔ کیونکہ روسیون نے ہمپر حملہ کرنا تو درکنار ہمارے مورچون کے قریب پھٹکنے کی بھی کوشش نہ کی۔ اس بات کی سخت نگرانی کی جاتی رہی کہ اسلحہ درست حالت مین رہین۔

موسم نہایت شاندار تہا۔ آسائش و آرام کے لئے ہمنے تمام ضروری سامان مہیا کرلیا تہا۔ اور جس قدر آسایش میدان جنگ پر مورچون کے اندر رہنے والون کو مل سکتی ہے ہمکو حاصل تہی۔ فوج کی حالت فی الجملہ اطمینان بخش تہی۔ ایکدفعہ کونین کا ذخیرہ ختم ہوگیا۔ اور چونکہ اس وقت چند آدمی بخار سے بیمار تھے اس امر سے کسی قدر تشویش پیدا ہوگئی۔ گرد اکٹرون نے کونین کے آنے تک اسکا کام ایک وطنی درخت کی چھال سے لیلیا۔ جسکو سفوف سے ایک خوراک بلا ناغہ انہی سپاہیونکو کہانی پڑتی تہی۔ غذا عمدہ اور وافر تہی۔ قصبہ مین تقریبًا ہر ایک ضروری چیز کا وافر ذخیرہ موجود تہا۔ اکثر چھوٹی چھوٹی چیزین مثلاً صابن۔ بتیان۔ دیاسلائی کے بکس۔ نمک۔ قند وغیرہ باقاعدگی کے ساتھ تقسیم نہین ہوتی تہین کیونکہ ان کے ذخیرہ ہر وقت احتیاج کے موافق موجود نہین رہتے تھے۔ لیکن مجہو اور جیک کو اس بات کا پہلے سے ہی خیال تہا اور ہمنے لڑائی سے پہلے پلیونا سے ان چیزون کی کافی مقدار بہم پہنچالی تہی۔ ترکی سپاہی کے راشن مین قہوہ داخل نہین لیکن ہفتہ مین تین یا چارون کبہی کبہی کل آدمیون کو مگر زیادہ تر صرف افسرون کو یہ نعمت مرغوب بطور زائد راشن تقسیم کی جاتی تہی۔ ہم کفایت شعاری کرکے راشن مین سے اس قدر بچا لیتے تھے کہ کم از کم ایک پیالی روز مل سکے۔

دنیا مین جو کچہہ گزر رہا تہا ہمکو اسکی خبر ملتی رہتی تہی۔ سب طرفون سے روسیون کے پیچہے ہٹ جانیسے ہمارے کمپ مین کمال خوشی پہیل گئی تہی۔ لیکن روسیون اور رومانیون کے تازہ اتحاد اور آخرالذکر کے دریاء ڈینیوب کو عبور[۵۵]

[۵۵] رومانیون نے مقام کرویا کے قریب سلیس نواری (واقعہ برساحل چپ) اور ٹیپی کوئی المعروف ماگورلا (واقعہ برکنارہ ۱) کے درمیان اس جزیرہ سے بھی فائدہ اٹہاکر جو ان دونون مقامون کے درمیان دریا مین واقع ہے ڈینیوب پر پل تیار کیا تہا۔ اسپر سے انکے دو ڈویژن ۴ راگست اور یکم ستمبر کے درمیان گذرے۔ ایک تیسرا ڈویژن اس سے پہلے ۳ راگست کو بمقام نیکوپولی کشتیون پر دریا کو عبور کرکے پہنچگیا تہا۔ چوتہا ڈویژن کلافت اور اسکے قرب وجوار مین رہا۔ سوا فوجی فوج مین اسوقت یہی چارون ڈویژن تہے۔ پرنس چارلس نی الفور پلیونا کیطرف جارحانہ کارروائی شروع کرنیکا ارادہ رکہتا

کر آنے سے باخبر اور عمدہ تعلیم یافتہ افسروں کو کسیقدر تردد پیدا ہو گیا ہوا تھا۔

بعض افسروں کا بیان تھا کہ شہزادہ چارلس پرشوی (جرمن) نژاد ہے۔ اور ایک جرمن جرنیل بارہ روڈی نزنکے برابر ہوتا ہے۔ مگر وہ افسر جو سپاہیوں سے ترقی کر کے بلند مدارج تک پہنچے تھے شہزادہ کی پرجوشی پر تمسخر اڑاتے تھے ادن کا بیان تھا کہ پرنس ایک بچہ ہے جو کھلونے سے کھیل رہا ہے رومانوی فوج انکی نظروں میں کھلونا تھی وہ چارلس کو بھی میلان والے سروایا کا بھائی سمجھتے تھے حالانکہ ان دونوں میں ذرہ بھی مشابہت نہیں۔ اول الذکر بہادر سپاہی ہونیکے علاوہ شریف طبع اور قابل عزت شخص ہے۔ اس دوسری قسم کے ترکی افسروں میں اکثر جاہل شخص تھے۔ ان میں سے مینے کئی

تھا مگر جنرل سٹو نے جو روسی مغربی فوج (جو روسی فوج پلیونا کے فتح کرنے پر مامور تھی) اسے مغربی پکارا جانا تھا کیونکہ وہ روسی قلب سے مغرب کیطرف تھی اکا کمانڈر تھا اصرار کیا کہ روسی فوج کے انتہائی دائیں حصہ کے قریب پہنچنے کیلئے دونوں رومانوی ڈویژن دریائے ڈینیوب کے دائیں ساحل کے کنارہ کنارہ مشرق رویہ دریائے ووڈ کے دہانہ تک بڑھتے جائیں اور پھر وہاں سے جنوب کو ہو کر مقامات کریٹا و بریزنی انتزا کو جائیں۔ چنانچہ اسیطرح کیا گیا۔ ایسا کرنے میں سٹور اور گدام کرد بیال سے دہانہ ووڈ کو پہنچانے پڑے جس سے رومانوی فوج کو سخت تکلیف پہنچی اور ایک ہفتہ بھر اسے بہت بے آرامی ہوئی۔ مجملہ دیگر وجوہات اس تکلیف کیوجہ سے ہی کرو پاٹکن نے رائے ظاہر کی کہ سٹو کی تجویز غلط تھی۔ گو ترکوں کی دو پلٹنیں بشتی ہیں۔ تین راہو وامیں اور کئی فانی طرز دریائے کے بالائی حصہ میں موجود تھے انہوں نے پل بنائے جانے میں کوئی مزاحمت نہ کی۔ مجھے ٹھیک معلوم نہیں مگر میرا خیال ہے کہ رومانویوں کے آنے پر بشتی کی پلٹنیں راہو دا کو ہٹ آئی تھیں ستمبر میں رومانیوں نے پل کو کرد بیاسے اٹھا کر نیکوپولی اور طور نوماگوریلی کے درمیان بنا دیا۔ شروع ستمبر میں متفقہ روادوی دوسری مغربی فوج کی کمان بظاہر پرنس چارلس کے ہاتھ میں دیگئی۔ اور سٹو کو اسکے سٹاف کا اعلےٰ افسر بنایا گیا۔ مگر دراصل شہزادہ کی کمان صرف اپنی فوج پر تھی۔ جنرل سٹو اس سے بالکل خود مختار ہو کر کام کرتا رہا۔ کرو پاٹکن اپنی کتاب میں اس دوعملی پر سخت اعتراض کر کے اسکو ستمبر کی شکست کا باعث قرار دیتا ہے اس لڑائی میں روسی کمان کی حالت فی الحقیقت اس دوعملی سے بھی بدتر تھی۔

اسمین زار اور گرینڈ ڈیوک نکلس بھی موجود تھے یعنی اس حساب سے اسمین روسیوں کی فوج پر چار اعلیٰ کمانڈر موجود تھے۔ گو روسیوں کا بیان ہے کہ زار اور ڈیوک صرف دیکھنے والے تھے۔ انہوں نے کسی بات میں دخل نہیں دیا تھا۔ اچھا یہی سہی مگر صرف دیکھنے والے یا نظارہ باز اپنی ایک لاکھ فوج اور چار سو توپوں کو کلہم تیس ہزار آدمیوں اور ۷۰ توپوں سے شکست فاش کھاتے دیکھ کر دل میں خوش تو بہت ہی ہوئے ہونگے ۱۱ اکتوبر میں سسووپول کا میر جنرل ٹوڈل بن پانچواں اعلیٰ کمانڈر ہو کر شامل ہوا۔ مصنف

خود دیکھے جو کو کمال جفاکش اور بہادر تھے مگر ایک لفظ لکھنا یا پڑھ نہیں سکتے تھے۔

مشیر کو بیرونی دنیا کے حالات سے پوری خبر ہوتی تھی۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ قسطنطنیہ سے انکو ساعت بساعت کل اطلاعیں پہنچتی رہتی تھیں۔ اسوقت تک تار کا سلسلہ پلیونا۔ اور ارخانیہ وصوفیا کے درمیان صحیح وسالم تھا۔ ہیڈ کوارٹرز میں ہر روز تمام اعلیٰ افسروں کی کمیٹی ہوتی تھی۔ اور جو خبریں افسر سنکر آتے تھے وہ پھر تمام کیمپ میں مشتہر ہو جاتی تھیں۔

شروع اگست میں سلطان المعظم نے جو خط عثمان کو لکھا تھا وہ ہمارے فریق نے پڑھ کر اپنی کل فوج کو سنایا۔ جلالت مآب نے کل عثمانیہ قوم کی طرف سے اس خط میں مشیر اور اوسکی ننھی سی بہادر فوج کا دوہری فتحیابی پر شکریہ ادا کر کے عثمان پاشا کو نہایت بیش قیمت شمشیر جسکے قبضہ درمیان پر ہیرے جڑے ہوئے تھے تحفتاً ارسال کی تھی۔ سپاہیوں نے یہ خط سنکر بڑے زور سے خوشی کے نعرے بلند کئے۔ لیکن بادشاہ سلامت اگر تلوار کی جگہ کچھ نقدی ارسال فرما دیتے تو بہت کارآمد ہوتی۔ ترکی افسر جس صبر وتحمل سے اپنی تنخواہ کی مسلسل عدم وصولی کو برداشت کر لیتے ہیں اور اس امر کا کبھی کوئی گلہ یا شکایت نہیں کرتے اوسے دیکھکر واقعی نہایت حیرانی پیدا ہوتی ہے۔

خط کے بعد ترقیوں کی فہرست سنائی گئی۔ اس فہرست میں اپنا بھی نام سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ میں ملازم اول بنا یا گیا۔ اس ترقی میں میری تنخواہ میں بھی پچاس پیاسٹر (نو شلنگ) ماہوار کا اضافہ ہو گیا۔ لیکن تنخواہ خواہ چوگنی کر دی جاتی۔ میری مالی حالت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑ سکتا تھا (کیونکہ تنخواہ تھوڑی تھی یا بہت۔ نقد کوڑی ملنے کی نہ توقع اور نہ کبھی ملی)۔

اگست میں کئی مورچے تیار کئے گئے۔ انکی مفصل فہرست ستمبر کی لڑائی کے حالات میں دوں گا۔ انجینیروں کی کمپنی نے ہیڈ کوارٹر سے لیکر لوکووا اور اوپانتز کے قریب کے مورچوں تک باش طابیوں۔ اور کریشن کے مورچوں تک تار کے سلسلے قائم کر دئے تھے۔ سپاہیوں میں ایک دوسرے کو دیکھا دیکھی اپنے لئے گڑھے کھودنے کا خبط نہایت زور سے پھیل گیا جو فتح پلیونا کے دن تک برابر قایم رہا۔ بڑے بڑے مورچوں اور اون کی نعلی وسامنے کی خندقوں کے علاوہ جن مورچوں میں توپیں اور باتریاں تھیں بعیدی چوکیوں کے سپاہیوں اور سنتریوں نے بھی اپنی حفاظت کیلئے بیشمار چھوٹی چھوٹی گڑھیاں اور خندقیں بنالی تھیں۔ مورچوں کے درمیان ایک سے دوسرے تک محفوظ راستے اور ریزرو فوجوں اور سٹوروں کے لئے عقب میں بھی محفوظ پڑاؤ اور میگزین (گودام گھر) تیار کر لئے گئے تھے۔ ان چھوٹی گڑھیوں میں سے اکثر کمپنی افسروں بلکہ چند ایک کمپنی ڈ افسروں تک نے بمنشاء خود تعمیر کیں۔ خود میں نے بھی اپنے ذمہ داری پر کئی چھوٹی چھوٹی گڑھیاں بنائیں۔ جو تیار شدہ نقشہ میں نہیں کھائے گئے تھے تیار کرائے تھے۔ سپاہیوں میں دن بدن اپنے لئے زیادہ عمیق گڑھے

کھودنے کا شوق جو افسروں کیطرف سے کسی قسم کے دباؤ ڈالے جانیکے بغیر خود بخود پیدا ہو کر بڑے زور شور کے ساتھ
یونانیوں کا بڑھتا جاتا تھا مجھے نہایت ہی عجیب اور قابل تعریف امر معلوم ہوا۔

۱۵۔ اگست کے قریب فریق نے ملکر مجھ سے [illegible] کہا [illegible] ہمدردی سے ذرا سی بول سکتا ہوں
کہ [illegible] قاصد بنا کر بھیجا جا سکوں۔ [illegible] اس پر مجھے اس روسی فوج کے کمانڈر
کے نام جو پلیونا سے مشرق کیطرف تھا خط دیکر کہا گیا کہ لفانہ بند کیے [illegible] ۲ ہمین دو بانون کے
متعلق تحریر تھا۔ اول ان چند انگریز اور جرمن ڈاکٹروں کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا تھا جن کو روسیون نے گرفتار
کر کے [illegible] قرار دیا تھا۔ یہ لوگ ترکی کو [illegible] ملازم تھے۔ [illegible] لکھا تھا کہ انصاف۔ عدالت۔ [illegible]
[illegible] اور قانون بین الاقوام کے رو سے دشمن [illegible] کو اسیر کرنا جائز نہین۔ دوم یہ سوال
کیا گیا تھا کہ آیا روسنے معاہدہ جنوا۔ ہلال احمر اور صلیب احمر کیطرح [illegible] کو بھی محفوظ
سمجھا ہے یا نہین۔ عیسائی ممالک مین جو دشمن کے ہسپتالون پر سرخ صلیب کا نشان کر دیا جاتا ہے اور ڈاکٹر وغیرہ بھی
یہی نشان بازو سے باندھتے ہین۔ ترکی مین صلیب کی جگہ سرخ ہلال کا نشان مروج ہے مجھ کو زبانی بھی اچھی
طرح سمجھا دیا گیا۔ اس موقعہ سے فائدہ [illegible] اوٹھا کر پینے فوج کو وہ خط دکھایا جو پینے روسی مجروح کے بنانے پر لکھا تھا۔
اور اون سے خط مذکور روسیون کے حوالہ کر دینے کی اجازت مانگی [illegible]

مین نئی پتلون اور کوٹ پہنکر خوب بانکا بنگیا۔ تلوار اور بوٹ اس طرح صاف کئے گئے کہ وہ آئینہ کی طرح چمکنے لگ
گئے۔ سرخ چمکدار ترکی ٹوپی اور اوسکا پسند کیا ہوا سیاہ پہند نما میرے خوبصورت اور صاف و شفاف چہرہ پر خوب
سجتا تھا۔ ناک کی پٹی اوسوقت تک اتر گئی ہوئی تھی۔ لیکن ہڈی ابھی تک زیر مرہم تھی۔ گہری پٹی سے
بندھے ہوئے چہرہ کو بدنمائی خیال کرنیکی جگہ مین اوسٹا اوسپر بہت ہی نازان تھا (کیونکہ وہ میری بہادری اور
مردانگی کا بدیہی ثبوت تھا)۔ میری کمپنی کو نئے کوٹ اور پتلونین دی گئی تھین۔ مگر بوٹ نہ ملے تھے۔ کل محارب مین اور
تو سب چیزین باافراط تھین لیکن بوٹ بالکل نظر انداز کر دئے گئے تھے۔

وقت مقررہ (۱۱ بجے) پر مین اپنے اسکوٹ (اردل والون) کو جا ملا۔ ۲ ہمین باقاعدہ کیولری کا ایک کارپورل

---

[1] پلیفنا اشخاص ارغانیہ سے بلیونا کو آرہے تھے کہ کاسکون کے وسنے انکو گرفتار کر لیا۔ ہمارے فوجی ہسپتالون پر جو
جھنڈا کھڑا کیا گیا تھا اوسکے بیرق کی زمین سفید اور اوسپر سرخ ہلال کا نشان تھا۔ مصنف۔ بروسے قرارداد ہمی ہسپتالون
پر گولہ باری کرنی یا راستہ مین مجروحون سے تعرض کرنا ممنوع ہے۔ مترجم

اور ایک بگلچی تھا۔ اور افسر نے ایک نیزے پر جسمیں مفتول کا سکہ دیا گیا تھا سفید جھنڈا لگا لیا تھا۔ ترکی سوار کے پاس اپنے نیزے کوئی نہ تھے۔ ان دونوں آدمیوں کو غنیم پر ترکی فوج کا رعب بٹھانیکے لئے کل فوج میں سے منتخب کیا گیا تھا۔ وہ خوبصورت نوعمر۔ چاق چوبند اور خوب شگفتہ مزاج تھے۔ اون کا ساز وسامان اور وردی بھی ایسی عمدہ تھی کہ بارک میں سے بارک میں نکتہ چین بھی اونپر کوئی حرف نہیں رکھ سکتا تھا۔ گھوڑے سارے رسالہ میں سے چنے ہوئے تھے۔ ضمناً یہ بتا دینے میں کوئی ہرج نہیں معلوم ہوتا کہ ترکی کیولری کے گھوڑے بالعموم اچھے نہ تھے۔ عمدہ گھوڑوں کے بہم پہنچانے کی کوئی کوشش نہیں کیجاتی تھی۔ اس بارہ میں عثمانیہ فوج کے متعلقون پر سخت ترین الزام وارد ہوتا تھا (ناظرین کو معلوم رہے کہ اب یہ کیفیت نہیں ہے۔ بلکہ اسوقت ترکی کیولری دنیا کی ہائی نمبرون پر تعداد اور گھوڑونکی عمدگی دونوں باتونمیں فوقیت رکھتی ہے۔ دیکھو کتاب واقعات روم۔ اور بست سالہ عہد حکومت امیر المومنین عبد الحمید خان غازی۔ مترجم)۔ میری سواری کے لئے بھی وہ ایک گھوڑا لے آئے تھے۔ وہ تھا تو بہت خوبصورت مگر بڑا شریر۔ میں نے اسے کارپول کے گھوڑے سے بدل لیا۔ کیونکہ میں کامل شہسوار نہیں تھا

ہم بلگریڈ سڑک کے راستہ کمپ سے مشرق رویہ روانہ ہوئے۔ مجھے گرویتزا کے مغرب کی بعیدی چوکی پر خود مشیر کے ہاتھ کی لکھی ہوئی سند راہداری دکھانی پڑی۔ وہاں سے ایک چرکس افسر سب سے آخری اور بعیدی سنتری تک ہمارے ساتھ گیا۔ جسکے پاس پہنچکر میرے کاغذ کو بہا لے ڈالا۔ سڑک بالکل سنسان پڑی تھی رات کو بارش کا چھینٹا پڑ جانے سے گرد وغبار بیٹھ گیا ہوتا اور موسم میں خنکی پیدا ہو گئی تھی۔ ہم سڑک پر تیز روی سے چلے۔

چھ میل مسافت طے کرنیکے بعد ہم کا سکون اور باقاعدہ ردی سواروں کے ایک دستہ کے قریب پہنچ گئے۔ اون کو ہمنے اپنا جھنڈا دکھایا۔ جس پر اونکی طرف سے ایک نوعمر خوبصورت سترین شکل لفٹنٹ اپنا رومال ہلاتا ہوا ہمارے پاس آیا۔ میں اوسکے مشابہت کیلئے چند قدم آگے بڑھا۔ اور ہم دونوں نے خوش اخلاقی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ صاحب سلامت کی۔ میں نے اوسکو فرنچ میں جس زبان کو وہ سمجھتا تھا اپنا مدعا بتایا۔ اوس نے اپنے تئیں افسروں سے مشورہ کرکے آخر مجھے گھوڑے سے اتر کر بالا افسروں کے حکم کا انتظار کرنیکے لئے کہا۔ ردی ہمارے گرد جمع ہو گئے۔ کاسکون نے سکوت نظر تجسس دیکھا مگر اوس نظر میں انداز عناد نہ تھا۔ باقاعدہ سوار خوش اخلاقی اور مدارات سے پیش آئے۔ ہمارے گھوڑوں کو چارہ ڈالا گیا اور پانی پلایا گیا۔ ہم سڑک کے کنارہ پر بیٹھ گئے۔ سینیر افسروں کو سگریٹ دی۔ اور اونہوں نے بڑی خندی سے میری تواضع کی۔ میرے ساتھیوں کو روٹی اور پانی دیا گیا۔ ورنہ چند سوار کمانڈر کا مشایعت کرنیکے لئے مشرق رویہ سڑک پر روانہ کر دئے گئے تھے میں باقاعدہ سواروں کے

لفٹنٹ سے جنگی معاملات کے سوا جہان کی باقی کل باتون پر گفتگو کرتا رہا۔ کاسک افسر فرنچ نہین جانتے تھے۔ آدھ گھنٹے کے بعد سوار واپس آئے اور مجھے سوار ہونے کے لئے کہا گیا۔ میری آنکھون پر پٹی باندہ دیگئی۔ اور میرے گھوڑے کو باگ ڈور کر لیا گیا۔ بیس منٹ کی تیز دلکی کے بعد ہم کھڑے ہو گئے۔ میری آنکھون سے رومال اتار لیا گیا۔ اور مینے خود کو فوج طلیعہ کے فرودگاہ مین پایا۔ طلیعہ مین میر افیاس ہے۔ تین پلٹنین۔ چند رسالے اور ایک کاسک باتری تھی۔ مینے رسمون کی قیامگاہ اور وہان کے حالات کو اپنے دل مین خوب معین نشین کر لیا۔ میرے گھوڑے سے اترنے پر ایک جنرل نے قریب آکر خوش اخلاقی سے سلام کیا اور کہا کہ کمانڈر دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ لیکن اگر تم مجھے خط دیدو تو مین حلفیہ وعدہ کرتا ہون کہ اسے خود کمانڈر کے حوالہ کرکے اسکا جواب ۴۸ گھنٹون کے اندر تمہاری کمپ مین پہنچا دون گا۔ مینے اسے اپنا خط اور نیز روسی قیدی کی چٹھی دیدی۔ اوس نے میری ہمدردی کا شکریہ ادا کرکے چٹھی کو بہی منزل مقصود تک پہنچا دینے کا وعدہ کیا۔ گفتگو ختم ہونے پر وہ انفنٹری کے ایک کرنیل کو میری خاطر تواضع کا حکم دیکر چلا گیا۔ آخر الذکر مجھے ایک چھوٹے سے خیمہ مین لیگیا۔ جہان اور افسر بہی ہمسے آملے۔ اور سب نے ملکر خوب مزیدار کہانا تناول اور شراب نوش کی۔ اور ساتھ ہی ساتھ ہوسم۔ ملک کے حالات اور دیگر عام معاملات پر فرحت افزا گفتگو ہوتی رہی۔ مجھ سے ترکی کیمپ کے حالات کرید کرید کر دریافت کرنیکی کوئی کوشش نہ کیگئی۔ لیکن اسوقت تک بہی حالانکہ لڑائی کو پندرہ دن ہو چکے تہے روسی ترکون کی بہادری اور ثابت قدمی کی تعریف مین نرزبان اور مبہوت تھے۔ کرنیل نے مجھ سے فرنچ مین کہا "رفیق! وہ لوگ تو جن ہین جن۔ ثابت قدمی اور شجاعت مین ہمارا ثانی نہین رکہتے"

آدہ گھنٹہ کے بعد مین اپنے مہمان نواز اور خوش اخلاق اعدا سے رخصت ہوکر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ میری آنکھین پہلی کیطرح باندہ دی گئین۔ اور اوسی طرح باگ ڈور کرکے اپنے ہمراہیون کے پاس پہنچا دیگیا۔ وہان مینے لفٹنٹ سے جنسے میرے پیچھے میرے آدمیون کے ساتھ نہایت شریفانہ برتاؤ کیا تہا۔ اور نیز کاسک افسرون سے دعا سلام لی اور پھر گھوڑون کو تیز دلکی پر لگا لیا۔ کیمپ مین پہنچکر مینے فریق کی خدمت مین حاضر ہوکر جو کچہ دیکہا تہا اوسکی کیفیت سنا دی۔ اس معاملہ کی نسبت مینے سنا کہ دوسرے دن ایک روسی قاصد جواب لیکر گرو تیز آیا تہا۔ لیکن یہ معلوم نہین ہوا کہ وہ کیا جواب لایا۔

۳۱۔ اگست تک ہمارا شغل معمولی روزمرہ کے کام رہے۔ تب تک کسی توپ یا بندوق کی آواز سنائی نہ دی شپکا پر سلیمان پاشا کے متواتر مگر منہ زنا کامیاب حملون کی ہمین اطلاع پہنچتی رہتی تہی۔ اور ہم ہر روز اس بات کے انتظار مین رہتے تہے کہ اب یہ خبر آتی ہے کہ محمد علی نے جارحانہ پیشقدمی شروع کر دی ہے اور ہمکو سب سے آگے بڑہنے

اور روسیون کی داڑھی خود اون کے کمپون مین جاکر مونڈنیکا حکم موصول ہوتا ہے - بیکاری کا وقت کاٹنے کے لئے ہمنے تفریح کا بہت سامان کر رکھا تہا - مختلف کہیلین کشتی - شمشیر بازی - شطرنج - چوسر - محفل رقص و سرود اور کہلے میدان کے ناچ حتے کہ تہیٹرون کا بہی انتظام کر لیا تہا - ترک لوگ قطعاً نہین ناچتے اسلئے یہ تفریح صرف معدودے چند یورپینون اور اون افسرون تک محدود تہی جو یورپ رہ آئے اور وہان کی رسم رواج سیکہ آئے تہے - جبکہ اودین ہمیشہ لیڈیان (عورتین) ہوتی (کیونکہ یورپ مین ناچ مین عورت مرد جوڑا جوڑا ہوکر ناچتے ہین - مترجم) - ہمارے ناچ کی پوشاک اون کپڑون سے بنائی گئی تہی جو پلیونا سے "مستعار" حاصل کی گئی تہی یہ پوشاکین گردن سے نیچے تہین اور اون کے پیچہے عورتون کے سایہ کی طرح موٹے کپڑے کا دم چہلا لگا لیا گیا تہا - ہمارے گلدستے گہاس - اناج کے ڈنٹہلون اور گوبی کے پتون سے اور ہمارے بیبانہ پنکہے بیل کے چمڑے سے بنائے جاتے - ہماری نازونخرے - شترغمزے اور عشقبازی ہجان اللہ اور ہماری چوماچاٹی کے چٹخارے رائفلون کی آواز سے کچہہ کم نہ تہے - یہ تماشے اور ناچ کے لوازمات دیکہہ کر تماشبین ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ جاتے حتی کہ ہنسی سے اونکی حالت ایسی ہوجاتی کہ اونکی آنکہون مین پانی ڈبڈبا آتا اور وہ ناچ کو بند کردینے کی ہمسے بمنت التجا کرتے - جبکہ کبہی کبہی بلغاری لڑکیون کی کامل پوشاک پہن لیتا اور اپنی کمپنی کے کاتب - ایک اور پلٹن کے اپاتہکری (مہتمم اردویہ) اور پلیونا کے ایک موٹے سے جرمن ڈاکٹر کو ساتہہ لیکر جسے کہاکی موٹے کپڑے کی زنانہ پوشاک پہناکر دوشیزہ کی والدہ بنایا جاتا ایسی نقل اوتارتا کہ ہم سب ہنسی کے مارے پیچ اوٹہتے جس قدر مین اسوقت ہنستا تہا مجہے یاد نہین پڑتا کہ عمر مین ویسا کبہی ہنسا ہون - مگر حکام بالا سے اس کہیل کے بند کردئی جانے کا حکم آگیا کہ اس سے افسرون کے رعب مین فرق آنے کا احتمال ہے - چنانچہ ہمنے کمال افسوس کے ساتہہ "جانق بائرطابیہ کی دائل تہیٹر" کو بند کر دیا -

تمباکو دن بدن کم ہوتا جاتا تہا - اور سب سے بڑی مشکل ہمین یہی نظر آرہی تہی - افسرون کو گاہ گاہ راشن کے ساتہہ کچہہ مل جاتا تہا مگر وہ اتنا نہین ہوتا تہا کہ طبیعت سیر ہوسکے - پلیونا مین ایک تولہ باقی نہین رہگیا تہا - فوج نے "مستعار" لے لیکر شہر کو خالی کر دیا تہا - اس موقع پر یقبال نے ایک دن چہہ گہنٹہ کی رخصت لی - اور سہ پہر کو ڈیڑہ سیر سرخی تمباکو لے کر واپس آیا - یہ خدا معلوم اوس نے کہان سے حاصل کیا - اور نہ مین ایسا پاگل تہا کہ دریافت کرتا - تاہم تمباکو دیکہہ کر مجہے بیحد تعجب ضرور ہوا -

اس موقعہ پر مین اون چہوٹے چہوٹے معرکون کے مختصر حالات درج کر دینا مناسب سمجہتا ہون جو پلیونا کے

دوسرے اور تیسرے محاربہ کے درمیان وقوع میں آئے۔ اِن میں سے کسی میں میری پلٹن شریک نہ ہوئی۔ عدم شرکت پر میں بہت افسوس ہوا تھا کیونکہ ہم بکاری سے اُٹھا گئے تھے۔

۶ اگست کو سکوبلاف کے زیر کمان روسیوں کے ایک دستہ نے لوفچہ پر حملہ کیا۔ مشیر نے امین پاشا کے تحت پانچ پلٹنیں تین سو چرکس اور تین توپیں نصرت پاشا کی مدد کو روانہ کیں۔ مگر یہ کمک کے پہنچنے سے پہلے غنیم کو پسپا کر چکا تھا۔ روسی تین سو لاشیں پیچھے چھوڑ گئے جس سے ظاہر ہے کہ اُن کی کل تلفیات کا اندازہ ایک ہزار سے کم نہ تھا۔ ترکوں کے سو سے کم قتل و زخمی ہوئے۔ امین اپنی فوج لیکر پلیونا کو واپس آگیا۔ راستہ میں اون کے اور دشمن کے درمیان مختصر سی آتشباری ہوئی۔

اگست کے ختم ہونے سے پہلے پہلے روسی مغربی فوج نے ہماری گرد نیم دائرہ سا بنا لیا جس کا مونہہ مغرب کیطرف تھا۔ پلیونا اسکے مرکز میں تھا اور اس نیم دائرہ کا نصف قطر سات میل تھا۔ قوس کا شمالی کونہ (پلیونا میں اور جنوبی کونہ دبنیت میں تھا۔ فوج مذکور میں دو آرمی کور (چہارم کور زیر کمان جنرل کریلو اور نہم کور زیر کمان جنرل کرڈونر) اور ایک ڈویژن کیولری کا تھا۔ کل پر جنرل سٹڈ کی کمان تھی۔ شروع ستمبر میں اس فوج میں چند اور دستے اور تین رومانوی ڈویژن بھی شامل ہو گئے۔ اور سب فوج کی اعلیٰ کمان پرنس چارلس کو مامور کرکے جنرل سٹڈ اوس کا اعلیٰ سٹاف افسر بنا دیا گیا۔

۳۰۔ اگست کو مشیر نے پلی شاط کیطرف زبردست جمعیت کیساتھ جارحانہ حرکت کرنیکا انتظام کیا۔ حملہ کنندہ کالم میں ۱۹ پلٹنیں۔ تین باتریاں۔ باقاعدہ کیولری کے سات عثمانیہ کاسکون کے دو اور رسالونکی سواروں کے دس رسالے اور تین سو چرکس تھے۔ یہ کالم خود مشیر کی اپنی کمان میں تھا۔ اور حسن صابری پاشا جو اُس فرقہ کے درجہ پر ترقی یاب ہو گئے تھے نائب کمانڈر بنائے گئے تھے۔

پلیونا کیمپ کی حفاظت کیلئے عادل پاشا کے زیر کمان سولہ پلٹنیں (جنمیں میری بھی شامل تھی)۔ ساڑھے چھ باتریاں اور باقی ماندہ چرکس رہے۔ اس حملہ آور کالم کی جنگی ترتیب و صفائی صف بندی حسب ذیل تھی۔

کمانڈر۔ مشیر عثمان پاشا۔ نائب کمانڈر۔ جنرل ڈویژن حسن صابری پاشا

اعلیٰ افسر سٹاف۔ کرنل [illegible]

---

* رسالونکی کی معاون یا ماہر کیولری کی یہ جمعیت جسمیں اسی سواروں کے دس دس رسالے تھے ایک یا دو دن پہلے یہ پہنچی تھی اِن کے علاوہ انہی دنوں (یا تھوڑا عرصہ) کیولری کا بھی ایک رسالہ پہنچا تھا۔ مصنف

اول بریگیڈ :- کمانڈر بریگیڈیر امین پاشا

اول رجمنٹ :- کمانڈر کرنل عمر بک

چار پلٹنین

دوم رجمنٹ :- کمانڈر لفٹننٹ کرنل محمد لطف بک

چار پلٹنین

دوم بریگیڈ :- کمانڈر بریگیڈیر طاہر پاشا

سوم رجمنٹ : کمانڈر لفٹننٹ کرنل عبد اللہ بک

چار پلٹنین

چہارم رجمنٹ :- کمانڈر لفٹننٹ کرنل رؤف بک

چار پلٹنین

ریزرو اور آرٹلری :- کمانڈر بریگیڈیر احمد پاشا [۱۳۸]

تین پلٹن انفنٹری

تین بیٹریان - فی چھ چھ توپ

کیولری :- کرنل عثمان بک

۷ رسالے باقاعدہ سواران

۲ رسالے عثمانیہ کاسک

---

[۱۳۸] احمد پاشا کو ۳۰ - جولای کی لڑائی کے بعد سیرلوا کے رتبہ پر ترقی دی گئی تھی - مجھ کو کہا گیا تھا کہ وہ نسلاً البانی ہے مگر میں نے اس سے گفتگو کرنے کا کبھی موقعہ نہ ملا - اور اسلئے میں اس خبر کے درست یا غلط ہونیکی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا -

نامہ نگاروں کا قاعدہ نہا کہ جو ترک افسر امتیاز و شہرت حاصل کرتا اسکی نسبت لکھدیتے کہ وہ دراصل یورپین ہے جو بہیس ترک کون کیطرف سے لڑ رہا ہے - مگر یہ محض من گھڑت روایتیں ہوتی تہیں - مثال کے طور پر میں یہ نقطہ درج کئے دیتا ہوں کہ اس وقت کے اخباروں میں یہ عام چرچا ہوتا رہا کہ عثمان پاشا فی الحقیقت فرانسیسی جرنیل بے زین ہے جس نے بہیس بدلا رکھا ہے - ان لوگوں کے نزدیک گویا کوئی ترک بہادر اور لایق ہو ہی نہیں سکتا تہا - مگر ترکوں سے تعریف و تحسین کا اور کچھ ہی حق چہینو کی یہ کوشش کبھی منصفانہ اور مناسب نہیں - مصنف ۱۲

۱۰ رسالے سالونیکی مجاہدین کے۔

۳۰۰ چرکس

میزان ۹ الپٹنین۔۳ باتریان۔۱۹ رسالے۔۔۔۳۰ چرکس یعنی ۱۳ ہزار آدمی اور ۳۲ توپین۔

پیش قدمی یا حملہ کی تجاویز خفیہ رکھی گئین۔ چنانچہ پیشقدمی کے فی الواقع شروع ہوجانیسے صرف چند گھنٹے ہی پیشتر کیمپ کو یہ خبر ملی کہ کسی حرکت کی تجویز کیگئی ہے۔ کالم نے شام پڑجانے پر ۳۰۔ اگست کو کیمپ سے روانہ ہوکر لیپزیا سے دو میل مشرق پلی شاط کی سڑک پر اور اسکے قریب رات بسر کی۔ اور ۳۱ اگست کو علی الصباح آگے روانہ ہوا۔ چند گھنٹون کے بعد جنوب مشرق کی طرف سے توپون کی گرج سنائی دی۔ سب کیمپ کا دھیان فوراً اسی طرف لگا ہوا تھا اور کل خبر پہنچنے کیلیے سخت بیقرار ہو رہے تھے۔ سہ پہر کے قریب جب عادل پاشا نے تین الپٹنین اور گولی بارود کے ایک سو گھوڑے بطور کمک مشیر کو روانہ کئے تو ہمارا تردد اور بھی بڑھ گیا۔ اور جب روسیون کا ایک دستہ گریوتسزا کے مشرق مین نمودار ہوگیا۔ اور عادل پاشا نے باش طابیون کی حفاظت کیلئے جلد جلد چار الپٹنون کو جنہین میری بھی شامل تھی اودھر روانہ کیا تو تردد و انتظار ناقابل برداشت ہوگیا۔ مگر روسی ہماری باتریون سے گولہباری ہونے پر ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی پیچھے ہٹ گئے اور ہم اپنے مورچون کو واپس آگئے۔

شام کو خبر ملی کہ کالم جس کام کے لئے (یعنی دشمن کی جمعیت اور اوسکی وضع اقامت کو بخوبی پرکھنے کیلئے) گیا تھا اوسے کرکے واپس آرہا ہے۔ مگر ہم افسر یہ قیاس کرنے سے باز نہ رہ سکے کہ پیشقدمی مین کامیابی نہین ہوئی۔ لیکن ہمنے یہ رائے سپاہیون سے پوشیدہ رکھی تاکہ اون کے حوصلے پست نہ ہوجائین۔ کالم بہت رات گذرے واپس پہنچگیا۔ اوسکے تین سو قتل اور ایک ہزار زخمی ہوئے جو ساتھ لے آئے گئے۔ روسی اپنے نقصانات کا اندازہ ایک ہزار بتاتے ہین۔ ہماری فوج ایک روسی توپ بطور نشان فتح ساتھ لائی۔ لڑائی نہایت ہی سخت ہوئی تھی اسمین ایک روسی مورچہ کا قبضہ چار دفعہ ایک فریق سے دوسرے کو منتقل ہوا تھا۔

مین نہین کہہ سکتا کہ آیا مشیر کا منشا غنیم کی صفون کو توڑکر آگے جانے کا تھا یا کہ فی الواقع جیسا کہ ظاہر کیا گیا تھا وہ صرف استکشاف اور معائنہ کے لئے گئے تھے۔ اگر اون کا مدعا اول الذکر تھا تو صاف ظاہر ہے کہ پلی شاط کی لڑائی مین ترکون کو زک پہنچی اور اگر دوسرا تھا تو محاربہ مذکور مین اونکو فتح ہوئی۔ کیونکہ اس سے اونکو اپنے مرعا مین کامیابی ہوگئی۔ لیکن کالم کی جمعیت سے پچھلے قیاس مین (یعنی کہ صرف استکشاف حال کیلئے پیشقدمی کیگئی تھی) شک پیدا ہوجاتا ہے۔ تاہم یہ امر کہ ترکون کو فی الحقیقت شکست نہین ملی تھی اس سے ظاہر ہو رہا تھا

کہ کالم کمال باقاعدہ گی اور کامل ترتیب سے واپس آیا اور دشمن نے کوئی تعاقب نہین کیا تہا۔ کرد پاٹکن اس لڑائی کی نسبت لکہتا ہے کہ "اگر سٹوڈنشمن کے ارادہ کو پہلے سے تاڑ لیتا۔ اور اگر وہ اپنی ریزرو فوج سے بہی کام لیتا۔ اور نیز اگر کمک راستہ مین ستانے کی بجائے وقت پر پہنچ جاتی تو جنگ ہالی شاطر مین روسیون کو کامل فتح نصیب ہوتی"۔

اسی دن یعنی ۳۱ اگست سے مسلمانون کا ماہ صیام رمضان شروع ہوگیا۔ اسکے شروع ہونے پر چند مذہبی رسوم ادا کیگئین۔ کمپ کے ملائون نے خوب زور سے وعظ و نصائح کہین۔ بہت کچہ خوشی ظاہر کی گئی۔ اور اچہی خاصی تعداد نے روزہ رکہا۔ نئی درویون کی تقسیم کے متعلق مین دوسرے دن شہر کو گیا تہا۔ وہان میں ایک مسجد مین جسکے کچہ حصہ مین گودام گھر بنایا گیا تہا مذہبی مجلس مین شریک ہوا۔ ہسپتالون مین گل کے مجروحون کے سوائے اور کوئی بیمار نہا۔ پہلی لڑائیون کے تمام مجروح جو صحت یاب نہین ہوئے تہے صوفیا کو بہیج دئے گئے تہے۔ پلیونا مین بہت کچہ امن و سکون قایم ہوگیا تہا۔ دوکانین کہلی ہوئی تہین۔ تجارت خوب گرم تہی۔ اور عدالت و شہری حکومت کا کام حسب معمول سرانجام ہو رہا تہا۔ ترک عثمان کے مضبوط پرون کی پناہ مین خوش اور اپنے تئین محفوظ سمجہتے تہے بلغاریون کو یہی جیتک کہ وہ قواعد و احکام کی خلاف ورزی نہ کرین کوئی ایذا نہین پہنچائی جاتی تہی۔ کسی شخص کو کمپ کی حدود سے باہر نہین جانے دیا جاتا تہا۔ ڈاک خانہ کا کام پہر جاری ہوگیا تہا مگر وہی اپنی سابقہ روش پر۔ مجہے شروع ستمبر مین گہر سے ایک خط ملا۔ مین بلاناغہ ہر ہفتہ خط لکہا کرتا تہا۔ اس دن یکم ستمبر چونکہ جنوبی ہوا چل رہی تہی ہمنے لوفچہ مین توپون کی چلنے کی آواز سنی اور تہوڑی ہی دیر بعد معلوم ہوگیا کہ رفعت پاشا غنیم سے مصروف کارزار ہے اور کہ لوفچہ پلیونا کا سلسلہ تار کاٹ دیا گیا ہے۔

۲ ستمبر کو کرشن کے قریب بیس پلٹنون تین باتریون اور دو رسالون کا کالم تیار کیا گیا۔ میری پلٹن اس دفعہ بہی پیچہے چہوڑ دی گئی۔ لوفچہ گیرا ری ہونے کی آوازین سارا دن سنائی دیتی رہین۔ ۳ ستمبر کی دوپہر کو کالم مشیر کی ذاتی کمان مین روانہ ہوا۔ اسمین چہ چہ پلٹنون کے تین بریگیڈ اور دو پلٹنون کا ریزرو تہا۔ بریگیڈ حسن صابری پاشا۔ امین پاشا اور طاہر پاشا کے زیر کمان تہے۔ توفیق بک اردل شاہ مشیر کے ساتہ تہا۔ پلیونا کی اعلی کمان پہر عاضی طور پر عادل پاشا کو تفویض ہوئی۔ ۵ پلٹنین۔ ۱/۲ ۶ باتریان اور ۲ رسالے پیچہے رہے

۷۸ کرد پاٹکن کی عبارت مینے جہان کہین نقل کی ہے اسکی کتاب کے جرمن ترجمہ سے جسکو کراسہرنے ترجمہ کیا ہے لیا ہے۔ کیونکہ مین خود روسی زبان سے ناواقف ہون۔ مصنف

سارا دن جنوب مین سخت گولہ باری ہوتی رہی اور کچھ عرصہ کیلئے ہم سے بہت قریب ہی توپین چلتی رہین کیونکہ کالم راستہ مین لڑائی کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔

۴ ستمبر کو پہلی خبر سننے مین آئی جس سے سب کے چہرون پر اداسی چھا گئی یہ منحوس خبر یہ تھی کہ روسیون نے لوفچہ لے لیا ہے۔ لوفچہ پلیونا کی سڑک پر دشمن قابض ہے اور آمدورفت منقطع ہو گئی ہے۔ اِس سے مشیر کی سلامتی کی نسبت بہی سخت تشویش اور اندیشہ پیدا ہو گیا۔ عادل نے حکم دیدیا کہ کل فوج حکم ملتے ہی فی الفور چل دینے کیلئے تیار ہو جائے۔ سہ پہر کے وقت رومانوی باش طابیون کے مقابل نمودار ہوئے مگر بآسانی پیچھے ہٹا دئے گئے۔ اس وقت صرف اکیلی ہیری پلٹن دو بڑے مورچون کی محافظ تہی۔ باقی چارون گئی ہوئی نہین۔ ہم کئی گھنٹون تک لڑائی کے لئے بالکل تیار اور مستعد کھڑے رہے۔ مگر ہمین کوئی لڑائی نہ کرنی پڑی۔ ہمنے رومانویون پر گولہ باری کی۔ اور عادل نے اون کے مقابلہ کیلئے کیولری کو آگے بھیجا۔ مگر وہ اوسکے پہنچنے سے غائب ہو گئے تہے۔ اس سے پیشتر اون پہلے مینے اپنی زندگی مین کوئی نہین دیکھا۔

۵ ستمبر کو چرکس جنہین عثمان پاشا نے بھیجا تہا اور وہ چکر دے کر آئے تہے خبر لائے کہ کالم صحیح وسالم ہے اور مغربی شرک کے راستہ واپس آرہا ہے۔ اوسی دن لوفچہ سے اکثر شکست خوردہ سپاہی کیمپ مین پہنچ گئے۔

۶ ستمبر کو علی الصباح کالم کیمپ مین پہنچ گیا۔ اِس دن ہمنے آدھ گھنٹے تک لوفچہ کے ہاتھ سے نکل جانیکا افسوس وغم کیا۔ بعدازان سچے سپاہیون کیطرح ہماری طبیعتین بحال اور دل حسب معمول شگفتہ ہو گئے۔ لوفچہ کی فوج کے باقیماندہ آدمی چھوٹی چھوٹی جماعتون مین مختلف راستون سے کیمپ مین پہنچ گئے۔ اس تاریخ سے بارش شروع ہو گئی لوفچہ کے معرکہ کے حالات یہ ہین :- لوفچہ پر رفعت پاشا کے ماتحت آٹھ پلٹنین۔ چھ توپین اور چند چرکس تہے۔ یکم ستمبر کو روسی زبردست جمعیت مین اوسکے سامنے نمودار ہوئے۔ انہون نے تارون کو کاٹ دیا اور فوج محافظ نے جو مورچے تعمیر کئے تہے اون پر گولہ باری کی۔ دوسرے دن پہر گولہ باری کیگئی جس سے رفعت کو مجبوراً ایک پہاڑی چھوڑ دینی پڑی۔ اور اوس نے عثمان پاشا کو مدد کے لئے کہلا بھیجا۔ ۳ ستمبر کو روسیون نے براہ نام جنرل پرنس امیرت انسکی گرفی الحقیقت سکوبیلاف کی ماتحت بڑی تندی سے حملہ کیا اور چونکہ اونکی جمعیت بہت ہی زیادہ تہی اونکی کامیابی یقینی تہی۔ سکوبیلاف کے ماتحت حملہ کیوقت ۴۵ پلٹنین ۹۴ توپین اور ۱۵ رسالے تہے۔ ترک تہوڑے مقابلہ کرنے مین بہادری سے اپنے (یعنی ترکون) سے جو مدافعانہ مقابلہ مین دنیا پر نظیر نہین رکہتی کر گئے۔ اِس بات کا خود روسی تاریخ ہی اعتراف کرتے ہین۔ رفعت گو لوفچہ کو نہ بچا سکا مگر اوسکا نام بطور "محافظ لوفچہ" ہمیشہ کے لئے لوح عالم پر ثبت رہیگا۔ لڑائی پوری بارہ گھنٹے ہوتی رہی۔ مشیر کا

کالم بدقسمتی سے بعد از وقت پہنچا۔ لوفچہ کی جو فوج لڑائی سے بچ رہی وہ متصلہ کوہستانی علاقہ مین منتشر ہوگئی جس کا زیادہ حصہ چند دنون مین پلیونا پہنچ گیا۔ رفعت نے اپنی چھ توپون مین سے پانچ بچا لین اون کو اور چند سکڑیچ کمپنیون کو لیکر وہ ہیکری کی سڑک پر چڑھ گیا اور بڑا چکر دیکر ۶ ستمبر کو پلیونا پہنچ گیا۔ لوفچہ کی لڑائی مین ۴۵۰۰ ترک قتل۔ زخمی اور مفقود الخبر ہوئے۔ روسی اپنے نقصان کا اندازہ ۱۶۰۰ بتاتے ہین۔ اس لڑائی مین ۲۲ ہزار روسیون نے جن کے پاس ۹۲ توپین تہین ۵ ہزار ترکون کو جو فقط چھ توپین رکھتے تھے شکست دی۔ باین ہمہ کروپاٹکن اسے نہایت "شاندار فتح" لکھتا ہے!! پرنس امرت انسکی نے (بقول ٹرد تھا) اپنی سرکاری رپورٹ مین لکھا ۴۲۰۰ ترک لوفچہ مین اور ۳۰۰۰ تعاقب مین قتل ہوئے۔ شاباش پرنس (شہزادہ) اناینا ئس[1] ! پانچہزار مین سے پانچ ہزار دو سو قتل ہوئے!!! ایک مورچہ مین روسیون نے ترک مجروحین کو جنہین انکو رفیق ساتھ اٹھانہ لیجا سکے کمال سنگدلی سے قتل کر دیا۔ لوفچہ کے عیسائی باشندون نے ترکی باشندون کو بلا تمیز مرد و زن یا بچہ بے حرمت کرکے سخت قساوت قلبی سے ذبح کر ڈالا۔ روسی فاتحین کمال بے پروائی سے یہ مظالم دیکھتے یا قابل تعریف منصف مزاجی سے بلغاری اور ترکون دونون کے مکانات لوٹتے رہے۔ ع۷۹

مشیر کا کالم لوفچہ کی شاہراہ کے راستہ ۳ ستمبر کو روانہ ہوا۔ اوسے راستہ مین بائین جانب روسی فوج اور چند محفوظ باتریان جو سڑک کے مقابل اوس سے متوازی مورچون پر نصب تہین دکھائی دین اور فرنقد مین گولہ باری بہی ہوئی۔ اس کالم نے شام کے وقت لوفچہ کے قریب ربع دائرہ کی شکل مین اپنی پوزیشن قایم کی

ع۱ اناینا ئس عیسویت کے آغاز مین یروشلیم مین گزرا ہے۔ یہ شخص بظاہر عیسائی مگر در اصل بڑا منافق تہا۔ اسی جہوٹ بولنے کی سزا مین غضب الہی اس پر اور اسکی بیوی صفیرہ پر بجلی گری اور وہ دونون فی النار والسقر ہوے۔ مترجم
ع۷۹ میں اس لڑائی کے متعلق کروپاٹکن کی تحریر کا بعینہ ترجمہ دیدینا نہایت مناسب تصور کرتا ہون۔ وہ لکھتا ہے:۔
لوفچہ کی لڑائی نے ثابت کر دیا کہ ترکی توپ خانہ کی لمبی زد کی توپین روسی توپون کی نسبت کیسی زبردست اور موثر ہین۔ روسیون کی ۹۲ توپین تقریبا لڑائی کے اختتام تک پانچ ترکی توپون کو خاموش نہ کر سکین۔ ترکی گولہ باری کا تر کی بہ ترکی جواب دے سکنا ہمارے امکان سے باہر تہا۔ جس کا اخلاقی لحاظ سے بہی روسی سپاہ پر بہت برا اثر پڑا۔ کیونکہ اس سے نہ فقط انفنٹری بلکہ خود توپ خانہ کی فوج کو بہی اپنی توپون پر بہروسہ نہ رہگیا۔

مصنف

اِس قوس کا رُخ لوفچہ کیطرف تہا۔ اوسکا بائین کونہ لوفچہ سے تین میل بجانب شمال لوفچہ پلیونا شارک پر اور دایان کونہ شہر سے بجانب غرب پانچ میل کے فاصلہ پر تہا۔ ایک سبک سیرسنہ مقامات طیطوان اور اطراپل کی حفاظت کے لئے بکری کو جو لوفچہ سے جنوب غرب کیطرف ۴ میل کے فاصلہ پر ہے بہیجا گیا تہا۔ یہ پوزیشن درست کرکے فوج ساری رات وہان سخت تشویش کی حالت مین شب باش ہوئی۔ کیونکہ لوفچہ سے کوئی آواز لڑائی کی سنائی نہین دیتی تھی۔ اور یہ اچہی علامت نہ تہی۔ علی الصباح جو سوار پتہ لانے کیلئے بہیجے گئے تہے۔ وہ خبر لائے کہ شہر روسیون کے ہاتہہ مین ہے۔ اسپر مشیر نے کل افسرون کو جمع کرکے مجلس مین یہ سوال پیش کیا کہ "آیا حملہ کیا جائے یا نہ۔" اس معاملہ پر کافی غور ہونے کے بعد جواب ۹۵ لفی مین دیا گیا۔ روسی باتریون کی وجہ سے

۹۵ جسوقت ایک لفٹنٹ کرنل نے جو غالباً محمد لطف بک ہے اور روسی مہم مین شامل تہا اس مشورہ کی کیفیت میرے میجر کو سنائی اوسوقت مین بہی پاس موجود تہا چنانچہ بک موصوف کے بیان کا جس قدر حصہ مجہے یاد ہے۔ وہ ذیل مین درج کرتا ہون۔ "کل افسر عثمان پاشا کے پاس علی الصباح جمع ہوئے۔ مطلع کدر اور موسم خنک تہا۔ ہم ایک پہاڑی کے ٹیلہ پر جسکے جنوب مشرق مین لوفچہ تہا موجود تہے۔ ہم مشیر کے گرد جو زانو پر نقشہ رکہے ہوئے ایک سٹول پر بیٹہا تہا حلقہ باندہکر زمین پر بیٹہگئے۔ مجلس شورے مین حسن صابری پاشا۔ آیین پاشا۔ احمد پاشا۔ طاہر پاشا کرنل عمر بک و کرنل توفیق بک لفٹنٹ کرنل عبداللہ بک۔ لفٹنٹ کرنل رؤوف بک۔ لفٹنٹ کرنل خیری بک۔ لفٹنٹ کرنل طاہر بک اور دو تین دیگر افسر شامل تہے۔ مشیر نے سوال کیا "کیا ہم لڑائی کریں یا نہ؟" اور ساتھ ہی موافق اور مخالف دونون قسم کے دلایل مختصر طور پر سنادین۔ ہمنے آپسمین چند منٹ مشورہ کیا۔ پہر حسن صابری پاشا نے کہڑے ہوکر کہا کہ "مین بارہ سو سے لیکر پندرہ سو آدمیون تک کے نقصان سے لوفچہ کو حملہ کرکے فتح کر لینے کا ذمہ اُٹہاتا ہون۔" طاہر نے کہا "ہم فرض کرتے ہین کہ لوفچہ کو فتح کر لینگے۔ مگر کیا ہمارے پاس اس قدر فوج ہے کہ ہم پلیونا اور لوفچہ دونون جگہون کو قابو مین رکہہ سکین۔" یہ سنکر مشیر نے کچہہ عرصہ غور و فکر کرنیکے بعد کہا "یہ نہایت معقول اور اہم اعتراض ہے۔ پہلی کیطرح لوفچہ مین صرف آٹہ پلٹنین اور ایک باتری رکہنا اون کو خود معدوم کرانے سے کم نہین ہوگا۔ کم از کم بارہ پلٹنون کا ایک ڈویژن اور چار باتریان لوفچہ کو دشمن کے مقابلہ پر کامیابی کے ساتہہ قابو مین رکہ سکتی ہین۔ مزید برآن لوفچہ اور پلیونا کے درمیان آمد و رفت کا راستہ محفوظ اور قائم رکہنے کیلئے کیولری کی زبردست جمعیت ضروری ہے۔ اگر دشمن پر حملہ کرنیکا فیصلہ کیا جائے تو مین اس غرض کیلئے زیادہ سے زیادہ صرف چار مزید پلٹنین پلیونا سے منگوا سکتا ہون۔" اسکے بعد مجلس مین یہ سوال پیش ہوا "کیا ہمارے پاس پلیونا اور لوفچہ دونون کو قابو مین رکہنے کے لئے کافی جمعیت ہے؟" حسن صابری پاشا نے جواب دیا "ہان"۔ باقی سب نے

جو بائین طرف تھین اب شاہراہ کے راستہ واپس ہونا ناممکن نہ سہی خطرناک ضرور تہا۔ کیونکہ یہ سوچ لیا گیا تہا کہ ممکن ہے روسیون نے اس اثنا مین سڑک پر قبضہ کرلیا ہو (جیسا کہ انہون نے فی الحقیقت کرلیا ہوا تہا) پس شہراہ کو چہوڑکر کالم نودوسیلو۔ سلکووا۔ لسکر۔ اور بالی دا کے راستہ جو محض پگ ڈنڈی سا تہا۔ کرپشن پہنچا۔ راستہ مین کئی سپاہی لوفچہ فوج کے کالم کو ملگئے۔ اور وہ رات کرپشن اور طرنینا کے درمیان شب باش ہوکر ۷ ستمبر کو علی الصباح پلیونا پہنچ گیا۔

جب کوئی معاملہ گذر جائے اوسکے بعد عقلمندی جتانا بڑا سہل کام ہے۔ اور یہ اعتراض کردینا بہت آسان بات ہے کہ مشیر نے ۴۴ گہنٹے پیشتر کمک کیون نہ بہیجی۔ تاہم میرے قیاس مین اس سوال پر کہ آیا فوج کو لڑائی کرنی چاہئے تہی کہ نہین"؟ اگر رائے زنی کی جائے تو جائز ہے۔ میری ناقص رائے مین خواہ کامیابی کی چندان امید نہ بہی ہوتی تو بہی حملہ کردینا بہتر تہا۔ کیونکہ فوج ایک خاص کام کیلئے جو سب کو معلوم اور جسے سب نے پسند کیا تہا یعنے لوفچہ کی حفاظت وحمایت کے لئے گئی تہی۔ اس فوج نے لوفچہ کو روسیون کے قبضہ مین پایا اور وہ اوسکو دوبارا لینے کی کوشش کئے بغیر واپس چلی آئی۔ اس کارروائی سے فوج کے حوصلون کے بہت بری طرح سے پست ہوجانے کا احتمال تہا۔ یہ بات گو کیسی ہیرحانہ معلوم ہو لیکن چند سو آدمیون کی جانین ضائع کردینا اس سے بدرجہا بہتر تہا۔ ایسا کرنیسے ہماری بیس پلٹنون کے حوصلے اس اطمینان کیوجہ سے بڑہجاتے کہ جس کام کے لئے ہم آئے تہے اوسے کردیا۔ یا اپنے طرف سے اوسکو کرانی کی پوری کوشش کردی ہے۔

۵ یا ۶ ستمبر کو ہمین ارخانیہ سے آٹہہ پلٹنون اور دو باتریون کی کمک پہنچی۔ لوفچہ والے سپاہیون کی تین پلٹنین بنالی گئین۔ پس پلیونا کی تیسری لڑائی مین ہماری جمعیت ۴۶ پلٹن۔ ۱۹ رسالے۔ پانچسو چرکس۔ بارہ باتریان جملہ ۳۰ ہزار آدمی اور ۷۴ توپین تہین۔ ۳۴ ستمبر کو ارخانیہ سے مزید کمک کے آنے تک ہماری جمعیت (بعد وضع نقصانات جنگ سوم) یہی رہی۔ میں اس باب مین فقط ۶ ستمبر تک کے حالات درج کرون گا۔ کیونکہ ۷ ستمبر کو وہ گولہ باری شروع ہوگئی تہی جو محاربہ روم دروس کی عظیم ترین لڑائی پر ختم ہوئی۔ اور جس لڑائی کی خونریزی نپولین کی لائپزگ کے بعد فقط سولفرینو۔ کونگ گراز۔ اور گرولاٹ کے معرکون کی خونریزیون سے کم تہی۔ اس موقعہ پر تمام محاربہ

بقیہ حاشیہ (۸۰) کہا یہ نہین کہ مشیر نے اپنی رائے ظاہر نہ کی بعد ازان بہر پہلا سوال پیش کیا گیا اور سب نے باتفاق رائے نفی مین جواب دیا اس موقعہ مشیر کیساتھ حسن جباری نے بہی اپنی رائے ظاہر کی۔ یہ فیصلہ ہونے پر واپسی کیلئے تیار ہونیکے لئے فی الفور حکم سنادیا گیا" مگر کسی معلوم وجہ سے مراجعت دوسرے دن (۵ ستمبر) کی صبح سے پہلے شروع نہ کیگئی۔ مصنف ۱۲

۸۱ یعنے سات رسالے بافاصلہ سو سو دن کے۔ دس سال سالونیکی مجاہدین کے اور دو رسالے عثمانیہ کاسکون کے۔ مصنف

کی پھر مختصر کیفیت دیدینا مناسب معلوم ہوتا ہی - باب ہجدم مین ۱۲ جولائی تک کے حالات درج کئے گئے تھے - اوس سے لیکر ۶ ستمبر تک کے اب درج کرتا ہون - اور سب سے اول یورپ کے جنگ وجدال کو لیتا ہون -

زار وچ (ولی عہد) کی فوج روسی فوج حملہ آور کا دستہ یسا جنرل گورکو کی زیر کمان فوج جو بعد مین جنرل ریڈزر کے ماتحت کردیگئی قلب اور جنرل سلٹوکی زیر کمان مغربی فوج جس پر بعد مین پرنس چارلس کمانیر ہوا - دستہ یمین تھی - اِنکے علاوہ جنرل مرمن کے زیر کمان ڈوبروڈشا مین ایک منفرد آرمی کور تھا جس کو دوسری فوج سے کوئی تعلق نہ تھا - اس آرمی کور نے کوئی کارروائی نہ کی -

پلیونا کی دوسری لڑائی کے بعد زار وچ رستچک کے محاصرہ کا ارادہ ترک کرکے جسے شروع بھی کردیا گیا تھا فرہ لوم کر پیچھے ہٹ گیا - اسکے ایک ڈویزن کو ۴ - اور ۲۳ اگست کو بمقام ایاسلر ترکون نے شکست دی - محمد علی پاشا نے اپنی فوج لیکر جسکی درستی اوس نے خوب احتیاط سے کرلی تھی آگے بڑھا اور ۳۰ اگست کو بمقام فرہ حسن کوی (قاضی کوئی) اور ۶ ستمبر کو بمقام قاضی لیوداسے روسیون کو فاش شکستین دین - ۶ ستمبر تک دریا فرہ لوم کا کل دایان کنارہ اور بائین کنارہ کا بھی کچھ حصہ ترکون کے قبضہ مین ہوگیا - اور روسی بیلا اور یانتزا کو پیچھے ہٹ گئی -

گورکو مشرقی رومیلیا مین بڑھتا چلا جاتا تھا - یکبارگی سلیمان پاشا اسکے مقابلہ پر موجود ہوگیا - جس کے ہاتھ سے وہ ۳۱ جولائی کو بمقام عسکی غرا شکست کھاکر پہلے کازان لک کو ہٹا اور پھر ۶ اگست کو یہ مقام بھی خالی کرکے درہ شپکا کو چلا گیا - اس موقعہ پر گورکو مغربی فوج مین واپس بلالیا گیا اور جنرل ریڈزر کی اوسکی جگہ شپکا کو بھیجدیا گیا - ۲۱ اگست سے ۲۶ اگست تک سلیمان نے شپکا پر جو پے در پے ناکامیاب حملے کئے وہ اس قدر مشہور ہین کہ اون کی تفصیل وتشریح کی احتیاج نہین سلیمان کے پاس تیس ہزار چیدہ فوج تھی جس مین سے ۱۷ ہزار ان حملون مین ضایع ہوگئی روسی مغربی فوج کو شروع ستمبر مین تین رومانوی ڈویزن اور جرنیلان امرت انسکی وسکو بلیاف کا دستہ جو فتح لوفچہ کے بعد فارغ ہوگیا تھا آملا تھا - اور ۷ ستمبر کو اون کی حج پوزیشن (وضع اقامت) تھی اوس کا ذکر اوپر ہوچکا ہے یعنی وہ نیم دائرہ کے شکل مین تھے - جسکا ایک کونہ رینیا پر اور دوسرا بوغوت پر تھا - ۶ ستمبر کو اس فوج نے حملہ کیلیو پلیونا کی طرف بڑھنا شروع کردیا - دوسری لڑائی کے بعد روسیون کا ہیڈکوارٹر ہنکر بلگرینی کو اور زار کا کوارٹر سٹوڈنا کے قریب مقام گورنا سٹوڈن کو چلا گیا تھا -

ثانیاً ایشیا مین یہ واقعات گذرے :- جنرل اوکلو بشیو کا زیر کمان آرمی کور روسی فوج حملہ آور کا دستہ یمین جنرل لویس میلی کاف کا کور (جسمین جرنیلان ڈیول وہیمین کے دستے شامل تھے) قلب اور جنرل طرغوکاسوف کا

کو دستہ لیسار تھا۔

درویش پاشا نے ۱۳ اور ۱۴ اگست کو باطوم سے آکر بمقام موخا اسطاطو جنرل اوکلوشبیو کی فوج پر دو دفعہ حملہ کیا مگر کامیاب نہ ہوا۔ ان دونون حملون کے ماسوا اور کوی اہم واقعہ نہ گزرا اور اس طرف فریقین کی حالت مین کوی تغیر پیدا نہ ہوا۔

جنرل لودیس ہیلی کاف کی فوج مقام کورک درہ اور اوسکے قرب وجوار مین مقیم تھی۔ اسکے مقابلہ پر مختار پاشا الاجا داغ کی پہاڑی پر مورچہ بند اور نہایت محفوظ موقعہ پر جہان سے قارص کے راستون کی بخوبی نگرانی اور حفاظت ہو سکتی تھی مقیم تھا۔ ۲۵ اگست کو متخاصمین مین بمقام ہزل ٹیپ سخت خونریز لڑائی ہوئی مگر اس سے کوئی قطعی فیصلہ نہ ہوا۔ چنانچہ ۷ ستمبر تک دونون فوجین ایکدوسرے کے مقابل اپنے اپنے مقام پر بیکار پڑی ہوئی تھین۔

جنرل طرغو کاسوف بمقام چلفلی نہایت محفوظ موقعہ پر مقیم تھا۔ اسمعیل پاشا نے بایزید سے نکلکر اریوان تک بڑھے جانے کی جو متواتر کوششین کین ان دن کو یہ جرنیل کامیابی کے ساتھ بیکار کرتا رہا اور اسمعیل کو آگے نہ بڑھنے دیا۔

ثالثاً بحیرہ اسود کے سواحل کے حالات کا مختصر خاکہ یہ ہے:۔ ۱۳ اگست تک کوئی کارروائی نہ ہوئی اسکے بعد جنرل الکاسوف نے ترکون کو اون مورچون کے چھوڑنے پر جو اونہون نے دریا رگودوتی پر بنا لئے تھے مجبور کیا۔ اور ۱۳ اگست کو ترکون نے سوخوم قلعہ کو بھی خالی کر دیا۔ جس سے ساحل پر روسیون اور ترکون کے درمیان معرکہ آرائی ختم ہو گئی۔ مگر صوبجات ایبہاسیا۔ کوتائیس اور کوبان مین روسیون کے برخلاف مسلمانون رعایا کی بغاوت برابر بڑھتی رہی جسکو دوردی ڈوینزان بصد مشکل فرو کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ عثمانیہ بیڑہ جہاز نے اسکے سوا اور کوی کام نہ کیا کہ کبھی اڈیسہ کے سامنے اور کبھی دوسرے شہرون کے مقابل نمودار ہو کر وہان کے باشندون کو کسیقدر مشوش کر دیا۔

ہم پلیونا کمپ والون نے اون مختلف خبرون کی بناء پر جو باہر سے پہنچتی تھین محاربہ کے متعلق عام رائے یہ قایم کی تھی۔

"محمد علی کو ابتک لوم پر کامیابی ہوتی رہی ہے اور امید ہو کہ وہ عنقریب کوئی عظیم الشان فیصلہ کن لڑائی کریگا۔ سلیمان نے درہ شپکا کو فتح کرنے کیلیے اپنی پوری طاقت صرف کی اسمین اوسے کوئی کامیابی نہین ہوئی مگر قین کامل ہے کہ حیتک وہ اپنے مدعا مین کامیاب نہ ہو برابر کوشش کرتا چلا جائیگا ایشیا مین دونون مخالف فوجین ایک دوسرے کے مقابل پڑی ہین۔ قرل ٹیپ پر بڑی لڑائی ہوئی۔ مگر اسمین معاملہ یکسو نہ ہوا۔ اسکے

علاوہ کئی دیگر چھوٹے چھوٹے معرکہ ہوئے جن سے کسی فریق کو کوئی نقصان یا فائدہ نہ ہوسکا۔ دہان رہی اپنی سرحد پر اور اوس سے کسیقدر آگے بچاؤ کے پہلو پر تھے۔ ترکون نے جارحانہ کارروائی شروع کی۔ لیکن اس مین کامیاب نہ ہوئے جنگی پیڑہ نے کوئی کارروائی مطلقاً نہین کی۔ اور اوسکے انگریز کمانڈر (ہوبرٹ پاشا) سے جو بڑی بڑی امیدین تھین وہ سب خاک مین ملگئین۔

۹ ستمبر کو کل فوج مین مشیر کا حکم مشتہر کیا گیا۔ اوسکا مضمون حسب ذیل تھا "مغربی جانب کے سوار اور سب طرفون سے روسی تعداد کثیر آگے بڑ رہے ہین۔ اور امید ہے کہ وہ کل ہمپر زبردست جمعیت کیساتھ حملہ کرین گے۔ لیکن مجھے اس سے کوئی تردد نہین مجھے کامل یقین ہے کہ خداوند کریم کی تائید سے میری بہادر فوج اون کو پہلی لڑائیون کیطرح شکست فاش دیکر پیچھے ہٹا دیگی اور اپنے ملک اور نیز دنیا مین اپنی شہرت اور نیکنامی کو پوری طرح قایم رکھے گی" ہم سب لڑائی کے لئے تیاریان کرنے لگ گئے۔ فریق نے کل مورچون کا معائنہ کیا اور ہم مالک فتح و شکست کے حضور بعجز و نیاز دعا مانگ کر ہتیار ہاتھون مین لئے اور پوری وردی لگائے سو گئے۔ سنتری اور محافظ برابر ساری رات پہرہ دیتے رہے۔ مین رات بھر جاگتا رہا۔ دو دفعہ بعیدی چوکیون اور سنتریون کا معائنہ کیا۔ وہان میری کمپنی کے سپاہیون کی نوکری تھی۔ پھر عادل پاشا کے یاور اور میجر تقی کے ساتھ اپنی طرف کے کل مورچون کا معاینہ کیا۔ ہوا تند اور مغرب کی طرف سے چل رہی تھی۔ جسکی وجہ سے آگے بڑھتے ہوئے دشمن کی کہین کوئی آواز سنائی نہین دیسکتی تھی۔ موسم ۹ ستمبر تک صاف رہکر یکبارگی متغیر ہوگیا تھا۔ اوسمین خنکی پیدا ہوگئی تھی۔ اور بادتند کے جھونکون سے تاریک و غلیظ ابر آسمان پر جمع ہو رہے تھے رات سخت تاریک تھی مصیبت کے آنے سے پہلے خوف اور اندیشہ کا جو ناقابل بیان اور غیر معین سا وسوسہ انسان کے دل مین پیدا ہوجاتا ہے وہ مجھ پر کئی دفعہ طاری ہوا۔ مینے بیحد دلیری اور جدوجہد کرکے اوسکو رفع کیا اور نامعلوم امر شدنی کے لئے جو ابھی تک سخت مہیب تاریکی کے پردہ مین تھا مستعد ہوگیا۔ کسی مکان کا چراغ یا روشنی نہین چمک رہی تھی چھپا ہوا تاما کل تیار ہوگیا۔ اور دل کو مضبوط کرلیا کہ اگر کل موت بھی آجائے تو کوئی فکر نہین۔ آخر ایک دن مرنا ہی۔ آندھی کے جھونکے چاروں طرف سے فراٹے بھر رہے تھے جنکی زیر و بم مجھے بعینہ جان توڑتے ہوئے انسانون کی آہ و بکا کے مشابہ معلوم ہوتی تھی۔ اوسوقت گویا زمانہ دنیا کے ایک بڑے واقعہ سے حاملہ تھا۔ چنانچہ اوسکے رحم سے ایسی خونریزی اور قتل عام (کا بچہ) نکلا جسے دیکھکر جہنم بھی دنگ رہگیا ہوگا۔

طلوع فجر کے قریب جب مین میجر سے رخصت ہوا تو اوس نے بحال زار و دش کہا کہ تمام مورچہ مین میری کمپنی سے بہتر

کوئی نہیں ہوئے اپنے مقام پر پہنچکر میں نے انجیل کی چند آیتیں پڑھیں۔ اپنی ماں کے تحفظ کو جو اوسپر محبت تھی بوسہ دیا اور ایک گھنٹہ نیند لینے کے لئے فرش پر سو گیا۔

۶ ستمبر کو پلیونا فوج میں بارہ بارہ پلٹنوں کے تین ڈویژن اور دس پلٹنوں کا عام ریزرو تھا۔ مصافی صف بندی اور جنگی ترتیب حسب ذیل تھی۔

کمانڈر۔ مشیر عثمان پاشا

اعلیٰ افسر سٹاف :۔ بریگیڈیر طاہر پاشا۔

سٹاف :۔ بریگیڈیر صادق پاشا۔ کرنیلان صمدی بک۔ ذخیری بک لفٹنٹ کرنیلان رؤف بک و عبادہ بک

اعلیٰ یاور :۔ لفٹنٹ کرنیل طلعت بک

کیواری کمانڈر :۔ کرنیل عثمان بک

آرٹلری کمانڈر :۔ بریگیڈیر احمد پاشا

اعلیٰ ڈاکٹر :۔ کرنیل حاسب بک

اول ڈویژن

کمانڈر :۔ جرنیل ڈویژن عادل پاشا

اول بریگیڈ۔ بریگیڈیر ابرہم پاشا

اول رجمنٹ :۔ لفٹنٹ کرنیل محمد ناظف بک

دوم رجمنٹ لفٹنٹ کرنیل محمد بک

دوم بریگیڈ۔ بریگیڈیر نعمہ علی پاشا

سوم رجمنٹ :۔ کرنیل حفوظ بک

چہارم رجمنٹ :۔ کرنیل سلیمان بک

دو رسالے باقاعدہ کیواری کے اور ایک دستہ چرکسون کا

چار بٹریان چھ چھ توپون کی

دوم ڈویژن

کمانڈر :۔ جرنیل ڈویژن حسن صابری پاشا

سیوم بریگیڈ کرنیل توفیق بک

پنجم رجمنٹ :- (کمانڈر کا نام یاد نہیں رہا)

ششم رجمنٹ :- کرنیل سید بک

چہارم بریگیڈ :- بریگیڈیر عطوف پاشا

ہفتم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل ابراہیم بک

ہشتم رجمنٹ :- کرنیل عمر بک

دو رسالے باقاعدہ کیولری کے اور ایک دستہ چرکسون کا

سوم ڈویژن

کمانڈر :- بریگیڈیر طاہر پاشا

پنجم بریگیڈ :- لفٹنٹ کرنیل رضا بک

نہم رجمنٹ :- (کمانڈر کا نام یاد نہیں رہا)

دہم رجمنٹ :- میجر عیسے

ششم بریگیڈ :- کرنیل یونس بک

یازدہم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل علی رضا بک

دوازدہم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل طلعت بک

دو رسالے باقاعدہ کیولری کے اور ایک دستہ چرکسون کا

دو باطریان چھ چھ توپون کی

ریزرو

کمانڈر :- بریگیڈیر رفعت پاشا

انفنٹری کمانڈر :- بریگیڈیر امین پاشا

دس پلٹنین

کیولری کمانڈر :- کرنیل عثمان بک

۱۔ رسالہ باقاعدہ سوارون کا (جو ہیڈکوارٹر کی اردل مین تھا)

۴- رسالے عثمانیہ کاسکون کے

۱۰- رسالے سالونیکی مجاہدین کے

۱- دستہ چرکسون کا

آرٹلری کمانڈر :- بریگیڈیر احمد پاشا

۴- باتریان چھ چھ توپون کی

ایک کمپنی انجینیرون کی

ہر رجمنٹ مین تین تین پلٹنین تھین

میزان ۴۶ پلٹن انفنٹری - ۱۹ رسالے کیولری - ۵ سوچرکس - بارہ باتریان - ایک کمپنی انجینیران - جملہ ۴۰ ہزار آدمی اور ۷۲ توپین -

۲- سپہ سرعثمان پاشا کے زیر کمان جو کل فوج تھی اسکی تفصیل :-

مقام	کمانڈر	پلٹن	رسالے	باتریان
افواج مقیمہ بلیونا	عثمان پاشا	۴۶	۱۹	۱۲
شمال مغربی سرحد کی فوج	محمد عزت پاشا	۱۴	۱	۱
حسب ذیل				
(۱) وٹلن (ہیڈکوارٹر)		۱۴	۱	۴
(۲) شمالی مغربی سرحد		۴	-	-
(۳) لوم پلنکہ		۳	-	-
(۴) راہووا		۵	-	-
افواج متعینہ علاقہ بلقان	شفقت پاشا	۴۸	۲	۵
حسب ذیل				
(۱) ارخانیہ (ہیڈکوارٹر)		۶	۱	۲
(۲) کورمازی اور طاشکسن		۱۴	۱	۱
(۳) اطروپول		۴	-	-
(۴) صوفیا		۴	-	۲
کل کام جو احمد حلمی پاشا کے زیر کمان ارخانیہ مین جمع ہو رہا تھا		۱۷	۶	۳

۱۳۱۱ھ احمد حلمی پاشا ۴۰ ہزار فوج کی لڑائی مین مجروح ہو کر صوفیا چلے گئے تھے - جہان سے صحت یاب ہو کر پھر وہ فوج کے سپہ سالار مقرر ہوئے

میزان کل فوج زیر کمان عثمان پاشا ۱۱۵ پلٹن - ۴۸ رسالے - ۴۰ باتریان

تفصیل مندرجہ بالا سے واضح ہوگیا ہوگا کہ اول ڈویزن میں تین سو سری مین تین اور تیسرے مین دو باتریان اور تین باتریان ریزرو مین نہین - ۷ ستمبر کو علی الصباح تیسرے ڈویزن سے دو پلٹنین اول ڈویزن کو منتقل کردی گئین جس سے اول مین ۱۴ - دوسری مین ۱۲ اور تیسرے مین ۱۰ پلٹنین ہوگئین - پہلا ڈویزن عادل پاشا کے زیر کمان کیمپ کا دستہ یسار یعنی شمالی جانب اور مشرقی گوشہ پر مامور تہا - دوسرا ڈویزن حسن صابری پاشا کے زیر کمان قلب لشکر اور جنوب مشرقی جانب پر مقیم تہا - تیسرا ڈویزن طاہر پاشا کے زیر کمان لشکر کا دستہ یمین اور ٹھیک جنوبی جانب پر تہا - ریزرو فوج نعمت پاشا کے زیر کمان ہیڈ کوارٹر علی پہاڑی قصبہ پلیونا اور ووڈپل پر مامور تہا -

ہماری پوزیشن (وضع اقامت) ۳۰ جولائی کی لڑائی کی طرح مثلث کی شکل مین تہی - اس مثلث شکل کا بالائی گوشہ (جو جانب شرق تہا) باش طابیون پر تہا - قاعدہ کا شمالی کونہ اوپانتز مین اور جنوبی کونہ کرشین مین تہا پلیونا قاعدہ کے وسط مین تہا - کیمپ کی حدود ۳۰ جولائی کے بعد صرف جنوب مین کرشین کی طرف بڑہائی گئی تہین اسکی لمبائی شمالاً جنوباً اوپانتز سے کرشین تک ۱½ میل اور عرضاً شرقاً و ذیل سے باش طابیون تک سات میل تہی - ہماری لشکر کے فرودگاہ کا رقبہ بیس میل مربع تہا اور مغربی جانب کے علاوہ جس پر مورچہ بندی نہین کی گئی تہی کل سولہ میل مربع تہا ذیل مین پلیونا کیمپ کے دن مورچون کی فہرست مع اسماء درج ہے جو ۶ ستمبر ۱۸۷۷ء کو موجود تہے -

ٹھیک شمالی گوشہ مین اوپانتز کے قریب اوس سے شمال مشرق اور مشرق کی جانب مین تین مورچے تہے جن کے رخ چاروں طرف کو تہے - یہ اوپانتز مورچے پکارے جاتے تہے -

شمالی جانب مین دو مورچے موضع بوکوواکے قریب جو موضع مذکور سے جنوب مین اوسکے مقابل تہے اور انکا نام بوکووا مورچے ہوگئے تہے - اور ارغانیہ مین جو زبردست فوج مجتمع ہوتہی اوسکے کمانیر مقرر کئے گئے تہے - ہم سبکو پوری امید تہی کہ وہ لڑائی سے پہلے پلیونا پہنچ جائینگے مگر وہ ۸ ستمبر سے پہلے ارغانیہ سے روانہ نہ ہوئی - اور ۱۴ ستمبر کو پلیونا پہنچے - شفقت پاشا مین کے ماتحت ارغانیہ - صوفیا - اخرو پول - کورازی اور طاش کسن کی مقیم افواج تہین - دوسری لڑائی کے بعد عثمان پاشا کے ماتحت کئے گئے تہے کورازی اور طاش کسن درہ بالقان کے جنوبی دہانہ پر واقع ہین - مصنف

۱۴ مقامات کرشین - اوپانتز - بوکووا اور گریوتسزا ہماری مورچہ بندی کی حدود سے باہر تہے - وہ کبھی دائرہ محافظت کے اندر نہین لیا گیا تہا - کیونکہ ان دیہات مین کبھی صرف بلغاری لوگ آباد تہے - جن کو مورچہ بندی کے اندر لینے سے فائدہ کی بجائے الٹا نقصان پہنچتا - کیمپ کی حدود مین پلیونا کے سوا اور کوئی قصبہ یا گاؤن نہ تہا - مصنف ۱۲

تہا - اور دو بڑے مورچے جانق بائر کی چوٹی اور شمالی ڈہلاؤ پر شمال رویہ تہے - یہ مورچے کئی خندقون کے ذریعہ سے آپسمین ملے ہوئے تہے - یہ خندقین محفوظ رہنہار اور سپاہیون کے لڑنے مین کہڑے ہوکر دشمن پر آتشباری کرنے کا دہرا کام دیتی تہین - وہ مشرق کیطرف بوکودا مورچون اور مغرب کی طرف باش طابیون تک بڑہی چلی گئی تہین جس سے بوکودا سے لیکر باش طابیون تک جن کا درمیانی فاصلہ چار میل تہا مورچہ بندی کا مسلسل سلسلہ قایم ہوگیا ہوا تہا - آخرالذکر مورچے مشرقی و مغربی جانق بائر مورچے کہلاتے تہے -

عین مشرقی گوشہ مین - ایک دوسرے سے تین سو گز کے فاصلہ پر دو مربع شکل کے مورچے تہے - اونکو شمالی و جنوبی باش طابیات یا باش طابیہ شمالی اور قاتلی طابیہ جنوبی پکارا جاتا تہا [۸۴]

جنوب مشرقی جانب مین دو بڑے مورچے اوس پہاڑی کے جنوبی ڈہلاؤ پر تہے جو بلگرینی سڑک کے جنوب اور ہیڈکوارٹر والی پہاڑی سے مشرق مین تہی - ان مورچون کا رخ جنوب اور مشرق کیطرف تہا اور عطوف طابیہ - ارابہ طابیہ - عمر طابیہ - ابراہیم طابیہ و خورم طابیہ پکارے جاتے تہے -

عین جنوبی گوشہ مین ایک بڑا مورچہ جس کا رخ جنوب کی طرف تہا طلچنتزا کے مشرق مین تہا - اس کا نام طاہر طابیہ تہا - دو مربع شکل کے مورچے (علیے طابیہ و ذوالفق طابیہ) طلچنتزا سے مغرب پلیونا کے جنوبی کنارہ پر تہے - اور چار مربع شکل کے مورچے پلیونا اور کریشن کے درمیان تہے - ان کے نام یونس طابیہ طلعت طابیہ میلاس طابیہ [۸۵]

[۸۴] دوسری لڑائی مین جانق بائر چون اور بوکودا مورچون کے درمیان نصف میل لمبا خندق تہا جو فوج سے بالکل خالی تہا کمی متذکرہ بالا خندقون سے پوری ہوگئی ہے مصنف ۱۲

[۸۴] گرینیز امورچے ۱ اور ۲ رسی انہی مورچون کو کہتے تہے - جنوبی مورچہ (۱) روسانویون نے ۱۱ ستمبر کو فتح کر لیا تہا - جو پہر چھینا جا کر اور نر کی فوج نے اسکا نام قاتلی طابیہ یعنے خونی بازی رکھہ دیا - مصنف

[۸۵] ان آخرالذکر چارون مورچون کو کریشن مورچے اور دو دوسرون کو پلیونا مورچے لکھون گا - دسی مورخ آخرالذکر دو فوج مورچون کو "سکو بیلاف" مورچے لکھتے ہین - یہ چہوٹے مورچے دوسری لڑائی کے بعد پلیونا سے ارغانیہ تک فوج کے راستہ کو محفوظ رکھنے کیلئے بنائے گئے تہے - کیونکہ جیسا کہ کل کیمپ کو معلوم تہا عثمان پاشا پلیونا کو خالی کرکے ارغانیہ کو اپنی کارروائیون کا مرکز اور صدر مقام بنانے کا ارادہ رکھتے تہے مگر مجلس حرب نے تاکیدی احکام بہیجدیئے کہ پلیونا کو نہ چہوڑا جائے - باغلر باشی کے معنی تاکستانون کا سر (چوٹی) ہے - دسی اس مورچہ کو باغ کا مورچہ لکھتے ہین - مصنف ۱۲

باغلہ پاشی طابیہ ہے۔

بیچ مغربی گوشہ مین ایک مورچہ وردپل کی حفاظت کیلئے تہا۔

لشکر کے اندر ہیڈکوارٹر والی پہاڑی کے مشرقی ڈھلاؤ پر ایک بڑا مورچہ تہا وہ مشرق رویہ اور اوسکا نام احتیاط طابیہ تہا۔ اس فہرست کے ساتھ ہی متذکرہ صدر مورچون کے کمانڈرون کے نام اور اونکی فوجون کی جمعیت کی فہرست دیدینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

بازوئے چپ یا دستۂ یسار

نام مورچہ	نام کمانڈر	تعداد پلٹن	جمعیت توپین
اوپانتر مورچے	سلیمان بک	۲	۶
بوکوو امورچے	محمد ناظف بک	۴	۳
مغربی جانق یا مورچہ	عادل پاشا	۳	۶
شرقی ایضاً ایضاً	ادہم پاشا	۲	۳
باش طابیہ	حافظ بک	۲	۴
قاپلی طابیہ	قرہ علی پاشا	۱	۲
	میزان	۱۴	۲۴

قلب

عطوف طابیہ	عطوف پاشا	۲	۴
ارایہ طابیہ	توفیق بک	۳	۴
عمر طابیہ	عمر بک	۳	۲
ابراہیم طابیہ	ابراہیم	۴	۴
حورم طابیہ	یاورہین	۲	۴
	میزان	۱۲	۱۸

بازوی راست یا دستۂ یمین

طاہر طابیہ	طاہر پاشا	۳	۴

عیسی طابیہ	میجر عیسے	۱	۰
توافق ۔ ؍؍	رضا بک	۱	۲
یونس ؍؍	یونس بک	۲	۳
طلعت ؍؍	طلعت بک	۱	۳
میلاس ؍؍	علی رضا بک	۱	۰
باغلر باشی ؍؍	میجر رسم	۱	۰
	میزان	۱۰	۱۲

ریزرو

احتیاط طابیہ	رفعت پاشا	۳	۶
ہیڈکوارٹری پہاڑی	احمد پاشا	۴	۶
پلیونا مین	۰	۲	۰
ودڈل	میجر کاظم	۱	۶
	میزان	۱۰	۱۸

خلاصہ

نام فوج دموقعہ	کمانڈر	پلٹن	توپیں	سوار
دستہ یسار یا اول ڈویژن	عادل پاشا	۱۴	۴۴	۲
قلب یا دوم ڈویژن	حسن صابری پاشا	۱۲	۱۸	۲
دستہ یمین یا سوم ڈویژن	طاہر پاشا	۱۰	۱۲	۲
ریزرو	رفعت پاشا	۱۰	۱۸	۱۳
	میزان	۴۶	۷۲	۱۹

یکم ستمبر سنہ ۷۷ء ستمبر تک یعنے احمد حقی پاشا کے کمانڈ کے پہنچنے سے پہلے پلیونا فوج مین اعلی افسر حسب ذیل تھے:۔

مشیر:۔ عثمان پاشا

جرنیلان ڈویژن:۔ عادل پاشا حسن صابری پاشا (آخر الذکر ۱۱ ستمبر کو زخمی ہوکر قابل جنگ ہوگیا)

جرنیلان بریگیڈ :- طاہر پاشا (انسپکٹر) - قرہ علی پاشا (۱۱ ستمبر کو زخمی ہوگیا) - عطوف پاشا - صادق پاشا - رفعت پاشا (۱۱ ستمبر کو زخمی ہوا) - احمد پاشا (کمانڈر توپ خانہ) - ادہم پاشا (شروع ستمبر میں ارغانیہ سے پہنچی) - امین پاشا (۱۱ ستمبر کو زخمی ہوئے) -

کرنیلان :- توفیق بک (لڑائی سے بدترتی یاب ہوا) - یونس بک - حاسب بک (اعلیٰ ڈاکٹر) - عثمان بک (کمانڈ فوج سواران) - صمدی بک - سعید بک - عمر بک - خیری بک - سلیمان بک - حفیظ بک

لفٹنٹ کرنیل :- طلعت بک (یاور) - محمد بک محمد ناظف بک - ابراہیم بک (۱۰ ستمبر کو شہید ہوا) - رؤوف بک عبداللہ بک - رضا بک (۱۱ ستمبر کو زخمی ہوا) - علی رضا بک (۱۱ ستمبر کو شہید ہوا) -

میری کمپنی مع دو دیگر پلٹنوں اور ایک باتری کے مغربی جانب بارمورچہ میں تھی - ہمارا کرنیل اور فریق اور اوسکا سٹاف بھی ہمارے ساتھ تھا - مورچہ سے تین سو گز کے فاصلہ پر عقب میں جانب بارک کے جنوبی ڈھلاؤ پر چوٹی کے ایک بڑے حصہ کی پناہ میں ہمارے مورچہ کی ریزرو فوج اور ہمارے ڈویژن کے دونوں رسالوں کی فرودگاہ اور ہماری سٹور و گودام ہے دوسری دونوں پلٹنوں میں آٹھ آٹھ اور میری پلٹن میں چار کمپنیاں تھیں - ان میں سے چار کمپنیاں (ایک پلٹن) متقابل کی اور بقیہ خندقوں میں تھیں - چار کمپنیاں (نصف پلٹن) ان خندقوں میں تھی جن سے ہمارا مورچہ شرقی مورچہ سے ملا ہوا تھا - چار (نصف پلٹن) سواروں کے ساتھ ریزرو میں تھیں - جو خندقیں بوگود امورچوں کو ہمارے دونوں مورچوں سے ملاتی تھیں ان میں سے اول الذکر کے گیرسن (فوج متعینہ) کی کمپنیاں ملی ہوئی تھیں -

میری کمپنی کے انتظام میں کچھ عرصہ سے ردوبدل ہوگیا تھا - اول سکوئیڈ (جو لفٹنٹ ہرود مرحوم کے ماتحت تھا) لفٹنٹ نراب کے ماتحت کر دیا گیا تھا - دوسرا سکوئیڈ جو میرا تھا سارجنٹ بقال کے ماتحت تھا - تیسرا مستور سابق جمیک سیمور کے پاس تھا اور مکر سکوئیڈ پر لفٹنٹ مراد آصف مقرر کیا گیا تھا - جو بنگروٹون کا ایک دستہ لیکر اگست میں ایڈریانوپل سے آیا تھا - وہ آلائی لی تھی اور اسے حال ہی میں ملازمت فوجی کے درجہ پر ترقی ملی تھی - اسکی عمر تیس برس کی تھی - وہ جفاکش محنتی چست باہمت اور قابل اعتبار تھا لیکن چابک دست و چالاک نہ تھا - اسکی عادات عامیانہ تھیں - مگر چونکہ وہ کسی دوسرے کے کام سے کوئی غرض و سروکار نہیں رکھتا تھا اور اپنے کام میں لگا رہتا تھا - میں اوسے بہت پسند کرتا تھا - باوجود تفاوت عمر و درجہ میرے احکام کی نہایت خوشی سے تعمیل کرتا - اور کبھی کوئی سخت یا سخنی نہ کرتا - وہ ایڈریانوپل کے قریب دیہات کا باشندہ تھا - اوسکا باپ ضابطیہ (جندارمہ) کا کپتان تھا جو اوسوقت سلیمان پاشا کی فوج میں کام کرتا تھا - ہمنے لڑائی کیلئے جب دل نظام کر چھوڑا تھا - ہمارے پاس نئی سپاہی ۶۰۰ کے قریب تھے - لوپچانکر لئے فی توپ ایک شیل - ہمارے دونوں کمپنی کمانڈر

روٹی چاول - کچھ نمک دینے کے لئے - کیفدر پھل چارہ اور فی پلٹن چند شاخدار پیشی دیدئے گئے - یہ سامان کچھ مورچون کی گودامی کوٹھریون مین اور کچھ کچے گودام گہرون مین جو عقب مین بنا لئے گئے تھے رکھا گیا تہا - ہر سپاہی کو ساتھہ رکھنے کیلئے اسی اسی کارتوس دیکر باقی صندوقون مین بند کردئے گئے - اور ان صندوقون کو مورچہ اور خندقون مین ایسی جگہ جہان سے وہ بآسانی نکالے جاسکین رکھدئے گئے - ہر صندوق مین ایک ایک ہزار کارتوس تھے - زخمیون کو اٹھانیکے لئے ہر پلٹن کیواسطے دو دو یا تین تین گاڑیان تہین - اور ابتدائی مرہم پٹی کیلئے جائق بانڈ کے جنوبی ڈھلاؤ پر عارضی ہسپتال بنادیا گیا تہا (غنیم کے مورچہ پر قابض ہو جانیکی صورت مین) گولہ بارود اور گودام کو فی الفور نکال لیجانے کے لئے بیل گاڑیان - باکش گھوڑے اور توپخانہ کی گاڑیان بالکل تیار کھڑی تہین - خبر رسانی پر چوکسون کی متعدد جماعتین مامور کیگئی تہین جن کے ذریعہ سے ہمکو ہر ساعت اوپانتز - لوکوا - باش طابیون - ہیڈ کوارٹر اور پلیونا سے خبر ملتی رہتی تہی - کیولری کا ایک افسر ان جماعتون کا سپرنٹنڈنٹ اور منتظم تہا - وہ گویا پوسٹ ماسٹر کے کام پر مامور تہا - ہمی پندرہ باش طابیون سے لیکر ہیڈ کوارٹر تک تار کا سلسلہ لگا ہوا تہا - دونون جانب ہائر مورچون مین ایک ایک ٹلگراف آفیسر جن کے ساتہہ سیٹر ہیان بہی لگی ہوئی تہین - یہ اسلئے کھڑے کئے گئے تہے کہ مؤذن صبح و شام آن پر چڑہکر اذان دیا کرے لڑائی مین اسی رصد گاہون یا دیدبانون کا کام لیا گیا - ہمارے مورچہ سے ہیڈ کوارٹر کی پہاڑی جو دو میل پیچہ دکہائی دیتی تہی جس سے نامہ و پیام کیجاتے - لئے آہنڈیون کی چند علامتین مقرر کیگئیں تہین - ایک افسر کو دوربین دیکر صرف اس کام پر لگایا گیا تہا - باش طابیون مین فن ٹلگرافی کا ایک کامل ماہر مع چند اسسٹنٹون کے موجود تہا - کمپنی کمانڈرون تمام کل افسرون مین نوٹ بکین (ریاضین) اور پنسلین تقسیم کیگئیں تہین - کل گھڑیان ایک وقت برابر کردی گئین وقت کا معیار یہانتک کہ غروب آفتاب کو ہمیشہ بارہ بجتے ہیں[۸۶] کمپنی کے نقشے سب مین بانٹ دئے گئے تہے - مورچہ اور خندقون مین مساوی فاصلون پر نوشیدنی پانی کے چمڑے بالٹیون سے بہرے ہوئے ٹب اور نمک کے پر صندوق کہدئے گئے تہے - اور خاص آدمی اس کام پر لگا دئے گئے تہے کہ انکو اوقات مقررہ پر بہرتے رہا کرین - کہانا پکانے کیلئے متعدد جماعتین قایم کرکے انتظام کیا گیا کہ لڑائی کرنیوالی صفون کو ہمیشہ گرم کہانا ملے - رات کے وقت ہر کمپنی کے تین حصے کئے جاتے ان مین سے ایک پہرہ دیتا اور پہر باقی پوری وردی لگائے مسلح چار چار گھنٹے آرام کرکے نوبت بہ نوبت نوکری دیتے دن کو متعدد ٹولیان بنائی جاتین - جن کو دو دو چار چار کرکے باری باری نہانے دہونے کے لئے عقب مین بہیجا جاتا

[۸۶] مینے کتاب مین جب کوئی وقت لکہا ہے وہ یورپین (انگریزی) قاعدہ کے مطابق لکہا ہے - مگر اسے کبہی فراموش نکرنا چاہئے کہ یہہ کل وقت اٹکل پچو اندازہ سے کہے گئے ہین - مصنف ۱۲

ہر پلٹن رات کے وقت ایک جماعت کو اوزار اور لالٹین دیکر مورچون وغیرہ کو جو نقصان پہنچا ہو اسکی مرمت کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ قبل سین مین گڑھے کھود کر اون مین رکھا جاتا تھا۔ جو اوپر سے چھپتے ہوے ہوتے تھے۔ اونہی مین کچھ ایندھن بھی رکھا ہوا تھا۔ گروہ بہت کم تھا اور اسے بڑی کفایت شعاری سے خرچ کیا جاتا تھا۔ ہر پلٹن کے ساتھ مجروحین کو اٹھانیکے لئے حمالون کی اپنی جماعتین تھین جنہون نے سیدھی سادی چارپائیان تیار کرنی ہوئی تھین۔ ہر مورچہ مین آگ بجھانے کیلئے بھی ایک ایک خاص جماعت تھی جنکو ڈول ملے ہوئے تھے کہ اگر چارہ یا کسی اور گودام کو آگ لگے تو اسے فوراً بجھادین۔ پانی کا ذخیرہ ہر وقت کافی رکھنا بھی انہی جماعتون کے ذمہ تھا۔ گندہ پانی سیلون کے ستہ ایسی طرف نکالہ جاتا تھا۔ جہان کسیکا گذر نہ ہوتا تھا اور وہان اسکے لئے بڑے بڑے گڑھے کھود دیگئے تھے ہر سیدی چوکی کے لئے ایک چھوٹی گڑھی تھی اور ہر سنتری نے اپنے لئے مدور گڑھا کھود کر رائفل کے سہارے کیلئے اوسپر مینڈ بنالی ہوئی تھی۔ ہمکو افسوس ہے کہ جہان تک ہماری مورچہ کا تعلق تھا ہمکو اس عمدہ انتظام سے کام نہ لینا پڑا کیونکہ اس مورچہ پر حملہ نہ کیا گیا تھا۔

دوپل کی محافظ فوج اور اوپانسکے مورچون کے کمانڈرون کو حکم دیا گیا تھا کہ جبتک اونکا ایک آدمی بھی زندہ رہے وہ اپنی اپنی جگہ کو نہ چھوڑین کیونکہ یہ دونون مقام ایک طرح سے ہمارے کیمپ کے مغربی اور شمالی دروازے تھے۔

تیسری لڑائی کے تمہیدی حالات کا بیان ختم کرنیسے پہلے روسی فوج حملہ آور کی بھی تفصیل درج کردینی چنیں کرپاتکن اور دیگر مصنفین سے لی ہے مناسب معلوم ہوتی ہے۔

روسی مغربی فوج

کمانڈر:- پرنس چارلس والی رومانیا

اعلیٰ افسر اسٹاف:- جنرل سٹو

نام حصہ فوج		کمانڈر	جمعیت پلٹن	رسالے	توپین
نہم آرمی کور (دو ڈویزن)	..	جنرل کرڈنر	۴۰	۱۴	۱۰۰
چہارم آرمی کور (دو ڈویزن)	..	جنرل کریلو	۳۲	۱۶	۸۸
رومانوی فوج (تین ڈویزن)	..	جنرل چرناٹ	۴۴	۳۴	۱۲۰
پرنس امرت اسکی کا دستہ۔ دوم کمانڈ	..	سکوبیلاف	۴۰	۱۴	۹۰
کیولری ڈویزن	..	جنرل ڈوکارف	۰	۱۶	۱۲
توپخانہ محاصرہ	..		۰	۰	۴۰
متفرقہ کمپنیان	..		۳	۳	۱۴
			۱۰۷	۹۱	۴۲۴

میزان

جنکا کیمپ قونیہ مین ہوا تھا ہزار سوار ہے۔

فریقین کی طاقت کا موازنہ و تناسب یہ تھا :-

انفنٹری (فوج پیدل) - روسی ۸۳ ہزار آدمی - ترک ۴۷ ہزار آدمی - یعنی روسی تقریباً تگنے تھے -

کیولری (سوار) روسی ۱۴ ہزار - ترک ۴ ہزار - یعنی روسی چھ گنے تھے

آرٹلری (توپخانہ) روسی ۴۴۴ توپیں ترک ۷۲ توپیں - یعنی روسی تین تقریباً چھ گنی تھیں -

تینوں رومانوی ڈویژن اور نہم کور روسی فوج کا بازوئے راست یا دستہ میمنہ چہارم کور قلب اور امرت انسکی کا دستہ بازوئے چپ یا دستہ میسرہ تھا - کیولری دونوں پہلوؤں پر تھی -

باب دہم

پلیونا کی تیسری لڑائی - ۷ ستمبر سے ۱۱ ستمبر ۱۸۷۷ء تک

۷ ستمبر جمعہ کے دن لفٹننٹ شرائب نے جو اپنے سکوڈ کو لیکر مورچہ کی محافظت و نگرانی کر رہا تھا محمود چھ بجے صبح کیتنباگ کہا کہ گریوتسرا اور رادی شیوو کی طرف توپوں کی آواز سنائی دی ہے - میں نے اپنے دونوں نقاچیوں کو نقارے بجانے کا حکم دیا - جسپر ایک منٹ سے کم عرصہ میں میری کمپنی مورچہ کی فصیل کے پیچھے بالکل تیار کھڑی ہو گئی - گولندار پہلے ہی سے اپنی اپنی توپوں کے پاس ہوشیار کھڑے تھے - چند لمحوں میں دوسری کمپنیاں بھی فصیل کے پیچھے پہنچ گئیں - اور تھوڑی ہی دیر بعد میجر کرنیل اور عادل پاشا بھی ہمارے پاس پہنچ گئے -

صبح خنک اور دھندلی سی تھی - آندھی بند ہو گئی تھی - لیکن نقاطر ہمارے حوصلے پست کر رہا تھا - زمین پھسلنی ہو رہی تھی اور آسمان پر چوطرفہ گھٹا چھائی ہوئی تھی - میں فصیل پر چڑھا - اور گرداس موقعہ پر مطلع کسیقدر صاف تھا - مگر دشمن کو کسی جگہ نہ دیکھ سکا - سفید دھند کے حائل ہونیکی وجہ سے جنوب اور جنوب مشرق کیطرف نگاہ کچھ کام نہ کر سکتی تھی - تھوڑی دیر بعد موسم زیادہ صاف اور نقاطر بند ہو گیا - لیکن ساتھ ہی حبس اور امس پیدا ہو گیا - ہوا بالکل بند تھی - اور غلیظ ابخرات زمین کو ڈھانپے ہوئے تھے - آٹھ بجے کے قریب جنوب اور جنوب مشرق میں توپوں کی گرج زیادہ بلند ہو گئی - باش طابیوں کو میں نے روسی گولہباری کا جواب دیتے ہوئے دیکھا - لیکن دھند کی وجہ سے یہ نہ دیکھ سکا کہ بگریتی شرک سے پرے کے مورچے کیا کر رہے ہیں - ہماری بیٹری نے آدھا شاٹ صرف ایک یا دو گولے چلائے - مگر ہمارے مقابل کوئی دشمن موجود نہ تھا -

تاریکی پڑنے تک سارا دن ہمسے دور گولہ باری ہوتی رہی۔ ہماری داہنی طرف کرر بیچ کے پیچھے کمپ میں خفیف سی آتشزدگی ہوئی جسپر ہمنے مغرب کیطرف کرکے اور پانچسو گز پیچھے ہٹکر کوئی گئے خیمون کے آگ لگنے لگانے میں ہماری کمپنی نے بھی مدد دی۔ عطوف طابیہ میں بھی آتشزدگی کا ایک واقعہ ہوا۔ چند گولے مشرق کی طرف سے آکر ہمارے مورچہ کے عقب میں ہمسے دوسو گز کے فاصلہ پر پھٹے۔ دوپہر کے وقت جیسا کہ میں پہلے اب میں ذکر کرچکا ہون شمالی جانب کی فوج کی کمک کیلئے جنوب سے دو پلٹنیں آئین۔ غالباً مشیر نے یہ خیال کیا ہوگا کہ روسی جنوب پر صرف دھوکہ دینے کے لئے گولہ باری کرکے فی الواقع ہمارے بائنہ چپ (دستہ یسار) پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہین۔ اگر میرا یہ قیاس ٹھیک ہو تو مشیر کا خیال غلط نکلا۔ ہم سارا دن اپنے اپنے موقعہ پر تیار کھڑے رہے اور رات پڑنے پر بیکاری سے افسردہ دل نوبت بنوبت آرام کرتے رہے۔ مخالف کی گولہ باری سے ہمارے مورچون یا فوج کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ اوس نے کسیطرف حملہ کیا۔ رات کو روسی گرو ستارا اور رادی شبود سے جس میں پچیس پچیس منٹ کے وقفون سے توپین چلاتے رہے۔

دوسرے دن (۸ ستمبر) کو بھی تقریباً یہی کیفیت رہی۔ دیسم بہنور، دہندلا اور ابرآلود رہا۔ گرپاشن ہوئی۔ آواز سے قیاس ہوتا تھا کہ مخالفون کی توپین آج کل کی نسبت ہمارے مورچون کے زیادہ قریب پہنچ گئی ہین۔ مینو دیدبانی کے لئے پردہ بین لگا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ روسیون نے بھی اوس پہاڑی کی چوٹی پر جس پر سے پلی شاط کی سڑک گزرتی ہے اسی طرح ایک مستحکم نصب کرکے اُسپر دو دیدبان مامور کر رکھے ہین۔ دوپہر کو وقت دشمن کی باتریان باش طابیہ سے ۵ سو گز کے فاصلہ پر آگئین مناسب موقعہ پر کھڑا ہونے سے میں دوربین کے ذریعہ سے ان باتریون کی تمام قطارون کو دیکھ سکتا تھا۔ سہ پہر کے وقت رومانوی انفنٹری ان مورچون کی مشرق کیطرف نمودار ہوئی۔ اور اس نے حملہ کی نمایش کی۔ مگر راٹفلون کی باڑھ سر ہونے پر واپس ہٹ گئی اور دو سو مقتول و مجروح پیچھے چھوڑ گئی۔ اکثر مجروحین اسیر کرلئے گئے۔ اسوقت ہمین معلوم ہوا کہ جنوب کیطرف بھی فہیم کا توپخانہ قریب پہنچ گیا ہے۔ گذشتہ دن کی نسبت اوس دن توپون نے بہت زیادہ مستعدی سے پھٹنے والے گولے چلائے۔ ہمارے مورچہ کے سامنے کوئی دشمن ظاہر نہ ہوا لیکن آدھا پنتر سے خبر آئی کہ رومانوی کیولری کے دو دست بڑی مغرب رویہ جاتے دیکھے گئے ہیں۔ شام کو ہمین معلوم ہوا کہ ہمارا ہمین کرنیل اور پلیونا کے درمیان روسی انفنٹری سے خوب محکم آرہا۔ اور اس مصاف میں دشمن کو سخت نقصان پہنچا تھا۔ اس طرف روسی کمانڈر کو بلایا تھا جسکے فی الحقیقت ایک ہزار آدمی اوس دن مقابلہ میں مارے گئے۔ رات کو بھی گولہ باری وقفون کے ساتھ برابر جاری رہی۔ باش طابیہ ہر پندرہ منٹ

گراب مارتے۔ دوسرے ترکی مورچے خاموش رہے۔ آدھی رات کو غل مچا کہ دشمن نے حملہ کر دیا ہے جسپر ہم فوراً چونک کر اپنی اپنی جگہ پر قایم ہو گئے۔ مشرق کیطرف رائفلوں کی پے در پے باڑھوں کی آواز سنائی دی ہمارے مورچہ کی سامنے کی خندقوں کے سپاہیوں نے اٹکل پچو تاریکی میں جنکو نہیں سمجھ سکے کوئی جواب نہ ملا۔ اور تھوڑی دیر بعد یہ تحقیق ہو گیا کہ غلط شور پڑا تھا۔ چنانچہ چند منٹوں میں پھر خاموشی چھا گئی اور ہم اپنی خواب گاہوں کو چلے گئے

۹ ستمبر کو پو پھٹتے ہی فریقین کے توپ خانوں نے پھر تیز آوازی شروع کر دی۔ فرق صرف اتنا تھا کہ ترکی توپیں اضدیادہ مستعدی سے کام کر رہی تھیں۔ موسم تقریباً ویسا ہی رہا۔ صبح کو بارش ہو کر بعد میں ابر کھل گیا۔ دوپہر کے وقت دیدبان نے اطلاع دی کہ ہمارے مورچہ سے ایک میل شمال میں دشمن کی کیولری جمع ہے۔ عادل پاشا نے اپنے دو رسالے اونکی طرف روانہ کئے۔ ایک پلٹن ہمارے مورچہ سے اونکے پیچھے پیچھے گئی اور ہماری بیٹری نے گولہ باری شروع کر دی۔ مگر غنیم شمال مغرب کیطرف جا کر نظر سے غایب ہو گیا۔ اور ہمارے سوار اور پیادہ بلا مقابلہ واپس آ گئے۔ سہ پہر کو میجر نے مجھے بتایا کہ روسی گولہ سے یونس طابیہ میں بارود کا میگزین اڑ گیا ہے جس سے پچاس آدمی قتل اور زخمی ہوئے۔ اس حادثہ کے سوا روسی گولوں سے ہمارے کیمپ کو اور کوئی ایسا بڑا نقصان نہ پہنچا۔ ہماری فوج کا وہ حصہ جو کیمپ کے شمال میں تھا (یعنی عادل کی فوج) لڑائی کے لئے نہایت بیقرار اور دشمن کی بے توجہی جو وہ اوس سے کر رہا تھا سخت آزردہ ہو رہا تھا۔ سہ پہر کے ختم ہونے کے قریب میں ایک گھوڑا مانگ کر میجر کی اجازت سے ایک میدان دستکشافیہ جماعت کے ساتھ شامل ہو گیا۔ اس جماعت میں باقاعدہ کیولری کا ایک رسالہ۔ چرکسون کا ایک دستہ اور چند افسر تھے۔ ہم نیکوپولی شرک پر تین میل ڈھلکی گئے تھے کہ دشمن کا تقریب رومانوی کیولری کی ایک چھوٹی سی جماعت ہمکو دکھائی دی۔ جو ہمکو دیکھتے ہی گاؤن میں غایب ہو گئی۔ چرکس آگے نکل کر گاؤن کے مکانات تک بڑھ چلے گئے۔ جہاں اونکی رائفلوں کی گولیوں سے تواضع کیگئی۔ مگر کچھ خراب جالت میں نہیں۔ جو امر جماعت کے حق میں بہت مفید تھا۔ کیمپ میں واپس پہنچنے پر سنا کہ آج ہی ہماری پہلی بانڈ کو غنیم سے لڑائی کرنی پڑی جسمیں ہمیں کامیابی نصیب ہوئی۔ رات باامن و امان گذر گئی۔ جنوب میں کبھی کبھی توپوں کی گرانبن چلتی رہیں جس کا ہمنے کوئی خیال نہ کیا۔

۱۰ ستمبر کو علی الصباح دونوں طرف سے گولہ باری بڑے زور شور سے پھر شروع ہو گئی۔ گریونیزا کیطرف سخت غلیظ دھند پھیلی ہوئی تھی جسمیں سے نگاہ مطلقاً کام نہیں کر سکتی تھی۔ ہماری طرف مطلع کسیقدر صاف تھا۔ اگلے دن بھی دشمن کی بے توجہی سے کامل آزردگی اور ملال پہنچا۔ ہمنے سنا کہ کریشن میں انفنٹری کا مقابلہ پھر شروع

ہوگیا ہے اور ریزرو سے یونس بک کی مدد کے لئے فوج روانہ کیگئی ہے - بعد ازاں یساری بازو سے بھی تین پلٹنیں محمد ناظف بک کے ماتحت کرشن کو روانہ کیگئیں - اوپانتز - بوکو دا - اور شرقی جانب بائر کے مورچوں سے ایک ایک پلٹن لیکر یہ تینوں پلٹنیں بھیجی گئی تھیں - میرا خیال ہے کہ اب مشیر کو یقین ہوگیا تھا کہ روسی محض فریب دینے کیلئے جنوب میں لڑائی نہیں کر رہے - بلکہ وہ فی الحقیقت اسی طرف حملہ کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں - اور ایسا ہی ظہور میں آیا - باش طابیوں کے سوار روسیوں نے ہمارے یساری بازو پر کوئی حملہ نہ کیا اور اس لڑائی میں میرے مورچہ پر ایک گولہ بھی نہ پڑا - تین بجے دوپہر کے قریب ایک بڑی شعلے کے یکبارگی مشتعل ہوجانے سے ہم چونک سے پڑے اور کیا دیکھتے ہیں کہ چارہ کا ذخیرہ اور گودام کی چند جھونپڑیاں جو باش طابیوں کے عقب میں جمع تھے بڑی تیزی کے ساتھ جل رہی ہیں - تقریباً اسی وقت ترکی گولوں سے آذری شبلو کو آگ لگ گئی - ان دونوں آتشزدگیوں کے شعلے بائر کی چوٹی سے دکھائی دیتے تھے - غلیظ اور کدر مطلع میں ان شعلوں کی دخان آمیز روشنی عجب مہیب اور عظیم الشان نظارہ دکھا رہی تھی - اور ہمارے والی جانب کے سوا اور سب طرفوں کی غضب آلود گولہ باری اس نظارہ کے شب جال نغمہ سرائی کر رہی تھی - چارہ کے جل جانے پر بھی آگ تو خود بخود جل بجھ گئی - مگر گاؤں ساری رات جلتا رہا - اور اس سے جنوب مشرقی اُفق شاندار مگر خوفناک طرح سے روشن رہا - پانچ بجے بعد دوپہر بارش شروع ہوگئی - جو حقیقت سے دقفوں کے ساتھ ۱۳ ستمبر تک ہوتی رہی - شام کو ہمیں اطلاع ملی کہ جنوب میں ابتک ہم برابر منصور رہے ہیں - ہماری گولوں سے پلی شاط سڑک پر روسیوں کی بارودی گاڑیوں میں آگ لگ گئی اور وہ اڑ گئیں - اور کہ ابراہیم طابیہ میں روسیوں کے گولہ سے بارود کا میگزین اڑنے سے ہماری تیس آدمی قتل و زخمی ہوئے - اور لفٹنٹ کرنیل ابراہیم بک مورچہ کا کمانڈر بھی اس حادثہ میں شہید ہوگیا - رات کو بھی کبھی کبھی گولہ باری ہوتی رہی اور کوئی حادثہ یا واقعہ نہ گذرا -

یہ چار دن متواتر گولہ باری روسی اپنے آخری حملہ عظیم کے لئے رستہ صاف کرنیکے لئے کرتے رہے تھے وہ ۱۰ ستمبر کو ختم ہوگئی - لیکن اون کا مدعا حاصل نہ ہوا - ۱۱ ستمبر کو ہمارے مورچے ویسے ہی مضبوط اور صحیح سالم تھے - جیسے کہ ۸ ستمبر کو - دن کے وقت روسیوں کے گولوں سے ان کو جو خفیف سا نقصان پہنچتا تھا وہ رات کے وقت درست کر دیا جاتا رہا - بلکہ اس اثنا میں کئی اور نئے کام بھی مثلاً عمر طابیہ کی خندقیں تیار کر لئے گئے تھے - ان چار دنوں میں ہمارے کل پانچ سو آدمی قتل و زخمی ہوئے تھے - فوج پیدل کے معرکوں میں جو تین سو شخص اور گیزیوں

پلس ایک کرابین پاشا کے لیکن جو دوسرے دن ۱۱ ستمبر کو زخمی ہوا - آٹھ پلٹنوں کی کمک بھیجی گئی تھی - مصنف

ان روسیوں کے دو ہزار آدمی قتل و زخمی ہوئے تھے - مصنف

کے اڑانے میں اتنی آدمی ناقابل ہوئے تھے - وہ بھی اسی تعداد مین شامل ہین - روسی گولہ باری سے شکستہ دل یا بے اوسان ہونا تو درکنار ترکی سپاہی اُلٹے روسی باتریون پر ہنسی اُڑاتے تھے - روسیون نے ان دنون مین تیس ہزار پھٹنے والے گولے پھینکے تھے جن سے صرف مندرجہ بالا نقصان ہوا - اس تمسخر خیز ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ روسی توپون نے اس قدر فاصلہ سے گولہ باری کی جو انکی ساخت اور قامت کے لحاظ سے بہت زیادہ تھا - روسی گولہ انداز کمال ڈرپوک تھے - برعکس اس کے ترکی گولنداز ہر بات مین اون پر فوقیت رکھتے تھے -

واقعی لڑائی ۱۱ ستمبر کو منگل کے دن شروع ہوئی - طلوع آفتاب کے وقت بارش ہو رہی تھی اور سفید دھند چوطرف چھائی ہوئی تھی - دھند تو دوپہر کے قریب دور ہوگئی لیکن بارش سارا دن کبھی کبھی موسلا دھار اور زیادہ تر بوچھار ہوتی رہی - زمین دلدل بن گئی تھی اور نمی کپڑون سے گذر کر جلد تک پہنچ گئی تھی - پانی آخر ہاڈی خوابگاہون اور گودامی کوٹھریون میں بھی داخل ہوگیا اور کارتوسون کو خشک کرنے کیلئے انتظام کرنا پڑا - گولہ باری چند گھنٹون تک سخت تیزی کے ساتھ ہوکر نو بجے بند ہوگئی - اور دوپہر سے کچھ عرصہ پہلے پھر چارون طرف سے شروع ہوکر ایک گھنٹہ بعد دھیمی پڑگئی اور دوپہر کے ڈیڑھ بجے جنوب کی طرف سے رائفلون کی اشتباری کی آواز سنی - مین ستون پر چڑھ گیا جس پر سے مجھے گریوتز اکے جنوب کیطرف کی پہاڑی کے مغربی ڈھلاؤ پر روسی انفنٹری کے دل بادل دکھائی دئے - ۲ بجے باش طابیون کی فوج بڑی سرگرمی سے مشغول پیکار تھی - کرنیل نے خندقون والی فوج کی ترتیب بدل دی - آٹھ کمپنیان (ایک پلٹن) اس طرح سے تقسیم کیگئین کہ مورچہ اور اسکی خندقون کی حفاظت کرسکین - جو خندق مشرقی مورچہ کو جاتی تھی اوسکے سپاہی واپس بلالئے گئے - اور اونکی جگہ دوسرے مورچہ کے سپاہیون نے لے لی - اس ترتیب سے دو پلٹنین (ایک میری اور ایک دوسری) فارغ ہوگئین - جنکی ہائر کی چوٹی پر مارچ کالم (عمود روانگی یا کوچ) کی شکل مین صف بندی کیگئی اوس وقت باش طابیون سے ایک چرکس اردلی نے آکر خبر دی کہ رومانوی فوج نے سخت تندی کے ساتھ حملہ کیا تھا - جو نقصان کثیر کے ساتھ پسپا کردیگئی ہے -

چار بجے اوپانتز - بوکودا اور ہماری مورچہ کے سوا باقی سب جگہ میدان کارزار گرم رہا تھا - بارش بدستور زور شور سے ہو رہی تھی - البتہ دھند کسیقدر دور ہوگئی تھی - بلند جگہون پر کھڑے ہونے یا دوربینون کے ذریعہ سے دیکھنے کے سوا ہماری طرف والون کو میدان کیفیت کچھ دکھائی نہین دے سکتی تھی لیکن لڑائی کا شور شغب اچھی طرح سن سکتے تھے - اس شور شغب کی کیفیت یہی کہ الامان - یہی معلوم ہوتا تھا کہ بعد و برق کا طوفان

عظیم چل رہا ہے جو کائنات کے کل عناصر کو جدا جدا کر کے اور سے نیست و نابود کر رہا ہے غلیظ نتم الود ہوا بادو کے
ہوبن کو اوپر اوٹھنے سے مانع تھی۔ جو بڑے بڑے سفید و فانی گیندوں کی شکل میں آہستہ آہستہ زمین پر اور ہر طرف
ٹھکتا ہوا اپنی بو سب کے دماغوں تک پہنچا رہا تھا جس طرح بہادر آدمی کے کانوں کیلئے فولاد کی شاندار جھنکار سے
بڑھکر کوئی راگ (خواہ وہ استاد زمانہ گوئیے یا موسیقی نواز کے ہاتھ یا حلق سے نکل رہا ہو) نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح
اوسکے نتھنوں کو بارود کی بو سے بڑھکر کوئی خوشبو عزیز نہیں ہو سکتی۔ جن لوگوں کو کبھی میدان کارزار میں موجود
ہونا نصیب ہوا ہو وہ مکمل بخوبی معلوم ہے۔ کہ یہ بو سپاہی کیلئے وہی حکم رکھتی ہے جو مست سانڈ کیلئے مرغ چیتھڑا ہمارے
اردگرد سپاہی اپنی جانوں پر کھیل رہے تھے اور ہم بیکار کھڑے تھے۔ اس عالم بیکاری میں اوس بو کو سونگھ کر ہمارے
زبان سے بے اختیار ان کے حق میں جنہوں نے ہمکو وہاں روک رکھا تھا۔ بددعائیں نکلتی تھیں گھوڑے
بھی بالکل بیطرح سخت بیقرار ہو کر زور سے ہنہنا رہے تھے۔ منٹ ہمکو صدیاں معلوم ہو رہے تھے اور ہر شخص کی آنکھ مورچہ
کے دروازہ پر لگی ہوئی تھی۔ کیونکہ پیش قدمی کے حکم کا مژدہ اوسی کے راستہ ہم تک پہنچ سکتا تھا۔

دونوں پیشین مورچہ کے عقب میں متوازی پانچ کالموں میں صف بستہ کھڑی تھیں۔ اور تمام جزئیات کی
پڑتال بخوبی کر لیگئی تھی۔ اس بار میں ہمارے میجر کو بدطولی حاصل تھا۔ ہر رجمنٹ بہترین حالت میں تھی۔ ہر ایک کے پاس
فی سپاہی اسی کارتوس کے حساب سے سامان حرب موجود تھا۔ جھولے بسکٹوں اور توبڑیں پانی سے بھری ہوئی
تھیں۔ ہر افسر دن کی تلواریں استرے کی طرح تیز تھیں۔ اور ہمارے ریوالوروں کے تمام خانے بھرے ہوئے تھے
چار بجے۔ اول پاشا کا اردلی گھوڑا دوڑاتا ہوا ہمارے پاس پہنچا اور اسیوقت دوسری پلٹن کو باش طابیوں کی طرف
بڑھنے کا حکم دیا گیا۔ ہمارے میجر سے معلوم ہوا کہ مدافعی ایک سی ڈویژن کو ساتھ لیکر ان مورچوں پر دوبارہ حملہ کرنے
کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

پانچ منٹ بعد جنگ میں شرکت پر گریوتزاپل کیطرف سے ایک چرکس سرپٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا۔ وہ سڑک پر ہمارے پاس تک
دوڑتا ہوا آیا اور ایسی تیزی کے ساتھ آیا تھا کہ قریب پہنچکر اوسکا گھوڑا بیدم ہو کر گر پڑا۔ عادل اور
اوسکا شاف افسر اوسکی طرف آگے بڑھے۔ سوار میں اور آنے والے میں جلد جلد کچھ گفتگو ہوئی۔ اسکے بعد عادل نے
میجر کو اشارہ کر کے بلایا۔ جو گھوڑے کو ایڑ لگا کر فوراً اوسکے پاس پہنچ گیا۔ دونوں میں چند لفظوں کی بات چیت ہوئی
پھر ہمارا افسر اس آگیا اور ہمکا بون پر کھڑا ہو کر حکم سنایا "یہ پلٹن بسرعت تمام کرشن کو جائیگی"۔ اس حکم کو آن منٹ ہی ملا تھا
کہ ہم کو ایک بارچ تیز رفتاری کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ عادل اور اوسکے شاف کے افسر دن نے تلواریں میان سے

نکال لیں اور انکو ہلاکر الوداع کہا۔ اسکے جواب میں ہنسنے زور سے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا۔ ہم ٹہلوان چلا گا ہوں۔ کیپٹر اور کہنیوں میں سے ہوتے ہوئے جنہیں کہیں کمی اور گیہوں کاشت ہوتی تھی سیدھے گولہ باری کے منہ میں میدان کی زد کیطرف جہاں سے ہمکو مست کرنیوالے انجرات آڑ آکر ہماری پیشوائی کر رہے تھے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ اتنے میں بیرحم بارش موسلا دھار شروع ہو جاتی ہے۔ مگر ہم اوسکی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ کیونکہ ہم پہلے اس قدر شرابور ہو رہے تھے کہ اوس سے زیادہ ہونا ممکن نہ تھا۔ میجر جرکس کو لئے آگے آگے تھا۔ پھر میری کمپنی تھی۔ میں سب سے آگے اور کلر سکوٹ میرے پیچھے تھا لیکن ہمارا پیارا علم تربستوں سے چھپا ہوا تھا۔ اس سکوٹ کے بعد آٹھ نقارچی تھے۔ جو ہمارے کیپٹر آلود پاؤں میں چستی پیدا کرنیکے لئے اپنے نقارون کو خوب زور سے بجاتے جاتے تھے۔ دوسری تیسوں کمپنیاں کمپنی کالموں (ایک ایک کمپنی کا کالم) میں میری کمپنی سے پیچھے نہیں۔ سب سے آخری کمپنی کی تحویل میں چند خالی اسپی گاڑیاں بھی تھیں۔

ہم چلے جا رہے تھے کہ میجر نے مجھے اشارہ سے بلایا۔ اور جب میں قریب پہنچ گیا تو مجھے کہا "مجھے اندیشہ ہے کہ جنوب میں ہمیں شکست کھانی پڑیگی یہ بات سپاہیوں کو نہ کہنا لیکن اپنے ساتھی سے اسکا ذکر کرکے تم دونوں مگر یزاپنی طرف سے پوری کوشش کرو" میں سلام کرکے پیچھے ہٹ گیا۔ اور جبکہ سے یہ بات کہی۔ اوس نے میرے ہاتھہ کو دبا کر جواب دیا۔ "ہم جلدی پھر اونکی دمون کو دیکھیں گے" اس سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ گو یہ الفاظ چندان شائستہ نہیں تاہم یہ زبردست پیرایہ اوسکی شجاعت اور تیقن کو بخوبی ظاہر کر رہا ہے۔ ہم اوس راستہ پر چلے جا رہے تھے جسپر کہ دوسری لڑائی کے دن میں گذرا تھا۔ بائیں کے جنوبی ڈھلاؤ سے نیچے اترکر گرویتز اپل کو جس کے قریب عثمانیہ کا سکون کا (جو گھوڑوں سے اترے ہوئے تھے) ایک دستہ۔ اور شاسرون (طلیعہ) کی ایک کمپنی دو دھات کی قسم کی توپیں لیکر پار موتھی عبور کرکے ہم بلگرمینی سڑک پر مغرب رویہ ہو گئے۔ پھر وہاں سے اوس پہاڑی پر چڑھکر جہاں سے ۳۰ جولائی کو سنگینوں سے حملہ کیا گیا تھا۔ اور جسپر اب موکزی یا قلعے کے مورچے کھلے تھے۔ ہیڈکوارٹر کی پہاڑی سے ہوتے ہوئے احتیاط طابیہ کے پاس سے گذرے۔ وہاں سے ہمکو دس یا بارہ سنبر جیسے دکھائی دئے سنبر اور اونکا سٹاف انہی خیموں میں رہتا تھا۔ وہاں آدھا رسالہ جو عثمان پاشا کی فوج اردل میں تھا مستعد و تیار کھڑا ہوا تھا۔ شیر اسوقت پہاڑی کے دوسرے (جنوبی) ڈھلاؤ پر تھے۔ چرکس لوگ کو ہماری پہنچنے کی اطلاع دینے کے لئے ہم سے الگ ہو گیا۔ اور ہم کو دم لینے۔ بوٹوں کو کیچڑ سے صاف کرنے اور ادھر ادھر دیکھنے کا موقعہ مل گیا۔

گولہ باری سخت تندی کے ساتھہ ہو رہی تھی۔ اور ہر چند لمحوں کے بعد اپنے عین بائیں پر کپتانی ریڈ کمپنی کی متصل

(تشہاری) کی خاص آواز بھی ہمکو سنائی دیتی تھی - احتیاط طابیہ آرٹلری (توپخانہ) کے سوار سپاہی تقریباً غائب تھا - اردل کے رسالہ چرکسون اور دو باتریون کے سوا جو راوی شیپود کی طرف گولہ باری کر رہی تھین پہاڑی پر کوئی فوج نہ تھی - کیونکہ ہر سپاہی جو بھیجا جاسکتا تھا جنوب کو بھیجدیا گیا تھا - ہم جنوب رویہ کھڑے ہوئے تھے ہماری دائین طرف نصف میل کے فاصلہ پر زمین کے نشیب مین قصبہ پلیونا تھا اور بائین جانب ہماری مورچون سے پرے گریویتزا اور راوی شیپود کے درمیان دو میل کے فاصلہ پر وہ پہاڑی تھی جس پر غنیم کی صفین موجود تھین - اوسوقت ساڑھے چار یا پانچ کا عمل تھا - روسیون نے ہماری قلب پر جو حملہ کیا تھا اوس مین وہ شکست کھاکر اوس وقت سے کچھ عرصہ پہلے پیچھے ہٹ گئے تھے - عمر طابیہ کے سامنے چراگاہین اور ۵۸۹ کھیتی کے اوجڑے ہوے کھیت مردون اور قریب المرگ مجروحون سے بھرے ہوئے تھے - روسیون نے اوس دن اس مورچہ کو فتح کرنیکے لئے پانچ مرتبہ اوس پر حملہ کیا - سالونیکی کے سپاہیون نے جن کو مینو اوس موقعہ پر جہان سے وادی شیپود کی سڑک پلیونا سے جدا ہوتی ہے کھڑا دیکھا غنیم پر قابل تعریف حملہ کیا تھا - آخری حملہ مین روسیون کے معدودے چند سپاہی خود مورچہ ۹۰ مین بھی گھس آئے تھے - ابراہیم طابیہ پر جو قلب کے کل مورچون سے آگے بڑھا

۵۸۹ ابھی تک کی ورد کا وقت نہین آیا تھا لیکن پلیونا کے اردگرد کے کھیت فوج کی آمد رفت سے اوجڑ گئے تھے - جہان کہین کھیت سالم بچ رہے تھے (مثلاً راوی شیپود کے قریب) - وہان تک کے پودے پانچ پانچ چھ چھ فیٹ بلند تھے مصنف

۹۰ عمر طابیہ پر روسیون کی سات ڈیوژن نے حملہ کیا تھا جنمین سے ۵۴۰۰ آدمی ضایع ہوئے یعنی سات ڈیوژن یا ۲۱ پلٹنون کو ترکون کی معدودے چند پلٹنون نے نیست و نابود کر دیا - اس سے ظاہر ہے کہ محفوظ مقامات مین رہکر لڑنے سے خواہ وہ مقام کیسے ہی سیدھے سادے بنے ہوئے کیون نہ ہون کس قدر فایدہ رہتا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ ایسے مقامات مین فوج ہی ترکی انفنٹری ایسی موجود ہے جو دلیر پہلو پر کل یورپ مین ثابت قدم ترین اور سب سے زبردست مانی گئی ہے - کرپاٹکن اس تباہی بخش ناکامی کی یہ وجہ لکھتا ہے کہ دو جمبٹین وقت مقررہ سے دو گھنٹے پہلے چل پڑی تھین - ان دونون مین جواد گلا اور یاروسکیو جمبٹین تھین پانچ ہزار آدمی تھے جنمین سے ۲۳۰۰ ضایع ہو گئے - جرمن مورخ ہیلوان ٹرو تھا ہے جو روسیون کی طرفداری مین لکھتا ہے اور جس کا حوالہ مین کئی جگہ اوپر دیچکا ہون اس ڈویژن کے کمانڈر جنرل شنٹ بنکوف پر جس نے دو جمبٹون کو دو گھنٹون تک برباد ہونے دیا اور انکو کمک نہ بھیجی سخت لعن طعن کیا ہے - اس جرنیل نے اس لحاظ سے اپنے دل مین یہی فیصلہ کر لیا ہوگا کہ دو رسی جمبٹین کل ترکی کیمپ کو فتح کرنے کیلئے کافی ہین - سچی بات تو یہ ہے کہ اگر خود روسی مورخون نے اسکی تصدیق نہ کی ہوتی تو ایسی اہم غلطی کے وقوع مین آنے پر کبھی اعتبار نہین کیا جاسکتا تھا - اس کا بہترین نتیجہ یہ ہوا کہ

ہوا تہا روسیون نے حملہ نہ کیا - مگر دیکہنے پر اوس پہاڑی کی وجہ سے جسکی چوٹی پر طابیہ بنا ہوا تہا ہماری نظر آگے نہین جاسکتی تہی -

ہمنے تسکل تین منٹ قیام کیا ہوگا کہ ہمارے میجر نے جو چرکس کے ساتہہ گیا تہا واپس آکر آگے بڑہنے کا حکم دیا - ہم داہنی جانب نیم زاویہ قایمہ کاٹ کر ہو گئے - اور چوٹی سے گذر کر مشیر اور اون کے سٹاف کے قریب پہنچگئے سٹاف مین چہہ یا آٹہہ افسر تہے - یہ سب گہوڑون ہی اُترے ہوئے تہے - اور اون کے گہوڑون کو باقاعدہ سوارون کے دستہ نے جو اونکی اردل مین تہا پکڑا ہوا تہا - بیس یا تیس چرکس اپنے بیقرار - دراز دم اور بدشکل چہوٹے چہوٹے یابوون پر قاصدون کا کام دینے کے لئے تیار کہڑے تہے - عثمان پاشا اوسوقت ایک نوجوان ایڈیکانگ (یاور) کو کچہہ لکہا رہے تہے اور ساتہہ ہی دوربین لگائے جنوب کیطرف دیکہہ رہے تہے - مشیر کہڑے ہوئے تہے اور یاور ایک سٹول (سہ پائی) پر بیٹہا ہوا تہا - اور ایک ریش دار دیو قامت چرکس جسکا پست قامت گہوڑا اوسکو قد و قامت کے سامنے کوئی حقیقت نہین رکہتا تہا حکم کو لیجانے کیلئے دونون کے پاس منتظر کہڑا تہا مشیر کے پیچہے تہوڑی سے فاصلہ پر ایک سیدہا سادہا شیڈ تہا جسمین سے تار برقی کے تین سلسلے نکلکر مختلف سمتون کو گئے ہوئے تہے یہ تار گہر تہا - جب ہم قریب ہو گذرے تو مشیر نے ہمکو آواز بلند للکار کر کہا "تم اپنا فرض ادا کرو - خدا اور اوسکا رسول تمہارے حامی ہونگے" سپاہیون نے یہ سن کر نعرہ اللہ اکبر بلند کیا - لفٹنٹ آصف نے جہنڈی کو پکڑ کر خوب زور سے ہلایا - اور میں بہی تلوار سے سلامی اوتار کر نعرون میں شریک ہو گیا - عثمان ہر وقت پنسل کان کے پیچہے رکہتے تہے جسکا پچہلا سرا آگے ہوتا تہا - انہون نے بی اختیار اوس پنسل کو پکڑ لیا - یہ اونکی عادت تہی - وہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۹ - روسی فوج کے سپاہیون مین اخلاقی جرات بہت کم ہو گئی - ۱۱ ستمبر کو پانچ بجے بعد دوپہر یعنی حملہ کی ابتدا کے مقررشدہ وقت سے صرف دو گہنٹہ بعد ہی شیپکا پر یہ تصور کر لیا تہا کہ میدان غنیم کے ہاتہہ رہا ہی اور وہ عام پسپائی کا حکم دینے کا ارادہ کر رہا تہا حتے کہ شام کے وقت سکوبلیف اور رومانوفون کی فتحیابی سے بہی اوسکے فیصلہ پر کوئی اثر نہ پڑا - اور ہر فوجی تاریخ کو عثمان پاشا یہ سمجہہ بیٹہے کہ میدان ہاتہہ سے گیا - دونون مین فرق اتنا تہا کہ سکوبلیف نے بیہوشی سے اور عثمان نے بوجوہات معقول اپنی قیاس کیا تہا - قصہ مختصر دونون مخالف کمانڈر جنکو ایک دوسری کی کیفیت سے علم نہ تہا اپنی اپنی جگہ اپنی تئین شکست خوردہ سمجہہ بیٹہے تہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ گو ایسا اکثر ہوا ہو کہ لڑائی بلا تصفیہ رہی مگر کبہی نہین ہو سکتا کہ دونون فوجین ایک ہی وقت شکست کہا جائین اس مقدمہ پر یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ وہ چال کون چلا - جواب ہی عثمان جنہون نے فتح کیلئے آخری جانگداز کوشش کی اور میدان مار لیا - اس سے پیشتر حال ہوتا ہی کہ میتک تم اپنے کل وسایل ختم نکر لو - مجبوس ہو کر حصول مدعا سے دست بردار نہ ہو جاؤ - مصنف ۱۲

خطرہ یا جوش کے وقت اپنی نسل کو نہایت تیزی کے ساتھ بعینہ اسیطرح جس طرح کہ مسلح آدمی اپنی تلوار کا قبضہ کو پکڑ لیتا ہے پکڑ لیا کرتے تھے۔

ہم پہر دائین جانب نیم زاویہ قائمہ کے رخ پہاڑی سے نیچے اوتر کر قصبہ کے مکانات کیطرف ہو گئے۔ وہان گاڑیون کی قطار جو خیمون کو لیکر نرم زمین پر بصد مشکل شہر کیطرف چلی جارہی تھین ہمارے راستہ میں حائل ہو گئی جس سے چند لحظون کیلئے پیش قدمی ہی ہو گئی۔ کیونکہ ہمارا کالم اس قطار کو زاویہ قائمہ پر کاٹ کر آگے بڑھ سکتا تھا۔ اس وقت میجر کے قریب آدمی دیکھے جو چھوٹی چھوٹی جماعتون مین یا فرداً فرداً ادھر ادھر پھر رہے یا آنکھ بچا کر شہر کی گلیون مین جا چھپنے کی کوشش کر رہے تھے۔ یہ وہ سپاہی تھے جو لڑائی مین ادھر ادھر منتشر ہو کر بھٹک گئے تھے۔ جنہون نے بھی اونکو دیکھ لیا اور مجھ کو حکم دیا کہ انکو اپنے ساتھ ملا لینے کی کوشش کرون۔ اور ساتھ ہی آواز بلند کہا کہ اگر وہ انکار کرین تو اونکو فوراً گولیون سے ہلاک کر دو۔ ہمنے جیک اور بقال کو للکارا اور ہم تینون صفون سے نکلکر ذرا یان کیطرف گئے اور نرمی پیار دلاسا دہی تشدد الغرض سب طرح کے حیلون سے اون کو جمع کرانیکی کوشش کی اور نمایش پند و نصیحت کو زیادہ وزندار بنانیکے لئے جیک اور مین دائین ہاتھ مین ریوالور اور بقال بائیں لئے رہا۔ اس طرح ہمنے تیس آدمی جمع کر لئے۔ باقی ہمسے آنکھ بچا کر نکل گئے۔ اسپر ہمنے اپنا ریوالور سر کیا۔ جیک نے بھی میری تقلید کی۔ فاصلہ زیادہ ہونیکی وجہ سے گولیان کسی کو نہ لگین تاہم اسکی طفیل بیس آدمی اور واپس آگئے۔ دریں اثنا ہمکو دیکھکر دوسری کمپنیون سے بھی کچھ لفٹنٹ اور سارجنٹ آگئے اون مین سے ایک نے ایک فراری کو ٹانگ پر گولی ماری۔ اور آخر کار ہم سب ستر آدمیون کو اپنی پلٹن مین واپس لے آئے۔ میجر نے حکم دیا کہ ان سب کو مساوی تعداد سے چاردن کمپنیون مین بانٹ دو۔ ہمنے جلد جلد اونکو تقسیم کر لیا۔ میری تین سکوڈیون کو ان مین سے پانچ پانچ یا چھ چھ آدمی ملے یہ لوگ اپنی نامردی پر خود ہی شرمندہ ہونے لگ گئے اور تھوڑی دیر مین جبلی شجاعت اونمین پھر عود کر آئی تقسیم کے ختم ہوتے ہی ہم نے بڑھنا شروع کر دیا کیونکہ اس اثنا مین گاڑیان ہمارے مقابل سے گذر چکی تھین اور شہر کی کیچڑ دار اور تقریباً ناقابل گذر بازارون مین پہنچ گئی۔ وحشت زدہ باشندے اپنے اپنے دروازون پر کھڑے تھے۔ ترک مترود و ہراسان اور بلغاری موہنہ سوجائے ہوئے اور مشتبہ وضع جسے دیکھتے ہی شک گذرجاتا تھا کہ وہ کسی شرارت پر تلے ہوئے ہین سپاہیون نے بسرعت فراری گذرتے ہوئے اپنی رائفلون کو اونکی طرف سیدھا کیا لیکن افسرون نے اون کو خونریزی سے روک دیا۔ اسپر کسی سپاہی نے بلند آواز سے کہا "یہ بدمعاشی کرنیکا ارادہ رکھتے ہین" اس شخص کے قیاس کی تصدیق واقعات مابعد نے بخوبی کر دی

میجر نے ایک ترک باشندہ کو بلایا جس نے ہمراہ ہوکر ہماری راہنمائی کی۔ بعض لوگون نے سپاہیون مین روٹی وغیرہ کی تقسیم کی۔ ان کے لئے صفون مین کسیقدر گڑبڑسی ہوگئی۔ چنانچہ جب اون کا ذخیرہ ختم ہوگیا تو پینے لگ گیا۔ سپاہیون کو فجر سے صرف بسکٹین کہانی ملی تہین۔ وہ ان لذیذ ماکولات کو فوراً چبا گئے۔ مسلح جہنون سے مرد و عورت اور بچے جنوبی جانب کی لڑائی کو جہان سکوبیلاف اور یونس بک جوا مکدوسرے کے مقابل ٹھیک جوڑ تھے پہر ایک دوسرے سے نبرد آزما تھے بڑے غور سے دیکھ رہے تھے۔ میجر نے مجھے بتایا کہ ہیڈ کوارٹر اور کرلیشن مورچون کے درمیان کا سلسلہ تار برقی کاٹ دیا گیا ہے۔ بدین وجہ شیر کو یونس بک کی کوئی خبر نہین اور اونکو اوسکی سلامتی کا سخت اندیشہ ہو رہا ہے۔ اسکے علاوہ اوس نے مجھے یہ بھی بتایا کہ پلیونا کے مورچون (عیسٰی و قوان لق طابیات) کی حالت سخت مخدوش ہو رہی ہے۔ بلکہ اندیشہ ہے کہ وہ ابتک دشمن کے قبضہ مین چلے گئے ہونگے۔ اور اگر ایسا ہو گیا ہے یا ہو گیا تو کرلیشن مورچہ باقی کمپ سے جدا ہو جائینگے اور خود شہر معرض خطر مین پڑ جائیگا۔

شہر مین داخل ہوکر ہم بڑے بازار کے راستہ شمال رویہ ہو گئے۔ راستہ مین ہم ایک مسجد کے پاس سے گذرے اوسمین چند سو خفیف مجروح اسیر مقید تھے اور مسلح مسلمان مزدور اور فوجی ہسپتالون کے شفایاب سپاہی انپر پہرہ دے رہے تھے۔ چلتے چلتے شہر مین سے ہمنے کئی فراری ساتھ ملا لئے تھے۔ طرنیا کی سڑک پر چڑھکر ہمنے شہر کو چھوڑ دیا۔ جب ہم میدان کارزار کے قریب پہنچے تو توپون کی گرج اور آتشباری کی کڑک سے کان پہٹنے لگ گئے دھوئین کے سیاہ بادل جن کو بارش اور غلیظ ہوا اوپر نہین اوٹھنے نہین دیتی تھی کل میدان کو ڈھانپے ہوئے تھے۔ ہماری دائین طرف تاکستان تھے جن کے درخت اور پودون سے دوہری بارش ہو رہی تھی۔ ان مین اس قدر منتشر شدہ سپاہی پناہگزین تھے کہ ہم سبکو اپنے ساتھ ہرگز شامل نہین کر سکتے تھے۔ ہماری پلٹن مین پہلے ہی دو سو اجنبی شامل ہو چکے تھے۔ اصلی سپاہیون کی اعلیٰ شگفتگی اور دلاوری کو شکست خوردہ اور بے اوسان شخصون کی زیادہ تعداد کی شمولیت سے بگاڑنا قرین مصلحت نہ تھا۔ تاہم بعض سپاہی خود بخود ہماری ساتھ شامل ہو گئے۔ اور شاسرون کے ایک کارپورل سے مجھے معلوم ہوا کہ قوان لق طابیہ دشمن کے ہاتھ مین ہین اور وہ بارہ کی بارہ پلٹنین جو یکے بعد دیگرے مختلف جانب سے آئی تھین شکست کہاکر منتشر ہو گئی ہین۔ میں میجر کے پاس لوٹ آگیا۔ اور اوسکی خدمت مین عرض کرنیکی جرأت کی کہ اگر ہم طرنیا سڑک پر ہی آگے بڑہتے گئے تو آخر ہم ایسے موقعہ پر پہنچ جائینگے جہان سے قوان لق طابیہ صرف چار سو گز کے فاصلہ پر ہی اور وہان سے غنیم کا

بائیں پہلو پر آتشباری کرکے ہمکو بالکل نیست و نابود کر دیگا۔ میجر ہیہ بری خبر پہلے ہی چند چرکسون کی زبانی جو ہمکو گھوڑے دوڑاتے آملے تھے سن چکا تھا۔ اس کا اوسپر ایسا برا اثر پڑا کہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اوسان ہار گیا ہے۔ وہ پکار اوٹھا "امین زخمی ہو گیا۔ ایک مورچہ ہاتھ سے نکل گیا۔ بارہ پلٹنین منتشر ہو چکی ہین۔ اب صرف ایک تازہ دم پلٹن ہے۔ بھلا یہ کیا کر لیگی۔ ہم کچھ نہین کر سکتے" اس گفتگو کے دوران مین کام چلنے سے رک گیا تھا۔ مینے یہ دیکھکر کہ میجر اوسان بجیسے کہ چاہئین قایم بجا نہین ہین تجویز پیش کی "بہتر ہو کہ سپاہی باہین رخ کو پلٹ جائین تاکہ غنیم کے بالمقابل ہو جائین" چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ ابتک ہمارا کوئی نقصان نہین ہوا تھا۔ نہ ہم پر کوئی توپ یا بندوق سر کی گئی تھی۔ لیکن ہمنے رخ بدلا ہی تھا کہ ایک گولا ہماری صفون مین آ پہٹا جسکے پھٹتے ہی میجر کے ہوش و حواس فوراً قایم ہو گئے۔ اوسنے فی الفور یہ احکام صادر کئے: "سب سے پہلی کمپنی سکرمشرون کی صف بنا کر آگے ہو جائے۔ دو کمپنیان شرک پر دائین بائین پھیل جائین۔ بازوئے چپ باغون تک لمبا ہو جائے۔ ایک کمپنی عقب مین ناکستانون مین ہو جائے" ان سب احکام کی جھٹ پٹ کمال باقاعدگی کے ساتھ تعمیل ہو گئی +

ہم سب بازوئے چپ کے سوا جو دو سو گز آگے بڑھ گیا تھا طرنیا سڑک پر تھے۔ ہمارا رخ عین جنوب کی جانب تھا اور ہم ربع دایرہ کی شکل مین جو جنوب رخ بہتی پھیلے ہوئے تھے۔ بازوے راست کا آخری سرا پلیونا کے مضافاتی آخری مکانات سے بمشکل پاؤ میل کے فاصلہ پر تھا اور بایان بازو شہر کے باغات کے کنارہ تک پہنچا ہوا تھا۔ طرنیا سڑک ایک بتدریج اٹھتی ہوی پہاڑی کے کنارہ کنارہ جنوب مغرب کیطرف جاتی ہے۔ پہاڑی مذکورہ کی چوٹی پر جو پلیونا سے ڈیڑھ میل ہے کریشن مورچون کا سب سے شمالی مورچہ یا غلہ باشی طابیہ تھا۔ ہماری پیچھے پاکستان تھے۔ سامنے بالکل صاف کہیت جنکی زمین ہمارے مقابل بتدریج اٹھتی چلی گئی تھی۔ بنجلی طرف ہمارے اور طیمنتزا کے درمیان ہمسے نصف میل کے فاصلہ پر قوانلق مورچہ تھا۔ جو روسیون نے فتح کر لیا ہوا تھا۔ ہوا ایسی گاڑھی اور دھوان ایسا غلیظ تھا کہ ہم اس مورچہ کو صرف کبھی کبھی دیکھ سکتے تھے۔ انجرات اس چھوٹی سی وادی کے دامن مین موٹی موٹی تہون مین چھائے ہوئے تھے۔

ہمکو اس حیثیت مین قایم ہوئے ایک منٹ ہی گذرا تھا کہ میجر نے ہم کمپنی افسرون کو بلایا۔ وہ اس وقت ایک لفٹنٹ کرنل (رضا بک) سے جو ہمکو دیکھکر غلہ باشی سے گھوڑا دوڑا کر آیا تھا۔ صلاح و مشورہ کر رہا تھا۔ دشمن نے طالیگا ہمکو اس موقعہ پر قایم ہوتے نہین دیکھا تھا۔ کیونکہ ہمپر کوئی آتشباری رائفلون سے نہ کی گئی تھی اور پہلا گولے

کے بعد صرف دو اور گولے ہیمبر تک پہنچے تھے جن سے کوئی نقصان نہ پہنچا تھا۔ میرا خیال ہے کہ غنیم کو اس طرف سے حملہ ہونے کی کوئی توقع نہ تھی۔ اسی لئے اوس نے اِدھر توجہ نہ کی اور نہ اوسکو ہماری موجودگی کا علم ہوا۔ ہیمبر کے پاس جاکر ہمکو حسب ذیل معلوم ہوا :-

رفعت پاشا کے پاس جو بہت سویرے میدان کارزار کیطرف بھیجا گیا تھا اب صرف شاسرون کی چار کمپنیان ہین اوسکی باقیماندہ فوج (یعنی آٹھ پلٹنین امین پاشا کی اور چاردہ پلٹنین جنکو وہ اپنے ساتھہ لایا تھا) قوانلق طابیہ کے فتح ہونے پر منتشر ہوگئی تھی۔ کریشن مورچے ابھی تک ہماری ماتحت ہین۔

مگر ان مین سے سب سے جنوبی مورچہ یعنی یونس طابیہ ایسی خطرناک حالت مین ہے کہ یونس بک اپنی تینون توپین وہان سے پیچھے ہٹادی ہین۔ عیسیٰ طابیہ کو اگر دشمن نے ابتک نہین لیا تو عنقریب یقیناً لیگا رفعت پاشا اسوقت قوانلق پر حملہ کرنیسے پیشتر منتشر شدہ سپاہیون کی کچھہ تعداد کو باخلر باشی مین جمع کر رہا ہے ہمکو خواہ کسقدر نقصان ہو اپنے موقعہ پر قائم رہنا چاہیئے تاکہ دشمن پلیونا مین داخل نہو سکے۔ اور جب باخلر باشی سے اشارہ کیا جائے تو ہم شمال کیطرف سے قوانلق پر حملہ کرین۔ رفعت اپنے دستہ کو لیکر مغرب سے حملہ کریگا۔ شاسرون کی چارون کمپنیان ہماری صفون کے پہلیاؤ کو بڑھانیکے لئے ہمارے داہنے پہلو کو آملین گی۔ اسکے بعد صنابک نے حکم دیا کہ جو شخص صفون سے نکلنے کی کوشش کرے اوسے فوراً گولی مار دو۔

ہم ابھی صلاح و مشورہ ہی کر رہے تھے کہ شاسر پہنچکر ہمارے داہنے پہلو پر صف بستہ ہوگئے۔ اونکی ایک کمپنی سکرمشرون کی صف مین آگئے۔ دو کمپنیان کمینی کالمون مین سڑک پر اور ایک کمپنی عقب مین تاکستانون مین قایم ہوگئی۔ اون کا میجر ساتھہ تھا۔ وہ بھی رضا بک کے پاس آگیا اور رضا بک نے اس ڈیڑھہ پلٹن کو جسپر فوجکی امید اور لڑائی کا پالسہ منحصر تھا اپنی کمان مین لیلیا۔ اور ہم اپنی کمپنیون کو واپس پھیرگئے۔ ان مین ایک کمپنی طویل پھیلی ہوئی قطار مین آگے۔ ایک سو گز کے فاصلہ پر عقب مین بطور ریزرو تاکستانون مین اور دو (میری اور ایک دوسری) اوس موقعہ پر تھین جسکی بائین طرف پلیونا کے باغ اور داہنین طرف شاسر کمپنیان تھین۔ مینے اپنی کمپنی کو دو صفون مین آہستہ کیا۔ ستراب اور بقال کے سکویڈ اور نیزگلر سکویڈ پہلی صف مین اور سمیوکار سکویڈ اور پچاس پھٹکے ہوئے سپاہیون کا عارضی دستہ دوسری صف مین تھا۔ اس دستہ کی کمان پر مینے ایک اجنبی لفٹنٹ کو جس نے تاکستانون مین فراریون کو جمع کرنے مین بیحد کوشش کی تھی اور اپنے سپاہی لیکر ہمسے آملا تھا مقرر کر دیا تھا۔ اوس وقت ساڑھے پانچ بجے ہونگے۔ کریشن اور عیسیٰ طابیہ کی طرف سے توپون کی گرج اور رائفلی

آتشباری کی گرج مسلسل جاری تھی جسکی وجہ سے ایک دوسرے کو دور سے آواز دیکر خبر پہنچانا مشکل ہو رہا تھا۔

اسنے مین ہمنے یکبارگی اوس وادی مین جو ہمسے نیچے تھی اور جسمین دُھند اور دھوئین کا غلیظ ابر چھایا ہوا تھا رائفلون کے چلنے کے شعلے دیکھے۔ وادی مذکور مین اندھیرا ہونا شروع ہوگیا تھا۔ ہماری سکر مشر غنیم پر ثابت قدمی اور باقاعدگی کے ساتھ آتشباری کر رہے تھے۔ اب غنیم کی گولیان میرے پاس سے گذرنی شروع ہوئین اور میری کمپنی کے چند آدمی گولیان کھاکر زمین پر گر پڑے۔ پھٹنے والے گولے ہمارے سروں سے گذر کر تاکستانون مین گرنے لگ گئے۔ رضابک نے جو میرے قریب کھڑا تھا دوربین لگاکر باغلر باشی کیطرف دیکھا۔ اوس نے قریب ترین بگلچی کو آواز بلند للکارا اور فوجکو آگے بڑھنے کا حکم سنا دیا۔ ہمارے سکر مشر پیچھے ہوکر فوج کے درمیانی حصہ کو آملے اور اوسمین مل جُل گئے۔ اور کالم نے بڑھنا شروع کیا۔ اپنی دائین طرف ہمنے ایک گہری خندق دیکھی وہ قوان لق طابیہ کی تھی اور ہماری طرف آکر ختم ہوتی تھی۔ وہان روسیون نے اوسکے دہانہ پر مُردہ سپاہیون کی لاشون کی دیوار بنالی تھی اور اوسکے پیچھے کھڑی ہوکر اوسکے اوپر سے ہمپر مار رہی تھے۔ آگے بڑھنے پر خوفناک باڑھ سے ہماری توجہ اوسکیطرف کیگئی۔ مگر ہم پانچوین چھٹے قدم پر رائفلین چلاتے ہوئے ہم برابر آگے بڑھتے گئے۔ شاسرون کا بیچ گھوڑے سمیت گولی کھاکر زمین پر گر پڑا۔ ہم دھوئین اور دھند کے تاریک بادل مین در آئے۔ وہان سے دوسو گز کے فاصلہ پر ہمکو قوانلق طابیہ کی تاریک پشتے دکھائی دئے۔ روسی شاسرون کے دل بادل ہماری سامنے کھڑے تھے غنیم کی آتشباری نے جس سے کئی ہلاک و زخمی ہوئے ہماری صفون کو پہلے تو کھڑا کردیا اور پھر اُلٹے پاؤن پیچھے کو ہٹا دیا۔ تھوڑی دیر بعد بگلچی نے مراجعت کا حکم سنادیا دائین طرف ہمنے شاسرون کو دیکھا کہ وہ جنوب روبہ سے ہٹے جارہے ہین۔ ہمنے اس سے قیاس کیا جو بعد مین درست ثابت ہوا کہ وہ باغلر باشی کیطرف چلے جارہے ہین۔ اور (گو کوئی ایسا حکم صادر نہین ہوا تھا) دشمن کو جسنے بڑھنا شروع کردیا تھا ہماری صف کو دو حصون مین تقسیم کردینے سے روکنے کے لئے شاسرون کی تقلید کرنا قرین مصلحت ہی۔ یہ رائے قایم کرکے ہم مسلسل باڑھین مارتے ہوئے کسیقدر پہلی طرف اور کسیقدر دائین جانب کو آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے گئے اور روسی اوسی رفتار سے آگے آگے بڑھتے آئے جس سے دونون فریقون کے درمیان دو سو گز کا فاصلہ برابر قایم رہا۔ دو یا تین منٹ تک برابر یہی کیفیت رہی۔ بعد ازان بگلچیون نے پھر حملہ کا حکم سنایا۔ اور ریزرو کمپنیون کو بھی آگے بڑھنے کا حکم دیا گیا۔ رضابک حملہ آور صف کے آگے آگے اور

ہمارا میجر اُسکے ساتھ تھا۔ ابھی تک ہماری سپاہ کی ترتیب بالکل مکمل اور ٹھیک قاعدہ میں تھی ہم تیز قدمی سے آگے بڑھے جسپر غنیم رُک گیا اور ہم مورچہ سے ایک سو گز کے فاصلہ تک پہنچ گئے۔ مگر وہاں پہنچتے ہی غنیم کی تباہی بخش بارھ سے ہماری صفوں میں کئی گہرے رخنے پڑ گئے۔ ہماری رفتار سُست ہوگئی۔ آخر ہم رُک گئے۔ اور صفیں لڑکھڑانی شروع ہوگئیں پہلے ایک آدمی نے رُخ پھیرا پھر دوسرے نے۔ بعدازاں دو دو چار چار کی ٹولیاں اور آخرکار کل کا کل دائیں طرف کو ہوگیا۔ کیونکہ ہم سب کی عقل حیوانی نے بتا دیا تھا کہ ہمارے لئے باغلر باشی کے سوا اور کوئی مامن و پناہ نہیں۔ لیکن جب ہم مورچہ سے پھر دو سو پچاس گز پرے ہوگئے تو رضا نے کھڑے ہوکر للکارا "واپس آؤ" اور نہایت تندی و تیزی کے ساتھ تلوار کو پیچھے ہٹتے ہوئے انبوہ پر ہلایا۔ میجر اُس سے جا ملا۔ پھر اُس کے بھی سارجنٹ نقال اور بارہ ایک سپاہی لیکر اوسکے پاس پہنچ گیا۔ لفٹنٹ آصف نے علم کو کماپول سے جو بے تحاشا بھاگنے لگ گیا تھا پکڑ لیا اور ہماری جماعت میں آگیا۔ بعدازاں ہماری پلٹن کے بیس تیس سپاہی اور اوسیقدر شاسر آملے میں نے اِدھر اُدھر جھانک کر دیکھا اور دِل ہی دِل میں سوال کیا "وہ یہاں کیوں موجود نہیں؟" مگر وہ اور اوسکا دستہ غایب ہوگیا تھا۔ بیتے اوقات شام کی بڑھتی ہوئی تاریکی میں طرنیا سڑک کیطرف بائیں رُخ جانے دیکھا۔ ایسا کرنے میں وہ درستی پر تھا۔ کیونکہ تا وقتیکہ اسکے برخلاف حکم صادر ہوا ہو مراجعت ہمیشہ اوسی جگہ کیطرف کرنی چاہیئے جہاں سے کہ حملہ کیا گیا ہو۔ لیکن اگر میری کمپنی بھی ایسا ہی کرتی تو ہم شاسروں سے جُدا اور باغلر باشی سے بے تعلق ہوجاتے۔ لڑائی میں اکثر ایسی صورتیں پیدا ہوجاتی ہیں جنہیں ٹھیک دو متضاد رایوں میں سے کسی کو بھی غلط قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہ مراجعت کا مسئلہ بھی اِنہی صورتوں میں سے تھا۔

اب سوچنے کا کوئی وقت نہیں تھا۔ ہمارے چھوٹے سے گروہ میں تقریباً ڈیڑھ سو آدمی جمع ہوگئے تھے۔ ہم اوس جگہ پر ایک منٹ بھر ٹھہرے اور اس عرصہ میں غنیم کی آتشباری سے سخت نقصان اُٹھایا۔ چنانچہ وہاں ٹھہرے رہکر نسبت دنالو دہو کی نسبت آگے بڑھنا آسان کام تھا۔ ہم اُلٹے پیچھے قدمی سے مورچہ کیطرف بڑھے۔ کیونکہ ہر لحظہ تاریکی زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ اتنے میں ہم یکبارگی روسی سکرمشروں سے پندرہ قدم کے فاصلہ پر پہنچ گئے۔ میں نے پنا ریوالور سر کیا۔ اوسی لحظہ ہمنے گھوڑوں کے سموں کی ٹاپ سُنی۔ اور جلد جلد مربع کی تینوں طرفیں درست کرلیں۔ پچاس سوار سرپٹ گھوڑے دوڑاتے ہمارے

سر پر پہونچ گئے جسطرح ہم اونکو پہچان نہیں سکے تھے کہ وہ اپنے ہیں یا بیگانے اوسیطرح وہ بھی ہمکو شناخت نہ کرسکنے کی وجہ سے تردد میں تھے۔ آخر ہمکو معلوم ہوگیا کہ وہ مخالف یعنے کاسک ہیں۔ میرے اونمیں سے ایک پست قامت بدشکل شیطان کو گولی مار کر گھوڑے سے نیچے گرادیا۔ جس سے مجھے کمال خوشی ہوئی۔ رضا بک نے اوسوقت دانت پیسکر کہا۔ "یہاں ٹھہرنا یا لڑنا بفایدہ ہے ہمکو پیچھے ہٹ جانا چاہیئے"۔ ہمنے باغلر باشی کیطرف رُخ کردیا۔ اور مراجعت شروع کردی۔ کاسک ہمارے قدم دبائے چلے آئے جسپر اونکا مقابلہ کرنیکے لئے ہمکو پھر رُخ بدلنا پڑا۔ ہماری باڑھوں سے وہ منتشر ہوگئے۔ لیکن چند بالکل قریب پہنچ گئے جنسے دست بدست لڑائی کی گئی۔ مجھے اپنی تلوار استعمال میں لانی پڑی۔ میرے پاس کا ایک سپاہی ایک کاسک کے نیزہ سے چھد گیا۔ عین اوس موقع پر شاسروں کی ایک چھوٹی سی جماعت جسنے ہماری شکل کو دیکھ لیا تھا یا یوں ہی قیاس کرلیا تھا ہماری مدد کو آپہنچی ہمنے مزید تعاقب کو روکنے کے لئے تاریکی میں کاسکوں پر گولیاں چلائیں اتنے میں جنکسوں کا ایک دستہ ہم سے آملا۔ وہ کاسکوں کی تلاش میں ارد گرد پھیل گئے۔ جو اونکو آخر کار مل گئے۔ اور اونکے درمیان قدرے لڑائی بھی ہوئی۔ اس اثنا میں ہم باغلر باشی میں پہنچگئے۔ جہاں ہمارے اکثر آدمی ہمسے پہلے پہنچ چکے تھے۔ مورچہ میں اسقدر آدمی بھرے ہوئے تھے کہ ہمکو خندقوں میں پناہ تلاش کرنے پر قناعت کرنی پڑی۔ ہمارے عارضی دستہ میں سے اُسوقت سے لیکر جبکہ وہ خود بخود رضاک اور آصف کے جھنڈے کے گرد جمع ہوا تھا پناہ کے اندر آجانیکے وقت تک پچاس آدمی قتل و زخمی ہوئے۔ اب کامل اندھیرا چھاگیا تھا۔ اور عجیب افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ پانچ یا چھ پلٹنوں کے آدمی آپسمیں گڈبڑ ہورہے تھے۔ بذاتہ مورچہ پر وہی پلٹن قابض تھی جو اوسپر ابتداءً مامور تھی وہ ابھی تک خاصی عمدہ حالت میں تھی میجر کو اپنی پلٹن کے آدمیوں کو جمع کرکے اونکی پھر صف بندی کرنے میں مدد دی۔ تاریکی میں یہ کام بہت مشکل تھا مصنوعی روشنی کی کوئی اجازت نہ تھی کبھی کبھی دیا سلائی روشن کرلیجاتی تھی۔ بے ترتیبی اور پریشانی کا کوئی حد حساب نہ تھا۔ بعض آدمیوں نے آگ روشن کی۔ لیکن افسروں نے اوسکو فوراً بجھا دیا۔ تاکہ روسی گولندازوں کو اوس سے ہمارے مورچہ کا ٹھیک موقعہ معلوم نہ ہوجائے۔ ایک سکوڈرن اوس کمپنی کا جو بطور ریزرو تاکستان میں تھی اور میجر اسکوڈرن میری کمپنی کا غائب ہوگیا تھا وہ دونوں دوسری طرف کو پیچھے ہٹے تھے

اوسکی نسبت ہمنے قیاس کرلیا کہ اُنہوں پلیو ہلنیں آپناہ جالی ہوگی۔

رفعت پاشا نے مورچہ کی آدھی پلٹن اور چار یا پانچ دوسری پلٹنوں کی باقیماندہ یعنی جملہ ۸۰۰ آدمیوں سے حملہ کیا تھا۔ اوسکی ٹانگ میں گولی لگی جسپر سپاہی اوسے مورچہ کو جہاں مجروح آیین پاشا اور کئی سو زخمی سپاہی موجود تھے واپس لے گئے۔ مینے اپنی کمپنی میں تیسرے سکوپڈ سے علاوہ پچاس آدمی کم پائے۔ ہلہ سے پہلے جو بھٹکے ہوئے سپاہی ساتھ ملائے گئے تھے۔ اونکا اکثر حصہ پھر آوارہ ہوگیا تھا اور میرے پاس صرف ایک سو آدمی رہ گئے تھے۔ نراب کے بازو پر گولی لگی تھی زخم کمر گوشت میں ہوا تھا لیکن اوس سے خون بہت نکلا۔ آصف اور پلٹن کے جھنڈی محفوظ تھے۔ نبال کے رخسار سے خون بہ رہا تھا یہ گولی جلد سے گھسرتی ہوئی گذر گئی تھی۔ مگر اوسنے اوس زخم کی کوئی پروانہ کی۔ اجنبی لفٹنٹ مفقود الخبر تھا۔ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ ہلاک ہوگیا تھا۔ غیر حاضر دستوں سمیت میری پلٹن سے ۲۵۰ آدمی کم ہوگئے تھے۔ جنکا نصف بعد میں پلٹن کو آملا۔

اِن شکست خوردہ اور بے اوسان سپاہیوں کے طوفان بے تمیزی میں جو سب کے سب چمڑے تک بھیگے ہوئے اور بھوک سے بیجان ہورہے تھے نظام و ترتیب قایم کرنا آسان کام نہ تھا۔ مگر آخر کار ہم اِس مشکل کام میں (جسمیں نبال نے کچھ تھوڑی مدد نہ دی تھی) کامیاب ہوگئے۔ اور ہلہ سے دو گھنٹہ بعد میری پلٹن خاصی درست و باقاعدہ صفوں میں آہستہ ہوکر مورچہ کی ایک خندق میں قایم ہوگئی۔ بھٹکے ہوئے سپاہیوں کی عارضی کمپنیاں بناکر اون افسروں کو حوالہ کردی گئیں جنکی اپنی سپاہ غایب ہوگئی تھی۔ یہ عارضی کمپنیاں اور چاروں شاسر کمپنیوں کی باقیماندہ حصے دوسری خندقوں میں مقیم ہوئے۔ مورچہ کی اصل پلٹن مورچہ کے اندر رہی۔ دریں اثنا یہ دریافت ہو رہی تھی رضا بک نے پنج چرکس سوار طرابلس سڑک کے راستہ پلیونا کو بھیجے تھے۔ وہ یہ بُری خبر لیکر واپس آئے کہ سڑک اور اوس سمت کے علاقہ پر غنیم قابض ہے۔ جسکا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ تھا کہ کرشن مورچہ شہر اور رکب کے بڑے حصہ سے جدا ہوگئے ہیں۔ کیونکہ روسیوں نے وادی طلچنتزا میں بھی خوب مضبوطی کے ساتھ دھاوا کیا تھا۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ توانلی پر ہمارے حملہ آور ہونیسے تھوڑی ہی دیر پیشتر روسیوں نے عیسے طابیہ[1] کو فتح کرلیا تھا۔ تقریباً اوسیوقت رومانیوں نے سخت مقابلہ کے بعد قانلی طابیہ کو لے لیا تھا۔ مگر اسکی ہمیں صبح کو جاکر خبر ہوئی تھی۔

[1] یہ عیسے جسکے نام پر اِس مورچہ کا نام رکھا گیا تھا یہاں کا کمانڈر تھا وہ اِس لڑائی میں سخت زخمی ہوکر چند دنوں کے بعد فوت ہوگیا تھا۔ مصنف ۱۲۔

اِن یاوسی بخش خبروں کی اطلاع دوسرے تینوں مورچوں کے کمانڈروں کو کر دیگئی۔ رات کو مضا بک اڈیوٹس بک دونوں نے شیر پر گھوڑ چڑھے قاصد روانہ کئے چوڑ البنا چکر کاٹ کر چار یا پانچ گھنٹوں کے بعد مشیر کے پاس پہونچے۔ یونس طابیہ اور ہیڈ کوارٹری پہاڑی کے درمیان بخط مستقیم صرف تین میلوں کا فاصلہ تھا۔ فوائق طابیہ کو دشمن سے واپس لینے کے لئے جس فوج نے یہ ناکام کوشش کی تھی اوسکی درست تعداد تحقیق کرنا مشکل امر ہے۔ تاہم یہ یقینی امر ہے کہ اس حملہ میں تیسرا حصہ ضائع ہوگیا۔ مگر انہیں سے تقریباً نصف وہ بھٹکی ہوئی سپاہی تھے جنکو دوبارہ جمع کیا گیا تھا۔ رات کے وقت اور علی الصباح جو زخمی باغلر باشی کے اندر لائے گئے یا خود بخود رینگتے ہوئے پہونچگئے اون کے اور نیز لاشوں کے لحاظ سے جنکو ہمنے دوسرے دن میدان میں پایا ہیں اِن نقصانات کا تخمینہ ۳۰۰ - آدمی کر سکتا ہوں۔ اس شام کو جس فوج نے فوائق پر حملہ کیا تھا اوسکی جمعیت تخمیناً حسب ذیل تھی

میری پلٹن مع جمع شدہ آوارہ گرد سپاہیان	۹۰۰	چار کمپنیاں شاسروں کی	۲۵۰
مورچہ باغلر باشی کی آدھی پلٹن	۳۰۰	چار یا پانچ پلٹنوں کے باقیماندہ	۵۰۰
چرکس " " "	۵۰	سپاہی جنکو رفعت نے جمع کیا	

میزان ۲۰۰۰

اِنمیں سے قتل ۱۰۰ - زخمی ۲۰۰ - بھٹک گئے ۳۰۰ - جملہ ۶۰۰ - آدمی کم ہوکر باقی ۱۴۰۰ باغلر باشی پہنچے جہاں آدھی پلٹن یا ۳۰۰ - آدمی پہلے موجود تھے۔ پس ۱۱ و ۱۲ ستمبر کی درمیانی رات کو اس مورچہ میں کل ۱۷ سو آدمی قابل نبرد موجود تھے۔

۱۱ ستمبر کو ۱۳ ترکی پلٹنیں اِس بازو پر معرکہ آرا ہوئی تھیں۔ اِسطرف کے چھ مورچوں میں کُل سات پلٹنیں بلا استقلال مامور تھیں جو باقی جو دہ دیگر اطراف سے بائیں فصیل بھیج گئی تھیں۔ طاہر طابیہ سے ایک ریزرو فوج سے لواور لیساری بازو پر چار۔

اسوقت تک رائفلی آتشبازی بند اور گولہ باری مدہم ہوگئی تھی۔ اور اوسدن کی خونریزی ختم ہوگئی معلوم ہوتی تھی۔ رات بھر ہر پندرہویں منٹ دونوں طرف سے ایک آدھ گولہ چلتا رہا۔ روسی یونس طابیہ پر گولے پھینکتے رہے۔ باغلر باشی پر کوئی گولہ نہ پڑا۔ کریشن مورچوں کی توپیں مفتوحہ ترکی مورچوں کی سیدھ پر گولہ مارتی رہیں ہمنے گو صفیں قایم کرلی تھیں مگر ابھی تک سخت

دوڑ دھوپ ہو رہی تھی۔ اتنے کام ابھی کرنیوالے تھے کہ آرام کا نام بھی نہیں لیا جا سکتا تھا۔ انسانیت تقاضا کر رہی تھی کہ اول تو کل دن نہ کم از کم اون مجروحوں کو جن تک ہم پہنچ سکتے ہیں اُٹھا لایا جائے رات سخت تاریک تھی سپاہیوں کو چند لالٹینیں دیکر جو دستیاب ہو سکیں اس کام پر بھیجا گیا جو صبح تک ایک سو زخمی اُٹھا لائے۔ اونمیں اکثر روسی بھی تھے۔ ہمارے ڈاکٹر سمیت جو پلٹن کے ہمراہ آیا تھا مورچہ میں تین ڈاکٹر تھے۔ آلات جراحی وضروری سامان تقریباً ناپید تھا۔ تاہم ان ڈاکٹروں نے اپنی طرف سے کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ میں نے دیکھا کہ وہ بارش سے ازسرنو پا بھیگے ہوئے بازو تنکے کر کے خون آلودہ ہاتھوں سے مرہم پٹی اور جراحی عمل میں مصروف ہیں اور کام کی کثرت کی وجہ سے اونکے چہروں سے پسینہ کی دھاریں چل رہی ہیں آڑیاں اور چاقو لئے ہوئے وہ ہو بہو روس کے پرانے زمانہ کی تصویروں عدالت "ان کوازیشن" کے موکلان عذاب معلوم ہوتے تھے قیصوں کو پہاڑ پہاڑ کر ٹیاں بنائی گئیں کئی سپاہیوں نے شوقیہ ڈاکٹروں کی مدد کی۔ مگر بعض نظارے ایسے مہیب تھے کہ دنرات یہی کیفیت مشاہدہ کرنیوالے شخص بھی اونہیں دیکھ کر لرز جاتے تھے کئی زخمیوں کے آدھے چہرے غایب تھے اور انسانی کل کے تمام پرزے نظر آرہے تھے بعض کے اعضاء ندارد اور انتڑیاں باہر نکل رہی ہیں۔ جا بجا خون کے چھوٹے چھوٹے تالاب لگے ہوئے تھے جنمیں سیل اور دباغ کے ذرے زندہ کیڑوں کیطرح تلملا رہے تھے۔ کاٹی ہوئی ٹانگیں اور بازو گندگی کے ڈھیر کیطرح ایک کونہ میں کتوں کی خوراک کیلئے پڑے ہوئے تھے۔ ایک زخمی کی کیفیت ایسی ڈراونی تھی کہ کوئی الفاظ اوسے بتا نہیں سکتے۔ اوسے دیکھکر ایک جرمن ڈاکٹر بے اختیار پکار اوٹھا۔ "ایسا نظارہ بادشاہوں اور قیصروں کو دکھانا چاہیئے"۔ زخمیوں کے علاوہ مورچہ کی دیواروں کو جو نقصان پہنچے تھے اونکی مرمت ضروری تھی۔ مورچہ میں ابھی فی کس تین کل رتوس کے حساب سے ذخیرہ موجود تھا اور نیز بسکٹ سپاہیوں میں بانٹے گئے۔ اس سے فارغ ہوئے تھے کہ پانی کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ چشمے جہاں سے پانی لایا جاتا تھا نا مستانوں میں تھے اور اونپر اُسوقت روسی قابض تھے۔ اکثر لوگوں نے بارش کا گیرا آلود پانی جو خندقوں میں جمع ہو گیا تھا اور جس میں خون ملا ہوا تھا پی لیا۔ اوسکو پیتے ہی اونکو قے ہو گئی اور پہلے سے زیادہ پیاس لگ گئی۔ باغلر باشی میں گندہ پانی کی نکاسی اور بارش کے پانی کو جمع کرنیکے لئے ویسا کوئی انتظام نہ کیا گیا تھا جیسا کہ ہمنے جانق بایر مورچوں میں کیا ہوا تھا۔ فرق

کے اِرد گرد سنتری اور بیدی چوکیاں بٹھائی گئیں۔ سپاہی ایسے تکان زدہ ہو رہے تھے کہ وہ مشکل کھڑے ہو سکتے تھے۔ اِسلئے سنتری ہر دو گھنٹہ کے بعد بدل دیئے جاتے ہے۔ سپاہیوں کو بیدار رکھنے کے لئے بار بار معائینے کئے جاتے اور حاضریاں پکاری جاتیں۔ جو لوگ قصہ کہانیاں پڑھ سکتے یا کچھ گا سکتے تھے اونکو ایسا کرنیکے لئے کہا گیا۔ زیادہ تر فرمایش جوش بڑھانیوالی اور حب الوطنی کو مضبوط کرنیوالے گیتوں کی کیجاتی۔ جو نہایت موثر ثابت ہوئے۔ مگر بعض بعض نوجوان گل دلبل کے راز و نیاز اور سوسن کے غنچوں اور چاندنی کی کرنوں کی عشق بازی کے گیت گاتے رہے جو ظاہر ہے کہ اِس موقع سے کچھ مناسبت نہ رکھتے تھے۔ عین میدان قتال میں عشق و محبت اور راز و نیاز کا کیا کام مورچہ کا اصل کمانڈر میجر راسم زخمی ہو گیا تھا اور اب کمان رضابک کے ہاتھ میں تھی۔ جسکا انتظام نہایت عمدہ اور موثر تھا۔ دس بجے تو انلق کی شمال مغرب پر ہمنے رائفلوں کی انتشاری اور اللہ اکبر کے نعروں کی آواز سُنی۔ ہماری چند کمپنیاں صف آرا ہو کر باہر نکلیں۔ میں بھی اپنی کمپنی کو جسکی ترتیب خاصی باقاعدہ تھی حملہ کے لئے باہر نکال لایا لیکن ہم سو قدم ہی گئے ہونگے کہ لڑائی ختم ہو گئی۔ آدھی رات سے پہلے پھر دوسری دفعہ ایسا ہی ہوا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ روسیوں کے چند بہادر افسروں نے ہمکو ستاتے رہنا اپنا اہم فرض تصور کر کے چند سپاہی جمع کئے اور اونکا عارضی دستہ بنا کر ہماری طرف پیشقدمی کی۔ مگر اِس دستہ کے ایک نصف نے دوسرے حصہ کو دشمن کی فوج سمجھ کر بے تحاشا گولیاں چلانی شروع کر دیں۔ دوسرے فریق نے بھی یہی کیا اور جب کافی نقصان ہو چکا تو اونکو اپنی غلطی معلوم ہوئی اور اپنا سا منھ لیکر پیچھے ہٹ گئے۔

میں ساری رات میں دس دس منٹ کر کے مرطوب زمین پر کل ایک گھنٹہ سویا۔ باقی وقت ریوالور ہاتھ میں لئے بیدی چوکیوں کا معائینہ۔ بسکٹ و کارتوس تقسیم کرتا اور سپاہیوں میں چلو بھر پانی بانٹتا رہا۔ سارجنٹ بقال زخمی ہونیکے باوجود تکان کا نام نہیں جانتا تھا۔ وہ برابر میرے ساتھ رہکر میرا ہاتھ بٹاتا رہا۔ سب سے مشکل کام سپاہیوں کو بیدار اور اونکے حوصلوں کو قائم رکھنا تھا۔ اِسغرض کے لئے ہم افسر تعریفیں یا ملامتیں کرتے۔ تیتر بھیجتے۔ تشفی و دلاسا اور حکم دیتے ہنسی مذاق کرتے ہوئے غرض جو تدبیر موثر ہو اوس سے کام لیتے ہوئے سپاہیوں کی صفوں میں پھرتے رہے۔

یہ ڈراؤنی اور پُرخطر رات مجھے کبھی نہ بھولے گی۔ باقی فوج سے بالکل جُدا۔ کپڑے تر۔ پانی اندر غذا تقریباً مفقود۔ خندق کی کیچڑ ہمارے پلنگ کی جگہ اور پانی برساتا ہوا آسمان چھت کی بجائے شکست خوردہ اور ہاتھ سے نکل گئے مورچوں کو پھر فتح ہونے سے کامل یا وسیع چار و نظر طرف کہیت مُردوں اور قریب المرگ زخمیوں سے جنکی دار ہیں اور آہیں پتھروں کو پانی پانی کر دینے کی تاثیر رکھتی تھیں پٹے ہوئے۔ یہ ہے مختصر تفصیل اوس رات کے ناگفتنی مصایب اور خطرات کی زخمیوں کی مصایب کا کوئی شخص خواہ وہ خیال و قیاس سے کتنا کام لے مطلقاً اندازہ نہیں کر سکتا انمیں سے اکثر اسی جگہ پر جہاں کہ گرے، تھے بارہ بارہ گھنٹہ تک پڑے رہے اور پھر جاکر کہیں اونکی ابتدائی مرہم پٹی ہوئی اور پانی کا ایک ایک گھونٹ جسکے لئے مجروح اسقدر بیقرار رہتا ہے اونکو پینے کے لئے ملا۔ پس ظاہر ہے کہ سینکڑوں کُل خون کی کیچڑ جانیسے یا پیاس اور زخموں کی درد و عذاب سے مدد پہنچنے سے پہلے جاں بحق ہو گئے ہونگے۔ اپنے دل میں خیال کرو کہ ان بیکسوں کو بشرطیکہ اُنکے حواس قایم ہوں اُسوقت کیا کیا خیال گذرتے ہونگے۔ انمیں سے کوئی چھوٹے چھوٹے بچوں کا باپ۔ کوئی نوجوان محبوبہ کا خاوند یا کسی زہرہ جبیں کا معشوق ہوگا۔ جولاشوں کی شہر خموشاں میں بالکل یکہ و تنہا پڑا ہوا ہے۔ حرکت کی طاقت نہیں۔ خون بہ رہا ہے۔ درد بیتاب کر رہی ہے پیاس سے حلق جل رہا ہے۔ اور اس بیکسی کے عالم میں وہ بیرحم پیر فلک پر حسرت و یاس سے نظر جمائے آخری سانس گن رہا ہے۔ اُسکے مُنہ سے کبھی کبھی بے اختیار آہ نکل جاتی ہے۔ ہزاروں زندہ رفیق قریب موجود ہیں۔ مگر انمیں سے ایک بھی آکر اوسکی مدد نہیں کر سکتا وہ بار بار حیران ہو کر دل سے سوال کرتا ہے کہ میں نے تو اپنی عمر میں ایسا کوئی گناہ نہیں کیا تھا جسکی یہ ہولناک سزا مل رہی ہے۔ افسوس یہ خطرات و مصایب رات کی تاریکی کے ساتھ ہی دور نہیں ہونگے۔ بلکہ اسی عرصہ دراز تک قایم رہیں گے۔ کیوں؟ اسلئے کہ دو شہنشاہوں کی ایک دوسرے سے بگڑ گئی ہے روسی ساری رات مقبوضہ مورچوں سے چند لمحوں کے بعد باڑ ہیں چلاتے رہے۔ تاکہ ہم اوپر اچانک حملہ آور نہ ہو سکیں۔ ہمارے چند آدمی آفتابے اور دیگچیاں لیکر اوس نالہ کیطرف گئے جو معدچہ کے جنوبی رُخ کے قریب بہتا تھا۔ وہ دبکتے ہوئے اوسکے کنارہ تک بھی پہنچے تھے کہ دشمنوں کی باڑ انپر آپڑی۔ اور صرف ایک آدمی دہشت زدہ دوڑتا ہوا پھر کر سراسیمہ واپس آیا۔ اسکے

بعد پانی کے لئے دوسری جماعت گئی جو مقام مقصود تک پہنچنے سے پیشتر ہراساں واپس آگئی۔ بعد ازاں پانی کے لئے جانے کی حکماً ممانعت کی گئی۔ مگر ممانعت کے باوجود شاسروں کی ایک جماعت نالہ کو چلی گئی۔ اونکو وہاں دیسیوں کی بھی ایک جماعت اسکام میں مصروف ملی۔ اور دونوں دستوں نے اشارہ کنایہ سے ایکطرح کی مصالحت کرلی۔ اور ہر فریق نے بلا مزاحمت اپنے اپنے برتن اور ڈول بھر لئے۔ ایک حمدل وسی نے نالہ کے پرلے سرے سے[1] ہماری آدمیوں کو کچھ بسکٹیں پھینکیں۔ جب یہ کیفیت دوسرے سپاہیوں کو معلوم ہوئی تو کئی جماعتیں پانی لانیکے لئے تیار ہوگئیں مگر عین اُس موقعہ پر قوانلق سے گولیوں کی سخت خوفناک بوچھار پڑی اور سپاہیوں نے جانیکا ارادہ ترک کردیا۔ مجھے اپنی کمپنی کے کئی آدمیوں کو جبراً روکنا پڑا۔ رضا بک نے سخت احکام جاری کردیئے کہ جو شخص خندقوں سے باہر جائے اُسے گولی مار دیجائے۔

آدھی رات کیوقت پلیونا کی جنوب میں بہت بڑی آگ روشن ہوگئی جس سے میلوں تک کُل علاقہ دکھائی دینے لگ گیا۔ اور اس روشنی سے ہمکو اپنے مورچہ اور قوانلق کے درمیان کا چودہ گز لمبا مثلث شکل کا کھیت جسکے دونوں طرف ڈلوان تھا روز روشن کیطرح نظر آگیا۔ یہ کھیت مُردوں اور قریب المرگوں سے بھرا ہوا تھا۔ آگ بڑی تیزی سے جل رہی تھی جس سے روشنی کا ایک بلند ستون اُٹھ رہا تھا۔ اِس سے صاف دہموار پہاڑی زمین پر بارش کے پانی سے بھرے ہوئے بیشمار چھوٹے چھوٹے تالاب چمکتے ہوئے نظر آنے لگ گئے۔ اور سیاہ و تاریک لکیروں سے پتہ مل رہا تھا کہ ہمارے انسانی بھائی فلاں فلاں جگہ قتل ہوئے ہیں اسکے ساتھ توپوں کی تھوڑے تھوڑے وقفوں سے

[1] پلیونا کے قرب و جوار بلکہ کُل مغربی بلگیریا کے نالے ہمیشہ جگہ بدلتے رہتے ہیں۔ اسی لئے وہ مختلف نقشوں میں ان نالوں کے موقعے کبھی یکساں نہیں پائے جاتے۔ برسات کے موسم میں جس جگہ زور شور سے دریا بہ رہا ہو۔ جون جولائی کے خشک موسم میں وہاں صرف ایک بدرو سی بلکہ بعض وقت خشک راستہ رہجاتا ہے۔ متذکرہ بالا نالے کا پاٹ ستمبر ۱۸۷۷ء کی بارش کے بعد بیس فیٹ چوڑا ہوگیا تھا۔ دو مہینے پیشتر اوسمیں پانی کی ایک پتلی سی دھار چلتی تھی۔ یہ نالے بالعموم ہر دوسرے موسم میں جگہ بدلتے رہتے ہیں۔ بنابریں جو نقشہ ایک برس میں درست پتہ بتاتا ہو۔ مسافر بارہ مہینے بعد اوسکو غلط پاتا ہے۔ مصنف ۱۲۔

شلکیں اور رائفلوں کی باڑھوں کے چلتے وقت کی روشنی کی لمبی قطار ملکر عجب ہولناک اور شاندار سماں بنا رہی تھیں۔ وہی مزاج آدمیوں کو تو خیال گذر گیا کہ خداوند عالمیان دنیا کی بدمعاشیوں سے ناراض ہوکر اسے تباہ کرنے لگا ہے۔ آگ زیادہ عرصہ نہ جلتی رہی۔ دوسرے دن ہمیں معلوم ہوا کہ پلیونا کے عیسائیوں نے غلہ و چارہ کی گودام کو آگ لگا کر عثمان پاشا اور اونکی فوج کے مشفقانہ سلوک اور بھلائی کا اسطرح سے بدلہ ادا کیا تھا۔ یہ سنکر ہر شخص یہی سوال کرتا پایا گیا کہ جب ہم اول اول پلیونا میں داخل ہوئے تھے تو میتشر نے بلغاریوں کو کیوں خارج نہ کر دیا۔ اسمیں شک نہیں کہ اگر عثمان کی جگہ تیز مزاج سلیمان ہوتا تو وہ زن و مرد اور بچہ سب کو شہر سے باہر دھکیل دیتا۔ افسوس ان نمکحراموں نے نیکی کی عوض میں یہی غداری نہ کی بلکہ جنگ کے دوران میں اون سے اور کئی بدمعاشیاں ظہور میں آئیں۔

۱۲ ستمبر بدھ کے دن کو بھی مطلع بدستور مکدر غلیظ اور تاریک تھا۔ پو پھٹنے کے وقت لرزہ اجل کی مانند خنک تیز ہوا کھیتوں پر جنمیں کل کی خونریزی کی نحیف و لاچار یا خاموش قربانیاں پڑی ہوئی تھیں چل رہی تھی۔ اوسوقت بارش تھمی ہوئی تھی لیکن آسمان کا رنگ بتا رہا تھا کہ یہ دن بھی پہلے سے کم نہیں رہیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ایک گھنٹہ کے وقفہ کے بعد بارش شروع ہوکر بہت رات گذرنے تک برابر ہوتی رہی۔ زمین دلدل بن رہی تھی۔ پلیونا سے دھوئیں کا ستون اٹھکر تیز ہوا کی وجہ سے مہیب چھتری کی طرح کل میدان جنگ کے اوپر پھیلگیا جسمیں شہر کی عمارت تیز ہونیسے زمین کی مرطوب اجزات بھی اٹھ اٹھ کر ملتے رہے۔ انسان اپنے تر کپڑوں میں سردی سے کانپ رہے تھے اور سینکڑوں سردی کہا کر آخر صاحب فراش ہوگئے۔ ناشتہ کی جگہ بسکٹیں چبائی گئیں۔ جن خوش قسمتوں کے پاس پانی موجود تھا۔ انہوں نے اپنے دیگر تشنہ بھائیوں کے ساتھ ملکر نوش کیا۔ ممانعت کے باوجود اکثر شخصوں نے پیٹ کے بل لیٹ کر گڑھوں سے مکدر پانی کو کتوں کیطرح زبان سے پی لیا۔ اور اس امر کی کچھ پروا نہ کی کہ ان گڑھوں کے قریب خون اور کیچڑ میں لتھڑی ہوئی لاشیں[1] پڑی ہیں

[1] تمام مورچوں کے اندر یا اوسکے قریب پاخانے تعمیر کئے گئے تھے مگر سپاہیوں کو اونکے استعمال کا عادی بنانا مشکل کام تھا۔ وہ کسی نہ کسی وجہ سے کھلے کھیتوں کو ترجیح دیتے تھے۔ مزید براں باغلر باشی کا مورچہ پانسو آدمیوں کی رہائش کے لئے بنایا گیا تھا لیکن اسوقت اسمیں ۷، ۸ سو آدمی تھے۔ مصنف

علی الصباح باغلر پاشی میں فوج کو یہ حکم پڑھ کر سنایا گیا:۔ "مشیر کیطرف سے پیغام موصول ہوا ہے کہ دوپہر سے پہلے پندرہ لیکر بیس تک تازہ رائفلیں مفتوحہ مورچوں کو واپس لینے کے لئے حملہ کرینگی خدا کی مدد اور اعانت سے ہم اپنے مورچوں کو لے لینگے اور میدان مار لینگے۔ اِس موقع کے سوا اور سب طرف روسیوں کو سخت نقصان پہنچا ہے کرشن کے قریب کے مورچے غنیم فتح نہیں کر سکا اور وہاں کی فوج داد شجاعت دیکر برابر ثابت قدم ہے" اس حکم میں قافلی طابیہ کے ہاتھ سے نکل جانیکا کوئی ذکر نہ کیا گیا تھا اور بالائی طور پر بھی ہمکو اس نقصان کی خبر نہ تھی۔ یہ بیخبری اوس حالت میں نہایت ہی مبارک تھی۔ مجھے اِسبات کا علم دیر سے بعد میں جا کر ہوا۔ یہ حکم سنکر افسر آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے کہ "یہ تازہ دم پلٹنیں مشیر کہاں سے لائیگا؟ کل کیمپ میں ایک ایسی پلٹن موجود نہیں۔ اور یہ ممکن نہیں کہ رات کو کوئی کمک باہر سے آگئی ہو کیونکہ ارخانیہ کی سڑک پر روسی کیولری قابض ہے"۔ اُسیوقت افسروں کو یہ مایوسی بخش امر معلوم ہوا کہ کرشن کے مورچوں میں توپخانہ کا گولہ بارود تقریباً ختم ہوگیا ہے۔ اور اب صرف فی توپ چھ گولوں کا سامان باقی رہ گیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اِس سے بہت کچھ تشفی ہوجاتی تھی کہ واحد ترکی توپ کا ایک گولہ بالاوسطا ایک سالم روسی باتری کی ایک گھنٹہ کی گولہ باری کے برابر اثر رکھتا ہے روسی توپخانہ کی قائم بالذات جزو واحد (یا ایکہ) آٹھ توپوں کی ایک باتری اور ترکی توپخانہ کا ایکہ۔ ایک توپ تھی۔ ہمنے یہ تردد اور اندیشے اپنے تک ہی محدود رکھکر سپاہیوں کے حوصلے بڑھانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ اونکو مشیر کے پیغام سے بہت حوصلہ ہوگیا تھا اور ہمارے دلیری دلانیسے اونکی طبیعتوں میں اطمینان اور بہروسہ آگیا تھا علی الصباح ہم مجروحین کی کچھ تعداد مورچہ میں اُٹھا لائے۔ اپنی جگہ روسی بھی اِسی کام میں مشغول تھے۔ چنانچہ دونوں فریق ان سپاہیوں پر جو اس نیک کام میں معروف تھے آنشباری کرنے سے محترز رہے۔

ہم اپنے مورچہ سے قوانلق طابیہ کو جو ہمسے نصف میل بعید اور ہماری سطح سے دو سو فیٹ پست تھا بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ وہ سپاہیوں سے بھرا ہوا تھا ہمنے اوسمیں آٹھ توپیں شمار کیں جنھوں نے ہم پر گولہ باری شروع کردی۔ مگر چنداں نقصان نہ پہنچا سکیں اوسکی سامنے کی خندقوں میں سکر مشیر موجود تھے۔ شمال مغرب کو پلونا کیطرف دیکھنے پر ہمکو وہ کہیت دکھائی دیے جنمیں کل

کی لڑائی ہوئی تھی - دائیں طرف چار سو گز عریض مزروعہ زمین تھی - اوسکے کناروں پر تاکستان تھے - اور وہ بتدریج نشیب کیطرف ڈھلواں ہوتی جاتی تھی - ہمارے پیچھے ہمسے نصف میل کے فاصلہ پر ہماری سطح کے برابر (ہمارا مورچہ پہاڑی کی چوٹی پر تھا) طلعت اور میلاس طابیے تھے - یونس طابیہ زمین کے قدرتی نشیب و فراز کی وجہ سے ہماری نظروں سے اوجھل تھا - جہانتک ہماری نگاہ کام کرتی تھی چراگاہیں اور کھلے قطعے لاشوں سے پٹے ہوئے نظر آتے تھے - باغات اور تاکستانوں کی بھی یہی حالت تھی - مگر درختوں کی باعث ہم وہاں کا مکروہ نظارہ دیکھنے سے بچے ہوئے تھے - پلونا سے چار سو فیٹ نشیب میں تھا اوسکے اوپر سے ہم جانق بایر کی مغربی چوٹی دیکھ سکتے تھے ماسوا ازیں ہمارا دایرہ نگاہ بہت ہی محدود تھا -

اس موقع پر فریقین کی فوجوں کی تفصیل جن نے ۱۲ ستمبر کو نبرد آزمائی کرکے لڑائی کا فیصلہ کیا درج کردینی مناسب معلوم ہوتی ہے :-

ترکی فوج - یونس طابیہ ۲ پلٹن - طلعت طابیہ ایک پلٹن - میلاس طابیہ ایک پلٹن (ان چاروں پلٹنوں کو گو ۱۱ ستمبر کی لڑائی میں سخت نقصان پہنچا تھا تاہم اونکا نظام نہایت درست اور اونکی اخلاقی حالت بہت اچھی تھی -)

کمک جو یونس بک کو پہنچائی گئی ایک پلٹن - امین اور رفعت پاشا کی ہزیمت خوردہ پلٹنوں کے بھٹکے ہوئے سپاہی جنکو یونس بک نے دوبارا آراستہ کرلیا تخمیناً ایک ہزار آدمی یعنی دو پلٹنیں باغدر باشی ۱۷ سو آدمی یعنی تین پلٹنیں - محمد ناظف بک کی تین پلٹنیں جنکو اگرچہ بہت نقصان پہنچا تھا تاہم عمدہ حالت میں تھیں اور رات پلونا کے جنوب میں عیسیٰ طابیہ اور طلچنترا کے درمیان مقیم رہی تھیں - جمع شدہ بھٹکے ہوئے سپاہی جو رات کو پلونا کے جنوبی مضافات بالخصوص بازار رو کے سروں پر روسیوں کو روکنے کے لئے مقیم رہے تھے تخمیناً پانسو آدمی یا ایک پلٹن - کمک جو مشیر نے ۱۲ ستمبر کو بھیجی پانچ پلٹنیں طاہر پاشا کے زیر کمان اور دو پلٹنیں توفیق بک کے زیر کمان جملہ کمک ۷ پلٹنیں میزان کل ترکی فوج - ۲۱ پلٹنیں -

روسی فوج - سکوبلاف کی ماتحت فوج ۱۷ پلٹنیں (۱۱ ستمبر کو بھی سکوبلاف کے پاس ۱۷ پلٹنیں تھیں اس دستہ کی جمعیت ۲۰ پلٹن کی تھی مگر انمیں سے تین امرت اسکی نے اپنے پاس رکھ لی

تھیں) ۱۲ ستمبر کو امرت نسکی نے دو اور کریلو نے تین پلٹنوں کی کمک بھیجی۔ میران ۲۲ پلٹنوں کے ساتھ ہی ناظرین کو یہ معلوم رہے کہ اس موقع پر روسیوں کے پاس ۹۰ توپیں اور بارہ رسالے تھے اور ترکوں کے پاس فقط دس توپیں اور دو رسالے ۹۴

۹۴ کروپاٹکن اس لڑائی کے حالات حسب ذیل لکھتا ہے:- ۱۴ ستمبر کے دن سکوبلاف نے سٹو کو متواتر نہایت تاکیدی پیغام کمک کے لئے بھیجے۔ جنکے جواب میں سٹو یہی کہتا رہا۔ میں کوئی کمک نہیں بھیج سکتا کیونکہ میرے پاس کوئی گنجائش نہیں۔ ہم لڑائی ہار چکے ہیں۔ تم کو بالضرور پیچھے ہٹ آنا چاہیئے۔ آخرکار سہ پہر کے وقت کریلو نے خود اپنی ذمہ داری پر احکام کے برخلاف حق اخوت کا پاس کر کے چھ پلٹنوں کی روانگی کا حکم دیدیا۔ انمیں سے تین روانہ ہو چکی تھیں کہ سٹو گھوڑا دوڑاتا ہوا پہنچ گیا اور دوسری تینوں کو روک لیا۔ لیکن اس تمام دوران میں سٹو کے پاس ۴۰ پلٹنیں بالکل بیکار پڑی تھیں جنمیں سے ۱۴ (۱۷ روسی اور ۲۴ رومانوی) ابتک لڑائی میں مطلقاً شریک نہیں ہوئی تھیں۔ گذشتہ دن یعنے ۱۵ ستمبر کو قلب روسی فوج کو جو شکست ملی تھی اوسمیں خود سٹو بھی موجود تھا اور وہ شکست دیکھ کر اوسکے اوسان غائب ہو گئے تھے۔ کروپاٹکن روسی افسروں کی بیخبری اور اپنی فوج سے کام نہ لے سکنے پر سخت ملامت کر کے اوسکی کارگذاری کو قابل شرم بتاتا ہے الا اکبر خیال کریگا مقام ہے کہ جب عثمان نے اپنی آخری دو پلٹنیں زندگی اور موت کے پانسہ پر لگا دیں اور فتح پائی سٹو کے پاس اوسوقت (بشرطیکہ کروپاٹکن کا بیان درست ہو) - ۱۷ پلٹنیں یعنی کل عثمانیہ فوج سے ڈیوڑھی جمعیت موجود تھی۔ مگر وہ ایسا ڈر گیا تھا کہ وہ اُن سے کام نہ لے سکا یا اوسنے اُنے کام لینا چاہا اور شکست کھائی میں کروپاٹکن کی بیانات پر جو اوسوقت کپتان اور کل لڑائی میں سکوبلاف کے ہمراہ رہا تھا جرح قدح کرنیکی جرأت نہیں کر سکتا مگر یہ سوال کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ کیا ترکی فوج کی فتح کو صرف روسی افسروں کی غلطیوں سے منسوب کرنا درست ہے؟ اگر وہ مردانہ وار صاف صاف یہ تسلیم کر لیتا کہ اس فتح کا کچھ نہ کچھ حصہ ترکی کمانڈر کی ثابت قدمی مستقل مزاجی اور اعلیٰ لیاقت ترکی افسروں کی انسانی طاقت سے اعلیٰ و برتر کوششوں بالخصوص جو انہوں نے منتشر سپاہ کو اور صف بستہ کرنے میں کیں اور نیز ترکی سپاہیوں کی بینظیر شجاعت و مردانگی کی طفیل تھا تو آزاد رائے مورخ کی شان کے زیادہ شایان ہوتا سکوبلاف نے سٹو کے احکام کی کوئی پروانہ کی اور صرف اوسوقت پیچھے ہٹا جبکہ ترکوں نے اپنے مورچے روسیوں سے پہلے فتح کر لئے

۱۲ ستمبر کو مشیر نے جو سات پلٹنیں روانہ کی تھیں اونمیں سے تین طلعت طابیہ اور قلب سے اور چار یسیاری بازو سے آئی تھیں اس بازو میں فوج کی تبدیج کی خاص غور کے قابل امر ہے یسیاری بازو میں ابتداءً جو دہ پلٹنیں تھیں انمیں سے ۱۱ ستمبر کو پہلے تین پلٹنیں محمد ناظف بک کے زیر کمان اور ایک (میرے والی) بھدازاں اور چار ۱۲ ستمبر کو بھیجی گئی تھیں یعنی وہاں صرف چھہ پلٹن باقی رہ گئی تھیں۔ انمیں سے ایک قافلی طابیہ میں تھی اور ایک پلٹن اور میرے مورچہ سے وہاں بھیجی گئی تھی۔ ان دونوں کو شکست ملی اور وہ معدوم یا منتشر ہوگئیں[۹۵] پس لڑائی کی خاتمہ کے قریب اس بازو پر باش طابیہ اور اوپانتز کے درمیان سات میل کی طول میں فقط چار پلٹنیں موجود تھیں۔ خیر بچی کھچی روسیوں نے ہمارے اس بازو پر حملہ نہ کیا۔

ترکی انفنٹری کی ۶۴ پلٹنوں میں سے ۴۸ کے بعد دیگرے (طاہر طابیہ کے سوا جو اگرچہ یمینی بازو کا حصہ گنا جاتا تھا۔ مگر اس معرکہ کی معرکہ آرائی میں اوسکی فوج شامل نہیں ہوئی تھی صرف وہاں کی چار توپیں گولہ باری کرتی رہیں) یعنی بازو پر معرکہ آرا ہوئیں۔

۶ بجے قبل دوپہر جبکہ زور سے بارش ہو رہی تھی مگر موسم خوب صاف تھا طاہر پاشا کرنیل خیری بک و چند ادنی افسر جو ہمراہ تھے اور آدھا رسالہ سالونیکی مجاہدین کا لیکر بالمقابل پاشی پہونچ گیا۔ وہ طرینا کی سڑک کے راستہ آیا۔ دشمن وہاں سے ہٹ گیا تھا مگر قوانلق سے یہ سڑک ۱½ میل کے زد کے اندر تھی۔ مشیر کے حکم کے مطابق طاہر نے فوج حملہ کنندہ کی کمان لی۔ خیری بک اوسکا نایب تھا۔ میرے میجر کو مورچہ میں طلب کیا گیا۔ اوسنے واپس آکر مجھے بتایا کہ پانچ تازہ دم یا تقریباً تازہ دم پلٹنیں مشیر نے روانہ کی ہیں جو اسوقت لفٹنٹ کرنیل عبد اللہ بک کے زیر کمان پلونا کے مغربی جانب کے تاک تان میں صف آرا ہو رہی ہیں۔ حملہ کے لئے علامت یہ مقرر کی گئی کہ ہیڈ کوارٹر کی پہاڑی سے توپوں کی

دوسری عجیب بات یہ ہے کہ سٹو نے قافلی طابیہ کے قبضہ کو فتح تصور نہ کیا۔ اس مورچہ کے فتح کرنے پر روسیوں کے ۱۳ سو۔ رومانویوں کے ۲۶ سو اور ترکوں کے ۵ سو ضایع ہوئے تھے۔ باش طابیہ اس مورچہ سے اوپر اور اوسپر بخوبی حاوی تھا اور عثمان پاشا نے فوراً سمجھ لیا تھا کہ اسکا قبضہ سے نکل جانا ترکوں کے لئے مضر اور روسیوں کے لئے مفید نہیں۔ چنانچہ اوسنا کام کوشش کے سوا ۱۲ ستمبر کی شام کو عادل پاشا نے خود اپنی ذمہ واری پر کی تھی آخری وقت تک اس مورچہ کو پھر لینے کے لئے کوشش نہیں کی گئی تھی۔

[۹۵] قافلی طابیہ میں روسیوں اور رومانیوں نے جسقدر ترک مجروح پائے سب کو سنگینوں سے چھید کر ہلاک کر دیا تھا۔ مصنف۔

گراپ چلائی جائیگی۔ پہاڑی مذکور کی باٹسی اسی غرض کے لئے کہ باغلر باشی سے نظر آتی ہی جنوب مغربی ڈھلاؤ پر جما دیگئی تھی۔ باغلر باشی سے میری پلٹن شاسروں کی چار کمپنیاں اور مورچہ کی اصل پلٹن حملہ میں شریک ہوئیں ہماری عدم موجودگی میں مورچہ کی حفاظت چند چرکسوں اور جمع کردہ بھٹکے ہوئے سپاہیوں کی چند عارضی کمپنیوں کے سپرد کر دیگئی تھی۔ چرکس گھوڑوں سے اتر کر پیدل ہو گئے تھے۔ ہمنے حملہ کیلئے خندقوں میں اپنی صفیں چپ چاپ درست کیں۔ میری کل پلٹن بیس پر (ایک کمپنی سکرشروں کی۔ دو جنمیں ایک میری کمپنی تھی درمیانی صف میں اور ایک عقب میں) تھی اور ہم سے دائیں جانب باقاعدہ سواروں چرکسوں اور ساونکی مجاہدین کا ایک عارضی رسالہ تھا۔ قلب میں باغلر باشی پلٹن کی چھ کمپنیاں اور بسیار میں شاسروں کی دو کمپنیاں تھیں باغلر باشی پلٹن اور شاسروں کی باقیماندہ دو دو کمپنیاں دو سو گز عقب میں بطور ریزرو رکھی گئی تھیں۔ بسیاری بازو کو پھیلا کر عبداللہ بک کی پانچ پلٹنوں کے یمینی بازو سے ملا دیا گیا تھا۔ اس فوج کی ترتیب صف آرائی اور حیثیت حسب ذیل تھی۔

کمانڈر۔ جنرل بریگیڈیر طاہر پاشا۔ نایب کمانڈر کرنیل خیری بک۔

(فوج حملہ اور قوانلق اور عیسیٰ طابیات کے گرد نیم دایرہ کی شکل میں صف آرا ہوئی۔ عیسیٰ طابیہ کے برخلاف کارروائی کرنیکا کام ناظف بک کی تین پلٹنوں کے سپرد کیا گیا تھا۔ مگر اونکو حکم دیا گیا کہ لڑائی نہ کریں عیسیٰ طابیہ کی روسی فوج کو قوانلق کی فوج کی مدد سے رد کرنے کے لئے صرف نمایش سے کام لیں)۔

(الف) لفٹنٹ کرنیل محمد ناظف بک کی تین پلٹنیں مشرق کیطرف سے عیسیٰ طابیہ کے برخلاف کارروائی کرنیکے لئے۔

(ب) ایک عارضی پلٹن شمال یعنی پلونا کیطرف سے دونوں مورچوں عیسیٰ و قوانلق کے برخلاف

(ج) لفٹنٹ کرنیل عبداللہ بک کی پانچ پلٹنیں تاکستانوں یعنی شمال اور شمال مغرب کیطرف سے قوانلق کے برخلاف۔

(د) لفٹنٹ کرنیل رضا بک کی اڑھائی پلٹنیں باغلر باشی یعنی مغرب کیطرف سے قوانلق کے برخلاف

(ہ) کیولری کا ایک عارضی دستہ یمینی بازو پر۔

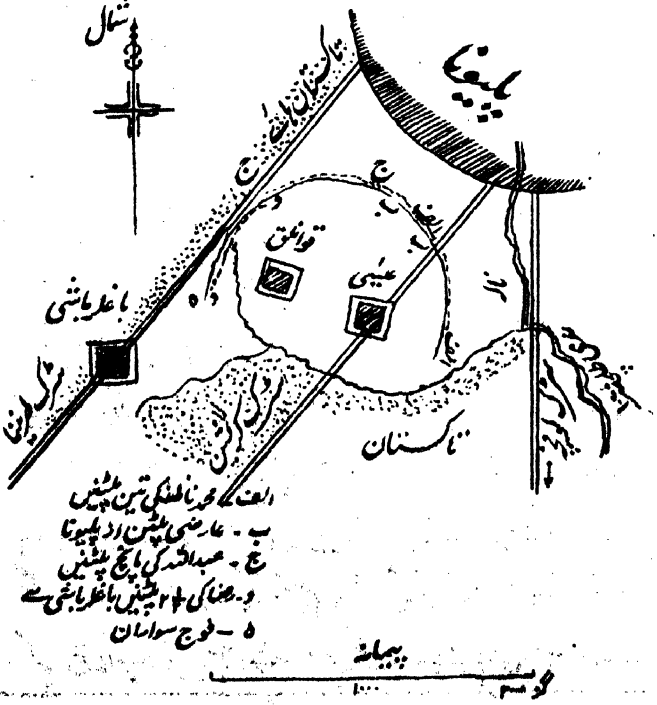
میزان۔ ساڑھے گیارہ پلٹنیں اور ایک رسالہ مجملہ تخمیناً ۱۵ ہزار آدمی نقشہ منسلکہ سے ناظرین کو کل کیفیت بخوبی معلوم ہو جائیگی۔

ساڑھے چھ بجے غنیم نے یکبارگی باغلرباشی پر کل توپخانہ سے بڑی تندی اور تیزی کے ساتھ گولہ باری شروع کر دی۔ مگر چونکہ مورچہ فوج سے تقریباً خالی تھا۔ گولوں سے زمین میں گڑھے پڑنے کے سوا کوئی نقصان نہ ہوا۔ چند گولے خندقوں میں بھی پھٹے جنمیں سے ایک سے میری کمپنی کے دو سپاہی شہید ہوئے۔ میں نے اپنی کمپنی کو اسطرح مرتب کیا تھا۔

یمین پر۔ اول سکویڈ لفٹنٹ نراب کے زیر کمان جمعیت ۴۰ کس۔ دوہری قطار میں دایان بازو کیولری سے ملا ہوا۔ لفٹنٹ نراب زخمی ہونیکے باوجود اصرار کر کے شامل ہو گیا تھا۔

قلب میں۔ کلر سکویڈ لفٹنٹ آصف کے زیر کمان یہ دوہری قطار میں۔ اس سکویڈ کی جمعیت بھٹکے ہوئے سپاہیوں کے ملجانیسے ۲۵ آدمیوں کی ہو گئی تھی۔

یسار پر۔ دوم سکویڈ سارجنٹ بقال کے زیر کمان ۴۰ کس دوہری قطار میں۔ بایاں بازو میری پلٹن کی ایک دوسری مصافی کمپنی سے ملا ہوا۔



مندرجہ بالا ترتیب پہلی صف کی تھی۔ دوسری صف میں جو پہلی سے پچاس گز عقب میں تھی سارجنٹ طوطونجی کے زیر کمان جو دراصل کسی اور کمپنی سے تعلق رکھتا تھا پچاس سپاہیوں کا عارضی دستہ اکہری قطار میں تھا۔ میرا تیسرا سکوڈ جو لفٹنٹ سیمور کے ماتحت تھا مفقود تھا۔

میری کمپنی کی پہلی صف سے ایک سو گز آگے میری پلٹن کی سکرمشنگ کمپنی کا ایک سکوڈ تھا۔ ہماری کل حملہ آور صف میں ایک جگہ رخنہ تھا یعنی اوسجگہ فوج نہ تھی اوسکو پُر کرنیکے لئے مجھکو اپنی کمپنی کی صف آرائی کیواسطے یہی ترتیب جو سارجنٹ بقال نے مجھکو سوجھائی تھی سب سے عمدہ معلوم ہوئی۔

ساڑھے سات بجے اوس شخص نے جو باغلر باشی کی ماذنہ اور اوسکی سیڑھی پر دیدبانی کر رہا تھا اس امر کی علامت میں کہ ہیڈکوارٹر کی باٹری نے گولہ باری شروع کردی ہے رائفل سر کی۔ اسپر ہم خندق کو چھوڑ کر تیز قدمی کے ساتھ سیدھے قوانلق کیطرف چل پڑے۔ کئی شخص پھسلنی زمین پر گر پڑے۔ جس جگہ گھاس تھا وہ برف کیطرح سخت و سرد تھی اور جہاں گھاس نہ تھا وہاں زمین شیرہ کیطرح لیسدار ہو رہی تھی۔ اوسیوقت بارش موسلا دھار پڑنے لگ گئی۔ لاشیں پیشقدمی میں رکاوٹ پیدا کر رہی تھیں۔ بعض وقت ہمکو مُردوں کے چھوٹے چھوٹے ڈھیر پھاند کر آگے بڑھنا پڑا۔ ایک حرمان نصیب نے (جو دسی اور پندرہ گھنٹوں سے وہاں پڑا تھا) میری ٹھانگ کو پکڑ لیا۔ اوسکی ٹانگیں پاش پاش ہوگئیں ہوئی تھیں مینے جھٹکے سے اپنا پاؤں چھوڑا لیا اور اوسیوقت ایک سپاہی نے[96] سنگین سے اوسکا کام تمام کردیا۔ حملہ کے باقی جزوی حالات مجھے ٹھیک یاد نہیں رہ گئے۔ صرف بڑی بڑی باتیں یاد ہیں۔ جو یہ ہیں:۔

قوانلق مورچہ کی خندقوں سے ہمپر سخت بالفعل آتشباری ہوتی ہے۔ روسی توپیں دہرا دہرا عین سیدھ میں گولے چلاتی ہیں۔ جسنے میری صف میں کئی رخنے ہوگئے۔ پگلی "دہلہ" کا حکم سُناتے ہیں۔ سنگینیں رائفلوں پر چڑھائی گئیں اور "اللہ اکبر" کے پُرزور نعرے بلند کئے گئے۔ ہمارے لشکر مشر

---

[96] بعد میں جسنے اوس شخص کی رپورٹ کردی تھی کہ اُس سے متعدد وحشیانہ حرکات سرزد ہوئی ہیں مگر اوسنے صرف زبانی فہمایش کرکے چھوڑ دیا گیا تھا۔ کیونکہ افسر اعلیٰ نے یہ قرار دیا تھا کہ ہم سب ہی اوسوقت کم بیش اپنے اپنے آپ میں نہ تھے۔ اور فی الحقیقت بات یہی تھی۔ مصنف۔

پیچھے ہٹ کر مصافی صفوں میں ملجاتے ہیں اور اب ہم پہلی صف ہو جاتے ہیں۔ جوں ہی آگے بڑھنے میں جگہ تنگ ہوتی جاتی ہے۔ کیونکہ مختلف جوانب سے پانچ ہزار آدمی ایک مشترکہ مرکز کو دوڑے چلے آرہے ہیں۔ جگہ کی تنگی سے آدمی بھنچے جاتے ہیں اور صفوں کی درستی کا کوئی خیال نہیں رہتا۔ ہم ایک خندق میں پہونچ جاتے ہیں جسے وہی سکرمشروں نے ہمارے پہونچنے سے پہلے خالی کر دیا تھا۔ پھر دوسری خندق میں داخل ہوتے ہیں۔ وہاں روسی کھڑے رہتے ہیں اور سنگینوں سے دست بدست لڑائی ہوتی ہے۔ میں تلوار اور ریوالور سے کام لیتا ہوں۔ روسی پہلے پہلو پاؤں پسپا ہوتے ہیں پھر رخ بدل کر تیسری خندق کو دوڑ جاتے ہیں۔ ہم بھی انکا کہوج دبائے فی الفور وہاں پہنچ جاتے ہیں اور مختصر سی جانگداز لڑائی کے بعد آخری خندق کو فتح کر لیتے ہیں۔ فوائق جو اب ہم سے صرف سو گز کے فاصلہ پر تھا مہیب جانگداز آتشباری ہوتی رہی۔ مجھ کو پلیونا کے جنوب مغربی کونہ کے مکانات کی ایک جھلک دکھائی دیتی ہے۔ ترکی باشندے مسطح چھتوں پر کھڑے ہو کر مختلف رنگوں کے چیتھڑے ہلا رہے ہیں اور ہمارے دل بڑھانے کے لئے تحسین و مرحبا کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ ہم تیسری خندق سے آگے بڑھتے ہیں۔ مگر مورچہ کی خوفناک آتشباری سے ہماری صفیں لڑکھڑا جاتی ہیں۔ ہم خندق کو پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ اور وہاں یکبارگی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہلکا زور ٹوٹ جانے سے مجھے اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے کہ شاید اب کامیابی نہ ہو۔ شمال اور شمال مغرب کی طرف سے "اللہ اکبر" کی آوازیں آرہی ہیں جن سے پایا جاتا تھا کہ اُدھر ابھی یلغار جاری ہے۔ مگر ہماری طرف بالکل سناٹا ہے۔ سپاہی خندقوں میں لیٹ جاتے ہیں اور لاشوں یا چوپاہ سے اُسکی اوٹ سے رائفلیں چلانی شروع کرتے ہیں۔ آخر تک جہاں تک میری نگاہ کام کر سکتی ہے میں کل صف کو زمین پر لیٹے ہوئے تیزی کے ساتھ بار بار چلاتا دیکھتا ہوں۔ وہ اس وضع میں دس منٹ رہے۔ اسکے بعد اللہ اکبر کے نعرے پھر سنے میں آتے ہیں جس پر میں تاب۔ آصف۔ بقال اور علم بردار کارپورل اور ۲۵ سپاہی لیکر اسر نو کوشش کرتا ہوں۔ طوطو نجی کی سکوڈ کو میں اگلی صف میں کر دیتا ہوں اور بقال کے ساتھ ملکر سپاہیوں کو بدستی پکڑ پکڑ کر زمین سے اٹھاتا ہوں اور کئی شخصوں کو جو اٹھنے کا نام نہیں لیتے چٹکلے پر دو سے ٹھوکریں لگاتا ہوں۔ اس طرح آخر میں سو آدمی میں میں بہت سے اجنبی تتے جمع کر لیتا ہوں۔ ہم پھر آگے بڑھتے ہیں۔ اس اثنا میں اکثر گولیاں کھا کر زمین پر گر پڑتے ہیں۔ صف لڑکھڑا جاتی ہے۔ ہم اپنے تئیں تنہا پا کر رخ بدلکر تیز قدمی کے ساتھ باقیماندہ کے پاس پیچھے ہٹ آتے ہیں۔ وہ بھی ہماری واپسی کا معاملہ سمجھ کر سب کے سب رخ بدل دیتے ہیں۔ شور و گرج ایسی سخت تھی کہ احکام بے سود تھے۔ بارود کا دھواں بارش

دبا ہوا نظر کو پچاس گز سے پرے کام نہیں کرنے دیتا تھا۔ میرا بگلچی فرش خاک پر تھا۔ اب ان بیہودہ غلطی رفع کروں تو کس طرح۔ آخر سب سے پہلی خندق میں جا کر میں بمشکل سپاہی کو روکنے میں کامیاب ہوا۔ اسوقت دائیں بازو کیطرف دیکھتا ہوں تو کیولری ندارد اور وہ غیر محفوظ ہے میں طوطونجی کے سکوڈ کو حکم دیتا ہوں کہ وہ رخ بدل کر دائیں طرف کو ہو جائے تاکہ روسی اُس طرف سے ہم پر جوابی حملہ نہ کر سکیں۔ اتنے میں میجر گھوڑا دوڑائے آکر پھر دوبارہ حملہ کے لئے تیار ہونے کا حکم دیتا ہے۔ میں تاب اور بقال کی زبردست مدد سے دھوئیں کی اوٹ میں اپنی کمپنی کو خندق میں پھر درست کر کے خاصی باقاعدگی قائم کر لیتا ہوں۔ کل صف پھر آگے بڑھتی ہے۔ مگر ہم دوسری خندق کے ہی قریب پہونچنے پاتے ہیں کہ اچانک بائیں بازو پر بگل خلاف توقع پسپائی کا حکم سنا دیتے ہیں۔ گو اسوقت حملہ کے کامیابی کے آثار عمدہ اور سپاہی بڑھنے پر آمادہ اور جوش سے بھرے ہوئے تھے۔ مگر ہم تعمیل احکام کے سوائے اور کوئی چارہ نہ رکھتے تھے ہم واپسی پھر دوڑ پڑتے ہیں اور بیدم ہو کر باغلر باشی کی خندقوں میں پہونچ جاتے ہیں۔

اپنے آدمیوں کی تلاش اور اپنی کمپنی کو درست کرنے میں میرا آدھ گھنٹہ صرف ہوا میری کمپنی کے بیس آدمی قتل زخمی یا مفقود الخبر ہوئے۔ ہم اسی پرانی خندق میں ٹھہرے۔ میرے ذاتی دوست بالکل صحیح و سالم رہے۔ مجھے خفیف سی چوٹ بھی نہ آئی۔ میرا بگلچی اور چند خفیف سے مجروح سپاہی بعد میں رنگیتر رانگتے تم تک پہونچ گئے۔ بگلچی کو اپنے شانہ کے زخم کا اتنا افسوس نہ تھا جسقدر کہ بگل میں گولی سے سوراخ ہو جانیکا۔ علم بالکل پارہ پارہ اور چھلنی ہو گئے تھے جنکے ٹکڑوں کو میری کمپنی کے رنگی نے سی کر پھر جوڑ دیا۔ میری پلٹن کے پچاس آدمی کم ہوئے اور کل حملہ آور فوج میں میرے قیاس میں پانسو کا نقصان ہوا عبداللہ کی پانچوں پلٹنیں تاکستانوں کو ہٹ گئی تھیں۔

حملہ کی ناکامی سے جو ابتری پیدا ہو گئی تھی وہ ظاہر خیری۔ رضا میرے میجر اور کمپنی کے افسروں کی سعی و کوشش سے نو بجے کے قریب دور ہو گئی۔ میں نے بھی بمعاونت نواب آصف و بقال اس کام میں پوری کوشش کی۔ نو بجے ہم پھر حملہ کرنیکے لئے تیار ہو گئے تھے۔ مگر کوئی کارروائی نہ کیگئی۔ کارتوسوں کی قلت غالباً اسکی وجہ تھی بعض سپاہیوں کے پاس کوئی کارتوس نہیں رہگیا تھا۔ میری کمپنی میں ۲۵ سے زیادہ کسی کے پاس نہ تھے میں نے سب سپاہیوں کے کارتوس لیکر از سر نو مساوی تعداد میں تقسیم کئے جن سے ہر ایک سپاہی کے حصہ میں پندرہ پندرہ آئے۔

ظاہر پاشا نے ایسے وقت واپسی کا حکم دیا تھا جبکہ حملہ کی پوری زور پر تھی اور جبتک عبداللہ کی پانچ پلٹنوں کا تعلق تھا ناکامی کی کوئی علامت اسوقت تک ظاہر نہیں ہوئی تھی۔ اس پر کئی دنوں تک بڑی بحث ہوتی رہی اور ہمارے دلوں میں اسکی خلش باقی رہی۔ ہم کو معلوم ہوا کہ ظاہر پاشا معتوب ہو گیا ہے اور اس پر کورٹ مارشل ہونیکی افواہ ہے۔ مگر وہ آخری وقت تک سٹاف کا اعلیٰ افسر رہا جس سے پایا جاتا ہے کہ اس نے اپنی صفائی اور بریت کر لی ہوگی۔ اگر میں اسکی حکم پر کچھ رائے زنی اور نکتہ چینی کروں تو یہ میرے منصب سے بڑھکر گستاخی میں داخل ہے۔ ظاہر قابل اور بہادر آدمی تھا۔ ممکن ہے کہ بعض ایسے اسباب جمع ہو گئے ہوں جنکا مجھ کو علم نہیں ہے۔ نکتہ چینی کے بجائے یہ فیصلہ کرنا سب سے بہتر ہے کہ ظاہر نے جو کچھ کیا سوچ سمجھ کر ہی کیا ہوگا۔ بہرحال اس میں کوئی شک نہیں کہ اسنے کسی بزدلی سے ایسا نہیں کیا تھا۔ بلکہ اسکی عقل میں اسوقت یہی اہم مناسب اور ضروری معلوم ہوا۔ اس معاملہ کے متعلق جو کچھ فی الحقیقت گذرا اسکی خبر مجھ کو کئی دنوں بعد ملی۔ ظاہر نے عثمان کے پاس سوار دوڑایا کہ حملہ میں ناکامی ہوئی ہے اور مجھ کو یقین ہے کہ منفتوحہ مورچوں کو واپس لینا ناممکن ہے اگر اسکی دوسرے سرے کو کوشش کیگئی تو فوج کو تباہ کرنیکے سوائے کوئی نتیجہ نہیں نکلیگا۔ عثمان یہ سنکر بہت ناراض ہوئے۔ اور اسیوقت اردلی بھیجکر ظاہر کو کمان سے معزول کر کے واپس بلا لیا۔ یہ بھیجکر تہ تک تمام افسروں کی جو اسوقت جمع ہو سکتے تھے کونسل منعقد کیگئی۔ اس میں فیصلہ ہوا کہ باقی کرپ سے اب آخری مرتبہ جو پلٹنیں بھیجی جا سکتی ہوں انکو بھیج کر مورچوں کو فتح کرنیکے لئے ایک دفعہ پھر کوشش کیجائے۔ اگر یہ بھی ناکام رہے تو پلیونا کو چھوڑ دیا جائے اور فوج ارخانیہ سڑک کے راستہ سے پاہی غنیم کی صف کیولری قابض ہو ارخانیہ کو ہٹ جائے۔ اس فیصلہ پر کمان کرنیل توفیق بک کو دیگئی اور دو تازہ دم پلٹنیں جو آخری سرمایہ تھیں اس فوج میں جو پہلے موقع پر جمع تھی بھیجدیگئیں۔ ۱۰ بجے مجھے میجر کا حکم موصول ہوا کہ کارتوس لانیکے لئے موچہ میں آدمی بھیجدو۔ کیونکہ مشیر نے بارکش گھوڑوں پر جو سامان بھیجا تھا وہ تاکستانوں کے راستہ پہونچگیا تھا۔ کارتوس اس قدر پہنچ گئے تھے کہ بالغ پاشی میں ہر سپاہی کو پوری تعداد (اسی کارتوس) دیدیئے گئے۔

ساڑھے دس بجے میلاس اور طلعت طابیات سے یکبارگی سخت گولہ باری شروع ہو گئی۔ ان تینوں توپوں سمیت جو ویونس بک نے بنظر احتیاط پیچھے ہٹا دی تھیں ان دونوں مورچوں پر چھ توپیں تھیں۔ جواب تک بڑے لمبے لمبے وقفوں کے ساتھ گولے چلاتی رہی تھیں۔ اس تیزی کی وجہ یہ تھی کہ مشیر نے گولہ بارود کی جو گاڑیاں بھیجی تھیں وہ پہونچ گئی تھیں۔ ان گاڑیوں کو تاکستانوں میں جنمیں کوئی راستہ یا سڑک

بنہتی کیچڑ دار زمین کے نشیب و فراز سے سخت مشکلات پیش آئی تھیں۔ اور یہہ صرف اسکوڈرٹ (سالونیکی مجاہدین سوار) انجینیروں کی ایک جماعت۔ گاڑیانوں اور ترک شہریوں کی بیحد و حساب محنت شاقہ کی تفصیل تھا۔ کہ گاڑیاں بخیریت مقام مقصود کو پہونچ گئیں۔

۱۱ بجے روسیوں نے پہر باغلر باشی پر بڑے زور سے مجتمع آتشباری شروع کی جس پر ہم کو خطرہ و نقصان کی تخفیف کیلئے اپنی صفوں کو کھلی جگہ پھیلا اور بکھیر دینا پڑا۔ اس آتشباری سے سیری کمپنی کے تین آدمی ضایع ہوئے ساڑھے گیارہ بجے ایک روسی کالم ۲۳ گاڑیاں لیکر جنہیں ہم کو معلوم تھا کہ فوج پیدل کیلئے کارتوس لدے ہوئے ہیں قوانلق کیطرف آتا ہوا کرنیل پلیونا سڑک پر نمودار ہوا۔ اسکو مقابلہ کے لئے شاسر نکی چار کمپنیاں تاکستانوں میں بھیجدیگئیں جنہوں نے کالم مذکور کو نقصان کثیر پہونچا کر پیچھے ہٹا دیا۔ اس کام میں میلاس اور اولطلعت طابتوں کی توپوں نے بھی مدد دی۔ دوپہر اور تین بجے کے درمیان روسیوں نے پہر دو دفعہ قوانلق میں سامان حرب پہونچانے کی کوشش کی لیکن کامیاب ہوئی۔ قوانلق کے اندر یا اسکی قریب کبھی روسی کے جسم کے کچھ حصہ کو نظر آنیکی دیر ہوتی کہ جھٹ باغلر باشی کی خندقوں سے اس پر گولیوں کی بوچھار شروع ہوجاتی۔ بعض اوقات واحد شخص پر سو بندوقیں سر کیجاتیں۔ روسی پانی لانیکے لئے جو جماعتیں نالہ پر بھیجتے وہ تباہ کی جاتیں۔ سپاہیوں میں بعینہ ویسی ہی خوشی پھیلی ہوئی تھی جیسی کہ شکار کی موقعہ پر شکاریوں میں ہوتی ہے۔ ہر ایک آدمی کے گرنے پر خوشی کے وحشیانہ نعرے بلند ہوتے تھے۔ ہم دریں اثنا تاکستانوں کے چشموں سے پانی لے آئے ہوئے تھے اور ہم کو نالہ پر جانے کی احتیاج نہیں رہگئی تھی مزید براں مینہ کے ایام سے بارش کا پانی جمع کرنیکے لئے ٹب اور دیگچے بھی رکھدئے گئے تھے۔

۱۲ بجے قوانلق میں دشمن کا میگزین اڑا جس پر ترکوں نے خوب زور سے نعرے لگائے۔

اڑھائی بجے ہم نے حملہ کے لئے چپ چاپ خاموشی کے ساتھ پہر صفوں کو درست کیا ترتیب وغیرہ وہی تھی جو کہ پہلے حملہ کے وقت تھی۔ صرف یہہ فرق تھا کہ اب عبداللہ کے پاس دو پلٹنیں زیادہ تھیں جنکو مشیر نے بھیجا تھا اور تاکستانوں میں پہونچ گئی تھیں۔

۱۲ ستمبر کی سہ پہر کو قوانلق پر حملہ کرنے والی فوج کی ترتیب و جمعیت حسب ذیل تھی۔ اسکو سمجھنے کے لئے وہی پہلا نقشہ کافی ہے۔ فرق دونوں جدولوں کے مقابلہ سے واضح ہوجائیگا۔

کمانڈر: کرنیل توفیق بک نائب کمانڈر: کرنیل خیری بک

الف : تین پلٹنیں ۔ زیر کمان لفٹننٹ کرنیل محمد ناظف بک

ب : ایک پلٹن

ج : سات پلٹنیں ۔ زیر کمان لفٹننٹ کرنیل عبداللہ بک

د : اڑہائی پلٹنیں ۔ زیر کمان لفٹننٹ کرنیل رضا بک

ہ : دو رسالے نظامیہ کیولری ۔ سالونیکی مجاہدین اور چرکسوں کے

میزان ۔ ساڑھے تیرہ پلٹنیں اور دو رسالے جملہ تخمیناً ۵۵۰۰ آدمی ۔

تین بجکر دس منٹ پر قوانلق پشتمال کی طرف سے سخت رائفلی اشتباری کیگئی ۔ دشمن کو دھوکہ دینے کے لئے ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا ۔

تین بجکر ۱۵ منٹ پر عبداللہ بک کی سات پلٹنیں جنکے آگے آگے "سکرمشر" تھے ۔ تاکستانوں سے باہر نکلتی ہیں ۔ اور ساتھ ہی بڑی تیزی سے اشتباری کرتی جاتی ہیں ۔

تین بجکر بیس منٹ پر ہماری بگل "پیشقدمی" کا حکم سناتے ہیں ہم خندقوں سے نکلکر متوسط رفتار سے تاکہ ہماری سکرمشروں کو اشتباری کرنیکے لئے وقت ملے سیدھے قوانلق کیطرف بڑھتے ہیں ۔ سکرمشر نہایت ثابت قدمی اور باقاعدگی کے ساتھ باڑھیں مارتے رہے ۔

اس مرتبہ ہم کامل نظام اور ثبات کے ساتھ آگے بڑھے کسی موقع پر بھی پیچھے نہیں ہٹنے کا نام نہ لیا ۔ صرف دو جگہ مختصر سا قیام کیا گیا ۔ اسوقت افسروں کے سوائی باقی سب زمین پر لیٹ کر لاشوں کی اوٹ سے رائفلیں سرکرتے رہے ۔ پہلی خندق میں جسکو دشمن چھوڑ گیا تھا ہم نے ذرا سا قیام کیا اور وہاں سے پے در پے سریع اشتباری کی ۔ روسیوں کی اشتباری ہمارے برخلاف کمزور تھی ۔ انکی فوج کا زیادہ حصہ عبداللہ کی پلٹنوں کے مقابلہ پر تھا چند منٹوں کے ستانے کے بعد ہم نے پھر آگے بڑھکر دست و گریبان ہونیکے بغیر دوسری خندق پر قبضہ کر لیا ۔ وہاں سے ہم کو پہر مکانات کی چھتیں اور پرجوش شہری بہائیوں سے لدی ہوئی دکھائی دیں ۔ اس لمحہ ہمکو "اللہ اکبر" کے پرزور نعرے سنائی دیئے جنمیں اس دفعہ خالص فاتحانہ صدا اور گونج پائی جاتی تھی ۔ میں نے اشتباری بند کرنیکا حکم دیا تاکہ دھواں دور ہوکر میدان نگاہ صاف ہو جائے ۔ جب دھواں

دور ہوگیا تو ہم نے شمال مغربی جانب کے ترکوں کو مورچہ کی فصیل پر چڑھتے ہوئے دیکھا۔ اب بھلا سپاہیوں کو کون روک سکتا تھا۔ ہر ایک شخص زمین سے اٹھ کر جس قدر اُسکی ٹانگوں میں بل تھا بے تحاشا معرکۂ قتال کی طرف دوڑ پڑا۔ آخری خندق میں معدودے چند باقیماندہ روسیوں سے جو ہماری سنگینوں کا شکار ہوگئے مختصر سی لڑائی کرکے ہم مورچہ کی طرف پل پڑے اور فصیل پر چڑھ گئے۔ جہاں سے دیکھتے ہیں کہ مورچہ ہمارے رفقا کے قبضہ میں ہے۔ روسی جنوب مشرقی کونہ سے باہر نکل گئے تھے۔ جہاں سے وہ کرنیشن سٹرک اور تاکستانو ہو گئے۔ ہماری فوج کے جوش کا کوئی پایاں نہ تھا اور وہ مزید لڑائی کے لئے ہاتھی بے آب کی طرح بیقرار ہو رہی تھی۔ ہمارے بعض سپاہی زخمی دشمنوں کو ذبح کر رہے تھے جنکو میں نے عین موقع پر مورچہ میں داخل ہوکر بچا لیا جن معدودے چند نے حکم کی تعمیل نہ کی اُنکو میں نے تلوار کی ضربوں سے روکا۔ ان ضربات کے نشان آخری عمر تک اُنکے چہروں پر باقی رہینگے۔ بیدست و پا اعدا نے احسان بھری پُر اشک آنکھوں سے میری طرف دیکھا جسکو میں نے اپنے سلوک کا بہاری صلہ تصور کیا۔ ہم کو مورچہ میں دو اپنی اور تین روسیوں کی توپیں ملیں۔ باقی تین وہ ہاتھوں سے کھینچ کر ساتھ لیگئے۔ مورچہ میں عجب کھلبلاہٹ پڑی ہوئی تھی۔ اُس میں خونریزی بیحد ہوئی تھی۔ اس میں اور بیچ میں کوئی فرق نہیں معلوم ہوتا تھا۔ زمین لدل بنی ہوئی تھی جسمیں غالب سیال عنصر انسانی خون تھا۔ انسان کے خون کو دریا بہہ رہے تھے اور جابجا اسی سے گڑھے اور مغاک بھرے ہوئے تھے جسکو نشان آسمان کی موسلادھار بارش سے بھی معدوم نہیں ہوتے تھے۔ اسی اثنا میں چار کمپنیاں بلا حکم عیسیٰ طابیہ کو چھوڑ کر محمد ناظف کی تین پلٹنوں نے حملہ کر دیا تھا چلدیں۔ اُنکو دیکھ کر دوسری فوجیں بھی اسی طرف ہوگئیں۔ میں بھی اپنی کمپنی کو لیکر اُنکے ساتھ شامل ہوگیا۔ مگر میری پلٹن کی باقی تینوں کمپنیاں اور میجر قوانلق ہی میں بھٹکتی رہیں۔ ان کو توفیق بک نے بھیجا دیکھ کر کہ روسی عیسیٰ طابیہ کو خالی کر رہے ہیں روک لیا تھا۔ جب ہم یعنی میری کمپنی اور پانچ چھ دیگر کمپنیاں جو اسی قدر مختلف پلٹنوں کی تھیں۔ کیونکہ قوانلق میں فوجیں آپس میں اس طرح خلط ملط ہوگئیں تھیں کہ اسوقت اُنکو علیحدہ علیحدہ کرنا ناممکن تھا عیسیٰ طابیہ میں پہونچے تو وہ چار کمپنیاں جو سب سے اول گئی تھیں اور محمد ناظف بک کی فوج کا ایک حصہ اس پر قابض ہو چکا تھا۔ روسیوں کے ساتھ اُنکی دست بدست لڑائی نہیں ہوئی تھی۔ مگر عین اُسوقت اپنی پیدل فوج کی پسپائی کی حفاظت کیلئے کاسکوں کے چند رسالے گھوڑے دوڑاتے پہونچ گئے۔ محمد ناظف نے اس ضرورت کے موقعہ کو مدنظر رکھکر دانشمندی سے سالونیکی مجاہدین اور نظامیہ سواروں کے چند رسالے

اس موقع پر جبکہ کرنیشن سٹرک پلیونا میں داخل ہوتی ہے کھڑے کر رکھے تھے۔ گاسکوں کو دیکھکر وہ بھی سرپٹ گھوڑے دوڑاتے پہونچ گئے اور دونوں میں سخت معرکہ آرائی ہوئی۔ ہماری چند کمپنیاں اپنے سواروں کی کمک کیلئے آگے بڑھیں جس پر گاسک پیٹھ دکھا کر بھاگتے ہوئے اور لوفچہ سٹرک کی طرف نظروں سے غائب ہو گئے۔

روسی تاکستانوں میں سے اور کرنیشن سٹرک کے کنارہ کنارہ پہنچے تھے۔ وہ عیسٰی طابیہ سے نصف میل جنوب کو جا کر بائیں طرف کو ہو گئے اور لوفچہ سٹرک پر چڑھ کر اسکے راستہ بریستو وتسز کو چلے گئے جہاں رات کو شب باش ہوئے۔

دوسرے حملہ میں میری کمپنی کے تین اور میری پلٹن کے ۱۵ آدمی ضائع ہوئے۔ حملہ آور فوج کے صرف تین سو کس ضائع ہوئے۔ رضا بک زخمی ہوا۔

پانچ تجربہ کار معاملہ طلب ہو گیا اور پلیونا کی تیسری اور عظیم ترین لڑائی جس میں روسیوں کو کامل زک اور ناکامی نصیب ہوئی ختم ہو گئی۔ ترکی کمپ کو نیوک سنگس فتح کرنیکے لئے وہ چند ہفتوں سے تیاریاں کر رہے تھے۔ انہوں نے عثمان کے قلعہ کو نیکیلئے کسی طرف سے کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی جس کرایک یہی ایسا شخص نہ تھا جسکی وہ گنجائش نکال سکتے ہوں اور اُسے میدان میں نہ اتارا گیا ہو۔ انہوں نے حملہ کرنے کیلئے راستہ صاف کرنیکے لئے چار دن ایسی سخت گولہ باری کی تھی جسکی نظیر محاربات عالم میں کوئی نہیں پائی جاتی۔ انہوں نے اس لڑائی کیلئے اپنے قابلترین کمانڈر اور افسر اسٹوکر یلو۔ امرت انسکی۔ سکوبیلاف اور کیولری کمانڈران لوشکاریف لیفٹیننٹ جمع کئے۔ انکا زار۔ انکا کمانڈر انچیف (یعنی سالار۔ گرینڈ ڈیوک نکلس) حاکم رومانیا۔ جرمن فوجی اتاشی (جنرل وان ورڈر) اور بیشمار نامور سفرا۔ مدبر اور ماہران فنون جنگ سپاہیوں کے حوصلے بڑھانے کیلئے میدان کارزار میں موجود تھے۔ مگر بایں ہمہ بیس ہزار آدمیوں کی جانوں کے عوض انکو ملا کیا؟ ایک چھوٹا سا بے حقیقت موچہ جسکو قبضہ نے بعد میں انکو نفع کی نسبت نقصان زیادہ پہونچایا۔ مگر یہ شتبہ اور مخدوش فتح ہی دراصل رومانیوں کو حاصل ہوئی (روسی اسکا بھی دعوٰی نہیں کر سکتے) اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس امر سے روسی کمانڈروں کے دلوں میں شرم و ندامت کی اور زیادہ پرچھائیاں چھپتی رہی ہونگی [۹۷]

[۹۷] اس امر کو خود روسی مورخ اور دیگر ماہران فنون جنگ تسلیم کرتے ہیں کہ گرینڈ ڈیوک نکلس کے قبضہ سے روسیوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ مگر اس سے یہی نہیں کہ فائدہ کچھ نہ ہوا۔ بلکہ صریح نقصان پہونچا۔ کیونکہ محاصرہ مابعد میں فریقین میں اسکی وجہ سے اس قدر قرب ہو گیا کہ اُس سے سلامتی کے لئے ہر وقت خطرہ پیدا ہو گیا۔ بیفائدہ خونریزی ہوتی رہی اور فریقین کے عام سپاہیوں میں جیسا کہ ایسی صورتوں میں بالیقین ہو جاتا ہے۔ دوستانہ میل ملاپ ہو جانے سے فوج کے نظام کے

اس لڑائی کے سلسلہ وار مجمل حالات حسب ذیل ہیں:-

دشمن نے ترکی کیمپ پر تین طرفوں سے حملہ کیا۔ اُسکے بازو دست یا یمینی دستہ نے جس میں نہم آرمی کو اور نین وہ مانوی ڈویژن جنرل کرٹون کے زیر کمان تھے بجانب شمال مشرق قافلی طابیہ پر حملہ کیا۔ اُسکے قلب نے جس میں چہارم کور جنرل کریلو کے زیر کمان تھی جنوب مشرق میں عمر طابیہ پر اور اُسکے بازوئے چپ یا یسار دستہ نے جس میں جنرل سکوبیلاف کا دستہ تھا جنوب مغرب میں کرشن موچوں پر حملہ کیا۔ حملہ کے لئے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۳ - مخدوش ہونے کا اندیشہ ہوگیا۔ ترکی مورچہ اور اس موچہ میں ۳ سو گز کا فاصلہ تھا دونوں کی خندقوں میں ایک سو گز کا فاصلہ تھا اور بعض وقت مخالف سنتریوں میں فقط تیس گز کا فاصلہ ہوتا تھا۔ بعیدی چوکیوں کے سنتری ایک دوسرے سے بات چیت۔ راگ بازی اور ہنسی مخول کرتے اور بسکٹ تمباکو وغیرہ اشیاء کے ایک دوسرے کو تحفہ تحایف دیتے تھے یہ دوستی سے کہ یہ نقصان دونوں طرفوں کیلئے یکساں تھے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ وہ محاصرین کیلئے جو جیتی ہوئی بازی کھیل رہے تھے محصورین کی نسبت جو ہری ہوئی بازی کھیل رہے تھے زیادہ مضر تھے۔ اگر قافلی طابیہ روسیوں کے پاس نہ ہوتا تو اُسکے بغیر بھی اُنکا محاصرہ بالکل مکمل تھا۔ اور نتیجہ بعد میں یکساں نکلتا۔ فرق فقط یہ تھا کہ بیفائدہ خونریزی کم ہوتی۔ باش طابیہ (گریو نتزا مورچہ نمبر ۲) کے بغیر قافلی طابیہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا تھا۔ دونوں بلکہ بہت ہماری قدر و منزلت رکھتے تھے۔ اسی لئے وہ مانویوں نے باش طابیہ پر متواتر حملہ کر کے ہزارہا آدمی کٹوا دیئے۔ جو قافلی طابیہ کو خالی کر دینے کی صورت میں کبھی ضایع نہ ہوتے۔ مزید براں خود قافلی طابیہ میں لازمی طور پر بہت بڑی جمعیت رکھنی پڑتی تھی۔ اور تک اس پر مجتمع گولہ باری کرتے رہنے سے روسیوں کو بیشمار نقصان پہونچاتے رہتے تھے لڑائی کے وقت اور اس کے بعد زار اور گرینڈ ڈیوک نکلس کے ہیڈ کوارٹر پورودم میں رہے۔ یہ دونوں لڑائی کو دیکھتے رہے تھے۔ ڈیوک اس پہاڑی سے جو گریو نتزا سے دو میل جنوب میں اور رادی شیوو سے اسی قدر فاصلہ پر مشرق میں ہے۔ روسی اس کو گرینڈ ڈیوک کی پہاڑی پکارتے تھے۔ زار اس پہاڑی سے جو گریو نتزا سے بجانب جنوب مشرق دو میل کے فاصلہ پر اور پہلی پہاڑی سے اُسی قدر فاصلہ پر شمال مشرق میں ہے روسی اس کو زار کی پہاڑی پکارتے تھے۔ سٹوسل نے ۱۲ ستمبر کو تجویز کیا تھا کہ روسی فوج دریا راوسملے پر ہٹ کر بلگرینی کو اپنا مرکز بنائے۔ مگر نکلس نے اس کو مسترد کر کے حکم دیا کہ روسی رومانوی فوج کی اولین صف بوغوت رادی شیوو سے گریو نتزا اور ورتیزا کے برابر قایم کیجائے۔ اور پلیونا کے مغرب میں فوج سوار ان مامور کیجائے۔ مصنف۔

۱۱ ستمبر کی تاریخ اور تین بجے بعد دوپہر کا وقت مقرر کیا گیا تھا مگر قلب کی دو بریگیڈیں دو گھنٹے پہلے چل پڑی تھیں۔ قائلی طابیہ نے تین حملوں کو کامیابی کے ساتھ روکا۔ چوتھا حملہ جو ۱۱ ستمبر کو سات بجے شام کے وقت ہوا کارگر ہو گیا۔ ۱۲ ستمبر کو اس مورچہ کو واپس لینے کے لئے کئی دفعہ اور شام کے وقت بڑے پیمانہ پر کوشش کیگئی۔ لیکن وہ سب ناکام رہیں اور آخر کار اُسے دشمن کے قبضہ میں چھوڑ دیا گیا۔

روسی قلب کا حملہ بہت بُری طرح سے ناکام رہا جیسی اس فوج کو ۱۱ ستمبر ۱۸۷۷ء کے دن شکست ملی ویسی کبھی کسی فوج کی گت نہیں بنی۔

جنوب میں سکوبلاف کی بہادری، تندہی و تیزی۔ لیاقت اور عجیب و غریب بے انتہا اقتدار اور رسوخ کا جو اُسکو اپنے سپاہیوں پر تھا کریشن موچوں کے برخلاف کوئی پیش نہ گئی۔ اس پر وہ ان کو غیر مفتوح چھوڑ کر آگے بڑھ آیا۔ اور پلیونا مورچے لے لئے۔ اور ترکی کیمپ میں مثلث خانے کے زاویہ حادہ والے کونہ کی طرح گھس کر اُسکو دو جدا جدا حصوں میں کر دیا۔ مگر ۱۲ ستمبر کو اس موقع سے نکال دیا گیا۔

لڑائی کے دوران میں روسی و مانوی کیولری[۹۸] نے ارخانیہ سڑک پر قبضہ کر لیا تھا جس پر وہ ۱۴ ستمبر تک جبکہ احمد خفلی پاشا کا کالم انکی صفوں کو چیرتا ہوا اُس سڑک کے راستہ پلیونا آیا برابر قابض رہی۔

۱۳ و ۱۴ ستمبر کو روسی مرکز میں رادی شیوکو اور جنوب میں بوغوت کوچیچ ہٹ گئی۔ مگر انکا یمینی بازو قائلی طابیہ پر قابض رہنے کی وجہ سے ترکی صفوں یا کیمپ سے صرف تین سو گز کے فاصلہ پر رہا۔

ترکوں کے پانچ ہزار آدمی شہید و زخمی ہوئے۔ روسی و مانوی فوج کے نقصان کی مختلف مقداریں بتائی گئی ہیں بعض نے ۲۵ ہزار تک اور کئی مورخوں نے صرف ۱۲ ہزار لکھی ہے میرے خیال میں درست تعداد ان دونوں کے بین بین یعنی تخمیناً بیس ہزار (۱۵ ہزار روسی اور پانچ ہزار رومانوی) قتل و زخمی ہوئے جن میں سے ۱۵ ہزار روسیوں کے بازوئے راست میں۔ ۲ ہزار قلب میں۔ ۸ ہزار سکوبلاف کے دستہ میں (جسکی کل جمعیت ۳۰ ہزار تھی یعنے ۴۰ فیصدی زخمی و قتل ہوئے) اور ایک ہزار آرٹلری کیولری اور پیدہ فوج میں قتل و مجروح ہوئے ہم نے دو ہزار مجروح اور کئی سو صحیح سالم روسی اسیر کئے۔ ہماری فوج کے چار سو آدمی مفقود الخبر ہوئے۔

---

[۹۸] جنرل لوشکاریف چار روسی اور چار رومانوی کیولری جنٹیں (۳۴ رسالے) اور ۱۸ ہلکی توپیں لیکر روڈ کے بائیں کنارہ پر اور جنرل لیونیف چار روسی جنٹیں (۲۶ رسالے) اور ۱۸ ہلکی توپیں لیکر روسی کیمپ کے بائیں بازو پر رہا۔ مصنف۔

میدان جنگ پر ۷ ہزار لاشیں تھیں غیر یقین کا کل نقصان کم از کم ۲۵ ہزار یعنی جس قدر فوج معرکہ میں شریک ہوئی اُسکا پانچواں حصہ ضایع ہوا۔ روسیوں کا **نقصان کل ترکی فوج کے دو ثلث کے** برابر ہوا۔ اسکی نظیر دنیا کی گذشتہ لڑائیوں میں نہیں پائی جاتی۔ قافلی طابیہ میں ہماری دو توپیں گئیں اور قوانق میں تین ہم نے فتح کرلیں۔

افسوس عثمان اس فتح سے کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکتے تھے۔ اُنکے پاس کیولری کی جمعیت اس قدر تھوڑی تھی کہ وہ باقاعدہ تعاقب خوب سیر ہوکر نہیں کرسکتے تھے۔ علاوہ بریں آدمی تکان سے جان بلب اور بارش سے تر بتر تھے اور اُنکے کپڑوں پر بچے اڑ گئے ہوئے تھے۔ اوکل فوج میں ناقابل بیان کھلبلی پڑی ہوئی تھی رسد پہونچنے کے راستہ بند تھے اور **مجلس حرب** اور دوسری عثمانیہ فوجوں نے انکو بالکل بے مدد چھوڑ دیا ہوا تھا۔ تاہم اُنکے لئے یہ امر کچھ کم تشفی اور اطمینان نہ تھا کہ انھوں نے اپنے ملک کے وہاں دشمن کی ایسی مدافعت کی ہے کہ ۱۷۵۸ء سے بعد بکہ (جرمنی کے قیصر) فریڈرک اعظم نے بمقام زورنڈورف اسوا یعنی روس اکو شکست فاش دیکر تتر بتر کردیا تھا اُسکی کبھی ایسی درگت نہیں ہوئی تھی۔

ترکی فوج کے اعلیٰ افسروں میں سے لفٹنٹ کرنیلان علی رضا بک و براہیم بک شہید۔ اور جرنیل دوریان حسن حسابی پاشا۔ جرنیلان بریگیڈیر رفعت پاشا۔ قرہ علی پاشا و امین پاشا۔ کرنیلان خیری بک۔ عمر بک و حافظ بک اور لفٹنٹ کرنیل رضا بک زخمی ہوئے۔

اُن افسروں کا ذکر کرنا جنھوں نے اس لڑائی میں نمایاں بہادری دکھائی مشکل کام ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ بہت سے ویسے ہی قابل تعریف افسروں کے نام انداز سے رہ جائیں۔ عمر بک اور عطوف پاشا قلب کی کامیاب محافظت و مدافعت پر۔ امین پاشا و رفعت پاشا جو اپنی حملہ کنندہ پلٹنوں کے آگے آگے بڑھتے وقت زخمی ہوکر زمین پر گر پڑے۔ عبداللہ بک۔ محمد نائف بک۔ خیری بک اور رضا بک مفتوحہ مورچوں پر حملہ کرنے میں مردانہ وار شریک ہونے پر۔ عادل پاشا بیساری بازو میں باوجود قلت فوج بعد یل ترتیب انتظام کرنیکے لئے سلیمان بک انتہائی شمالی جانب (او پانتس) میں قابل تعریف نگرانی اور چوکسی کرنے پر جسکی وجہ سے ہی روسی اس طرف حملہ کرنے سے رُکے رہے۔ حافظ پاشا باش طابیہ میں غیر معمولی دلاوری سے دشمن کا مقابلہ کرنے پر۔ احمد پاشا بحیثیت کمانڈر توپخانہ مسلسل مستعدی دکھانے پر۔ اور عثمان بک کمانڈر فوج سواران۔ اپنی قلیل المقدار فوج سے نامقدور کل ضرورتوں کو پورا کرتے رہنے پر پوری پوری تعریف و توصیف اور عزت و تکریم کے

مستحق ہیں۔ ۱۲ ستمبر کی لڑائی میں سرداری کا تاج بلاشک و شبہ توفیق بک کے سر رہا۔ اُسکے زیر کمان جو بلہ کیا گیا تھا اُس نے لڑائی کا فیصلہ کر دیا اور ہلال کے لرزتے ہوئے علم کو غالباً شاید آخری دفعہ ڈگمگا نیب عند اللہ اسکی نسبت کوئی شخص دعوے سے کچھ نہیں کہہ سکتا) پھر فتح و نصرت کے سہرے سے آماستہ کر دیا۔

توفیق بک کو بریگیڈیر کے رتبہ پر ترقی ملی۔ اور وہ اُسوقت سے لیکر فوج میں بہت ہر دلعزیز ہو گیا۔

مگر میرے خیال میں (میں ایسا کہنے سے اُس تعریف و عزت میں جو توفیق بک کا حق ہے کوئی کمی نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ یہی وہ شخص تھا جس نے آخر شب تہ کوں کی طرف سے میدان مارا۔ ان تمام پر خطر ایام کا سب سے بڑا بہادر اور مرد میدان کرنیل ہوپچوں کا کمانڈر کرنیل یونس بک تھا۔ باغلر باشی کا سوچہ بُعد کی وجہ سے شروع شروع ہی میں اُسکی تحویل سے علیحدہ کر دیا گیا تھا باقیماندہ سوچہ (میلاس طلعت و یونس طابیات) اُس نے صرف چھ توپوں اور سات پلٹنوں سے سکوبیلا کی بیس پلٹنوں اور نوے توپوں کے مقابلہ پر برابر چھ دن قابو میں رکھا اور دشمن کو اُنکے قریب پھٹکنے نہ دیا۔

دو یا تین دن بعد پرید کے موقع پر جو جنرل آرڈر (جنیلی حکم) پڑھا گیا اُس میں توفیق اور یونس کے نام خاص طور پر لئے گئے۔

فوج کو جب فتح کا یقین ہو گیا تو اُنکی پر جوشی کا کوئی حد و حساب نہ رہ گیا۔ سپاہی خوشی کے مارے دیوانوں کی طرح ایکدوسرے سے بغلگیر ہونے ناچنے۔ کودنے اور گانے لگ گئے۔ وہ اپنے جلیل القدر سپہ سالار کے نام کا اس طرح سے ورد کرنے لگ گئے کہ گویا وہ دوسرا پیغمبر تھا۔ اس مجنونانہ مسرت کا دورہ گذر جانے پر سالم کی سالم کمپنیاں سجدۂ شکر ادا کرنے کے لئے اُس پاک ذات کی جناب میں جس کی کے ہاتھ میں فتح و نصرت کی عنان ہے فرش خاک پر سربسجود ہو گئیں۔ یہ جوش خلوص و عقیدت ہر فرد بشر کے دل میں ایسا ساری ہو گیا تھا کہ میں نے ایک مجروح کو جسکا پیٹ پھٹ گیا ہوا تھا اور وہ دوہرا ہو کر زمین پر تڑپ رہا تھا دیکھا کہ وہ بھی لوٹ پوٹ کر سجدہ کی وضع میں ہو گیا اور اسی حالت میں اُس دلی یقین کے ساتھ کہ جنت کے دروازے اُسکے لئے چوپٹ کھول دیئے گئے ہیں جان بحق ہو گیا

عثمان نے جسکا عزم بالجزم۔ اخلاقی جرات کوہ وقار اور ارادہ ایسا پختہ تھا کہ سر جائے مگر تعمیل منشار میں سر مو فرق نہ آنے پائے اس فتح سے انیسویں صدی کی تاریخ میں ایسا شاندار اور چمکدار نشان قائم کر دیا

---

۹۹ ان میں سے چار وہ تھیں جو دراصل اُسکے زیر کمان تھیں۔ ایک بطور کمک بھیجی گئی تھی اور دو اُس نے مین فرنیت کی منتشر شدہ فوج کے ٹھکے ہوئے سپاہیوں کو جمع کر کے بنائی تھیں مصنف۔

جو قیامت تک محو نہ ہوگا جبکہ چاروں طرف سے نایوسی کی گھٹا گھٹا چھا رہی تھی۔ امید کی مقدس روشنی جس روشنی کو بہادر آدمی کے سینہ میں موت کے سوائے اور کوئی چیز نہیں بجھا سکتی اُسکے اندر بدستور جل رہی تھی اُس نے ہار ماننے سے انکار کر کے مردانہ وار اپنی آخری پٹیں داؤ پر لگا دیں اور بازی کو جیت لیا۔ باستثنار سکوبلیاف وسی کمانڈروں کی تنگ خیالی اور باہمی رشک و رقابت کی زنانہ چالوں کے مقابلہ میں عثمان اپنی اخلاقی جرات کی شاندار روشنی میں دیوسار سر فلک کہڑا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ جولیس سیزر رومن فاتح و قیصر کے طرح بارگاہ احکم الحاکمین میں عجز و نیاز اور عزم و ہمت و استقلال اُسکا شعار تھا۔ اور انہی دونوں کے طفیل فاتح و منصور ہوا عثمان کا زہد و اتقا اور سچی عبادت گذاری کیمپ میں سب کو معلوم تھی۔

ان ایام کی کشت و خون سے کیا عجیب سبق حاصل ہوتا ہے! بتہا امیدان کا زار خواہ گریولاٹ[1] کا مشہور تاریخی مرغزاروں پر ہو یا پلیونا کے میدانوں میں۔ جہانکہ حمل دارزن گمپتی نے ایسی تکلیف دہ وقت اور مشکل سے جسکی نظیر دنیا نے پہلو کبھی مشاہدہ نہ کی زانہ کے نئے دور کا بچہ جنا۔ اور خواہ وہ میدان تمہارے دل کے سب سے اندرونی پردہ میں ہو جہانکہ خدا کی آنکھ کے سوائے اور کوئی آنکھ کام نہیں کر سکتی تم عزم بالجزم کر لو کہ ہار نہیں مانوگے۔ اور اُس پر ثابت قدم رہو تو نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اس میدان کارزار سے مظفر و منصور برآمد ہوگے۔

۱۸۷۷ء میں جو لوگ انگلستان۔ فرانس اور جرمنی میں تھے انکی زبانی اور نیز اُسوقت کے اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اُسوقت یورپ میں بیحد تعجب و حیرت پھیل گئی تھی۔ لوگ باور نہیں کر سکتے تھے۔ کہ مٹھی بھر ترکوں نے زبردست روسی ٹڈی دل کو شکست فاش دی ہے۔ تاریخ کے افق پر ایک نیا ستارہ طلوع ہو گیا تھا اور ہر فرد بشر کی زبان پر **عثمان** کا نام تھا۔ بالخصوص انگلستان میں جہاں جاؤ اسی کا چرچا تھا چنانچہ اگر وہ ۱۸۷۸ء میں انگلستان کو جاتے تو انکی وہ آؤ بھگت ہوتی کہ بلوکر[2] کی روح بھی ششدر رہجاتی۔ لڑائی سے بعد کئی ہفتوں تک سڑک کے دوبارہ کھل جانے پر تمام ممالک خاصکر انگلستان اور آسٹریا سے مبارکباد کے خط کیمپ میں ڈھیر ادھر پہونچتے رہے۔ بارگاہ سلطانی سے عثمان کو **غازی** کا خطاب مرحمت ہوا۔

اس لڑائی میں میری کمپنی کے ۲۵ آدمی قتل و ناکارہ ہوئے۔ مگر یہہ تعداد مجھے بعد میں متحقق ہوئی۔ کیونکہ

---

[1] صوبہ اسیس لورین کے ایک مقام کا نام ہے۔ جہاں ۱۸۷۰ء میں جرمنوں نے فرنچ فوج کو شکست فاش دی تھی۔ مترجم

[2] جرمن جنرل جس نے ڈیوک آف ولنگٹن کے ساتھ ملکر واٹرلو کے میدان میں نپولین اوّل کو شکست دی تھی۔ اسکا پورا نام فیلڈ مارشل بلوکر ہے ۱۷۴۲ء میں پیدا اور ۱۸۱۹ء میں فوت ہوا۔

۱۱ ستمبر کی شام کو لفٹنٹ سیمور کے سکوڈ سے علاوہ پورے ساٹھ آدمی مفقود الخبر تھے اس دن میری صفوں میں آدھے آدمی اجنبی تھے۔ میری کل پلٹن میں اسی آدمی شہید اور زخمی ہوئے۔ شاب جو خون کے بہنے سے نہایت نحیف ہوگیا تھا ہسپتال میں چلا گیا اور ایک ہفتہ وہاں رہا۔ بقال طبی امداد کے بغیر ہی صحت یاب ہوگیا۔ مجھ اور آصف کو کوئی گزند نہ پہونچا۔ ہمارا قول آغاسی ۲۰ جولائی والے زخم سے شفا پاکر شروع ستمبر میں ہم سے آملا تھا۔ مگر چند دنوں ہی کے بعد وہ ایک اور پلٹن میں جسکو میجر اور قول آغاسی دونوں ضایع ہوگئے تھے تبدیل کردیا گیا تھا۔ میں یہ سب خدا کا شکر بجالائے تھے۔ وہ ۱۱ ستمبر کو پھر زخمی ہوا۔ لیکن زخم مہلک یا سخت نہیں تھا۔

نظمت

ہمارا باش چاؤش جبکہ ہم ۱۱ ستمبر کو جنوب کی طرف روانہ ہوئے تھے تو بظاہر گولی بارود کے میگزین کی حفاظت کیلئے اور دراصل ڈر کے مارے جانق بایہ مورچہ میں ہی رہا تھا۔ وہ مورچہ جو عقبی میگزینوں کو جارہا تھا کہ گولے سے ہلاک ہوگیا۔ یہہ دیکھ کر ہم سب نے یکزبان ہوکر کہا "خوب ہوا۔ اس سے یہی خلاصی ہوئی"۔ اسکی جگہ بقال باش چاؤش کے رتبہ پر فایز ہوا جس پر سب کو بھی خوشی ہوئی۔ مگر میری خوش قسمتی سے وہ افسروں کی قلت کے باعث میرے والے سکوڈ کی افسر کی حیثیت میں میری کمپنی میں ہی رہا۔ اور اس طرح سے یہہ عجیب و غریب شخص تین مختلف عہدوں (کمپنی کے اکیلا باقیماندہ سارجنٹ۔ پلٹن کے باش چاؤش اور ایک سکوڈ کے قائم مقام لفٹنٹ) کے فرائض کو نہ صرف نہایت خوبی اور عمدگی کے ساتھہ بلکہ بلا ردو اور محنت ادا کرتا رہا۔

آخری ہلہ میں ہمارے میجر کو ٹخنہ پر گھوڑے کی گولی کہا کر گرتے وقت چوٹ آئی جو ہسپتال میں جانیکے بغیر خود بخود اچھی ہوگئی۔

لڑائی تو ختم ہوگئی تھی۔ مگر ابھی اتنے کام باقی تھے کہ آرام و آسایش کوسوں دور تھی۔ ترکوں کو صد آفرین کہنا چاہیے کہ سب سے اول انہوں نے زخمیوں کی طرف توجہ کی۔ وہ روسیوں کی طرح فتح پانے پر شراب میں بدمست نہ ہوگئے۔ بلکہ اس افراتفری میں جیسی کچھہ باقاعدگی کی توقع کیجا سکتی تھی ویسی باقاعدگی کے ساتھہ وہ مجروحین کو جمع کرنے اور انکی مرہم پٹی میں مصروف ہوگئے۔ مُردوں کی طرف متوجہ ہونیکی اُسوقت کوئی فرصت نہ تھی۔ لڑائی سے ہفتہ بھر بعد تک وہ دفن نہ کئے جاسکے تھے۔ یہہ عرصہ انسانوں کے بوسیدہ جسموں پر آوارہ گرد کتے گدیں اور کوے جشن مناتے رہے۔ یہہ ہولناک نظارہ اگر مخالف شہنشاہوں میں سے کوئی قیصر دیکھہ لیتا تو غالباً اُسے ان تباہیوں کے بپا کرنے پر اُسوقت سخت ندامت ہوتی۔ قوائق جیسی اور باغر باشی طائفوں کے

لمحہ کھیتوں کی کیفیت کبھی فراموش نہیں ہوسکتی۔ کیچڑ خنابی رنگ کا ہو رہا تھا۔ اور کھیت وچھا گاہیں مُردوں اور قریب المرگوں سے بھری ہوئی تھیں۔ اکثر جگہ لاشوں کے عجیب غریب شکلوں میں ڈھیر لگے ہوئے تھے عیسیٰ طابیہ میں مُردوں کو اوپر تلے جوڑ کر پناہ کیلئے دیواریں بنائی گئیں تھیں۔

جن میں زندگی کی کوئی علامت پائی گئی۔ بلا تمیز دشمن و دوست ہم اُنکو حتی الامکان سرعت کے ساتھ مورچہ میں اُٹھا لیگئے۔ اور جب اُنکی ابتدائی مرہم پٹی ہوچکی اور خون بہنا بند ہوگیا تو ان کو پلینو[1] پہونچا دیا گیا۔ گاڑیاں ضرورت سے دسواں حصّہ بھی نہ تھیں۔ اسلئے اکثر کندھوں پر اُٹھا کر پہنچائے گئے۔ میری آدھی کمپنی نے اس کام میں مدد دی۔ باقیماندہ کو میں نے چند حصّوں میں تقسیم کر دیا۔ مورچہ میں نمک اور چاول کا ذخیرہ موجود تھا ایک حصّہ کھانا تیار کرنے پر لگا دیا گیا۔ ایک حصّہ تاکستانوں میں بعیدی چوکی کے فرائض ادا کرنیکے لئے بھیجدیا گیا۔ کہ اگر غنیم پھر واپس آکر حملہ کرنے کی کوشش کرے تو وہ ہم کو اطلاع کر دے۔ ایک جماعت نالہ سے مورچہ میں پانی لانے کیلئے مقرر کیگئی۔ اور باقیماندہ مورچہ کی تحکمت پختہ کی درستی میں ہاتھ بٹانے لگ گئی۔ تکان بالکل کافور ہوگئی تھی۔ اور فتح کی بے اندازہ خوشی نے ماندگی کو بہلا دیا تھا۔ اپنی بیچارہ پلٹن سے جدا ہونیکی وجہ سے مجھکو کوئی حکم اپنے اعلیٰ افسر کا نہیں پہونچ سکتا تھا۔ یہ سب کام میں نے اپنی ذمہ واری پر کئے۔

آٹھ بجے کیقریب تمام مختلف جماعتیں اپنا اپنا کام سے فارغ ہوگئیں۔ میں نے حاضری لیکر ان لوگوں کے سوائے جو عادل کے ڈویژن سے تعلق رکھتے تھے۔ تمام اجنبیوں کو جنکا لفٹنٹ آصف کے سپرد کر دیا کہ اُنکو اپنے اپنے موچوں پر پہونچا دے۔ عادل کے فریق کے آدمی جانق بایہ کو جاتے وقت ہم اپنے ساتھ لیگئے۔ ایسا کرنا میرے لئے ضروری نہ تھا۔ میں نے محض رحمدلی سے یہ کام کیا تھا کہ اُن لوگوں پر بزدلی یا فراری کا الزام عاید نہ ہو۔ اس کام سے فارغ ہوکر میں اپنی باقیماندہ کمپنی سمیت کھانے (چاول اور دلیا) پر بیٹھ گیا۔ بارش تھم گئی تھی۔ مگر رات سخت تاریک تھی۔ مورچہ میں بڑے بڑے الاؤ روشن تھے۔ لڑائی سے بعد چار دن تک گاہے گاہے خفیف سے تقاطر کے ماسوا بارش نہ ہوئی۔ گویا قدرت نے لڑائی کے واسطے ہی پانی کا ذخیرہ جمع کر رکھا تھا۔ ۱۷ ستمبر کو بارش پھر زور شور سے شروع ہوکر شاذونادر وقفوں سے محاربہ کے اخیر تک ہوتی رہی۔ فرق صرف یہ ہوا کہ ۱۷ اکتوبر کے بعد بارش کیجگہ برف اور کوہر نے لیلی۔

---

[1] پلینو کیمپ میں اُسوقت ۱۵ سو گاڑیاں تھیں۔ مگر اتنے بڑے میدان کارزار میں یہ تعداد زخمیوں کو شہر اور مُردوں کو مقررہ مدفنوں میں پہونچانیکے لئے مطلقاً کافی نہ تھی۔ مصنف۔

مجھے فراغت پانے پر قوانلق کو واپس چلا جانا چاہیئے تھا۔ مگر میں نے خیال کیا کہ اگر میں خود مختار رہا تو ہم اچھے رہینگے۔ میجر نے بعد میں میری اس کارروائی کی تعریف کی۔ اسکی دوسری کمپنیوں کے کمان افسر قتل یا زخمی ہو گئے تھے۔ اگر ہم بھی اُسوقت اُس کے پاس چلے جاتے تو اُسکی دقت میں اور اضافہ ہو جاتا۔

عیسوی طابیہ میں جس بیان سے باہر کھلبلی اور گڑبڑی پڑی ہوئی تھی چھ یا سات مختلف پلٹنوں کے سپاہیوں کے جم غفیر میں جو کیڑوں کی طرح متحرک تھا تین یا چار گھنٹوں کے بعد باقاعدگی کا ذرا سا شائبہ پیدا ہو سکا۔ اس میں سالم پلٹن ایک بھی نہ تھی بلکہ سالم کمپنیاں بھی معدودے چند ہی تھیں۔ کل کمپنی میں میری کمپنی کا نظام سب سے بہتر تھا۔ یوزباشی بک نے مورچہ کا جس افسر کو (جو غالباً خیری بک تھا) عارضی کمانڈر مقرر کیا تھا اُس نے بڑی مستعدی سے کام کیا۔ اُسنے مجھے اپنے حال پر چھوڑ دیا اور میرے نام کوئی حکم صادر نہ کیا۔ غالباً اُسکو کسی نے کہہ دیا ہوگا کہ "صاحب انگریز" کی طرف سے بیفکر رہنا چاہیئے۔ وہ اپنا کام خود بخود ہی کر لیگا۔ ممکن ہے یہ میرا خیال ہی خیال ہو۔ جو نوجوانانہ شیخی اور تعلّی سے میرے دماغ میں سما گیا ہو۔ لیکن ناظرین سے اسپر نظر انداز کر دینے کی التماس کرتا ہوں۔

نو بجے کھانے پینے اور آگ کے سامنے اپنے کپڑوں کو سکھانے اور جسموں کے گرم کرنے سے فارغ ہو کر میں نے ایک اعلیٰ افسر سے دریافت کیا کہ ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ اُسنے جواب دیا کہ بیماری بازو کی جمعیت بہت کمزور ہو رہی ہے جو امر خالی از خطرہ نہیں اور یمینی بازو میں آدمیوں کی اس قدر بہرمار ہے کہ نظام و ترتیب کا قائم کرنا تقریباً اور آسائش کا میسر ہونا بالکل ناممکن ہو رہا ہے تم فی الفور جائق باریہ مورچہ کو چلے جاؤ۔ یہ سنکر میں نے اپنی کمپنی کے باقیماندہ حصہ کو جمع کر لیا۔ سپاہی آوارہ گرد فقیروں کی مانند ہو رہے تھے۔ غلاظت اور گلپاش سے اُنکو پہچاننا مشکل تھا۔ ہر ایک سر سے پاؤں تک خشک کیچڑ سے لتھڑا ہوا تھا۔ اور اکثر کے کپڑے ایسے پارہ پارہ ہو گئے تھے کہ جسم کو ڈھانپنا مشکل ہو رہا تھا۔ بعض نے لاشوں کے بوٹ پتلونیں اور جاکٹیں "مستعار" لے لی تھیں۔ بیس اجنبیوں کے علاوہ جنکو میں نے ساتھ لیا میرے پاس کل ہم پچاس آدمی تھے۔ سیمور کا سکوڈ مجھ راستہ میں مل گیا۔ اور چالیس آدمی دوسرے دن مورچہ میں آئے جنمیں سے اکثر اس امر کی سندیں رکھتے تھے کہ وہ دوسری جگہ لڑائی میں شریک رہے ہیں۔ میری کمپنی کی اوسط جمعیت ستمبر میں ۱۲۰ رہی۔

ہم پلیونا کے بیچ سے گذرے۔ چند گولے شہر میں پھٹے تھے لیکن اُن سے نقصان خفیف سا ہوا تھا۔ اُسوقت شہر کی کیفیت بیان کرنا میرے احاطہ امکان سے خارج ہے۔ باندربانا تھا۔ نہیں رہ گئے تھے بلکہ نالے اور دریا بنے ہوئے تھے۔ اور کارے قضا جہاں کہیں خشک زمین نظر آتی تھی وہ کہن کی خاصیت رکھتی تھی جب ہوا چلتی سخت

سے چھم چھم بارش شروع ہو جاتی۔ ہمارے کپڑے اور جسم جنکو ابھی خشک کیا تھا۔ مکانات کی بیشمار پتناوں سے پھر تر بتر ہو گئے جس پر میری زبان سے حالانکہ میں بڑا متقی عبائی ہوں بے اختیار بتر نکل گیا۔ بازاروں کے موڑوں اور سڑکوں پر ویسا ہی جمگھٹا لگا ہوا تھا۔ جیسا کہ کاروبار کے دنوں میں لندن کے بڑے بڑے بازاروں میں ہوتا ہے۔ فرق یہ تھا کہ یہاں پولیس موجود نہ تھی جو صرف گڑبڑ میں امن دیا دھگڑ بڑ کرا دینے کا کام دیتی ہے مجروحین کی گاڑیوں کی قطاریں بالمقابل سے آکر ایک دوسرے کے ساتھ تقاطع کر رہی تھیں۔ ننھی جن میں سے اکثر کیچڑ خون اور زخموں سے انسانی شکل میں نہ رہ گئے تھے اس طرح لدے ہوئے تھے جس طرح قصاب ذبح شدہ بکروں کو گاڑیوں میں بھر دیتے ہیں۔ بڑے بڑے چوکوں میں الاؤ روشن تھے جن کے شعلے ہوا سے متحرک ہو کر مکانات کی پیشانیوں پر کبھی تاریکی اور کبھی روشنی پھیلا رہے تھے۔ اس متحرک اور غیر مستقل روشنی سے تاتاری چہرہ زیادہ تند و خوفناک۔ درخت متحرک بھوت چنگل بھلے جنات اور مرغیں بعض اوقات فرشتے اور دوسرے وقت عجیب غریب جانوروں کے شکل میں اور روسی سپہ سالار کے چہرے غیظ و غضب سے برافروختہ دکھائی دیتے تھے۔ ہر چوک مختلف بولیوں اور زبانوں کے لحاظ سے بابل بنا ہوا تھا۔ لوگ روسی۔ رومانوی۔ ترکی عربی اور چرکس زبانوں میں دعائیں مانگ رہے۔ آہ زاری کر رہے یا اپنے اپنے فرمانرواؤں کو لعنتیں بھیج رہے تھے کہ انہی کے طفیل یہ سب مصیبتیں برداشت کرنی پڑی ہیں۔ گاڑیاں رہروؤں کو راستہ دینے کے لئے آواز دے رہی تھیں۔ راستہ یا ہسپتال کا پتہ پوچھ رہا تھا۔ کنوؤں سے گالی گلوچ یا دنگا فساد کرتے چلے جا رہے تھے۔ ہر طرف بلغاری۔ فرنچ اور کئی نامعلوم الغرض بہت بہت کی بولیاں بولی جا رہی تھیں۔ ایک جگہ کوئی جرمن ڈاکٹر اس طوفان بے تمیزی میں باقاعدگی قائم کرنے سے تھک کر اپنے آپ کو گالیاں سنا رہا تھا۔ دوسری جگہ ایک انگریز ڈاکٹر دوسرے ڈاکٹر سے جو سڑک کی دوسری طرف تھا گاڑیبانوں کی شکایت کر رہا تھا کہ بیوقوف زخمیوں کی جگہ میرے پاس لاشیں لے آئے ہیں پلیونا میں اسوقت سرکاری ہسپتالوں اور ان شفاخانوں کے علاوہ جو مساجد اور بڑی بڑی میونسپل عمارات میں قائم کئے گئے تھے۔ ایک سو فوجی ہسپتال تھے ان میں سے ہر ایک کے دروازہ پر بیسیوں گاڑیاں زخمیوں سے بھری ہوئی کھڑی تھیں جن سے باری باری مجروحین اتارے جا رہے تھے۔ ہر ہسپتال کے سامنے آگ جل رہی تھی اور سرخ ہلال کا جھنڈا بارش سے تر ہو کر ستون سے چمٹا ہوا تھا۔ کئی ہسپتالوں کے دروازوں میں ہنگامے ڈاکٹر جو کام کی کثرت سے پسینہ میں شرابور ہو رہے تھے اور زیادہ زخمیوں کے لینے سے انکار کر رہے تھے۔ کہیں ترک باشندے جمع ہو کر رنگ لیاں مچا رہے تھے۔ دوسری جگہ ہراساں و ترساں بدمعاش بلغاری باشندے اپنی کرتوتوں سے کانپ رہے تھے۔ اللہ اکبر یہ وہی بدنصیب تھے جو کل بڑے

بڑے خوش خرم اور دلیر تھے اور آج خوف و دہشت سے زرد ہو رہے تھے۔ کمپنیوں اور پلٹنوں میں سپاہیوں کی قطاریں سب طرف سے چلی آرہی تھیں۔ دو یا تین رسالے وڈپل کی محافظ فوج کی کمک کے لئے ہمارے پاس سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے مغرب کی طرف کو گذر گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک باتری کسی غیر محفوظ مقام کی حفاظت کیلئے جسکی غیر محفوظی کا حال اب معلوم ہوا ہوگا سرپٹ ہمارے پاس سے گذر گئی۔ ہم سر سے پاؤں تک کیچڑ کی چھینٹوں سے بھر گئے۔ زمین کی مرطوب ہونیکے باعث پتھروں کی معمولی کھڑکھڑاہٹ کا نام و نشان نہ تھا۔ وہ بگولے کی طرح تاریکی سے نکلکر لحظہ بھر کے لئے ہم کو دشمنی میں دکھائی دی اور پھر بجلی کیطرح تاریکی میں گھس گئی۔ توپوں کی گاڑیاں چلانے والے جس تیزی اور تندی کے ساتھ اپنی گاڑیوں کو ہانکتے ہیں۔ وہ واقفکار ناظرین سے پوشیدہ نہیں۔ باتری کے قریب پہونچنے پر ہم ایک کو راستہ سے پرے ہٹ جانا پڑا۔ ایک توپ کا مجروحین کی ایک گاڑی سے تصادم ہوا۔ گاڑی الٹ گئی اور بیچارے زخمی چیختے چلاتے زمین پر لوٹنے لگ گئے۔ وہ اس حالت میں تھے کہ دوسری توپ بے تحاشا سیدھی اُنکے اوپر سے قرقٹے بھرتی ہوئی گذر گئی۔ اور کسی نے اسکی کچھ پرواہ نہ کی۔ کیونکہ بڑی بات ہوئی تو صرف یہی کہ چند زخمی اور نیا وہ مجروح ہو گئے۔ جہاں وہ بیچارے گرے تھے۔ وہاں خون کا تالاب جمع ہو گیا تھا۔ جب ہم دوسری دفعہ وہاں سے گذرے تو سپاہیوں کی قدموں سے چھینٹوں کے اڑنے سے ہمارے چہروں پر سرخ دھبے پڑ گئے۔ بعد ازاں ہم ایسے بازار میں پہونچے جہاں کوئی آگ روشن نہ تھی اور سخت تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ سامنے سے ہم کو ایک گروہ نے للکارا۔ اسکے باعث راستہ رک گیا۔ اتنے میں ایک خوش اخلاق شہری لالٹین لے آیا۔ اسکی روشنی سے ہم نے دیکھا کہ سامنے قیدیوں کا چھوٹا سا گروہ ہے۔ رومانیوں کے ہاتھ باغی ہونے کی وجہ سے پیٹھ کی طرف بندھے ہوئے تھے۔ اور روسی سپاہیوں کے ہاتھ چونکہ وہ بابر کے دشمن تھے کہلے تھے اس سے آگے ہم ایک بڑے چوک میں پہونچے۔ وہاں دو بڑے بڑے الاؤ روشن تھے۔ اسجگہ ہمیں ایسا نظارہ دکھائی دیا کہ میرے سپاہیوں نے بے اختیار خوشی کا نعرہ بلند کیا۔ تقریباً چند بلغاری اپنے اپنے گھروں کے سامنے غداری کی پاداش میں پھانسیوں پر جو دفع الوقتی کیلئے جھٹ پٹ بنا لیگئی تھیں لٹکائے گئے تھے جنکے بیڈول بقچوں کی طرح لٹکے ہوئے تھے۔ انکے چہرہ سیاہ خاکستری اور آنکھیں بے نور ہو گئی ہوئی تھیں۔ ایک کے پاس ایک عورت روتی تھی۔ دوسرے کے قریب بچے سہمے کھڑے ہوئے حیرانی کے ساتھ دیکھ رہے تھے کہ ہمارے باپ کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ آج اس طرح سے لٹک رہا ہے۔ اسی کوچہ میں مقدمات ہمارے لئے گرم قہوہ

اور چاول کی مٹھائی لائیں۔ یہہ چیزیں ہم نے پہانسیوں کے سامنے ہی کھڑے ہوکر تناول کیں بعض سپاہی ستونوں کے سہارے کھڑے ہوکر لاشوں کو ٹانگوں سے پکڑ کر ہلاتے رہے۔ ایک بلغاری کی ٹانگ میرے چہرہ پر آلگی جس شخص نے اسکو ہلایا تہا وہ ان الفاظ میں معذرت کا خواستگار ہوا "صاحب مراد پر نشانہ کیا تہا۔ مگر اس مردہ کے گھٹنے میں ضرور بل ہے۔ اسلئے وہ سیدھی نہیں گئی"۔ اس امر کے ثبوت میں اس نے مردہ کی ٹانگ کو اٹہا کر اسکے دوسرے رفیق کیطرف جو کرکٹ کی شیطانی کھیل کے وکٹ کیپر[1] کی طرح دانت نکالے اور ہاتہہ بڑہائے ہوئے تہا۔ نشانہ باندھ کر دے مارا۔ جو اسکے قول مطابق سیدہی جانکی بجائے چکر کاٹتی ہوئی کارپورل کی پیٹھ کو جا لگی۔ کارپورل نے اس پر ایسے دہشت زدہ ہوکر پیچہے مڑکر دیکہا کہ ہم سب کہل کہلا کر ہنس پڑے۔ اور اس قہقہے نے مجہو ایسے خواب سے جگا دیا جسکی خوفناکی اور ہیبت ناکی کو واضح کرنیکے لئے لغات کے موجودہ اسمائے صفت ہرگز کفایت نہیں کر سکتے۔ میں نے اس شدت سے سب کو سختی کے ساتہہ منع کر دیا اور میرے آدمی یکبارگی متین اور سنجیدہ ہوگئے۔ یہہ دل لگی کرنے میں ان پر کوئی قصوروار نہیں ہوسکتا۔ تیس گھنٹوں کی مسلسل خونریزی اور ناقابل بیان مکروہات کے بعد ہم اپنے حواس سے باہر ہو رہے تہے۔ میں نے اپنی آنکہوں کو ملا اور فی الواقع خیال کرنے لگ گیا کہ میں خواب دیکہہ رہا تہا۔ میں کبہی باور نہیں کر سکتا تہا کہ میں خدا کی اسی خوبصورت زمین پر ہوں جس پر میرے ماں باپ حسین ہمشیرگان اور وہ ننہی سی لڑکی (معشوقہ سے مراد ہے) جسکو میں دور مغرب میں چھوڑ آیا ہوں متولد ہوئے ہوں اور جس پر میں نے تمنا عرصہ کمال مسرت و آسایش کے ساتہہ زندگی بسر کی تہی۔ اتنے میں تکان مجہہ پر غالب ہوگئی اور میں پہر بعالم بیداری یہہ خواب دیکہنے لگ گیا کہ میں لڑائی میں مارا گیا ہوں اور یہہ جگہ دوزخ ہے جہاں خدا نے مجہو پھینک دیا ہے۔ میں اسی حالت میں تہا کہ بقال نے آواز دی "صاحب آپ کیوں آزردہ ہو رہے ہیں۔ یہہ ہولناک مصیبتیں اور تباہیاں آپ نے پیدا نہیں کیں۔ نہ آپ انکے لئے ذمہ وار ہو"۔ پہر وہی ہیڈ کوارٹر کی طرف اشارہ کرکے پیغمبرانہ جلال و متانت کے ساتہہ بولا "جو شخص ان سب تباہیوں کا ذمہ وار ہے اسی نہایت ہی سخت سزا اسی دنیا میں ملیگی"۔ اسکی آواز سنکر میرے حواس پہر قائم ہوگئے۔ ناظرین یہہ خیال نہ کریں کہ بقال کی پیشینگوئی میں خود گھڑ کر لکہہ رہا ہوں۔ نہیں یہہ بالکل درست ہے کہ سارجنٹ بقال نے ۱۲ ستمبر ۱۸۷۷ء کو آدہی رات سے

---

[1] وکٹ کیپر اس کہلاڑی کو کہتے ہیں جو وکٹوں کے پیچہے گیند کو وکٹ کے لئے کہڑا رہتا ہے۔ مترجم

اڑھائی گھنٹہ پہلے پلیونا میں زار اسکندر ثانی کے انجام بد کی مجھ سے پیشینگوئی کی تھی - بقال[1] کے اتفاق اور اندازہ سے میں گہری سوچ میں پڑ گیا - میں اسی حالت میں تھا کہ کسی نے میرے بازو پر نہایت ملامت سے ہاتھ رکھا - میں چونک پڑا اور مڑ کر دیکھا تو ایک برقع پوش لڑکی کو پایا - اُس نے مجھ کو ایک پیکٹ تمباکو - ایک پیکٹ سگرٹوں کا اور برانڈی کی ایک بوتل دیکر کہا "تمہاری خاطر عزیز کے لئے یہ چیزیں فوجی اسپتال سے چرائی گئی ہیں" یہ کہہ کر وہ تسلی دہندہ فرشتہ کی طرح جھٹ پٹ اور بالکل چپ چاپ جدھر سے آئی تھی اُس طرف چپ چاپ نظروں سے غائب ہوگئی - میں نے برانڈی کی ایک اچھی خاصی چسکی پکر ایک سگرٹ کو جلالیا - اور پھر بدستور میدان بن گیا - میں نے سپاہیوں کو بڑھنے کا حکم دیا - اور خدا کی مہربانی سے تھوڑی دیر میں شہر سے باہر نکل گئے -

پلیونا کا طول شمالی جنوبی ۲ میل ہے - اس دفعہ یہ مسافت ہم نے دو گھنٹوں میں طے کی - اب جبکہ ہم نے شہر کے شمالی جانب گریویتز اپل کو عبور کیا ہی تھا اور تاریکی میں بڑھے چلے جا رہے تھے ہم نے آدمیوں کے چلنے کی آہٹ سُنی - اُسی وقت انہوں نے ہم کو ترکی میں للکارا - ہمارے سب سے اگلے آدمی نے اُن کو میجر اسمیتھ کے لئے لالٹین کی روشنی اُنکی طرف کی - اُس روشنی میں سب سے پہلے جس شخص کا مجھ کو چہرہ دکھائی دیا وہ جیک اسمیتھ تھا - اُس نے کہا میں بالکل چاق چوبند - اور صحیح و سالم ہوں - البتہ کسی مقوی چیز (برانڈی شراب) کی سخت اشتہا محسوس ہو رہی ہے - میں نے اُسکی اشتہا کا فوراً علاج کر دیا -

۱۱ ستمبر کی شام کے حملہ کی ناکامی کے بعد وہ اپنے دستہ سمیت پلیونا جا نکلا تھا - رات کو وہ ایک بازار کے سرے پر پہرہ دیتا رہا تھا اور اُن عیسائیوں میں سے جنہوں نے گھاس کے تودے جلا دئے تھے چند کو سزا دینے میں بھی بڑی خوشی سے مدد دی تھی - ان عیسائی فکر اموں نے سخت ابلیسانہ غداری کی تھی اس ایک ہی وقت میں چاند عاپورے ہوتے تھے (اول) اُسکی روشنی سے دشمن کو پیہم دیکھنے کا موقع ملے کہ ہم کیا کر رہے ہیں (دوم) غنیم کے گولندازوں کو توپوں کی زد کے لئے مناسب مقام کا پتہ ہو جائے (سوم) گودام تباہ

[1] زار اسکندر معہ ملکہ گاڑی پر سوار اپنے دارالخلافہ کے بازار میں سے گذر رہا تھا کہ کسی نہلسٹ نے اس پر بم کا گولہ پھینکا یا جو عین گاڑی پر آکر پھٹا اور گاڑی خدا کا شکر کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا - ملکہ حسن اتفاق سے بچ گئی - یہ واقعہ ۱۸۸۱ء کو ہوا اس سے ناظرین کو معلوم ہو جائیگا کہ بقال کی پیشینگوئی بالکل صادق تھی اور ناکتخدا کی ذلیل موت مرکر اس دنیا میں ہی اپنے اعمال کی سزا سے نہ بچ سکا اور فی الفاتحہ جو کچھ اُسکی کیفیت ہوئی ہوگی اُسکا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں ہو سکتا - مترجم

ہوں (چہارم) یہ کہ شہر میں تشویش پھیل جائے اور ہلڑ مچ جائے۔ اور اس طرح دشمن کو حملہ کرنے میں آسانی ہو جائے۔ اشقیا کی پہلی تین غرضیں تو حاصل ہو گئیں۔ مگر آخر الذکر میں اُن کو سخت مایوسی ہوئی۔ صبح کے وقت سلیمان طاہر پاشا کے ناکام ہلہ میں جو قوانق کو واپس لینے کے لئے کیا گیا تھا شریک ہوا۔ سہ پہر کے حملہ میں سب سے پہلے اُسی کے سپاہی مورچہ کی فصیل پر چڑھے تھے۔ فتح کے بعد اُسکو باشندوں میں امن قائم رکھنے کیلئے شہر میں بھیج دیا گیا تھا۔

ہم تکان سے نیم مردہ آدھی رات کو اپنے مورچہ میں پہونچے۔ عادل پاشا کے حکم سے وہاں ہماری خاطر تواضع کے لئے خوب اہتمام کیا گیا ہوا تھا۔ الاؤ روشن۔ اور گرما گرم گوشت اور قہوہ موجود تھا۔ ہماری غیر حاضری میں گووانی کوٹھڑیوں اور خواب گاہوں سے پانی باہر پھینک کر نئی کہالوں اور چیڑوں کا فرش کر دیا گیا تھا جس سے ہماری رہائشگاہ خاصی خشک اور آرام دہ ہو گئی تھی۔ آدھ گھنٹہ بعد پلٹن کا باقیماندہ حصہ بھی پہونچ گیا۔ ہم بڑے آرام سے کھانے پینے اور باہمی بات چیت، و ذکر اذکار سے فارغ ہو کر ملک عدم کو سدھار گئے ہوئے رفقا کیلئے دعا خیر کر کے کمریں کھول فرش پر لیٹ گئے۔ ہم برابر چالیس گھنٹے پاؤں کے بل رہے تھے۔ اس سے ہماری نیند کی کیفیت واضح ہو سکتی ہے۔ ہم عادلوں اور فاتحوں کی میٹھی نیند کامل فراغت کے ساتھ سوئے کیونکہ بعیدی چوکی۔ خندقوں۔ یا سنتریوں کی کوئی نوکری میری پلٹن کو نہیں دیگئی تھی۔ اور ہم نے افسروں کی اجازت سے وردیاں اتار دی تھیں۔ اور اس طرح سے محاربہ ترکی اور روس کی عظیم و خونریز تین لڑائی میں جو نقصانات کے لحاظ سے واٹرلو[1] کے بعد چوتھی اور بلحاظ نسبت غالباً پہلی تھی میرا ذاتی حصہ ختم ہو۔

پلیونا کی تیسری لڑائی کا بیان ختم کرنے سے پہلے میں ترکی طریق قتال کی اُس خوبی کا ذکر کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں جس نے ۱۸۷۷ء کے محاربہ کو اپنے رنگ میں رنگ دیا۔ یہ جدت اُن تمام معرکوں میں جن میں میں شریک ہوا پائی گئی اور اس آخری لڑائی میں جسکا اوپر ذکر کیا گیا ہے اُس نے کمال کے درجہ تک عمل کیا گیا۔ اس جدت سے میری مراد ترکی فوج پیدل کی سریع الرائفلی انتشاری ہے یہ انتشاری ایسی مسلسل۔ زبردست اور موثر تھی کہ اس محاربہ سے پہلے کبھی اُسکا وہم و گمان بھی کسی کو

---

[1] واٹرلو میں ۴۰ ہزار۔ جنگ گریولاٹ میں ۳۳ ہزار۔ کونگ گرانز میں ۲۹ ہزار اور پلیونا کی اس لڑائی میں ۲۵ ہزار آدمی جانبین کے قتل و زخمی ہوئے۔ یک کارنار فوج کا پانچواں حصہ (۲۰ فیصدی) اس لڑائی میں متواتر اور مجروح ہوا۔ مصنف

گذرا تھا۔ جنرل گوڈل ہین نے لڑائی کے بعد اس آتشباری کی نسبت یہہ الفاظ لکھے ہیں "ترک ہماری فوج پر سیسہ اور گولیوں کی جیسی بوچھار کرتے ہیں ویسی بیشتر ازیں کبھی یورپین فوج نے محاربہ میں نہیں کی" یہہ طریق جدال ترکی پیدل سپاہیوں نے ترتیب و قواعد اور باقاعدہ ضوابط کی تعمیل کے بجائے زیادہ تر ذاتی تجربہ و ذہانت۔ کل سپاہیوں کی باہمی ساکت رضامندی اور اپنے اسلحہ کی درستی پر پورا اعتبار ہونے سے اختیار کیا تھا۔ ویلن میں میں نے بیشک سریع آتشباری کی قواعد سکھائی جاتی دیکھی تھی۔ لیکن میں یہہ کہنے کی جرات کر سکتا ہوں کہ ہمارے افسروں کو مسلسل جلد آتشباری کے تباہی بخش اثر کا علم صرف پلیونا کی پہلی لڑائی میں ہی ہوا۔ پھر تو ہم کو حکماً ایسا کرنیکی تاکید کر دیگئی۔ احکام کا خلاصہ ان الفاظ میں ادا ہو سکتا ہے "جونہی تم کو معلوم ہو جائے یا تم کو خیال ہو جائے کہ دشمن تمہاری رائفلوں کی زد کے اندر پہونچگیا ہے تو مسافت۔ عرصہ۔ نشانہ قائم کرنیکی مشکلات۔ کارتوسوں کے خرچ اور اس بات کی کہ گولیاں ٹھیک دشمن کو لگیں گی یا نہیں کچھ پرواہ نہ کرکے اس میدان کو جس پر دشمن کی موجودگی فرض کیگئی ہو اور نیز اس میدان کو جس سے گذکر اس نے آگے بڑھنا ہو تم گولیوں کی پے در پے بوچھار سے ڈھانپ دو" اس قاعدہ کی ٹھیک ویسی ہی لفظ بہ لفظ اور یکدل ہو کر تعمیل کرنے سے جس طرح کہ ترکوں نے کی تھی جو مہیب نقصان دشمن کو پہونچ سکتا ہے وہ روسیوں کے نقصانات اور نیز اس امر سے بخوبی واضح ہو رہا ہے کہ تعداد میں بدرجہا زیادہ ہونیکے باوجود میدان پلیونا میں روسیوں کو معدودے چند بے حقیقت سی مستثنیات کے علاوہ کل حملوں میں سخت ناکامی ہوئی۔ یہہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ ترکی فوج میں کارتوسوں کا خرچ بھی اسی تناسب سے ہوا۔ ۱۱ اور ۱۲ ستمبر کو باش۔ قانی عمر عیسی و قوانق۔ طابیات اور کریش مورچوں میں ہر ایک سپاہی نے تین تین کارتوس فی یوم کے حساب سے چلائے۔ اور باغلر باشی میں بعض سپاہیوں نے چند گھنٹوں کی لڑائی میں اپنے اپنے حصہ کے پانچ پانچ سو کارتوس صرف کئے تھے۔ اس طریق کے نبہانیکے لئے کارتوسوں کے بہم پہونچانیکا انتظام بھی ویسا ہی مکمل ہونا لازمی ہے جیسا کہ پلیونا کے کیمپ میں تھا۔ ہمارے پاس بہت ہی بڑا سنٹرل (مرکزی) صندوق ذخیرہ ہی نہ تھا جو پلیونا کی ایک مسجد میں کہا ہوا تھا اور اجانیہ سے اوقات مقررہ پر اس میں ذخیرہ پہونچکر جمع ہوتا رہتا تھا۔ بلکہ ہر مورچہ میں علیحدہ علیحدہ ریزرو سٹور (گودام جو ایک جگہ جمع رہے) ہر پلٹن کے پاس اپنا جدا جدا میگزین جو گھوڑوں اور گاڑیوں پر ساتھ رہتا تھا اور ہر خندق میں بیشمار صندوق مناسب

مقامات پر جہاں سے سپاہی اپنی مرضی کے مطابق جس قدر چاہیں نکال سکتے تھے۔ موجود رہتے تھے۔ یہ انتظام نہایت صفائی اور عمدگی سے چلتا رہا۔ اور عام محاربہ کی جزوی شکست کی لازمی اور انفرادی میں بھی اس میں کوئی اٹکاؤ اور خرابی پیدا نہ ہوئی تھی۔

اس محاربہ میں ترکی انفنٹری نے جو سریع التشاری کی اُسکی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ دشمن پر اُسکا اخلاقی[1] اور واقعی بہت خوفناک اثر پڑا۔ مگر میں اسبارہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ آیا اگر دو لاکھ آدمیوں کی جرمن یا فرنچ فوج جارحانہ کارروائی کرتے وقت اسی طریق کو اختیار کرے تو اُسے کامیابی حاصل ہوگی یا نہیں۔ ہم تعداد میں تیس ہزار اور مدافعانہ پہلو پر سو۔ چوں کی پناہ میں تھے۔ اور ہماری صورت میں اس آتشباری سے ہمارے لئے نہایت شاندار اور دشمن کیلئے کمال ہولناک نتائج مترتب ہوئے۔

تیسری جنگ پلیونا میں ترکوں کی چال چلن سے ثابت ہوتا ہے کہ جبکہ اعلیٰ ترین انسانی وصف یعنی حب الوطنی اُنکے دلوں میں جوش زن ہو جائے۔ اور جبکہ وہ یکدل و یکجان ہو کر جو بات کہ نظام و تربیت سے پیدا ہوتی ہے۔ حملہ آور کے مقابلہ پر پیشتر کہ خطرہ کو ہٹانے میں مصروف ہوں اور ایک عزیز و محبوب مقتدا نے اُنکو اخلاقی عظمت و شوکت کی اُس سطح تک جس پر کہ وہ خود ہے اُبھار دیا ہو۔ اُن کو علم ہو کہ ہم صداقت اور راستی کی حمایت میں لڑ رہے ہیں اور اس بات کا کامل یقین رکھتے ہوں کہ شہید ہونیکی صورت میں جنت اُن کیلئے چشم براہ ہے تو ایک مغرور و متکبر اور جان نثار و پارسا اور خدا خوف قوم کے فرزند شان و شوکت اور شجاعت کے بلند ترین معراج تک پہنچ سکتے ہیں۔

باب یازدہم

حصار و قلعہ بندی کیلئے تیاریاں

۱۳ ستمبر سے ۲۴ اکتوبر ۱۸۷۷ء تک

۱۳ ستمبر کو میری کمپنی قلب کو بھیجی گئی جہاں ہم نے عمر طابیہ کے ساتھ مُردوں کے دفن کرنے میں مدد دی۔ اس غرض کیلئے فریقین نے چند گھنٹوں کیلئے خصومت کو ملتوی کر دیا تھا۔ پلیونا سے سو بلغاری اُن بدمعاشوں کی

[1] اخلاقی اثر یہ کہ غنیم کے چھکے چھوٹ گئے اور اُسے مقابلہ کی بہت کم جرات رہگئی اور وہ سامنے آنے سے ڈرنے لگ گئے۔ واقعی اثر یہ کہ جانوں کا بھی بے اندازہ نقصان ہوا۔ مترجم

سزا میں جو انہوں نے لڑائی کے دوران میں کی نہیں گڑھے کھودنے میں مدد دینے کیلئے بیگاری پکڑے گئے تھے۔ سپاہی بہری بندوقیں لئے انکی نگرانی پر مامور تھے۔ اور اُن کو حکم تھا کہ جو بھاگنے کی کوشش کرے اُسے فوراً گولی مار دو۔ سست الوجود یا نگہ شخص کے ساتھ کوئی نرمی نہیں کیجاتی تھی۔ ایسے شخصوں کو رائفل کے کندے کی ضرب لگتے ہی عقل آجاتی تھی کہ کارِ مفوضہ کو ختم کر لینا ہی بہتر امر ہے۔

سادی شیو دار عمر طابیہ کے درمیان مکی کے کھیتوں پر سے روسیوں کو اپنے مجروحین کے اٹھانے میں خطرناک مشکل پیش آئی ہوگی۔ اکثر بیدست و پا آدمیوں کا تین تین چار چار دن تک کھیتوں میں پڑے رہنے کے بعد پتہ ملا۔ اس موقع پر خونریزی نہایت ہی مہیب ہوئی تھی پچاس سے لیکر سو سو تک مردے ایک ایک گڑھے میں دفنائے گئے۔ افسر علیحدہ علیحدہ قبروں میں اور روسی ترک جدا جدا دفن کئے گئے۔ بلغاری پادریوں نے روسیوں پر اور ہمارے اماموں نے ترکی شہیدوں پر پاک کلام پڑھی۔ گرجوں اور قبروں پر امتیاز کیلئے درختوں کی شاخیں لیے یا شکستہ رائفلیں گاڑ دیگئیں۔ میں مدفونوں کا ساتھ ساتھ برابر شمار کرتا گیا۔ اور ترکی شہیدوں کے نام اور انکی پلٹنوں کے نمبر بھی جہاں تک متحقق ہو سکے لکھتا گیا۔ نقدی قیمتی اشیاء۔ دستاویزات۔ اسلحہ۔ کارتوس۔ اور پانی کی بوتلیں لاشوں سے جدا کر کے اُن افسروں کے حوالہ کر دیجاتی تھیں جو اس کام پر مامور تھے۔ بوٹ اور وردیاں بھی اگر عمدہ حالت میں ہوں تو اتار لیجاتی تھیں۔

کہنا ہم کو عمر طابیہ سے جہاں کئی جماعتیں سکست یخت کی مرمت کر رہی تھیں بھیجا گیا۔ سہ پہر کے وقت ہماری جگہ دوسری کمپنی آگئی۔ اور ہم رائفلوں سنگینوں پیٹیوں اور بوٹوں وغیرہ سے بھری ہوئی گاڑیوں کی قطار کے ساتھ بطور محافظ شہر کو چلے گئے۔ موسم اُس دن خاصہ صاف تھا۔

باش اور قاملی طابیوں کے قرب و جوار میں فریقین نے اپنی اپنی حدود کی تعیین کیلئے نامہ و پیام کیا مگر اس سے کوئی نتیجہ نہ نکلا جسکی وجہ سے وہاں اکثر لاشیں ایک ہفتہ تک دفن نہ کیگئیں۔ ان ہی ہواؤں میں عفونت پھیل گئی اور بیماری پیدا ہو گئی۔ ان لاشوں میں سے چند مطلقاً دفن ہی نہ کیگئیں۔ جنکا گوشت تو کتوں اور گدوں نے نوچ لیا اور صرف ڈھانچ باقی رہ گئے۔ ہم شام کے قریب اپنے مورچہ کو واپس گئے۔ اور باقی دن ہمیں کوئی کام نہ کرنا پڑا۔ ۱۳ر کو کوئی گولہ باری نہ ہوئی۔

رات کو میں اپنے میجر اور عادل پاشا کے شاف کے دو افسروں کے ساتھ بعیدی چوکیوں کے معائنہ کو گیا

یہ مجھ پر فرض نہ تھا۔ صرف اپنی خوشی سے گیا تھا۔ بارش بند تھی اور میرا دل چہل قدمی اور کھلے میدان میں سگرٹ نوشی کو چاہتا تھا۔ آصف اور تیس اور لفٹنٹ ہمارے ساتھ تھے یعنی ہم کل آٹھ شخص تھے۔ سارجنٹ دس بجے ہم ایک بعیدی چوکی پر پہنچے۔ وہاں ایک سنتری نے ہم سے تھوڑی دیر پہلے اطلاع بھیجی تھی۔ کہ تقریباً پانچ میل کے فاصلہ پر ایک ایسی گاڑی کی کھڑکھڑاہٹ وچوں چوں جسکو پہیوں کو تیل نہ ملا ہو اور گدھے کے رینگنے اور آہستگی باتیں کرنیکی آواز سنائی دی ہے۔ اطلاع دینے والے کو قیاس ہے گاڑی تین یا چار اور آدمی ہیں تھے۔ جو شمال مشرق کو ورتیزا کی طرف جاتے معلوم ہوتے تھے۔ یہ سنکر ہم سب چلا اُٹھے۔ "یہ لوگ ضرور کفن چور لوٹیرے ہیں"۔ دوسرے محاربہ کے وقت یہ ہمارا نس قرب وجوار میں بکثرت جمع ہوگئے تھے۔ ہم نے قیاس کیا کہ یہ لوگ غنیم کے آدمی تو نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ اوّل تو وہ اس رومانوی گدھوں کو استعمال میں نہیں لاتے۔ دوم اُن کو تاریکی میں مقام مذکور کی طرف خفیہ جانیکی کوئی ضرورت نہیں۔ تاہم اگر وہ دشمن ہی ہوں تو محولہ بالا صداؤں کا صرف یہی مطلب ہوسکتا ہے کہ وہ شبخون مارنیکی تیاریاں کر رہا ہے۔ اور اگر ہم نے اُسکے ارادوں پر پانی پھیر دیا تو اس سے بڑھ کر ہمارے لئے کوئی نیکنامی نہیں ہوسکتی۔

چنانچہ ہم آٹھوں افسر چوکی سے چار پیدل سپاہی۔ ایک کارپورل دو چرکس اور آوارہ گرد کتوں[1] میں سے جو خود بخود ہمارے کیمپ کے ساتھ مانوس ہوگئے تھے تین کو لیکر بڑی احتیاط و خاموشی اور سرعت کے ساتھ اس طرف کو جو بتائی گئی تھی چل پڑے۔ پھسلنی پگڈنڈیوں پر دس منٹ چلنے کے بعد جب ہم ذرا ٹھہرے تو ہم کو اپنی دائیں طرف سے دو سو گز کے فاصلہ پر گاڑی کے پہیوں کی آواز سنائی دی۔ مسافت کا اندازہ آواز سے کیا گیا تھا۔ رات تاریک اور علاقہ کوہستانی ہونیکی وجہ سے میدان نگاہ محدود تھا۔ ہم ایک بلندی جسکی چوٹی پر درخت تھا پہونچے ایک سپاہی درخت پر چڑھ گیا اور اطلاع دی کہ ورتیزا کے راستہ پر لالٹینوں کی روشنی دکھائی دیتی ہے۔ یہ گاڑیاں بجانب شمال مشرق دو میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور اُس پر رومانوی قابض تھے۔ چرکسوں کی رہنمائی سے جو قرب وجوار سے واقف تھے۔ ہم اُن شب گردوں سے پہلے اُنکے راستہ سے پرے جاکر جھاڑیوں کے پیچھے اُنکے انتظار میں جا کھڑے ہوئے۔ کتے بھی اس

[1] یہ کتے ایسے مخلوط النسل تھے کہ کسی خاص قسم یا نوعیت کا کوئی امتیاز ان میں نہیں رہ گیا ہوا تھا اور تقریباً ویسے ہی تھے جیسے کہ عموماً مشرق کے آوارہ گرد کتے ہوتے ہیں مصنف۔

تماشائیں پوری سرگرمی سے شریک ہوگئیں اور بالکل خاموش رہے۔ تھوڑے سی انتظار کے بعد آخر جماعت قریب پہونچگئی اور جو کچھ اُسکا تھوڑا سا بہت ہمیں نظر آیا۔ اُس سے ہمارے شبہات کی تصدیق یا کم از کم اس قدر معلوم ہوگیا کہ یہ راہرو سپاہی نہیں ہیں جب وہ ٹھیک ہماری کمینگاہ کے مقابل آگئے تو ہم ان پر اچانک کود پڑے اور ایک گولی سر کرنیکے بغیر کل ٹولی ہمارے قبضہ میں آگئی۔ اُنکے پاس تین گاڑیاں تھیں۔ دو کے آگے گدھے اور ایک کے سامنے کتے جُتے ہوئے تھے جنکو سرسری نظر سے دیکھنے پر ہی معلوم ہوگیا کہ اُن میں رائفلیں اور کپڑے بھرے ہوئے ہیں۔ جماعت میں دس مرد اور تین عورتیں تھیں۔ ان سب کی ٹنڈیاں کس لینیکے بعد ہم چوکی کو پیچھے ہٹے۔ وہاں الاؤ کی روشنی سے گاڑیوں کی پڑتال کرنے پر ظاہر ہوا کہ انمیں میدان جنگ سے جمع کیگئی ہوئی چیزیں بار ہیں۔ اُن میں جو مسلمانوں نے مقتولین و مجروحین کے جسموں سے بھی کپڑے اُتار لئے ہوئے تھے۔ کیونکہ نصف مقدار خون آلودہ زمین بوسیات کی تھی جنمیں سے اکثر نہایت نفیس کپڑے کی افسر نکی پوشاکیں تھیں۔ یہ ابلیس سیرت انسانی کفتار مجروحین کے کپڑے بھی اتار لیتے ہیں۔ ان لوگوں کے چہرے نہایت مکروہ۔ بدشکل اور وحشیانہ تھے۔ وہیں جاکر سب کی تلاشی لیگئی تو اُنکے غلیظ اور بوسیدہ و دریدہ کپڑوں سے۔ انگشتریاں جیبی گھڑیاں۔ زنجیریں آویزے متعدد ممالک کے سکے نوٹ۔ پاکٹ بکیں اور دستاویزیں برآمد ہوئیں۔ عورتوں کے کپڑے سخت میلے اور پھٹے ہوئے چہرے خونخوار۔ حرکات وحشیانہ اور گفتگو نہایت فحش ہیئت تشکل و شباہت اور قطع وضع سے وہ قطعاً بنی آدم معلوم نہیں ہوتی تھیں حتی کہ انکو درندے کہنا درندوں کی ہتک ہے۔

کل قیدیوں نے ایک کے سوا ۱ سوالات کا جواب دینے سے قطعی انکار کردیا۔ یہ شخص ایک نوعمر لڑکا تھا اور کل جماعت میں اُسکی شکل کچھ آدمیوں سے ملتی جلتی تھی۔ اُس نے مخلصی کی امید سے جو کچھ ہم چاہتے تھے ہمیں بتا دیا۔ ان میں سے ایک ترک البانی جیسی ہنگری۔ سربی۔ رومانوی یہودی اور بلغاری تھے۔ عورتوں میں سے دو جپسی اور ایک سربن تھی۔ اِن سب کو سُنا دیا گیا کہ صبح اُنہیں پھانسی دیدیا جائیگا۔ یہ سُنکر اُنکا استقلال غائب ہوگیا۔ اور وہ رونے دھونے چیخنے چلانے اور قسمیں اُٹھانے لگ گئے۔ کیا ترک البتہ خاموش اور ثابت قدم رہا۔ دوسروں کی بزدلی کے مقابلہ پر اُسکی وضع کمال مردانہ معلوم ہوتی تھی۔ شور و غل سُنکر کرنیل اور کئی دوست افسر جنمیں ایک بھی جوزنا گھگرا اور کاسکی ٹوپی پہنے عجیب تشکل بنائے ہوئے تھا شامل تھا موقعہ پر پہنچ گئے اور دو کمپنیاں بھی شور و غل کو غلطی سے دشمن کی شبخون کے متعلق سمجھ کر صف بستہ باہر نکل آئیں۔ اس

اعارضی گرفتہ اور تاریکی سے فائدہ اُٹھاکر قیدیوں نے بھاگنے کی کوشش کی مگر پھر پکڑ لئے گئے
کرنیل نے اُن کو اسی وقت پھانسی دیدینے کا حکم دیدیا۔ اور میدان جنگ کے تیرہ انسانی چیخ ایک قطار
میں پھانسی پر لٹکا دیئے گئے۔ میں اس مہیب نظارہ کی کیفیت سے ناظرین کو پراگندہ خاطر نہیں کرتا۔ اور فقط
اسی پر کفایت کرتا ہوں کہ جنگ کے دوران میں جسکو مہیب نظارے متعدد میں کچھ کم نہ تھے۔ میں نے جو بدترین ہولناک منظر دیکھے
اُن میں سے ایک یہ بھی تھا۔ اُنکو یہ سزا بالکل واجبی ملی تھی۔ یہ بدبخت زخمیوں کو بھی مادرزاد برہنہ کر دیتے
انگشتریوں کیلئے زندہ اشخاص کی انگلیاں کاٹ دیتے اور بالیوں کو کھینچکر اُنکے کان پھاڑ ڈالتے۔
۴ ستمبر کو کوئی واقعہ نہ گذرا۔ نہ کوئی کام کرنا پڑا۔ صرف مورچہ کے معمولی کام سرانجام دیئے گئے
۵ ستمبر کو پلٹن کے نقصانات کی فہرست مکمل کر لیگئی۔ کیونکہ لڑائی سے بعد کو دونوں میں بھٹکے ہوئے
سپاہیوں کی متعدد جماعتیں پہونچ گئی تھیں۔ فہرست کی ایک صاف نقل ہیڈ کوارٹر کو بھیجدیگئی۔ اس امر
کے ثبوت میں کہ وہ دوسری جگہ لڑے ہیں۔ اکثر بھٹکے ہوئے سپاہیوں کے پاس تحریری تصدیقیں یا اس
امر کے اُنکے پاس گواہ موجود تھے۔ جو گواہ یا سند نہ رکھتے تو اُن پر فراری یا بزدلی کا الزام لگایا گیا۔ مگر
میرے خیال میں سرسری تحقیقات کے بعد اُنکو بری کر دیا گیا۔ تاہم فتح کی خوشی میں اکثر گناہوں سے درگذر
کیجاتی ہے۔ اُس دن کیمپ میں معلوم ہوا کہ ارخانیہ۔ پلیونا کا درمیانی سلسلہ تار برقی کاٹ دیا گیا ہے اور
ارخانیہ شرک پر غنیم کی کیولری قابض ہوگئی ہے۔ اس سے ہم کو کسی قدر تشویش پیدا ہوگئی۔ راہ وا۔
لوم پلنکہ اور ویڈن سے آمد و رفت کے منقطع ہوجانے سے ہمیں اتنا تردد نہ ہوا تھا۔ ان مقامات میں وہیں
کی ضروریات سے کم فوج متعین تھی اور ان میں صرف وہیں کی فوجوں کیلئے رسد وغیرہ کا سامان تھا بنابریں
ہم کو وہاں سے مدد پہونچنے کی کوئی توقع نہ تھی۔ اسکے برعکس ارخانیہ میں تیسری لڑائی سے بہت عرصہ پہلے سے
زبردست کمکی فوج جمع اور گوداموں کی مقدار کثیر فراہم ہوچکی تھی۔ سڑک کی سست روی کی وجہ سے اشتوں
کی مقدار کم اور ہر چیز میں کفایت شعاری کی سخت تاکید کر دیگئی۔ ہم اس انقطاع سے کل دنیا سے بے تعلق ہوگئے
تھے۔ مگر سپاہ کو اپنے سردار پر کامل بھروسا اور اسبات کا پختہ یقین تھا کہ پاشا موصوف یہ صورت کبھی
دیتک قائم نہیں رہنے دینگے۔ اس توقع میں سپاہ کو مایوس نہ ہونا پڑا۔ سپاہیوں کی طبیعتیں شگفتہ۔ اخلاقی حالت
عمدہ اور نظام و باقاعدگی قابل تعریف تھی۔ اسکے بخلاف خود روسی اس امر کے معترف ہیں کہ اُنکی
سپاہ میں ٹوٹ پھوٹ کے آنے تک جسکی شہرت اور متعدد فتح کے اوسان بہرکم کر دیتے تھے عجب بے مرگی اور بے دلی چھائی رہی۔

۱۴ ستمبر سے لیکر جنگ کے اختتام تک فریقین بلاناغہ ہر روز ایک دوسرے پر گولہ باری کرتے رہے۔ مگر ستمبر اور اکتوبر میں سات کے وقت کم گولہ باری ہوئی۔

پلیونا کیمپ کی صحت کے بگڑ جانے سے تشویش پیدا ہوگئی تھی۔ اسہال کی مرض خوفناک حد تک بڑھ گئی تھی اور ہیضہ اور وبائی بخار سے بھی اکثر شخص بیمار ہوگئے تھے۔ ۱۰ ستمبر سے بارش از سر نو شروع ہوجانے سے موسم خنک ہوگیا۔ ہوا بھی تیزی کے ساتھ چلنی شروع ہوگئی جو زیادہ تر شمالی ہوتی تھی۔ موسم تقریباً ایک مہینہ تک برابر بگڑا اور غلیظ رہا جس سے فوج کو سخت تکلیف اور بے آرامی ہوئی۔

۱۷ ستمبر کو کیمپ میں عجیب افواہ پھیل گئی کہ انگلستان نے روس کے ساتھ اعلان جنگ کرکے اپنی فوج کے دو ڈویژن بھیجے ہیں۔ جو پلیونا کی مدد کیلئے قسطنطنیہ پہونچکر وہاں سے بھی آگے چل پڑے ہوئے ہیں۔ اس خبر سے چند گھنٹوں تک فوج میں بے اندازہ خوشی پھیلی رہی۔ مگر اسکی بے بنیادی جلد واضح ہوگئی۔ اسی دن دوسری افواہ یہ سننے میں آئی کہ عثمان پاشا پلیونا کو چھوڑ کر لوکووتسزا اور ارخانیہ کو چلے جانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔

۱۸ کو رومانویوں نے قافلہ طابیہ سے باش طابیہ پر حملہ کیا۔ میری پلٹن آخر الذکر مورچہ کو بھیجی گئی۔ مگر دشمن ہمارے پہونچنے سے پہلے ہی پیچھے ہٹ گیا تھا۔ غنیم نے بڑی سخت تیزی سے کیا تھا اور محافظین نے بھی ویسی ہی جانفشانی سے مدافعت کی تھی۔ اس معرکہ میں ترکوں کے ایک سو اور رومانویوں کے پانچسو قتل و زخمی ہوئے۔ اس دن کے مُردے بھی تیسری لڑائی کی لاشوں کے ساتھ جن پر ہزاروں گدھ اور کوے جمع رہتے تھے پڑے رہے۔ جو سپاہ لڑائی میں شریک ہوئی تھی اُسے تھوڑی دیر ستانیکا موقع دینے کیلئے میری پلٹن کو خندقوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا۔ یہ دشمن کی قریب تین چوکیوں سے سو گز کے فاصلہ پر تھیں میں بیونٹ سے خندق کے کنارہ پر چڑھ گیا اور اسکی سزا میں ٹانگ پر گولی کھائی۔ اس گولی کی طاقت ختم ہوچکی تھی۔ اسلئے ظاہر ہے کہ وہ قافلہ طابیہ کی خندقوں سے نہیں بلکہ دور کے فاصلہ سے آئی ہوگی۔ گولی لوٹ کر گر پڑی۔ مگر اسکی نوک سے کپڑے کا ٹکڑا جلد کے نیچے گوشت میں تھوڑا سا آگے جاکر وہیں اٹک گیا۔ جب سے کسی قدر درد اور بیچینی سی ہونے لگ گئی۔ جب ڈاکٹر آیا تو اُس نے چالاکی سے چاقو کا نشتر دیکر ٹکڑے کو نکال دیا اور زخم کو دھوکر پٹی باندھ دی۔ اس سے تھوڑی دیر تک بہت خون بہتا رہا۔ ایک گھنٹہ کے بعد مجھے معدہ میں سخت درد ہونے کے ساتھ ہی اسہال بھی شروع ہوگیا۔ ڈاکٹر نے یہہ دیکھکر "آج آغر بیسی"

(اسہال) کے ڈراؤنی لفظ سنا دیئے جس پر مجھ اسیوقت مجروحین کے ساتھ گاڑی پر ڈال کر پلیونا بھیج دیا گیا۔ میں بالکل لاچار اور بے بس ہو رہا تھا۔ اور وہ سخت بیتاب کر رہی تھی۔ لیکن راستہ میں نقاہت و ضعف سے مجھ پر بیہوشی سی طاری ہوگئی۔ اور اس طرح میں راستہ کی تکلیفوں کو محسوس کرنے سے بچا رہا۔ صبح میں نے گو بقال رو کتا رہا تھا۔ بے تحاشا پہل کہا گئے تھے۔ اس امر نے متعدی و متعفن ہوا اور زخم کی حرارت کے ساتھ ملکر میرے قیاس میں اسہال پیدا کر دیا تھا۔

شہر پہونچ کر مجھے بخار کے مریضوں کے ہسپتال میں بھیج دیا گیا۔ وہ ایک مسجد میں قائم کیا گیا تھا اور اُسوقت اس میں دو سو مریض تھے۔ یہاں کی ایک جن ڈاکٹروں کی گنجائش تھی۔ اگرچہ انکو میدانی یا فوجی ہسپتالوں کی بھی دیکھ بھال کرنی پڑتی تھی تاہم وہ شفایاب سپاہیوں اور ملکی آدمیوں کی امداد سے اپنی طرف سے پوری کوشش کرتے تھے پھر بھی اسجگہ مجھے ایسی سخت تکلیف ہوئی کہ اُسکا بیان کرتے ہوئے روح کانپ جاتی ہے۔ ان ڈاکٹروں میں سے ایک جرمن تھا۔ کونین۔ افیون کاست اور بالعموم کل ادویات کمیاب ہوگئیں۔ کیونکہ روسی کیولری نے ان اشیاء کا قافلہ کو راستہ میں پکڑ لیا تھا۔ کل کیمپ میں برانڈی کا قطرہ باقی نہیں رہ گیا تھا۔ غذا بھی وافر نہیں ملتی تھی۔ اور جس قدر ملتی تھی اس میں بھی نمک بہت ہی تھوڑا ہوتا تھا۔ دشمن نے قند مصالحہ اور نمک کی ہماری لوگاریاں سڑک پر سے قابو کر لی تھیں نمک کی قلت کم و بیش لڑائی کے آخیر تک رہی۔ اور اسکی فاقہ کشی باقی تمام قسم کی فاقوں سے بدترین قسم کی تھی۔ روپیہ کی بیقدری اُن دنوں میں مجھ پر جیسی طرح سے واضح ہوگئی۔ میں نے نمک کی چند چٹکیوں کیلئے خفیہ طور پر ۲۵ قرش (چار شلنگ ۸ پنس یعنی تقریباً ۵ روپیہ) دیئے۔ کچھ عرصہ بعد سو روپیہ پر بھی ایک تولہ نمک دستیاب نہیں ہو سکتا تھا۔ اکثر مریض صرف مقوی غذا نہ ملنے کے باعث مر گئے۔ معمولی حالات میں وہ یقیناً صحت یاب ہو جاتے۔ مگر سختیوں اور تکلیفوں کی فہرست یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی۔ اسپر اور سنئے۔ مکان سرد۔ ہوا مرطوب اور متعفن (کیونکہ سخت جد و جہد اور نگرانی کے باوجود بھی ایسی جگہ جہاں سینکڑوں آدمی اسہال کے مریض بھرے ہوں۔ ہمیشہ صفائی نہیں رہ سکتی) بستر کی یہ کیفیت کہ پتھر کے فرش پر جانوروں کی کھالیں ان پر چٹائی پھر ایک ایک کمبل اُس پر مٹھی بھر گھاس اور چند چیتھڑے بچھے ہوتے تھے سینکڑوں بیمار چاروں طرف موجود۔ باوجود فتح کے مطلع تاریک اور مایوسی بخش۔ ان باتوں کے علاوہ میری نسبت یہ بھی یاد رکھا جائے کہ اسہال کے ساتھ ہی میں زخمی بھی تھا۔ اور پھر ناظرین کو میرے رنج و آرام اور قلق کا کچھ اندازہ ہو سکیگا

تیسری لڑائی کے زخمی ابھی تک پلیونا ہی میں تھے۔ کیونکہ ارخانیہ کا راستہ بند ہونیکی وجہ سے بدستور سابق اُنکو وہاں نہیں بھیجا جاسکتا تھا۔ اعلیٰ ڈاکٹر حاسب بک ہم کو ہر روز دیکھنے آتے۔ اور کل طبی محکمہ کے ملازم حتی الامکان پوری سعی کرتے۔ بایں ہمہ ہماری حالت قابل افسوس تھی۔ لیکن یہہ اُنکا قصور نہیں تھا۔ شہر میں مصنوعی بید اور دم ہیونک کرنیوالے بھی موجود تھے۔ عام سپاہی بالخصوص ایشیائی علاقوں کے رہنے والے اُنکا ادب کرتے اور اُن پر اعتبار رکھتے تھے۔ حکام اُنکی دوکانداری میں دست اندازی نہیں کرتے تھے۔ لیکن اُنہیں نسخہ یا دوائی دینے کی قطعاً ممانعت تھی۔ علمار اور درویش صرف دم درود سے چنگا بھلا کر دینے کا مدعی تھے۔ مریضوں میں کئی وہمی اور دماغی بھی تھے۔ یہہ تیسری لڑائی کے تپ زدہ اسیر تھے۔ وہ ہسپتال کے علیحدہ کونہ میں تھے۔ اور اُن پر کمال شفقت و نوازش کیجاتی تھی

میں اُنچی روپیہ سے نہایت ہی گراں نرخ پر اکثر چیزیں خریدتا رہا۔ مثلاً ایک چمچہ سہر برانڈی کیلئے دس پیاستر (ایک شلنگ دس پنس) خرچ کرنے پڑتے تھے۔ میری ایک فریق لڑکی بھی شہر میں رہتی تھی ایک دوسرے آدمی کے ہاتھ جسکو طمع دیکر اُس نے رازدار بنالیا تھا مجھ سہر فروشوربا۔ پورٹ وائین۔ (انگوری شراب) انڈے اور گندمی آٹے کی میٹھی بسکٹیں بھیجتی رہتی تھی۔ ان مزیدار کھانوں سے میری مضبوط قوائے ہیضہ پر غالب آگئے۔ اور چوتھے دن اُٹھ کر میں آہستہ آہستہ چلنے پھرنے کے قابل ہوگیا۔ چنانچہ ۲۳ ستمبر کی سہ پہر کو گو مجھے حرکت کرنیکا حکم نہیں تھا۔ میں اس نیت سے باہر نکل آیا کہ کسی سواری کو تلاش کرکے اپنے مورچہ کو چلا جاؤں۔ کیونکہ بخار زدہ حمال نصیب اور درد و تکلیف سے بیچین مریضوں کے متعفن جہنم نما ہسپتال کے مقابلہ پہ جہاں ہر روز کئی مرتے رہتے تھے اور ہر وقت جان سے بیزار بیمار اس میں ڈہاریں مارتے رہتے تھے مجھے اپنے مورچہ کی بے آرام اور سیدھی سادھی خوابگاہ جو برسات میں اور بھی بے آسائش ہوگئی تھی ہزار گنا بہتر اور راحت معلوم ہوتی تھی۔

جب میں لاٹھی کے سہارے جو ایک ہمدرد مزدور نے مجھے اپنے باغ سے کاٹ دی تھی شہر کے وسط میں قوناق کے قریب پہونچا۔ تو چند افسروں نے جو گودام کے انتظام پر مامور تھے میری نقاہت پہ رحم کھاکر مجھے مدعو کیا اور ہر ایک نے اپنے کھانے سے کچھ کچھ حصہ نکال کر میرے سامنے کا فی کھانا کردیا ہم کھانے سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ باہر عام ہلچل پڑ گئی۔ تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا کہ ارخانیہ کا کالم اُس فوج کی مدد سے جو شیر نے اُسے اینیکوئے بھیجی تھی۔ دشمن کی صفوں اور مورچہ بندیوں کو چیرتا ہوا

پلیونا کے قریب پہونچ گیا ہے۔ اور سامان کی جو مقدار کثیر اُسکے ہمراہ تھی اُسے کوئی آسیب نہیں پہونچا۔ یہہ سنتے ہی فی الفور قہوہ تیار کیا گیا اور باقیماندہ سگرٹ تقسیم کر لئے گئے۔ کیونکہ اب کفایت شعاری کی کوئی ضرورت نہیں رہگئی تھی۔ اُپنے میزبانوں کے کہنے پر میں چند گھنٹے توقف میں رہکر دریچہ میں بیٹھا ہوا سگرٹ پیتا اور بیرحم بارش کو جس نے مکان کے سامنے کے چھوٹے سے چوک کو جہاں مینہہ کی وجہ سے کوئی آدمی نہیں رہ گیا تھا پتلے سے کیچڑ کی جھیل بنا دیا تھا باچشم نیم باز دیکھتا رہا۔ آندھی زور سے چل رہی تھی۔ اور اُس سے چھٹ کر تاریک بادل جو فی الواقع ہوا کے گھوڑوں پر سوار تھے۔ طرح طرح کی عجیب و غریب اور بنیڈی ہینڈی شکلیں بنا رہے تھے۔ موسم منقبض۔ سرد اور پژمردہ کرنے والا تھا۔ الغرض یہہ دن و موسم خزاں کے اُن دنوں میں سے تھا جنمیں انسان اُپنے کمرہ کے دریچہ بند کر کے خوشگوار لمپ کی روشنی میں آتشدان کے قریب مگن ہو کر بیٹھے رہنے سے بڑھ کر کوئی راحت نہیں دیکھتا۔ مگر میں حسان نصیب ان آسایشوں اور آراموں پر رشک بھرے دل سے غور و فکر کرتا ہوا اس بے رونق اور ہوادار کمرہ میں جو دن کو محکمہ گودام کا دفتر اور رات کو بارہ ایک آدمیوں کی خوابگاہ کا کام دیتا تھا ٹھٹھر رہا تھا۔

شام کے قریب میں نے خیال کیا کہ اگر مورچہ میں پہونچنے کیلئے آج کوئی سواری تلاش کرنی ہے تو اب چلدینا مناسب ہے۔ ہسپتال واپس جاتے ہوئے مجھے اُپنے ساتھیوں کی ہنسی اور کھلی سے جن سے میں سہ پہر کو رخصت ہوا یاد آتا تھا۔ اور بارش تھمنے کا نام نہیں لیتی تھی۔ آخر عزم بالجزم کر کے میں نے گراں کوٹ اُپنے گرد لپیٹ لیا اور لاٹھی کے سہارے مکان سے نکل پڑا۔ مگر گاڑیوں کے اڈے کی طرف بمشکل دو سو گز گیا ہونگا کہ کچھ تو نقاہت سے اور کچھ زمین پھسلنی ہونے سے زمین پر اوندھے منہ گر پڑا۔ اور گرتے ہی ٹخنہ کی موچ بھی نکل گئی۔ جوں توں کر کے اُٹھا تو سہی لیکن پاؤں زمین پر آنے کا نام نہیں لیتا تھا۔ تاہم بصد مشکل لنگڑاتا ہوا قریب ترین مکان کی باڑ تک پہونچا۔ پر شدنی واقعات کے انتظار میں ہو بیٹھا۔ درد سخت بکل کر رہی تھی کوئی مونس و غمگسار پاس نہ تھا۔ تمام جسم کیچڑ میں لتھڑ پتھڑ۔ بارش کہتی تھی۔ ابھی سارا زور ختم کرتا ہے اور موٹے موٹے قطرے گرتے کے ساتھ ہی اسہال کا دورہ یکبارگی شروع ہو گیا۔ مجھ سے قریب ہی ایک مکان پر لال احمر کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ میرے پاس سے ایک شخص گذرا اور وہ مجھے اس ہسپتال میں لیگیا۔ یہہ ایک جنرل ڈاکٹر کا ہسپتال تھا اُسکا نام غالباً لینگ تھا۔ خوش قسمتی سے اس میں ایک بستر خالی تھا۔ ایک مریض ابھی فوت ہوا تھا۔ اُسے اُٹھا دیا گیا۔ اور بستر کو ضابطہ پورا کرنیکے لئے برائے نام جھاڑ پونچھ کر مجھے اُس پر

لٹا دیا گیا۔ گرنے سے ٹانگ کا زخم بھی کھل گیا تھا۔ ڈاکٹر نے ٹخنہ کو دھو کر اُس پر پٹی باندھ دی اور ٹانگ والے زخم کو بھی درست کر دیا۔ اسہال کو روکنے کیلئے خواب آور دوائی کی بہت سی خوراک کھلا دیگئی جس سے بالکل آرام ہو گیا۔ رات کو وافر اور عمدہ کھانا دیا گیا۔ اُسی وقت میں نے فوج کے قدموں کی آہٹ سنی۔ معلوم ہوا کہ ارخانیہ کالم کا ہراول دستہ چلا آرہا ہے۔ طلوع فجر کے وقت مغرب میں آدھ گھنٹہ گولہ باری ہوئی۔ اُسوقت کالم کا قلب رومی کیولری سے مصروف کارزار تھا۔ ۴ ستمبر کی دوپہر کو کالم شہر میں پہونچگیا۔ جہاں اُسکا استقبال بڑے جوش و خروش سے کیا گیا۔ میں اس ہسپتال میں غالباً ایک ہفتہ ٹھہرا۔ اس میں پچاس مریض تھے جن میں سے دس میرے کمرہ میں تھے۔ غذا بہم وافر اور عمدہ ملنی شروع ہو گئی تھی بلکہ اشیاء مفرح (منبا کو برانڈی۔ شوربا دودھ۔ قہوہ) بھی تقسیم کیگئیں۔ ادویات کافی تھیں۔ معالجہ عمدہ اور غور سے ہوتا تھا۔ خدمت اوسط درجہ کی ہوتی تھی۔ کیونکہ دو شفایاب سپاہیوں کے سوائے جو طبابت سے ناواقف اور جن پر طاقت سے زیادہ کام رہتا تھا ڈاکٹر کے پاس کوئی معاون مدد دینے کے لئے نہ تھا۔ اور ایک عمر ترک مزدور کے سوائے جو بظاہر شرارت اور بدی کا پتلا معلوم ہوتا تھا۔ مگر کام رحم کے فرشتہ سے اچھا کرتا تھا اور کوئی خدمتگار ہسپتال میں نہ تھا۔ ایسے بُرے ہے محب وطن باشندے کبھی کبھی اگر مدد دیجاتے تھے۔ اور دو ہٹے کٹے نوجوان بلغاری سپاہی بیگاری پکڑ کر اُسکے ماتحت کر دئے گئے تھے۔ انکو کسی شرارت کی پاداش میں فرش صاف کرنے رہنے کی سزا دیگئی تھی۔ دونوں عیسائی تھے (عیسائی اس بات کو فراموش نہ کریں) اور ہر وقت انکی منہ سے جے رہتے تھے۔ انکے دلوں میں اس قدر کینہ و بغض بھرا ہوا تھا کہ ایک دفعہ ان میں سے ایک نے جبکہ اُسے خیال تھا کہ اُسکو کوئی نہیں دیکھ رہا۔ ناقابل اعتبار سنگدلی سے کام لیکر ایک عضو بریدہ بیہوش مریض کو زور سے ٹھوکر لگا دی۔ اس سفاکی پر اُسے مکان کے عقب کے صحن میں چند سپاہیوں کے گروہ سے جنکو تاکید کرنیکی ضرورت ہی نہ تھی بید لگوائے گئے۔ اسبات کی نگرانی میرے ذمہ کیگئی کہ سزا کی تعمیل میں کوئی فرق نہ آئے۔ یہہ بتانیکی تو شاید کوئی ضرورت نہ ہوگی کہ جیسی سرگرمی اور دلی خوشی سے میں نے اس کام کو سرانجام دیا۔ ویسی سرگرمی سے کبھی کوئی کام نہیں کیا حرامی کی ایسی خبر لی گئی کہ وہ کئی ہفتوں تک کروٹ نہ بدل سکا۔

اگر میرا حافظہ غلطی نہیں کرتا تو میرا خیال ہے کہ یکم اکتوبر تک میں تینوں بیماریوں (ٹانگ کا زخم ٹخنہ کی موچ اور اسہال کی کمزوری) پر غالب آکر ایک گاڑی پر جو کمی لیجا رہی تھی اپنے مورچہ کو واپس چلا گیا۔

میری عدم موجودگی میں ہمارا کپتان اُس زخم سے جو اُسے دوسری لڑائی میں پہونچا تھا صحت یاب ہوکر ارخانیہ کالم کے ساتھ صوفیا سے بلیونا آگیا تھا۔ اور کمپنی میرے اسکی کمان میں چلی گئی تھی۔ میں نے اپنے پرانے سکوڈ کی کمان لیلی جبکہ اُنہوں نے تراب جو رنیولا شفایاب ہوگیا تھا محمد سر درمرحوم کی سکوڈ پر اور آصف کلرسکوڈ پر تھا یعنی ہماری کمپنی میں پورے پانچ افسر ہوگئے تھے۔ اور میری کمپنی کمان سپتالونکی رہائش کے سوائے ۴ راگست سے ۱۸ ستمبر تک ۴۵ دن میرے پاس رہکر ختم ہوگئی تھی۔

یہہ انتظام عرصہ تک قائم نہ رہا۔ ۷ راکتوبر کو جس دن پہلی مرتبہ برف پڑی اور جو لڑائی کے آخر اور اس سے بھی بعد تک برابر پڑتی رہی کپتان ہماری ہی پلٹن کی ایک دوسری کمپنی میں جس میں افسروں کی قلت تھی تبدیل کردیا گیا۔ اور میں تیسری مرتبہ کمپنی افسر ہوکر آخری لڑائی تک یعنی نومبر میں آٹھ دن کی بیماری کو جبکہ ہسپتال میں رہا وضع کرکے ۷ راکتوبر سے ۱۰ دسمبر تک ۵۶ دن اس عہدہ پر قائم رہا۔ میرے والا اسکوڈ اور کلرسکوڈ ملاکر ایک کردئے گئے۔ بیماری اور لڑائی کے نقصانات سے کمپنی میں ایک سو دس آدمی باقی رہگئے تھے۔ ان کو تین دستوں میں بانٹ دیا گیا۔ اول سکوڈ ہیمور کے ماتحت۔ دوم تراب کے پاس اور تیسرا آصف کے ماتحت تھا۔ شروع نومبر تک میری کمپنی کی جمعیت اور ترتیب یہی رہی۔

یکم اکتوبر سے غنیم کی فوجوں نے ہمارے مورچوں کے قریب پہونچنا اور اپنے کیمپوں کو مورچہ بند کرنا شروع کردیا (اب تک انہوں نے کوئی مورچے نہیں بنائے تھے) اور جلد ہماری کمپ کے محاذی نیم دائرہ کی شکل میں جو ہمارے کمپ سے تقریباً ہم مرکز تھا بجانب شمال مقام ہیوولا سے چلکر قانلی طابیہ۔ گریوتسزا۔ اور رادی شیوو ہوتے ہوئے جنوب میں پسیتو تسز تک اپنے مورچوں کی لین تیار کرلی۔

اس موقعہ پر ارخانیہ کے کمکی کالم کے کارناموں کا خلاصہ درج کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اسکی مصافی ترتیب اور جنگی صف بندی حسب ذیل تھی۔

کمانڈر:۔ جنرل ڈویژن احمد حفظی پاشا

اعلیٰ شاف افسر:۔ لفٹنٹ کرنیل عزت بک

اول بریگیڈ:۔ کمانڈر۔ بریگیڈیر ادہم پاشا[1]

اول رجمنٹ: کمانڈر۔ لفٹنٹ کرنیل علی محمد بک

---

[1] یہہ وہی ادہم پاشا ہیں جو اب شیر کے تبہ پر فاتحانہ اور فاتح تہسیلی کے معزز خطاب سے مشہور ہیں مترجم۔

۳- پلٹنیں

دوم رجمنٹ :- کمانڈر - نفٹنٹ کرنیل مضوح بک

۳ - پلٹنیں

دوم بریگیڈ :- کمانڈر - بریگیڈیر حقی پاشا

سوم رجمنٹ :- کمانڈر - نفٹنٹ کرنیل ایوب بک

۳- پلٹنیں

چہارم رجمنٹ :- کمانڈر نفٹنٹ کرنیل طاہر بک

۳ - پلٹنیں

ریزرو - ۵ پلٹنیں - کمانڈر - کرنیل ولی بک

کیولری - ۶ رسالے نظامیہ - کمانڈر - کرنیل بکر بک

آرٹلری - دو باتریاں - فی باتری ۶ توپ - ایک باتری ۶ پونڈر اور دوسری ۳ پونڈر توپوں کی -

انجنیراں - دو کمپنیاں

میزان - ۱۷ پلٹنیں[۱۳۲] اور ۶ رسالے یعنی دس ہزار آدمی اور بارہ توپیں جنکی تحویل میں پانچسو گاڑیاں رسد کی - پچاس گاڑیاں توپخانہ کے گولہ بارود کی - پانچ سو بارکش گھوڑے اور دو سو گاڑیاں فوج پیدل کے کار توسوں کی - اور دو ہزار شاخدار مویشی خوراک کے لئے تھے -

کالم ۱۲ ستمبر کی صبح کو بہ ترتیب ذیل ارخانیہ سے چلا :-

ہراول یا طلیعہ

کمانڈ - بریگیڈیر اوہم پاشا

نائب کمانڈ - نفٹنٹ کرنیل عزت بک

چار رسالے سواروں کے -

---

[۱۳۲] ان میں سے دو نظامیہ تیرہ ردیف اور دو مستحفظ ہیں مصنف -

دول برگیڈ - ۶ پلٹنیں۔
ایک ثلث باتری - دو توپیں (۳ پونڈر)
دو کمپنیاں انجنیروں کی -

قلب

کمانڈر :- جرنیل ڈویژن احمد حفظی پاشا
نائب کمانڈر :- بریگیڈیر حقی پاشا
سوم رجمنٹ :- ۳ پلٹنیں
ایک رسالہ سواروں کا
چھکڑوں اور گھوڑوں و مویشی کی قطار
ایک باتری - چھ توپیں (۶ پونڈر)
ریزرو - پانچ پلٹنیں

عقب

کمانڈر :- لفٹنٹ کرنیل طاہر بک
چہارم رجمنٹ - ۳ پلٹنیں
دو ثلث باتری - ۴ توپیں (۳ پونڈر)
ایک رسالہ سواروں کا -

کالم ارخانیہ سے تین دن میں بمقام طلش پہونچا - کیونکہ موسم خراب - زمین کیچڑ دار اور نیز روسیوں نے کئی پل مسمار کر دیئے ہوئے تھے طلش کے قریب غنیم نے سڑک کا بہت سا حصہ اس میں گرا دیا ہے اور خندقیں کھود کر اور درختوں کو اس پر گرا کر ناقابل گذر بنا دیا ہوا تھا - چنانچہ ۲۰ر کی شام کو وہاں پہونچکر احمد مصطفی پاشا کو قیام کرنا پڑا - اور جب تک انجنیر سڑک کو درست کرتے رہے فوج اپنی حفاظت کیلئے مورچہ بنا کر انکی پناہ میں رکی رہی - ۲۱ر کو روسیوں نے حملہ کیا جسمیں انکو پسپا کر دیا گیا - ۲۲ر کی صبح کو غنیم کے حملہ کو پھر پسپا کر کے کالم نے کوچ شروع کر دیا - سڑک کے دونوں پہلوؤں پر اور عقب میں دشمن کی کیولری کی زبردست جمعیتیں موجود تھیں لیکن سامنے کی طرف کے علاقہ اور سڑک پر کوئی دشمن دکھائی نہیں دیتا تھا - احمد حفظی پاشا نے اسکے

تدارک کیلئے کالم کی ترتیب کو بدل دیا۔ اول بریگیڈ کی پانچ پلٹنیں مقدمۃ الجیش سے عقب میں کر دیگئیں اور ادہم پاشا کو کمانڈر بنا دیا گیا۔ اس سے کالم کی ترتیب اب اس طرح ہوگئی۔

مقدمۃ الجیش یا سر اول ۔کمانڈر۔ عزت بک

ایک پلٹن۔ چار رسالے۔ دو توپیں

قلب ۔کمانڈر حفظی پاشا

۸ پلٹنیں۔ ایک رسالہ۔ ۶ توپیں اور قطار

عقب ۔کمانڈر۔ ادہم پاشا

۸ پلٹنیں۔ ایک رسالہ۔ چار توپیں۔

۲۲ کی دوپہر کو سر اول مقام گورنا دوبنک پہونچا۔ اور جبکہ قلب اور قطار ابھی وہاں داخل ہو رہی تھی روسیوں نے عقب پر حملہ کر دیا۔ لڑائی رات کے نو بجے تک ہوتی رہی۔ اسکے بعد غنیم پسپا ہٹ گیا۔ ترکوں کی طرف خفیف سا نقصان ہوا۔ البتہ ادہم پاشا زخمی ہوئے۔ دشمن کی بیس توپیں آٹھ گھنٹے گولہ باری کرتے رہنے کے باوجود تقریباً کچھ نقصان نہ پہونچا سکیں۔

دوسرے دن (۲۳ ستمبر) مقام دولنا دوبنک سے جہاں وہ دستہ جسے عثمان پاشا نے احمد حفظی کی پیشقدمی میں مدد دینے کیلئے بھیجا تھا شب باش ہوا تھا۔ نظام کیولری کا ایک رسالہ پہونچ گیا۔ کمکی دستہ کی جمعیت حسب ذیل تھی:۔

کمانڈر:۔ بریگیڈیر عطوف پاشا

انفنٹری:۔ ایک بریگیڈ جس میں چھ پلٹنیں تھیں۔

کیولری:۔ دو رسالے نظامیہ سواروں کے۔ اور دس رسالے سالونیکی مجاہدین کے۔

آرٹلری:۔ ایک باٹری اسپی توپخانہ کی جسکی توپیں ۴ پونڈر تھیں۔

میزان۔ ۶ پلٹنیں۔ ۱۲ رسالے یعنی جملہ چار ہزار آدمی اور چھ توپیں۔

یہ فوج مختصر سی سخت معرکہ آرائی کے بعد دولنا دوبنک پر قابض ہوئی تھی۔ اس قبضہ سے احمد حفظی پاشا کے ساتھ آمد و رفت کا سلسلہ قائم ہوگیا تھا اور شترک کھل گئی تھی۔ احمد حفظی نے ۲۳ کو دولنا پہونچکر اپنے سر اول کو قطار کا کچھ حصہ دیکر اسی رات پیونا کو بھیجدیا تھا جو طلوع فجر سے پہلے پہونچگیا تھا

قلب ۲۴ر کو علی الصباح غنیم سے آدھ گھنٹہ گولہ باری کرتا رہا کر دوپہر کو کل قطار صحیح سالم پلیونا میں پہنچ گئی راستہ میں ایک چھکڑہ بھی ضایع نہ ہوا۔ اس مہم میں اول سے لیکر آخر تک ترکوں کے کلہم پچاس آدمی شہید اور زخمی ہوئے۔ کالم کے ساتھ جو گاڑیاں تھیں اُنکی قطار دس میل سے لیکر بند۔ ۱۰ میل تک لمبی تھی جس طویل قطار کی پیشقدمی کو ۸ ہزار روسی اور رومانوی سوار اور اُنکی چالیس توپیں نہ روک سکیں[۱] پلیونا کی ترکی فوج کی

[۱] اس موقع پر میں روسی اور رومانوی کیولری کی کارگذاری جو اس نے دریائے وِد کو عبور کرنے کے دن یعنی ۸ ستمبر سے لیکر اس دن یعنی ۱۰ اکتوبر تک جبکہ اسکی مستعدی کا عملی لحاظ سے دریائے وِد کے بائیں ساحل پر خاتمہ ہوگیا۔ ترکی پلیونا فوج کے عقب میں کی تاریخوار مجملاً بتا دینا ضروری تصور کرتا ہوں۔ میں نے یہ خلاصہ جرمن مؤرخ ڈونہا اور روسی مؤرخ کروپاٹکن کی تحریرات سے اخذ کیا ہے۔

روسی جنرل لوشکاریف کے ماتحت جو ۱۹ ستمبر تک کمانڈ رہا۔ آٹھ رجمنٹیں (کیولری) اور ۱۸ توپیں تھیں یہ فوج ۱۹ ستمبر کی شام کو بمقام رہنیا جمع کیگئی تھی۔

۸ ستمبر کو یہ فوج وِد کو عبور کر کے مقام طرس طینک پہونچی۔ اور ڈونانسٹرو پولی۔ گورنا سٹرو پولی۔ اور رومانا وِد بنیک پر قبضہ کر لیا۔ اُسی تاریخ اسکا اُس ترکی فوج سے مقابلہ ہوا۔ جو سلیمان پاشا نے اوپانستر مدد چوں بھیجی تھی۔

۹ ستمبر اُس ترکی فوج سے مغرب طرف پہ مصاف کی جو اوپانستر اور وِد کے پل سے بھیجی گئی تھی۔

۱۰ ستمبر کو جنرل لیونیٹیف کے کیولری ڈویژن دو چار رجمنٹیں اور اٹھارہ توپیں، نے جو روسی فوج کے بائیں بازو سے تعلق رکھتا تھا۔ بمقام دیوان۔ وِد کو عبور کیا۔

۱۱ ستمبر کو یعنی تیسری لڑائی کے پہلے دن غنیم کے اُن دونوں دستوں میں تعلق قائم ہوگیا اور گورنا وِد بنیک سے لیکر وِد کے پل کے قریب تک ارخانیہ سڑک پر قبضہ کر لیا گیا۔

۱۲ ر سے لیکر ۱۸ ستمبر تک یہ کیولری ڈونانسٹرو پولی سے لیکر براہ وِد ونا وِد بنیک دیوان تک ربع دائرہ کی شکل میں بیکار مقیم رہی۔

۱۹ ستمبر کو جنرل لوشکاریف کی جگہ اعانی کمان جنرل کرلیو کو دیگئی۔ اور مزید کمک سے اسکی ماتحت فوج کی جمعیت ۱۷ رجمنٹوں اور ۴۲ توپوں کی ہوگئی۔ لوشکاریف چار رجمنٹیں لیکر اس کھلے میدان میں جو ارخانیہ سڑک اور روسی فوج کے بائیں بازو کے درمیان تھا مقیم ہوگیا۔ اور لیونیٹیف روسی یسار کی حفاظت کیلئے چار رجمنٹیں لیکر بمقام یوغوت۔ ۲۰ ستمبر کو ایک دستہ ۱۴ رسالے ۱۶ توپیں، کرنیل طوطوں میکے ید کسان قلش کے قرب و جوار میں پہونچا۔

جمعیت ۲۴ ستمبر کے بعد حسب ذیل تھی:- ۶۳ پلٹن انفنٹری - ۲۵ رسالے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲ - ۲۱ ستمبر کو طوطول میں نے بمقام طاہر احمد حفظی کے کالم پر حملہ کیا اور پسپا کر دیا گیا۔

۲۲ ستمبر کو طوطول میں پھر حملہ کر کے زک اٹھا کر طلش سے روانہ ہو گیا اور گورنا دوبنیک کے قریب کریلو کو جس کے پاس کیولری کا بڑا حصہ تھا جا ملا کریلو نے بھی ترکوں پر حملہ کر کے شکست کھائی۔ ادھر اُس فوج نے جو پلیونا سے بھیجی گئی تھی یعنی عطوف کے کالم نے کریلو کے اُس دستہ کو جو دولنا دوبنیک میں تھا شکست دیکر وہاں سے بھگا دیا۔ اور گورنا و دولنا دونوں مقام پر ترک قابض ہو گئے۔

۲۳ ستمبر کو کریلو کے لئے دشمن کی دو طرفہ زد میں آجانیکا خطرہ پیدا ہو گیا جس پر وہ بسرعت تمام خود طرستینک کو پیچھے ہٹ گیا۔ اور ڈولنا نسٹروپولی کے قریب ایک بریگیڈ اور ایک باٹری چھوڑ گیا۔ ادھر احمد حفظی پاشا کا کالم دولنا دوبنیک میں پہونچکر عطوف کے کالم سے آملا۔

۲۴ ستمبر کو تڑکی کالم اُسی روز دستہ جسے کریلو پیچھے چھوڑ گیا تھا۔ قدرے بالمقابل گولہ باری کرنیکے بعد اپنی ہیجد طویل اور بوجھل قطار کو لیکر بخیریت پلیونا میں پہونچ گیا۔

کیا کسی نے تنظیم کی ایسی عجیب غریب بازی دیکھی ہے جیسی کہ ایک طرف جنرل کریلو اور دوسری طرف احمد حفظی اور عطوف کے دستوں میں ہوئی؟

۲۵ ستمبر کو کریلو نے راہو واپر دہاوا کر کے پلیونا اور وڈین کا سلسلہ تار بقی کاٹ دیا۔

۲۶ ستمبر کو اُس نے قصبہ مذکورہ پر چند گولے پھینکے۔ اور جب دوسری طرف سے کمال متانت کے ساتھ جواب ملا تو پیچھے ہٹ گیا۔ اور رپورٹ کی کہ "میں نے شہر کو اسلئے نقصان پہونچانا پسند نہیں کیا کہ اُس میں بہت سے عیسائی باشندے ہیں"

۲۷ سے لیکر ۲۹ ستمبر تک فوج مذکورہ چارہ کیلئے رہنیا کو جاکر وہاں رہی۔ اور پھر ۳۰ کو وہاں سے طرستینک کو چلی گئی۔ ویولا اس دستہ نے آٹھ رسالے اور دو توپیں ہمراہ کریلو کرنیل لیوس کے زیر کمان ڈولنا نسٹروپولی میں چھوڑ گیا تھا۔ رسد کے چند قافلے جو ارخانیہ سے پلیونا کو آرہے تھے پکڑ لئے۔ ان میں سو گاڑیاں آٹے کی۔ پانسو شاخدار مویشی اور کونین و نمک کا ذخیرہ تھا۔ آخر الذکر دونوں چیزوں کے ضایع ہونیکا سب سے زیادہ افسوس ہوا۔ کیونکہ اُنکی پہلے ہی سے قلت ہو رہی تھی۔

یکم اکتوبر کو ڈولنا نسٹروپولی کے قریب جہاں کریلو سپہ سالار کے حکم سے گیا تھا فریقین میں سخت معرکہ آرائی

کیولری اور ۵۰۰ چرکس - ۱۴ باتریاں توپخانہ - ۳ کمپنی انجنیران

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۳ - ہوئی - اس میں زک اٹھا کر وہ پیر طرستنیک کو ہٹ گیا - اور دونوں نشر و پولیوں پر ترک قابض ہو گئے - جنکو ایک ہفتہ بعد انہوں نے خود بخود چھوڑ دیا تھا -

۲۱ اکتوبر کو لیوس کا دستہ طلش اور رادومرتزی پہونچگیا - اُس نے کئی پلوں کو مسمار کیا اور صوفیا - پلیونا کی ڈاک کو پکڑ لیا -

اس ڈاک میں ایک خط میرا بھی تھا جو چار مہینوں کے بعد خدا کی قدرت سے کسی طرح خارکوف پہونچگیا اور وہاں وسیوں نے پڑھ لینے کے بعد میرے حوالہ کر دیا - لیکن اُن کو اس تکلیف کا کوئی معاوضہ نملا - اس میں صرف والدہ کی طرف سے بزرگانہ نصیحت اور یہہ خبر درج تھی کہ گھر کا طوطی مرگیا ہے -

۲۳ سے ۵ اکتوبر تک لیوس رادومرتزی میں اور کریلو کیولری کا بڑا حصہ لیکر طرستنیک اور اُس کے قرب و جوار میں رہا - جو کام (یعنی ارخانیہ کمکی فوج اور سامان رسد وغیرہ کو پلیونا نہ پہونچنے دینا) پہلا بارہ جمعدنوں کے سپرد تھا - اب اس پر صرف دو جمعدنیں مقرر کیگئی تھیں - مگر بقول کرو "ناممکن" - اب یہہ کام لیوس ایسے بہادر اور دلیر کمانڈر کے ہاتھ میں تھا جس نے ان دو جمعدنوں سے تھوڑے ہی دنوں میں بہت کچھ کر دکھایا - "یہہ کریلو غریب کیلئے سخت خفت کا باعث تھا -

۶ اکتوبر کو لیوس پر سانے سے شفقت پاشا کے کالم نے اور عقب سے اس فوج کے طلیعہ یا ہراول نے جو پلیونا سے بھیجی گئی تھی حملہ کر کے اسکو ایسی زد میں ڈال دیا کہ وہ بڑی ہنرمندی سے دیہائے عسکر کو عبور کر کے مقام چماکوا کو بھاگ گیا -

۷ اکتوبر کو ترکوں نے دونوں جمعدنیوں طلش - رادومرتزی - اور لوکوا تسزا پر قبضہ کر کے اُنکو مورچہ بند کر لیا - اور کریلو اس کام میں جو اسے سپرد کیا گیا تھا (یعنی کمک و سامان پلیونا نہ پہونچنے دینے میں) بالکل ناکامیاب رہا - بالفاظ دیگر آٹھہ ہزار نہایت ہی اعلیٰ ترتیب یافتہ اور بخوبی مسلح، دس ہزار ایسے علاقہ میں (جیسا کہ پلیونا سے جنوب مغرب اور مغرب کا علاقہ فی الواقع تھا) جو کیولری کے لئے بہت مناسب ہی نہ تھا بلکہ وہاں کی تین چوتھائی آبادی بھی انکی ہوا خواہ اور مذہب و زبان میں انکی شریک اور قرابتی تھی - دو کالموں کو جنمیں سے ایک میں سترہ اور دوسرے میں اکیس بٹینیں تھیں اور جن دونوں کے ساتھہ دس سے لیکر پندرہ میل تک لمبی سامان و رسد کی بوجھل قطاریں تھیں مطلقاً نہ روک سکے -

جملہ ۳۴ ہزار آدمی اور ۸۴ توپیں۔ نقصانات اور مریضوں کو منہا کر کے ۸ راکتوبر تک ہماری یہی جمعیت رہی۔[۱۰۳]

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۴۔ ۷ راکتوبر سے لیکر ۲۴ راکتوبر تک جبکہ روسی لائن کے اس حصہ پر گورکو مامور کیا گیا روسیوں نے پلیونا کے مغرب میں کوئی کارروائی نہ کی۔

روسی افسروں کی کمزور کارروائی اور انتظامات کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کو (بالخصوص لوشکا پف اوسکر یلو کو) حتی الامکان "اپنے آدمیوں کا بچاؤ" کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔ اس حکم کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ گویا ہمیشہ "اپنے آدمیوں کا بچاؤ اور صرف کرنا" افسروں کا فرض نہیں ہے۔ حکم دہندگان کو یہ خیال نہ ہوا کہ زبردست اور ہوشیار دشمن کے مقابلہ پر خونریزی کے بغیر فتح حاصل کرنا ناممکن ہے اور یہ کبھی ممکن نہیں کہ جب تک انسان کے پاس ہتھیار موجود ہیں خونریزی نہ ہونے دیجائے۔ ترکی انفنٹری کی سریع الشباری کی غنیم کے دل میں ہیبت بیٹھ گئی تھی۔ اور اسی آتشباری کے نقصانات سے ڈر کر کریلو کو کارمفوضہ کی تندی سے تعمیل کرنیکی کوشش کرنیکا حوصلہ نہ پڑا! اور اسی خوف کی وجہ سے اُس نے اِدھر اُدھر تانا بانا لگائے رکھنے کے داؤ گھات اختیار کرلئے اور صرف چھوٹے چھوٹے معرکے کئے حالانکہ مطلوبہ مدعا فقط عام محاربوں اور سرگرم مصافوں سے حاصل ہو سکتا تھا۔ سواروں کے دھاووں اور ہلوں کا ابھی وقت نہیں گنا۔ اب بھی ہر محاربہ میں اکثر ایسے موقع آپہنچتے ہیں جن میں صرف کیولری ہی فتح و شکست کا تصفیہ کر سکتی ہے۔ ایسی نازک اور تصفیہ کن موقع کو صرف آدمیوں کے بچاؤ کے خیال سے کھو دینا صریح حماقت ہے انسان کی زندگی کی اُسیوقت کچھ قدر و قیمت ہو سکتی ہے جبکہ وہ درست موقع پر قربان کر دیجائے۔ جو شہنشاہ لڑائی کا خود ہی بانی مبانی ہو کر اسکا اعلان کرے اور پھر اپنے جرنیلوں کو آدمیوں کے بچاؤ کی ہدایت کرے وہ محض دیوانہ ہے۔ مصنف

[۱۰۳] انفنٹری کی ۶۲ بٹالینوں میں سے ۵ نظامیہ - ۲ ریف اور دو مستحفظ تھیں۔ کیولری میں ۱۳ رسالے نظامیہ سوار کے اور دو رسالے عثمانیہ کاسکوں کے۔ اور دس رسالے سالونیکی مجاہدین کے تھے۔ توپخانہ میں سات باتریاں میدانی توپخانہ کی۔ (جنکی توپیں ۴ پونڈر تھیں) چار باتریاں چار پونڈر توپوں کے اسپی توپخانہ کی ۱ اور ۳ باتریاں ۳ پونڈر توپوں کی کوہی توپخانہ کی تھیں۔ فی پلٹن بالاوسط ۴۵۰ سے لیکر ۵۰ سنگوکس۔ فی رسالہ اسی کس۔ فی باتری ایکسو سے لیکر ایک سو بیس۔ اور فنی انجنیری کمپنی ۶۰ آدمی تھے۔ مصنف

احمد حفظی پاشا کے کالم کے پہونچ جانیکے بعد ہمارے پاس چارہ کے سوائے ہر ایک چیز کی افراط ہوگئی۔ اس کمی کے پورا کرنے یعنی گھاس۔ بھوسہ اور اجناس دیہات ملحقہ سے فراہم کرنیکے لئے عثمان پاشا نے ۱۲ ستمبر کو ایک سبک سیر دستہ (کالم) تیار کیا جسکی جمعیت یہہ تھی۔

کمانڈر:۔ جنیل ڈویژن احمد حفظی پاشا

اول بریگیڈ۔ کمانڈر۔ بریگیڈیر حقی پاشا

۶ پلٹنیں

دوم بریگیڈ۔ کمانڈر۔ کرنیل ولی بک

۶ پلٹنیں

آٹھ رسالے نظامیہ سواروں کے۔ زیر کمان کرنیل بکر بک

ایک باتری (۶ پونڈر)

قطار تین سو خالی چھکڑے۔

میزان۔ ۶ ہزار آدمی اور ۶ توپیں۔

یہہ فوج پلیونا اور ودپل کے درمیان ۱۷ ستمبر کی شام کو جمع ہوکر ۱۸ کی صبح کو پل سے روانہ ہوئی اور غنیم کے علی الرغم جس نے ۱۸ اور ۱۹ ستمبر کو حملہ کرکے منہہ کی کہائی۔ ۲۰ ستمبر سے لیکر ۳ اکتوبر تک دونوں روبنیکوں۔ دونوں نشر و پولیوں۔ طرنیا۔ بلاسی و تسر۔ قرطوشاون اور مدیون کے تمام ذخیرے وہ پلیونا میں لے آئی۔ ۳۰ ستمبر کو سخت لڑائی ہوئی تھی۔ اُس میں ترکوں کے دوسو شہید و مجروح ہوئے۔ اور روسیوں کے اس سے لگنے۔ ان دنوں میں تین سو چھکڑے پانچ سے سات مرتبہ تک بھر کر لائے گئے۔

ارخانیہ سڑک ۷ اکتوبر سے ۱۴ اکتوبر تک کھلی رہی۔ اس تنار میں گودام کی اکثر چھوٹی چھوٹی قطاریں اور ایک بڑی قطار پلیونا میں پہونچی۔ آخر الذکر شفقت پاشا کے زیر کمان کالم کی حفاظت میں آئی تھی۔ یہہ کالم ۱۵ اکتوبر کو ارخانیہ سے روانہ ہوا تھا۔ اور اسکی ترتیب و جمعیت یہہ تھی۔

کمانڈر:۔ جنیل ڈویژن شفقت پاشا

اول بریگیڈ:۔ کمانڈر۔ بریگیڈیر حسین وصفی پاشا

۶ پلٹنیں

دوم بریگیڈ - کمانڈر - بریگیڈیر عمر ظفر پاشا

۶ پلٹنیں

ریزرو - زیر کمان لفٹنٹ کرنیل پرتوبک

۹ پلٹنیں (جن میں سے ۶ طلش میں چھوڑ دیگئی تھیں)

کیولری زیر کمان لفٹنٹ کرنیل شفقی بک

۸ سو چرکس

آرٹلری :- دو باتریاں (۱۲ پونڈر) - (یعنی بارہ توپیں جنمیں سے ۴ طلش میں چھوڑی گئیں)

قطار :- پانسو چھکڑے رسد کے - چار سو بارکش گھوڑے کارتوسوں کے - چار ہزار شاخدار مویشی -

میزان - ۱۲ پلٹنیں یا ۱۶ ہزار آدمی اور بارہ توپیں[1]

شفقت پاشا کے پاس سلطان المعظم کا دستی ایک خط بھی تھا جس میں عثمان پاشا کو غازی کا خطاب عطا کیا گیا تھا -

۱۶ اکتوبر کو کالم نے دشمن کی کیولری (کرنیل لیوس کے دستہ) سے لڑائی کر کے اُسے بھگا دیا - ۱۷ کو وہ طلش پہونچا جسپر مورچہ بندکر کے اس میں ۶ پلٹنیں اور چار توپیں مامور کر دیگئیں - برف پڑنی شروع ہوگئی تھی اور سڑکوں کی حالت سخت خراب تھی - برف کئی دنوں تک زمین پر جمی رہی - بعض جگہ اسکی تہ بارہ سے لیکر اٹھارہ انچ تک موٹی تھی - چنانچہ گو روسیوں نے چنداں زبردست مزاحمت نہ کی - سفر پھر بھی شدید مشکلات سے خالی نہ تھا - اسی تاریخ طلش کے قریب کالم اور روسیوں میں پھر معرکہ آرائی ہوئی ۱۷ اکتوبر ہی کو پلیونا سے ایک کالم نصف راستہ میں شفقت کو جا ملنے کیلئے بھیجا گیا تھا - اسکی جمعیت حسب ذیل تھی -

کمانڈر : جرنیل ڈویژن احمد حفظی پاشا

اول بریگیڈ - زیر کمان بریگیڈیر حقی پاشا

---

[1] اکیس میں سے تین نظامیہ - ۱۲ ردیف - پانچ مستحفظ - اور ایک معاونین یا مجاہدین کی تھی یعنی اسکو سپاہی ان تینوں قسموں میں سے کسی سے متعلق نہ تھے - مصنف -

۶ پلٹنیں

دوم بریگیڈ۔ زیر کمان ولی بک

۶ پلٹنیں

سوم بریگیڈ۔ زیر کمان لفٹنٹ کرنیل عزت بک

۶ پلٹنیں

آٹھ رسالے نظامیہ سواروں کے
دس رسالے سالونیکی مجاہدین کے
} زیر کمان کرنیل بکر بک

دو باتریاں (۱۲ پونڈر)

میزان ۔ ۱۷ پلٹنیں۔ ۱۸ رسالے۔ جملہ نو ہزار آدمی اور بارہ توپیں

دونوں کا لم طلش اور گورنا دوبنیک کے درمیان آپس میں ملاقی ہوئے۔ اور ۱۸ اکتوبر کو شفقت پاشا اور اُنکے کالم کا حصہ کثیر کل گاڑیوں کو صحیح وسلامت لیکر پلیونا میں پہنچ گیا۔ راستہ میں ایک گاڑی ضایع نہ ہوئی۔ آدمی بھی معدودے چند ضایع ہوئے۔ اور وہ بھی زیادہ تر راستہ کے حوادث یا سردی سے۔ ارخانیہ کے بہادر اور ہوشیار کمانڈر کی پلیونا میں بڑی دھوم دھام اور پرجوشی سے آؤ بھگت کیگئی۔ کیونکہ یہ اُسی کے طفیل تھا کہ جب سے ہم پلیونا میں آئے تھے ہماری پاس تمام ضروریات یا احتیاج کی افراط رہتی رہی ہے۔

سڑک اب پھر کھل گئی تھی اور تار برقی کا سلسلہ قائم کر لیا گیا تھا ۱۸ اور ۱۹ اکتوبر کے درمیان تقریباً ہر روز گودام اور رسد پہنچتی رہی۔ گو مزید کمک کوئی نہ آئی پلیونا کے معمولی اور فوجی ہسپتالوں کو خالی کر کے زخمیوں بیماروں اور قیدیوں کو ارخانیہ کے راستہ صوفیا بھیجدیا گیا۔

شفقت پاشا نے **غازی عثمان** اور اُنکے افسروں سے متواتر مشورے کئے۔ سب سے بڑی دقت پاشا موصوف کو گاڑیاں حاصل کرنے میں درپیش آرہی تھی۔ اردگرد کا تمام علاقہ اُس نے گاڑیوں سے خالی کر دیا تھا۔ پھر بھی اکثر جگہ غلہ بار برداری کی قلت کی وجہ سے کھیتوں پر ہی سڑ رہا تھا۔ اِس قلت کے ساتھ ہی موجودہ چھکڑوں کے مالک اُنکی واپسی کیلئے اُسکے گلے کا ہار ہو رہے تھے۔ علاوہ بریں شفقت کی ایک بڑی شکایت یہ بھی تھی کہ ملکی (سول) حکام سے کافی اور مناسب امداد نہیں ملتی تھی کہ اُسے کئی دفعہ ارخانیہ

کے قائم مقام اور اُسکے ماتحتوں سے دوبدو ہونا پڑا۔ افسوس کا زمانہ ہیں ایسا اکثر ہوتا ہے کہ گھروں میں بیٹھ رہنے والا قلم اور سیاہی کے بہادر اور صفحہ قرطاس کے نبرد آزما اُس کام کو جسے مردانِ جانباز شمشیر اور رائفل سے اپنی جانوں۔ اعضا اور صحت کے بدل میں سرانجام کرتے ہیں بگاڑ دیتے ہیں۔ ناظرین کو فوج کے رسد و خوراک بہم پہونچانیکے اہم اور مشکل کام کا کچھ اندازہ اُس سے ہو جائیگا کہ پلیونا فوج کی ایک ہفتہ کی خوراک رسد کی ۲۵۰ گاڑیاں اور ایک ہزار شاخدار یونٹی تھی۔ چارہ۔ یارچات۔ اسلحہ۔ کارتوس اور گولہ بارود اسکی علیحدہ رہے۔

شفقت پاشا چند کمپنیاں اور سواروں کا ایک دستہ لیکر ۹ اکتوبر کو ارخانیہ کی طرف واپس چلے گئے۔ راستہ میں ایک روسی قافلہ جس میں ۱۵ ہزار بھیڑیں اور بیل تھے اُنکے قابو آگیا جسکا کچھ حصہ اُنھوں نے پلیونا بھیج دیا پلیونا فوج کی جمعیت اس کمک سے یہ ہوگئی تھی:۔ ۴۸ پلٹنیں انفنٹری۔ ۲۵ رسالے کیولری۔ ایک ہزار چرکس (۱۲ رسالے) ۱۶ باتری آرٹلری۔ ۳ کمپنی انجینیران۔ ایک پلٹن (پیدل) مجاہدین ایک رسالہ (سوار) مجاہدین جملہ ۴۸ ہزار آدمی اور ۹۶ توپیں[۱]۔ اس سے زیادہ جمعیت پلیونا فوج کی کسی وقت نہ ہوئی۔ اور ۴ اکتوبر تک جبکہ روسیوں نے ترکی کمپ کا ہالہ تکمیل کرکے پلیونا کا دوسرا یعنی واقعی محاصرہ شروع کیا یہی جمعیت رہی۔ اس محاصرہ میں کبھی کچھ رخنہ نہ پڑا۔ اور وہ فقط اُسوقت ختم ہوا جبکہ ۱۰ دسمبر کو محصورین نے حملہ کیا۔ ڈولنا و وینیک کی ترکی فوج ۷ اکتوبر کو پلیونا میں داخل ہوگئی۔ گورنا و بینیک اور طلش غلیم نے ۲۴ اور ۲۸ اکتوبر کو لیلیجی۔ اور وہاں کی ترکی فوجوں کو گرفتار کر لیا۔ اس سے اکتوبر کے

---

[۱] میں نے ۱۳ ستمبر سے لیکر ۸ اکتوبر تک کے نقصانات کا اندازہ دو ہزار کرکے اُسی منہا کرنیکے بعد یہ جمعیت تحریر کی ہے۔ چرکسوں کی تعداد ۱۲ سو کے بجائے ایک ہزار اسلئے دی ہے کہ ان میں سے کئی سو حصار سے پہلے اپنے رسالوں کو لوٹکر منتشر ہو گئے تھے۔ ۴۸ پلٹنوں میں سے ۲۸ نظامیہ۔ ۸ ردیف۔ ۸ محفظ اور ایک معاونین کی تھی۔ انجمن اتحاد عثمانیہ کے والینٹروں یعنی مجاہدین کی پلٹن میں زیادہ تر صوبہ بلگیریا کے مسلمان باشندے تھے۔ اس نام کی انجمنیں سلطنت کی حفاظت کیلئے سلطان المعظم کے تمام ممالک محروسہ میں حال میں قائم ہوئی تھیں سو مجاہدین کا رسالہ وہ دنیا سے آیا تھا۔ یہ مجاہدین (سوار و پیادہ) ہیڈ کوارٹر کے پہرہ اور اردل کا کام دیتے تھے میں نے انکو انفنٹری اور کیولری میں شامل نہیں کیا۔ کیونکہ وہ کسی جنگی ترتیب اور صف آرائی میں داخل نہیں تھے اور بالکل الگ رکھے گئے تھے۔ مصنف۔

[۲] یہ شہر صوبہ بقدونیا میں سالونیکا سے بجانب شمال مغرب تقریباً تیس میل کی فاصلہ پر سالونیکا منا سطیر ریلوی لائن پر واقع ہے۔ مترجم

آخر میں پلیونا فوج میں ۷۲ پلٹنیں اور ۸۸ توپیں رہگئیں۔ ۸۴ پلٹنیں اور ۹۶ توپیں جو کہ ۸ر۱۰ اور ۲۴ر اکتوبر کے درمیان پلیونا فوج کی جمعیت تھی۔ اسطرح تقسیم کیگئی ہوئی تھیں۔

مقام	پلٹنیں	رسالے	توپیں	کمانڈر
پلیونا کمپ	۶۷	۲۱	۸۶	عثمان پاشا
ڈولنا دوبنیک	۵	-	۲	ولی بک
گورنا دوبنیک[۱۰۱]	۶	۴	۴	احمد حفظی پاشا
طلش	۶	-	۴	حقی پاشا
میزان	۸۴	۲۵	۹۶	

طلش اور ارخانیہ کے درمیان ارخانیہ کے سڑک کے ضروری مقامات پر شفقت پاشا نے اپنی مقیمی ڈویژن میں سے فوجیں مامور کر رکھی تھیں۔ ان میں سے ہر مقام پر دو سے لیکر تین تین تک پلٹنیں اور دو سے لیکر چھ چھ تک توپیں تھیں۔ اس طرح سے سڑک مذکورہ پر ترکی فوج جدول مندرجہ ذیل کے مطابق منزل بمنزل تقسیم ہوگئی تھی ان منزلوں کے علاوہ مقامات۔ اطروپول۔ طاش کسن۔ کوماتزی اور تسرنیگل[۱۰۲] میں سے ہر ایک میں شفقت پاشا نے ایک سے لیکر تین تین تک پلٹنیں اور دو سے لیکر چھ چھ تک توپیں مامور کر رکھی تھیں۔ انکے علاوہ مقام موسومہ دمر کوئی[۱۰۳]

[۱۰۱] گورنا دوبنیک میں ضابطہ حضارہ کی بھی چند کمپنیاں تھیں۔ وہاں کی مقیمہ پلٹنوں میں سے ایک کے سپاہی جو مستحفظ تھی ایشیائی قبیلہ ریک کے آدمی تھے جب ۲۴ اکتوبر کو دشمنوں نے دھاوا کر کے اس مقام کو فتح کیا تو ان لوگوں نے عجب استقلال اور جوانمردی سے داد شجاعت بہت دی تھی۔ مصنف

[۱۰۲] تسرنیگل ایک دلکش درجہ کے اسی نام کے درہ کے جنوبی دامن میں واقع ہے۔ وہ بلقان کے تمام درروں میں سے مشہور ترین اور بہترین درہ بابا قوناق کے قریب ہونیکی وجہ سے کم نام سا ہوگیا ہے لیکن اگر دیکھنا چاہو تو وہ بابا قوناق کو پہلی طرف سے جا گھیرنے کیلئے اس درہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ گو انہوں نے ایسا کبھی نہ کیا۔ ہوگنیوف نسرنیگل پاشا[۱۰۴] ہی بابا قوناق کے ایک بریگیڈ کا کمانڈر تھا۔ مصنف

[۱۰۳] یہ دمر کوئی نہیں۔ جو وہ کے بائیں ساحل پر پلیونا سے بجانب شمال سات میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس نام کے لفظی معنی آہنی موضع کے ہیں بہت سے گاؤں ہیں۔ ایسے دمر کوپری (آہنی پل) بھی پکارتے ہیں مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ دونوں میں سے کونسا نام درست ہے۔ مصنف

[۱۰۴] جنرل یکیپاشانٹز کی اونیفارم کا ہندوستان کے صیغۂ شکار پر کئی کتابیں بھی ہیں۔ مترجم

میں بھی جسکا کیپ میں اکثر ذکر ہوتا ہتا۔ مگر میں نے اُسکو کسی نقشہ میں نہیں پایا۔ اور اسلیئے اُسکے ٹھیک محل وقوع سے ناواقف ہوں دو پلٹنیں اور دو توپیں مقیم کیگئی تہیں۔

نام مقام و منزل	فاصلہ مابین ہر دو منزلوں کے میلوں میں	پلٹن	رسالے	توپیں	کل آدمی
پلیونا	۰	۶۷	۲۱	۸۶	۳۹۰۰۰
ڈولنا دوبنیک	۹	۵	۰	۲	۲۵۰۰۰
گورنا دوبنیک	۶	۶	۴	۴	۳۵۰۰۰
طلش	۶	۶	۰	۴	۳۰۰۰
راودومرتسری	۶	۳	۰	۶	۱۵۰۰
لوکووتسرا	۳	۲	۰	۲	۱۰۰۰
یابلونتسرا	۱۴	۲	۲	۴	۱۰۰۰
ارخانیہ	۲۰	۱۲	۶	۶	۶۵۰۰
میزان	۶۴	۱۰۳	۳۳	۱۱۴	۵۸۰۰۰

صوفیا میں اسوقت صرف پانچ پلٹنیں تین رسالے اور ۶ توپیں تہیں شروع نومبر میں بابا قونا ق درہ کے جنوب میں اُسکو اور صوفیا کے درمیان محمد علی پاشا کے زیر کمان کثیر التعداد فوج جمع ہوئی جسمیں گو ۷ نومبر کو بھی ۴۳ پلٹنیں ۲۸ رسالے اور ۶ باتریاں جملہ ۲۴ ہزار آدمی تہے۔ مگر وہ عثمان پاشا کی مدد نہ کرسکی۔ یہی وہ فوج تہی جسکو بڑے طمطراق سے پلیونا کی کمکی فوج کہا جاتا تہا۔ اور جسکی مدد پر پہونچنے کے اکثر لمبے چوڑے وعدے ہوتے رہتے تہے۔ مگر وہ افسوس آخری وقت تک بھی اس کام کی طرف متوجہ نہیں ہوئی تہی۔ میں اسی بابا قونا ق فوج لکھونگا۔

۱۴ اکتوبر کو جو کل فوجیں برائے نام عثمان پاشا کے ماتحت تہیں اُنکی جدول میں ذیل میں درج کیے دیتا ہوں۔ گو اس دن محاصرہ کے کامل ہوجانے سے اُسکا باقی دنیا سے کوئی تعلق نہیں رہ گیا تہا اور فی الواقع صرف پلیونا فوج اُسکی کمان میں رہگئی تہی۔

مقام	پلٹنیں	رسالے	توپیں	کمانڈر
پلیونا فوج	۸۴	۲۵	۹۶	عثمان پاشا
ارخانیہ مشرک پر۔ اودمترزی سے ارخانیہ تک	۱۹	۸	۱۸	شفقت پاشا مقیم ارخانیہ
اطرو پول	۲	-	۲	
دمکوئی	۲	-	۳	
طاش کسن وکورماتزی	۶	-	۶	محمد علی پاشا مقیم صوفیا
ستریگل	۱	-	۳	
صوفیا	۵	۳	۶	
راہووا	۵	-	-	محمد عزت پاشا مقیم ویڈن
لوم پلنکہ	۳	-	-	
شمال مغربی سرحد	۴	-	-	
ویڈن	۱۲	۱	۶	
میزان	۱۴۳	۳۷	۴۰	

پلیونا کیمپ کے ۱۲ رسالے چرکسوں کے اور نیز راہووا۔ لوم پلنکہ اور ویڈن کی قلعجاتی آرٹلری ان اعداد میں نہیں شامل کی گئیں۔

۸ راکتوبر و ۴ راکتوبر ۱۸۷۷ء کے درمیان پلیونا فوج کی جنگی ترتیب اور صف آرائی حسب ذیل تھی۔[۱۳۳]

[۱۳۳] کئی شخصوں کے ایک ہی نام ہونیکی وجہ سے تمام افسروں کو تمیز کیلئے عموماً سیاہ وسفید کے خطاب دئے جاتے تھے۔ مثلاً قرہ محمد۔ آق علی۔ اکثر افسروں کے حرف مجھے یاد نہیں ہیں۔ آسانی اور اختصار کیلئے بریگیڈوں اور رجمنٹوں کے سلسلہ وار نمبر میں نے خود دیدیئے ہیں۔ سرکاری مصافی ترتیبوں اور جنگی احکام میں ہر ڈویژن کے بریگیڈوں۔ اور ہر بریگیڈ کی رجمنٹوں کے نمبر ایک سے شروع ہوتے ہیں۔ افسروں کی قلت کی باعث بسطح اکثر کمپنیاں لفٹنوں کی پاس اور پلٹنیں کپتانوں کے زیر کمان تھیں اسی طرح کئی رجمنٹوں پر کرنیل یا لفٹنٹ کرنیلوں

کمانڈر :- مشیر غازی عثمان پاشا

اعلیٰ سٹاف افسر :- بریگیڈیر طاہر پاشا

سٹاف :- بریگیڈیران - امین پاشا و حسین وصفی پاشا - کرنیلان حمدی بک و خیری بک۔
لفٹننٹ کرنیلان محمد ناظف بک و محمد بک۔

اعلیٰ یاور :- لفٹننٹ کرنیل طلعت بک

کمانڈر کیولری :- کرنیل عثمان بک

کمانڈر آرٹلری :- بریگیڈیر احمد پاشا

کمانڈر انجنیران :- لفٹننٹ کرنیل توفیق بک

کمانڈر ہیڈ کوارٹر :- لفٹننٹ کرنیل محمد ناظف بک

کمانڈر قصبہ پلیونا :- لفٹننٹ کرنیل محمد حسین بک

اعلیٰ ڈاکٹر :- کرنیل حاسب بک

اول ڈویژن

(یہہ ڈویژن اوپانتز سے باش طابیہ تک کیپ کی شمالی جانب پر مامور رہا تھا)

کمانڈر :- جنرل ڈویژن عادل پاشا

اول بریگیڈ - زیر کمان بریگیڈیر صادق پاشا

اول رجمنٹ : زیر کمان کرنیل حافظ بک ... پلٹنیں ۴

دوم " " لفٹننٹ کرنیل لطیف بک ۔ ۴

دوم بریگیڈ :- زیر کمان بریگیڈیر ادہم پاشا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۲ - کی کمی کی وجہ سے میجر کمانڈر مقرر تھے - میں نے بوجہ اعلیٰ جن رجمنٹ کے کمانڈروں کے نام چھوڑ دیئے ہیں - اُنکے کمانڈر بالعلب وجوہ میجر ہونگے - میں اس ترتیب منضبطہ بالا کی درستی کا پورا پورا یقین دلا نہیں سکتا کیونکہ میں نے اُسے نیم مکمل سی یادداشتوں کی مدد سے تیار کیا ہے پلٹنوں کی تعدادیں مختلف تھیں - فی پلٹن دو سو سے لیکر ۱۰۰۰ تک آدمی ہوتے تھے پس اوسط جمعیت فی پلٹن ۵۰۰ تھی - کیولری اور آرٹلری جس طرح مختلف ڈویژنوں میں تقسیم کر گئی اسکا متعلق میرے پاس کوئی مصالح نہیں رہا گیا - اسلئے اُنکو میں نے یکجا بتا دیا ہے - مصنف

سوم رجمنٹ :- زیر کمان لفٹننٹ کرنیل کاظم بک - ۳ پلٹنیں
چہارم " " کرنیل خیری بک ۳ "
سوم بریگیڈ :- زیر کمان کرنیل سلیمان بک
پنجم رجمنٹ :- زیر کمان ۳ "
ششم رجمنٹ " ۳ "
میزان ۱۸ "

دوم ڈویژن

(ابراہیم طابیہ سے لیکر وادی طلچنتزا تک کیمپ کی جنوب مشرقی جانب پر)
کمانڈر :- جرنیل ڈویژن حسن صابری پاشا (زیر علاج) - قائم مقام بریگیڈیر یعطوف پاشا
چہارم بریگیڈ :- زیر کمان بریگیڈیر یعطوف پاشا
ہفتم رجمنٹ :- زیر کمان لفٹننٹ کرنیل رودف بک ۳ پلٹنیں
ہشتم رجمنٹ :- " " ایوب بک ۳ "
پنجم بریگیڈ :- زیر کمان - کرنیل عمر بک
نہم رجمنٹ :- زیر کمان لفٹننٹ کرنیل نصوح بک ۳ "
دہم " " " زینی بک ۳ "
میزان ۱۲ "

سوم ڈویژن

(طلچنتزا سے لیکر ودپل تک - جنوب اور مغرب کی جانبوں پر)
کمانڈر - بریگیڈیر یہ طاہر پاشا
ششم بریگیڈ - زیر کمان - بریگیڈیر یہ عمر ظفر پاشا
یازدہم رجمنٹ - لفٹننٹ کرنیل پرتو بک ۳ پلٹنیں
دوازدہم " " عبداللہ بک ۳ "
ہفتم بریگیڈ - کرنیل یونس بک

سیزدہم رجمنٹ :- لفٹننٹ کرنیل طاہر بک ۳ پلٹنیں
چہاردہم " " طلعت بک ۳ "
ہشتم بریگیڈ :- کرنیل سعید بک
پانزدہم رجمنٹ :- لفٹننٹ کرنیل علی محمد بک ۳ "
شانزدہم " ۲ "
میزان ۱۷ "

چہارم ڈویژن

(ڈولنا دوبنیک سے طلش تک - ارخانیہ سڑک پر)

کمانڈر :- جرنیل ڈویژن احمد حفظی پاشا
نہم بریگیڈ :- بریگیڈیر حقی پاشا
ہفتدہم رجمنٹ ۳ پلٹنیں
ہشتدہم رجمنٹ ۳ "
دہم بریگیڈ :- جرنیل ڈویژن احمد حفظی پاشا
نوزدہم رجمنٹ کرنیل ولی بک ۵ "
بستم " لفٹننٹ کرنیل عزت بک ۶ "
میزان ۱۷ "

پنجم ڈویژن

(ریزرو - پلیونا شہر اور اردو کے احتیاط طابوں میں)

کمانڈر :- بریگیڈیر توفیق بک
یازدہم بریگیڈ :- بریگیڈیر حسین وصفی پاشا
بست ویکم رجمنٹ - لفٹننٹ کرنیل خورشید بک ۵ پلٹنیں
بست ودوم " ۵ "
دوازدہم بریگیڈ - بریگیڈیر امین پاشا (زیر علاج) قائم مقام لفٹننٹ کرنیل محمد ناظف بک

بست وسوم رجمنٹ :-	نفٹنٹ کرنیل محمد ناظف بک	۵ بٹین
بست و چہارم "	" " راسم بک	۵ "
	میزان	۲۰ "

انفنٹری فوج کی جمعیت

اول ڈویژن - عادل پاشا (شمالی جانب)		۱۸ "
دوم "	حسن صابری پاشا (جنوب مشرقی جانب)	۱۲ "
سوم "	طاہر پاشا (جنوب اور مغرب کی جانبوں)	۱۷ "
چہارم "	احمد حفظی پاشا (ارخانیہ سڑک)	۱۷ "
پنجم "	توفیق پاشا (ریزرو)	۲۰ "
	میزان	۸۴ "

کیولری

کمانڈر :- کرنیل عثمان بک

باقاعدہ یعنی نظامیہ کیولری :- کرنیل بکر بک

۱۳ رسالے (دو رجمنٹیں نظامیہ کیولری کے

دو رسالے عثمانیہ کاسکوں کے

معاون و بقاعدہ کیولری - نفٹنٹ کرنیلان شفقی بک وحقی بک

۱۰ رسالے (ایک رجمنٹ سالونیکی مجاہدین کی)

۱۰۰۰ چرکس (جو چھ رسالونکی دو رجمنٹوں میں منقسم تھے)

آرٹلری

کمانڈر :- بریگیڈیر احمد پاشا

۹ باتریاں میدانی توپخانہ کی - فی باتری ۶ توپیں - توپیں (۶ پونڈر)

۴ باتریاں اسپی " " " " (۴ پونڈر)

۳ باتریاں کوہی " " " " (۳ پونڈر)

میزان ۹۶ توپیں

انجنیران

۳ کمپنیاں۔ لفٹنٹ کرنیل توفیق بک

ہیڈ کوارٹر کا مجاہدی گارڈ

ایک پلٹن (پیدل) مجاہدین اتحاد عثمانیہ
ایک رسالہ (سوار) مجاہدین وودینا
} کرنیل محمد نائف بک

میزان کل پلیونا فوج

قسم	جمعیت	تعداد مردم
انفنٹری	۸۴ پلٹنیں	۳۸ ہزار
کیولری	۲۵ رسالے	۲ ہزار
چرکس	۱۲ "	۱ ہزار
آرٹلری	۱۶ باتریاں	۲ ہزار
انجنیراں	۳ کمپنیاں	۲ سو
مجاہدین	ایک پلٹن و ایک رسالہ	۸ سو
زیر علاج شفایاب اور غیر مصافی		۴ ہزار
میزان		۴۸ ہزار

اکتوبر ۱۸۷۷ء کے آخیر میں پلیونا فوج کے مورچوں۔ ہر ایک کی محافظ فوج پیدل اور انکے کمانڈروں کی تفصیل حسب ۱۳۴ ذیل تھی۔

۱۳۴ میں نے مورچوں کے بالعموم وہی نام دیئے ہیں۔ جن سے ترک انکو پکارتے تھے۔ یہہ وسیوں کے مقرر کردہ ناموں سے مختلف ہیں۔ مثلاً ہم باش طابیہ۔ گریویتسرا مورچہ نمبر ۲ کو پکارتے تھے۔ اسکرو پاٹکن جانق یا یہ مورچوں میں سے ایک کو باش طابیہ لکھتا ہے۔ یہہ غلطی بالغلب وجوہ کسی جاسوس۔ فراری یا اسیر کی عمداً یا سہواً غلط اطلاع سے روسی افسروں کو پیدا ہوئی ہوگی جن مورچوں کے مجھ تر کی نام یاد نہیں رہے۔ اُنکے میں نے خود نام وضع کر کے لکھ دیئے ہیں (مثلاً بریستوونسکا مورچہ۔ طرنینا شرک کا مورچہ) مصنف

اول ڈویژن (شمالی جانب)

اوپانتر موچے	۴ پلٹنیں	سلیمان بک
بوکووا	۳	کاظم بک
نئی طابیہ[۱۳۵]	۲	خیری بک
جانق بائیر مغربی موچہ	۳	اوسم پاشا
جانق بائیر مشرقی موچہ	۲	لطیف بک
باش طابیہ	۲	حافظ بک

دوم ڈویژن (جنوب مشرقی جانب)

خورم طابیہ	۱ پلٹن	
ابراہیم	۲ پلٹنیں	رؤف بک
عطوف	۳	عطوف پاشا
عمر	۳	عمر بک
طاہر	۳	نصوح بک

تیسرا ڈویژن (جنوب اور مغرب کی جوانب میں)

عیسٰی طابیہ، قوانلق، باغلر باشی	۱ پلٹن	
میلاس	۱	عبداللہ بک
طلعت	۱	طلعت بک
یونس	۲	یونس بک
کوچک[۱۳۶]	۱	

[۱۳۵] یہ موچہ ۳۰ ستمبر اور ۱ اکتوبر کو درمیان جانق بائر کے مغربی ڈھلاؤ پر اس جگہ جہاں سے نیکوپولی ٹرک گذرتی ہے ٹرک کو روک کر بنایا گیا تھا۔ مصنف۔

[۱۳۶] یہ موچہ اکتوبر کے آخری دنوں میں یونس طابیہ کی مزید حفاظت کیلئے جس پر سی اکثر حملے کرتے رہتے تھے۔ اور جو دوسروں سے کی نسبت زیادہ بے پناہ تھا تیار کیا گیا تھا۔ مصنف۔

حاجی بابا طابیہ	اپلٹن	علی محمد بک
غازی عثمان،	۱ ؍؍	طاہر بک
بریسیتو و تسنر موچہ	۱ ؍؍	۔
طرینا سڑک کا موچہ	۱ ؍؍	۔
باغچہ طابیہ[۱۳۷]	۱ ؍؍	۔
پرتو طابیہ	۲ ؍؍	پرتو بک
بلاسی و تنز موچہ نمبر ۱	۲ ؍؍	۔
؍؍ ؍؍ نمبر ۲		
ودپل کا موچہ	۲ ؍؍	سعید بک
نہاس گولہ طابیہ جنوبی[۱۳۸]	۱ ؍؍	
؍؍ شمالی		

چہارم ڈویژن (ارخانیہ سڑک)

دولنا و بینک	۵ پلٹنیں	ولی بک
گورنا و بینک	۶ ؍؍	احمد حفظی پاشا اول کمانڈر عزت بک دوم کمانڈ
طابش	۶ ؍؍	حقی پاشا

پنجم ڈویژن (ریزرو)

ارابہ طابیہ	۵ پلٹنیں	حسین وصفی پاشا

[۱۳۷] اس موچہ کے نام کی نسبت یہی گڑبڑ سی پڑی ہوئی ہے۔ باغچہ طابیہ کے معنی ہیں باغی باتری۔ دوسری مورخین اسی باغلر باشی طابیہ۔ باغی موچہ لکھتے ہیں مصنف۔

[۱۳۸] نمبر ۲ ڈویژن کے ۱۱۔ آخری موچوں میں سے بعض نومبر میں جاکر تیار کئے گئے تھے۔ مگر میں نے تکرار سے بچنے کیلئے انکو اسیوقت فہرست میں دیدیا ہے۔ مجھ کو انکی تعمیر کی درست تاریخیں یاد نہیں تاہم اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ودپل کے موچہ کے سوائے جو دوسری لڑائی کے وقت بنایا گیا تھا۔ باقی دسوں ۱۵ اکتوبر اور ۱۵ نومبر کے درمیان تیار کئے گئے تھے مصنف۔

احتیاط طابیہ	۵ پلٹنیں	توفیق پاشا
ہیڈ کوارٹر[۱]	۱ پلٹن	محمد ناظف بک
پلیونا شہر	۵ پلٹنیں	حسین بک
شہر اور ودیل کے درمیان۔	۵ پلٹنیں	راسم بک

۸ر اور ۲۴ر اکتوبر کے درمیان ارخانیہ سڑک کی چوکیوں سے تقریباً ہر روز رسد کی حفاظت کے متعلق فائدہ اٹھایا جاتا رہا۔ ہر منزل سے ایک دستہ ساتھ ہو کر قافلہ کو دوسری منزل پہ پہونچا جاتا جس سے رسد کے قافلوں کیلئے خاص حفاظتی پہروں کی ضرورت نہ رہ گئی۔ پلیونا سے بیمار وں کی جو قطاریں ارخانیہ کو بھیجی جاتی تھیں انکے واسطے بھی یہی انتظام تھا۔

اُن اعلیٰ افسروں کی مندرجہ ذیل فہرست جو ۱۲ر ستمبر سے ۱۰ر دسمبر ۱۸۷۷ء تک پلیونا فوج میں تھے میرے خیال میں ناظرین کیلئے بہت کچھ آگاہی اور دلچسپی کا باعث ہوگی۔

مارشل (مشیر) غازی عثمان پاشا۔

جرنیلان ڈویژن۔ عادل پاشا۔ احمد مفظی پاشا (۲۴ر اکتوبر کو اسیر ہو گیا) حسن صابری پاشا (زیر علاج)

جرنیلان بریگیڈ۔ طاہر پاشا (اعلیٰ سٹاف افسر) احمد پاشا (افسر توپخانہ) امین پاشا (زیر علاج) توفیق پاشا۔ حسین وصفی پاشا۔ ادہم پاشا۔ صادق پاشا۔ عطوف پاشا۔ عمر ظفر پاشا۔ حقی پاشا۔ (۲۸ر اکتوبر کو اسیر ہوا)

کرنیلان۔ خیری بک۔ حافظ بک۔ عمر بک۔ حمدی بک۔ سلیمان بک۔ یونس بک۔ سعید بک ولی بک (افسر فوج سواران) بکر بک (افسر فوج سواران) حاسب بک (اعلیٰ ڈاکٹر)

---

[۱] یہ اتحاد عثمانیہ کے مجاہدین کی پلٹن ہے۔ جو ترتیب جنگی کی تفصیل میں پانچویں ڈویژن میں شامل نہیں کیگئی تھی ہیڈ کوارٹر اردابہ طابیہ کے متصل ایک چھوٹے سے موچہ یا احاطہ میں تھی۔ بشیر اپنے سٹاف سمیت آخر تک وہیں رہے۔ جب سردی زیادہ پڑنے لگ گئی تو خیموں کے عوض مٹی کی جھونپڑیاں بنائی گئی تھیں۔ اکتوبر کے بعد ہم نے اور دشمن نے بھی بالعموم خیموں کا استعمال ترک کر دیا تھا۔ کیونکہ مٹی کی جھونپڑیوں میں برف باراں سے بھی زیادہ بچاؤ نہیں رہتا تھا۔ بلکہ خیموں کے کپڑے کی نمایاں رنگت سے گولہ اندازوں کو خوب نشانہ ملتا تھا۔ مصنف۔

لفٹننٹ کرنیلان۔ محمد ناظف بک۔ لطیف بک۔ محمد بک۔ کاظم بک۔ رؤوف بک۔ ایوب بک نصوح بک۔ زینی بک۔ پرتو بک۔ عبداللہ بک۔ طاہر بک۔ طلعت بک (یاور) علی محمد بک۔ عزت بک (۲۴ اکتوبر کو اسیر ہوگیا) خورشید بک۔ اسعد بک طفلکی بک (افسر انجینیران) تنفقی بک (افسر سواران) فقی بک (افسر سواران) حسین بک (کمانڈر پلیونا شہر)

ممالک اجنبیہ کے[۱۱۱] ڈاکٹر۔ جرمن۔ بلینگ۔ شتمنز۔ کوہلی۔ انگریز۔ کراسبی۔ ولسن۔ فرنچ۔ پین۔ استیرین۔ اوریس[۱۱۲]

---

[۱۱۰] فہرست کا یہ حصہ میں نے تحریری یادداشتوں۔ کتابوں یا دستاویزوں سے نہیں۔ بلکہ محض حافظہ سے مرتب کیا ہے اسلئے میں اسکو مکمل درست ہونیکا دعوہ نہیں اٹھا سکتا۔ ان ڈاکٹر صاحبان میں سے اکثر دوسری لڑائی کے بعد اور بعض تیسری لڑائی کے بعد پلیونا میں پہونچے تھے۔ وہ شہانیہ گورنمنٹ کے تنخواہ دار ملازم تھے اور صلیب احمر کے ڈاکٹروں یعنی ان ڈاکٹروں سے جنکو جرمنی انگلستان وغیرہ ممالک کی خیراتی کمیٹیوں نے میدان جنگ کو بھیجا تھا تمیز کرنیکے لئے ہلال احمر کے ڈاکٹر کہا جاتے تھے صلیب احمر کا کوئی ڈاکٹر پلیونا میں نہیں تھا۔ اور جہانتک مجھے علم ہے محاصرہ کے دوران میں نہ کوئی جنگی نامہ نگار وہاں تھا بلند مرتبہ ڈاکٹروں کے سوا کسی نے ظریفانہ نام کہہ چھوڑے ہوئے تھے مثلاً ایک کا نام تھا "قزل بوردن بک" (کرنیل سرخ منہ) لندن کی مخیر سٹیفورڈ ہوس کمیٹی کے سرجن میجر اور اسکے اسسٹنٹ ہاروی۔ موئی اوٹ اور سکورا مور شفقت کے کالم کے ہمراہ ۸ اکتوبر کو پلیونا میں پہونچکر عثمان پاشا کے حضور اپنی خدمات پیش کی تھیں۔ مگر پاشا ممدوح نے ان عجیب الفاظ میں انکی درخواست نامنظور کردی تھی "اگر تم میری باتوں کو دیکھنا چاہتے ہو اور واقعی جنگ عظیم کے نظارہ کے مشتاق ہو تو بیشک ہمارے پاس ٹھیر جاؤ ہم تمہاری آسایش کا انتظام کردینگے لیکن اگر تم میرے مجروحین کی تیمارداری کرنا چاہتے ہو تو ارخانیہ یا صوفیا کو جاؤ وہ اس جگہ ہیں۔ وہاں تم کو ہزاروں مجروحین مل جاوینگے" اس پر چاروں ڈاکٹر ۹ اکتوبر کو شفقت کے ہمراہ ارخانیہ کو چلے گئے جہاں فی الواقع انکی موجودگی نہایت مفید ثابت ہوئی۔ اس کمیٹی کے دو اور سرجن۔ یان اور سکیلا ابھی اکتوبر میں ایک یا دو دن پلیونا میں رہے تھے۔ اور ان سے بھی پہلوں کی طرح ارخانیہ واپس چلے جانے کی درخواست کردیگئی تھی۔ عثمان پاشا کو اجنبی ڈاکٹروں اور جنگی نامہ نگاروں سے سخت نفرت تھی۔ وہ کل اجنبی اقوام کی بالعموم اور انگلستان کی مداخلت سے بالخصوص جس نے اپنے رفیق (ٹرکی) کو مصیبت میں یکہ و تنہا چھوڑ دیا تھا کمال ناراض ہوتے تھے۔ مصنف۔

[۱۱۱] جب وسیوں نے ۲۴ اکتوبر کو دہاوا کرکے گوناوینیک کو فتح کرلیا تھا تو ڈاکٹر اولیس اسیر کرلئے جانیکے بعد حالانکہ انہوں نے ہتھیار رکھ دیئے تھے گولی سے مار دیئے گئے قتل کئے جانیکی خبر ہم نے نوبک کے شروع میں کیمپ میں سنی تھی۔ اس سے زیادہ مجھے علم نہیں کہ آیا یہ خبر درست تھی یا غلط بہرحال ہمیں کوئی شبہ نہیں کہ احمد مفطی کی شاندار مدافعت سے وسی ایسی کچھ گئو تھی کہ فتح پر انکی

ان فہرستوں اور جدولوں کے بعد میں اپنی داستان کا پھر سلسلہ شروع کرتا ہوں۔ میں یہ بیان کر آیا ہوں کہ یکم اکتوبر کو اپنے مورچوں میں پہونچکر، ۲ اکتوبر کو میں پھر اپنی کمپنی کا کمانڈر ہو گیا تھا۔ ان دونوں تاریخوں کے درمیان کوئی اہم واقعہ نہ گذرا۔ ہم کو کوئی لڑائی نہ کرنی پڑی۔ اور صرف اپنے مورچہ کے معمولی کام رہے۔ سپاہیوں کی صحت اطمینان بخش تھی۔ مگر انکی طبیعتیں شگفتہ اور حوصلے بڑھے ہوئے تھے ہم سب کو یقین تھا۔ کہ سلطان المعظم اپنی پلیونا فوج کو جو اکیلی ہی ایسی فوج ہے کہ ابتک برابر فتحیاب رہتی چلی آئی ہے اور جس نے ہمائی علم کی عزت اپنے ملک اور دنیا کی نظروں میں قائم رکھی ہے۔ امداد نہ پہونچنے سے مجبور ہو کر کبھی عاجز و مغلوب نہ ہونے دینگے۔ مگر افسوس ہمارا یہ یقین کسی بری طرح سے غلط نکلا۔

موسم مرطوب اور سرد تھا۔ ۱۰ کی صبح کو سخت برفباری ہوئی تھی۔ جو دن کے وقت پگھل کر پھر رات کو جم گئی اور اس پر اور برف پڑ گئی۔ کئی دنوں تک برف سے ڈھکی ہوئی زمین اور کیچڑ میں سے چلنا مشکل اور خطرناک رہا۔ کئی حادثے بھی ہوئے۔ ہماری پلٹن کا ایک سپاہی اپنی ہی سنگین سے چھد گیا اور کچھ عرصہ مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپ تڑپ کر جان بحق تسلیم ہو گیا۔ گاڑیوں کے بیلوں کو برف سے سخت تکلیف پہونچی۔ انکے کھر تھوڑے ہی عرصہ میں زخمی اور متورم ہو گئے۔ بلقان کی چوٹیوں اور اسکے شمالی ڈھلاؤ پر برف پڑنے کی خبروں کے ساتھ ہی ہم نے یہ بھی سنا کہ اور سڑکوں پر سے تو گذرنا ہی محال ہوتا ہے۔ آرخانیہ کی صاف و درست سڑک بھی بہت خراب ہو گئی ہے۔ ہمارے کیمپ میں ایک ہفتہ تک بلا ناغہ باری باری سے برفباری اور بارش ہوتے رہنے کے بعد چند دنوں کیلئے موسم اچھا صاف ہو گیا جسکے بعد جاڑا پھر شروع ہو کر اپنی طاقت دکھانے لگ گیا۔

فریقین میں بلا ناغہ روزانہ گولہ باری ہوتی تھی۔ روسیوں نے ہمارے کیمپ کی شمالی جانب متوازی اس سمت سے لیکر دو ہزار گز کے فاصلہ پر مورچوں کی لائن تیار کر کے ہمارے مورچہ کو بھی دوسری لڑائی کے بعد اب پہلی مرتبہ گولہ باری سے سرفراز کرنا شروع کر دیا۔ مگر انکے گولے ہمیشہ پرے ہی گرتے رہے۔ ہم تک ایک پہونچا۔ بہر نوع فریقین کی اس مسلسل گرمجوشی سے آہنگ گولہ باری سے کوئی نتیجہ مترتب نہ ہوا۔ ہمارے بائیں پہلو پر شپکا نیکوپولی سے پرے ایک نیا چھوٹا سا مورچہ موسومہ نئی طابیہ شپکا سمت زاویہ قائمہ بناتا ہوا تیار کیا گیا ہوا تھا۔ اس سے ہمارا تعلق جو کہ مورچوں سے زیادہ گہرا اور قریبی ہو گیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۱ خونخواری وحشی درندوں سے کم نہ رہگئی تھی۔ اسی کو مشتق آگے چلکر متن میں درج ہے کہ روسیوں نے مجروحین کو زندہ جلا دیا تھا۔ اور افسوس کہ یہی جنونی آخر شہید کئے گئے تھے کہ اتفاقیہ انکی جانیں بچگئیں۔ مصنف۔

۸ر اکتوبر کو سلطان المعظم کا خط بنام عثمان عام پر پڈیں پڑھکر سنایا گیا۔ اس میں جلالت مآب نے ہمارے نامدار سردار کو غازی کا خطاب عطا فرمانیکے بعد ۱۱ر و ۱۲ر ستمبر کی شاندار فتح پر اُسکا اور اُسکی فوج کا شکریہ ادا کیا تھا۔ خط سنائے جانیکے وقت کا نظارہ کمال دلچسپ اور موثر تھا۔ فوج نے اُسے سُنکر زور سے خوشی کے نعرے بلند کئے اور توپخانوں نے حسب معمول سلامی کی شلکیں اُتاریں۔ ہمارا حوصلہ بہت ہی بڑھا ہوا تھا۔ اور اُسکے سوائے اور کچھ تمنا نہ تھی کہ خدا کرے روسی پھر ہم پر حملہ کریں۔ افسوس ہماری یہہ توقع پوری نہ ہوئی۔ محاصرہ اور فاقہ کے مہیب مصیبت ایکدفعہ ہم کو اپنی مکروہ شکلیں ایسی اندازسے دکھا کر جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اپنے ارادوں میں ثابت قدم ہیں سرمست ہماری نظروں سے اوجھل ہوگئے تھے۔ یعنی ارخانیہ کی سڑک اب پھر کھل گئی تھی۔ اُسکے تمام ضروری موقعوں اور مقاموں میں مضبوط مورچے تیار کرکے فوج مقیم ہوگئی تھی اور احمد حفظی اور شفقت ایسے بہادر اور بینظیر افسر اُسکی محافظت اور نگہبانی کر رہے تھے۔ تاہم ہم جانتے تھے کہ یہہ خونخوار دیو نگر کی اوٹ میں چھپے ہوئے اس تاک میں کھڑے ہیں کہ ہماری طرف سے کوئی غلط قدم پڑنے یا سہو سرزد ہوتے ہی ہم کو اپنے خوفناک چنگل میں دبوچ لیں۔ مگر ہم یہہ قیاس کرکے اپنی تشفی کر لیتے تھے کہ اگر شدنی پیش ہی آجائے اور سڑک پر روسی (جو صاف معلوم ہو رہا تھا کہ کسی اہم کام اور عظیم الشان کوشش کی تیاریوں میں مصروف ہونیکی وجہ سے ابتک پیچھے ہٹے بیٹھے ہیں) پھر قابض ہوجائیں تو کیا یہہ ممکن ہے کہ سلطان المعظم اور قوم اپنی بہادر پلیونا فوج کو غفلت میں پھنسا ہوا چھوڑ دیگی اور اُسکو چھڑائیگی نہیں؟ افسوس اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور ہماری مزید بدقسمتی سے وہ کوشش اور اہم کام جسکے لئے روسی سر توڑ تیاریاں کر رہے تھے یہہ نہ تھا کہ ہم پر پھر حملہ کریں جس میں پھر بھی یہہ تو ہوتا کہ وہ شہر کو لینے کیلئے دھاوے کرتے رہتے اور ہم اُن کو ہٹاتے وقت ہزاروں کو قتل کرکے اپنا دل ٹھنڈا کرتے رہتے۔ بلکہ صرف اس نامردانہ کام کیلئے کہ ہم کو چاروں طرف سے گھیر کر صرف اس صورت میں ہاتھ پاؤں ہلانے جائیں جبکہ ہم باہر نکلنے کی کوشش کریں ورنہ لڑائی بھڑائی کرنیکے بغیر بزدلوں کی طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھے اُسوقت تک بیٹھے رہیں جب تک کہ فاقہ ہم کو اطاعت ماننے پر مجبور نہ کردے۔ اس صورت میں ظاہر ہے ہمارے لئے اسکے سوائے فتح کی کوئی توقع نہیں ہوسکتی تھی کہ باہر سے زبردست فوج ہماری کمک کو آکر دشمن کی صفوں پر حملہ کرے اور دوسری طرف سے ہم۔ اور چونکہ بادشاہ سلامت کے متواتر وعدوں کے باوجود جن سے اگلے دو مہینوں میں فوج کی ڈھارس بندھائی جاتی رہی تھی ہمیں کوئی کمک نہ پہونچی بینظیر حفاظت کے باوجود پلیونا کا مقلوب

ہو جانا یقینی تھا۔

کوہ برف۔ بارش۔ اسہال۔ بخار اور دیگر امراض اور ابتریوں نے ہماری طبیعتوں کو پژمردہ کرنے اور ہمارے آرام و آسایش میں خلل ڈالنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی مگر ہم نے اُن دشمنوں کا بہی دلیری سے مقابلہ کیا۔ اور نومبر کے اخیر تک اپنے حوصلوں کو قائم اور دلوں کو مضبوط رکھ کر ہر قسم امداد اور کمک کا انتظار کرتے رہے۔

باش طابیہ میں جو موسی حصار کی پہلی لائن سے صرف ایک سو گز کے فاصلہ پر تھا دو پلٹنیں مداوی طور پر مقیم تھیں اُنکی مدد کیلئے پہلے دو دن سے باری باری ایک اور پلٹن بھیجدی جاتی تھی۔ آخر الذکر خندقوں میں رہتی تھی۔ اور مداوی پلٹنیں خود مورچہ اور سیدہ کی عقبی گڑھی میں۔ معاون پلٹن کی ہر دونوں کے بعد بدلی ہوتی تھی۔ ۵ اکتوبر کو یہہ نہایت ہی خطرناک اور ساتھ ہی نہایت ہی ممتاز اور جوانمردانہ نوکری کی باری میری پلٹن کی آئی اس موقع پر میں یہہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ باش اور قانلی طابیوں میں دونوں فریق ایک دوسرے کے برخلاف سرنگیں لگاتے رہے تھے۔ مگر نہ ترکوں نے اور نہ رومانیو نے اپنی سرنگوں کو اڑایا۔ اس علم سے کہ جس جگہ پر ہم کھڑے ہیں اسکے نیچے سرنگیں کھدی ہوئی اور وہ بارود سے بھری ہوئی ہیں سپاہیوں کو سخت بےچینی اور تردد رہتا تھا جس سے سپاہ کے نظام اور تقویت میں خلل پڑنے کا سخت اندیشہ تھا۔ اس پر میرے خیال میں عثمان پاشا نے انکو بھر دینے کا حکم دیدیا تھا۔ بہر نوع انکو کبھی نہ اڑایا گیا۔ اور نامکمل چھوڑ دیا گیا تھا۔ رومانیونکی سرنگوں کی بھی یہی کیفیت رہی۔

متفرق گولہ باری اور بالفعل آتشباری کے سوائے جب تک ہم باش طابیہ میں رہے۔ کوئی امر قابل ذکر وقوع میں نہ آیا۔ میرے سپاہیوں نے جو پہلی خندق میں تھے رومانیونکی ایک جماعت کو جو اپنے مورچونکی مرمت کر رہی تھی۔ گولیوں کا نشانہ بنا کر فرش خاک پر سلا دیا۔ اگر انسان کا ذرا سا حصہ بھی نظر آجاتا تو ہم فوراً اُس پر بندوق داغ دیتے۔ بعض اوقات ایک ہی شخص کے کندھے۔ ٹوپی یا کوٹ کی گوشہ پر بیس بیس گولیاں سیدھی کیجاتی تھیں۔ اگر شکار گولی کھا کر گر پڑتا تو ہم خود سے خوشی کے نعرے بلند کرتے۔ یہہ ورزش اور صید نہایت ہی فرحت افزا اور دلچسپ تھا۔ دو دنوں میں ہم نے شکار سے اپنے تھیلے خوب بھر لئے۔ یعنی سیر ہو کر رومانیوں کو چن چن کر ہلاک کیا۔ اور اس مشق و نشانہ بازی کی تفریح و

پر جوشی سے ہماری طبیعتوں میں حیرت خیز شگفتگی آگئی۔

۱۷ کو ہم اپنے مورچہ میں واپس آگئے۔ دوسرے دن کیمپ میں خبر مشہور ہوگئی کہ زار کے خاص شاہی گارڈ اور گولندازوں کا کورہ بادستہ سسٹووا پہونچ گیا ہے۔ اور وہاں سے اب پلیونا پر حملہ کنندہ روسی فوج کے ساتھ شامل ہونیکے لئے چلا آرہا ہے۔ اسکے ساتھ ہمیں یہ بھی خبر ملی کہ مشہور جرنیل مین کو جسکی تقرری کی افواہیں کچھ عرصہ پیشتر سے اڑ رہی تھیں۔ شاہزادہ چارلس والی رومانیا کا نائب یعنے بالفاظ دیگر روسی فوج کا اعلیٰ کمانڈر بنا دیا گیا ہے اور اُس نے اس عہدہ کا اہتمام لے لیا ہے۔ اس خبر سے ہم سب جان گئے کہ روس و روم کی امرتسنا زعہ یعنی لڑائی کا فیصلہ اب فوجی انجینیروں کی لیاقت علمی اور مہارت عملی پر منحصر ہوگیا ہے۔

۱۹ اکتوبر کو رومانیوں نے باش طابیہ پر حملہ کیا جس میں رنگ اٹھا کپیر بھی شہید کئے گئے۔ رات کو انہوں نے پھر حملہ کیا۔ اور وہی دن والا نتیجہ رہا۔ ان حملوں میں انکے ایک ہزار اور ہمارے دو سو قتل و مجروح ہوئے لڑائی نہایت ہی جانگداز اور کمال خونخوارانہ ہوئی۔ رومانیوں نے تقریباً نصف زاویہ قائمہ پر پیشقدمیاں لگاکر مورچہ پر جو تخمیناً تین سو گز بلند تھا چڑھنے کی کوشش کی۔ مگر ترک بندوقوں کے کندوں۔ کلہاڑیوں۔ کدالوں۔ الغرض جو چیز ہاتھ پڑی اُسی سے انکے سر کچل کر انکو نیچے گراتے جاتے رہے۔ ہمارے والی اور نیز دوسرے مورچوں سے کمک منگوا بھیجی گئی۔ مگر اُسکے زیادہ حصہ کی ضرورت نہ پڑی۔ باش طابیہ کو لے کر فتح کرنیکی دشمن نے یہ آخری کوشش کی پھر اُسے ایسا کرنیکی کبھی جرات نہ ہوئی۔

۲۰ اکتوبر کو دونوں فریق ایک یا دو گھنٹوں تک سخت گولہ باری کرتے رہے۔ ہم لڑائی کیلئے صف بستہ ہوگئے۔ مگر کوئی حملہ نہ ہوا۔ دشمن کے شیلوں سے ہماری پلٹن کے دس آدمی ضایع ہوئے۔ میری کمپنی کو کوئی گزند نہ پہونچا۔

۲۱ کو سارا دن بقاعدہ اور متفرق طور پر گولہ باری ہوتی رہی چند دنوں کے بعد پھر باری پھر شروع ہوگئی جو لڑائی کے اختتام اور اُس کے بعد تک برابر ہوتی رہی۔ اس دن انگلستان اور ٹرکی کے اتحاد کی نئی افواہیں ایسی پیرایہ میں اور ایسی تفصیل و توضیح کے ساتھ پھر مشتہر ہوئیں کہ جیک اور میں بھی انکو سچ ماننے پر مجبور ہوگئے۔ اور ایک دو گھنٹوں تک مسرت بے اندازہ سے ہماری عجب کیفیت ہی جیک نے اُسی خوشی میں کتیلی اوچگی کو ایسا اوندھا ہاتھ مارا کہ وہ چولہے سے گر کر ایک کتے پر

جا پڑی۔ جو اُسیوقت جل کر مر گیا۔ اور اُسکی لاش کو اُسکے دوسرے بھائیوں نے فوراً چٹ کر لیا۔ اس ہولناک نظارہ سے ہمیں سخت عبرت ہوئی۔ آخر ہم سے اور نہ زیادہ صبر نہ ہو سکا اور سفیع تردد کیلئے عادل پاشا سے دریافت کیا۔ اُس نے جواب دیا۔ یہہ سب خبریں محض غلط ہیں۔ رات کو خطرہ کی اطلاع کیلئے بگل نہایت زور اور تاکید سے بجایا اور ہم سب اُٹھ بیٹھے۔ حسن اتفاق سے عرصہ دراز کے بعد اُسی رات میری کمپنی کو وردی اُتار کر سونیکی اجازت ملی تھی۔ چنانچہ ہم عجیب و غریب ملبوسات شب خوابی میں باہر دوڑے آئے۔ بگل کے بجتے ہی جھٹ پٹ الاؤ روشن کر لیا گیا تھا۔ اُسکی روشنی سے میری کمپنی کی ہیئت کذائی دیکھکر سب نے بے اختیار اس زور سے قہقہے لگائے کہ رات گونج اُٹھی۔ ایک نے زنانہ لہنگا پہنا ہوا تھا۔ دوسرے نے صرف ٹوپی۔ تولیا اور بوٹ۔ تیسرے نے حمامی جانگیہ اور چوتھے نے صرف کمبل لپیٹا ہوا تھا وقس علی ذالک خطرہ کا اندیشہ غلط ثابت ہوا۔ مگر اُسکی طفیل کچھ دیر کیلئے دلچسپی دل لگی ہو گئی۔

۲۲ اکتوبر میرے لئے بہت بُرا دن تھا۔ میری کمپنی سامنے کی خندق میں تھی اور چند چرکس میرے ماتحت کر دئے گئے تھے۔ میں بعد دیر چوکیوں کے معائنہ کو گیا۔ اور چند گھنٹے بعد جب واپس آیا تو فوراً فریق کے پاس طلبی ہو گئی۔ وہاں مجھے معلوم ہوا کہ چرکسوں نے ایک بلغاری خاندان پر جو کیمپ سے باہر جا رہا تھا قاتلانہ حملہ کر کے عورتوں کو بیحرمت مردوں کو سخت زخمی اور ایک شیر خوار کو قریب المرگ کر دیا ہے۔ فریق نے اس پر مجھے سختی کے ساتھ لمبی چوڑی نصیحت کی۔ میں نے جواب دیا کہ میں اپنی ذمہ داری سے بخوبی واقف ہوں اور اُس سے پہلو تہی نہیں کرتا۔ لیکن میری التماس ہے کہ آپ اس امر کو بھی مدنظر رکھ لیں کہ جب یہہ امر وقوع میں آیا۔ اُسوقت میں ایک میل کے فاصلہ پر تھا اور اب ارنکاب سے تین گھنٹوں کے بعد اُسکی خبر سنتا ہوں۔ فریق کے جواب کا تقریباً حسب ذیل مدعا تھا۔ "اچھا جاؤ۔ مگر آئندہ کبھی ایسا نہ کرنا"۔ یہہ سنکر میں یہہ سوال کرنیکو بیتاب تو بہت ہوا کہ کیا اور بھی نہ کروں؟ مگر مصلحت وقت دیکھکر زبان کو دانتوں کے تلے دبا خاموش رہا۔ ایسے موقعوں پر اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی۔ خیر میری تو اتنے پر ہی مخلصی ہو گئی۔ مگر چرکسوں کی خلاصی مشکل تھی۔ اُنکے حق میں یہہ امر اور مضر تھا کہ وہ بلغاری خفیہ نہیں بھاگ رہے تھے بلکہ مشیر کی اجازت سے پلیونا سے رخصت ہوئے تھے اور ہماری انتہائی لائن تک کیوا سلطے اُنکے پاس تحریری اجازت موجود تھی کیونکہ عثمان پاشا اسوقت اس خیال سے کہ جتنے فالتو آدمی شہر سے نکلیں اتنا ہی بہتر ہے کئی بلغاریوں کو شہر سے نکلنے کی اجازت دیدی تھی۔ چنانچہ ۱۵ اکتوبر سے ۲۴ اکتوبر تک ایک سو خاندان شہر سے باہر بھیجدیئے گئے تھے۔ خارج

کا لفظ اسکی استعمال نہیں کرتا۔ کہ یہہ لوگ جانے پر خوشی سے رضامند تھے۔ اور اگر اجازت ہوتی تو کتنا عرصہ پہلے کے چلے گئے ہوتے۔ ان بدمعاشوں میں سے ایک کی پاؤں پر اتنی زبید لگائی گئے کہ تلووں کا گوشت شربت کے قوام کیطرح ہوگیا۔ دوسرے کو بید کی سزا دیکر شہر میں بازار صاف کرنیکی ذلیل خدمت پر لگا دیا گیا۔ اور باقی دو کو ایک مہینہ تک حوالات میں رکھا گیا۔ میرا میجر مجھ سے گھنٹہ سوا ایک بگڑا رہا۔ مگر میں نے معافی مانگ کر بقول تمہیں سیمور مجھ بانہ شوخ چشمی سے جسے میں نے اکثر کارآمد پایا ہے بگڑوں کا ایک پیکٹ جو ایک خاتون کے ان تحائف سے جو مجھے شہر کی پہلی اقامت میں دیئے گئے تھے بچا ہوا تھا اسکی نذر کر دیا۔ وہ تحفہ لیکر ہنس پڑا۔ اور پھر کبھی اس معاملہ کیطرف اشارہ نہ کیا۔ کرنیل نے میری طرف ایسی غضب آلود نگاہ سے دیکھا کہ شادی[1] کرنے سے پہلے کبھی کسی نے مجھ ایسی نگاہ سے نہ دیکھا تھا۔ اور ایک گھنٹہ کے بعد مجھ سے آکر چند سگرٹ "قرض" لئے۔ بریگیڈیر نے مجھے کچھ نہ کہا۔ گو میں نے سن لیا کہ وہ سخت خفا ہو مار رہا تھا۔ اس معاملہ کی چوطرفہ دوہائی مچ گئی تھی۔ کیونکہ اسکی خبر مشیر کو بھی کر دیگئی۔ اور شہر میں عجب کھلبلی پڑ گئی تھی۔ میں جانتا تھا کہ میری طرح آصف۔ تراب۔ اور سیمور کو بھی کوئی خبر نہیں۔ بدمعاشوں نے پوری احتیاط کر لی تھی کہ انکی بدمعاشی کو کوئی دیکھ نہ لے۔ تاہم میں نے کمپنی افسر کی حیثیت میں ان سے جواب طلب کیا اول الذکر دونوں تو اسی طرح دم بخود رہے جیسا کہ میں فریق کے سامنے رہا تھا جس سے مجھے کسی قدر آزردگی سی ہوئی۔ مگر خواہ میں لاکھ کوشش کرتا جبکہ کے ساتھ حاکمانہ وضع قائم رکھنا محال تھا۔ اس نے فوراً جواب دیا۔ "دوست میری طرف دیکھو۔ یہہ وحشیانہ ہائے ہائے کیسی مچا رکھی ہے مجھ اس معاملہ کی اتنی ہی خبر ہے جتنی تمکو کسی ایسے کی ہو سکتی ہے جو ابھی تک ماں کے شکم میں ہے۔ اس بکواس کو چھوڑ کر مجھے تمباکو کا ایک سلفہ دو۔ میں نے چار دن سے ایک کش بھی نہیں لگایا۔ اور اس معاملہ کو نسیاً منسیا کر دو۔" اسی شام ہم سب پھر بدستور بے تکلف دوست ہو گئے۔

۱۲ اکتوبر کو سارا دن سخت گولہ باری ہوتی رہی۔ میری کمپنی سے دو آدمی ضایع ہوئے۔ ہم صبح سے شام تک صف بستہ رہے۔ مگر کوئی حملہ نہ ہوا۔ اس دن ہمیں معلوم ہوا کہ روسی اپنے دائیں اور بائیں بازو کو علی الترتیب پلیونا کے شمال اور جنوب میں مغرب رویہ بڑھا رہے ہیں۔ تاکہ اس طرح بڑھتے بڑھتے دونوں کو عبور کر کے پلیونا کی مغرب کی طرف دونوں بازوؤں کو ملا کر حصار کو مکمل کر دیں۔ وید بانی کے زینہ سے ہم نے اپنے مورچہ سے

[1] مسٹر ہربرٹ ازراہ ظرافت یہہ بتا رہے ہیں کہ شادی کے بعد تو بیوی صاحبہ نے ایسی نگاہوں کو معمولی بات بنا دیا۔ مترجم

شمال اور شمال مغرب کی طرف بفاصلہ دو میل روسیوں کو حرکت کرتے دیکھا۔ دن کو سردی تھی اور خفیف سی برفباری ہوتی رہی۔ رات کو ہمیں خبر ملی کہ مشیر نے سلطان سے پھر اجازت مانگی ہے کہ ابھی وقت ہے اگر حکم ہو تو پلیونا کو چھوڑ کر ارخانیہ کو صدر مقام اور مرکز بنالوں اور اس فوج سے جو درہ بابا فوناق کے جنوب میں محمد علی پاشا کے زیر کمان جو اسی غرض کیلئے ۲ راکتوبر کو سر اکرم کے عہدہ کا چارج سلیمان کو دیکر حسب الحکم صوفیا کو گیا ہے جمع ہو نیوالی ہے۔ جاملوں۔ مگر سلطان المعظم نے بذریعہ تار اس تجویز کو مسترد کر کے جواب دیا کہ "پلیونا کو جنگی اور پولیٹیکل دونوں لحاظ سے ایسی شہرت ہوگئی ہے کہ تم کو بہر حال وہیں ٹھہرا رہنا چاہیئے"۔ اور پھر اسکے ساتھ ہی بدستور سابق مدد و کمک بھیجنے کا وعدہ کیا۔ ہم کو چونکہ اپنے بادشاہ کے وعدوں پر ابھی تک پورا بھروسہ تھا۔ اس انکار سے ہماری شگفتگی میں کوئی فرق نہ آیا۔ بعد میں (جبکہ میں روس میں مقید تھا) مجھے معلوم ہوا کہ ۲۵ راکتوبر کو یعنی روسیوں کے حصار کے مکمل ہو جانے سے ایک دن بعد سلطان المعظم نے اپنی رائے بدلکر عثمان پاشا کی تجویز کو منظور کر کے پلیونا کو خالی کرنیکی اجازت دیدی تھی۔ مگر اس اجازت کا ہم کو پلیونا میں علم تک نہ ہوا کیونکہ روسیوں نے ایکدن پہلے چوطرفہ گھیرا کر کے تار کے سلسلوں کو کاٹ دیا تھا جس سے وہ پیغام مشیر تک نہ پہونچ سکا۔ افسوس! اسد فعہ بھی منظوری ہوئی تو ٹھیک عین وقت مناسب کے گذر جانے کے بعد!

۲۴ راکتوبر کو خط مدافعت کے تمام حصوں پر سارا دن سخت گولہ باری ہوتی رہی۔ شام کو ہم نے سنا کہ کرشین اور طرنیا کے درمیان سخت لڑائی ہوئی۔ اور کہ اگرچہ روسیوں کو پے در پے سپاہ کیا گیا۔ اور ایکدفعہ وہ اپنی ایک سالم رجمنٹ کا اسباب جلدی میں سپاہ ہوتے وقت ترکوں کے ہاتھ میں چھوڑ گئے۔ تاہم آخر کار وہ طرنیا کے اردگرد کی پہاڑیوں پر قابض ہونے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ اس معرکہ آرائی میں تیسری لڑائی کے بہادر شیروں تو فیق پاشا اور یونس بک نے مرداگی کے پورے جوہر دکھائے تھے۔ ترکوں کے ایک اور دستے کے اس سے گمشدہ ضایع ہوئے۔ اسی دن رومانویوں نے گورنا نسٹر و پولی اور ڈولنا نسٹر و پولی جو دونوں مقام ترکی کمپ کے حدود سے باہر تھے بلا مزاحمت قبضہ کر لیا۔ شام کے قریب کمپ میں سخت تردد اور تشویش پھیل رہی تھی۔ اسوقت پے در پے متوحش خبریں سننے میں آئیں عثمان پاشا شفقت سے تار کے ذریعہ ابھی گفتگو کر رہے تھے کہ روسیوں نے ارخانیہ کا سلسلہ تار برقی کاٹ دیا۔ کرشین مورچوں کے دیدبانی بلوں اور پہاڑیوں کی چوٹیوں پر کی ہوائی چکیوں پر جو دیدبان مقرر تھے۔

انہوں نے خبر دی کہ مغرب میں وہاں پھیلا ہوا ہے اور گولہ باری ہو رہی ہے۔ کرنیل ولی بک نے ٹولنا دوبنیک سے بایں مضمون پیغام بھیجا کہ گورنا دوبنیک کا راستہ منقطع ہو گیا ہے۔ دونوں مقامات کے درمیان کی سڑک پر غنیم کی زبردست جمعیتیں قابض ہو گئی ہیں اور گورنا دوبنیک کے قریب سخت لڑائی ہوئی ہے۔ قصہ مختصر ہم پھر باقی دنیا سے علیحدہ ہو گئے اور اسی علیحدگی میں ہوئی کہ آخری وقت تک دنیا نہ ہوئی۔ آخانیہ کی سڑک ترکوں کے قبضہ سے ہمیشہ کیلئے نکل گئی۔ اور پلیونا کے گرد و نواح کا ہالہ کامل ہو گیا۔ کیونکہ گرلو کے جانشین جنرل آرنولڈی کے زیر کمان دسی ڈویژن کی پوزیشن آخانیہ سڑک کے اس حصہ پر جو گورنا دوبنیک اور دوبنیا کے درمیان تھا قابض ہو گئی تھی۔

ان متوحش خبروں کا دہشت انگیز اثر زائل ہونیکے بعد سپاہ کی طبیعتیں جلد پھر مستحکم ہو گئیں۔ انکو حوصلہ تھا کہ ہمارے بادشاہ نے شاہانہ قول و عہد کیا ہوا ہے کہ نہ فقط رسد اور پوشاک کے قافلے بھیجکر ہی بلکہ زبردست کمکی فوج سے بھی جو سابق سردار اکرم محمد علی پاشا السینا موشخص کی زیر کمان اور اہتمام سے تیار و مرتب ہونیوالی ہے مدد کیجائیگی۔ محمد علی پاشا کی نسبت سب کو علم تھا کہ خواہ اسکی فوجی قابلیت کیسی ہو۔ اس کام میں وہ اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ اور صرف وہی ایک ایسا آدمی ہے جو حد درجہ دیانت دار اور ایشیائی تساہل۔ بددیانتی اور خیانت سے کوسوں دور ہونیکی وجہ سے سلطنت یلدیز کے سفارشی پاشاؤں کے ملعون انتظام کی برائیوں اور نتائج بد سے جو ہر جگہ نمایاں ہو رہے تھے بچا سکتا ہے۔ باقی رہا سلطانی وعدہ۔ سو اگر بادشاہ کے حلفیہ وعدہ پر اعتبار نہ کیا جائے تو بتاؤ دنیا میں اور کس کے قول پر بھروسہ ہو سکتا ہے۔ سب یہی خیال کرتے تھے کہ یہ کبھی ممکن نہیں قوم ان تین شاندار معرکوں میں فتحیاب رہنے والی پلیونا فوج کو جنہوں نے پلیونا کو نام دنیا کے اسکے تمام حصوں میں جہاں تاریخی اور اہم کا ذکر ہے مشہور کر دیا تھا۔ بالکل فراموش کر دینگے۔ ہم کو اطلاع پہونچگئی تھی کہ سلطان المعظم کے تمام ممالک محروسہ کے قصبہ قصبہ اور موضع موضع میں عثمان فاتح کی بہادری اور شجاعت کے گیت جنکا مترادف یہ مصرعہ تھا "پلیونا کبھی فتح نہیں ہوگا" قہوہ خانوں۔ تفریحگاہوں اور کوچہ و بازار میں سینکڑوں مشتاق سامعین کے سامنے گائے جا رہے ہیں۔ ہر فرد بشر کو پلیونا اور عثمان کے سوائے اور کوئی ذکر نہیں ہے بچے تک گلیوں میں پلیونا کے میدان کی نقل اتار رہے ہیں۔ اور مسجدوں میں نمازیوں کا جن میں زیادہ تر مستقلات ہوتی ہیں ہجوم رہتا ہے۔ اور وہ مالک فتح و شکست کے حضور گڑگڑا کر التجائیں کرتے رہتے

ہیں کہ اُنہی خدائے برتر و اعلیٰ جس طرح تواتر تک ملک مذہب کے حامیوں کی مدد و نصرت کرتا رہا ہے
اسی طرح آئندہ کی لڑائیوں میں بھی اُنکی دستگیری اور یاوری کریگا۔ دوسرے لوگوں کی طرح ہم کو بھی
کئی چیزوں پر بھروسہ تھا۔ خدا پر بھروسہ تھا کہ وہ ہماری حفاظت و حمایت کریگا۔ رسول پر بھروسہ
تھا کہ خداوند کی بارگاہ میں ہماری طرف سے شفاعت و سفارش کرینگے۔ سلطان المعظم پر بھروسہ تھا کہ
وہ اپنے وعدہ کو پورا کرینگے۔ قوم پر بھروسہ تھا کہ وہ ہماری مدد کریگی اور سب سے آخیر ہم کو خود اپنی قوت
و ہمت پر بھروسہ تھا کہ ہم اس آزمایش اور ابتلا سے ضرور باہر نکلیں گے۔ اور یہ آخری بھروسہ ہی
وہ دقیق عنکبوتی ہے کہ جب تک انسان میں سمبھالی۔ اخلاقی اور دماغی ہمت و قوت باقی رہے وہ اُسکا ساتھ
نہیں چھوڑتا۔ جسوقت تاریک ترین مایوسی پیدا ہوگئی ہو اور امید کیلئے کوئی جگہ باقی نہ رہ جانے سے صرف امید
تک کرنا بھی مجنونانہ فعل ہوگیا ہو۔ اور عزت کے سوا کہ اور سب چیزوں کا خاتمہ ہوچکا ہو۔ اُسوقت بھی انسان
میں انسانی شان و شوکت اور دلاوری کے اعلیٰ ترین معراج پر چڑھنے کی قوت باقی موجود ہوتی ہے۔ اسی
بلندی پر پلیونا کی عثمانیہ فوج اس زمانہ میں پہونچگئی ہوئی تھی جسکا اختتام اُس دن ہوا۔ جبکہ ہم نے
آزادی اور مخلصی کیلئے وہ شاندار آخری کوشش اور وہ عظیم الشان داؤ کیا تھا جو قیامت تک تاریخ عالم
کے بےنظیر اور کمال بہادرانہ کارناموں میں شمار ہوتا رہیگا۔ زندگی بذاتہا کچھ چیز نہیں۔ یہہ موت ہے جو اُسکی
وقعت قدر و قیمت مقرر کرتی ہے۔ چنانچہ ہم سب نے فرداً فرداً اور بالاجماع اپنے دلوں میں یہہ عزم بالجزم
کر لیا تھا۔ کہ اگر میدان ہمارے ہاتھ سے گیا بھی۔ تو تب ہی جائیگا۔ جب موت نے ہماری زندگیوں پر
یہہ مہر لگادی کہ "وہ دست طور پر صرف ہوئی ہیں"۔ (یعنی جب تک جان ہے۔ میدان دشمن کو نہیں دینگے)
ہم خدا پر پورا بھروسہ کیے ہوئے تھے۔ مگر ساتھ ہی اپنے بارود کو خشک رکھنے میں ساعی تھے یعنی نگہبانی
چوکسی اور مستعدی میں بدستور سابق مصروف تھے۔ جس گبر نے اپنے ملعون جسم کا ذرا سا حصہ بھی دکھانے کی
جرات کی۔ قضا اُسکے سر پر کھیل گئی۔ ہماری گولیاں اُسکو دم زدن میں جہنم واصل کردیتیں۔ ہم کو معلوم تھا کہ
سامان خوراک کافی موجود ہے اور فی الواقع تھی بھی یہی بات۔ البتہ نمک۔ نمک اور بوٹوں کے سوائے
پلیونا کی مساجد میں ہر ایک چیز کا ذخیرہ وافر اور بافراط موجود تھا۔ صرف ان تین چیزوں کی کسی قدر قلت
تھی۔ ان سب باتوں سے ہم کو اس قدر حوصلہ تھا کہ باوجودیکہ مسلسل برف اوس پڑ رہی تھی۔ اور اس
سخت زمستان میں جسکی سختی قطب شمالی کی سردی سے کم نہ تھی ہم کو ہر وقت باہر سونا پڑتا تھا۔ سر ہو

جسم کو چیرے ڈالتی تھی۔ رہنے کی جھونپڑیاں اور خانے تقریباً بے سقف اور خالی از آسائش تھے اور بیماری خوفناک سرعت سے پھیل رہی تھی۔ مگر انمیں سے کسی چیز سے بھی ہمارے حوصلے کمزور نہیں ہوئے تھے۔

۲۴ اکتوبر کو جو کچھ دراصل طلش اور گورنادو ینک میں واقع ہوا تھا۔ اسکی خبر ہمیں ہفتہ بھر بعد جا ہوئی تھی چونکہ تاریخ مذکورہ اس باب سے متعلق ہے میں اس قابل یادگار گر سنحوس دن کے واقعات کا خلاصہ درج کئے دیتا ہوں۔ اس غرض کیلئے سلسلہ سخن بتسیری لڑائی سے شروع کرنا پڑیگا۔

اس قسیری لڑائی کی شکست فاش سے روسی کمانڈروں کے چھکے چھوٹ گئے تھے۔ اس حملے کیلئے بڑی لمبی چوڑی تیاریاں کیگئی تھیں۔ اسکو کامیاب ہوجانیکا بڑے بڑے دعوے کئے جارہے تھے۔ ہم نیز کل دنیا بڑے اشتیاق سے اسکا انتظار کرتی رہی تھی پہلی دو فاش ہزیمتوں سے خود اپنے ملک میں بے اطمینانی اور دیگر ممالک میں غیر مہم کی بدنامی ہورہی تھی۔ اسکو تدارک محاربہ کو ایک ہی ضرب سے ختم کرنے اور نیز بنوک سنگین موجہ بند مقامات کو فتح کر لینے کا سہرا اپنے سر باندھنے کیلئے جو ۱۸۶۴ء کی محاربہ دنمارک میں مقام ڈوپل کی فتح کے بعد ابھی تک جرمن فاتحین کے سر پر ہی تھا۔ پلیونا کو دہلا کر کے فتح کرنیکی زور شور سے کوشش کیگئی تھی۔ مگر اس میں روسیوں کو ذلت بخش ہزیمت اٹھانی پڑی۔ انکے افسر سراسیمہ ہوگئے۔ نا رکو اسکی ضمیر نے اس لاانتہا خونریزی پر جو ابتک ہوچکی تھی۔ حالانکہ لڑائی کا آغاز ہی دراصل ابھی شروع ہوا تھا۔ ملامت کرنی شروع کردی۔ اسکی سلطنت میں اندرونی مشکلات حادث ہوگئیں جنکا انتظام فقط شاندار فتوحات سے ممکن تھا۔ اور صاحب غور و فکر روسیوں کو ان "عیسائیوں" کی درست قدر و منزلت جنکی مدد کیلئے وہ آئے تھے اب معلوم ہوگئی تھی۔ محاربہ کو ترک کرنے سے اپنے ملک اور یورپ کی نگاہ میں سلطنت کی عزت خاک میں ملتی تھی۔ اور موجودہ روش پر اسے جاری رکھنا بتدریج کل روسی سپاہ کو معدوم کرانا تھا۔ ابتک ہی پچاس ہزار آدمی وحش ظلم و سفاکی کے بے رحم دیو[1] کے بھینٹ چڑھ چکے تھے۔ جو عیسوی تہذیب و شائستگی کی ترقی میں ہاروج ہونیکی وحشیانہ جسارت کر رہا تھا۔ اور خود اسکا اس سے صرف چوتھا حصہ ہی نقصان ہوا تھا۔ اب ضرورت اس امر کی تھی کہ اس مسلمان ملیشیہ کے مقابلہ کیلئے کوئی مرد میدان بہم پہونچایا جائے چنانچہ اس خوار کن شکست کے بعد جس نے روسی عزت کو سخت دھبہ لگا دیا تھا عین لڑائے وقت پر زار کو اس شخص کا خیال آگیا جس نے ۲۳ برس پہلے دنیا میں اپنے نام کی

[1] یہ فقرہ مسٹر سربٹ از راہ ظرافت لکھتا ہے کیونکہ روسی بنام خود عیسوی تہذیب کی اشاعت کیلئے مبعوث ہوئے تھے۔ پس جو شخص اس میں ہارج ہوتا تھا وہ (یعنی عثمان) انکی نظروں میں سفاکی کے مجسم دیو سے کم نہ تھا۔ مترجم

وہاک باندہ دی تھی اور اس محاربہ کے ابتدا میں اُسکی طرف بہولے سے بھی توجہ نہیں کیگئی تھی - یہ شخص کون تھا؟ **ٹوڈل بین محافظ سا سٹوپل** - جس سے بڑھکر لائق جنگی انجنیر زمانہ کو تبتک دیکھنا نصیب نہیں ہوا - اس پائدار نقب محافظی کے ساتھہ فاتح پلیونا کا خطاب بھی اُسکی نوشتہ تقدیر میں نقش تھا جو اُسے مل گیا - اس عالیشان خطاب کا جنیل گاتسکی بھی صرف اس بنا پر دعویدار ہے کہ ۱۰ اردسمبر کے منحوس دن کو عثمان اور اُسکی فوج نے جنیل مذکور کے سامنے ہتھیار رکھہ دیے تھے - مگر یہ اُسکا سوائے خام ہے - اصل مستحق وہی ہے جس نے عثمان کو ہتھیار رکھنے پر مجبور کیا تھا[۱۱۲] -

وہی ٹوڈل بین جسکو مئی میں بالکل فراموش اور نظر انداز کر دیا گیا تھا جب ۱۷ ستمبر کو زار کے مقام ہیڈکوارٹر گورنا سٹوبن میں پہنچی تو اس کی فوجی عزت اور نیکنامی کی مسیحا کی حیثیت میں اُسکی آؤ بھگت کیگئی - ۱۸ ستمبر کو وہ بمقام پوردوم پہونچی جسے اُس نے ابتدا میں اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا - بعد ازاں فتح پلیونا تک اُس نے علیحدہ ہی رہائش رکھی - ۱۴ اکتوبر کو زار نے شاہی یوکیس (فرمان) صادر کر کے ٹوڈل بین کو روسی مغربی فوج کے کمانڈر پرنس چارلس والی رومانیا کا "پاش مشتینک" (ایجوٹنٹ - نائب) یعنی دراصل فوج کا پورا کمانڈر مقرر کیا - کیونکہ شاہزادہ صرف نمائشی طور پر کمانڈر تھا - دراصل اُسکی کمان صرف اپنی ہی فوج تک محدود تھی - ٹوڈل بین کو افسروں کا الگ سٹاف دیا گیا اور جنیل پرنس امرت انسکی کو سٹاف مذکور کا اعلیٰ افسر - جنیل تیلنگ کو اعلیٰ انجنیر اور جنیل ولر کو توپخانہ کا اعلیٰ افسر بنایا گیا - سٹاف میں اور بھی کئی اعلیٰ لیاقت اور خدمت کی تربیت یافتہ آزمودہ کار انجنیر تھے - جنیل سٹولیتوف تک بظاہر شاہزادہ چارلس کے سٹاف کا اعلیٰ افسر اور دراصل اعلیٰ کمانڈر تھا - اپنے اصلی عہدہ یعنی چیف کی کمان پر جس پچھلے دنوں کریلو کمانڈر ہاتھا چلا گیا اور کریلوو کے مغربی کنارہ پر کیولری کا اعلیٰ افسر ہو گیا - مغربی فوج کے حفظان صحت کیلئے بھی کئی لائق اور مشہور اطبا منگوائے گئے - روسی کیمپ کی صحت تر کی کیمپ سے بھی بدرجہا بہتر تھی - یہ کوئی تعجب خیز امر نہیں - روسی پہلے درجہ کے شراب خوار اور ترک مطلقاً نارک الخمر ہوتے ہیں اور صفائی کے مقابلہ میں آخر الذکر

---

[۱۱۲] بعض رومانویوں نے تو اس بارہ میں اور بھی کمال کر دکھایا ہے - وہ اپنے ایک کرنیل مسمی چرکیس کو فاتح پلیونا لکھہ رہے ہیں - ناظرین حیران ہونگے کس بنا پر؟ محض اس بنیاد پر کہ عثمان کے زخمی ہونے پر جب رفقاؤں کو دوپل کے قریب ایک جھونپڑے میں لیگئے - اور سفید جھنڈا کھڑا کر دیا گیا تو اُسوقت سب سے پہلے یہی کرنیل مجروح شیر پلیونا کے پاس پہونچا تھا - مصنف -

روسیوں کے مقابلہ میں پاکیزگی کے مجسم فرشتے دکھائی دیتے ہیں۔ ڈاکٹر کوچ کو جو فوجی صفائی صحت کا انتظام میں علاقۂ زمان سمجھا گیا ہے۔ اعلیٰ الہی معائن مقرر کیا گیا۔

جنرل ٹوڈل بن کی رائے تھی کہ پلیونا صرف اس طرح فتح ہو سکتا ہے کہ اسکی چاروں طرف پورا گھیرا ڈال لیا جائے۔ بنوک سنگین فتح کرنیکی کل کوششوں کا وہی انجام ہوگا جو ۱۱ ستمبر کی کوشش کا ہوا تھا۔ بنوک سنگین فتح کرنا تو درکنار۔ باقاعدہ محاصرہ (یعنی پورا گھیرا ڈال کر بتدریج محصورین کیطرف پیشقدمی کرتے رہنا اور آخرش انکو تنگ آمد بجنگ آمد کرکے بزور شمشیر مغلوب کرلینا) کا سوال بھی خارج از بحث ہے۔ پلیک توتر کی کمپ بہت وسیع ہے۔ شرقاً غرباً اور شمالاً جنوباً اسکا طول سات میل مربع۔ اور خط مدافعت کی کل انتہائی لائینوں کا طول تیس میل ہے۔ دوسرے تیس گراں وزن توپوں کے سوا ہمارے پاس کوئی قلعہ شکن اور محاصرہ کا توپخانہ نہیں۔ اور اگر اُسے اب منگوایا جائے تو راستہ کی طویل مسافت سڑکوں کی موجودہ حالت اور بلغاری زمستان سوزندہ سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ وہ کئی مہینوں تک یہاں نہیں پہونچ سکیگا۔" گرینڈ ڈیوک نکلس۔ گورکو۔ سکوبیلاف اور کئی دیگر افسروں نے اس رائے کی سخت مخالفت کی۔ مگر ٹوڈل بن اپنے ارادہ پر قائم رہا اور آخیر تک اس سے بال برابر انحراف نہ کیا۔ سٹولیٹوف اور اسکے ماتحت افسر جن میں سے ہر ایک عثمان کو زیر دست ہاتھ کے مہیب دھپڑوں کا ذاتی طور سے تجربہ کر چکا تھا۔ ٹوڈل بن سے بدل و جان متفق الرائے اور اسکی تجاویز کی تعمیل میں جانفشانی سے ساعی تھے۔ ترکوں پر حملہ کرنے کے نام سے انکی روح لرزتی تھی۔ زار بھی اوّل سے آخر تک ٹوڈل بن کے ساتھ متفق الرائے رہا۔[۱۱۳]

[۱۱۳] باوجود کوشش مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا پرنس چارلس اور رومانوی کمانڈر جنرل چیفات ٹوڈل بن کے تجاویز سے متفق تھے یا مخالف۔ میرے قیاس میں بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ انکی رائے کسی نے پوچھی ہی نہ تھی۔ روسی اور رومانوی سرداروں اور افسروں کے باہمی تعلقات چنداں دوستانہ نہ تھے۔ اور بتدریج زمانہ سے اور زیادہ بگڑتے گئے یہاں تک کہ ۱۸۷۷ء کے شروع میں صورت ایسی نازک ہوگئی کہ دونوں ملکوں (روس و رومانیا) کی آپس میں ہی چھیڑ جانیکا اندیشہ ہوگیا۔ اور برعکس اسکے (بقول بعض افسر معترض مسمی فش جس نے) رومانوی فوج کے حالات قلمبند کئے ہیں، انکی اور سربیا کے باہمی تعلقات بالکل دوستانہ ہوگئے۔ کرنیل بیکن بھی روسیوں اور رومانویوں کے کشیدہ تعلقات کا ذکر کرکے اس بارہ میں اپنے ہموطنوں کو نہایت بیمحل اور نامناسب نصیحت کرتا ہے۔ شروع نومبر میں ایک رومانوی فراری نے خود میرے روبرو بیان کیا تھا کہ روسی اور رومانوی سپاہیوں کی اکثر آپس میں ہنگامہ کشتی ہو جاتی ہے اور ہر دو ممالک کے افسر اور سپاہی دونوں

ٹوٹل ہیں کو موقع پر پہنچتے ہی جلد معلوم ہوگیا کہ مزید کمک کے بغیر عصاناً اور پوری طرح شروع کیا جاسکتا ہے اور نہ قائم رکھا جاسکتا ہے۔ اس پر پرنس پیٹر برگ سے شاہی گارڈ اور گولندازوں کی خاص فوج منگوا بھیجی گئی اور انکے پہونچنے تک باش طائفہ کے رومانوی حملوں اور کیولری کی اُن ناکام کوششوں کے سوائے جو اس نے پلیونا میں کمک اور سد نہ داخل ہونیکے لئے کی تھیں۔ اور جنکا اوپر مفصل ذکر ہوچکا ہے تین ہفتے بیکاری میں بسر کئے گئے۔ ۱۰ اکتوبر کو گارڈ دسمٹسوا میں پہونچگئی۔ اور دو دن بعد مغربی فوج سے آملی۔ اس پر ایک خاص دستہ پلیونا کے مغرب کیطرف حصار کو مکمل کرنیکے لئے بنایا گیا۔ اور جنرل گورکو کو جو بلقان کی مشیقدمی سے شہرت حاصل کرچکا تھا اور نہایت ہی بیباک۔ دلیر اور خطرناک اور جان جوکھوں کے کاموں اور مہموں کا بڑا دلدادہ تھا۔ دستہ مذکور کا کمانڈر بنایا گیا۔ جسکی جمعیت اور ترتیب حسب ذیل تھی۔

گارڈ کورکوز (شاہی گارڈ کا دستہ)

انفنٹری :- ۳- ڈویژن

۱- شاسرس کا بریگیڈ

کیولری :- ۱- ڈویژن

۱- رجمنٹ کاسکوں کی

آرٹلری :- ۹۶- توپیں میدانی توپخانہ کی

۱۸- توپیں اسپیی توپخانہ کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۴۱- ایکدوسرے سے سخت نفرت رکھتے ہیں۔ اسکا بیان تھا کہ روسی افسروں کا رویہ اور برتاؤ ناقابل برداشت"۔ اور سپاہیوں کا "بالکل وحشیانہ ہے"۔ اسوقت کے اکثر اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ "روسی رومانیا میں اس طرح برتاؤ کرتے تھے۔ جیسے وحشی فاتحین کسی مفتوح ملک میں کرتے ہیں"۔ مزید قابل غور یہ امر ہے کہ باش اور قفلی طائفوں کے ترکی اور رومانوی سپاہیوں میں دوستانہ میل ملاپ ہوگیا ہے اوپر ذکر کرچکا ہوں۔ وہ اسی وقت سے بند ہوگیا جبکہ رومانوی سپاہ کی جگہ قفلی طائفہ میں روسی سپاہی آگئے۔ ان باتوں سے ہم پلیونا کیمپ والوں کی یہی رائے ہوتی ہے کہ رومانوی رعیتوں کی طرفداری کرنے سے چوکتے رہے ہیں۔ اور ان کو اس امر کا علم ہے۔ کہ ترکی سے اُن کو کبھی شاکی ہونے کا موقع نہیں ملا تھا۔ مصنف

میزان ۴۰ پلٹنیں۔ ۱۳۰ رسالے۔ ۱۱۴ توپیں
آرنوائڈی کی زیر کمان فوج (جو سانفا کریلو کے ماتحت تھی)

انفنٹری ۷ رومانوی پلٹنیں
کیولری:- ۸ رومی رجمنٹیں
۶ رومانوی رجمنٹیں
آرٹلری:- ۸ توپیں میدانی توپخانہ کی
۳۰ توپیں اسپی توپخانہ کی

میزان ۷ پلٹنیں۔ ۶۲ رسالے۔ ۳۸ توپیں

لوتسکاریف کے کیولری ڈویژن میں ۱۸ رسالے اور ۱۲ توپیں تھیں یعنی گورکو کے زیر کمان دستہ میں کل ۷۴ پلٹنیں۔ ۱۱۰ رسالے اور ۶۴ توپیں تھیں۔

اس جرار فوج کے مقابلہ پر ۲۴ اکتوبر کو احمد حفظی کے ڈویژن میں صرف ۷ پلٹنیں۔ ۴ رسالے اور ۱۰ توپیں تھیں۔ ۲۳ اور ۲۴ اکتوبر کی درمیانی رات کو گورکو کی فوج نے ارخانیہ سڑک کے تین موقعوں جوڈولناڈوبنیک اور گورناڈوبنیک۔ گورناڈوبنیک اور طلش۔ اور طلش و رادومرتزی کے درمیان تھے قبضہ کر لیا۔ اور فوج مذکور کے ان تینوں حصوں نے سڑک کے دونوں طرف رُخ رکھا۔

گورناڈوبنیک پر حملہ کرنیکے لئے ۲۰ پلٹنیں۔ ۶ رسالے (۲ ہزار آدمی) اور ساٹھ توپیں منتخب کیگئیں۔ انکے مقابلہ پر احمد حفظی پاشا اور اسکا نائب عزت بک کے پاس اس جگہ فقط چھ پلٹنیں اور چار رسالے (ساڑھے تین ہزار آدمی) اور چار توپیں تھیں۔

طلش پر جہاں حقی پاشا کے زیر کمان جسکے پاس کیولری مطلقاً نہ تھی ۹ پلٹنیں (تین ہزار آدمی) اور چار توپیں تھیں حملہ کرنیکے لئے چار پلٹنیں اور ۲۲ رسالے (۶۵۰۰ آدمی) اور ۲۰ توپیں منتخب کی گئیں۔ رادومرتزی اور ڈولناڈوبنیک کی نسبت فیصلہ کیا گیا کہ انکی برخلاف صرف نمائش کرنے پر اکتفا کیا جائے حملہ نہ کیا جائے۔

گورناڈوبنیک پر ۲۴ اکتوبر صبح کے آٹھ بجے دھاوا شروع ہوا۔ اور برابر دس گھنٹوں تک ۳۵۰۰ ترک چار توپوں سے مردانہ وار کامیابی کیساتھ ۲۰ ہزار روسیوں اور انکی ساٹھ توپوں کا مقابلہ کرتے رہے احمد حفظی سے پلیونا فوج کو جو امیدیں تھیں وہ اس نے کامل طور پر پوری کیں اور اسکے سپاہیوں نے شجاعت مردانگی کے وہ جوہر دکھائے کہ رستم و اسفندیار بھی دیکھ کر دنگ رہجاتے۔ مگر شام کے

دو روسی رجمنٹیں تاریکی سے فائدہ اُٹھا کر بڑے ترکی موچہ میں داخل ہوگئیں اور اچانک حملہ کر کے اُسکو فتح کر لیا۔ اُدھر ترکی فوج کے پاس کارتوس ختم ہوگئے۔ ۱۵ سو سپاہی اُسوقت تک شہید اور مجروح ہو چکے تھے۔ اِس پر احمد حفظی پاشا اور عزت کو باقیماندہ دو ہزار سپاہیوں سمیت مجبوراً ہتھیار رکھ دینے پڑے۔ روسیوں نے ترکی افسروں کو گولیوں سے اُڑا دینے کا انتظام کر ہی لیا تھا اسکی وجہ مجھے ابتک معلوم نہیں ہو سکی) کہ عین آخری لمحہ گورکو کے موقعہ پر پہونچ جانے سے اُنکی جانیں بچگئیں۔ کاسکوں نے کئی جھونپڑیوں کو جن میں مجروح پڑے تھے آگ لگا کر کئی سو عاجز و بیکس دست و پا بریدگان کو زندہ جلا دیا۔ اور جب احمد حفظی پاشا نے انسانیت کا واسطہ ڈال کر گورکو سے آتشزدگی کو بجھانیکے احکام صادر کرنے کی استدعا کی تو آخر الذکر نے تحقیقات کرنیکا وعدہ کر کے عملی طور پر کچھ نہ کیا۔ اور آگ خود ہی سمجھ کر جب فرو ہوئی اسمعلیہ کی خبر چشمدید شاہدوں کی زبانی بعد میں مجھ خاکسار کو میں ملی تھی۔ روسیوں کے ۳۴۰۰ قتل اور زخمی ہوئے یعنی فوج محافظ کے ہر ایک سپاہی نے بالاوسط حملہ آوروں کا ایک ایک آدمی قتل یا ناکارہ کیا۔ اِس معرکہ میں نقصان کی نسبت شریک کارزار سپاہ بہت ہی زیادہ رہی۔ یہ نسبت تقریباً وہی تھی جو ایک کو پانچ سے ہے۔ بہرحال اِس معرکہ میں نہایت ہی سخت لڑائی ہوئی۔ اور اِس سے ترکوں کے سر پر نکبتی اور سرخروئی کے اور سہرے بندھ گئے۔ اِس لڑائی اور نیز ۳۱ ستمبر کے معرکہ آوچہ اور پلیونا کی دوسری اور تیسری لڑائیوں سے یہ نتیجہ صاف برآمد ہوتا ہے کہ ایک ترکی کمپنی جنگی قدر و منزلت میں ایک روسی پلٹن کے اور ترکوں کی ایک توپ روسیوں کی ایک باٹری کے برابر تھی۔

اُسی دن (۳۰ اکتوبر) روسیوں نے طلش پر متواتر حملے کئے مگر وہاں کے بہادر کمانڈر حقی پاشا نے اُنکے تمام حملوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ روسیوں کے وہاں ایک ہزار آدمی ضائع ہوئے جن میں سے نو سو آدمی حملہ آور کالم کی چار پلٹنوں کے تھے یعنی ان میں سے ۴۰ فیصدی ہلاک یا ناکارہ ہوئے، اور ایک سو کیولری اور آرٹلری کے ترکوں کے دو سو شہید اور مجروح ہوئے۔

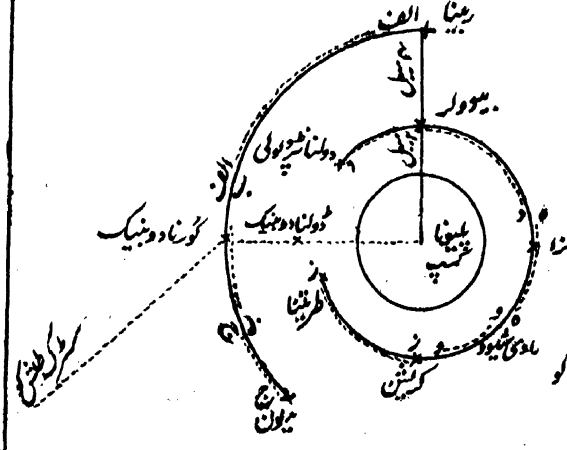
ڈولنا دو ینک کے قرب جوار میں خفیف سی لڑائیاں ہوئیں۔ ولی بک نے مشیر کو اطلاع دی کہ گورنا دو ینک سے سیر اتصال منقطع کر دیا گیا ہے۔ سادو مترزی کی تین ترکی پلٹنیں طلش کی فوج کی مدد کو روانہ ہوئیں۔ گرسٹرک پر دشمن کی آپہنچے سو پانچ گنی فوج پا کر اچھی خاصی جھڑپ کے بعد واپس آگئیں۔ یہ میں اوپر لکھ چکا ہوں

کو اسی دن روسیوں نے طرنیا پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ ۲۴ اکتوبر کے تمام معرکوں اور نقصانات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

موقع لڑائی	ترکوں کا نقصان	روسیوں کا نقصان
طرنیا پہاڑیاں	۱۰۰	۳۰۰
دولنا دوبنیک کے قریب	۵۰	۵۰
گورنا دوبنیک	۱۵۰۰	۳۴۰۰
طلش	۲۰۰	۱۰۰۰
رادومرتزی کے قریب	۵۰	۱۵۰
میزان	۱۹۰۰	۴۹۰۰

اس تاریخ روسی مغربی فوج کی جو پوزیشن تھی وہ مندرجہ ذیل نقشہ سے واضح ہو جائیگی۔

مسافت قیاساً درج کیگئی ہے



۱۷ اکتوبر کو ترکوں نے دولنا ووینیک کو چھوڑ دیا۔ اور ۱۳ کو طلش کی ترکی فوج نے روسیوں کے سامنے ہتھیار ڈال دئے۔ انکا مفصل ذکر دوسرے باب میں کرونگا جس کو شروع کرنے سے پہلے کل محاربہ کے مختصر حالات درج کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ۵ ستمبر تک کے حالات میں نہم باب میں دیکر بتا آیا ہوں کہ ۱۷ ستمبر کو متخاصمین کی یہ کیفیت تھی۔ چنانچہ اب اس تاریخ سے لیکر پلیونا کا حصار مکمل ہونیکے دن یعنی ۹ اکتوبر تک کے واقعات کا خلاصہ یہاں بیان کئے دیتا ہوں۔

اعلا یورپ کو یعنی ۱۵ ستمبر کو ترکی مصری فوج کے متفقہ دستہ نے بمقام خیر کوئی روسی فوج حملہ آور کے بائیں بازو یعنی نارودچ کی فوج پر حملہ کیا۔ روسی فوج نے وہاں مورچے تیار کر لئے ہوئے تھے۔ ترکوں کو حملہ میں کامیابی نہ ہوئی۔ اس پر محمد علی پاشا نے جارحانہ کاروائی چھوڑ دی اور وہ ۲۹ ستمبر کو مقام قاضی کوئی کو ہٹ گیا۔ ۱۲ اکتوبر کو سلیمان پاشا اس سے سر اکرم کی عہدہ کا چارج لیکر اپنی فوج کے حصہ کثیر کے سمیت ۱۰ اکتوبر کو راسگراد کو ہٹ گیا۔ اور قاضی کوئی وسولی تک میں صرف ایک ایک ڈویژن چھوڑ گیا۔ ادھر دوسری طرف روسی پیرقرہ لوم تک آگے بڑھ گئے۔

جنرل رادتزکی کی شپکا فوج (جو پہلے گورکو کے زیر کمان تھی) روسی فوج حملہ آور کا قلب تھی سلیمان پاشا گولہ باری کرتے رہنے کے سوائے اس فوج کے برخلاف کچھ نہیں کر سکا تھا۔ اگست کے حملہ کے وقت سے وہ اپنی فوج کو از سر نو مرتب کرنے میں لگا رہا تھا۔ ۱۸ ستمبر کو اس نے پھر حملہ کیا تھا اور اس میں بھی اسکو پسپا ہونا پڑا تھا۔ ستمبر کے آخیر میں شپکا کی ترکی فوج کی کمان اس سے رؤوف پاشا نے لے لی تھی۔ جسکو فوج مذکور کے باقی ماندہ بے ترتیب حصہ کو مزید حملوں کے لئے درست اور مضبوط کرنیکے لئے بہت کام کرنا پڑا۔ اکتوبر کے آخیر میں دونوں مخالف فوجیں اپنے اپنے پرانے مقاموں میں ایک دوسرے کے مقابل پڑی تھیں۔ روسی درہ شپکا میں تھے اور ترک درہ مذکور کے جنوبی دہانہ پر شپکا اور شینی ووڈ کے گرد نہایت ہی مضبوط اور وسیع پیمانہ کیمپ میں۔

مغربی فوج جو پرنس چارلس کے زیر کمان تھی روسی فوج حملہ آور کا دایاں بازو تھی۔ جب ۱۷ ستمبر کے ہلہ میں ناکامیابی ہوئی تو روسیوں نے پلیونا کو بزور شمشیر فتح کرنے کا ارادہ ترک کر کے سمجھ لیا کہ فاقہ دہی کے بغیر عثمان کو مغلوب کرنا ناممکن ہے چنانچہ یہ کام ٹوڈلبن کے سپرد کر دیا گیا۔

ثانیاً ایشیائی معاملات :- جنرل اوکلوشیو کی فوج نے جو حملہ آور فوج کا دایاں بازو تھی - کچھ کام نہ کیا - بمقام خاسطاطوا اپنے مورچوں میں بے کار بیٹھی رہی - اور اسی طرح دوسری پاشا اسکے مقابل باطوم میں ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہا -

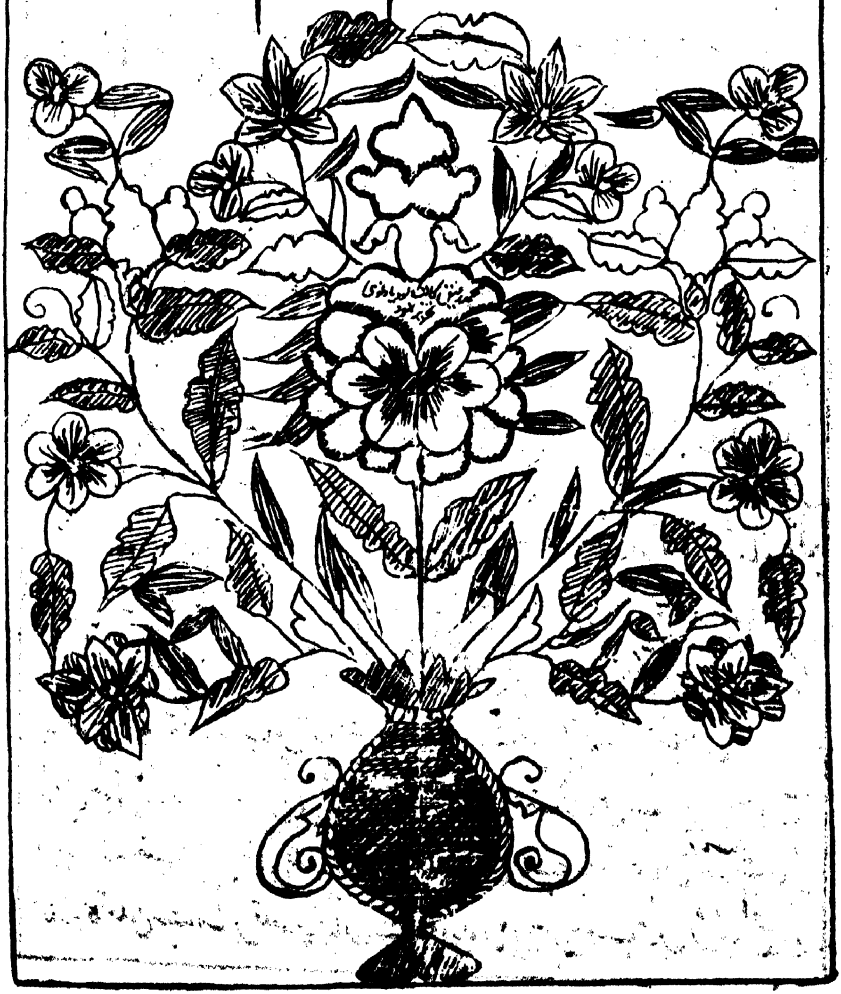
روسی قلب لورس میلی کاف کے زیر کمان فرق درہ کے مورچہ بند کیمپ میں مقیم تھا - اور الاجا داغ پر مورچے بنا کر اسکے مقابل مختار پاشا کی فوج پڑی تھی - ۱۲ اکتوبر کو میلی کاف نے الاجا پر حملہ کر کے زک اٹھائی ۹ اکتوبر کو مختار پاشا نے پہاڑی فرق آئیپ میں کے قبضہ کے لئے ۲۵ اگست اور ۱۲ اکتوبر کی لڑائیاں ہوئی تھیں خود بخود چھوڑ دی ۱۴ اکتوبر کو گرینڈ ڈیوک میکائیل نے جس نے کہ اب آپنے ہاتھ میں لے لی تھی - کل تک کی کیمپ پر عام ہلہ کیا - یہ لڑائی محاربہ الاجا داغ کے نام سے مشہور ہے - اس میں روسیوں کو کامل فتح ہی - آٹھ ہزار ترکوں نے ہتھیار رکھ دیئے - اور باقیماندہ چھ ہزار آدمی لیکر مختار پاشا سوغاتلو داغ کو بھاگ گیا - اس فتح کے بعد جنرل لازاریف نے تین ڈویژنوں سے قارص کا محاصرہ کر لیا اور کور کی باقیماندہ فوج لیکر ۲۰ اکتوبر کو جنرل ہمن مختار پاشا کے تعاقب میں روانہ ہوگیا -

جنرل ترعو کاسوف کی فوج نے جو حملہ آور فوج کا بایاں بازو تھی - ۱۹ ستمبر کو اسمعیل پاشا سے جس نے پہر بایزید سے اریوان کو جانے کی کوشش کی تھی - غیر منفصل لڑائی کی - شروع اکتوبر میں اسمعیل پاشا کو اپنی آدھی فوج مختار پاشا کے پاس بھیج دینی پڑی تھی - الاجا داغ کی لڑائی کے بعد اسمعیل مختار پاشا اور اسکی باقیماندہ فوج کو جا ملنے کے لئے ۱۸ اکتوبر کو پیچھے ہٹنا شروع کر کے ۲۴ اکتوبر کو خرپہ پہونچ گیا -

ہم یورپیا میں ان واقعات کی صرف مجمل خبریں پہونچتی تھیں - جن سے ہم کو یہہ علم ہوگیا تھا کہ یورپ میں کم و بیش سابقہ صورت قائم ہے - ایشیا میں متواتر سخت لڑائی ہوتی رہی کہ الاجا داغ کی لڑائی میں ترکوں کو سخت زک ملی ہے - اور روسیوں نے ایشیا کے مضبوط ترین عثمانی قلعہ قارص کا محاصرہ کر لیا ہے - اور جہاں تک ایشیائی محاربہ کا تعلق ہے اب اس قلعہ پر جہاں پہلے محاربوں میں بھی صعب ترین لڑائیاں اور

جانگداز کشت وخون ہو چکے ہیں قوم کی امیدیں منحصر ہیں۔ اگر وہ فتح ہو گیا تو جس طرح فتح پلیونا سے یورپ میں ترکی کی تمام ہو جائے گی۔ اسی طرح ایشیا میں ترکی طاقت کا خاتمہ بالخیر ہو جائے گا +

حصہ دوم تمام ہوا



سپاہی تفریح اور دل بہلاؤ کس طرح کرتے تھے۔ لوفچہ پر روسیوں کا پہلا حملہ۔ پیلی شناط کی طرف کیمپ سے کالم کی روانگی۔ جنگ پیلی شناط۔ کالم کی واپسی۔ ماہ رمضان۔ پلیونا کی حالت۔ لوفچہ کو روسیوں نے دوبارہ حملہ کر کے فتح کر لیا۔ جنگ لوفچہ پر ایک نظر۔ ۱۲ر جولائی سے لیکر ۶ر ستمبر تک کے واقعات کا خلاصہ۔ مورچوں کی فہرست۔ یکم سے لیکر ۱۴ر ستمبر تک پلیونا فوج میں جو اعلیٰ افسر تھے انکی فہرست۔ لڑائی کے لئے انتظام اور تیاریاں۔ روسی افواج کی جمعیت کا خلاصہ۔ فریقین کی طاقت کا موازنہ۔

باب دہم۔ پلیونا کی تیسری لڑائی۔ ۷ر لغایت ۱۲ر دسمبر ۱۸۷۷ء۔ گولہ باری ۷ر ستمبر سے۔ ۱۱ر تک گولہ باری کے نتائج۔ ۱۱ر کی صبح میری پلٹن جنوب کو روانہ ہوتی ہے۔ راستہ میں عثمان پاشا سے ملنا۔ بھگوڑوں اور منتشر شدہ سپاہیوں کو ساتھ ملانا۔ قوانلق طابیہ کو دشمن سے واپس لینے کے لئے ناکام کوشش۔ فوجت پاشا کے کالم کی ترتیب و جمعیت اور اس کے نقصانات ۱۱ر و ۱۲ر کی درمیانی رات عجیب ہولناک رات تھی۔ پلیونا میں چارہ کا جل جانا۔ بلغاریوں کی غداری۔ ۱۲ر کی صبح جنوب میں فریقین کی جو فوجیں ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئیں انکی اجمالی فہرست۔ قوانلق پر پہلا حملہ۔ فوج حملہ آور کی ترتیب و ترکیب۔ موقع کا نقشہ۔ حملہ کی کامل ناکامی۔ طاہر پاشا کا رویہ۔ قوانلق پر دوسرا حملہ۔ حملہ آور فوج کی ترکیب۔ ترکوں کی عظیم فتحیابی۔ روسیوں کی مراجعت لڑائی کی عام کیفیت۔ نقصانات۔ کون کون اعلیٰ ترکی افسر شہید و مجروح ہوئے۔ اُن افسروں کے نام جنہوں نے حصول فتح میں مدد دی۔ توفیق اوریونس۔ عثمان پاشا کا رویہ۔ میری کمپنی اور پلٹن کے نقصانات لڑائی کے بعد جو کام کرنے پڑے۔ پلیونا کی حالت۔ مورچہ کو واپسی۔ ترکی انفنٹری کی میرے آتشباری پر چند ریمارک۔ اس لڑائی سے کیا سبق حاصل ہوا۔

باب یازدہم۔ محاصرہ کے لئے تیار ہونا۔ ۱۳ر ستمبر لغایت ۱۲ر اکتوبر ۱۸۷۷ء مردوں کی تدفین۔ غارتگروں کی گرفتاری اور انکا پھانسی ملنا۔ آمد و رفت کا منقطع ہو جانا۔ انگریزی امداد کی افواہیں۔ ۱۸ر ستمبر کو رومانوی فوج کا باش طابیہ پر حملہ۔ گولی سے زخمی ہونا اور اسہال کا شروع ہو جانا۔ بخار کے مریضوں کے ہسپتال میں اقامت۔ بازار کی سرگذشت۔ فوجی ہسپتال میں رہنا۔ مورچہ میں واپس آنا۔ احمد حفظی پاشا کے کالم کی ترتیب و روانگی۔ عطوف پاشا کو بریگیڈ کی تیاری و انتظام۔ احمد حفظی پاشا کے متحرک ڈویژن کا انتظام۔ شفقت پاشا کی ارخانیہ والی

فوج کا انتظام۔ شفقت کا پلیونا پہونچنا۔ ارخانیہ سٹرک اسکی چوکیاں اور چوکیوں کی فوج کی تعداد عثمان کے زیر کمان فوج۔ مختصر تفصیل۔ ۴ ۲ ستمبر سے محاربہ کے اختتام تک پلیونا فوج میں جو اعلیٰ افسر ہے انکی فہرست سلطان المعظم کا خط عثمان پاشا کی طرف۔ باش طابیہ کی نوکری۔ ۱۹ اکتوبر کو رومانویوں نے باش طابیہ پر آخری حملہ کیا۔ انگلستان اور ٹرکی کے اتحاد کے متعلق جدید افواہیں۔ چرکسوں کی صفائی۔ محاصرہ کی تکمیل۔ ٹوڈل بین کا آکر اعلیٰ کمان کو لے لینا۔ گورکو کی فوج کی ترکیب و ترتیب۔ گورنا دوبنیک کا ہنوک سنگین فتح ہوجانا طلش پر حملہ۔ ۴ ۲ اکتوبر کے معرکوں کے مختصر حالات۔ نقشہ بتاریخ ۴ ۲ اکتوبر روسی افواج کے موقعہ ہا و اقامت دکھانے کے لئے۔ ۶ ستمبر سے لیکر ۴ ۲ اکتوبر تک کے واقعات کا خلاصہ۔ قارص کی اہمیت۔

فہرست نقشہ جات

(۱) پلیونا کی پہلی لڑائی مورخہ ۲۰ جولائی کا رنگین نقشہ

(۲) پلیونا کی دوسری لڑائی مورخہ ۳۰ جولائی کا رنگین نقشہ

(۳) پلیونا کی تیسری لڑائی مورخہ ۱۱ و ۱۲ ستمبر کا رنگین نقشہ

(۴) عیلبی اور قوانلق طابیات کا نقشہ بتاریخ ۱۲ ستمبر (متن میں)

(۵) بتاریخ ۴ ۲ اکتوبر روسی فوج کے محل اقامت کا نقشہ (متن میں)

ختم شد حصّہ دوم

دشمن قارنجہ ایسہ فیصل کبھی ظن ایلہ
خواہ دشمن چیونٹی کے برابر ہو اُسے ہاتھی کے برابر خیال کرنا چاہئے

محاربات پلیونا

یعنے

وہ لڑائیاں جو ۱۸۷۷ء کی جنگ میں بمقام پلیونا روم و روس میں ہوئیں
جن کی حالات لفٹنٹ لیم ڈی ہربرٹ صاحب نے (جو خود جنگ کو میں شریک تھے)
انگریزی میں تحریر کئے تھے

اور اسکا ترجمہ

مولوی محمد انشاء اللہ صاحب زمیندار انعام آباد ضلع گوجرانوالہ نے بازاری اردو میں

اور فٹ نوٹوں کے اردو میں کیا

حصہ سوم

مطبع روزبازار امرتسر میں باہتمام منشی فاضل شیخ غلام محمد طبع ہوا

سنہ ۱۸۹۸ء

حسب ضابطہ رجسٹری کرائی گئی ہے

طبع اول

قیمت فی حصہ عہ ار

فہرست مضامین حصّہ سوم فتح پلیونا

باب دوازدہم - حصار کامل - ۲۵ر اکتوبر لغایت ۹ر دسمبر ۱۸۷۷ء

۲۵ر اکتوبر کی لڑائی - موسم - ڈولنا دوبنیک کا خالی کر دیا جانا - طلش کی ترکی فوج کا ہتھیار رکھدینا - اکتوبر کے آخر میں روسی مغربی فوج کی جمعیت و ترتیب - گورکو کی فوج کی کارروائی - "امدادی فوج" کا فضول محض ہونا - فتح راہمودا - لوم پلنکہ چھوڑ دیا گیا - محاصرہ ویڈن - نومبر کے شروع میں فوج پیدل کی لڑائیاں - تسلیم کے متعلق گرینڈ ڈیوک نکلس اور عثمان پاشا میں خط و کتابت ۱۳ر و ۱۴ر نومبر کے معرکے - محاصرہ کے پہلے نصف حصّہ میں جو لڑائیاں ہوئیں اُنکی فہرست مع توضیح نقصانات - باش طابیہ کی نوکری - باش اور قائلی طابیوں میں عارضی صلح - سنتریانہ نوکری - راشنوں کی تخفیف - مرض اسہال سے دوبارہ بیمار ہونا - تارص کا فتح ہو جانا - روپیہ کی بے قدری - ایندھن کی نایابی - کپڑوں کی حالت - فوج کی اخلاقی حالت - مفرورین - چرکسوں کا قابل شرم "امدادی فوج" کا انتظام - ایک انگریز نووارد کی اتفاقیہ خبر ملنا - جنگی کونسل - عثمان پاشا کی تجاویز - آخری حملہ کے لئے تیاریاں - نومبر کے آخر میں پلیونا کی حالت - پلیونا کے خالی کرنیکے متعلق بڑے بڑے کیا انتظام کئے گئے - قطار مقام مقررہ کو جاتی ہے -

باب سیزدہم - حملہ سے ماقبل کی رات - ۹ر ۱۰ر دسمبر ۱۸۷۷ء

پلیونا فوج کی جمعیت - بیماری سے نقصان - اُن اعلیٰ افسروں کے نام جو بیمار ہو گئے تھے - پلٹن اور کمپنی کی ترتیب و طاقت - کالم بک ادہم پاشا - جرنیلی حکم حملہ کے متعلق - وہ حکم جو خاص میری پلٹن کے لئے تھا - دسمبر کے شروع میں روسی مغربی فوج کی جمعیت اور ترتیب - پلیونا میں مجھے جو نوکریاں دینی پڑیں اور وہاں کے اجرے - اُس رات کو پلیونا کی کیا کیفیت تھی - شب مذکور اور صبح - اول ڈویژن کی صفوف جنگ کا نظارہ - نقشہ فوج حملہ آور کے پہلو اور

محاربات پلیونا حصہ سوم

فتح پلیونا

باب دوازدہم

حصار کامل - ۲۵ اکتوبر سے لیکر ۹ دسمبر ۱۸۷۷ء تک

۲۵ اکتوبر کو روسیوں نے ان مورچوں پر جو حال میں پلیونا کے مغرب میں تیار کئے گئے تھے۔ اور بالخصوص پر دھاوا پر گولہ باری شروع کی۔ یہہ گولہ باری خفیف سے وقفہ کے سوائے مسلسل چار دن رات جاری رہی۔ اس اثنا میں فریقین کی پیدل فوجوں میں بھی کئی معرکے ہوئے جنمیں خاصین کی حد و داس قدر قریب ہوگئی تھیں کہ مقابلہ کا نہ ہونا ناممکن ہوگیا۔ گو جیسا کہ مجھے بعد میں تحقیق ہوا دونوں طرف کی فوجوں کو معرکہ آرائی سے بچتے رہنے کا حکم دیا گیا ہوا تھا۔ ان چار دنوں میں دوسری اطراف میں تقریباً کوئی گولہ باری نہ ہوئی۔

موسم سرد اور طوفانی تھا۔ شام کے بعد دھند چھا جاتی اور ہلکی سی برفباری ہونے لگ جاتی۔ محاصرہ کے اختتام تک موسم کی یہی کیفیت رہی۔ گاہ گاہ جب کبھی برف پگھل جاتی تو زمین پر بہت خوفناک کیچڑ ہو جاتا سڑکوں اور پگڈنڈیوں کی بہت ہی بری حالت تھی۔ بعض اوقات خالص برف کی جگہ برف اور پانی یا اولے اور پانی ملکر برستے۔ یہہ رنگ دیکھ کر میں حیران ہوا کرتا تھا کہ کیا یہہ ملک جاڑے میں سرتاپا

برف سے ڈھکا ہوا ہے وہی ہے جس میں تین چار مہینے پہلے ہم گرمی کی شدت سے مضمحل ہو کر زمین پر گر پڑا کرتے تھے اور تازہ ہوا کے ایک جھونکے اور بارش کے ذرا سے خنک بخش ترشح کو ترسا کرتے تھے۔

۱۷ اکتوبر کو ولی بک نے اطلاع دی کہ گورنا دوبنیک کی طرف بالکل سناٹا چھایا ہوا ہے جسکا باعث کوئی دقت سمجھ نہیں سکتا۔ اس پر شیر نے اسکو دولنا دوبنیک خالی کر کے پلیونا ہٹ آنے کا حکم بھیجا دوسرے دن اس نے نہایت ہوشیاری اور کامیابی کے ساتھ اس حکم کی تعمیل کر دی۔ راستہ میں غنیم کے ساتھ اسکی متفرق طور پر لڑائی بھی ہوئی۔ وہ موضع مذکور کے تمام مسلمان باشندوں کو ہمراہ لیتا آیا مشیر دل میں اس امر سے بہت کچھ آزردہ ہوئے۔ کیونکہ اس قدر اور زیادہ آدمیوں کی تکمیر پر ضروری ہو گئی۔ مگر ولی بک مجبور تھا۔ ان لوگوں کی اس خیال تک سے روح لرزتی تھی کہ موضع میں پہنچ کر اپنے تئیں اور نیز اپنی بیویوں اور لڑکیوں کو بیک بخت غنیم کی ہمسائیوں کے رحم پر چھوڑ دیں۔ انہوں نے پلیونا ساتھ جانیکی سخت الحاح و عاجزی سے درخواست کی اور ولی بک کو ماننا پڑا۔

اسدن یعنی ۱۲ اکتوبر کو ان چند پلٹنوں کی جنہیں مشیر نے ولی بک کی کالم کو آگے سے جا ملنے کیلئے بھیجا تھا دوسری پیدل فوج کے ساتھ وِدِپل کے قرب و جوار میں نہایت ہی سخت جانگداز لڑائی ہوئی جس میں ترکوں کو فتح نصیب ہوئی۔ اس چھوٹے سے معرکہ میں فریقین نے غیر معمولی جوش و غضب اور خونخواری سے لڑے کہ دونوں طرف سے جس قدر فوج شریک معرکہ آراء ہوئی تھی اسکا تہائی حصہ فرش خاک سے ہم آغوش ہوا۔

دوسرے دن (۱۳ اکتوبر) ہماری ان روسی فوجوں کے ساتھ جو طرنبا اور بریستیووتسر کے درمیان **غازی عثمان**۔ یونس۔ میلاس۔ باگیچ اور پرتو طابیوں کے مقابل ہو کر تیار کر رہی تھیں معرکہ آرائی ہوئی اس میں سخت دستی ترکوں نے کی تھی۔ مگر فائن کچھ نہ ہوا۔ اسی دن روسیوں نے اپنی تمام لائن کے گرداگرد توپوں کی شلکیں کیں۔ چند روسی قیدیوں کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ شلکیں حصار کے کامل ہونے کی خوشی میں سر کی گئی تھیں۔

۱۴ کو غنیم نے دولنا دوبنیک پر قبضہ کر لیا۔

۱۵ کو چند ترک سپاہی وِدِپل کے راستہ کیمپ میں داخل ہوئے۔ ان کو جنرل گورکو نے حالات سنانیکے لئے رہا کیا تھا۔ انہوں نے اطلاع دی کہ روسیوں نے ۱۴ کو گورنا دوبنیک فتح کیا اور ۱۵ کو تین

گھنٹوں کی نہایت ہی مہیب اور خوفناک گولہ باری برداشت کرنے کے بعد جس میں ۲۸ سو ترکی فوج میں سے ۱۸ سو قتل یا زخمی ہوئے طلش کے ترکی کمانڈر نے حملہ آور روسی کے سامنے ہتھیار رکھ دیئے طلش میں ترکوں کی چھ پلٹنیں اور چار توپیں تھیں۔ اس مقام کو اطاعت پر مجبور کرنیکے لئے روسیوں کی ۱۲ پلٹنوں اور ۱۲ توپوں سے کام لیا گیا حقی پاشا کمانڈر نے اپنی طرف سے اور مزاحمت دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مگر دشمن کی ایسی زبردست فوقیت کے سامنے اسکا آخر مغلوب ہونا بدیہی امر تھا۔ روسیوں کو وہ فتح جو ۳۰ ہزار کو انہوں نے اس افسر کے ہاتھوں اٹھانی تھی۔ فراموش نہیں ہوئی تھی اسی وجہ سے اب کے انہوں نے بمصداق پیٹی کے مقابلہ پر ہاتھی ایسی مضحکہ خیز زبردست جمعیت روانہ کی تھی۔ ان تمام چھوٹے چھوٹے معرکوں میں عزت و نیکنامی کا سہرا ترکوں کے ہی سر رہا۔ کوئی ایسا شخص بھی جو روسیوں کی طرفداری اور محبت میں دیوانہ محض ہو ہرگز تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ان مختلف معرکوں میں جو طلش اور دونوں دوبنیکوں کے ارد گرد اور شروع محاربہ میں مقام لوفچہ ہوئے روسی فوج سے کوئی مردانگی ظہور میں نہ آئی۔ روسیوں کے حزم و احتیاط کی چاہے تعریف کرو لیکن یہ یقینی بات ہے کہ جہاں تک شجاعت و دلاوری کا تعلق ہے وہ کسی تعریف کے مستحق نہیں۔ وہ ہم پر محض چاروں طرف سے کئی گنا زیادہ فوج سے ہمیں گھیر کر غلبہ پاتے رہے۔

گوناوو بنیک اور طلش کے ہاتھ سے نکل جانیکی کل فوج کو اطلاع دیگئی جس خبر سے بدیہی امر ہے کہ انکے حوصلہ میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا تھا۔ کئی گھنٹوں تک ہم سب پر سخت مایوسی چھائی رہی۔ مگر دوسرے دن ہی ہماری طبیعتیں پھر سنبھل ہو گئیں۔ دلوں میں امید پھر تازہ ہو گئی ہم اطمینان اور حوصلہ کے ساتھ استقبال کے منتظر ہو بیٹھے اور ہم کو پھر یقین ہو گیا کہ آئندہ جو ہو گا بہتر ہی ہو گا۔

مقامات مذکرہ صدر کے قبضہ سے نکل جانے سے پلیونا فوج کی جمعیت حسب ذیل رہگئی۔ ۱۲ پلٹنیں۔ ۱۲ رسالے (چرکسوں کے بارہ رسالے ان میں شامل نہیں جن میں سے اکثر آخری ہفتہ سے پیشتر ہی منتشر ہو چکے تھے) اور ۸۸ توپیں یعنی کل چالیس ہزار آدمی ۱۸ اکتوبر اور یکم نومبر کے درمیان پلیونا کیمپ میں کل اسّی ہزار آدمی جو آدمی ضایع ہوئے انکا اندازہ پندرہ سو کر کے یہ تعداد تخمیناً نکالی گئی ہے شروع نومبر میں ہماری یہ جمعیت رہی۔ بعد ازاں بیماری سے وہ ہلاکت برپا ہوئی کہ الامان۔ ترتیب جنگی کی فہرست سے چوتھا ڈویژن اڑا دیا گیا۔ اور دل بک کی پانچوں پلٹنیں پانچویں ڈویژن میں شامل کی گئیں جس ڈویژن کو اب محو شدہ ڈویژن کی جگہ چوتھا بنا دیا گیا

روسیوں کی محاصرہ کنندہ فوج کی جمعیت جواب کامل دایرہ بناتی ہوئی جسکا نصف قطر چھ میل کا تھا پلیونا کو گھیرے ہوئے تھی حسب ذیل تھی۔

روسی مغربی فوج

کمانڈر:- شاہزادہ چارلس ولہلم رومانیا

دوم کمانڈر:- جنرل ٹوڈل بین

اعلیٰ سٹاف افسر:- جنرل پرنس امرت انسکی

دستہ یمین (میمنہ) شمال رویہ۔ ڈولناسٹرو پولی سے قافلی طابیہ تک (بشمول ہر دو)

کمانڈر:- جنرل چرنات۔

جمعیت۔ چار ڈویژن اور ایک کیولری ڈویژن۔ یعنی ۵۰ بٹالین۔ ۸ رسالے۔ ۱۷۳ توپیں

قلب۔ مشرق اور جنوب مشرق رویہ۔ قافلی طابیہ سے وادی طلچنتزا کے مشرقی ساحل تک

کمانڈر۔ جنرل ہٹو

جمعیت نہم یعنی کرڈ ڈنر کا اور چہارم یعنی ہٹو کا کور یعنی ۳۴ بٹالین۔ ۸ رسالے۔ ۱۴۶ توپیں

دستہ یسار (میسرہ) جنوب رویہ۔ طلچنتزا وادی کے مغربی کنارہ سے طرنینا تک

کمانڈر:- جنرل سکوبیلاف

جمعیت۔ ۲½ ڈویژن اور ایک بریگیڈ شاسروں کا یعنی ۲۵ بٹالین۔ ۲۶ رسالے۔ ۸۸ توپیں

پلیونا سے مغرب میں طرنینا سے ڈولناسٹرو پولی تک

کمانڈر:- جنرل گورکو[۱۱۷]

---

[۱۱۶] ستمبر کی لڑائی میں روسی قلب کی فوجوں کو ایسا سخت نقصان پہونچا تھا کہ نہم اور چہارم کور دونوں کی اکثر رجمنٹوں میں دو بٹالین اصباقی میں صرف ایک ایک بٹالین رہ گئی تھی۔ مصنف

[۱۱۷] یہ سوال اب بھی اور اسوقت بھی اکثر زیر بحث رہتا تھا کہ آیا گورکو ٹوڈل بین کے ماتحت ہے۔ یا اسکی کمان سے آزاد ہے گورکو اپنے تئیں آزاد ظاہر کرتا تھا اور خود مختارانہ حیثیت سے کاربند ہوتا تھا ٹوڈل بین گورکو کی اس مطلق العنانی سے کسی قدر آندہ خاطر ہوتا تھا۔ وہ کل مغربی فوج کی اعلیٰ کمان کا مدعی تھا اور اس دعوئی میں وہ حق بجانب بھی تھا اس کیفیت سے اکثر اختلاف پیدا ہوتے رہتے جنکو امرت انسکی۔ نیپوکوات چیف کی اور دیگر اعلیٰ افسر بڑی مشکل سے

جمعیت ۴۷ پلٹنیں - ۱۱۰ رسالے - ۱۶۴ توپیں تفصیل حصہ دوم کی آخری فصل میں درج ہو چکی ہے۔

خلاصہ

حصہ	کمانڈر	پلٹنیں	رسالے	توپیں
میمنہ	چرنات	۶۵	۸	۱۷۳
قلب	سٹو	۳۳	۸	۱۴۶
میسرہ	سکوبلاف	۲۵	۲۶	۸۸
مغرب	گورکو	۴۷	۱۱۰	۱۶۴
		۱۷۰	۱۵۲	۵۷۱

۱۵ نومبر تک وسی مغربی فوج کی یہی جمعیت رہی۔ تاریخ مذکور سے بعد وہ اس طرح کم ہو گئی کہ گورکو کی فوج سے چند دستے جنوب کی طرف اور ایک دماغوی ڈویژن مغرب کی جانب بھیج دیا گیا۔ ان وسی دستوں کے کارناموں کا میں ذیل میں بالاجمال ذکر کرتا ہوں۔ مگر پہلے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ ہم کو ان معاملات کی خبر ترتیب وار بالکل خبگیلگی نہیں پہونچتی تھی بلکہ جاسوسوں یا اسیران جنگ یا روسی کمانڈروں سے جو عقلمندی سے کام لیکر زیادہ تر اخبارات کے ذریعہ سے اور گاہ گاہ زبانی ان معاملات میں سے بعض کی اطلاع پہونچا دیتے تھے۔ وقتاً فوقتاً ملی تھی۔

گورکو کی فوج سے جو سبک سیر دستے روانہ ہوئے انہوں نے ۱۲ نومبر کو طلیون پر ۹ رکا۔ وتازہ اپ اور ۱۳ نومبر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴ - دور کرتے رہتے تھے۔ گورکو عجلت پسند اور ٹوڈل بین کی سست تدابیر سے سخت متنفر تھا۔ آخالذکر مستقل رائے قائم کر چکا تھا کہ گو محاصرہ پر انحصار کرنے میں کسر شان ہے مگر اس کے سوائے اور کوئی چارہ بھی نہیں۔ گورکو انسانی زندگی کی کچھ پرواہ نہیں سمجھتا تھا۔ اور ٹوڈل بین نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ اب ایک سپاہی بھی ضایع نہ کریگا۔ جہاں دونوں کی طبیعتوں میں اس قدر تفرق ہو۔ وہاں ظاہر ہے کہ نباہ بہت مشکل امر تھا۔ لیکن یہ دونوں بجائے خود نہایت شاندار افسر اور عام روسی افسروں سے ماسوائے ایک سکوبلاف کے لیاقت و قابلیت میں بدرجہا بڑھے ہوئے تھے مصنف

۵۷۱ کی تعداد میں وہ بیس قلعہ شکن توپیں جو قلب میں۔ اور وہ دس جو مختلف دیگر حصص میں تھیں شامل ہیں نیز کاسک آرٹلری اور سپی توپخانہ کی ۸۴ ہلکی توپیں مصنف

کے درمیان ساوونزی - لوکوونسزا - یا بلونسزا اور اوسیکووو پر قبضہ کرلیا - یہہ مقام ترک رسدیوں کے بڑھنے پر خود بخود خالی کر گئے - ایک زبردست فوج نے جو خود گورکو کے زیر کمان تھی - ۱۷ ارکو درہ رومیلیا ۲۳ رکو پراوتسزا اور ۲۴ رکو اطروپول پر قبضہ کرلیا - اس پیشقدمی سے محمد علی کی فوج موسومہ بابا توناق عسکر کے سراول کو جو ارخانیہ میں تھا مقام مذکور چھوڑ دینا پڑا - عسکر یذکو رصوفیا کو ہٹ گیا اور اس نے طاش کسن - کورتانزی اور سطریگل میں ہراولی چوکیاں قائم کیں - روسی اور بھی آگے بڑھتے مگر بلقان کی برف نے روکدیا - لیکن پیشقدمی خواہ رک ہی گئی - اس سے پلیونا فوج "امدادی عسکر" پر جو بڑی بڑی امیدیں رکھی بیٹھی تھی وہ سب خاک میں مل گئیں - اور محاربہ کے دوران میں دوسری مرتبہ محمد علی نے خود کو سخت نالائق ثابت کیا - اسکی ۴۳ پلٹنیں - ۲۸ رسالے اور ۲۴ توپیں صرف یہہ کرسکیں کہ اپنے آپ کو گورگو کی فوج کے ہاتھوں معدوم ہونے سے بچاکر پیچھے ہٹ گئیں - اور اسوقت سے پلیونا کی امداد کیلئے کسی فوج کا پہونچنا ناممکن ہوگیا - گورکو کی فوج محصورین اور بیرونی امداد کے درمیان سد سکندری کی طرح حایل تھی - گورکو کی یہہ مہمیں ٹوڈلبین کی تجاویز کے صریح خلاف تھیں - مگر کامیابی نے خلاف ورزی وغیرہ سب کو بھلا دیا -

ہم پلیونا والوں کو آخری وقت تک اس امر کی خبر نہ ہوئی - ہم آخری دن تک موعودہ امدادی فوج کے نمودار ہونیکا انتظار کرتے اور دیدہ بچھار بچھار کر اسکی راہ تکتے رہے - اس انتظار کے عالم میں جو کچھ ہماری کیفیت تھی اسکو بیان کرنا مشکل ہے - ہم تو خیر شفقت ایسا بہادر اور قابل آدمی جو ابتک ارخانیہ میں مطلق العنان کمانڈر رہا تھا - اور اس حیثیت سے ہمارے بہت ہی کام آیا تھا - مگر اب محمد علی کا نائب ہوجانے سے بیدست و پا ہوگیا تھا - اپنے سردار اور دوست غازی عثمان کی امداد کو نہ پہونچ سکنے سے کیسا کچھ پیٹ رہا اور اس کا دل کیسا جلتا رہا ہوگا - یہہ دیکھہ کر کہ عثمان کی فوج کی ہمت و سکت جو کل قوم کی مایہ فخر و ناز تھی دن بدن کم ہوتی جارہی ہے اور اس نامور بہادر کی امداد کیلئے جس نے اپنے ملک کی عزت کو اس طرح برقرار رکھا تھا کہ قدیم یونان کا بڑے سے بڑا جانباز بھی اسکے مقابلہ میں ہیچ نظر آتا تھا ایک انگلی بھی نہیں اٹھائی جاتی کیا اس شجاع (شفقت) کی آنکھوں سے خون کے آنسو نہ جاری ہوجاتے ہونگے بیشک عثمان نے دنیا کو ایسی انسانی پیچیدگی (طراغلو دیا - انسانہ پرنم) کی جھلک دکھادی جسکی عظمت و شوکت نہایت ہی ارفع و اعلیٰ اور مبہوت و ششدر بنادینے والی تھی - نومبر کے آخری اور دسمبر کے پہلے دونوں میں اس مرد خدا کے

دل پر جو جو کچھ گذرتا ہوگا۔ اُسکا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ وہ شان و شوکت کے اُس مینار کی چوٹی پر جسے خود اُسکی قابلیت نے تیار کیا تھا تن تنہا کھڑا تھا اور قسمت کے طوفان بنا خیز مینار مذکور کو بنیادوں تک ہلا رہے تھے۔ مگر ایک شخص نے بھی مدد دینے کیلئے اُسکی طرف ہاتھ نہ بڑھایا۔ اُسکے ہموطن دور فاصلہ پر محفوظ بیٹھے وعدہ وعید چکنی چپڑی دلاسوں۔ کینہ جھگڑوں اور کبھی ختم ہونیوالی شیطان کی آفت فضول تیاریوں میں اپنی کل ہمت و کوشش کو صرف کر رہے تھے اور کل دُنیا حیرت زدہ و مبہوت بنی ہوئی اس یکہ و تنہا بندہ خدا کو دیکھ رہی اور ہر روز یہی سوال کرتی تھی "یہ صورت کب تک قائم رہیگی؟"

ایک مخلوط رومانوی ڈویژن جس میں رومانوی پیدل فوج کی آٹھ پلٹنیں۔ تین رومانوی اور چار روسی کیولری (فوج سواران کی) رجمنٹیں یعنی جملہ آٹھ ہزار آدمی اور بتیس توپیں تھیں۔ رومانوی کرنیل سلانی چیانو کے زیر کمان ۱۰ نومبر کو دولنا نسٹروپولی کے کمپ سے روانہ ہوکر دوسرے دن اہوو اکے سامنے پہونچگیا۔ اس قصبہ میں پانچ کمزور ترکی پلٹنیں جن میں زیادہ سے زیادہ دو ہزار آدمی ہونگے مقیم تھیں۔ وہاں فوج سواران اور میدانی توپخانہ بالکل نہ تھا۔ صرف بیس پرانی قلاعی توپیں مہنہ کی طرف سے بھرنے والی تھیں۔ تین مورچے خشکی کی طرف تھے اور ایک سیدھا سادہ پشتہ دریا کی طرف بنا لیا گیا ہوا تھا۔ رومانویوں نے ۱۱ر کو گولہ باری شروع کی۔ ترکوں نے بھی جواب میں گولہ باری شروع کی۔ مگر اُنکی پرانی اور تقریباً ناکارہ توپیں غنیم کی تازہ ترین کرپ قسم کی توپوں کا کب تک مقابلہ کرسکتی تھیں۔ توپخانوں کی چند گھنٹوں کی مبارزت کے بعد جس میں چار سو ترک شہید اور مجروح ہوئے۔ ترکی فوج قصبہ کو خالی کرکے ایک پکڈنڈی کے راستہ جو دریا کے کنارہ کنارہ تھی پیچھے ہٹ گئی اور کل سامان۔ گاڑیاں۔ مجروحین اور چند توپوں کو ساتھ لیتی گئی۔ تھوڑی دیر میں شہر پر رومانوی فوج قابض تھی۔ اس لئے اُسے چھوڑکر یہ پکڈنڈی اختیار کیگئی تھی۔ اس پر بھی ایک رومانوی پلٹن قابض تھی جس کو ترکوں نے اچانک حملہ آور ہوکر منتشر کردیا۔ غنیم کا توپخانہ ترکوں کے کالم پر گولہ باری کرتا رہا۔ اور اُسکی کیولری نے اُنکا تعاقب کیا۔ جس پر ترکوں کو وزنی گاڑیاں اور چند توپیں چھوڑ دینی پڑیں۔ مگر توپیں راستہ پر نہ چھوڑی گئیں بلکہ دریا میں ڈالدی گئیں۔ بعد ازاں کالم مذکور ہلکی پھلکی گاڑیاں۔ اکثر مجروحین اور تین توپیں لیکر دریا سکت اور اوگست کو اُسکے دہانوں کے قریب گاڑیوں کو پانی میں غرق کرکے پل بناکر عبور کرنیکے بعد بخیریت لوم پلنکہ میں پہونچگیا۔ تعاقب میں اکیس گاڑیاں رومانویوں کے ہاتھ لگیں بیس گاڑیوں پر ایک سو مجروح تھے۔ اور ایک پر اہوو اکی سرکاری مسلیں تھیں۔ ترکوں کے کل ہم پانچ سو شہید مجروح

اور اسیر ہوئے۔ باقی ماندہ رسد بجنبت بوم پلنکہ پہنچگئی۔ رومانیوں کے تین سو قتل اور زخمی ہوئے۔ رامو ولا کو چھوڑ دینا لابدی تھا۔ اس میں کوئی رسد جمع نہ تھی۔ فوج اور توپخانہ بھی کم تھا۔ مزید برآں دیگر قلعہ بندیات سے الگ ہونیکی وجہ سے کبھی قبضہ میں نہیں رکھا جاسکتا تھا۔ رومانیوں نے اس فتح پر مضحکہ خیز غل مچایا اور مشہور کیا کہ رامو ولا دھاوا کرکے لیا گیا ہے۔ حالانکہ حق الامر یہ ہے کہ اس معاملہ میں اول سے آخر تک ان سے کئی غلطیاں سرزد ہوئیں۔ اوسمان کی تجویز ہی ناقص تھی لیکن اسکی تعمیل بھی خالی از خطا نہ تھی۔ ترکی فوج کو بچ جانے دینے پر رومانوی کرنیل کو سخت ملامت کیگئی تھی اور وہ کمان سے برطرف کردیا گیا تھا۔

رومانوی ڈویژن اب پاشدہ کالم کے پیچھے پیچھے بوم پلنکہ گیا۔ جہاں ۳۰ نومبر کو پہنچکر اس نے اس کو خالی پایا اور اس پر قبضہ کرلیا۔ ترک ویڈین کو ہٹ گئے تھے۔ وہاں کے کمانڈر نے مقام مذکور کو محاصرہ کے لئے تیار کرلیا ہوا تھا۔ چنانچہ ۱۰ دسمبر کو تین رومانوی ڈویژنوں نے ویڈین کا محاصرہ شروع کردیا۔ جو ۱۱۹ ۱۳ فروری ۱۸۷۷ء کو جنگ کے ملتوی ہوجانے پر ختم ہوا۔

---

۱۱۹ ویڈین کا محاصرہ اس کتاب کے احاطہ سے باہر ہے۔ مگر چونکہ مجھے اس شہر سے بھی ایک قسم کی دلچسپی ہوگئی تھی میں نے اس کے محاصرہ کے متعلق بہت سا مصالحہ جمع کرلیا جسکا حصہ کثیر اب تک شایع نہیں ہوا۔ اور میں خود اسکو ایک اور کتاب میں اپنے ناظرین کی خدمت میں پیش کرنیکا ارادہ رکھتا ہوں۔ اسجگہ بالاختصار یہ بیان کردینے پر کفایت کرتا ہوں کہ محاصرہ مذکور میں دونوں فریق نے نیکنامی حاصل کی۔ ترکوں نے پوری دادشجاعت دی اور رومانیوں کے خوب جوہر دکھائے۔ اگر التوائے جنگ سے لڑائی بند نہ ہوجاتی تو ویڈین اول تو غالباً فتح ہی نہ ہوتا۔ دوسرے کم از کم ابھی کئی ہفتے برابر مقابلہ کرتا رہتا۔ صدر یا التوائے جنگ کی شرائط کے رو سے اس پر رومانوی قابض ہوگئے۔ اور ترک مع اسلحہ و سامان جنگ وغیرہ پوری نیکنامی اور سرخروئی کے ساتھ بلغراد چک کو ہٹ گئے۔ ایک دوسرے سے رخصت ہونے سے پہلے دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کی خوب خاطر و مدارات کی۔ اور نہایت خوش اخلاقی کے ساتھ ایکدوسرے سے پیش آیا۔ کیونکہ اس اثنا میں روس اور اسکے معاون (رومانیا) کے تعلقات بہت ہی کشیدہ ہوگئے تھے۔ عثمانیہ سپاہیوں کا رومانوی جنیل نے اور پاشا نے رومانوی فوج کا جانبہ لیا۔ افسروں اور سرگروہوں نے ایک دوسرے کو دعوتیں دیں۔ اور جب ترکی فوج روانہ ہوئی تو رومانیوں نے فوجی قاعدہ کے مطابق انکی سلامی اتاری اور دوستانہ نعروں کے ساتھ انکو الوداع کہا۔ ویڈین کی ترکی فوج کی شاندار مراجعت کے ساتھ ہی ان کمزور ترکی دستوں کی شجاعت و بہادری کا ذکر کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے جو سرحد کی سرویا سے حفاظت

اب میں اپنی داستان کی طرف متوجہ ہوکر اُسے تاریخوار شروع کرتا ہوں۔ یکم اور چوتھی نومبر کے درمیان دونوں طرف کے کل موچ خاموش رہی۔ آخر الذکر تاریخ سے روسیوں نے مغرب کی طرف گولہ باری شروع کی جو ۹ تک ہوتی رہی۔ اور اُس دن تاریکی پڑجانیکے بعد روسیوں نے خود سکوبیلاف کی زیر کمان ہمارے کمپ کے جنوبی حصہ بالخصوص حاجی بابا و غازی عثمان طابیات۔ برسیتو و تسرمورچہ اور کوچک ویونس طابیات پہ بڑی سختی کے ساتھ حملہ کیا۔ اور آدھی رات تک سخت خونخوار لڑائی ہوتی رہنے کے بعد پسپا کر دیئے گئے۔ اس معرکہ میں روسیوں کے چھ سو اور ہمارے دو سو ضایع ہوئے۔

دوسرے دن (۱۱ نومبر) غنیم نے یونس طابیہ پر پھر حملہ کیا اور اسدفعہ بھی بُری ناکام واپس ہٹا دیئے گئے

۱۰ اور ۱۱ کی درمیانی رات کو روسیوں نے غازی عثمان طابیہ پر پے در پے حملہ کئے۔ اور لڑائی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸ کرنے پر مامور تھی جس وقت (یعنی ۱۴ دسمبر ۱۸۷۷ء) سے سیلان نے اُس غنیمت میں حصہ دار بننے کے لئے جو روسی اور رومانوی سپاہیوں نے حامل کی تھی سرحد سے عبور کیا۔ اُس کو اپنی جمعیت کے بدرجہا زیادہ ہونیکو باوجود ایک ایک انچہ زمین پر ہمارا راستہ ترکی محافظین سے لڑائی کرنی پڑی۔ اور قدم قدم پر ترک اس نئے حملہ آور کے برخلاف حیرت افزا استقلال اور پامردی سے اپنے ملک اور سرزمین کی محافظت کرتے رہے۔ جو دستے سلیمان پاشا سرحد مانٹی نیگرو پہونچ آیا تھا وہ بھی اس بارہ میں کمال تعریف کے مستحق ہیں۔ اُنہوں نے بھی مانٹی نیگرو کی حملہ آور فوج کا خوب مقابلہ کیا۔ الغرض محاربہ کے آخری حصہ میں ملک کے مغربی علاقہ میں جس قدر چھوٹے چھوٹے معرکے ہوئے۔ ترکی سپاہیوں نے ان میں اپنی جوہر پورے پورے دکھائے۔ ناظرین کو اُنکی جوانمردی اور دلیری کا پورا پورا اندازہ کرنیکے لئے یہ بھی مدنظر رکھ لینا لازم ہے کہ یہ کل معرکے پلیونا کے فتح ہوجانیکے بعد یعنی اس صدمہ کے بعد ہوئے تھے جو خیال کیا گیا تھا کہ وہ ترکی کیلئے قاطع حیات ہوگا۔ اور صدمہ مذکور کا بظاہر اثر بھی یہی معلوم ہوتا تھا۔ میری رائے میں تو تاریخ عالم میں کسی قوم نے ایسی جانداری حب الوطنی اور مردانہ استقلال ایسے جگر دو ہمت شکن اور مایوس کن حالات میں نہیں دکھایا۔ مصنف۔

مسٹر سر برٹ نے اپنے ناظرین کی قدردانی سے محاصرہ ویڈین کے حالات بھی ایک علیحدہ کتاب میں قلمبند کرکے اُسے شایع کر دیا ہے۔ اگر مترجم کے انبائے وطن نے مسٹر ممدوح کی اس کتاب کو بنظر استحسان دیکھا اور مترجم کی حوصلہ افزائی کی تو دوسری کتاب کا ترجمہ بھی معہ مناسب حواشی شایع کر دیا جائیگا۔ ماشاءاللہ۔ مترجم

صبح کے دو بجے تک ہوتی رہی۔ مگر آخر شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئے۔

۱۱ر کو کل خط و کتابت پر زور شور سے گولہباری کیگئی جس سے ہمیں امید ہوگئی کہ روسی عام حملہ کرینگے لیکن ہماری امید پوری نہ ہوئی۔

۱۲ر کو سکوبیلاف نے پھر غازی عثمان طابیہ پر حملہ کیا اور ہزیمت یاب ہوا۔ اُسی دن روسیوں کے ایک قاصد نے ابراہیم طابیہ میں آکر عثمان کو اطاعت قبول کرینے کا پیغام پہونچایا۔ غازی ممدوح نے اسکا مردانہ جواب دیا۔ یہہ خط و کتابت کل اخباروں میں شتہر کیگئی اور وہ مسب ذیل تہی۔

(مندرجہ ذیل دونوں خط فرنچ زبان میں تحریر کئے گئے تھے۔ مترجم)

"جنرل کوارٹر۔ مقام پرودم۔ مورخہ ۱۰ر اکتوبر ۱۸۷۷ء (روسی تاریخ)

بخدمت حضور والا مارشل عثمان پاشا بمقام پلیونا۔

خدمت عالی میں مندرجہ ذیل باتیں جو بالکل راست ہیں عرض کیجاتی ہیں۔ جو ترکی افواج گورنا و ومنیک اور طلش میں تہیں وہ اسیر کرلی گئی ہیں۔ روسی افواج نے مقامات اوسمی کووہ اور ورتنزا (اور دینا) پر قبضہ کرلیا ہے۔ پلیونا کا افواج مغربی نے محاصرہ کرلیا ہے انکی امداد کیلئے امپیریل گارڈ اور گرانیڈیر بھی پہونچگئی ہیں۔ اور پلیونا سے آمد و رفت کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے اور پلیونا کی فوج کیلئے باہر سے آذوقہ وغیرہ پہونچنے کی امید رکھنا فضول ہوگیا ہے۔ پس بصیغہ رحم کرکے بیفائدہ خونریزی سے دست بردار ہوجائیے۔ ورنہ اسکا مواخذہ ذات عالی پر ہوگا۔ میں مقرر عرض کرتا ہوں کہ آپ بندہ کی تاکیدی التماس کو قبول فرمائیں۔ اور اطاعت گزینی اور ہتھیار رکھدینے کے معاہدہ کی شرائط پر مباحثہ کئے جانیکے لئے کوئی جگہ مقرر فرمائیے۔

میں ہوں آپکا نیازمند

نکلس

کمانڈر انچیف (سرقوماندان) افواج روس یورپ"

اسکے جواب میں شیر غازی عثمان نے یہہ خط روانہ کیا۔

"جنرل کوارٹر۔ نزد پلیونا۔ مورخہ ۱۲ر نومبر ۱۸۷۷ء (تاریخ مغربی)

بخدمت ہز امپیریل ہائی نس گرینڈ ڈیوک نکلس بمقام پرودم

جو خط ۱۰ر اکتوبر کو میری طرف لکھا گیا اور ذات والائی نجابت پناہی نے میری طرف ارسال فرمایا

تھا۔ موصول ہوا۔ اُس فوج شاہانہ کی صحت و شجاعت میں جو میرے ماتحت ہو ابتک کسی طرح سے کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ نہ اُسکی چستی و چالاکی اور ثابت قدمی میں کوئی نقص پیدا ہوا ہے۔ آجتک جسقدر لڑائیاں ہوئی ہیں اُن میں ہم فتحیاب ہوئے ہیں حتی کہ انہی متواتر شکستوں کے مشاہدہ کرنیکے بعد ذات شوکت سمات حضرت زار اپنی فوج کی مدد کیلئے امپیریل گارڈ اور گرینیڈیرز کو بلانے پر مجبور ہوئے۔

اُن افواج کا مفتوح ہوجانا جو گورنادوبنیک اور ٹرنش میں ہیں پلیونا سے آمد و رفت کا منقطع اور شاہراہوں کا بند ہوجانا۔ یہہ کل وجوہات ایسی نہیں ہیں کہ میں اپنے لشکر کو دشمن کے حوالہ کردوں۔ ہماری فوج کے پاس لوازمات ضروریہ میں سے کسی کی کمی نہیں (یعنی سب چیزیں بافراط موجود ہیں) جو امر کہ عثمانیہ فوج کے ناموس عسکری اور عزت کی محافظت کیلئے ضروری ہے۔ ابتک جیز وقوع میں نہیں آیا۔ اور ہم ابتک اپنی خونریزی اور اپنی ایمان پرستی اور حب الوطنی سے نہایت خوش اور مسرور ہیں۔ اور دشمن کی اطاعت قبول کرنیکے بجائے ایسا ہی کرتے رہینگے۔ باقی رہا اس خونریزی کا مواخذہ اور مسئولیت۔ وہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ اُس فریق پر وارد ہوتا ہے جو اس جنگ کا سبب اور باعث ہوا۔

آپ کی ذات شوکت سمات کا نیازمند

قوماندان افواج پلیونا غازی عثمان"

عثمان کے خیالات کی جو خط مذکور میں اس باوقار اور موثر پیرایہ میں ظاہر کئے گئے تھے۔ کل کیمپ میں کمال تعریف و توصیف کیگئی اور سب اُن سے متفق الرائے تھے۔ خاصکر مواخذہ اور مسئولیت والے اس فقرہ پر تو سب قربان ہوگئے۔ کہ خونریزی کی مسئولیت اس دنیا میں اور نیز عالم ثانی میں خطاکار کے سر پر ہے۔ یعنی اُن لوگوں پر ہے جنہوں نے جنگ میں ابتدا کی ہے۔ عثمان کے اس خط سے جسکی عبارت گو معتدل مگر بالکل صاف تھی فوج پر بہت عمدہ اثر پیدا ہوا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہوسکتا کہ روسی فوج کے افسر اور لیڈر بھی اُسے پڑھ کر حیرت زدہ ہوگئے ہونگے۔

قاصد کے ہمراہ جو چھ قاسک آئے تھے اُنکو خوب پیٹ بھر کر کھانا کھلایا گیا۔ تاکہ اُنکو ہمارے گوداموں کے تمول اور بہرہ وری کا یقین ہوجائے۔ خود قاصد کی اردابطابیہ میں پرتکلف مہمانداری کیگئی۔

۱۳ نومبر کا دن بہت ہی سرد تھا۔ ویسی سردی ہم نے پلیونا میں پہلے نہیں دیکھی تھی۔ دھند بھی بہت غلیظ اور گہری چھائی رہی۔ رات کیوقت روسیوں نے یونس طابیہ پر پھر حملہ کیا۔ مگر ناکام رہے۔ اور

بعد ازاں پھر کوئی حملہ نہ کیا گیا۔ سکوبیلاف نے اس حملہ کی ناکامی کے بعد طابیہ مذکور کو ہلہ کر کے فتح کرنے کا خیال مطلقاً چھوڑ دیا۔ اس لڑائی میں روسیوں کے پانچسو اور ترکوں کے فقط ایک سو ضائع ہوئے سکوبیلاف کی فوج نے جو متعدد حملے کئے تھے وہ جنرل ٹوڈلبین کے احکام کی خلاف ورزی کر کے کئے گئے تھے۔ مگر ان میں سے اکثر غالباً اس لئے وقوع میں آئے تھے کہ متخاصمین کی حدود ایکدوسرے سے بہت قریب ہوگئی ہوئی تھیں۔ اور دونوں طرف کی فوجیں لڑائی کے لئے بقرار رہتی تھیں۔ یہ ظاہر ہے کہ جب ایسی صورت ہو تو ہمیشہ لڑائی سے پہلو نہیں بچایا جا سکتا۔

۱۴ر کو کل روسی مورچوں نے تمام خط مدافعت پر ایسی سخت گولہ باری شروع کی کہ ہم اُسے مکرر ہلہ عام کا پیش خیمہ سمجھ کر۔ مقابلہ کیلئے بالکل تیار ہوگئے۔ مگر کوئی حملہ نہ کیا گیا جس سے ہمیں سخت افسوس ہوا۔ البتہ آدھی رات کیوقت غنیم نے غازی عثمان طابیہ پر حملہ کیا جس میں اُسکو کامیابی نہ ہوئی۔ لڑائی طلوع فجر تک ہوتی رہی اور چار سو روسی اس میں کام آئے۔ کمپ کی اس حصہ میں یہ آخری معرکہ ہوا۔

زمانہ حصار کے پہلے نصف حصہ میں فوج پیدل کی جو معرکہ آرائیاں ہوئیں ہیں اُنکی فہرست مع نقصانات اندازکردہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔

تاریخ	مقام معرکہ	ترکوں کا نقصان	روسیوں کا نقصان
۲۷ر اکتوبر	ودپل	۳۰۰	۴۰۰
۲۸ر اکتوبر	غازی عثمان اور پیتو طابیوں کے درمیان	۱۰۰	۱۰۰
۹ر نومبر	حاجی بابا اور یونس طابیوں کے درمیان	۲۰۰	۶۰۰
۱۰ر نومبر	یونس طابیہ	۱۰۰	۱۰۰
۱۱ر بغایت ۱۱ر نومبر	غازی عثمان طابیہ	۵۰	۱۰۰
۱۲ر نومبر	غازی عثمان طابیہ	۵۰	۱۰۰
۱۳ر نومبر	یونس طابیہ	۱۰۰	۵۰۰
۱۴ر تا ۱۵ر نومبر	غازی عثمان طابیہ	۱۰۰	۴۰۰
۱۵ر نومبر	میزان	۱۰۰۰	۲۳۰۰

۱۵ر نومبر کو حصار کا پہلا نصف حصہ ختم ہوا۔ یہ دوسرے حصہ سے بالکل مختلف تھا۔ اس میں

انفنٹری کے کئی چھوٹے چھوٹے معرکے ہوئے۔ مگر دوسرے نصف میں دونوں فریق سوائے ایک دفعہ یعنی اس لڑائی کے جو ۸ر دسمبر کو وِدِل پر ہوئی۔ بالکل چپ چاپ رہے۔ دونوں حصوں میں گولہ باری کی یہی یہی کیفیت رہی۔ پہلے میں سخت گولہ باری ہوتی رہی جو گاہ گاہ کمال شدید ہو جاتی تھی۔ دوسرے میں مدہم اور متفرق طور پر ہوتی رہی۔

جہانتک میری ذات کا تعلق ہے۔ مجھے حصار کے پہلے نصف میں کوئی قابل ذکر کام نہ دینا پڑا۔ ہمارے دائیں بازو پر ایک مرتبہ بھی حملہ نہ ہوا۔ اور میرے مورچہ میں غلیم کے شیل یہی تھوڑے سے گرے۔ اور نہ میری پلٹن کو کوئی لڑائی کرنی پڑی۔ ہم کو دو دفعہ چوبیس چوبیس گھنٹوں کیلئے باش طابیہ کو بھیجا گیا۔ دونوں مرتبہ آدھی رات کیوقت مورچہ کو گئے۔ اور وہاں سے واپس آئے۔ پہلی مرتبہ (۳۰ر اکتوبر کو) باش اور قاضی طابیوں کی خندقوں سے ایک دوسرے پر خوب ایفلی اشتباری ہوئی۔ مگر اسکا نتیجہ کوہ کندن و کاہ برآوردن سے بڑھکر نہ تھا۔ کیونکہ دونوں طرفوں کی فوجیں خوب محفوظ مقامات اور موقعوں پر تھیں۔ دوسری دفعہ (۱ر نومبر کو) سپاہیوں نے چھ گھنٹوں کیلئے بے ضابطہ طور پر جنگ کو ملتوی کر دیا۔ میں نے بعد میں سنا کہ اس امر سے وسی افسر بہت آزردہ ہوئے اور انہوں نے رومانویوں کو روکنے کی بہت کوشش کی لیکن کوئی پیش نہ گئی۔ میں ایک بامجنت رومانوی لفٹنٹ کے ساتھ عرصہ تک باتیں کرتا اور اسکے ساتھ ملکر سگرٹ پیتا رہا۔ اس عجیب و غریب التوائے جنگ کیلئے بظاہر یہ بہانہ بنایا گیا تھا کہ یوم ماقبل کو جو چند سپاہی قتل ہوئے تھے اُن کو دفن کر لیا جائے۔ مگر چونکہ یہ کام ایک گھنٹہ میں بھی کم عرصہ میں ختم ہو گیا تھا۔ اسلئے اصل وجہ یہی سمجھی جا سکتی ہے کہ رومانوی اس فضول خونریزی سے جو دونوں مورچوں کے قرب و جوار میں ہر وقت ہوتی رہتی تھی اکتا سے گئے تھے۔ ایسے التوار سے ہم ترکوں کو کوئی نقصان نہیں پہونچ سکتا تھا۔ مگر میرا خیال ہے کہ میرے بیجر کو اوپر سے زجر و توبیخ ہوئی تھی کہ اُس نے کیوں اسکام کیلئے منظوری دی تھی۔ رومانوی لفٹنٹ نے مجھکو کئی ذومعنی کہانیاں اور مسخرخیز کہاوتیں سنائیں۔ یہ ابھی تازہ تازہ پیرس سے وہاں تک پہونچی تھیں۔ مگر چونکہ میں فرنچ زبان کا ویسا عالم نہیں تھا جیسا کہ لفٹنٹ۔ میں انکا اصل مطلب اچھی طرح نہ سمجھ سکا۔ اور اسلئے اُن سے پورا حظ نہ اُٹھا سکا۔ ہم افسروں کی تقلید کر کے سپاہی بھی آپس میں ٹوٹی پھوٹی ترکی یا مضحکہ خیز حرکات و اشارات سے باتیں کرتے۔ بلکہ بسکٹیں کھاتے اور ایک دوسرے کو تحفہ تحائف دیتے رہے۔ تھوڑی دیر میں اور افسر بھی ہم سے آملے۔ جن سے اچھی خاصی مجلس لگ گئی۔ اور سب نے فرش خاک

پر بیٹھکر جس پر برف کی باریک تہ سفید میز پوش یا دسترخوان کا کام دے رہی تھی ملکر کھانا کھایا۔ کھانے کیوقت ہنسی اور دل لگی کی باتیں ہوتی رہیں۔ اور قہقہوں کی صدائیں برف آلود کبیدہ خاطر مطلع میں گونجتی رہیں۔ یہہ قہقہے گو مخلصانہ تھے۔ مگر میرے کانوں کو اُنکی آواز اس طرح سے محسوس ہوتی تھی کہ گویا خوش طبعی کا تمسخر اڑایا جارہا ہے۔ اسی اثنا میں صلیب احمر کی ایک خواہر (یعنی تیمارداری عورت) کسی زخمی یا مریض کی خبر گیری کیلئے میرے پاس سے گذری۔ اُسکو دیکھنے سے مجھ پر ایسا اثر ہوا کہ گویا پاک محبت اور پاکیزگی کا کوئی فرشتہ میرے پاس سے گذر گیا ہے۔ کیمپ کے کتے تک بھی جن کو عموماً بالشتیوں ہی سے اُنکی بدطینتی واضح ہوتی تھی اور یہہ معلوم ہوجاتا تھا کہ وہ کوئی سخت ناپاک اور مکروہ یا ظالمانہ اور بدولانہ حرکت کرکے آئے ہیں۔ اور بالعموم کمال بدشکل اور چور نظر آتے اس صلح میں شریک ہوکر اُنہوں نے جسم مزے سے کھجلانے یا پکڈنڈیوں کے نیم مجمد کیچڑ پر لوٹنے پوٹنے لگ گئے۔ الغرض کل نظارہ نہایت ہی عجیب اور متقاتلہ و محاربہ کے مقررہ آداب و قواعد سے عجیب متضاد اور مخالف تھا۔

باش قلعہ میں دو پلٹنیں ہر وقت مقیم رہتی تھیں۔ کیمپ بہر میں وہاں کی نوکری سخت ترین اور سب سے خطرناک تھی۔ اُسکی سختی اسی سے معلوم ہوسکتی ہے کہ ہر چوبیس گھنٹوں کے بعد وہاں کی پلٹنوں کی بدلی کر دیجاتی تھی۔ وہاں ایسا سخت کام دینا پڑتا اور برف و باران کا ایسا آماجگاہ بننا پڑتا تھا کہ کوئی زندہ شخص آٹھ پہر سے زیادہ اس سختی اور یوچہار کو برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ اسجگہ دونوں فریق کی بعید ترین سنتریوں میں صرف ایک سڑک کا پاٹ حایل تھا۔ سنتریوں کے اپنے اپنے گڑھوں سے صرف سر اوپر ہوتے تھے جو بعینہ موسم سرما کے تربوزوں کی ایسی فصل کے مشابہ دکھائی دیتے تھے جو ویران کئے گئے کھیتوں میں اُگی ہو۔ اوّل دو زن کی پلٹنوں میں سے باری باری دو پلٹنیں وہاں جاکر خدمت دیتی تھیں۔ اس امر کا انتظام باقاعدگی کے ساتھہ کردیا گیا تھا۔ مورچہ کو جانیکے راستے غیر محفوظ تھے۔ اور اُن پر مخالف کے مورچہ سے سخت آتشباری ہوسکتی تھی۔ اسلئے مورچہ کی فوج کی بدلی رات کی تاریکی میں ہوتی تھی۔ گولوں اور گولیوں کی مسلسل یوچہار کی وجہ سے کھانا پکانا یا نہانا دھونا قطعاً ناممکن ہوجاتا تھا۔ سپاہی بسکٹوں یا کچی کچی روٹی اوگھلی ہوئی برف پر گذر کرتے تھے۔ جس دن برف باری نہ ہو اُس دن کوئی پانی دستیاب نہ ہوتا تھا۔ اور فوج کو اس پر گذارہ کرنا پڑتا تھا جو وہ اپنی بوتلوں میں ساتھہ لاتی تھی۔ عادل کے ڈویژن کے اعلیٰ افسروں میں سے ہر ایک چوبیس چوبیس گھنٹوں کے بعد نوبت بہ نوبت مورچہ کی کمان پر

جاتا تھا۔ یہ خدمت ایسی پُرخطر تھی کہ کمان پر جس افسر کی باری آتی وہ دوستوں کو آخری الوداع کہہ جاتا اور خداوند کریم کے حضور بھی سابقہ تقصیروں کی معافی مانگ جاتا۔ اُن اوقات کے سوائے جبکہ متناصبین بطور خود متذکرہ صدر التوائے ایسپر جیسا بطہ التوائے کر لیتے ہر گھنٹہ کچھ نہ کچھ لوگ مرتے رہتے۔ اگر ہم میں سے کسی کے گراں کوٹ کے سر ٹوپ کا ذرا سا حصہ بھی فصیل سے اوپر نظر آ جاتا تو اُس پر فوراً گولیوں کی بارش شروع ہو جاتی۔ رفتہ رفتہ التوائے مکثرت ہونے لگ گئے۔ ایک دن میں وہ تین یا چار مرتبہ وقوع میں آتے۔ جو عموماً آدھ گھنٹہ سے لیکر دو گھنٹوں کی میعاد کے ہوتے تھے۔ اور اُن سے فائدہ اُٹھا کر فریقین اپنے اپنے سنتریوں کی بدلی کر دیتے تھے۔

نومبر کے وسط میں رومانویوں اور ترکوں کے درمیان دوستانہ ارتباط اس قدر بڑھ گیا کہ دونوں کمپوں میں اُسکی عام شہرت ہو گئی جیسپر روسی اعلیٰ افسروں نے رومانوی فوج کو قافلی طابیہ سے ہٹا کر اُسکی جگہ روسی انفنٹری کو وہاں رکھنے کا ارادہ کر لیا۔ ایسپر ۱۸ نومبر کے قریب قریب عملدرآمد کیا گیا اور اُس دن سے بعد باضابطہ یا بے ضابطہ پھر کوئی مزید التوائے اور عارضی صلح نہ ہوئی۔ گو دونوں طرفوں کے سپاہی پھر بھی بالعموم بدلی کنندہ جماعتوں اور نیز سب سے اگلی سنتریوں پر آشباری کرنے سے محترز رہتے تھے۔

ہمیں یہ علم ہونیکی خوشی اور اطمینان حاصل تھا کہ ہم نے قافلی طابیہ کی اقامت دشمن کیلئے تقریباً ناقابل برداشت کر رکھی تھی۔ رومانوی اسپر اُس جگہ کو پورا جہنم بیان کرتے تھے۔ اُن تمام موچوں کی ہر ایک توپ کا منہ جن جن سے قافلی طابیہ پر شیل (پھٹنے والے گولے) پڑ سکتے تھے طابیہ مذکور کی طرف سیدھا کر دیا گیا ہوا تھا۔ گولہ بارود ہمارے پاس بافراط موجود تھا۔ توپیں اعلیٰ قسم کی کرپ ساخت کی تھیں۔ اور ہمارے گولندازوں کی چستی و چابکی اور قادر اندازی دوست دشمن دونوں کو بخوبی معلوم تھی۔ ان سب باتوں کے اجتماع نے قافلی طابیہ کی یہ گت بنا رکھی تھی کہ میں خندق باتری میں جانے کی نسبت کبھی کہو تے ہوئے آتش فشاں پہاڑ کے دہانہ کے کنارہ پر کھڑا ہونیکو ترجیح دیتا۔ اُس میں جونہی کوئی ایسا سیاہ داغ دکھائی دیتا جس پر انسانی جسم کی پوشاک کا کوئی حصہ ہونے کا گمان ہو سکتا ہو تو فوراً سینکڑوں گولیاں اُس پر داغ دیجاتیں اور چونکہ بالمقابل خندقوں کا درمیانی فاصلہ مشکل ایک سو گز تھا۔ ہمارا نشانہ اکثر خطا نہ جاتا۔

اکثر رومانوی تھوڑی سی ترکی سمجھتے تھے۔ اور سنتریوں میں صرف پچیس گز کا فاصلہ تھا جو ہر وقت آپس میں بات چیت کرتے رہتے تھے۔ دونوں موچوں کے قرب جوار میں تقریباً ہر روز زیادہ تر رات کی تاریکی کی پناہ میں کھدائی کا کام ہوتا رہتا تھا۔ اگر رومانوی کوئی نئی خندق بنا لیتے تھے تو چند گھنٹوں کے بعد ترک بھی بالمقابل ویسی ہی خندق تیار کر لیتے تھے۔ چنانچہ محاصرہ کے آخری دنوں میں ان دونوں مورچوں کی درمیانی اور قرب جوار کا علاقہ خندقوں کا خاصہ بھول بھلیاں بنگیا ہوا تھا۔

دونوں طرف دشمن کو دھوکہ دینے کی غرض سے طرح طرح کی تدبیریں اور اختراعیں کیجاتی تھیں۔ ہم نے قدآدم پتلے جنکو افسر بگلچی علم بردار اور سپاہیوں کی پوری پوری وردیاں پہنائی گئی تھیں کھڑے کر دیئے ہوئے تھے تاکہ غنیم اُن پر آتشباری کرتا رہے۔ ان میں سے بعض پتلوں کے اعضا ایسے بنائے گئے تھے کہ وہ ہلائے جاسکتے تھے۔ جس دن میں باش طابیہ میں تھا اُس دن التوائے کے بعد ہم نے رومانویوں کو ڈھول پیٹکا۔ جھانجھوں سیٹیوں اور ہواوار بانسریوں کے مہیب شور وغل کے ساتھ مسخروں کی کھیل کا تماشہ دکھایا۔ اسکے عوض میں اُنہوں نے تاریکی کے بعد ہم کو یہ تماشہ دکھایا کہ ایک بڑی چادر تان کر اُسکے پیچھے آگ روشن کر دی پھر چادر کے سامنے ایک دبلے آدمی کو عاشق اور ایک موٹے تازہ سپاہی کو معشوقہ بنا کر کھڑا کر دیا جنکی عجیب و غریب تمسخر خیز حرکات اور معشوقانہ غمزوں کا سایہ چادر پر پڑتا اور ہم انہیں دیکھ کر خوب قہقہے لگاتے رہے۔

جاڑے کی شدت کے باعث ہمارے مورچہ اور کل کیمپ بھر میں سنتریانہ خدمت کمال سخت اور تکلیف دہ تھی۔ ابتدا میں ہر ایک سنتری کو چار گھنٹے نوکری دینی پڑتی تھی۔ پہلے چار کی جگہ دو اور آخر کار ایک گھنٹہ کر دیا گیا۔ سنتریوں کو چار فیٹ عمیق گڑھے میں گویا زندہ دفن ہونا پڑتا تھا۔ جسم کا بالائی حصہ برفانی جھونکوں سے سُن ہو جاتا تھا اور نچلا دھڑ منجمد زمین میں دھنسا ہوا ہوتا تھا۔ حرکت کا نام و نشان نہ تھا۔ چلچلاتی دھوپ کی ذرا بھی کوشش کرنا تو درکنار۔ گڑھے سے باہر نکلتے ہی غنیم کی گولیوں کی بوچھار شروع ہو جاتی تھی۔ غنودگی کا نہ ہر وقت مسلسل نگرانی پر مجبور۔ اُدھر برف کی سردی خطرناک غنودگی پیدا کرنیکی موجب جسکو دور کرنیکی ہر وقت کوشش کرنی پڑتی تھی۔ قصہ مختصر سپاہی سنتریانہ نوکری کو یہ سمجھتے تھے کہ انسان کو اشد جسمانی عقوبت پہونچانیکا یہ کمال مہذبانہ طریقہ ہے۔ اس موقع پر ہم کو گراں کوٹوں نے بہت ہی کام دیا۔ جب زمین پر برف ہو تو سردی کی شدت کم محسوس ہوتی تھی۔ سردی خواہ اس قدر ہو کہ پارہ منجمد ہونیکے درجے سے دس درجے نیچے اُتر گیا ہو لیکن ساتھ ہی برف بھی موجود ہو تو یہ ویسی سردی

سے بہتر تھی جو ہو تو منجمد ہونیکے درجہ سے ایک دو دقیقہ اوپر۔ مگر برف موجود نہ ہو۔ سنتریوں کی لمبی لمبی پیدار قطاریں جاڑے کے سرد و خنک دنوں کی تاریک میں بھی کی روشنی میں خاصی دور تک چلی جاتی دکھائی دیتی تھیں اور سفید زمین کے اوپر سنتریوں کے صرف سر ٹوپ اور سنگین دکھائی دیتے تھے۔ عجیب و غریب اور پر تر نظارہ دکھاتی تھیں۔

راشنوں اور بالخصوص گوشت کی مقدار شروع نومبر سے کم کر دیگئی تھی بسکٹوں کی جگہ مکی کے آٹے کی روٹی جو پلیونا میں پکائی جاتی تھی تقسیم ہوتی تھی۔ بسکٹوں کی مقدار عظیم اسٹور ذخیرہ میں محفوظ رکھنے دیگئی تھی کہ اگر ہلہ کیا گیا اور اس میں کامیابی ہوگئی اور ایسے علاقہ سے گذرنا پڑا جہاں قحط ہو تو اسوقت کام دیں مخمرات کی قطعاً عدم موجودگی اور گوشت کی کم مقدار ملنے سے ہمیں سردی بشدت محسوس ہوتی تھی۔ رفتہ رفتہ جب گوشت مطلقاً بند ہوگیا اور غذا اس قدر ملنے لگی جو جسم و جان کو یکجا رکھنے کیلئے بمشکل کفایت کرتی تھی تو ہماری حالت اور بھی بدتر ہوگئی۔ گھوڑوں اور گاڑیوں کے بیلوں کے ذبح کرنیکی سخت ممانعت تھی۔ مگر اسبارہ میں کبھی کبھی سپاہی خلاف ورزی کر دیا کرتے تھے۔ چارہ بھی تقسیم گیا اور غریب بے زبانوں کو سخت تکلیف پہونچی۔ گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور بیلوں کی خاص قسم کی آواز صاف صاف بتا دیتی تھی کہ وہ فاقہ کی فریاد کر رہے ہیں۔

۱۶ نومبر کو میرے مورچہ میں ایک گھوڑا ذبح کیا گیا۔ اسکی ٹانگ پھسلنے سے ٹوٹ گئی تھی۔ ایک نیکدل سپاہی نے تھوڑا سا گوشت مجھے بھی دیا۔ اس میں نمک تھوڑا تھا۔ کیونکہ نمک بھی کمیاب ہوگیا تھا۔ اس سخت اسہال اور پیچش شروع ہوگئی جس پر مجھے گاڑی پر بٹھا کر پھر شہر بھیجدیا گیا۔ جہاں مسجد والے ہسپتال میں مجھے جگہ دیگئی اور وہاں میں نے چار سو ساتھی مریضوں کے ساتھ رہکر آٹھ دن ناقابل بیان مصیبت اور تکلیف سے بسر کئے۔

ادویات کم ہوگئی تھیں۔ کونین تو تقریباً ناپید تھی پٹیوں کے لئے ململ نہیں رہگئی تھی اسلئے گوسپری کی حد سے اس قسم کے کپڑے کی سخت ضرورت تھی کپڑے پھاڑ کر پٹیاں بنائی جاتی تھیں ململ کے کپڑے تو اس طرح چھپا کر رکھے جاتے تھے جیسے کسی بیش بہا چیز کو رکھا جاتا ہے۔ محاصرہ کے آخری چند دنوں میں کپڑا نہ ہونے سے زخمیوں کی ایک دفعہ کے بعد پھر مرہم پٹی نہیں ہوتی تھی۔ جو مریض اور زخمی مرض یا زخموں سے صحت یاب ہو جاتے تھے انکو کوئی مقوی غذا نہیں ملتی تھی جس سے کئی ضعف سے مر گئے۔ ڈاکٹر اور اطبار کو اسقدر

کام رہتا تھا کہ وہ ایک ایک مریض کو پوری توجہ سے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ مریض پہلے معالجہ کرانیکے لئے آپسمیں جھگڑتے بلکہ دنگا شتی کرتے تھے۔ ڈاکٹر لینگ نے ۹ دسمبر کو مجھے بتایا کہ چار ہفتوں سے اُس نے کپڑے نہیں بدلے اور فی شب تین تین گھنٹوں سے زیادہ نہیں سویا۔

مجروحین اور مریضوں کو جو تکالیف پہونچتی تھیں اُنکی کچھ کیفیت مجھے مسجد کی دوبارہ اقامت سے عملی طور پر معلوم ہوگئی۔ اسکے ساتھ ہی یہ یاد رکھنا چاہئے کہ نومبر کے وسط میں ایسی حالت ایسی خراب اور ردی نہیں ہوئی تھی جیسی کہ دسمبر میں جاکر ہوگئی تھی۔ اس جہنم نما ہسپتال میں پہلی مرتبہ جو سختیاں مجھے برداشت کرنی پڑی تھیں گو وہ بھی کچھ کم مہیب نہ تھیں لیکن دوسری دفعہ جو کچھ گذرا۔ اُسکو بیان کرنیکا قلم یا زبان کو یارا نہیں۔ اسی سے اُسکا کچھ اندازہ کرلو۔ کہ میں نے کئی دفعہ خودکشی کا ارادہ کیا۔ چوتھے دن جبکہ سیمو بھی بیمار ہوکر مجھ آملا۔ اور ہم دونوں تسلی دلاسا دیکر ایک دوسرے کا حوصلہ قائم رکھتے رہے۔ برانڈی اور رائینوں کے کسی قدر کی چند خوراکوں سے میں ڈاکٹر کی توقع سے بھی جلد صحت یاب ہوگیا اور نویں دن (۱۴ نومبر کو) ایک چرکس سے اُسکا گھوڑا مانگ کر جو ایسا لاغر اور نحیف ہو رہا تھا کہ گھوڑے کی سی اُسکی شکل ہی نہ رہگئی تھی برفباری کے طوفان میں اپنے مورچہ کو روانہ ہوگیا۔ میں نیٹی طابیہ تک پہونچا تھا کہ گھوڑا بیدم ہوکر گر پڑا جس پر مورچہ مذکور کے سپاہیوں نے اُس چشم زدن میں جھپٹ کر اُسے ذبح کرڈالا اور اُسکا حصہ بخرے کرلئے۔ مجھے باقی کا راستہ پیدل چلنا پڑا۔ چلنا کیسا رینگنا پڑا۔ اور دو دفعہ راستہ میں گرا۔ اسہال نے مجھ میں کوئی سکت باقی نہیں چھوڑی تھی۔ دوسرے لمبے لمبے منجمد ڈھلاؤ اور دامنوں پر مضبوط سے مضبوط شخص کیلئے بھی چلنا پھرنا آسان امر نہ تھا۔ دوسری دفعہ گرنے پر میں نے اُٹھنے کی کوئی کوشش نہ کی۔ میں زندگی سے بیزار ہو رہا تھا۔ میں نے خدا سے دُعا کی کہ مجھے اس صعوبت سے نجات بخشے۔ برف روئی کے پنبوں کی طرح میرے اردگرد پڑ رہی تھی۔ اور اندیشہ تھا کہ میں جلد زندہ ہی اُسکی تہوں میں دب جاؤنگا۔ کہ اتنے میں چند سپاہیوں نے مجھے دیکھ لیا اور وہ مجھ کو میرے مورچہ میں چھوڑ آئے۔ دو پنولا تراب کمپنی کی کمان کرتا تھا۔ کیونکہ صرف وہی قابل کارافسر باقی رہگیا ہوا تھا۔ لفٹنٹ آصف باش طابیہ کی خندقوں میں جہاں میری پلٹن میری ہمراہی میں ایکدن کھیتی گئی تھی شہید ہوگیا تھا۔ یہ سنکر مجھے بہت افسوس ہوا۔ ابراہیم متعدد ڈیوٹیوں اور فرائض سے کوفت زدہ ہوکر ہلکان ہو رہا تھا۔ میں نے اُس سے منت کی کہ ایکدن اور کمان مجھے اور پہر کو ٹھری میں جاکر اپنی سیدھی سادھی چارپائی پر لیٹ گیا اور سولہ گھنٹے سویا۔ مگر بُرے خوابوں۔ سُری بھوک اور بدہضمیوں سے نیند سے کچھ طبیعت ہلکی نہ ہوئی۔ میری کمپنی کا ایک نوعمر سپاہی ہادر ہربان کی

طرح یہہ سارا وقت میری خدمت کرتا رہا۔ سپاہی مجھہ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ چنانچہ میجر نے ایکدفعہ مجھہ سے کہا تھا کہ کل ڈویژن میں تم سب سے زیادہ ہر دلعزیز افسر ہو۔ اسکا مجھے دوسرے دن بدیہی ثبوت مل گیا۔ کل سپاہیوں نے اپنے اپنے کھانے سے چند لقمے ڈال کر میرے لئے وافر غذا جمع کی۔ اُس میں مکی کا دلیا۔ روٹی۔ چند بسکٹیں اور تھوڑا سا بھیڑ کا اُبلا ہوا گوشت تھا۔ یہہ آخری گوشت تھا جو میں نے محاربہ میں کھایا۔ اس غذا کے ساتھہ میرا راشن بھی شامل کرنے سے اُسکی مقدار خاصی ہوگئی۔ تھوڑی سی برانڈی مجھ شہر کی اپنی دوست لڑکی سے ملگئی تھی۔ اس وافر غذا اور شراب کے چند گھونٹوں سے میری طاقت عجیب طور پر عود کر آئی اور میں نے دوسری صبح تراب سے جو برابر ۴۸ گھنٹے نہیں سویا تھا کپتنی کی کمان کا چارج لے لیا۔ وہ چارج دیتے ہی تکان سے زمین پر گر پڑا۔ اور سپاہی اُسکو اُٹھا کر خوابگاہ میں لیگئے۔ اُسی دن چند گھنٹے دھوپ بھی چمکی۔ دھوپ کا نکلنا نعمت غیر مترقبہ سے کم نہ تھا۔ ممکن ہے میری سریع صحت یابی میں اسکا بھی کچھہ حصہ ہو۔ اس دن سے لیکر ہتھیار رکھہ دینے سے بعد کی رات یعنی پندرہ دن تک میں نے اپنے کپڑوں کو ایک دفعہ بھی نہ بدلا۔ نہ جسم سے اتارا۔

میں ہسپتال میں ہی تھا کہ قارص کے فتح ہو جانیکی خبر تمام شہر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ حتی کہ بیمارکدوں اور شفا خانوں کے مریضوں نے بھی اُسے سُن لیا۔ میں نے اب، ۱۸ نومبر کو سُنا کہ روسیوں نے ترکی مورچوں کے سامنے بیٹے نصب کر کے اُن پر شہاد پسپاں کر دیئے تھے۔ اُن کو جب سنتریوں نے اُتار کر دیکھا تو اُن میں ٹوٹی پھوٹی اور غلط سلط ترکی زبان میں یہہ عبارت بخط زشت تحریر تھی۔

"قارص فتح کر لیا گیا ہے اور مختار پاشا کی فوج نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ تم چاروں طرف سے گھرے ہوئے ہو۔ اور کسی طرف سے نہ تم کو مدد پہونچ سکتی ہے۔ نہ تم باہر جا سکتے ہو۔ تمہارا شہنشاہ صلح کرنی چاہتا ہے۔ یہہ صرف عثمان پاشا ہی ہے جو تم کو یہاں روکے ہوئے ہے۔ بفصیحت مانو ہتھیار ڈالدو۔ اور اپنی جانیں بچالو تاکہ تمہارے کنبوں کے کام آئیں۔ اگر تم اطاعت نہیں مانوگے تو بھوک سے مرجاؤ گے۔ تم نے اپنی طرف سے پوری مردانگی دکھادی ہے۔ اس سے کچھہ اور زیادہ تم سے توقع نہیں ہو سکتی۔"

اُسی دن روسیوں نے توپوں کی سلامیاں کی تھیں اور شام کے بعد بعض مورچوں میں ٹکنے والے مصلح سے فرنچ اور ترکی میں بڑے بڑے تختوں پر یہہ عبارت تحریر کی تھی کہ قارص فتح ہو گیا ہے

ایسی بُری خبر سے عام سپاہیوں پر بُرا بلکہ خطرناک اثر پڑنا لازمی امر تھا۔ مگر یہہ اثر جلد زایل ہو گیا

جبکہ دسمبر کے شروع تک مورچہ میں واپس نہ آیا جس دن وہ آیا اُسی شام پھر بیمار ہوگیا اور میں ساری رات اُسکی تیمارداری کرتا رہا۔ کئی لمبی گھڑیاں جو کٹنی میں نہیں آتی تھیں میرا بازو اُسے سرہانہ کا کام دیتا رہا۔ مجھے خیال تھا کہ اب اسکا آخری وقت پہنچ گیا ہے۔ مگر صبح کے قریب اُسکی طبیعت میں سکون سا آگیا اور وہ دوپہر تک خوب گہری نیند سویا جس سے بیدار ہونے پر اُسکی حالت بہت کچھ سنبھلی ہوئی پائی گئی۔ سپاہیوں نے اُسکے لئے عمدہ اور وافر غذا تیار کی مگر اُس میں گوشت نہیں تھا جو ہمارے پاس مطلقاً موجود نہ تھا۔ وہ صحت یاب اور بالکل چاق چوبند اور پہلے جیسا ہشاش بشاش ہوگیا۔

شہر اُن دنوں ایک ہسپتال عظیم بنا ہوا تھا۔ ایک گھر چھوڑ ہر دوسرا گھر شفاخانہ بنا لیا گیا تھا۔ تمام مسجدیں اور سرکاری عمارتیں بخار کے بیماروں سے بھری ہوئی تھیں۔ ایسے شہر میں جو ۷ ہزار باشندوں کے لئے تھا۔ اب ۸ ہزار مریض پناہگزین تھے۔ دسمبر میں بیماروں کی تعداد دس ہزار ہوگئی۔ ترک باشندے کمال مروت خوش اخلاقی سے پیش آتے اور نامقدور ہر طرح کی امداد دیتے حتی کہ بعض مستورات پردہ کو چھوڑ کر جو مذہب اور رسم نے اُنکو لازمی کر رکھا ہے۔ بیمار وں کی تیمارداری کرتی رہیں۔ باقی رہے عیسائی باشندے وہ آخر وقت تک زخمیوں اور بیماروں سے وحشیانہ سلوک کرتے یا کم از کم اُنکی کوئی دستگیری نہ کرتے رہے اور جب کبھی اُنکو ایسا موقع مل جاتا کہ پکڑے جانیکا اندیشہ کے بغیر غارتگری کر سکیں تو بڑی غارتگری کرتے رہے۔

روپیہ کی قیمت اس قدر گھٹ گئی تھی کہ دیکھ کر تعجب ہوتا تھا۔ چوسر نرد یا اور کھیلوں میں ہم بسکٹ داؤ پر لگایا کرتے تھے۔ اور ایک بسکٹ مالیت میں دس قرش (ایک شلنگ دس پنس) کے برابر سمجھی جاتی تھی۔ بسا اوقات بسکٹوں کے چوتھے چوتھے حصے داؤ پر لگائے جاتے اور جیتنے والا اُسی وقت اُنپر داؤ کو جیا جاتا۔ شہر میں میں نے ایک چالاک یہودی دوکاندار سے آدھ پاؤ گوشت جو ٹین کے بکس میں بند اور مدت کا پڑا ہوا تھا ۲۵ قرش کے عوض اور اُسیقدر قیمت دیکر لیبگ کے کارخانہ کی مارالحم کی ایک پیالی خرید کی۔ ایک سگرٹ دس قرش اور ایک بھینسہ بیس قرش قیمت پاتا۔ مگر ایسے سودے خفیہ کئے جاتے تھے کیونکہ اشیاء خوردنی کی خرید و فروخت حکماً ممنوع تھی۔

دسمبر کے شروع تک میری کمپنی میں بشمول تین افسروں (سیمور۔ تراب اور میرے) کے صرف تیرہ قابل جنگ آدمی باقی رہ گئے۔ کوئی دن نہ گذرتا تھا جس میں کوئی نہ کوئی تازہ بیمار ہوکر شہر کو گاڑی پر

بھیجدیا جاتا ہو۔

ہسپتالوں میں اس قدر آدمی مرنے لگ گئے کہ اُنکو دفن کرنیکے لئے خاص علیحدہ جماعت مقرر کیگئی۔

مَیں یہہ اوپر بتا آیا ہوں کہ ۲۵ نومبر کے بعد گوشت تقسیم نہیں کیا گیا تہا۔ نومبر کے اختتام کے قریب راشنوں کی مقدار اور گھٹا دیگئی۔ چنانچہ ۶ دسمبر تک ہم کو روزانہ راشن میں بے مزہ سی مکی کی روٹی وزنی آدھ پاؤ اور تھوڑی سی مقدار نمک کے پتلا دیئے کی چونکہ نہ ہونے سے سخت گھناؤنا ذائقہ رکھتا تہا ملتی رہی۔ یعنی ہم کو آٹھ پہر میں صرف اتنی غذا ملتی تہی۔ جو ایک معمولی قد و قامت کے انگریز کے ناشتہ سے بہی کم ہتی تہا کو عرصہ کا ختم ہو چکا ہوا تہا۔ میری دوست لڑکی نے ایکدفعہ میرے لئے کہیں سے دو سگرٹ بہم پہونچائے مَیں نے اُنکو آدہا آدہا کرکے ایک ٹکڑا خود لیا اور باقی تینوں سپہیوں۔ ترک اور یقال کو دیئے۔ ایک ترکیل تہا کو کا ایسا عادی تہا کہ وہ یہہ دونوں سگرٹ بخوشی پچاس قرش دیکر مجہہ سے خرید لیتا۔ جہاں تک مجہکو علم ہے چار کا ایک تولہ بہی شہر یا کیمپ میں موجود نہ تہا۔ اُسدن سے لیکر جبکہ مَیں آخری دفعہ ویڈین شہر کو گیا تہا اوڈوریس نے مجہکو ایک پیالہ چا روی تہی ہمتیار ڈال دینے کی شام تک جبکہ روسی افسروں نے چا رے میری تواضع کی مَیں نے ایک مرتبہ بہی چا رنہ دیکہی تہی۔ ترک چا رنہیں پیتے۔ مجہکو کوئی ایسا شخص معلوم نہ تہا جنہوں نے مدت العمر میں اسی چکہا تک نہیں تہا۔ باقی رہا قہوہ۔ وہ بہی ندارد ہو گیا تہا۔ یا کم از کم ہمارے لئے ندارد تہا۔ کیونکہ سنا جاتا تہا کہ اعلیٰ افسروں کو اب بہی گاہ گاہ اُسکی ایک آدہ پیالی مل جاتی ہے۔ میرے ایک دوست کو کہیں سے اسکی خفیف سی مقدار مل گئی۔ اور اُس نے اس نعمت عظمیٰ کو چمچوں سے اپنے احباب میں تقسیم کیا۔ جس شخص کے پاس ایک پیالی قہوہ ہوتا وہ اُسکی منہہ مانگی قیمت لے سکتا تہا۔ مگر روپیہ بہی اُن دنوں میں دوسری چیزوں کی طرح ناپید ہو گیا تہا۔ اپنے مورچہ میں پرگیڈیر کے سوائے غالباً میں ہی ایک شخص تہا جسکے پاس نقدی موجود تہی۔ جب مَیں پلیونا پہونچا تہا تو اُسوقت میرے پاس ساٹھ پونڈ تہے۔ اُن میں سے مَیں نے اگست کے آخیر تک دس۔ یکم ستمبر سے ۲۴ اکتوبر تک پندرہ اور بدوران حصار تیس پونڈ خرچ کئے۔ کہا جاتا تہا کہ احمد حفظی پاشا اسی ہزار اور شفقت پاشا ایک لاکہہ پونڈ ساتہہ لائے تہے۔ اکتوبر میں ہم کو تنخواہ میں نقد روپیہ ملا تہا جس سے ہم سب کو بہت حیرانی ہوئی تہی۔ مگر یہہ دستور جلد بند ہو گیا[1]

[1] اُن حدود کے اندر جو دشمن کے محاصرہ میں تہیں نقدی کی کچہہ قدر موجود تہی۔ بدوران محاصرہ ایک پیسہ

ایندھن قطعاً مفقود تھا۔ کیمپ کے جنوبی اور مغربی حصوں میں پھلدار درختوں اور انگوروں کو جڑوں سے اکھیڑ کر ایندھن بنا لیا جاتا تھا۔ ابتک یہ درخت مشیر کے حکم سے بچ رہے تھے مگر ضرورت کے سامنے کسی حکم کی پیش نہیں جاتی۔ انکی شاخیں اور جھاڑیاں کبھی کبھی ہمیں بھی بھیجدی جاتی تھیں جنکو ساتھ ہم خشک گھاس اور پودے۔ لکڑی کے ڈنٹھل۔ چوبی سامان کے ٹکڑے۔ خوابگاہوں کی چھتوں کے تختے (گو ہم جانتے تھے کہ ان تختوں کے کھینچ لینے سے کوٹھڑیوں کے گر پڑنے کا خطرہ ہے جس سے ہماری آسایش اور حفاظت میں سخت خلل آئیگا) ہر ایک ایسی قسم کی ٹوٹی پھوٹی چیزیں جو جل سکتی ہوں۔ کوڑا کرکٹ اور کبھی کبھی کسی چمکڑہ کو خود توڑ کر اسکے ٹکڑے ملا لیتے تھے اور ان سے ایندھن کا کام لیا کرتے تھے۔ پھر بھی بعض وقت آگ نہ ہونیکی وجہ سے ہم کھانے کو دلیا نہیں بنا سکتے تھے۔ آگ کی عدم موجودگی کا ایسی حالت میں جبکہ تھرمامیٹر کا پارہ منجمد ہونیکے درجہ سے نیچے گرا ہوا ہو اور حرارت بخش مشروبات کا ایک قطرہ بھی روپیہ کے عوض یا بطور احسان کسی طرح دستیاب نہ ہو سکتا ہو جو کچھ مطلب ہو سکتا ہے۔ اسمیں ناظرین کے قیاس پر ہی چھوڑے دیتا ہوں۔ ایک یا دو مرتبہ بقال جو پہلے سے بھی زیادہ اٹھک ہو رہا تھا اور اسکی طبیعت کی تیزی و براقی میں مشکلات کے حسب حال اضافہ ہوتا جاتا تھا پلٹن کمپلیو کو یہ کہکے چند ڈول لے آیا مگر اس چیز کا کوئی گودام موجود نہ تھا وہ باقاعدہ تقسیم کیا جاتا تھا۔ مخالف کے سنتریوں کو قتل کرنا پسند نہیں کیا جاتا تھا۔ یہ کام بزدلانہ اور دشمنانہ سمجھا گیا تھا۔ تاہم ایک رات ہمارے مورچہ کے چند چرکس پیٹ کے بل رینگتے ہوئے دشمن کے سنتریوں تک پہنچ گئے اور یکے بعد دیگرے کئی سنتریوں کو قتل کرکے روسیوں کی ایک بعید سی چوکی سے لکڑیوں کے چند گٹھے اور کچھ موٹے موٹے ٹکڑے اٹھا لائے۔ ہم نے ان کو جلا کر خوب آگ تاپی جسکا کیمپ میں کئی دنوں تک چرچا رہا۔ ہم نے جا بجا زمین کو کھودا کہ شاید درختوں اور جھاڑیوں کی جڑیں مل جائیں مگر اس میں کامیاب نہ ہوئے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۔ یا زیادہ نہیں ہو سکتی تھی میں اس رقم کی مقدار دولاکھ پونڈ یعنی فی کس چار پونڈ تقصور کرتا ہوں تاہم یہ پیمان بھی کمیاب ہوتا گیا حتی کہ وہ ۱۸۱۲ء میں تقریباً ناپید ہو گیا۔ اسکی وجہ میرے قیاس میں صرف یہی ہو سکتی ہے کہ ہر ملک اور قوم میں ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں جو ہر حال خواہ روپیہ کے عوض کوئی چیز دستیاب نہ بھی ہو سکتی ہو یا وہ امنیانہ چاہیں روپیہ جمع کرتے رہتے ہیں اسکی مجھے ایک مثال بھی معلوم ہے۔ ایک افسر نے اپنی مختلف اشیاء کی فروخت سے اسی پونڈ جمع کئے تھے جو لعین نے اس سے چھین لئے تھے۔ اس نے چند فلامین کی قیمتیں دس پونڈ کو بھی تھیں۔ مصنف۔

صابن کا ہمارے پاس نام و نشان نہ تھا ہمیں نرم مٹی سے منہ ہاتھ دھویا کرتا تھا بتیاں ہمیں نہایت کفایت سے برتنی پڑتی تھیں۔ بسا اوقات مصنوعی روشنی کیلئے ہمارے پاس کوئی سامان نہیں ہوتا تھا دیا سلائی کے بکسوں کی ایسی قلت تھی کہ آگ روشن کرنیکے لئے کارتوس چلائے جاتے تھے چقماق کی کوئی کمی تھی وہ گولہ بارود اور کارتوس تھے جنہیں ہم کہا نہیں سکتے تھے۔ گو اُسوقت بعض کمال عجیب و غریب چیزیں ہی ہم ہضم کر لیا کرتے تھے۔

آوارہ گرد کتے روز بسیوں مرتے تھے بھیڑیے قرب و جوار میں نمودار ہو گئے۔ دیسی اور جنگلی کوؤں کا شکار کیا جاتا تھا جنکا گوشت نہایت لذیذ سمجھا جاتا تھا۔

ہمارے کپڑے پارہ پارہ ہو گئے تھے۔ صرف گراں کوٹوں پر انسانی پوشاک ہونیکا کچھ قیاس ہو سکتا تھا نومبر کے آخیر میں وردیوں اور وردی کے نیچے پہننے کے کپڑوں کا ذخیرہ پلیونا میں ختم ہو گیا تھا۔ مجھ بعد میں معلوم ہوا کہ اکتوبر کے آخری حصہ میں یعنی ٹھیک اُسوقت جبکہ مخالف کی صفوں میں سے گذرنا ناممکن ہو گیا تھا ارخانیا کے فوجی دستہ کے ہمراہ چالیس ہزار جوڑی بوٹوں کے اور بیس ہزار سوتی گلوبند بھیجے گئے۔ اُن چمڑوں پر جو ہمارے جسموں کو ڈھانپے ہوئے تھے اضافہ کرنیکے لئے سب قسم کی اختراعات اور تدابیر سے کام لیا گیا۔ کچے چمڑے۔ کاغذ اور ٹاٹ کے کپڑے بنائے گئے۔ سر ہانوں میں گھاس اور خشک پتے بھر کر اُنہیں صبح کو گرد باندھ دیا جاتا۔ زہے خوش نصیب وہ جنہیں کسی عورت کا کرتہ یا لہنگا مل گیا۔ ضرورت نے قوت اختراع کو ایسا تیز کر رکھا تھا کہ اُس سے فی الفور جاکٹ یا قمیص بلکہ پاجامہ بھی بنا لیا جاتا تھا۔ بعض آدمیوں کی پوشاک میں زنانہ استعمال کی پانچ پانچ چیزیں پائی جاتی تھیں۔ ترکی محذات کے پاجامے تک بڑی خوشی سے پہن لئے جاتے تھے۔ کپڑوں کی مرمت اور اُن پر جوڑ لگانے میں بعض سپاہی نہایت ماہر ثابت ہوئے۔ ہمارے مورچہ کا ایک سپاہی جو واقعی افلاطون ثانی تھا۔ اِس فن میں ایسا مشہور ہوا اور اُسے اِس قدر کام کرنا پڑا کہ باقی تمام فرائض سے اُس کو سبکدوش کر دیا گیا۔ اکثروں کے لباس مختلف رنگوں اور پارچوں کا مجموعہ بنے ہوئے تھے پیوندوں کی تہ در تہ میں اصل پارچہ کا مشکل پتہ ملتا تھا۔ دیسی اور دانوی وردیوں کی جو لاشوں سے اُتار لیجاتی تھیں بہت مانگ تھی۔ اکثر ترکوں نے اپنے ترکی گراں کوٹوں کے نیچے مکمل سی وردیاں پہنی ہوئی تھیں بوٹوں کی ایسی درجہ بندیاں ہو گئی تھیں کہ وہ مشکل یکجا رہ سکتے تھے۔ جا بجا اُن پر اس قدر ٹانکے اور جوڑ لگے ہوئے تھے کہ انسان یہ نہیں تمیز کر سکتا تھا کہ اصل چمڑہ کہاں ختم ہوتا ہے اور پیوند کہاں سے شروع ہوتے ہیں۔ کچھ

چمڑوں سے عجیب وغریب شکل وضع کی پاپوش تیار کیگئی تھیں جو پاؤں کو بہت تکلیف دیتی تھیں۔ خوش قسمتی سے میرے پاس وہ بوٹ موجود تھے جو میں برلن سے سلوایا تھا۔ اور انمیں سوا ایک ایسی خاصی حالت میں تھا۔ جرابیں اور موزے قطعاً ندارد تھے۔ پاؤں کے گرد چیتھڑے لپیٹے جاتے تھے۔ اُن فوجوں کی پاپوشیں اور نیو ہوئے جرمن گیٹر دگیٹیں انکی وردی ذوالعوفی طرز کی تھی معمولی قسم کے یورپین بوٹ سے عمدہ سمجھے جاتے تھے۔ برف پر اُن سے چلنے پھرنے میں چنداں خطرہ نہ ہوتا اور پاؤں کو بھی نسبتاً آرام پہونچتا تھا شرکوں اور پگڈنڈیوں کی ناگفتہ بہ حالت پر بوٹوں کی خستگی موجب سود کا کام کرتی تھی۔ البتہ جب برف کھیتوں پر شنک ہو جاتی تھی تو چلنے پھرنے میں کم تکلیف ہوتی تھی۔

سپاہیوں اور افسروں دونوں میں باہمی رفاقت۔ عام ہمدردی اور نوازش آمیز برتاؤ کا ایسا پاس تھا کہ اُسکی کوئی تعریف نہیں ہوسکتی۔ آپسمیں جھگڑا منازعہ بہت ہی کم اور شاذ و نادر ہوتا۔ اشد سختی کی حالت میں بھی نظام اور ترتیب میں بہت تھوڑا فرق آیا حصار کے آخری نصف حصہ میں ایسی مشکل اور کمال سخت آزمایش کے زمانہ میں امن قائم رکھنے کیلئے جو نہایت ضروری چیز تھی ہیڈ کوارٹر سے جو جابرانہ احکام صادر ہوتے رہے اُن پر عمل کرنیکی مشکل کبھی محسوس ہی نہ ہوئی۔ گریساتھ ہی وہ فوج کو یہ بتا دینے کا کام دیتے رہے کہ وہ ایک مستقل مزاج اور آہنی پنجہ کے زیر فرمان ہے۔ عدول حکمی اور گستاخی کے مقدمے شاذ و نادر ہوتے۔ علانیہ سرتابی سازش یا پہلے سے سوچ سمجھ کر بغاوت کرنیکا ایک بھی وقوعہ نہ ہوا جن پلٹنوں میں افسر اپنے سپاہیوں میں ہر دلعزیز تھا۔ اُن میں اُسکے احکام اور نصیحت کی پوری جان نثاری کے ساتھ کسی طرح کی حجت یا چون وچرا کے بغیر تعمیل کیجاتی تھی۔ اور افسر کی ذرہ سی مہربانی اور مشفقانہ غور و پرداخت کے عوض سپاہی اُس پر جان نثار کرنیکو تیار ہوتے تھے۔ گراب کیمپ میں کچھ لوگ فرار ہونے شروع ہوگئے۔ میری کمپنی سے دو آدمی بھاگ گئے وہ دونوں رنگروٹ تھے جو دوسری لڑائی کے بعد اُس میں شامل کئے گئے تھے۔ روسیوں کا بیان بالکل غلط ہے کہ ترکی کیمپ سے جوق در جوق سپاہی بھاگ گئے۔ چرکسوں کے سوائے کلمہ زیادہ سے زیادہ دو سو سپاہی اوّل سے لیکر آخر تک مفرور ہوئے تھے یعنی ساڑھے چار مہینوں میں بالاوسطی پلٹن تین آدمی یا بالفاظ دیگر فی ماہ فی ہزار ایک سپاہی مفرور ہوا۔ مجھے پختہ یقین ہے کہ اُن بہادروں میں سے جو عثمان کے ساتھ ویڈین سے پلیونا آئے تھے ایک آدمی بھی نہیں بھاگا تھا۔ محاصرہ کے بعد جانباز سپاہی اپنے پیارے لیڈر پر دل و جان سے نثار تھے اور اُن کو اُس پر پورا بھروسہ اور یقین تھا۔ اسپارہ میں صرف وہی فوجیں جو ستمبر اور اکتوبر میں صوفیا سے آئی تھیں

زیادہ تر خطا کا پائی گئیں اور ان میں سے سب سے بڑھ کر ستحفظ پلٹنیں جن کے کس تقریباً کلہم چلد کیے اور انکے رسالے توڑ دیئے گئے۔ ۳۰ اکتوبر کو انکے بارہ رسالے تھے۔ ۱۰ دسمبر کو ان میں سے دو سو سو زیادہ نہ رہگئے۔ ان نیک بختوں کو کل فوج ہمیشہ کمال حقارت اور بے اعتباری کی نگاہ سے دیکھتی رہی اور انکو ناقابل اصلاح سمجھتی تھی۔ کوئی افسر بھی ایسا نہ تھا جو دل سے یہہ دعا نہیں مانگتا تھا کہ "کاش کبھی تر کی فوج میں انکا کبھی قدم ہی نہ پڑتا" یہہ لوگ عثمانیہ فوج کیلئے دوامی ملامت کا باعث تھے۔ انہی کی طفیل بہادر دیانت دار اور تربیت یافتہ سپاہیوں کو دنیا کی طرف سے وہ نام ملتا تھا جس سے اخبار میں نہایت نفرت کے ساتھ ناک بھوں چڑھا لیتے ہیں۔ باشی بوزوقوں کے مفروضہ مظالم کی من گھڑت داستانوں کا مصالح انہی حضرات کی کرتوتوں سے بدنام گنہگاروں کو ملتا تھا۔ چوری کی تو ان کو ایسی عادت ہے کہ الامان۔ بالکل بے حیثیت بھوپڑیوں کا خفیہ سے خفیہ مقام انکی عقابی نگاہوں اور طامع انگلیوں سے محفوظ نہیں تھا جس طرح بلی کو گوشت کی بو آجاتی ہے۔ اسی طرح ان کو ان جگہوں کی جہاں لوگ اپنا قدرے قلیل سامان رسد چھپا کر رکھتے تھے بو آجاتی تھی۔ غذا کپڑا روپیہ کوئی چیز انکی دسترس سے بچی نہ تھی۔ قواعد اور تعزیروں کے باوجود غلاظت کا کوئی حد و پایاں نہ تھا مگر میری رائے میں ایسے حالات میں اس قباحت سے کوئی چارہ ہی نہیں ہو سکتا تھا۔

فاقہ و تکلیف کے باوجود فوج کے دل مضبوط اور حوصلے قائم تھے بلکہ وہ خوشحالی اور فتحیابی کے زمانہ کی نسبت زیادہ ہشاش بشاش تھی۔ کیونکہ ایسے وقت میں ترکوں کو رضا و تقدیر پر شاکر رہنے کا قومی خاصہ بہت ہی مدد دیتا ہے۔ ایک خیال سے ہمیں بہت تقویت ملتی رہی اور اس سے آخری دن تک ہمارے حوصلے قائم رہے۔ وہ یہہ تھا کہ امدادی فوج عنقریب پہونچا چاہتی ہے۔ اور جب وہ آئی تو ہم وسیلونکی وہ بہگت سنواریں گے جو قیامت تک انہیں نہ بھولیگی۔ اللہ اکبر ہم کیسی بے صبری کے ساتھ اسکی راہ تکتے اور اسکا انتظار کرتے رہے۔ ہم اس پر کیسی کیسی امیدیں قائم کئے بیٹھے تھے۔ اور اکثر مسلمان کیسے خلوص الحاح کے ساتھ انکو جلد پہونچنے کی دعائیں مانگا کرتے تھے! جنوبی مورچوں میں ہر شخص کی یہی خواہش ہوتی تھی کہ وہی دیدبانوں کی نوکری پر لگایا جائے تاکہ سب سے اول وہی نجات دہندگان کی آمد کی خوشخبری سنانے والا ہو۔ دن میں ہزار بار یہی سوال پوچھے جاتے تھے "کرشن سے کوئی خبر آئی؟" "ارخانیہ کی سڑک پر کیا کوئی دھواں دیکھا گیا ہے؟" "کیا جنوب کی طرف توپوں کے

چلنے کی کوئی آواز سنائی دی ہے؟ ہماری طرف کے مورچوں کے ذریعہ ہر وقت اُسی کے متعلق استفسار کرتے رہتے اور دشمن جواب دھڑا دھڑ برقی گھوڑے پر سوار ادھر اُدھر دوڑتے رہتے۔ کئی دفعہ جھوٹی خبریں اُڑیں جن کو بعد میں پہلے سے بھی زیادہ مایوسی چھا جاتی۔ ہم ہر ساعت ایکدوسرے سے کہتے۔ "وہ کل ضرور پہنچ جائیگی۔ ممکن نہیں کہ وہ اور زیادہ دیر کرے" صبح ہوتی اور ہم سارا دن انتظار و تردد بے یقینی اور بیچینی میں لحظہ لحظہ گنتے ہوئے بسر کر دیتے۔ "انگریز ہماری کیوں مدد نہیں کرتے۔ ہم کو اُنکی امداد پر پورا یقین تھا۔ اور انہوں نے ہماری مدد کرنیکا وعدہ بھی کیا تھا۔ اب وہ کیوں ہمیں گرفتار بلا کر کے الگ کھڑے ہو رہے ہیں۔ کیا وہ روسیوں سے ڈرتے ہیں"؟ ان سوالات کا ہر وقت تانتا لگا رہتا تھا۔

کیمپ کے سلسلہ تار برقی کے متعلق میں ایک عجیب واقعہ کا یہاں ذکر کر دینا ضروری تصور کرتا ہوں۔ نومبر کے آخیر میں ایک دن جبکہ موسم چند گھنٹوں کیلئے صاف اور زمین خشک تھی میں نے خیال کیا کہ کچھ دور چلنا میری صحت کیلئے بہتر ہوگا۔ میں چھٹی لیکر بوکوداکے مورچوں میں سے ایک کی طرف جہاں میرا ایک دوست مقیم تھا چلدیا۔ دوست مذکور بھی تار گھر لے گیا۔ تار اُسوقت فارغ تھی اور موجدہ کا کمانڈر موجود نہ تھا۔ تار والے نے ہماری پاس خاطر سے دوسرے تار گھر سے جو غالباً پرتوطابیہ میں تھا دریافت کیا۔ کیا کوئی تازہ خبر ہے"؟ وہاں سے حسب ذیل جواب آیا۔ "ایک انگریز جو غیر فوجی لباس پہنے ہوئے ہے سفید جھنڈے کی پناہ میں داخل ہوا ہے اور اسوقت شیر کے ساتھ باتیں کر رہا ہے۔ انگریز نیکا دعا ہمیں معلوم نہیں ہوا"۔ دوسرے دن عثمان پاشا نے مورچوں کا معائنہ کیا (یہ بالکل غیر معمولی امر تھا۔ کیونکہ پاشا موصوف بذات خود کچھ ایسی زیادہ مستعد نہ تھی) یہ جنٹلمین (انگریز) اُنکے ہمراہ تھا۔ ہیڈ کوارٹر کا ایک افسر بطور ترجمان کام دیتا رہا تھا۔ اُس دن سخت دھند اور کوہر تھی مجھ کو اُس انگریز کا نام نہیں معلوم ہوا۔ نہ اُسکے آنے کا مطلب مدعا۔ نہ یہ معلوم ہوا کہ اُسکا آخر انجام کیا ہوا۔

میری بیماری کے دوران میں روسیوں نے چند دن قلب کے مورچوں (ابراہیم۔ عمر۔ عطوف و احتیاط طابیات) اور پانتر مورچوں اور دل پر سخت گولہ باری کی تھی۔ پل پر گولے پھینکے کیطرح برسائے گئے۔ مگر اُسپر ایک گولہ بھی نہ لگا۔ یہ خاص عنایت ایزدی تھی۔ کیونکہ چند گولوں کے ٹھیک موقعہ پر لگنے سے یہ پل ناچیز بصورت تشکل کابوسیدہ لکڑی کا پل فی الفور منہدم ہو جاتا۔ گولہ باری ۲۱ نومبر کو بند ہوئی جس تاریخ سے لیکر ۱۰ دسمبر تک فریقین نے بہت کم شیل پھینکے۔ اور لڑائی مطلقاً نہ ہوئی۔

تین مرتبہ میسری پلٹن باش طابیہ میں بھیجی گئی۔ اب وہی خونی باتری پر قابض تھی۔ رفاقوی فوج کا حصہ کثیر مغرب کی طرف بھیجدیا گیا تھا۔ جہاں چند دن اُس نے اوپانتر مورچوں پر سخت گولہ باری کی باش طابیہ میں کوئی قابل ذکر واقعہ نہ گذرا۔ دونوں طرف سے ہر ایسے شخص کو پیشتو دسابق فی الفور بندوقوں کا نشانہ بنایا جاتا رہا جسکو جسم کا ذرا سا حصہ بھی نظر آجاتا تھا لیکن واقعی لڑائی کوئی نہ ہوئی۔ درحقیقت ۱۹ اکتوبر کے جانگداز معرکہ کے بعد غنیم نے ہلہ کرکے باش طابیہ کو فتح کرنیکی کوئی کوشش نہیں کی تھی۔ اور ترکی کمانڈروں کو ایک دفعہ ہی قطعی حکم مل چکا تھا کہ خود ہرگز ابتدا نہ کریں۔ باش طابیہ میں نوکری دینے کی تاریخیں یہ تھیں۔ ۲۷ نومبر و ۳ دسمبر (جبکہ ہر مرتبہ چوبیس چوبیس گھنٹہ رہنا پڑا) اور ۸ دسمبر جبکہ صرف چار گھنٹہ رہے۔ آخر الذکر تاریخ کو روسیوں نے ودپل کے گارڈ می فلط دستہ کو اچانک آدبوچنے کی ناکام کوشش کی حصار کے دوسرے نصف حصہ میں انفنٹری کی صرف یہی لڑائی ہوئی تھی۔ ۸ کو خفیف گولہ باری ہوئی اور ۹ کو بالکل نہ ہوئی۔

درینولا ہماری حالت بالکل ابتر۔ اور اتم مایوسانہ ہوگئی تھی۔ پلیونا کمپ ایک وسیع قبرستان بن رہا تھا اور شہر اُسکا درمیانی مردہ خانہ تھا۔ چالیس ہزار سپاہیوں کی فوج سردی۔ فاقہ اور بیماری سے بتدریج ضایع ہوتی تھی۔ ایسا کوئی شخص نہ تھا جسے نقاہت بخار۔ اسہال۔ وجع مفاصل۔ لرزہ۔ خارش حلق۔ دق۔ دیدہ زخم۔ سوزش برف شکستگی اعضا۔ الغرض کچھ نہ کچھ روگ نہ ہو۔ سینکڑوں جانیں۔ ایک ہفتہ کی قسم کی بیماری اور متعدی انفلوانزا (مہلک زکام) کے نذر ہوئیں چیچک۔ وبائی بخار۔ آماس حلق۔ بلکہ جذام اور دیوانگی سے بھی کچھ آدمی مریض ہوئے۔ ایسی صورت میں یہ امر تو بالکل خفیف معلوم ہوتا تھا کہ جوئیں وغیرہ ہمارے جسموں کو نوچ نوچ کر کھائے جارہی تھیں۔

نومبر کے آخری حصہ میں ایک دن میرے مجھے اخبارات ٹائمز۔ ڈیلی نیوز۔ اور سٹینڈرڈ کی کچھ پرچے دیکھے۔ کچھ دن پہلے روسیوں نے قاصدوں کے ہاتھ اخبارات کے چند پارسل بھیجے تھے۔ یہ اخبار انہی پارسلوں میں سے تھے۔ چند پارسل گرینڈ ڈیوک نے امام طابیہ کو اور باقی گورکو نے ودپل کو بھیجے تھے۔ مشیر نے اس نوازش کا ان الفاظ میں شکریہ ادا کیا تھا کہ اخبارات جاڑے کی لمبی راتوں میں ہمارے لئے بہت مفید ہونگے۔ میں نے اُن میں پڑھا کہ قارص کو روسیوں نے ۱۷ نومبر کی رات کو ہلہ کرکے ۱۸ نومبر کو فتح کیا تھا۔ سلیمان پاشا نارویج کی فوج کی مدد کو جو اُسکو راستہ میں حائل تھی توڑنے میں کامیاب ہوا۔ اور کرد

رودوف پاشا دہ شپکا سے نہیں گذر سکا۔ اور وہ اب بلقان میں برف پڑجانے سے اپنی جگہ پر بیکار بیٹھا ہوا ہے۔ قصہ مختصر اخبارات کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ سلطنت عثمانیہ اب نزع کی حالت میں ہے اور آخری دم توڑ رہی ہے۔ میں نے انکا کالم کالم بڑے شوق اور غور کے ساتھ اس غرض سے پڑھا کہ شاید کسی جگہ اسکا کوئی اشارہ درج ہو کہ انگلستان اپنے قدیم رفیق کی دستگیری کرنے والا ہے۔ مگر بیفائدہ۔ برطانیہ اپنے ہاتھ نعل میں دبائے ہوئے تھی اور برطانوی شیر ببر اپنی پونچھ بڑے مزے اور بیفکری کے ساتھ ٹانگوں میں ہلا رہا تھا۔ اور یورپ حیرت زدہ اور مبہوت ہو کر قریب المرگ ملک کے شاندار مقابلہ کو دیکھ رہا تھا۔ روس۔ رومانیا اور مونٹی نیگرو اسکو معدوم کرنیکے لئے متفق ہو کر کارروائی کر رہے تھے۔ سرویا اور یونان اپنے مغلوب دشمن کو ایسے وقت چند لاتیں لگانیکا انتظار کر رہے تھے۔ جبکہ وہ ایسا امر بلاخوف وخطر کر سکیں۔ مگر اس مصیبتزدہ ملک کی امداد کیلئے دنیا کی قوموں میں سے ایک نے بھی ہاتھ اونچا نہیں کیا تھا۔ اس مہیب تاریکی میں سوائے اس روشنی کے جو ہماری سینوں میں جل رہی تھی اور سوائے موت کے اور کوئی چیز نہیں بجھا سکتی تھی اور کسی طرف کوئی روشنی دکھائی نہیں دیتی تھی۔

ان تمام مصائب کے باوجود چاروں طرف سے ہم پڈی چلی آتی تھیں۔ کل کیمپ میں ایک یہی آواز سنائی دیتی تھی کہ "ہتھیار نہیں ڈالیں گے"۔ قریبًا دو مہینوں کی واقعی بیکاری سے ہم بہت اکتا گئے تھے اور ہمارے دل دوڑ و لڑائی کیلئے سخت بیتاب ہو رہے تھے۔ ہم چاہتے تھے کہ میدان جنگ میں مردانہ وار فتح و شکست کا فیصلہ کیا جائے۔ دن بدن اور ساعت بساعت ہم پر یہ امر زیادہ واضح ہوتا جاتا تھا کہ اس آہنی حلقہ کو توڑنیکے لئے جو ہمیں غلام بنائے ہوئے ہے۔ آخری جان توڑ کوشش کرنا سخت ضروری اور لازمی ہے۔ لڑائی کیواسطے ہم بیکل ہو رہے تھے۔ اور نومبر کے آخری دن جب فوج کو یہ اطلاع دیگئی کہ اگر راشن اسی موجودہ مقدار میں جس سے کم کرنا ممکن ہی نہیں تھا تقسیم کیا جائے تو یہی صرف پندرہ دن کی خوراک باقی ہے تو یہ بیکلی اور بیتابی انتہائی درجہ تک پہونچگئی۔ قحط اور بیماری وغیرہ کے ہولناک اور غیر قابل محسوس ہتھیاروں سے لڑائی کرنیکے بجائے جنکا ہم بالکل پکڑ نہیں سکتے تھے گوشت و پوست رکھنے والے دشمن سے شمشیر بازی کرنیکی خواہش آخر ایسی بڑھ گئی کہ اگر بفرض محال عثمان فوج کی اس خواہش کے مطابق عمل نہ کرتے تو کھلم کھلا بغاوت ہو جاتی۔

یکم دسمبر کو وہ تمام جوڈویزنوں۔ بریگیڈوں۔ اور رجمنٹوں کے کمانڈنگ آفیسر جنگی کونسل کیلئے طلب کئے

گئے۔ تاریخ مذکور کو دوپہر کیوقت ہمارے میجر نے اپنی پلٹن کے تمام افسروں کو ایک جگہ اکٹھا کر کے اُن سے کہا کہ کرنیل نے اُسی مندرجہ ذیل سوالات پر ہماری رائے دریافت کرنیکا حکم دیا ہے ماہنی سوالات کا جنگی کونسل نے تصفیہ کرنا تھا۔ اور وہ یہہ تھے۔

"کیا ہم رسد کے ختم ہونے تک پلیونا میں رہیں۔ اور پھر جب کھانیکو کچھ نہ رہیگا تو دشمن کی اطاعت قبول کریں"۔ یا

"ہم محاصرہ کی مصیبتوں کو برداشت کرینگے جان توڑ کوشش کریں"؟

تیرہ افسروں میں سے گیارہ نے پہلے سوال کے جواب میں "نہیں" اور دوسرے کے جواب میں "ہاں" کہا اور دو نے پہلے کے جواب میں "ہاں"۔ اور دوسرے کے جواب میں "نہیں" کہا۔ تب اوبیں نے کثرت کیطرف رائے دی۔ میجر ابھی تک بیمار تھا۔ وہ شاید دوسرے دن ہسپتال سے موچہ میں آیا۔

ماتحت افسروں کی یہہ رائے لیکر ہمارا کرنیل ہیڈ کوارٹرز کو گیا۔ جہاں سے وہ شام کیوقت پژمردہ خاطر واپس لوٹا۔ میجر کی زبانی ہمیں معلوم ہوا کہ آج کونسل کوئی تصفیہ نہیں کر سکی۔ کل پھر اسکا اجلاس ہوگا۔ عثمان پاشا بذات خود حملہ کرنیکی رائے کے موید ہیں۔ مگر اکثر افسر اس خوفناک خونریزی کی ذمہ واری جسکا لڑائی میں ہونا یقینی امر ہے اپنے سر لینے سے جھجکتے ہیں۔ عثمان پاشا نے اپنی تقریر میں حسب ذیل ارشاد فرمایا تھا۔ "اس کوشش کی کامیابی کی اُمید بہت ہی موہوم ہے۔ اُسکی نسبت کوئی شخص دھوکہ میں نہ رہے تاہم میرے خیال میں ہمارے ملک کی عزت اور ہماری فوج کی نیکنامی آخری جانگداز کوشش کی متقاضی ہے"۔

۱۰ دسمبر کو کونسل پھر جمع ہوئی اور شام کو ہمیں معلوم ہوا کہ اُس نے اتفاق رائے سے حملہ کرنیکا فیصلہ کیا ہے۔ کونسل میں اقرار نامہ لکھا گیا جس پر ارکان مجلس نے دستخط کئے۔ ۱۱ دسمبر اور ۱۲ دسمبر کو کونسل پھر تین مرتبہ اس کی جزئیات پر بحث کرنیکے لئے جمع ہوئی۔ اب کیمپ میں ہر ایک کی نظر اسی پر لگی ہوئی تھی کہ کس طرف سے حملہ کرنیکا فیصلہ ہوتا ہے۔ ۱۵ کو جب ہم نے سنا کہ وِدِن کے راستہ حملہ کرنے کا تصفیہ ہوا ہے تو ہم سب نے مشیر کی دانائی کا اعتراف کیا۔ کیونکہ ارخانیہ مشرک پر گورکو کے ماتحت غنیم کی ایسی بہت فوج مقیم تھی کہ اُسطرف کامیابی کی ذرا سی امید بھی نہ تھی۔ اور وِدِن کا راستہ اختیار کرنیکے سوائے اَور کوئی چارہ نہ تھا۔

مشیر کا ارادہ تھا کہ دریا عسکر کو بمقام محلہ طہ عبور کرکے برکوونتزا جایا جائے۔ پھر وہاں سے درہ غنتزی کے راستہ صوفیا جاکر محمد علی کی فوج سے مل جائیں۔ اگر اس ارادہ میں کامیابی ہوجاتی تو ویڈن کی فوج اور نیز وہ دستے بھی جو سرویا کی سرحد مقیم تھے صوفیا میں جمع ہوجاتے۔ جہاں حسب ضرورت کام دینے کیلئے ۱۴۰ سے لیکر ۱۵۰ پلٹنوں تک کی فوج موجود ہوجاتی۔ اور اگر روف پاشا کی شپکا والی فوج بھی ملجاتی تو مشرقی رومیلیا کی حفاظت کیلئے دوسو پلٹنوں بستر رسالوں اور تین سو توپوں کا عسکر جسکا تین چوتھائی حصہ آزمودہ کار اور سخت جان سپاہیوں کی فوج ہوتا موجود ہوجاتا عثمان کا خیال تھا کہ بصورت کامیابی صوفیا کو خالی کرکے سارا زور مشرقی رومیلیا کی بچانے پر لگایا جائے۔

لڑائی کی توقع سے سپاہیوں کی طبیعتوں پر جو ساحرانہ اثر پڑا۔ ناظرین اسکا اپنے دماغ میں کوئی اندازہ نہیں کرسکتے۔ لڑائی کے شوق اور فتح کی امید نے ہمیں مست بنا دیا۔ ہماری طبیعتیں مسرور بلکہ مبتہج ہوگئیں۔ بیمار بھلے چنگے ہوگئے۔ تمام دردیں اور دکھ کافور ہوگئے۔ اور ختم تک ایسے معلوم ہوتے تھے کہ خود بخود مندمل ہوگئے ہیں۔ افسران کو تاکید کیگئی کہ سپاہیوں کی اس شگفتگی میں فرق نہ آنے دیں چنانچہ ہم نے اسبارہ میں حتی الامکان پیچ دل سے کوشش کی۔ ان چند دنوں میں میں نے اس قدر بکواس کی کہ بلا استثنا ان موقعوں کے بھی (جو قسمتی سے بکثرت پیش آئے) جبکہ میں دام محبت میں گرفتار ہوا یا مجھے قرض لینے کا انتظام کرنا پڑا۔ باقی عمر میں مجھ کبھی اتنی بیہودہ باتیں نہ کرنی پڑیں۔ جبکہ کی یہ جوشی مسرت و خوشی اور شگفتہ مزاجی کا کوئی حد وحساب نہیں تھا۔ ابراہیم بھی مردانہ وار کام کرتا اور اپنے فرض کو شریفانہ طور پر ادا کرتا رہا۔ مگر اسکا دل اُسے ہر وقت سناتا رہتا تھا کہ موت کا وقت قریب آگیا ہے اُس نے اس خیال کو ہٹانے کی بہتیری کوشش کی۔ لیکن وہ دور نہ ہوا۔

حملہ کیلئے درحقیقت ۹ دسمبر کی تاریخ مقرر کیگئی تھی۔ مگر امدادی فوج کے قریب پہونچ جانے کی غلط خبر ملنے کی وجہ اُسے اور چوبیس گھنٹوں کیلئے ملتوی کردیا گیا تھا۔ مشیر نے مفصل احکام جنکو یادداشت سے میں نے اگلی فصل میں درج کردیا ہے۔ رکونشایع کئے گئے۔ مگر تاریخ کی جگہ خالی رکھی گئی۔ تاریخ مذکور کو اور نیز اُس سے دو دن پہلے معمولی آدھ پاؤ وزنی روٹی کے علاوہ فوج میں بسکٹوں کا پورا راشن اور دو افسیر بنانیکا مصالح تقسیم کیگیا تاکہ سپاہ اُس کٹھن آزمایش کیلئے جو ہمارے مدنظر تھی

کافی تیار ہو جاتی اور اُسکی جسمانی طاقت بڑھ جائے۔ اُس دن کی خوراک کے علاوہ ہر آدمی کو کوچ کیلئے چھ دنوں کا راشن بسکٹوں میں دیا گیا۔ اِس تقسیم سے پلیونا میں بسکٹوں کا ذخیرہ بالکل ختم ہو گیا۔

اِن انتظامات اور نیز اُنکے لئے جنکا آگے ذکر آئیگا۔ کمپ اور شہر میں اِدھر اُدھر آتے جاتے رہنا لازمی تھا۔ روسیوں کو دھوکہ دینے کیلئے جنہوں نے بھی ہماری طرح بلند مقامات پر دیدبانی کے ستون اور مینار بنا رکھے تھے حکم ملا ہوا تھا کہ فوجیں اور جہاں تک ممکن ہو چھوٹے چھوٹے دستے اور گاڑیاں بلکہ واحد شخص بھی تاریکی میں نقل و حرکت کریں۔ میں اُن دنوں میں شام کے بعد یا طلوع آفتاب سے پہلے پانچ دفعہ پلیونا گیا اور واپس آیا۔ صبح کیوقت آنے جانے میں شام کی نسبت زیادہ تکلیف ہوتی تھی اُسوقت زمین برف سے ڈھکی ہوتی اور سردی سے سانس منہ ہی باہر نکلتے ہی منجمد ہو جاتا تھا۔ میں اگر چاہتا تو کوئی گھوڑا مانگ سکتا تھا۔ مگر اب میں بالکل تندرست تھا اور میری ٹانگیں اِن نیم جان فاقہ کش حیوانوں کی ٹانگوں سے زیادہ مضبوط اور پھسلنی زمین پر نسبتاً زیادہ قابل اعتبار تھیں جتنی دفعہ میں پلیونا گیا۔ مجھ دوست لڑکی وہاں ملتی اور میری بے اندازہ خدمت کرتی رہی۔ نصف شب۔ پہر رات رہے یا علی الصباح غرض جسوقت میں جاتا وہ ملاقات کے مقرر کردہ مقام پر موجود ہوتی اور ہمیشہ کوئی نہ کوئی چیز دسگرٹ۔ شراب کے چند گھونٹ۔ یا روٹی میرے واسطے لائی ہوتی۔ وہ شگفتہ مزاج نرم طبیعت۔ اور واقعی راحت بخش دل و جان تھی خوش قسمتی سے مجھ سر کی میں نیچی انسانیت کے دو بہترین نمونوں۔ (ایک یہودن اور دوسری مسلمان لڑکی) سے ملاقات کرنیکا اتفاق ہوا۔ کل طبقوں اور بیشمار اقوام کی ہینکڑوں عیسائی عورتوں سے جو مغرب کی رہنے والی تھیں مجھے ملنے کا موقعہ ملا ہے۔ مگر میرے کنبہ سے باہر اُن ہینکڑوں میں سے صرف ایک ایسی عورت میں نے پائی جو شجاعت صبر و تحمل اور ایثار میں اُن نیم تعلیم یافتہ لڑکیوں سے ٹکر کہا سکتی تھی۔ یہ درست ہے کہ دل و دماغ کے بہترین اوصاف کے اظہار کا پہر کبھی ویسا موقع ہی پیش نہیں آیا۔ مگر پہر بھی اُس سے اس امر واقع میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔ کہ ایک انیس سالہ یہودن اور ایک سترہ سالہ ترک لڑکی میں نے اپنے مذاق کے مطابق کامل انسانیت کے اعلیٰ ترین اور مکمل نمونے دیکھے۔

یہ ضروری تھا کہ روسیوں کو ہماری تجاویز کی کوئی اطلاع نہ ملے۔ اِس غرض سے سخت تاکیدی احکام نافذ کئے گئے تھے کہ کسی ملغاری کو کمپ کی حدود سے باہر نہ جانے دیا جائے۔ چند دنوں سے

عیسائیوں کی شرارتوں اور دغابازی میں معمول سے زیادہ اضافہ پایا جاتا تھا۔ اس سے ہم پر بے حد خبردار رہنا اور بھی سخت لازمی ہوگیا تھا کیمپ میں یہہ اچھی طرح سے معلوم تھا کہ جو شخص ہماری حرکات وسکنات کی اطلاع لیجاوے وہی اُسے معقول معاوضہ دیتے ہیں۔ مگر بعد میں یہہ ظاہر ہوگیا کہ ہماری نگرانی اور خبرداری کے باوجود چند بلغاری سوسیوں کے پاس پہونچ گئے تھے۔ کرد پاکن اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ مخبر روسیوں کو جو کچھ پلیونا کیمپ میں ہوتا تھا اُسکی ہر وقت اطلاع پہونچاتے رہتے تھے اور وہ ترکوں کے آخری ہلہ کیلئے بالکل تیار تھے۔ گو اُن کو یہہ پختہ معلوم نہیں ہوسکا تھا کہ حملہ مذکور کب اور کس طرف کیا جائیگا۔

پلیونا کے ترک باشندوں نے عثمان کے ساتھہ جانیکا عزم بالجزم کرلیا تھا۔ اُنکے سامنے دو خطرے موجود تھے۔ ایک یہہ کہ ہمراہ جائیں اور حملہ کے خطرات و مصائب اور زمستان کے ڈبل کوچ کی سختیاں برداشت کریں۔ دوم یہہ کہ شہر میں رہیں اور اپنی بیویوں بیٹیوں۔ مال و جائداد اور خود اپنی ذاتوں کو غضب آلود اور بے لگام بلغاریوں کے رحم پر چھوڑ دیں۔ آخری پہلو سے بدرجہا بہتر تھا۔ ترکی باشندوں کے سرغنہ کئی دفعہ عثمان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُنہوں نے مشیر کے قدموں پر گر کر باشندہائے ترک عیسائیوں سے بچائے جانیکی سخت منت والحاح سے استدعا کی۔ اور کہا کہ یہہ عیسائی یقیناً ہماری ساتھہ اُسی قاتلانہ سفاکی سے پیش آئینگے جو سفاکی کہ وہ ۱۸۷۶ء کی بغاوت میں ظاہر کرچکے ہیں اور اس محاربہ میں بھی ظاہر کرتے ہیں عثمان پاشا کا اپنی فوج کو پانچسو کنبوں کے جھمیلے کا پابند بنانے سے جھجکنا طبعی امر تھا۔ مگر اخراُسے اُنکی منت والحاح کو قبول کرنا پڑا۔ عثمان ایندی یہہ دنیا ہی کیا مکروہ مسخر ہے اس سے بڑھ کر کون سا مکروہ مسخر ہوسکتا ہے کہ اگر انسانیت اور رحمدلی کا تقاضا مان لیا جائے تو ایک درست اور باقاعدہ علم (یعنی علم حرب) کے احکام کی سخت خلاف ورزی ہو۔ اس معاملہ میں بعینہٖ یہی کیفیت تھی۔ اگر عثمانیہ فوج اس بوجھل وزن (یعنی مسلمانوں کے کنبوں) سے نہ جکڑی ہوئی ہوتی تو یہہ بالکل قرین قیاس ہے کہ شاید حملہ میں کامیابی ہوجاتی۔ مشیر کی خدمت میں شہر اوں کا جو ڈیپوٹیشن (وفد) حاضر ہوا تھا۔ میری دوست لڑکی کا باپ بھی اُس میں شامل تھا اور اُسکے موثر طرز بیان سے مجھے معلوم ہوا کہ پہلی ملاقات میں جب عثمان نے درخواست قبول کرنے سے قطعی انکار کردیا تو شہر داروں کی رنگ ایسی فق ہوگئے کہ اُنکی حالت دیکھکر سنگدل سے سنگدل کے بھی آنسو بہنے لگ جاتے۔ عثمان پاشا نے

اُن کو بہتیرا سمجھایا کہ وہ شخص (یعنی زار اسکندر ثانی مترجم) جس نے خود اپنے ملک میں غلاموں کو رہائی دلوائی ہے مفتوح شہر کے غریب امن پسند باشندوں کا ستایا جانا کبھی گوارا نہ کریگا۔ مگر اہالی شہر نے ایک نہ سُنی۔ بلغاری بدمعاشوں کی خونخواری اور عام وسی سپاہیوں کی سفاکی اُنکو بخوبی معلوم تھی۔ دُنیا میں کوئی نفرت قومی نفرت سے بڑھکر اور کوئی ظلم مذہبی ظلم سے بڑھکر سخت اور بیرحمانہ نہیں ہے۔ ہزار آفرین شیر کو کہ آخر کار وہ مان گئے اور خود اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤں میں زنجیر ڈالنے کے خطرہ میں پڑکر اپنے بدقسمت ہم مذہبوں کی حفاظت کرنے پر رضامند ہو گئے۔

سخت مجروح اور بیمار لوگوں کی سلامتی کیطرف سے اطمینان کرنیکے لئے جنکو پیچھے چھوڑ جانا لابدی تھا شیر نے بلغاری جماعت کے پادریوں اور سرغناؤں کو بُلاکر اُنہیں انجیل اور صلیب پر یہہ حلف کھانیکو کہا کہ ہسپتالوں کے بیکس و درماندہ ساکنین پر عیسائی کیطرح کی زیادتی اور سختی نہیں کرینگے۔ ان لوگوں نے انجیل اور صلیب قسم اُٹھائی مگر ترکی فوج کے آخری حملہ میں شکست کھاتے ہی اُسے ایسی بُری طرح سے توڑ دیا گیا کہ خفگی اور ناراضی کے اظہار کیلئے سخت سے سخت الفاظ بھی کافی نہیں۔ ان حرامیوں نے تقریباً کل مجروحین اور بیماروں کو بکرو نکی طرح ذبح کر ڈالا۔ اور وسی پاس کھڑے تماشہ دیکھتے رہے کسی کو زبانی بھی منع نہ کیا۔ بلغاریوں نے مسیح کے نام پر ہی اُن لوگوں کی حفاظت کی قسم کھائی تھی جو اُنکے گھروں اور اُنکے ملک کی حفاظت میں زخمی اور بیمار ہوئے تھے اور مسیح کے نام سے ہی اُن کو ذبح کیا۔

اُس لڑکی سے میں آخری مرتبہ ۱۹ ستمبر کو علی الصباح ملا۔ اس خفیہ ملاقات کیوقت ہمارے اردگرد جو کامل تباہی اور مصیبت چھائی ہوئی تھی وہ مجھے کبھی فراموش نہیں ہوگی۔ چار مہینے پہلے جو شہر ملک بھر میں نہایت خوبصورت اور بارونق تھا اب ایک وسیع ہسپتال بنا ہوا تھا۔ جو سر سے پاؤں تک بھرا ہوا اور صاف کس پرسی میں پڑا ہوا تھا۔ اب اس سڑے ہوئے کوئی بدبخت۔ کامل حرمان نصیب۔ وبا زدہ۔ تباہ اور فاقہ کش کوئی شہری نہ تھا۔ جہاں کے مرد باشندے اتم مایوسی میں اپنے خالق سے دُعا مانگ رہے تھے کہ بار الہا موت بھیجکر ان مصیبتوں سے نجات بخش۔ اُنکے بچے بھوک سے بلبلا رہے تھے اور عورتیں جنکے آنسو تک خشک ہو گئے تھے سہمی ہوئی ایکدوسری سے ملی بیٹھی تھیں۔ دن اور رات دونوں وقت بازاروں میں یکساں آمد و رفت ہوتی رہتی تھی۔ کیونکہ متوفی ہر وقت دفن کئے جاتے تھے اور آخری رسم کی تیاریوں کیلئے مسلسل مستعدی لازمی ہوتی تھی۔ موت ایسی عام ہو رہی تھی کہ کنبہ میں اگر کوئی مرجائے تو باقی اُسکا کوئی غم یا ذکر نہ کرتے تھے۔ کوئی مکان ایسا

نہ تھا جس میں ہمارا یا رضی سپاہی نہ تھا۔ تشنہ صیطبل۔ الغرض ہر ایک عمارت جس پر چھت موجود تھی۔ فوجی ہسپتال بنالی گئی تھی۔ مریضوں کی کوئی خدمت نہیں ہوسکتی تھی نہ انکو کوئی دوائی ملتی تھی۔ نہ رات کو نیند ہوتی تھی۔ لاغر اور نڈھال انسانی پتلے جنکر خساروں پر گرے پڑتے تھے اور آنکھیں جل سی رہی تھیں گندگی کے ناپاک ڈھیروں میں کھانیکی چیزیں تلاش کرتے پھرتے تھے۔ کردہ اور گھناؤنی بیماریاں زوروں پر تھیں۔ اور ایکدن میں اس قدر جانیں شکار کرتی تھیں جتنی کہ وبا میں ایک ہفتہ میں بھی ہلاک نہیں کرتی تھیں۔ حواس خمسہ میں سے ہر ایک حس پلیونا کے شہر کے اندر سخت بیزار ہوجاتی تھی۔ بیماران تپ کے غیر صفا ہسپتالوں غلیظ وگندہ بازاروں اور بوسیدہ لاشوں کی گھن آور بو حس شامہ کو۔ چاروں طرف سے آہ وبکا اور کراہنے کی آوازیں سامعہ کو۔ اور قوت باصرہ اسلئے کہ جدہر نظر پڑتی تھی یا تو آخری معرکہ آلاء خونریزی کی تیاریاں دکھائی دیتی تھیں۔ یا وہ مصائب اور تباہیاں جو صرف جنگ وجدال اور محاربہ سے رعایا پر جس بیچاری کو ان لوگوں یعنی بادشاہوں۔ درباریوں اور مدبروں کی جھگڑوں اور نزاعوں سے جنہوں نے اسکو برپا کیا ہوا ہوتا ہے کوئی سروکار نہیں ہوتا برپا ہوتی ہیں۔ ہوا تک میں بوسیدگی سرایت کرگئی ہوئی تھی۔ جھاڑی جنگلہ۔ دیوار جس چیز پر انگلی رکھو بوسیدہ نکلتا حال زندہ قوم کے جسم کے سر پسینہ درد وغم کی طرح سے پگلتی ہوئی برف کا لعاب اسمیں چپک جاتا تھا۔

قحط۔ فاقہ کشی اور عام مصیبت کے باوجود سول (ملکی۔ غیر فوجی) انتظام ویسی ہی باقاعدگی سے چلتا تھا جیسا کہ امن کے زمانہ میں تھا۔ اور آخیر تک اسکی یہی کیفیت رہی۔ دونوں مذاہب کے باشندوں اور انکی جائدادوں حتی کہ سامان خورد ونی کی بھی پوری پوری حفاظت کیجاتی تھی۔ سپاہیوں کی طرف سے اگر کوئی زیادتی ہوتی تو انہیں سخت سزا دیجاتی تھی۔ عدالتوں کی کارروائی برابر جاری تھی۔ اور انکی ڈگریوں اور احکام کی تعمیل و اجرا بیشک سختی سے کیجاتی تھی۔ مگر ساتھ ہی ایسی منصفانہ مزاجی مدنظر رکھی جاتی تھی کہ حسین بک گورنر پلیونا اور عثمان پاشا کی جواب اعلیٰ سول حاکم بھی تھے کوئی تعریف نہیں کیجا سکتی عثمان کے حسن انتظام کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ محصور و فاقہ کش شہر میں جہاں متضاد قومیت و مذاہب کے لوگ آباد تھے سات ہفتوں کے محاصرہ میں بلوہ یا ایسی سنگین وردی کا پہلے سے ارتکاب سمجھا گیا ہو ایک فوجداری نہ ہونے پایا۔ ترکی فوج کی وفاداری سے شہر عیسائیوں یعنی قتل و غارت بیحرمتی و پردہ دری۔ تمرد اور لوٹ مار مساجد و مقابر کی توہین اور نابالجبر کے ہاتھ پڑگیا۔ یہ چیزیں بلغاریوں کی خود مختاری کی اشاعت میں خوب

زوروں پر تھیں اور یہی کیفیت اطاعت تسلیم کرنے سے ڈیڑھ ایک ہفتہ بعد تک رہی۔ بعد ازاں رسیوں نے وہاں پونہی سابرائے نام ضبط و انتظام کر دیا جس سے ان خرابیوں میں قدرے قلیل کمی ہوگئی۔

میں اپنی دوست لڑکی سے باغ کے کونہ پر ملا۔ اُس کو نہیں کتوں کا درپہ تھا جو سب کے سب بھوک سے مر گئے تھے۔ اور انکی لاشیں کھلی پڑی ہوئی تھیں جنکو مردار خوار اور جنگلی کوئے کھا رہے تھے یہ پرند ایسے طامع اور خونخوار تھے کہ ہمارے قریب پہونچنے کی انہوں نے مطلقاً پروا نہ کی اور اپنے کام میں لگے رہے۔ لڑکی اپنی پوشاک کے عوض وہ کپڑے پہنکر آئی تھی جو اسکی ایک دوست بڑھیا عورت پہنا کرتی تھی اور تاکہ بھیس مکمل ہو جائے اور زیادہ مناسب ہو اُس نے پشت میں مصنوعی طور پر خم بھی ڈال لیا ہوا تھا۔ ہمارے اور بازار کے درمیان چند سبز جھاڑیاں حائل تھیں جنکی وجہ سے بازار کو گذرنے والونکی ہم پر نظر نہیں پڑ سکتی تھی۔ سپاہی لاشوں کو جو باریک ٹاٹ میں بند ہوتی تھیں (صندوق بنانیکو لئے کوئی لکڑی موجود نہ تھی اور مردہ کو کپڑے نہ دینے کا کام آنیکے لئے کہ ہمیشہ اُتار لئے جاتے ہیں) لئے ہوئے یا اسلحہ و بارود کی گاڑیاں کسی مورچہ کو لیجانے کیلئے ہر وقت بازار میں سے گذرتے رہتے ہیں۔ مہتابی کی افسردہ و منقبض صبح کی روشنی دراوئی اور زردی مایل بے نور سی تھی جس سے تمام چیزوں کی شکلیں عجب خوفناک اور جناتی نظر آتی تھیں اور برف اور درختوں کے سائے بلکہ کل منظر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ عالم ثانی سے تعلق رکھتا ہے۔ بے برگ اشجار سے برف کے پگھلنے سے مسلسل قطرے ٹپک رہے تھے اور وہ زمین پر پہونچکر ایسی صدا نکال رہے تھے جس پر گمان ہوتا تھا کہ وہ آہ و بکا اور نالہ و شیون کی نقل اُتار رہے ہیں۔ سڑک پر ایک چیتھڑے پوش بدبخت مسخری سی کا پہنا ہوا ایسٹو نکڑوں کی تلاش میں جو غذا کا کام دیسکیں کوڑا کرکٹ کے ڈھیر ٹٹول رہا تھا۔ دو آوارہ گرد خورد سال بچے جو اپنی دریدہ پوشاکوں سے بلغاری معلوم ہوتے تھے ایکدوسرے کا ہاتھ پکڑے چلاتے ہوئے مگر اس خوش نصیبی پر دل میں خوش کہ کیچڑ میں لتھڑا ہوا ایک روٹی کا ٹکڑا انکو پاس موجود ہو کیچڑ میں سے گذر رہے تھے اور ایک خونخوار کتا جسکی آنکھوں سے فاقہ ٹپک رہا تھا بڑی نیت سے انکے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ ادھر ایک عورت اپنے شیر خوار بچہ کو جو قریب المرگ ہو رہا تھا چھاتی سے لگائے ہوئے جس میں دودھ کا نام و نشان نہیں رہگیا ہوا تھا اپنی ناقابل بیان مصیبت و تباہی سے بیہوش و حواس گم پڑی چلی جا رہی تھی۔ یہ کیفیتیں دیکھکر میرا دل بھر آیا اور مجھ پر سخت اثر ہوا کیونکہ اسوقت تک میں ابھی لندن نہیں گیا تھا۔ جہاں ایسے سینکڑوں نظارے بعد ازاں ہر وقت مشاہدہ کرتے رہنے سے میرا دل سخت ہو گیا ہے۔

میری رفیقہ میرے لئے گرما گرم شربت کا ایک پیالہ جس میں چند قطرے برانڈی کے بھی تھے اور ایک روٹی

لائی تھی۔ اتنے میں مکان کا ایک دریچہ کھلا اور فوجی ہسپتال کا نائب داکٹر نے ایک طاش کو اٹھا کر خون وغیرہ جو کچھ اس میں بھرا ہوا تھا باہر پھینک دیا۔ دریچہ کو کھلنے سے مجھے ڈاکٹر کے آرہ کی کسی زخمی کے بازو یا ٹانگ کی ہڈیوں کو چیرتے ہوئے کی آواز سنائی دی۔ ہم نے ایک دوسرے کو جلد جلد تازہ ترین خبریں سنائیں پھر وہ مجھ سے رخصت ہو گئی۔ اور ۳۶ گھنٹہ بعد وہ معصومہ ایک دمی ٹیل سے جنت الماوے کو سدھار گئی۔

کیمپ کو خالی کرنے اور ایسی کوچ کیلئے جسکی میعاد پندرہ دن قیاس کیگئی تھی جس قدر عظیم الشان تیاری درکار تھی دنیا دار ناظرین اسکا کوئی اندازہ نہیں کر سکتے۔ ۵۰ سے لیکر ۶۰ ہزار تک پانچوں دن میں ایسا مصرف ہا کہ کل محاربہ میں کسی وقت مجھے اتنا کام نہیں کرنا پڑا تھا جس باقاعدہ اور قابل تعریف طریق سے ان تیاریوں کی تجویز کیگئی اور اسکو عمل میں لایا گیا اسکے لئے میری قلم سے تعریف کے سوا اور کچھ نہیں نکل سکتا۔ اول سے لیکر آخر تک ذرا سا بھی اٹکاؤ نہ پڑا۔ اس چیخ در چیخ اور پیچ در پیچ گرانڈل مشینری (یعنی تیاری) کے ہر ایک پرزہ نے نہایت صفائی اور درستی سے کام دیا۔ ہر ایک جزوی امر پوری توجہ سے انصرام دیا گیا ہر ایک شخص کا دل امید اور پر جوشی سے بھرا ہوا تھا اور اس نے برضا و رغبت خود کسی طرح کے جبر اور کراہ کے بغیر اپنا فرض ادا کیا۔ الغرض عثمان کی فی الواقع کمال عظیم الشان تجویز کو ایسی احسن طریق سے عمل میں لایا گیا کہ اگر یہ کام جرمن فوج سے بھی جسکی ترتیب و نظام نہایت کامل سمجھی جاتی ہے سرانجام پاتا تو وہ خاص تعریف کی مستحق شمار ہوتی۔

ہماری تیاریاں اتنی بیشمار اور ایسی متنوع الاقسام تھیں کہ ان سب کو ضبط تحریر میں لانا بلکہ سب کا یاد تک رکھنا ناممکن ہے۔ رسد کے انتظام کا میں اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ باقی بڑے امور حسب ذیل ہیں:-

نقدی کل پلٹنوں میں برابر تقسیم کیگئی۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ہر ایک پلٹن کے حصہ اسی اسی پونڈ آئے تھے مجموعہ ۷۵ قرش (۱۵ شلنگ) ہوا۔ پانچ پونڈ میرے پاس اپنے بچے ہوئے تھے۔

ہمارا جھنڈا اجلا دیا گیا۔ ہم محو چاپ مؤدبانہ نگاہ سے آگ کے شعلوں کو جن سے بنظر کفایت شعاری دلیا پکانیکا کام لیا گیا معہ علم کو جلتا دیکھتے رہے۔ یہ ہچاس برس تک پلٹن کی آگے آگے رہا تھا۔ اس نے گرگیو، سلسٹریا، سیواسٹوپول اور سان سٹیفانو میں بڑا کی عزت برقرار رکھی تھی۔ اور دوسری لڑائی میں پلوک سنگین حملہ کئے جانیکے وقت دوستمبر کی عام قربانی میں خوانلق پہنچنے کے وقت تیرے قریب ہوا

میں لہرا تا رہا تھا۔ اُس نے ۱۸۲۸ء سے ۱۸۷۷ء تک ملک و قوم کی خدمت کی تھی۔ اللہ اکبر۔ تاریخ کے میہر پانچ دہلی پانچ منٹوں سے بھی کم عرصہ میں فنا و معدوم ہوگئے جب ہم نے بحسرت و اندوہ اُسکی راکھ کو ہوا میں اُڑایا تو اُسوقت ہمیں یہہ محسوس ہو رہا تھا کہ گویا خود ہلال آسمان سے گر کر اُس بادتند کی برفانی جھونکوں میں آمیز ہو گیا ہے جو دھندلے انجرات اور برف کے ٹیلوں کو اُڑاتی ہوئی غیر آباد شمالی میدانوں سے آرہی تھی۔

پلیونا میں اسلحہ بکثرت تھا چنانچہ اُن ہتھیاروں کی مقدار حتی الامکان کم کرنیکے لئے جنکو زمین میں دفن کر یا خفیہ موقعوں میں چھپا کر پیچھے چھوڑنا ضروری تھی طپلچوں بگلچیوں۔ گاڑیبانوں۔ اکثر غیر مصافی لوگوں اور نیز لڑکیوں کو بھی رائفلیں دیدی گئیں بعض رسالوں میں نیزے بھی جو مقفل یا اسیر کاسکوں سے لئے گئے تھے بانٹ دیئے گئے۔ ہم افسروں کو ونچسٹر ساخت کی ہینٹنگ کاربینیں دیگئیں میرے پاس بتفصیل ذیل ہتھیار ہو گئے۔ ایک تلوار جو پہلے ہی میرے پاس تھی۔ اُسکی دھار اُسترے کی دھار سے زیادہ تیز تھی۔ دو چھہ خانہ ریوالور۔ کاربین اور ایک خوبصورت دو نیٹ لمبا خنجر۔ یہہ دمشق کی ساخت تھا اور میں نے چرکسوں کے ایک مردہ افسر سے لیا تھا اکثر چرکس ایسے ہتھیار رکھتے تھے۔ میرے پاس ریوالور کی لیئے ایکسو اور کاربین کیلئے اسی کارتوس تھے۔

ہر سپاہی کے پاس ۱۳۰ کارتوس تھے جن میں سے اسی تو شدان میں اور پچاس بقچیوں میں بندھے تھے۔ فی پلٹن ایک لاکھہ اسی ہزار کارتوس (یعنی اگر فی پلٹن چار سو آدمی شمار کئے جائیں تو فی کس ۴۵۰ کے حساب سے) ایک سو اسی صندوقوں میں (فی صندوق ایک ہزار کارتوس تھے) بندریزوں میں تھے۔ فی توپ ۳۰۰ گولے لئے گئے اور فی بارہی گولہ بارود کی دو یا تین گاڑیاں تھیں۔

ہر ایک رائفل کے تمام پرزے جدا جدا کر کے اُنکا معائنہ کیا گیا اور اُنکو خوب صاف کر کے تیل وغیرہ دیا گیا اور پھر سالم رائفل کا امتحان کیا گیا۔ سنگینیں تیز کیگئیں تھیں ہر سپاہی کے پاس دو سنگینیں تھیں ایک تلوار نما اور ایک سموتھم کی گولی بارود۔ پانی۔ چارہ خیمہ۔ اوزار کیمپل اور دیگر سامان کے اُٹھانیکے لئے فی پلٹن ساٹھہ بارکش گھوڑے اور دو دو بیلوں کی بارہ گاڑیاں اور تین زاید بیل ضرورت پر کام دینے کیلئے تقسیم کئے گئے۔ گھوڑے ایسے لاغر ہوتے ہیں کہ اُن میں سے تین چوتھائی کارتوسوں کے دو صندوقوں سے زیادہ بوجھہ نہیں اُٹھا سکتے تھے۔ چھکڑوں اور توپوں کی گاڑیوں کے پہیوں کو چربی دیگئی اور اُنکی باہر پہیوں باندھ دیا گیا تاکہ چلتے وقت آواز نہ نکلے۔

سلہ کاربین بندوق سے چھوٹی ہوتی ہے۔ اور ہینٹنگ اوسے کہتے ہیں جسمیں متعدد کارتوس ایکدفعہ بھرے جاتے ہوں تیر جم

جو پلٹنیں عثمان کے ساتھ وڈین سے آئی تھیں وہ اپنے ساتھ خیمے نہیں لائی تھیں۔ اسلئے موجودہ خیمے انکو ازسرنو تقسیم کیا گیا۔ جو ہر پلٹن کو حصہ تیس تیس آئے۔ ہر کمپنی کو لالٹینوں کی کافی تعداد دیگئی۔ جس قدر نمک قند اور کونین ذخیرہ میں باقی موجود تھی اُسے بانٹ دیا گیا۔ اور ہر کمپنی میں چند معتبر سپاہیوں کو منتخب کر کے اِن تینوں چیزوں کی تھوڑی تھوڑی مقدار اُنکے حوالہ کر دیگئی کہ اپنی اپنی کمپنی میں حسب ضرورت تقسیم کرتے رہیں۔ جن سپاہیوں کے بوٹ بالکل ناکارہ ہو گئے تھے اُنکو دوسرے دیے گئے۔ مگر بہت نہ تھے۔ بلکہ وہ تھے جو مُردوں کے اُتارلئے گئے تھے یا بیماروں سے لئے گئے تھے۔ ہر سپاہی کو خفیف زخموں یا پاؤں کی جراحت پر پٹیاں باندھنے کیلئے ململ کو مستعمل پارچات کی تھوڑی تھوڑی مقدار دیگئی۔ اِس غرض کیلئے سپاہیوں اور کارپوروں کو مرہم کی ڈبیاں دیگئیں۔ اسغرض کیلئے کہ جب فوج دریا دوسرے عبور کر جائے تو پہلی طرف دشمن اُسکی تعاقب میں مزاحم نہ ہو عقب میں متعدد چھوٹی چھوٹی گڑھیاں بنائی گئیں جو پل سے جانب مشرق نیم دائرہ کی شکل میں پھیلی ہوئی تھیں۔ نیر مسنگی پل اور اوپانتز کے درمیان دریا پر لکڑی کے دو نئے پل تیار کئے گئے۔ اِن گڑھیوں اور پلوں کو دشمن سے پوشیدہ رکھنے کیلئے خاص تدابیر کیگئی تھیں۔ مگر میرا خیال ہے کہ ہم اِس مدعا میں کامیاب نہیں ہوئے تھے۔ ہر پلٹن سے تین تین افسر چنکر اُن کو حکم دیا گیا کہ شہر اور پلوں کے درمیانی علاقہ اور سڑکوں سے بخوبی واقفیت پیدا کریں۔ اِن دنوں ایک مرتبہ میری پلٹن کی دوسری کمپنیوں کے دو لفٹننٹ بھی میرے ساتھ پلیونا آئے تھے۔ ہم علی الصباح کئی گھنٹے قریب جوار کی دیکھ بھال کرتے رہے۔ اُسوقت ہم نے کئی سیدھے سادھے نقشے کھینچ لئے۔ اور اردگرد کے علاقہ سے بخوبی واقفیت پیدا کر لی جس سے ہم اپنی پلٹن کو اُنہیں سے بچانیکو قابل ہو گئے۔

مٹی کے پشتے بناکر اُنکو دریا پر پہنچائی گئیں۔ اور دشمن کو دھوکہ دینے کیلئے اُنہیں خندقوں میں اور مورچہ کی فصیل کے پیچھے کھڑا کر دیا۔ فیصلہ کیا گیا کہ تمام زخمی ماسوائے اُنکے جنکی ٹانگیں یا پاؤں کاٹ دیے گئے تھے یا جنکے جانبر ہونیکی اُمید نہ تھی اور کل مریض ماسوائے اُنکے جو متعدی امراض سے سخت بیمار تھے فوج کے ہمراہ جائیں۔ پلیونا کے ڈاکٹروں کو صرف یہ کام رہگیا کہ ایسے زخمیوں اور مریضوں کا انتخاب کریں جو چل نہیں سکتے تھے۔ اُنکو گاڑیوں پر بٹھائے جانیکا حکم دیا گیا۔ ایسے مریضوں اور مجروحین کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی جو چلنے کی سکت رکھتے تھے۔ اُنکو ہیکڑوں کی گرانڈیل قطار کے محافظ اور گاڑیبان بنا دیا گیا جس سے واقعی جنگ کنندگان کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ اسطرح کے غیر صیانی شفایاب سپاہیوں کی تعداد چھ ہزار تھی۔

جو رضی یا بیمار پیچھے چھوڑے جاتے تھے وہ شمار میں تقریباً ۸ سو تھے۔ انکو بڑے بڑے بازاروں کی گلاں تین مکانوں میں یکجا کر دیا گیا۔ دس دن کی خوراک کیلئے اُنکے پاس بسکٹیں چھوڑ دی گئیں اور ایک اجنبی ڈاکٹر چند نائب اور متعدد شفایاب سپاہی اُنکی خدمت پر مامور کئے گئے۔ ترکی فوج کی روانگی کے بعد روسی افواج کے داخلہ تک لازمی طور پر کچھ وقفہ پڑتا تھا جس اثنا میں ان غریبوں کا بلغاری عیسائیوں کے ہاتھ سے جو کچھ حشر ہوتا تھا وہ ہمیں بخوبی معلوم تھا۔

ترکی باشندگان کی مستورات اور بچوں کی سواری کیلئے تین سو چھکڑے علیحدہ کئے گئے جنکی گاڑیبانی کا کام مردوں کے سپرد کیا گیا۔ جنرل سٹاف کے افسروں کو حکم دیا گیا کہ وہ لوگوں کو سامان و اسباب خانہ داری ساتھ نہ لیجانے دیں تاکہ خود اُنکی اور فوج کی پیشقدمی میں دقت نہ پڑے۔ جو موچی خالی کئے جاتے تھے۔ وہاں کی دیدبانی کے بُرج اور ستون اُکھاڑ کر جلا دیئے گئے تاکہ روسی اُنکو استعمال نہ کر سکیں۔ اسیوجہ سے تلغرافی تار وہیں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ کیمپ میں تاربرقی کی چھ لائنیں تھیں جو ہیڈ کوارٹر سے باش طابیہ۔ بوکووا۔ اوپانتز یونس طابیہ۔ پرتو طابیہ اور وودیل کے موچی کو جاتی تھیں۔

۸ اور ۹ دسمبر کی درمیانی رات کل کیمپ میں گولہ بارود و کارتوس۔ پانی۔ چارہ اور اسباب گاڑیوں پر لادنے میں صرف کیگئی۔ حکم تھا کہ کل گاڑیاں اور دو تہائی بارکش گھوڑے لادنے کے بعد اُس پہاڑی کو بھیج دیئے جائیں جو وودیل سے قریب بجانب مشرق ہے۔ کل توپخانہ اور گاڑیوں وغیرہ کی قطار کے جمع ہونیکے لئے یہی موقع مقرر کیا گیا تھا۔ یہ جگہ دشمن کے شیلوں سے محفوظ تھی۔ اجتماع کی تجویز یہ تھی کہ اکثر توپیں شام کے قریب وہاں بھیجدی جائیں یعنی چار اور پانچ بجے کے درمیان وہ موچی سے روانہ ہوں۔ اور انفنٹری باقیماندہ توپخانہ اور بارکش گھوڑوں کو لیکر رات کو موچی سے چلے اور اتنوں رات مقام مذکور پر پہونچکر صف بستہ ہو جائے۔ حملہ کی ابتدا کیلئے ۱۱ دسمبر کی فجر کا وقت مقرر کیا گیا۔

فوج کی پُرجوشی اور اُمیدیں بڑھی ہوئی تھیں۔ پچھلے تین دنوں میں پورا راشن ملنے سے ہماری جسمانی طاقت بڑھگئی تھی۔ لڑائی کی توقع سے طبیعتیں تمکنتہ اور خون جوشزن ہو رہا تھا اور شیر پر سپاہ کو اسقدر اعتبار اور بھروسہ تھا کہ معمولی سپاہیوں کو اس مجنونانہ مہم کی معقولیت اور کامیابی میں ذرا سا بھی شک نہ تھا۔ ہم افسر اس مغالطہ میں نہیں پڑے ہوئے تھے۔ ہم جانتے تھے کہ آزادی کیلئے جو یہ پاگلانہ لڑکیا جانیوالا ہے اُس میں کامیابی کی بہت ہی کم اُمید ہے۔ مگر مایوس ہم بھی نہ تھے۔ نہ ہم پر افسردگی چھائی ہوئی تھی۔

مزید برآں اپنی رائے کا اظہار کر کے سپاہیوں کو بیدل کر نیکی بجائے ہم انکی موجودہ گمگشتگی اور مرانگی کو قائم رکھنے کیلئے حتی الامکان پورا جد وجہد کرتے رہے۔ میں نے دوربین سے دوربین کے ذریعہ بکو وسیو کے موچوں کا معائنہ کیا تھا۔ اس معائنہ کی وجہ سے میں بالخصوص اچھی طرح سے جانتا تھا کہ اس کوشش میں قطعاً کامیابی نہیں ہوگی۔ مگر یہ رائے میں نے اپنے تک ہی رکھی کسی اور کو نہ بتائی۔

۹ دسمبر کی صبح کو دس بجے شہر سے واپس آکر میں نے بسکٹوں کے بوسیدہ راشن کا کچھ حصہ ایک روٹی اور گرم دلیہ کے چند چمچوں سمیت کھایا۔ پھر اپنا اسباب باندھا۔ نقشہ۔ خاکے۔ یادداشتیں اور روزنامچہ حجم میں اسقدر بڑھ گئے تھے کہ مجھے اپنے آدھے مسودے پیچھے چھوڑنے پڑے۔ میں نے اپنا چرمی بکس ایک گاڑی پر رکھ دیا۔ دوپہر کیوقت سپاہیوں نے بیلوں اور گھوڑوں پر ساز لگانے شروع کر دیئے۔ موچہ سوئٹرین (قطار) کے ساتھ ہر پلٹن سے ایک ایک افسر نے ایک ایک سکوٹیڈ (دستہ) اور کارپورل ہمراہ لیکر جانا تھا۔ ہمارے میجر کو ہیڈ کوارٹر سے حکم موصول ہوا تھا کہ شہر میں کام کی سخت بھرمار ہے۔ تم بھی کوئی معتبر اور قابل افسر روانہ کرو۔ اس نے اس کام کیلئے ازراہ تفقت مجھے منتخب کیا۔ مجھے جو احکام ملے وہ یہ تھے۔ قطار کو بخیریت مقام اجتماع پر پہونچا کر وہاں پر اسکو رات کے بسیرے کیطرف اطمینان کروں۔ اور پھر اسکے فروکش ہونیکے موقع کی اچھی طرح سے پہچان کر کے اپنی پلٹن کی قطار کو کارپورل کے اہتمام میں چھوڑ دوں۔ اور خود حسین بک پلیونا کے کمانڈر کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ اور پھر اپنی پلٹن کو علی الصباح چھ بجے دریاوڈ کے دائیں کنارے شمالی جدید پل کے قریب آملوں۔ یہ پل اوپانتز سے قریب ترین تھا۔ اسے میں آئندہ اوپانتز پل لکھونگا۔ وہ دریاوڈ اور گریوتنزا کے محل التصاق سے بتین سو گز جنوب میں تھا۔ میجر نے مجھے مشیر کے جزئیل احکام کی ایک نقل۔ ایک نقل اس خاص حکم کی جو ہماری پلٹن کے متعلق صادر ہوا تھا اور قرب و جوار کا ایک نقشہ دیا۔ میرے بعد کپتنی کی کمان پر سیمیونوف مقرر کیا گیا کہ دوسرے دن علی الصباح پلٹن کے اہلکار میں پھر اپنی کمان لیلوں۔

روانہ ہونے سے پہلے میں نے اپنے سپاہیوں کو صف بستہ کر کے تقریر کی۔ محاورہ اور منطق کا اسوقت کس کو خیال تھا۔ البتہ طرز ادا جوش دلانیوالی اور حوصلہ بڑھانے والی تھی۔ سپاہیوں نے باآواز بلند یکزبان ہو کر "اللہ اکبر" اور "یوق تسلیم" (دشمن کی اطاعت نہیں کرینگے) کے نعرے مارے۔ اس کے بعد میں نے کل موچہ میں چکر لگا کر اس مقام کو جس نے مجھ خطرات خاقوں اور [illegible] کے تقریباً

بیس ہفتہ پناہ دی تھی چپ چاپ دل ہی دل میں الوداع کہا میں نے اُس کو بدیر جہاں میں کچھ آرام پائی ہوتی تھی جو آخری نگاہ ڈالی تھی وہ مجھے اتنک یاد ہے۔ وہ جگہ گو مرطوب۔ ہلواد۔ بے آرام۔ بلا آرایش اور ٹپکا کرتی تھی۔ پھر بھی مجھے اُس سے محبت ہو گئی ہوئی تھی۔

ہم دو بجے روانہ ہوئے۔ میں صبح پلیونا جا کر واپس آیا تھا اور واپس آکر بھی برابر کام کرتا رہا تھا جس سے میں تھک گیا تھا۔ اسلئے راستہ کا زیادہ حصہ میں نے گاڑی پر طے کیا۔ پارہ اُسوقت منجمد ہونیکے درجہ سے ایک یا دو ڈیگری اوپر تھا۔ سڑکوں اور پگڈنڈیوں پر برف کیچڑ تھا اور پہاڑیاں اور کھیت برف سے سفید ہو رہے تھے۔ آسمان مکدر تھا۔ اور اُسکی سیاہی بایل ہوری ہوری شکل بنا رہی تھی کہ برف پڑیگی جہاں ہم چل رہے تھے۔ وہاں فضا صاف تھی۔ مگر گریویتسزا کے قرب جوار میں گہری دھند چھائی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ میرے زیر کمان ایک کارپورل بیس سپاہی اور جو شفایاب تھے چالیس بارکش گھوڑے اور بارہ چھکڑے تھے۔ تھوڑی دیر میں اور قطاریں بھی اُسی قدر جمعیت کی ہم سے آملیں۔ اور شہر پہونچنے تک چھکڑوں اور گھوڑوں کی اتنی لمبی قطار بنگئی جو بظاہر ناقابل اختتام معلوم ہوتی تھی۔ ہم ٹھہرنے کو بغیر پلیونا سے واروی گذر گئے۔ وہاں مجھے چاروں طرف مستعدی دکھائی دی۔ سپاہیوں کے چہرے امید اور پُرجوشی سے سرخ اور آوازیں بلند اور ہشاش تھیں۔ شام پڑتے ہی ہم منزل مقصود یعنی اُس بے شجر گنجی سی پہاڑی کی چوٹی پر پہونچگئے جو پل سے بجانب جنوب مشرق چھ سو گز کے فاصلہ پر تھی۔ وہاں ہم سے پہلے ہی ہتیار چھکڑے اور گھوڑے پہونچ چکے ہوئے تھے۔ جو اُس باتری کے گرد جو بلند ترین مقام پر نصب تھی ڈیرہ ڈالے ہوئے تھے اور چند کمپنیاں فوج پیدل کی اُنکی حفاظت کر رہی تھیں۔ ہمارے اور دریا کے درمیان نصف میل پر چوٹی سے دو سو فیٹ نیچے وہ پل کا موچہ تھا جسپر کہ اُور بھی مضبوط کر دیا گیا تھا اور بہت سی فوج اُسمیں ماموز کر دیگئی تھی کئی ٹٹنیں محض پل کی محافظ تھیں اور اُس سے پرے بائیں کنارہ پر بعیدی چوکیوں کی تہری لائن تھی۔

شام کے بعد پارہ گر کر منجمد ہونیکے درجہ پر پہونچگیا۔ غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی ہلکی سی نارنجی روشنی کا عکس رودی۔ خاموش سطح آب پر پڑ رہا تھا۔ اور پیچھے کی طرف بجانب مشرق تاریک بادل جمع ہو رہے تھے ہوا بند ہو گئی تھی۔ اور ہیبت اُس طرح کا تھا جو طوفان سے پہلے ہوتا ہے۔ مغرب کی طرف مطلع بالکل صاف تھا۔ اور سب طرف خاصکر مشرق اور شمال مشرق میں کمال کمد ہو رہا تھا۔ پلیونا کے بلند ترین مینارہوں اور گنبدوں پر خصت ہوتے ہوئے دن کی قریب الاختتام روشنی ابھی چمک ہی رہی تھی کہ برف کے پنجے

آہستہ آہستہ گرنے شروع ہوگئی اور ۹۹ ۱۰ دسمبر کی درمیانی معرکۃ الآراء رات نے نزول فرمادیا صبح آئندہ نے اب پلیونا فوج اور اُسکے ساتھ ہی سلطنت عثمانیہ کی قسمت کا فیصلہ کرکے تاریخ عالم پر ایک واقعہ عظیم کا نقش چھوڑنا اور مسیحیوں برس کیلئے یورپین پالیٹکس کی رفتار کو جدید قالب میں ڈھالنا تھا +

باب سیزدہم

حملہ ماقبل کی رات - ۹ رنغایت ۱۰ دسمبر ۱۸۷۷ء

گورنا دوبنیک اور لمنش کی فتح ہوجانے سے پلیونا فوج کی جمعیت باستثنا چند کسوں کے جنکی تعداد اب دو سو رہگئی تھی ۷۲ پلٹنوں - ۱۲ رسالوں اور ۸۸ توپوں رہگئی تھی - پلٹنوں کی جمعیت یکساں نہ تھی - قابل سپاہیوں کی تعداد کسی میں ۱۵۰ کسی میں پانچ سو اور کسی میں ان دونوں اعداد کے درمیان تھی - حملہ کیلئے ان پلٹنوں میں سے چودہ جو نہایت ہی کمزور تھیں باقیماندہ میں شامل کردیگئیں - جس سے کل پلٹنوں کی جمعیت تقریباً یکساں ہوگئی اور کل ۵۸ پلٹنیں رہگئیں جنمیں سے ہر ایک میں ۵۰ سے چار سو تک قابل مصاف آدمی تھے - پوری آٹھ کمپنیاں شکل ہی کسی پلٹن میں رہگئی تھیں - کیونکہ اکثر کمپنیاں عملی ترتیب کے لحاظ سے بالکل معدوم ہوگئیں تھیں بالعموم فی پلٹن چار سے چھ کمپنیاں تھیں - حملہ کیلئے فوج کو از سر نو مرتب کیا گیا - اب اُسکو دو ڈویزنوں میں تقسیم کیا گیا - اور ایک بریگیڈ جس میں پانچ پانچ پلٹنوں کی دو جمعیتیں تھیں اُن سے علیحدہ رکھا گیا - فی ڈویزن تین تین بریگیڈ تھے - اور ہر بریگیڈ میں چار چار پلٹنوں کی دو جمعیتیں تھیں - حملہ کی تجویز یہ کیگئی تھی کہ پہلا ڈویژن پلوں سے روانہ ہوکر سیدھا رہی کمپ میں گھس جائے اور غنیم سے لڑائی کرے - اس اثنا میں علیحدہ رکھا گیا بریگیڈ قطار کو لیکر جو اُسکی محافظت میں ہوگی سنگی اور جنوبی پل سے دونوں کو عبور کرجائے - اور دوسرا ڈویژن (جس میں میری پلٹن تھی) کل کارروائی میں فوج محافظ عقب کا کام دینے کیلئے اُن گڑھیوں میں جو حال میں دونوں مشرق میں بنائی گئی تھیں مقیم ہو - ہمارا میمنہ اوپانتز مورچوں میں ہونگا جنکو بہت مضبوط کردیا گیا تھا اور میسرہ کمپ کے جنوب مغربی حصہ کے مورچوں میں - جب قطار گذر جائے - اور اول ڈویژن دشمن سے خوب گتھ گیا ہو تو دوم ڈویژن فی الفور دریا کو تینوں پلوں سے عبور کرکے اول ڈویژن کے قدم بقدم آگے بڑھے - اول ڈویژن رات کو ہی دریا کے بائیں کنارے پر صف جنگ میں موقعہ بموقعہ کھڑا ہوجائے - اور قطار طلوع فجر سے پہلے دریا کو عبور کرلے -

کل حملہ آور فوج کی جنگی ترتیب حسب ذیل تھی (رجمنٹوں اور بریگیڈوں کے سلسلہ وار نمبر ہمیں نے اپنی طرف سے دیے ہیں۔ مصنف)

کمانڈر :- مشیر غازی عثمان پاشا

اعلیٰ سٹاف افسر :- بریگیڈیر طاہر پاشا

سٹاف :- کرنیلان ولی بک نعیری بک و لفٹننٹ کرنیل طاہر بک

اعلیٰ یاور :- لفٹننٹ کرنیل طلعت بک

کمانڈر توپخانہ :- بریگیڈیر احمد پاشا

کمانڈر قطار و فوج محافظ :- کرنیل سعید بک

اعلیٰ ڈاکٹر :- کرنیل حاسب بک

اول ڈویژن

کمانڈر :- بریگیڈیر طاہر پاشا

اول بریگیڈ :- بریگیڈیر عطوف پاشا

اول رجمنٹ :- لفٹننٹ کرنیل رؤوف بک

چار پلٹنیں

دوم رجمنٹ :- لفٹننٹ کرنیل ایوب بک

چار پلٹنیں

دو باتریاں فی چھ توپیں

دوم بریگیڈ :- کرنیل یونس بک

سوم رجمنٹ :- لفٹننٹ کرنیل ذہنی بک

چار پلٹنیں

چہارم رجمنٹ :- لفٹننٹ کرنیل عبداللہ بک

چار پلٹنیں

دو باتریاں فی چھ توپونکی۔

سوم بریگیڈ :- بریگیڈیر توفیق پاشا
پنجم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل محمد ناظف بک
چار پلٹنیں
ششم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل راسم بک
چار پلٹنیں
دو باتریاں فی چھ توپونکی
ایک رجمنٹ (۵ رسالے) نظامیہ کیولری کی۔ لفٹنٹ کرنیل شفقی بک

دوم ڈویژن

کمانڈر :- جنیل ڈویژن عادل پاشا
چہارم بریگیڈ :- بریگیڈیر حسین وصفی پاشا
ہفتم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل فصوح بک
چار پلٹنیں
ہشتم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل خورشید بک
چار پلٹنیں
دو باتریاں فی چھ توپونکی
پنجم بریگیڈ - بریگیڈیر صادق پاشا
نہم رجمنٹ :- کرنیل حافظ بک
چار پلٹنیں
دہم رجمنٹ لفٹنٹ کرنیل لطیف بک
چار پلٹنیں
دو باتریاں فی چھ توپونکی
ششم بریگیڈ :- بریگیڈیر یاور پاشا
یازدہم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل کاظم بک

چار پلٹنیں

دوازدہم رجمنٹ: کرنیل سلیمان بک

چار پلٹنیں

دو باتریاں فی چھ توپوں کی

ایک رجمنٹ (۴ رسالے) نظامیہ کیولری کی
نصف رجمنٹ (۵ رسالے) سالونیکی مجاہدین کی
} لفٹنٹ کرنیل حقی بک

بریگیڈ محافظ قطار

ہفتم بریگیڈ:- کرنیل سعید بک

سیزدہم رجمنٹ:- لفٹنٹ کرنیل پرتو بک

۵ پلٹنیں

چہارم رجمنٹ- لفٹنٹ کرنیل علی محمد بک

۵ پلٹنیں

دو باتریاں فی چھ توپوں کی

دو رسالے عثمانیہ کاسکوں کے

ایک رسالہ وودینا کے مجاہدین کا

فوج سواران

نصف رجمنٹ (۵ رسالے) سالونیکی مجاہدین کی
۲ رسالے چرکسوں کے
} کرنیل حقی بک

ریزرو توپخانہ

ایک باتری چار پونڈ توپیں چھ پونڈر

انجنیران

۳ کمپنیاں- لفٹنٹ کرنیل لمفلک بک

ہیڈ کوارٹر کی فوج اسعل

ایک پلٹن اتحاد عثمانیہ کے مجاہدین کی

خلاصہ

		آدمی
انفنٹری (فوج) پیدل	۵۸ پلٹنیں	۲۲ ہزار
کیولری - فوج سواران	۹ رسالے نظامیہ ۲ رسالے عثمانیہ کالسکوں کے ۱۰ رسالے مالوینکی مجاہدین کے ۲ رسالے چرکسوں کے (۲۰۰ آدمی) ایک رسالہ وودینا کے مجاہدین کا	۱۵۰۰
آرٹلری (توپخانہ)	۱۴ باتریاں فی جملہ توپونکی ۱- باتری چار توپونکی	جملہ ۸۸ توپیں - ۱۵۰۰
انجنیران (مہندسین)	تین کمپنیاں	
فوج اردل	ایک پلٹن	۹۰۰۰
غیر مصافی - شفایاب و مجروحین		
		۳۴۰۰۰

میزان

مَیں باب دوازدہم میں بیان کر چکا ہوں کہ شروع نومبر میں بلیونا فوج کی جمعیت ۴۰ ہزار آدمیوں کی تھی - آخری ہلہ میں سات ہزار شفایاب آدمیوں اور مجروحین کے سمیت جملہ ۴۷ ہزار آدمی تھے - اور آٹھ سو سخت بیمار و زخمی اور دو سو شفایاب بلیونا میں ہی چھوڑ دیے گئے تھے - اس سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ نومبر اور دسمبر کے پہلے دنوں میں فوج میں پانچ ہزار آدمیونکی کمی ہوئی - اگر مضروبین کی تعداد اکل پیچھو ایک ہزار (یعنی دو سو نظامیہ سپاہی اور آٹھ سو چرکس) قیاس کیجائے تو نتیجہ نکلتا ہے کہ چھ ہفتوں میں چار ہزار آدمی ہلاک ہوئے اور باقی ساڑھے تین ہزار (یعنی نوے آدمی یومیہ کے حساب سے بیماری سے ضایع ہوئے

سلہ ۸۸ توپوں میں سے ۵۲ چھ پونڈر - ۲۲ چار پونڈر اور ۱۴ تین پونڈر تھیں - انکی تقسیم اسطرح کیگئی تھی کہ ہر بریگیڈ کو جملہ اقسام کی توپیں بحصہ رسدی مل گئی تھیں - گو ایسی لڑائی کیلئے تین پونڈر توپیں تقریباً محض ناکارہ تھیں مصنف

باب یازدہم میں میں نے اُن تمام اعلیٰ افسروں کی فہرست دی تھی جو اُس زمانہ میں (۱۲ اکتوبر بلیونا فوج میں تھے جبکہ اُسکی جمعیت مضبوط ترین تھی۔ اُن میں سے مندرجہ ذیل ہمارے ہونیکی وجہ سے ہمارے ساتھ شریک ہوئے۔ جرنیل ڈوبنین حسن صابری پاشا۔ جرنیلان بریگیڈیر امین پاشا و عمر ظفر پاشا۔ کرنیلان عمر بک۔ حمدی بک و عثمان بک اور لفٹننٹ کرنیل محمد بک۔ لفٹننٹ کرنیل حسین بک بحیثیت کمانڈر تصبہ پلیونا ذمیوں اور اُن معدودے چند ترکی باشندوں کی حفاظت کیلئے جنہوں نے شہر میں رہنا پسند کیا تھا چھوڑا گیا تھا۔

میری پلٹن گیارھویں رجمنٹ میں شامل تھی۔ اُس میں ۶۰ ۳ نفر اور چودہ افسر تھے۔ اور چار کمپنیوں میں منقسم تھی۔ میجر تقی جو کل محاربہ میں سرخروئی اور کامیابی کے ساتھ اُسکی کمان پر رہا تھا اُسکا کمانڈر تھا قول آغاسی ہمارا تھا۔ ہمارا کاتب شروع نومبر میں گوداموں کے انتظامات کے متعلق منشی کا کام دینے کیلئے پلیونا بھیجدیا گیا تھا۔ مجھے معلوم نہیں اُسکا انجام کیا ہوا۔ ہمارا ڈاکٹر ابھی تک ہمارے ساتھ تھا۔ میرا خیال ہے کہ ششم بریگیڈ میں وہی ایک ڈاکٹر تھا۔ بقال پلٹن کا باش چاؤش میجر کا دست راست اور قول آغاسی کے فرایض بھی اُسی کو سرانجام کرنے پڑتے تھے۔ آخری وقت تک افسر ماتحت وہ کل آدمی جو اُسی جانتے تھے اُسکی عزت کرتے رہے اور وہ اُن میں ہر دلعزیز رہا۔ میرا پہلا کپتان ہماری ہی پلٹن کی ایک اور کمپنی کی کمان پر تھا۔ میری کمپنی میں تین افسر دئیں۔ سیمیو اور تراب اور اسی نفر تھے۔ وہ دو دستوں میں منقسم تھی۔ جو سیمو اور تراب کے زیر کمان تھے۔ کاظم بک ہمارا کرنیل تھا۔ وہ بحیثیت میجر ویڈن سے عثمان کے ہمراہ آیا تھا۔ دوسری لڑائی کے بعد لفٹننٹ کرنیل کے عہدہ پر فایز ہوا تھا۔ اور کیمپ بہر میں بہادر اور ہوشیار افسر مشہور تھا۔ ہمارا بریگیڈیر یا دہم پاشا جو اپنے سابقہ کارناموں سے بہت نیکنام تھا تیسری لڑائی سے تھوڑا عرصہ پہلے پلیونا پہونچا تھا۔ ستمبر کی لڑائی میں گو اُن مورچوں پر جو اُسکے ماتحت تھے دشمن کے حملہ آور نہ ہونیکی وجہ سے اُسے معرکہ آرائی نہ کرنی پڑی اُس نے قابل تعریف کام دیا۔ لڑائی سے بعد فوراً ہی وہ رات کیوقت دشمن کی صفوں سے چوری گذکر ارخانیہ چلا گیا۔ اور احمد حفظی پاشا کے کالم کی ایک بریگیڈ کا کمانڈر ہوکر پلیونا واپس آیا۔ اسلئے میں اس کالم کو کرسیکو کی فوج سوار اں سے جو متعدد مقابلہ کرنے پڑے انمیں اُس نے بڑی داد شجاعت دی۔ ۲۲ ستمبر کو کرسیکو نے جو حملہ بمقام گورنا دوبنیک احمد حفظی کے کالم

۱؎ یہ وہی اہم پاشا ہیں جنکو ۱۸۹۷ء کے محاربہ یونان و روم میں اسقدر شہرت اور نیکنامی حاصل ہوئی ہے۔ اسوقت وہ مشیر کا درجہ رکھتے ہیں اور ابھی تک یونان کے مفتوحہ علاقہ تسلی میں مقیم ہیں۔ مترجم

اس نوٹ کے لکھے جانے سے ایک سال بعد ڈی نے صوبہ مذکور کو حسب شرائط معاہدہ صلح، رجون ۱۸۹۸ء تک بالکل خالی کر دیا ہے۔ مترجم

کے عقب پر جو ادہم پاشا کے زیر کمان تھا کیلتھا اس میں وہ زخمی ہوا مگر پلیونا آکر صحت یاب ہو گیا
میں ششم بریگیڈ میں تھا۔ اُسکا نام عقبی بریگیڈ کہا گیا تھا۔ کیونکہ اس سے مقصود تھا کہ وہ فوج کی آخری
سرے پر رہے اور اُسے سب سے بعد دو کو عبور کرنیکا حکم تھا۔ لڑائی کے آغاز کے وقت اُسکو اوپانتز میں ہونیکی ہدایت
تھی۔ مشیر اول ڈویژن کے ساتھ تھے اُنکا ارادہ حملہ میں بذات خود کمان کرنیکا تھا۔ طاہر پاشا نائب
کمانڈر مقرر کئے گئے۔

میں محولہ بالا حجہ نیلی حکم کو جو ۱۰ر دسمبر ۱۸۷۷ء کی حملہ کے متعلق صادر کیا گیا تھا ذیل میں درج کرتا ہوں[۱۲۱]

"فوج دو ڈویژنوں اور ایک محافظ قطار بریگیڈ میں تقسیم کی گئی ہے۔ ہر ڈویژن تین بریگیڈوں کا ہوگا۔
اول ڈویژن جسمیں عطوف پاشا۔ یونس بک اور توفیق پاشا کے بریگیڈ ہونگے۔ طاہر پاشا کے زیر کمان
پلٹن وار کالم بنا کر آگے بڑھیگا۔ دوم ڈویژن جسمیں حسین صفی پاشا۔ صادق پاشا اور ادہم پاشا کے بریگیڈ
ہونگے عادل پاشا کے زیر کمان فوج کے بہینہ پہیرہ اور عقب کی حفاظت کریگا۔ ہفتم بریگیڈ زیر کمان سعید بک
قطار کا محافظ رہوگا"

"عادل پاشا اپنی ماتحت سپاہ کو مناسب نقل و حرکت کا حکم دینگے اور اُسی قابض اور صف بستہ ہونیکے لئے مناسب
مقامات بتانیکے لئے اپنے ڈویژن کے ہراول میں پل کے سرے پر ہونگے"

حملہ کیلئے جو دن مقرر کیا جائیگا اُسدن بشرطیکہ موسم مخل نہ ہو شام کے سات بجے ایک پلٹن ابراہیم طاہیہ
کی پلٹنوں سے اور خود ہم طاہیہ کی کل سپاہ احتیاط طاہیہ کو ہٹ آئے۔ جہاں اُن کو ارابہ طاہیہ کی سپاہ زیر کمان اسعد بک

---

[۱۲۱] میں نے جنیلی حکم میں پلٹنوں کے لمبے چوڑے نمبروں کی جگہ جو اصل حکم میں مندرج تھے ہر ایک پلٹن کی تخصیص کرنیکی بجائے وہی سلسلہ وار نمبر دیئے
ہیں جو ترتیب جگہی میں اوپر دیئے ہیں۔ اصل حکم میں پلٹنوں کے نام اس طرح درج تھے "چوتھا رو کی دوسری ڈیوژن کی دوم نظامیہ پلٹن۔
صنف اوّل کی مقام سلسٹریا کی ردیف فوج کی تیسری پلٹن" وغیرہ وغیرہ۔ وقت بھی میں نے ترکی میں لکھا۔ یورپین تحریر کیا ہے
الفاظ "پل" اور "پل کا سرا" ہر جگہ پرانی سنگی پل سے مراد ہے۔ جو جدید پل حال میں تیار کئے گئے ہے اُن کو اوپانتز
پل اور جنوبی چوبی پل کہکے لکھا ہے۔ یہ حکم ۱۰ر دسمبر کو جاری کیا گیا تھا۔ اور تعمیل کی جگہ خالی رکھدی گئی تھی۔ حکم مذکور کی اس
ہدایت کی پنجم بریگیڈ کی دو پلٹنیں لڑائی کے شروع میں دو کے بائیں کنارہ پر موجود رہیں عمداً یا کسی مجبوری کی وجہ سے
تعمیل نہیں کیگئی تھی۔ میری پلٹن اور گیارہویں رجمنٹ کی ایک پلٹن کو سوائے باقی کل دوم ڈویژن لڑائی کے کل دن
میں دریا کے وادیں کنارہ پر رہا تھا۔ مصنف۔

آئیگی۔ سواسات بجے وہاں سے وہ ہیڈ کوارٹر کو روانہ ہوجائیں جہاں توفیق پاشا کے زیر کمان انکا سوم بریگیڈ بنایا جائیگا۔ ہیڈ کوارٹر سے وہ عادل پاشا کے ڈویژن کے مورچوں کے عقب عقب شہر میں داخل ہونگے بغیر اُسکے شمالی کنارے کے گرداگرد جاکر پل والی شاہراہ پر چڑھ جائیں۔

"اب اسیم طابیہ کی باقی دونوں پلٹنیں ہی جو اوّل بریگیڈ میں شامل ہونگی سات بجے روانہ ہوکر عطوف طابیہ کی سپاہ سے جاملیں جہاں اُنکو عمر طابیہ کی فوج بھی آملیگی۔ وہاں سے وہ شہر کے راستہ شہر اور پل کے درمیان کی پہاڑیوں کے پرتو خانہ کو جائیں اور وہاں بریگیڈ کی دوسری پلٹنوں کا انتظار کریں۔

عمر طابیہ اور طلعت کے درمیان جو فوجیں ہیں وہ ساڑھے سات بجے چلنا شروع کردیں اور جسقدر جلد ممکن ہو محولہ بالا پرتو خانہ کے پاس پہنچ جائیں تاکہ عطوف پاشا کے زیر کمان اول بریگیڈ مکمل ہوجائے۔ پھر یہ بریگیڈ پل کی طرف بڑھے۔ جہاں تیسرا بریگیڈ اُسی پہلے سے مقیم ملیگا۔ وہ دو پلٹنیں جو شہر کے مغربی حصہ میں مقیم اور سوم بریگیڈ سے متعلق ہیں اوّل بریگیڈ کے ہمراہ پل کو جاکر وہاں اپنے بریگیڈ کی دوسری پلٹنوں کا انتظار کریں۔

"یونس بک کے زیر کمان دوم بریگیڈ کی پلٹنیں جو طلعت اور پرتو طابیہ کے درمیان مقیم ہیں اس طرح سے نقل و حرکت کریں۔ دو پلٹنیں میلاس اور طلعت طابیہ سے عارضی طور پر علی محمد بک کے زیر کمان ساڑھے چھ بجے روانہ ہوں اور باغلر باشی طابیہ جاکر وہاں کی پلٹن کو ساتھ ملائیں۔ غازی عثمان طابیہ کی تینوں پلٹنیں اور ملحقہ باتریاں بھی ساڑھے چھ بجے روانہ ہوپڑیں اور یونس طابیہ کے راستہ باغلر باشی طابیہ پہونچکر ان پلٹنوں کو جو عارضی طور پر علی محمد بک کے زیر کمان ہونگی جاملیں۔ یہ چھپوں پلٹنیں نو بجے باغلر باشی سے ودی کی طرف روانہ ہوجائیں یونس بک۔ یونس۔ اور کوچک طابیا کی دونوں پلٹنیں لیکر اُنہیں راستہ میں مل پڑینگے۔ اور اس طرح سے مکمل ہوکر یہ بریگیڈ بلاسی اور نہوچوں کے چھپواڑے سے گذر کر جیپ چاپ پل کی طرف بڑھا جائے۔

"اوّل ڈویژن کے جب تینوں بریگیڈ پل کے سرے پر پہنچ جائیں تو اوّل بریگیڈ جنوبی چوبی پل سے اور دوم و سوم بریگیڈ سنگی پل کے راستہ دریا کو عبور کرجائیں۔ عبور کرلینے کے بعد ڈویژن مذکور دو رویہ کی بائیں کنارہ پر پلٹن وار کالم یا ہموار بناکر صف جنگ درست کرے جبکا میسرہ اور میمنہ آگے بڑھا ہوا ہو۔

"جونہی کہ دوم بریگیڈ کی پلٹنیں اپنی جگہ خالی کرکے آگے بڑھ جائیں پرتو پاشا جو محافظ طار بریگیڈ کی تیرہویں ڈویژن کا کمانڈر ہوگا اپنی جبتک تین پلٹنیں جدا کرکے پل کے سرے پر پہنچ جائے۔ وہاں

اُسے اس بریگیڈ کی باقی پلٹنیں بھی جالیں گی جسوقت یہہ (ہفتم) بریگیڈ سعید بک کے نیدکمان مکمل ہوجائے قطار سنگی پل اور جنوبی چوبی پل کے راستہ دریا عبور کرنا شروع کرے۔ اوجب وہ گذر جائے تو انہی پلوں کے راستہ بریگیڈ عبور کرے۔ ایک جمنٹ ایک پل سے اور دوسری جمنٹ دوسرے پل سے جب قطار دوسرے کنارہ پر پہونچکیں تو پہنچنا شروع کرے تو بریگیڈ اُسکے بائیں بازو پر ڈیڑھ سو گز کے فاصلہ پر پلٹنوں کے کالموں کی اکہری قطار میں اور اس طرح سے کوچ کرے کہ اگر دشمن حملہ آور ہو تو وہ فی الفور جنگ کیلئے صف بستہ ہوجائے۔ باغ طابیہ اور اُسکے ملحقہ مورچوں کی پلٹنیں اس (ہفتم) بریگیڈ کو پل کے سرے پر ہی مل گئی ہونگی۔

"حسین وصفی پاشا کے نیدکمان چہارم بریگیڈ کی دو پلٹنیں خورشید بک کے ماتحت شام کیوقت بلاسی کے بڑے مورچہ اور اُسکی خندقوں میں جمع ہوجائیں۔ باقی چھ پلٹنیں اس بریگیڈ کی اُن گڑھیوں میں جمع ہونگی جو مورچہ مذکور اور پل والی سڑک کے درمیان حال میں تیار کیگئی ہیں جب کل قطار اور محافظ بریگیڈ پل کے بائیں کنارہ پر پہونچ جائے تو یہہ بریگیڈ اپنی جگہ چھوڑ کر کمپنی وار دستوں میں ترتیب وار قاعدگی کے ساتھ پل کو ہٹ آئے۔ اس بریگیڈ کی بارہ توپوں میں سے چھ پہاڑی پر اور چھ قدیل کے مورچہ میں نصب کیجائینگی تاکہ وہ اوّل دو نیزان کی پیشقدمی اور نیز اپنے بریگیڈ کے خط مراجعت (یا پسپائی) دونوں کی ایک ساتھ حفاظت کرتی رہیں۔ بعدازاں یہہ بارہ توپیں سنگی پل سے اور بریگیڈ کی پیدل فوج جنوبی چوبی پل سے دریا کو عبور کرے۔

"رصادقی پاشا کے نیدکمان پنجم بریگیڈ کی دو پلٹنیں شام کو سویرے ہی اُن نئی گڑھیوں میں قائم ہوجائیں جو شاہراہ کے دونوں طرف حال میں وادی میدان میں بنائی گئی ہیں اور باقی چھ پلٹنیں اُس بریگیڈ کی اور نیز چار پلٹنیں ادہم پاشا کے نیدکمان ششم بریگیڈ کی گیدہوں جمنٹ کی جو باش طابیہ اور جانق باشی مورچوں سے سات بجے روانہ ہونگی۔ دوسری کمپنیوں کے دستوں میں باہر کے مغربی دامن کی طرف جہاں نالہ بوکودرہ دریا گریوتزا میں گرتا ہے جانق باہر سے نیچے اتریں۔ پھر پنجم بریگیڈ کی چھوں پلٹنیں اس پن چکی کے چھوڑے سے گندیں جو وادی میدان میں ہے۔ اور اُن میں سے تین پلٹنیں اُن گڑھیوں میں جو بلاسی کے مورچوں اور پل کے درمیان تازہ تیار کیگئی ہیں قائم ہوجائیں اور توپوں کو ان کچی دیواروں کے پیچھے نصب کردیں جو اسی غرض کیلئے بنائی گئی ہیں۔ دوسری تین پلٹنیں بائیں

کنارہ پر مناسب موقعوں پر اور ایک پلٹن معہ توپوں کے دائیں کنارہ پر پل کے سرے کے قریب رہے۔ ان پلٹنوں کا یہ کام ہوگا کہ وہ چہارم بریگیڈ اور نیز اپنے بریگیڈ کی پیشقدمی کی حفاظت کریں۔

"جب چہارم بریگیڈ اُن اُن موقعوں پر جہاں سے اُس نے دریا کو عبور کرنا ہوگا پہونچ جائے تو پنجم بریگیڈ کی وہ پلٹنیں جو پیچھے چھوڑی گئی تھیں جھٹ پٹ کمپنی کالموں میں صف بستہ ہو جائیں اور پھر قریب ترین راستہ سے دستوں میں ہو کر اپنے اپنے ڈویژنوں کو ملنے کیلئے آگے بڑھیں۔

"ششم بریگیڈ کی اُن چار پلٹنوں میں سے جو پنجم بریگیڈ کے ساتھ کوچ کرینگی دو پلٹنیں پنجم بریگیڈ کی دو پلٹنوں سمیت شام کو بوکو وامو چوں میں رہیں۔ باقی دونوں معہ چھ توپوں کے دریا کو اوپانتز پل کے راستہ عبور کر کے ششم بریگیڈ کی (بارھویں رجمنٹ کی) دوسری چار پلٹنوں کے کوچ کی حفاظت کیلئے جو اوپانتز موچوں میں مقیم رہی ہونگی بائیں کنارہ پر بموقعہ مناسب قائم ہو جائیں۔ جب یہ پلٹنیں بھی اوپانتز پل کے راستہ عبور کر جائیں تو آٹھوں پلٹنیں ملکر ششم بریگیڈ کو مکمل کرینگی اور پھر پلٹن وار کالموں کی گہری قطار میں آپسمیں اسقدر فاصلہ رکھکر کہ ضرورت کیوقت قطار کے دائیں بائیں کی حفاظت کر سکیں آگے بڑھینگی۔

"قطار کی ترتیب روانگی اور کوچ کے متعلق حسب ذیل ہدایات صادر کیجاتی ہیں:۔

"ہر پلٹن کے ساتھ کارتوسوں کے چالیس صندوق ہیں بارکش گھوڑوں پر ہونگے۔ توپخانہ کا گولہ بارود بٹریوں کی گاڑیوں پر ہیگا۔ اور جس بٹری میں اُنکی کمی ہو۔ اُس میں بارکش گھوڑوں پر لادا جائیگا باقیماندہ کارتوس جو فی پلٹن ۱۴ صندوقوں کے حساب سے ہیں اونیز خیام۔ چارہ اوزار۔ اضافی اسباب پانی۔ سامان کیمپ اور دیگر اسباب کچھ بیلوں کی گاڑیوں پر اور جس پلٹن میں اُنکی کمی ہو کچھ بارکش گھوڑوں پر لادا جائیگا۔ اور ایکدن پہلے پل کے سرے کے قریب ایسی جگہ بھیجدیا جائیگا جو دشمن کے گولوں سے محفوظ ہو۔

"اول ڈویژن کے دریا کو عبور کر جانیکے بعد قطار فی الفور بیٹھنا شروع کر دیگی۔ گاڑیاں اور گھوڑے سب سے آگے پلوں کے قریب جمع ہوں جہاں وہ اس ترتیب سے قائم ہوں اور اسی ترتیب سے نوبت بنوبت عبور کریں۔ اول وہ بارکش گھوڑے جن پر اول ڈویژن کا گولہ بارود اور کارتوس بارھوں ثانیاً۔ اول ڈویژن کے خیموں۔ اسباب اور دیگر سامان کی گاڑیاں ثالثاً توپخانہ اور فوج سوار۔ ان کے خیموں سامان۔ اسباب۔ اور زائد گولہ بارود کی گاڑیاں۔ رابعاً پلیونا کے مسلمان باشندوں کی گاڑیاں معہ

ان کے زن و اطفال اور اسباب کے۔ خامسًا دو مہ ڈویژن کے خیموں۔ اسباب اور دیگر سامان کی گاڑیاں۔ سادسًا دو مہ ڈویژن کے گولہ بارود اور کارتوسوں کے بارکش گھوڑے۔ سابعًا۔ خیموں کی گاڑیاں۔ ثامنًا محافظ بریگیڈ کی گاڑیاں اور بارکش گھوڑے[۱۲۲]

"قطار سنگی پل اور جنوبی چوبی پل سے بسرعت گذر کر طلوع فجر سے پہلے بائیں کنارہ پر پہنچ جائے پھر بارہ سو گز کے فاصلہ پر اوّل ڈویژن کے پیچھے پیچھے آگے بڑھے۔

"کوچ کے وقت قطار تذکرہ صدر آٹھ حصوں میں منقسم ہوگی۔ اور ہشتم بریگیڈ کی ایک پلٹن جس میں آٹھ کمپنیاں ہوں بطور محافظ اس طرح اسکے ساتھ ساتھ رہیگی کہ ہر حصہ ایک کمپنی کی حفاظت میں ہو۔ ان کمپنیوں کا یہ دیکھنا فرض ہوگا کہ قطار برابر اور کسی طرح کے اٹکاؤ کے بغیر بڑھی چلی جاتی ہے جب معلوم ہو کہ کوئی گھوڑا یا کسی گاڑی کے بیل سکت ہارنے لگے ہیں تو اُس گھوڑے یا گاڑی کو فی الفور قطار سے الگ کر دیا جائے اور اُنکا اسباب قطار کو کھڑا کرنیکے بغیر دوسری گاڑیوں پر جنکے بیل مضبوط ہوں تھوڑا تھوڑا کر کے لاد دیا جائے۔ اس پلٹن کے افسروں پر فرض ہے کہ وہ ان ہدایات کی پوری پوری تعمیل کریں۔ وہ براہ راست ذمہ دار سمجھے جائینگے۔ صرف اسی طرح سے توقف و تنگ سے جو ممکن ہے سخت مہلک اور مضر ثابت ہوں بچا جا سکتا ہے۔ قطار شاہراہ پر نہ چلے بلکہ سڑک کے دونو طرف دس دس گاڑیوں سے لیکر پندرہ پندرہ تک کی چوڑی لین (یعنی قطار) باندھکر کھیتوں میں سے گذرے۔ شاہراہ دوم ڈویژن کی ایسی پلٹنوں کیواسطے فارغ رہنی چاہیے جنکو شاید پہلے ڈویژن کی مدد پر بھیجنے کی ضرورت پڑ جائے۔ اس امر کی پوری احتیاط رکھی جائے کہ گاڑیاں ایکدوسرے کے پیچھے سیدھی اور باقاعدہ قطار میں چلیں۔

ہر پلٹن کے بیس بارکش گھوڑے اور توپخانہ کے گولہ بارود کی گاڑیاں بریگیڈ وار جمع ہو کر اپنے اپنے بریگیڈ کے بائیں طرف چلیں گی اور اُنکی بریگیڈ وار قطار اس طرح بنائی جائیگی کہ ہر پلٹن کے گھوڑے اپنی پلٹن کے اور گاڑیاں باتریوں کے محاذ ہونگی۔ یعنی فوج کے کالم میں جس موقع پر پلٹن یا باتری ہو

[۱۲۲] کل قطار میں پانچ ہزار بارکش گھوڑے اور ایک ہزار گاڑیاں تھیں۔ ان اعداد میں قطار کا وہ بھی حصہ شامل ہے جو پلٹنوں کے ہمراہ تھا۔ خاص اس قطار میں جو محافظ بریگیڈ کے ہمراہ تھی ۳۵۰ گھوڑے اور ایک سو گاڑیاں تھیں اس طول طویل اور پر جلال قطار کی نقل و حرکت ٹھیک تجویز اور پروگرام کے مطابق ہوئی اس امر کا سہرا اسکے کمانڈر سید بک کمال تعریف کا مستحق ہے مصنف

بریگیڈ وار قطار کے اسی موقعہ پر پلٹن کے گھوڑی یا باتریونکی گاڑیاں ہوں ہر بریگیڈ میں ایک سو ساٹھ گھوڑے اور چار گاڑیاں ہونگی۔

"فوج سواران کی سالونکی جمعیت کے تین رسالے سکرمشروں کا کام دینگے اور علاقہ کی نوعیت کے لحاظ سے قطار اور محافظ فوج کے دونوں طرف ایک سو سے لیکر تین سو گز تک کے فاصلہ پر ہر رسالہ ساتھ بڑھینگے جو کیولری عثمانیہ کا سکوں کے دو رسالے ہفتم بریگیڈ میں شامل کیگئی ہے وہ بریگیڈ کی انفنٹری کے ساتھ رہینگی اور قطار کا انتظام قائم رکھنے میں مدد دینا اسکا فرض ہوگا۔ دو دینا مجاہدین کا رسالہ قطار کے عقب میں رہیگا۔

"اگر غنیم قطار پر حملہ کرے تو ہفتم بریگیڈ فی الفور اپنی کیولری اور پلٹنوں کی کافی تعداد حملہ آور دشمن کو پسپا کرنے یا کم از کم روکے رکھنے کیلئے اس موقعہ پر جہاں حملہ ہونیوالا ہو لا ڈالے۔ ایسی صورتوں میں قطار چلنے سے نہ رک جائے۔ بلکہ تیز قدمی کے ساتھ آگے بڑھی جائے اور رواروی نکلجانے کی کوشش کرے۔

"چونکہ قطار میں ایک ہزار گاڑیاں اور ۳۵۰۰ بارکش گھوڑے ہیں یہ ضروری ہے کہ دریا کو عبور کرتے وقت کوئی گڑبڑ نہ پڑے اور بدانتظامی نہ ہو۔ اس غرض کیلئے ہفتم بریگیڈ سے دو قابل اور مستعد میجر (ہر پل کیلئے ایک ایک) اس امر کے بندوبست کیلئے منتخب کئے جائینگے کہ قطار پلوں پر سے بجا عجلت سے کام نہ لیکر انتظام اور باقاعدگی کے ساتھ گذرے۔

"روانگی کیوقت سے لیکر کوچ کے اختتام تک کل سپاہی صفوں میں رہیں اور کسی شخص کو صف سے نہ پھوٹنے دیں۔ بلا تمیز درجہ کل افسر اس حکم کی پوری تعمیل کرائیں۔ جن افسروں کی سپاہیوں کی وجہ سے کوئی بدانتظامی یا توقف ہو وہ بذات خود ذمہ دار سمجھے جائینگے اور انکو سخت سزا دیجائیگی۔

"نظامیہ کیولری کے پانچ رسالے اول ڈویژن کے ساتھ اور چار رسالے دوم ڈویژن کے ساتھ لگائے گئے ہیں۔ وہ اپنے اپنے ڈویژنوں کے ساتھ کوچ کرینگے۔

"چہارم اور پنجم بریگیڈ محافظ بریگیڈ کے عقب میں پانچ سو گز کے فاصلہ پر کوچ کرینگے۔ انکا یہ فرض ہوگا کہ اگر اس طرف سے حملہ ہو تو اسکو پسپا کریں اور عقب کو قابو میں رکھیں تاکہ باقی فوج بخیریت آگے بڑھ جائے۔ دستخط غازی عثمان۔ مقام پلیونا۔ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۷۷ء"

اس عمومی حکم سے علاوہ ہر رجمنٹ کے کمانڈر نے اپنی اپنی ماتحت پلٹنوں کے لئے علیحدہ علیحدہ خاص احکام جاری کئے تھے۔ چنانچہ اس موقع پر میں وہ خاص حکم بھی جو میری پلٹن کیواسطے جاری ہوا تہا درج کئے دیتا ہوں۔ یہ آخری دستاویز ہے جس میں نقل کرتا ہوں۔

"یہ پلٹن جو ۱۲ ہم پاشا کے بریگیڈ کی یازدہم رجمنٹ کی جزو ہے اپنی بارہ گاڑیوں اور ساٹھ بارکش گھوڑوں کو حملہ کیلئے مقرر کئے گئے دن سے ماقبل کی دوپہر کو لاوناوغیرہ شروع کردی۔ اور ایک یا دو گھنٹوں کے بعد گاڑیاں مع اپنے ۷ بیلوں اور نیز چالیس بارکش گھوڑوں کے بیس شفایابوں یا کمزور سپاہیوں کے عارضی دستہ کی محافظت میں ایک کارپورل اور ایک لفٹنٹ کی زیر کمان مغربی جانب بارہ موچہ سے پلیونا کیطرف روانہ ہوجائیں۔ جو ٹھیرنے کے بغیر شہر سے گذر کر رات اُس پہاڑی پر سے براکر ینع سڑک پل کی قریب اسوقت سے یہ قطار ہفتم بریگیڈ کے جنرل (سعید بک) کے ماتحت ہوگی۔ کارپورل اور اسکا دستہ قطار کے ساتھ رہے اور ہفتم بریگیڈ کے افسروں کی احکام کی تعمیل کرے۔ لفٹنٹ طلوع فجر سے پہلے پلٹن کو آملے۔

"یہ پلٹن مذکور جس میں چار کمپنیاں ہیں اور بیس بارکش گھوڑے جن میں سے ہر ایک پر کارتوسوں کے دو صندوق ہونگے اس کے ہمراہ ہونگے اسی رجمنٹ کی دو اور پلٹنوں اور بریگیڈ کی باتریوں میں سے ایک باتری سمت شام کے سات بجے چپ چاپ موچہ سے روانہ ہوجائے۔ یہ تینوں پلٹنیں نئی طابیہ کو جائیں۔ جہاں ایک اور پلٹن ان میں شامل ہوجائیگی۔ جس سے چار پلٹنوں کی رجمنٹ مکمل ہوجائیگی۔ یہ رجمنٹ باتری کو ہمراہ لئے بوکووا مورچوں کے راستے جہاں نئی طابیہ کی پلٹنیں اور ایک اور پلٹن رات بھر ٹھیریگی۔ اوپانتز مورچوں کو جائے اور وہاں سے اوپانتز پل کے سرے کو۔ جہاں باقیماندہ دونوں پلٹنیں اور باتری چند گھنٹے آرام کرے۔ رات کو کسی وقت لیکن کم از کم طلوع فجر سے ایک گھنٹہ پہلے یہ اوپانتز پل سے عبور کرکے بائیں کنارہ پر ایسے موقع پر قابض ہوجائیں جو شمال اور شمال مغرب پر یہ ہو اور وہاں سے مدافعت بخوبی ہوسکتی ہو۔ اور جب تک اول ڈویژن حملہ نہ کردے اور ششم بریگیڈ کی آٹھوں پلٹنیں اور دونوں باتریاں بائیں کنارہ پر نہ پہنچ جائیں اس موقع مذکور پر قابض رہیں۔ بعد ازاں کل بریگیڈ مع اپنی بارہ توپوں کے اُن احکام کے مطابق جو عادل پاشا کمانڈر دوم ڈویژن نے ششم بریگیڈ کیلئے صادر کئے ہیں۔ قطار کی دائیں طرف رجمنٹوں اور پلٹنوں کی باقاعدہ ترتیب سے پلٹنوں کی اکہری قطاروں اسلحہ آگے بڑھیگا کہ قطار

کا کل دایاں بازو بریگیڈ کی حفاظت میں رہے جو اُسی نعتار سے چلیگا جو قطار کی ہوگی۔ پلٹن کے بیس بارکش گھوڑے بریگیڈ کی دوسری ساتوں کمپنیوں کے گھوڑوں اور اُسکی دونوں باتریوں کے گولہ بارود کی گاڑیوں کے ساتھ یکجا رہینگے۔ اور بریگیڈ کی بائیں طرف بریگیڈ اور قطار کے کالموں کے عین درمیان چلیں گے۔ دشمن اگر قطار کے دائیں بازو پر حملہ کرنیکی کوشش کرے تو اُسے فی الفور اور نہایت مستعدی کے ساتھ روکا جائے۔ (دستخط) کاظم بک"

ناظرین کو آگے جاکر معلوم ہوجائیگا کہ ان ہدایات کے آخری نصف حصہ کی تعمیل نہ ہوئی۔ کیونکہ ہاپو رجمنٹ کو دریا سے عبور کرنا ہی نصیب ہوا۔ اور وہ لڑائی کے کل دوران میں دائیں کنارہ پر ہی رہی۔ برعکس اسکے میری پلٹن اور ہماری ہی رجمنٹ کی ایک اور پلٹن نے اصل ڈویژن کے ساتھ ملکر غنیم پر جو حملہ کیا تھا۔ پروگرام میں ہمیں ایسا کرنیکی کوئی ہدایت نہیں کیگئی تھی میرا خیال ہے کہ کاظم بک نے عین اُسیوقت موقع کی صورت حال دیکھکر حملہ کرنیکی رائے قائم کی تھی۔

تاکہ ناظرین ہماری طاقت کا دشمن کی طاقت سے موازنہ کرسکیں میں اُس روسی فوج کی اجمالی فہرست درج کرتا ہوں جو ۱۲ دسمبر کو مغربی بلگیریا میں مشغول کارزار تھی۔

روسی مغربی فوج

کمانڈر انچیف :- گرینڈ ڈیوک نکلس

اعلیٰ سٹاف افسر :- جنرل نیپوکوات چنز کی

فوج محاصرہ کنندہ

کمانڈر :- شاہزادہ چارلس والی رومانیا

دوم کمانڈر :- جنرل ٹوٹلبین

اعلیٰ سٹاف افسر :- جنرل پرنس امرت انسکی

کمانڈر توپخانہ :- جنرل ہولر

کمانڈر فوج سواران :- جنرل آرنولڈی

اعلیٰ انجنیر :- جنرل ریٹ لنگر

اعلیٰ افسر حفظان صحت :- ڈاکٹر کوچر

	پلٹنیں	رسالے	توپیں
اول حصہ:- بیوولا سے قانی طابیہ تک (باخراج آخرالذکر)			
کمانڈر:- جنرل چرنات - تین رومانوی ڈویژن	۲۸	۲۸	۷۸
دوم حصہ:- قانی طابیہ سے اودی شیوہ تک			
کمانڈر - جنرل کروڈنر - نہم کور	۱۸	۴	۸۰
سوم حصہ:- سلوی شیوہ سے طلچنتزا اودی تک			
کمانڈر جنرل سٹو - چہارم کور	۱۳	۴	۴۸
چوتھا حصہ:- وادی طلچنتزا سے کارتوشاوان تک			۰
کمانڈر:- جنرل سکوبیلاف	۲۷	۶	۹۶
پانچواں حصہ:- کارتوشاوان سے طرنینا تک			
کمانڈر: جنرل کاٹیلائی - امپیریل گارڈ کور	۱۶	۲	۵۴
چھٹا حصہ:- دریاوِدو کے مغربی ساحل پر طرنینا کے مقابل سے لیکر بیوولا کے مقابل تک			
کمانڈر:- جنرل گانزکی - گرینڈیروں کی کور	۳۰	۲۲	۱۲۶
میزان	۱۳۲	۶۶	۴۸۲

وہ دستے جو فوج محاصرہ کنندہ کے دائرہ سے باہر تھے

	پلٹنیں	رسالے	توپیں
بمقام لوفچہ وسلوی - کمانڈر جنرل کارزدو	۳۴ -	۴ -	۱۳۶
بلقان کور - کمانڈر جنرل گورکو	۳۰ -	۴۸ -	۴۶
بمقام لوم پلنکہ	۸ -	۳۶ -	۳۰
میزان کل	۲۰۴ -	۱۵۴ -	۶۹۴

یعنی جملہ تقریباً ایک لاکھ اسی ہزار آدمی۔

اب میں پھر اپنی ذاتی داستان شروع کرتا ہوں۔ جب پلٹن کی قطار جو میرے زیر اہتمام تھی پہاڑی پر پہونچگئی تو مجھ کو شب باشی کیلئے ایسے موقع کی تلاش ہوئی جو پھر بآسانی مل سکے اور جہاں پہونچنا بھی مشکل نہ ہو۔ مجھ کو ایسا موقعہ چوبی پل کے قریب پہاڑی کے شمالی ڈھلاؤ پر

مل گیا۔ وہاں میں نے گاڑیوں اور گھوڑوں کو جا ٹھہرایا۔ حیوانوں کی زینیں اتروا دیں۔ اور جو چارہ کی خفیف مقدار اس غرض کیلئے مجھے مہیا ہو سکی تھی اُسے اُنکے سامنے ڈلوا دیا۔ یہہ اُنکے پیٹ بھرنیکے لئے کافی نہ تھی۔ مگر قریب و جوار میں ٹہلتے وقت مجھے ایک لونڈا مل گیا جو نہایت عمدہ گھاس کی دو گٹھڑیاں اُٹھائے لیجا رہا تھا۔ میں افسوس کے ساتھہ تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے اُس سے یہہ گھاس جبراً چھین لیا۔ مگر سچی بات یہہ ہے کہ مجھے اپنے بیل اور گھوڑے اُس لونڈے کے دغا باز بلغاری والدین کے گدھوں یا بکریوں سے زیادہ عزیز اور ضروری تھے۔ میں لونڈے کو چیختا چلاتا اور زمین پر ایڑیاں گھسٹتے رکھ کر مال لیکر جھٹ پٹ اپنے دستہ میں پہونچ گیا۔ تاریکی میں قدموں کی آہٹ سے مجھے معلوم ہو گیا کہ لڑکے کی چیخ چہاڑے سے ایک پیترول (گشت کنندہ جماعت) اُسکے پاس پہونچ گئی ہے۔ مگر یہہ بتانا فضول ہے کہ اس ظالمانہ سینہ زوری کے مرتکب کا کوئی سراغ نہ ملا۔ دستہ میں پہونچکر میں نے آگ روشن کرائی اور پھر اپنے سپاہیوں اور جانوروں کیلئے رات کے بسیرا کا انتظام کر کے پیدل شہر کو چلدیا۔ اُسوقت تھوڑی تھوڑی برف پڑ رہی تھی۔ شب دیجور کی تاریکی میں ادھر اُدھر الاؤ روشن تھے جنکی ٹمٹماتی ہوئی روشنی سے سپاہیوں کے لاغر اور نڈھال جسموں کے عجیب و غریب سائے زمین پر پڑ رہے تھے۔ سپاہی گویا پُر جوش اور لڑائی کے لئے بیتاب تھے۔ مگر عملی طور پر اسکا اظہار نہیں ہونے دیتے تھے اور دبی ہوئی آوازوں میں ایک دوسرے سے گفتگو کر رہے تھے کیونکہ خاموشی کا حکم دیا گیا ہوا تھا۔ کڑکتے جاڑے اور برفانی میدان میں گاڑیوں اور جانوروں کے اس وسیع کیمپ کو دیکھکر جو دو یا تین مربع میلوں کے رقبہ میں پھیلا ہوا تھا۔ اور ساتھہ ہی کل کی دُھندلی صبح کا خیال آجانے سے جس نے حیات و موت۔ فتح و شکست اور رہائی یا گرفتاری کا فیصلہ کرنا تھا میری طبیعت سخت اُداس اور افسردہ ہو گئی۔ اور گو اُسوقت مجھے کوئی بدشگونی نہیں ہو رہی تھی۔ تاہم مجھ پر تقریباً ویسی حالت طاری ہو رہی تھی جیسی کہ کسی ایسے طوفان کی آمد پر جس سے ہمارے بعد ہی متلاطم اور سر چکرانے لگ جاتے ہیں ہماری حالت ہو جاتی ہے۔ کمپکے کنارہ پر ترکی باشندوں کی گاڑیاں تھیں وہاں عجیب بہانت بہانت کے لوگ جمع تھے۔ فربہ اندام متمول سوداگر اور اُسکے خوب بھرے ہوئے جسم سے لیکر دُبلے پتلے نزدیشا مزدور تک اپنی بیوی بچہ اور گدھے کو ساتھہ لئے ہوئے تھا سب طبقہ کے لوگ موجود تھے۔ پژمردہ خاطر ملول تھے۔ عورتیں برقعے پہنے آہ و زاری کر رہی تھیں اور بچے الاؤوں کی روشنی میں آنکھہ مچولی کھیل رہے تھے۔ مجھے ان فاقہ کش اندوہ و ترساں بدبختوں کو جو گھر۔ کاروبار۔ مال و جائداد الغرض سب

کچھ بچے کھچے چھوڑ آئے تھے دیکھ کر سخت رحم آیا۔ میں نے اپنی دوست لڑکی کی بہت تلاش کی مگر وہ نہ ملی جس سے میں نے نتیجہ نکال لیا کہ اس کے باپ کی گاڑی ابھی نہیں آئی جب تک کہ میں قطار کے کیمپ اور اسکے قریب جوار میں رہا۔ چاروں طرف سے پلٹنوں پر پلٹنیں چپ چاپ اور کامل باقاعدگی کے ساتھ وہاں پہونچتی۔ اور پھر کیمپ میں سے ہو کر اپنے اپنے مقررہ مقامات کو چلی جاتی رہیں۔ ان ان جگہوں میں جہاں کہ سڑکیں گھاٹیوں میں سے گذرتی تھیں اور وہ دشمن کے دیدبانوں کی عقابی نظروں سے اوجھل تھیں الاؤ روشن کئے گئے ہوئے تھے جہاں راستہ اور پگڈنڈیاں دشمن کی جنگاہ کے دائرہ میں تھیں۔ وہاں عبور تکلیف دہ حادثے ہوئے۔ کیونکہ لالٹینوں کی کمزور روشنی مرطوب اور غلیظ ہوا میں دور تک نہیں جا سکتی تھی۔ ان ہزاروں آدمیوں کا کوچ جو آخری لڑائی کیلئے بیقرار اور جانیں قربان کرنے پر تیار تھے عجب شاندار نظارہ تھا۔ رات کی سخت تاریکی سے نکلکر تھوڑی دیر کیلئے وہ کیمپ کے الاؤوں کی روشنی میں جنکا سلسلہ غیر متناہی معلوم ہوتا تھا پہونچ جاتے تھے اور بعد ازاں پھر تاریکی میں غائب ہو جاتے تھے

شہر پہونچکر میں سیدھا قوناق کو گیا۔ میرا دل تو بہت چاہتا تھا کہ اپنی دوست کی سرسری ملاقات کرتا جاؤں۔ مگر میں نے اس خواہش کو ضبط کیا۔ وہاں مجھے ایک افسر نے ایک بازار کے فوجی ہسپتال کے دروازوں پر چسپاں کرنیکے لئے لیبل (پٹیں) لکھنے کیلئے کہا۔ میں نے موم بتی کی روشنی میں بمشکل ذیل متعدد ورقوں پر تحریر کیا۔ پھر برش اور سرخی کی ہنڈیا لیکر میں نے بازار مذکور کے ان تمام مکانوں کے دروازوں پر جنکا مجھے پتہ بتایا گیا تھا اور جن پر پہلے ہی جھنڈا لہرا رہا تھا یہ لیبل چسپاں کر دیئے

+

یہہ مکان مریضان ہے۔

(بزبان فرنچ)

یہہ مکان تعداد میں بیس یا کچھ زیادہ تھے۔

اللہ اکبر جس شہر میں کبھی چار ہزار خانمان آرام و آسایش آباد تھے اب اسمیں قریب المرگ اور بیکس معدودے چند لوگ اور غالباً چار سو فاقہ کش بلغاری کنبوں کے سوا جو باقی سب چھوڑ کر چلے گئے تھے

اس سے بڑھ کر کوئی بربادی اور ویرانی قیاس میں نہیں آسکتی۔ اسکو خدا نے بھلا دیا تھا۔ اور وہ ویران و برباد ہو گیا تھا۔ ۹ر۔ دسمبر کی درمیانی رات کے پلیونا کو جولائی کے خوبصورت اور بارونق پلیونا سے وہی نسبت تھی۔ جو ایک پیرزال عورت کی بوسیدہ لاش کو ایک بہر پور نوجوان حسین دوشیزہ کے جسم سے ہو سکتی ہے۔ بازار سنسان اور تاریک پڑے تھے۔ کہیں کہیں کوئی خدا ہی خوار گرسنہ و زبوں کی طرح کسی کھانے کی چیز کی بو پر جانیکی فضول تلاش میں پھرتا نظر آتا یا کوئی عورت اپنی موٹی چادر میں لپٹی لپٹائی پرچھائیں کیطرح چشم زدن میں پاس ہو گذر جاتی۔ زمین آئینہ کیطرح چمک رہی تھی اور چھتیں سفید براق نظر آتی تھیں۔ درختوں پر برف کے قطرات جمے ہوئے تھے جو ہو بہو عالم نباتات کے غول بیابانی معلوم ہوتے تھے۔ مکان سنسان اور ویران۔ اکثر قدرے اور بعض بالکل منہدم۔ سیاہی ایسا سیاہ ابر سیہ۔ اور رات کی تاریکی پختہ دیواروں کی طرح مجھ پر سب طرف سے گھیرے ہوئی تھی۔ روشنی کی ایک واحد جھلملاہٹ یا کرن بھی کہیں دیتی تھی۔ صرف میری لالٹین ہی میرے ارد گرد کمزور و نزدیک و بے نور اور ٹمٹماتی ہوئی روشنی کا تنگ سا دائرہ بنا رہی تھی۔ اس شہر خموشاں میں میرے تن تنہا قدموں سے منجمد زمین دہات کی چادر کی طرح گونج پیدا کر رہی تھی۔ ادھر فوجی ہسپتالوں کے اندر سے بیماروں اور زخمیوں کے کراہنے کی آوازیں کبھی کبھی سنائی دیکر جراحت دل پر نمک پاشی کرنیکا کام دیجاتی تھیں۔ ان مہیب مشاہدوں کا اجتماعی اثر جو اس دنیا کی معلوم ہی نہیں ہوتا تھا مجھ پر ایسا گہرا پڑا کہ مدتوں تک محو نہ ہو سکا۔ دو دفعہ میں لاشوں پر ٹھوکر کھا کر گرا۔ جنکو دور کرنیکا آسان اور سریع طریقہ یہی سمجھا گیا تھا کہ انکو بدرو میں پھینک دیا جائے۔ بالکل تن تنہا دروازوں پر پہنچ لگاتے وقت میں نے کئی دفعہ بدن کو جھٹکا اور گوشت کو ٹھنڈی میں دبایا۔ کیونکہ یہ خوفناک نظارہ دیکھ کر مجھ کو خیال ہو جاتا تھا کہ یہ واقعی کیفیت نہیں بلکہ میں کوئی خواب پریشان دیکھ رہا ہوں۔ ہڈیا کی سیریشن تک سے بوسیدگی کی سخت کریہہ بو آرہی تھی اور دروازوں کے کواڑوں پر برش پھیرتے وقت مجھ بار بار یہی خیال گذرتا تھا کہ ایک وسیع و فراخ قبرستان میں اکیلا میں ہی زندہ ہوں اور قبروں کے سرہانہ کے پتھروں کی نامتناہی قطار در قطار پر کتبے لکھ رہا ہوں۔

اسوقت چھوٹے بڑے دلگیر اہمیت انگیزی اور ہیبت ناکی میں جو سب یکساں تھے) اس قدر واقعات حادث ہوئے تھے کہ سلطان المعظم کی پلیونا فوج کو اشتہا چیاں کنندہ کا کام دینے کی ہتوڑی سے عرصہ

میں مجھ دو باجوے ایسی پیش آئیں جو اگر معمولی اوقات میں کسی انسان کو پیش آتے تو مہینوں تک اُنکا مہیب اور رقت انگیز اثر اُس کے دل سے زائل نہ ہوتا لیکن عادی ہونیکی وجہ سے مجھ پر اُنکی چنداں پرواہ نہ تھی۔ ایک ہسپتال میں سخت شور و غل سُنکر میں اندر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ معمولی دیئے کی کمزور روشنی میں جو بہت دھواں چھوڑ رہا تھا چند بیمار زخمی کسی قدر تھوڑی سی نیم بوسیدہ کہانیکی چیز پر جو اتفاقیہ ایک الماری سے برآمد ہوگئی تھی آپس میں لڑ رہے تھے کسی کی ٹانگ یا پاؤں ندارد بعض کو بازو یا ہاتھ کٹے ہوئے۔ یا ہیبتناک خوفناک چاریوں سے شرسے ہوئے۔ یہہ سب اُس کہانیکے لئے جسوا سے پیارے ناظرین اگر آپکے کتے یا بلی کے سامنے بھی ڈالا جاتا تو وہ بھی اُسے اپنی بیعزتی اور ہتک سمجھتا۔ ہاتھوں ٹانگوں دانتوں ناخنوں اور گھونسوں سے ایک دوسرے کے دست گریبان ہو رہے تھے۔ میں نے آنکو ٹھنڈا کیا اور دو بدو دار خوراک مساوی حصّوں میں سب کو بانٹ دی۔ جو غول بیابانی اور بہوتوں کے مشابہ تھے اور اُن کی رہائش گاہ جہنم کا ایک حصّہ معلوم ہوتی تھی جب میں باہر جانے لگا تو ایک شخص نے جسکی ٹانگیں غتربود تھیں بورہے سے اُٹھکر مجھے پکڑ لیا۔ اور بالحاح درخواست کی کہ میں اُسے قطار کے کیمپ میں اُٹھا کر لیجاؤں۔ تاکہ وہ بھی فوج کے ہمراہ جاسکے۔ دوسرے مصیبت زدگان بھی خود رفتہ ہوکر اس دوزخ سے رہائی دلانے جانیکی استدعا کرنے لگ گئے۔ خوش قسمتی سے اُسوقت ایک خادم جو خود بھی ایک شفایاب سپاہی تھا اور مشکل رینگ سکتا تھا کمرہ میں پہونچگیا اور میں اُس جھپڑ کر باہر نکل گیا جب میں لیبل لگانے کا کام ختم کر چکا تو ایک تنگ کوچے کے راستہ جہاں تاریکی اپنے جوبن پر تھی قوناق کو واپس لوٹا میں اُس میں سے گذر رہا تھا کہ کسی شخص نے مجھ پر جھپٹ کر سر پش کی ہنڈیا میرے ہاتھ سے چھین لی۔ میرا قیاس ہے کہ اُس نے لالٹین کی روشنی سے جو ہنگامشتی میں میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی تھی ہنڈیا کو دیکھکر یہہ سمجھ لیا ہوگا کہ اسمیں کوئی کہانیکی چیز ہے۔ میں نے برش سے اُسکے منہ کی خوب گت بنائی جس پر وہ تھوکنے چیخنے اور قسمیں کھانے لگ گیا۔ اور اُسکا حلق بند ہوگیا اور بالآخر میں نے برش کو اُسکے حلق میں گھسیڑ دیا۔ اتنے میں اور لوگ بھی اُسکی مدد کو پہونچ گئے جنکی بولی سے اُنکا ملغاری ہونا معلوم ہوگیا۔ میں نے یہہ سوچ کر کہ حزم اور تحمل اندیشی ہی بہادری کا بہترین حصّہ ہے ہنڈیا کو اپنے نامعلوم اور تاریکی میں چھپے ہوئے حملآوروں کے قبضہ میں چھوڑ دیا کہ اپنی اشتہا کو خوب طمع سے رفع کرلیں اور خود جلد جلد قدم اُٹھا کر قوناق کیطرف چلدیا۔ وہاں پہونچکر میں نے چند افسروں اور شفایاب سپاہیوں کو مکاری کا غذا تا رسلہ کے پیکٹ

باندھنے میں مدد دی مجھ وقت ٹھیک یاد نہیں رہ گیا۔ تیاسًا لکھتا ہوں کہ دس اور گیارہ کے درمیان ہوگا
سات سپاہیوں سے بات چیت کرتے ہوئے مجھے اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ سپہر کو جسوقت میں اپنی پلٹن کی قطار لیکر
شہر کو چلا آرہا تھا گورنادو بنیک کی طرف دھواں دکھائی دینے سے یہ افواہ اڑ گئی کہ امدادی فوج قریب
پہونچگئی ہے۔ مگر پہلی افواہوں کی طرح آخر یہ بھی بے بنیاد ثابت ہوئی۔ بلکہ ممکن ہے شاید دسیوں ہی ہو گئے
دینے کیلئے عمدًا دھواں کر دیا ہو۔ اس موہوم سے مشیر اور طاہر پاشا میں اختلاف رائے ہو گیا تھا مشیر
ارادہ طابیہ میں تھا اور طاہر اُسوقت پر تو طابیہ میں تھا۔ مشیر کی رائے تھی کہ ان افواہوں کے باوجود حملہ مقررہ وقت پر
کیا جائے۔ طاہر مفروضہ امداد کا انتظار کرنیکے لیئے اور چوبیس گھنٹوں کا توقف کر دینا چاہتا تھا اسکے متعلق
دونوں میں تار برقی کے ذریعہ سے بحث ہوتی رہی تھی۔ آخر عثمان پاشا نے اپنی معمولی تحکمانہ مزاجی اور
تندی سے کام لیکر تار کو کٹوا دیا۔ اور اسطرح اس بحث کا خاتمہ کر دیا۔

ہم ابھی صندوقوں اور پولندوں کے باندھنے میں مصروف تھے کہ مشیر اور اُنکا اسٹاف گھوڑوں پر سوار آپہونچا
ایک سوار مشعل لئے ہوئے آگے آگے تھا اور سالونیکی مجاہدین کا ایک چھوٹا سا دستہ اردل میں تھا عثمان
قناق میں داخل ہو کر پاؤ گھنٹہ تک حسین بک گورنر بلیونا سے علیحدہ ہو کر باتیں کرتے رہے جب وہ باہر آئے
تو مشعل کی پوری روشنی سیدھی اُنکے چہرہ پر پڑی۔ میں نے ستمبر کی لڑائی سے بعد پہلے اُن کو دور سے نہیں
دیکھا تھا۔ اُنکا چہرہ پژمردہ ولاغر اور رخسار خشک ہو گئے ہوئے تھے۔ پیشانی پر گہرے شکن پڑے ہوئے
تھے اور آنکھوں کے نیچے جھکے انداز سے خفگی آمیز عزم بالجزم ٹپک رہا تھا نیلے حلقے بن گئے تھے۔ انہوں نے
میرے سلام کا جواب اپنی عادت کے مطابق سر کے اشارہ سے دیا۔ اُنکا یہ اشارہ سلام کی بجائے زیادہ تر جبین
بر جبین ہو کر جھڑکنے کے مشابہ ہوتا تھا۔ وہ شاید کوئی بات کرنی بھول گئے تھے۔ چنانچہ باہر جا کر پھر حسین بک کے
ہمراہ مکان کے اندر چلے گئے اور بڑے کمرہ میں میز کے پاس بیٹھ کر اُس پر کاغذوں میں باتیں کرنے لگ گئے
میں میز کے پرلے سرے پر اُن چند افسروں کے پاس جو کھڑے ہوئے تھے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور پھر بظاہر اپنی نوٹ بک
پر کچھ لکھنے کا بہانہ کر کے مشیر کی شبیہ پنسل سے اُتار لی جس کی نقل اس کتاب میں بھی دیدی گئی ہے جب وہ
سب کو اُسی طرح ترشروئی سے سلام کہہ کر اُٹھ کھڑے ہوئے تو ہم سب بازار تک اُنکے پیچھے پیچھے گئے۔ اتحاد
عثمانیہ کے مجاہدین کی ایک پیدل پلٹن کی ایک پیدل سڑک پر صف بستہ کھڑی تھی۔ ایک کمزور سا مینڈھا بھی
موجود تھا جس نے فوجی راگ سے سلامی اُتارنیکی افسردہ سی کوشش کی مشیر نے اپنے خوبصورت عربی گھوڑے

پر سوار ہوکر حسین بک کو الوداع کہا اور قوناق پر آخری نظر ڈال کر جو ہمیشہ کیلئے الوداع کہنے کے برابر تھی روانہ ہوگئے۔ اور شاف۔ اجل کے سوار اور مجاہدین بھی معہ گاڑی انکے پیچھے پیچھے ساتھ ہولئے۔

شیر اور اُن کے سٹاف کے افسروں نے رات پلیونا کے مغربی مقامات میں ایک کسان کی جھونپڑی میں بسر کی۔ شہر میں مستعد سپاہیوں میں سے اب صرف گورنر اور اُنکا ایک یا دو ماتحت۔ ایک ڈاکٹر جو ہسپتال رہنے کیلئے منتخب کیا گیا تھا اور میرے خیال میں جن ڈاکٹروں میں سے ایک تھا۔ اُنکو دو نائب و دو شفا یاب سپاہی بیمار کی خدمت و حفاظت کیلئے اور بیس افسر جنکو میری طرح آخری انتظام کے متعلق ابھی کچھ کچھ کرنا باقی تھا تھا رہگئے تھے۔ اُن افسروں کو اپنی اپنی پلٹنوں کو واپس جانیسے پہلے قوناق میں جمع ہونیکا حکم تھا۔ وہاں وہ سب آدھی رات سے پہلے پہونچ گئے اور ہم نے رات کا کھانا جس میں روٹی اور دلیا تھا ملکر کھایا۔ پھر اُن لوگوں سے جنہوں نے ہمیں پناہ دی تھی اور اُنہوں نے ہم کو بادل نخواستہ الوداع کہا۔ رخصت ہوکر ہم ایک جماعت میں قطار کے کمپ کو چلدیئے۔ آخری مکانوں کے پاس سے گذرتے وقت میں نے پلیونا کو آخری الوداع کہا۔

رات سخت تاریک تھی آسمان کی بجائے سروں سے تھوڑی دور اوپر ایک سخت چھت کو یا ایسی سیاہ پردی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ اور اُس سے برف کے چھوٹے چھوٹے پنجے بتسلگی گر رہے تھے۔ سردی منجمد ہونیکے درجہ سے چند دقیقہ نیچے کی تھی۔ ہم میں سے بعض کے پاس لالٹینیں تھیں۔ اُنکے بغیر راستہ چلنا محال تھا۔ گہاٹیوں پر غلیظ دھند چھائی تھی۔ ہوا سردی کے باوجود حواس کو منقبض کر رہی تھی۔ بلکہ جسموں کو بھی ثقیل اور بوجھل معلوم ہوتی تھی۔ آپس میں تھوڑی بہت جو گفتگو ہوئی وہ بھی دلوں کو خوش کرنیوالی نہ تھی۔ مزید برآں ہم سب ایک دوسرے سے بیگانہ اور کل کے نمونہ رستخیز معرکہ کے سوائے گفتگو کے لئے کوئی مشترک مضمون نہ رکھتے تھے یعنی اس استثنی کے سوائے اور کوئی ایسی بات نہ تھی جس سے ہم سب کو یکساں دلچسپی ہوتی۔ اور کل کے متعلق بھی ہماری بحث کمال مختصر تھی۔ جسکا خلاصہ ان لفظوں میں ہوسکتا ہے کہ ہماری بس ہوچکی۔ ہم سب کو کامیابی کے موہوم ہونے پر اتفاق تھا۔ اور اکثر کو کل اسوقت تک زندہ رہنے کی توقع نہ تھی۔ جب انسان کو کھیل تمام ہوجانیکا یقین ہوجائے تو پھر کل دلیلیں ایکطرف پھینک دیجاتی ہیں۔ یہی ہماری حالت تھی۔ ہم نے چپ چاپ اپنے ہی تاریک خیالات میں غرق رہتے ہوئے راستہ کو طے کیا۔

قطار کے کیمپ پر سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اکثر الاؤ بجھ گئے ہوئے تھے۔ ہم بسیول میں مختلف پلٹنوں سے تعلق رکھتے تھے۔ کیمپ میں ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ میں اور میرے بریگیڈ کے دو اور لفٹنٹ ایک میٹر کہ جھونپڑی کی طرف جسمیں شام کو تار گیا تھا چلے۔ یہ وہ سنگی پل اور جنوبی چوبی پل کے درمیان مساوی بُعد پر دریا کے کنارہ پر تھی۔ اور غالباً ابتدا میں کسی ماہیگیر کا جھونپڑہ یا کشتی رکھنے کا مکان تھی۔ ہم لوگ صبح کے ایک اور دو کے درمیان پہونچے۔ اُس میں لکڑی یا سامان کا نام تک نہیں رہگیا تھا۔ کل تختے اور کواڑ وغیرہ ایندھن تنکے ہوئے تھے۔ البتہ چھت قائم تھی۔ محافظ بریگیڈ کی افسر پہلے سے وہاں بسیرا کئے ہوئے تھے۔

میں نے گراں کوٹ کو اوڑھ لیا۔ اور طلوع فجر سے پہلے پلٹن کو جا ملنے کیلئے وقت پر بیدار ہو جانے کو حسن اتفاق پر چھوڑ کر چند گھنٹے آرام کرنیکو خالی زمین پر لیٹ گیا۔ دریا کی طرف کے دروازہ کے آگے چوبی چبوترہ تھا جسکو بوسیدہ تختوں پر ایک سنتری تن تنہا کلاک کے پینڈولم (لٹکن) کی طرح باقاعدگی کے ساتھ ٹہل رہا تھا۔ اور پانی چبوترہ مذکور کے ستونوں اور بلوں کو دھپیڑے مارتا ہوا گذر رہا تھا۔ جنکے ساتھ کبھی کبھی پانی پر تیرتا ہوا برف کا کوئی ٹکڑا بھی آٹکراتا تھا۔

دریا و اس موقعہ پر ایک سو گز چوڑا ہے۔

دریا کے قرب جوار میں ایسی گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی کہ اوّل ڈویژن کی کوئی چیز مجھے دکھائی نہ دی مگر جب میں لیٹ گیا۔ تو تھوڑی دیر بعد دونوں طرف سے پلٹنوں کے بڑھنے کی آہٹ سنائی دینے لگ گئی جسکا تانتا برابر پانچ بجے صبح تک لگا رہا۔ میں تکان سے نیم جان ہو رہا تھا۔ مگر طبیعت کی بیحد افسردگی نے نیند حرام کر دی تھی۔ اوّل ڈویژن کے دو بریگیڈ سنگی پل سے اور ایک بریگیڈ چوبی پل سے گذرا۔ تھوڑی تھوڑی دیر کیلئے بے آرامی کے ساتھ میری آنکھ لگتی رہی۔ جب سردی کی شدت یا خواب ہائے پریشان سے جو دماغی تردد و انتشار سے آتے رہے آنکھیں کھلجاتیں تو فوج کی یکساں اور یک سری بعیدی آہٹ سے میں بالکل بیدار ہو جاتا۔ کبھی کبھی سخت زمین پر کسی اچھلتی کودتی گھوڑوں کے سمونکی ٹاپ اور بعض اوقات دبی آواز میں دیئے جاتے احکام کی آواز بھی سنائی دیجاتی مگر اس سے ان ہزاروں آدمیوں کی مسلسل آہٹ میں جو شخص واحد کے اٹل ارادہ کے غلام بنے ہوئے موت کا جام پینے کے لئے خوشی خوشی سے بڑھے چلے جا رہے تھے کوئی فرق نہ پڑتا۔

اس رات کسی فریق نے گولہ باری نہ کی۔

پانچ بجے سے تھوڑی دیر بعد میں ایک عجیب ڈراؤنی خواب سے چونک کر بیدار ہو گیا۔ میں نے خواب دیکھا کہ کوئی نہایت ہی مہیب خوفناک اور دہشت انگیز غول یا بھوت دروازہ میں سے داخل ہونے کی کوشش کر رہا ہے جس چیز نے مجھ کو ایسا ڈرا دیا تھا کہ میرا بدن سر سے پیر تک سراسیمہ ہو گیا۔ اور اس پر لرزہ طاری ہو گیا، وہ دراصل سنتری کے قدموں کی آہٹ تھی۔ جب ہوش و حواس قائم ہوئے تو میں نے دیکھا کہ اب پلٹنوں کے کوچ کی کوئی آواز سنائی نہیں دیتی اور بالکل خاموشی چھا رہی ہے۔ مگر تھوڑی دیر بعد پہیوں کی آواز آنے لگ گئی جس پر میرا ایک ساتھی جو نیز میری طرح کان لگائے سن رہا تھا پکار اٹھا "قطار نے حرکت شروع کر دی ہے"۔ میں نے دیا سلائی روشن کی تو معلوم ہوا کہ محافظ بریگیڈ کے افسر چلے گئے ہوئے ہیں ہم اٹھ بیٹھے اور تاریکی میں ہی جلد جلد چند بکٹیں چبا کر باہر نکل گئے۔ سردی سخت اور رات کمال تاریک تھی۔ میرے ایک ساتھی کے پاس لالٹین تھی۔ مگر اسکی روشنی غلیظ دھند میں جو دریا پر پھیلی ہوئی تھی بالکل بے نور اور جیلا و اسان معلوم ہوتی تھی۔ اتنے میں ہمیں چند قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ وہ ایک چھوٹا سا دستہ تھا جو مشعل کی روشنی سے دریا کے کنارہ کے سنتریوں کو جمع کر رہا تھا۔ دستہ کے کمانڈر کارپورل سے مجھے معلوم ہوا کہ اول ڈویژن بخیریت تمام کمال باقاعدگی کے ساتھ دریا سے گذر گیا ہے اور اب قطار باحسن طریق گذر رہی ہے۔ ہم دریا کے کنارہ کنارہ شمال کی طرف چلے۔ قدم قدم ہمیں پانی میں گرنیکا خطرہ تھا۔ زمین اتنی پھسلنی اور تاریکی ایسی تھی کہ ہاتھ پسارا دکھائی نہیں دیتا تھا۔ جنوبی چوبی پل کے پاس سے گذر کر ہم ایک بڑے الاؤ کی روشنی کے دائرہ میں پہونچ گئے۔ اس روشنی سے ہمیں چیختی ہوئی گاڑیوں اور خوب لدے ہوئے گھوڑوں کی بظاہر ناقابل اختتام قطار سے گذرتی ہوئی دکھائی دی۔ ہم گاڑیوں کے بھول بھلیاں سے مشکل گذر کر اس پگڈنڈی پر جو دریا کے خم کے سر سے خشکی کو ہو جاتی ہے چڑھ گئے۔ اور تاریکی میں بار بار راستہ سے اتر جانیکی تکلیف کے سوائے اور سب طرح بخیریت اوپانتز پل پر پہونچ گئے۔ وہاں ایک سنتری نے ہمیں آواز دی جس پر ہم نے اپنی اپنی پلٹنوں کا پتہ دریافت کیا۔ میری پلٹن خوش قسمتی سے چند ہی گز کے فاصلہ پر تھی۔ میں ساتھیوں سے سلام دعا کر کے اپنے میجر کے پاس حاضر ہوا۔ اور پھر سیمیو تراب سے دو دو باتیں کر کے اپنی کمپنی کی کمان لی۔ میری پلٹن آدھی رات کو منزل مقصود پر پہونچکر اس موقعہ پر جہاں میں نے شب باش ہوئی تھی میرے

چلی آنیکے بعد کوئی قابل ذکر امر اسکے پیش آیا تھا۔

اب تقریباً ساڑھے چھ کا عمل تھا۔ پاؤں گھنٹہ بعد ہمارے کرنیل کا ظم بک نے گھوڑے پر سوار آکر ہم سے کچھ گفتگو کی جس پر کمپنیوں کے کالموں میں صف بستہ ہو جانیکا حکم دیا گیا۔ اور اسکے بعد آگے بڑھنے کا ابھی تک بالکل اندھیرا تھا چند آدمی لالٹینیں لیکر آگے آگے ہوئے۔ اور ہم کشتی کے پل جنباں سے جو ہماری قدموں کے تلے تھر تھراتا اور چیختا رہا دریا عبور کر گئے۔ ہمارے پیچھے ہماری رجمنٹ کی ایک اور پلٹن اور ایک باٹری گذری۔

بائیں کنارہ پہونچکر ہم پل کے سیرے پاس ٹھہرے ہوکر پو پھٹنے کا انتظار کرتے رہے جب ہماری مٹھیڑ کیطرف مشرق میں ۱۰ر دسمبر کے قابل یادگار اور معرکہ خیز دوشنبہ کی پہلی چمک نے سخت تاریک دھند کو بھی سی رنگت کا کر دیا جس سے قریب قریب کی چیزیں بھوتوں کی طرح عدم سے وجود میں آکر بتدریج دکھائی دینے لگ گئیں تو ہم اپنی اپنی جگہ پر قائم ہو گئے۔ ایک پلٹن نے شمال کیطرف رخ کر لیا جسکا دایاں بازو (یمینہ) لب دریا پر ختم ہوتا تھا۔ اور دوسری (یعنی میری) مغرب رو یہ ہو گئی جسکا بایاں بازو (میسرہ) اوّل ڈویژن کے انتہائی دائیں سرے سے جو دریا کو اقرار دادہ تجویز کے مطابق حملہ کیلئے اپنے اپنے موقع پر صف بستہ ہو گیا تھا مل گیا۔ اور چونکہ میں اس زاویہ قائمہ پر قائم ہو گئیں جو دونوں پلٹنوں کی صف آرائی سے بنگیا تھا حملہ کے شروع ہونے سے پہلے دوسری پلٹن کے سپاہی بائیں ہاتھ پلٹ گئے جس سے انکا رخ مغرب اور نیز ہماری جانب ہو گیا۔ اسکے سوائے انکی وضع میں اور کوئی تغیر نہ ہوا۔ اور اسی ترتیب سے آگے بڑھکر ہم اوّل ڈویژن کے حملہ میں شریک ہوئے۔

میری کمپنی پلٹن کے میسرہ پر تھی جس سے میں اوّل ڈویژن کے قریب ہو گیا۔ میں اپنے دونوں دستوں کو متوازی صفوں میں کھڑا کیا۔ سیمور کا دستہ سکرمشروں کی صف میں آگے اور نراب کا دستہ مصافی صف میں پیچھے تھا۔ جب روشنی زیادہ تیز ہو گئی اور نظر دور تک کام کرنے لگ گئی تو میں نے دیکھا کہ اوّل ڈویژن کی صف حملہ آور میرے بائیں طرف دور تک اپنی پھیلی ہوئی ہے ڈویژن مذکور کا انتہائی دایاں سر مجھ سے پچاس گز سے زیادہ فاصلہ پر نہ تھا۔

جو ہلکی دھند ہو گئی تھی اور دن چڑھنے پر دھند بھی بتدریج دور ہو گئی تھی۔ مگر سورج سارا دن چھپا رہا اور حملہ کیوقت ایک لمحہ کیلئے بھی دھوپ نہ چمکی۔ پارہ منجمد ہونیکے درجہ سے ایک دو فیصلے اوپر چڑھ گیا تھا

اور سڑکوں اور راستوں پر حملہ آور پلٹنوں کے قدموں سے تھوڑی ہی دیر میں برف کیچڑ کی شکل میں بدل گئی تھی۔

دسمبر کے دور ہوتے جانے پر اول دوئین کی لمبی سیدھی صف کا بتدریج نظر آتے جانا اور حد نظر پھیلے ہوئے ہونا عجب شاندار نظارہ تھا۔ بارہ پلٹنیں پہلی صف میں تھیں جن سے تھوڑی دور آگے بارہ کمپنیاں سکرمشروں کی تھیں۔ بارہ پلٹنیں ایک سو گز پیچھے دوسری صف میں تھیں اور چھپوں باتریاں یہی اسی صف میں منقسم تھیں۔ ہر ایک شخص اپنی اپنی جگہ قائم پیشقدمی کے حکم کا منتظر۔ ہر ایک کمپنی بہ ترتیب کامل کہ جس پر کوئی حرف نہیں دھرا جا سکتا تھا۔ اور کل مجموعہ شاندار فولادی صفوف جنگ میں ہمہ تن تیار کھڑا تھا۔ ٹرکی اپنی اول دوئین کی ان چوبیس آزمودہ کار اور بہادر پلٹنوں سے بڑھکر شاندار نپلیونا کے آخری معرکہ میں شریک ہوئیں کبھی کوئی فوج میدان جنگ میں نہیں لا سکی۔ نہ ہی کبھی ویسا شاندار نظارہ اسکی کوئی فوج دکھا سکی ہے۔ گراں کولاہوں کے سر ٹوپ فسوان۔ (ترکی ٹوپیوں) پر پڑے ہوئے اور انکی نوکیں اوپر کو نکلی ہوئیں سپاہیوں کی عجیب و غریب ہیئت بنائے ہوئے تھے اور تلوار نما سنگینوں کی درخشاں قطاروں کے مقابلہ پر چمکتے فولادی پہلوؤں پر برف آلود آسمان کی خاکی بالی ہوئی رنگت کا عکس پڑ رہا تھا عجب تماشہ دکھا رہے تھے۔

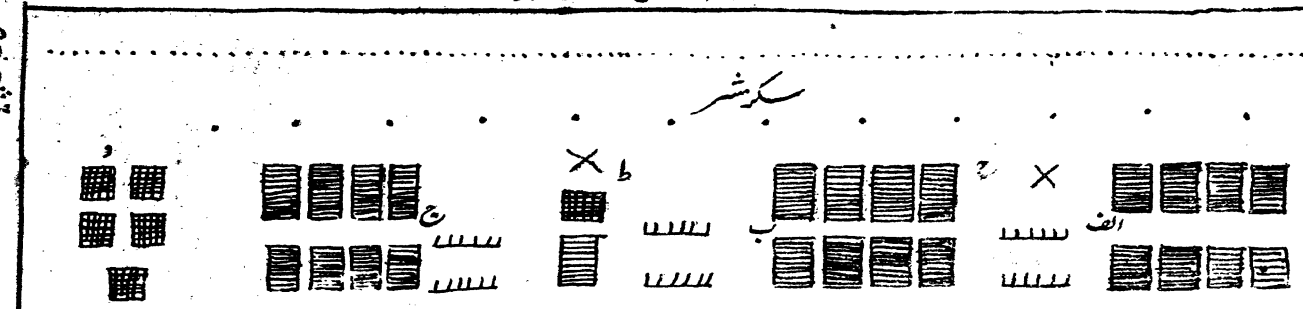
جب یہ خیال آتا تھا کہ یہ کل ہزاروں بہادر ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے اور ایک ہی خواہش رکھتے ہیں کہ یا کر دکھائیں گے یا فنا ہو جائینگے۔ تو طبیعت خود بخود شگفتہ ہو جاتی تھی سب کا یہی خیال تھا کہ یہ ہمارا آخری چارہ۔ آخری معرکہ آرائی۔ آخری داؤ اور آخری جان توڑ کوشش ہے اسکے بعد خواہ کچھ ظہور میں آئے۔ ہم تو اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے ہونگے۔ اس نورانی متبرک چنگاری نے جو انسان کے سینہ میں ودیعت ہے اور جسے عام طور پر امید کہتے ہیں ہمیں ایسا سرشار بنا دیا تھا کہ ہم افسر تک بھی جو حقیقت الحال سے سپاہیوں کی نسبت بہتر واقف تھے اس عظیم الشوکت اور پر جلال صف کو دیکھ کر تمام شک و شبہات اور بد فالیوں کو بھول گئے اور قبل از وقت ہی اپنے دلوں میں فتح کے مزے لوٹنے لگ گئے۔

صبح کے اجزا میں سے منحوس اور ڈراؤنے وسوسے جو ہمارے اور آسنادی کے درمیان سد سکندری کی طرح حائل تھے یہ سامنے دکھائی دینے لگ گئے۔ ان سے پرے جو غبار آلود فضا نظر آتی تھی وہی اس جان توڑ اور جانگداز معرکہ و محاربہ کا جو عنقریب شروع ہونیوالا تھا مدعا و مقصود تھی۔ وہاں پہونچ جانا آسان تھا

کے مراوف تھا۔

ملک اور ناموس عسکری ایک آخری شاندار قربانی کے متقاضی تھے اور گو ہم اسکے دونوں پہلوؤں سے بخوبی واقف تھے۔ ہم نے بڑی خوشی سے اس قربانی کا بیڑہ اٹھانا منظور کر لیا۔ ہم جانتے تھے کہ یا تو فتح پائی اور وہ فتح ایسی ہوگی جسکی تاریخ عالم میں کوئی نظیر نہیں ملیگی۔ یا بالکل فنا ہو گئے۔ ان دونوں کے سوائے کوئی تیسری صورت ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ ہم اپنے جہازوں کو جلا کر خشکی میں بڑھے تھے یعنی پلیپونا خالی کر آئے اور اپنا کیمپ اور اپنے موجیں مارتے جہاز آئے تھے۔

۱۷ دسمبر ۱۹۱۲ء کی لڑائی میں ترکی فوج حملہ آور کی ترتیب



الف	اول بریگیڈ اول ڈویژن	۸- پلٹنیں	.....	۱۲ توپیں
ب	دوم بریگیڈ اول ڈویژن	۸- پلٹنیں	.....	۱۲ - توپیں
ج	سوم بریگیڈ اول ڈویژن	۸- پلٹنیں	.....	۱۲- توپیں
د	نظامیہ کیولری	.....	۵- رسالے	.....
ہ	دوم ڈویژن سے	۲- پلٹنیں	۲- رسالے	۶ توپیں
و	سالونیکی مجاہدین	.....	۳- رسالے	.....
ز	محافظ بریگیڈ سے	۲ پلٹنیں	.....	۶ توپیں
ح	طاہر پاشا اور انکا اسٹاف	.....	.....	.....
ط	عثمان پاشا، انکا اسٹاف اور ارادل کی فوج	۱ پلٹن	۱- رسالہ	.....
	کالم کی کل جمعیت	۲۹- پلٹنیں	۱۱- رسالے	۴۸- توپیں

باب چہاردھم

پلیونا کی چوتھی لڑائی - ۱۰ر دسمبر ۱۸۷۷ء

جب صبح کی بے نور اور پھیکی سے روشنی میرے گرد و پیش کل علاقہ پر جسے ہرستان نے بیروق بنا رکھا تھا پھیل گئی تو میں نے اسوقت کی سینری کی جزئیات کو ذہن نشین کر لیا۔ میرے سامنے ہموار بے شجر صاف اور بتدریج اٹھتا ہوا میدان تھا اور اس پر دو گاؤں تھے۔ ایک ڈولنا نشر و یولی اڑھائی میل کے فاصلہ پر بجانب راست (شمال مغرب کو) ڈھلاؤ کے وسط میں اور دوسرا گورنا نشر و یولی چار میل کے فاصلہ پر مغرب کو چوٹی پر تھا۔ قریب ترین روسی مورچے تین ہزار گز کے فاصلہ پر سامنے کھڑے تھے۔ انکی پہلی قطار میں چھوٹے چھوٹے مٹی کے دمدمے تھے۔ اور انسے پانچسو گز پیچھے نسبتاً بلند سطح پر بڑے مورچے تھے۔ میری دائیں طرف دریا کی پیوکر شاخ تھی اور بائیں جانب وسیع میدان۔ جو دریا کی وادی کے کنارہ (بجانب جنوب مغرب) تا بہ افق پھیلا ہوا تھا۔ اور جہاں سڑک کا شوخ خط اس میں سے گذر رہا تھا۔ میرے سامنے اوپانتز کی کشتیوں کے پل سے پرے وہ مثلث نما چھوٹی سی گہائی تھی جس میں سے دریا گریوتزا بہتا ہے۔ اس دریا کا وادی سے مقام اتصال اس مقام سے جہاں میں کھڑا تھا بمشکل تین سو گز کے فاصلہ پر بجانب مشرق تھا۔ وادی گریوتزا کے دونوں طرف بلند اور عمودی پہاڑیاں تھیں۔ جو پلیونا کے شہر اور ہمارے سابقہ کیمپ کو میری نظر سے چھپائے ہوئے تھیں۔ دریا کو اس طرف جدھر کو وہ بہتا آتا ہے دیکھنے سے مجھے جنوبی چوبی پل اور پیمانگی پل جن پر سے گاڑیاں اور بارکش گھوڑے مسلسل گذر رہے تھے دکھائی دیسکتے تھے۔

یہ میری پہلی اور آخری لڑائی تھی جو میدان پر ہوئی جن معرکوں میں میں پہلے شریک ہوا تھا وہ پہاڑیوں اور گھاٹیوں کی محدود و تنگ حدود میں ہوئے تھے۔

مشیر کی تجویز کے مطابق قطار طلوع فجر تک دریا سے گذر جانی چاہیئے تھی۔ مگر ایسے موقعوں پر توقف ہونے اور وقفے پڑنے لابدی ہوتے ہیں جسوقت آخری گاڑی گذری اسوقت نو کا عمل تھا۔ نویجی کل پہلا ڈویژن۔ محافظ بریگیڈ اور قطار بائیں کنارہ پر تھی۔ اور ہماری دو پلٹنوں کے سوار دوم ڈویژن بائیں کنارہ پر تھا۔ ان چھ توپوں کے سوا جو میری پلٹن کے ساتھ تھیں آخر الذکر ڈویژن کی پانچوں بارنیاں بائیں کنارہ کے ڈھلاؤں پر نصب تھیں جنہوں نے نویجی سے تھوڑی ہی دیر بعد

غنیم کے سامنے کے مورچوں پر شیل پھینکنے شروع کر دیئے۔ روسیوں نے سامنے کے مورچوں اور نیز ڈولنا دوبنیک کے قریب کی باتریوں سے جواب دیا۔

ساڑھے نو بجے ہمارے بگلچیوں نے "پیشقدمی" کا حکم سنایا۔ جس پر کل صف نے جو دو میل لمبی تھی کالم میں بڑھنا شروع کیا۔ کرنیل ہیری پلٹن کے آگے ہو گیا۔ ہم پہلے ڈویژن کی صف اول کے برابر برابر قدم اٹھائے گئے۔ میں پہلے دستہ میں اور سیمور میرے بازو پر تھا۔ تراب اور اسکا دستہ تیس گز پیچھے تھے۔ جس پرجوشی اور تیز قدمی کے ساتھ فوج دشمن کے مورچوں پر بڑھی جا رہی تھی۔ اس سے نصف شاندار رہی میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی۔ سپاہی کھڑے ہونے کے بغیر چلتے چلتے آتشباری کرتے جاتے تھے۔ اور خوش الحان عربی جملہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" بار بار پڑھتے جاتے تھے۔ یہ نعرہ پلٹن پلٹن پھیل گیا۔ اور حملہ آور بریگیڈوں کی زبان سے قدم بقدم اس جملہ کا ایک ایک جوڑ نکلتا۔ بالآخر دس ہزار حلقوں نے یکزبان ہو کر بخلوص و خشوع نعرہ مناجات بلند کیا جسکا غلغلہ فضائے آسمان تک پہنچ گیا ہوگا۔ ہم نے ناقابل اعتبار ہموار سے عرصہ میں درمیانی میدان کا تین چوتھائی حصہ طے کر لیا۔ روسی انفنٹری کی آتشباری نے ہماری صف میں کئی گہرے خنچ کر دیئے۔ یہ آتشباری ایسی سخت تھی کہ کل اول ڈویژن اور اسکے ساتھ ہم بھی آخر یکلخت رک گئے۔ اور پہلی صف کے سپاہی پیٹ کے بل زمین پر لیٹ گئے۔ اسوقت اول ڈویژن میں کچھ بنا انتظام کیا گیا۔ مگر بارود کا دھواں ایسا غلیظ تھا کہ میں اچھی طرح سے نہ دیکھ سکا کیا کیا گیا ہے۔ میجر زین سوار میرے پاس آیا۔ اور اس کے حکم سے میں نے تراب کے دستہ کو اتنا آگے بڑھا دیا کہ وہ پہلے دستہ سے چالیس فیٹ پیچھے رہا۔ اس انتظام سے اور نیز زمین کے ہموار ہونے سے کمپنی خوب قابو میں رہی۔

دینولا گولہ باری ایسی تیز ہو گئی تھی کہ کان پھٹے جاتے تھے۔ اول ڈویژن کی چھپیوں باتریاں قابل تعریف باقاعدگی سے پھیل گئیں اور تھوڑی ہی دیر میں ہماری ۸۸ توپوں میں سے ہر ایک سامنے کے روسی مورچوں پر گولہ باری کر رہی تھی۔ قطار میں غنیم کے کئی گولے پھٹے۔ اور بیچ بادل طپاں دیکھا کہ ان سے گاڑیونکی لمبی قطاروں میں کھلبلی پڑ گئی ہے

دس منٹ کے وقفہ کے بعد اول ڈویژن کے بگلوں نے "ہلہ" کا حکم سنایا۔ سپاہی قدموں کے بل کھڑے ہو گئے اور نعرہ جنگ بلند کر کے ہم سیدھے قریب ترین خندق کو دوڑ پڑے۔ غنیم نے ہلکا سا آتشباری سے ہماری مشایعت کی۔ جس سے میرے پہلے دستہ کے آدھے آدمی فرش خاک پر لیٹ گئے۔

اتنے میں مجھے اچانک معلوم ہوا کہ میرے بازو پر جگہ خالی ہو گئی ہے۔ پھر اتو کیا دیکھتا ہوں کہ جیک سینیہ پر ہاتھ رکھے زمین پر تڑپ رہا ہے اور اُسکی انگلیوں میں سے جو انتڑی جا رہی تھیں سیاہ خون کی دھار بہہ رہی ہے مجھے کھڑا اور پھر تا دیکھ کر اُس نے ایک ہاتھ میری طرف بڑھایا۔ اُسکی آنکھیں کچھ ایسی حسرت بھری نگاہ سے تک رہی تھیں کہ میں امید کرتا ہوں کہ خدا مجھے ویسی نگاہ پھر کبھی نہ دکھلائیگا۔ یہ سب کچھ اتنے لمحوں میں وقوع میں آیا کہ ناظرین اتنے عرصہ میں اس فقرہ کو پڑھ بھی نہ سکے ہونگے۔ دستہ کا پہلا دستہ میرے بغیر ہی آگے بڑھ گیا تھا اور دوسرا دستہ اُسجگہ پہونچگیا تھا جسکی ریل میں میں ہی آگ چل پڑا۔ اتنے میں میرے کان میں آواز بلند کہا "خدا اُسے مغفرت کرے"۔ اور میرے بازو کو زور سے پکڑ لیا۔ میں نے پھر دوبارہ لوٹ کر دیکھا۔ مگر میرے مرتے ہوئے دوست اور میرے درمیان دھواں حایل ہو گیا تھا۔ اُسوقت میں نے اپنے دل سے کہا "اُسکی عمر تمام ہو گئی"۔ ایسی کاری زخم سے انسان چند منٹوں سے زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہ کہتے ہی میں دوڑ کر پہلے دستہ میں پہونچ گیا۔ میرا دماغ اُسوقت طرح طرح کے جگر شگاف خیالات سے چکر کھا رہا تھا۔ ہم نے چشم زدن میں پہلی خندق لیلی۔ پھر دوسری پھر تیسری اور پیشتر اسکے کہ ہمیں اِسبات کا علم ہو کہ ہم کیا کرنے لگے ہیں۔ ہم کاٹتے۔ مارتے۔ سنگینیں چھوتے۔ اور تلواریں ریوالور۔ بندوقوں کے کندے اور سنگینیں استعمال کرتے وسی توپوں کے سر پر پہونچگئے۔ اُدھر ہمارے سروں پر دونوں طرف سے بڑے بڑے اولوں کی جنھی بوچھار کیطرح بیشمار گولے فراٹے بھرتے گذر رہے تھے جنمیں سے ہر ایک کے ساتھ سنسناتے ہوئے سفید دھوئیں کا دم چھلا لگا ہوا ہوتا تھا۔ چوطرفہ سخت گڑبڑ ہو رہی تھی۔ دشمنوں میں کوئی تمیز نہیں ہو سکتی تھی دشمن کون ہے اور دوست کون ہے۔ شور و غل سے کان بہرے ہو رہے تھے جب سپاہیوں کا حوصلہ بڑھانیکو میں پکارتا تو مجھے خود ہی اپنی آواز سنائی نہ دیتی۔ یہ سماں بعینہٖ ایسا تھا کہ گویا دیوانہ چڑیلیں جشن منا رہی ہیں۔ انسانوں کا یہ کل جم غفیر جوش و غضب سے خود رفتہ اور دیوانہ ہو رہا تھا۔ اُسوقت کی کیفیت بیان کرنا تو درکنار تصور میں نہیں آسکتی۔

میرے سپاہی اپنی ہی پلٹن کی ایک اور کمپنی اور اول ڈویژن کے انتہائی بہنہ کے دستوں سمیت آٹھ توپوں کی ایک رسی باتری کے اندر پہونچگئے ہوئے تھے غنیم کے گولنداز اپنے دہشت زدہ اور ہراساں گھوڑوں کو نکال لائے اور پانچ توپوں کو ہٹا لیجانے میں کامیاب ہو گئے۔ دو توپیں گرینیڈیر ہاتھوں سے کھینچ کر لیگئے ایک توپ ہمارے قبضہ میں رہی۔ ہم نے تعاقب کیا تو ٹی کی مہوٹر پر توپوں کے بھول بھلیاں میں پھنس گئے جہاں سے

ہر ایک لڑنے کے بعد فتح کیگئی۔ بالآخر میداں روسیوں سے بالکل صاف ہوگیا اور اُنکی پہلی قطار کو وہ تمام موچے جو حملہ آور فوج کی صف کے مقابل تھے ہمارے قبضہ میں آگئے۔ وہاں سے پانچسو گز پرے موچوں کی دوسری قطار تھی جو پہلوں سے زبردست اور زیادہ مضبوط تھے۔

میں نے اپنے آدمی جمع کئے۔ اور اُن کو تعداد میں ساٹھ پایا۔ تراب کو نہ دیکھکر میں نے اُسکی بابت دریافت کیا تو اُسکے دستہ کے کارپورل نے چپ چاپ ہاتھ سے ایک بیجان لوتھ کی طرف اشارہ کردیا۔ جو چند گز کے فاصلہ پر خون کے تالاب میں پڑی ہوئی تھی۔ وہ تراب کی لاش تھی۔ جو منہ کے بل پڑا ہوا تھا۔ ریوالور کی گولی کا زخم سر میں اور تلوار کا گہاؤ کندھے پر تھا۔ افسوس دونوں رفیق جو آٹھ ماہ تک رنج و راحت میں شریک رہے تھے آٹھ منٹوں سے کم عرصہ میں مجھ سے ہمیشہ کیلئے جدا ہوگئے۔ مگر اُسوقت مجھے اُنکی وفات پر اسلئے افسوس ہوا تھا کہ میں نے حالت موجودہ کے خطرات کو پوری طرح سے نہیں سمجھا تھا۔ اُسی دن بعد میں جب میری آنکھیں کھلیں اور میں نے اپنی حالت پر غور کیا تو مجھے اُن پر رشک آگیا۔ وہ نہایت شاندار اور کمال عزت کی موت جو انسان کو نصیب ہوسکتی ہے فوت ہوئے تھے اور دونوں روسیجانب دشمن شہید ہوئے تھے۔ میرا خیال ہے کہ آدھ گھنٹہ گذرنے کے بعد روسیوں نے بالمقابل حملہ کیا تھا۔ اس اثنار میں ہماری دونوں پلٹنیں روسی موچوں میں موقعہ بموقعہ قائم ہوگئی تھیں اور اُنہوں نے موچوں کے دروازوں کو گاڑیوں۔ اسباب اور لاشوں سے بند کرکے اُنکی حفاظت کا ضروری انتظام کرلیا تھا۔ ہمارا میمنہ بھی غیر محفوظ نہیں رہنے دیا گیا تھا اُس طرف دوسری پلٹن عین وقت پر شمال کو رُخ کرکے قائم ہوگئی تھی۔ کیونکہ ہم نے اُس طرف دشمن کی فوج کو نقل و حرکت کرتے دیکھ لیا تھا۔ توپیں دمدموں کے پیچھے نصب کردیگئی تھیں اور اُنہوں نے دشمن کے سامنے کے موچوں پر شیل پھینکنے شروع کردیئے تھے۔ روسی توپ شیل کا ایک ٹکڑا لگنے سے بیکار ہوگئی تھی۔ اُسی ہم نے پشتہ پر سے نیچے دھکیل دیکر بالکل توڑ پھوڑ دیا۔

ہم اُسوقت دوم ڈویژن کے آملنے کیلئے سخت بیکل ہو رہے تھے۔ اُوسمسیر کی تحریر کے مطابق ۱۱ بجے دریا عبور کرآنا چاہئے تھا۔ اُسوقت تک اس ڈویژن سے صرف میری پلٹن اور ایک وہ جو ہماری میمنہ پر تھی دریا سے گذری تھی ہم نے ڈویژن مذکور کو بیفائدہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ وہ تو کہیں نظر نہ آیا۔ گردا گرد کنارہ پر لڑائی کی علامتیں دکھائی دیں جن سے ثابت ہوگیا کہ غنیم ہمارے عقب پر حملہ آور ہوگیا ہے اور اصل معاملہ یہی تھا کہ اُوس وقت تک پلیونا اور ہمارے سابقہ کیمپ کا حصہ کثیر دشمن

کے قبضہ میں ہوگیا تھا۔

میں اپنی کھڑے ہونیکی جگہ سے یہ نہیں دیکھ سکتا تھا کہ اول ذوینان میں کیا ہوا ہے۔ البتہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اُسکے قلب اور میسپر پر لڑائی بلا توقف جاری ہے۔

اپنی کمپنی میں اب میں ہی ایک افسر باقی رہگیا تھا اور اُسکے سات سو میں سے بقال کے علاوہ جسنے ایک اور کمپنی کا جسکا تمام افسر ہلاک ہوگئے تھے کمانڈ بنا دیا تھا صرف دو زندہ تھے میں نے مکرر انتظام کرکے تیس تیس سپاہیوں کے دو دستے بنائے اور اُنکو کارپورلوں کے ماتحت کردیا۔ ایک دستہ کو پیچھے روسی مددوں کے عقب میں مغرب کو مُنہ کرکے یعنی بڑے روسی موچنی کی جانب متعین کیا گیا۔ اور دوسرا بطور ریزرو کچی جھونپڑیوں میں رہا۔

میں نے تراب کی آنکھوں کو بند اور اُسکے سر کو ہاتھ سے آخری مصافحہ کرکے اُسے گراں کوٹ سے ڈھانپ دیا۔ میں نے ظالم قسمت کو اُسوقت سخت تبرے بھیجے کہ اُس نے مجھ سے اپنے عزیز ترین دوست کی اُسی طرح خدمت کرنیکی مہلت نہ دی۔ مگر اُسوقت اُسکی لاش مجھ سے ایک میل کے فاصلہ پر تھی۔ اُسکا خوبصورت چہرہ مجھے پھر نہ دکھائی دیا۔ میں مبہوت سا ہو رہا تھا۔ اور کچھ اندازہ نہیں کرسکتا تھا کہ ان دو دوستوں کے چلے جانے سے مجھے کس قدر نقصان پہونچا ہے۔

مجھے زمین پر ایک چھوٹی سی کتاب پڑی ہوئی دکھائی دی میں نے اُسے اُٹھا لیا۔ وہ روسی زبان میں تھی اور اُسکی جلد بہت خوشنما تھی۔ اُسکے خالی صفحہ پر روسی زبان میں بخط طغرا کچھ لکھا ہوا تھا۔ میں نے اُسے بے دھیان جیب میں ڈال لیا۔ یہاں تک تو ہم فتحیاب ہو رہے تھے۔ مگر مشکل ترین کام ابھی بدستور قائم تھے۔ روسیوں کے زبردست اور بہادر موچی ابھی سامنے کھڑے تھے۔

میرے سپاہی سخت تکان زدہ ہوگئے تھے۔ وہ کارتوسوں بسکٹوں اور اوزاروں سے اسقدر لدے ہوئے تھے کہ معمولی بوجھ سے ہر ایک ۲۰ سیر زیادہ وزن اُٹھائے ہوئے تھا۔ اور چار ہفتوں مسلسل فاقہ کشی سے وہ ایسے کمزور اور نڈھال ہو رہے تھے کہ فتح کے ابتدائی جوش اور خوشی کے ختم ہوتے ہی اُنکی کامل بے بسی اور درماندگی ظاہر ہوگئی۔ امید بھر سے اُنکے دلوں سے کافور ہوگئی تھی اُسی لحظہ سے مجھے کھیل کے تمام ہوجانیکا یقین ہوگیا۔ واقعات مابعد مجھے درست طور پر یاد نہیں رہگئے جہانتک میرا حافظہ کام دیسکتا ہے مجھے یاد پڑتا ہے کہ ۱۱ بجے روسیوں نے ہمارے مہینہ پر اور پاؤ گھنٹہ بعد ہماری سامنے کی صف

پر بھی حملہ کر دیا سخت نقصان اُٹھانیکے باوجود ہم ایک گھنٹہ سے زیادہ اپنی اپنی جگہ پر قائم رہے میری کمپنی میں دس اور ہلاک ہوئے جس سے میرے پاس صرف پچاس سپاہی رہگئے۔ دوسری پلٹن کو ہماری پلٹن سے بھی زیادہ نقصان پہونچا۔ اُس پر دسی اور رومانوی انفنٹری نے پے در پے تین سخت حملے کئے تھے میرا خیال ہے کہ اُس پلٹن کے کم از کم دو تہائی آدمی ضرور ضایع ہوگئے ہونگے

بارہ اور ایک کے درمیان کل صف پر پھر ایک سرے سے دوسرے سرے تک بڑی تندہی اور تیزی کے ساتھ لڑائی شروع ہوگئی۔ غلیظ ہوا اور دھوئیں کی وجہ سے میں نے اوّل ڈویژن کی کارروائی کو مطلقاً نہیں دیکھ سکتا تھا۔ دسی شیل تاٹر توڑ اولوں کی طرح برس رہے تھے۔ ہمیں آگے بڑھنے اور حملہ کرنیکا پھر کوئی حکم نہ ملا غنیم کو سب طرف سے کمک پہونچگئی تھی جس سے ہماری مقابل اسکی اس قدر زبردست فوج موجود ہوگئی تھی کہ آگے بڑھنا اور حملہ کرنا بالکل بیسود ہوگیا تھا۔ دوپہر سے میں نے سالم کے سالم ڈویژن مشرق سے روسیوں کی مدد کو آتے دیکھے۔

ایک بجے کے قریب میرے جو دس اثنا کاظم بک کے زخمی ہوجانے سے دونوں پلٹنوں کا کمانڈر ہوگیا تھا مجھے بلایا اور ایک دسی گھوڑے کی طرف جو ایک کچی مٹیالی کی دیوار پر کہیں کہیں اگے ہوئے گھاس کو بیقراری کے ساتھ نوچ رہا تھا اشارہ کر کے کہا "اس پر سوار ہوجاؤ اور اوّل ڈویژن میں جاکر مشیر کو اور اگر وہ نہ ملیں تو بہر حال طاہر کو تلاش کر کے رپورٹ دو کہ دشمن ہمیں پر سے ہم کو سخت دبا رہا ہے۔ زبردست کمک کے بغیر ہمارے لئے اپنی جگہ پر ٹھہرنا ناممکن ہے۔ اسکا جواب لاؤ۔ اور دیکھتے آؤ اُدھر کیا ہو رہا ہے"۔ میں نے اپنی کمپنی کے باقیماندہ سپاہیوں کو ٹہرے کا پول کے زیر کمان کر دیا اور خود سوار ہوکر اوّل ڈویژن کی پہلی صف کے پیچھے پیچھے پیغام پہونچانے چلدیا۔

اسوقت سے اگر جو کچھ میں نے مشاہدہ کیا۔ افراتفری کے باعث لوح حافظہ پر اسکا ٹھیک نقش نہ ہوا۔ اوّل ڈویژن کی جن پلٹنوں سے میں شروع شروع سے گذرا وہ اپنی جگہ پر خاصی قائم اور انکی ترتیب باقاعدہ معلوم ہوئی پھر میں اگذر اسی پلٹنوں کے پاس سے ہوا جن میں ابتری پھیلنی شروع ہوگئی ہوئی تھی اور انکے سپاہی صفوں کو چھوڑ کر دریا کو بھاگے جا رہے تھے۔ وہیں اتنا لڑائی مسلسل اور نہایت تیزی کے ساتھ برابر جاری تھی۔ بالآخر جب میں قلب کے قریب پہونچا تو وہاں کمال خوفناک بیچارگی کا سماں دکھائی دیا۔ اور میں خود بھی اُسکی ورطہ میں گھر گیا شروع شروع کی شاندار فتح کے بعد اب

لازمی جنرل شروع ہوگیا تھا۔ اور فوج کی پسپائی جو گو بلا حکم کیگئی تھی مگر استدا میں باقاعدہ ہی تھی جلدی ہی سراسیمہ و متوحش بھاگڑ کی شکل میں متبدل ہوگئی۔ ہر ایک جان بچانیکے لئے بے تحاشا بھاگ کھڑا ہوا۔ سب کو بیوقوفی سے یہی یقین واثق ہوا تھا کہ سلامتی صرف دریار کے وائیں کنارہ پر مل سکتی ہے۔ انکو معلوم تھا یا انکا محض خیال تھا کہ اُس کنارہ پر دوم ڈویژن ابھی تک دشمن کے مقابلہ پر ثابت قدم کھڑا ہے۔

میں پہلے کبھی عام پسپائی میں شامل نہیں ہوا تھا۔ نہ میں اسجگہ اُسکا مفصل حال تحریر کرنا چاہتا ہوں کیونکہ وہ خطرناک سے خطرناک مقابلہ و معرکہ آرائی سے بھی زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ میں بالکل بے بس تھا۔ اور آدمیوں گھوڑوں اور چھکڑوں کے اندھی سیلاب کی رو میں بہتا چلا جارہا تھا۔ ان دہشت زدہ اور اوسان خطا کردہ آدمیوں کی رو کا مقابلہ کرنا ویسا ہی بے سود تھا۔ جیسا کہ بڑھتے ہوئے جوار بھاٹا کی رو کو روکنا۔ اولیٰ اعلیٰ تمام مدارج کے افسروں نے نظام قائم کرنے اور اس امر کیلئے لاانتہا کوشش کی کہ اُنکے سپاہی کھڑے ہوکر دشمن کا مقابلہ کریں۔ جو چند ان مستعد ہی تعاقب نہیں کر رہا تھا۔ کمال سردی میں بھی انکے چہروں سے پسینہ کی دھاریں چل رہی تھیں۔ اور انکا جدوجہد کو فضول محض تھا تاہم انسانی طاقت سے بڑھکر تھا۔ اس ہجوم دیوانگان میں کسی سے کچھ دریافت کرنا ممکنات میں داخل نہ تھا۔ میں یہی کرسکتا تھا کہ رو کے ساتھ بہا جاؤں۔ تمام میدان میں جہانتک نگاہ پہونچ سکتی تھی سپاہیوں کی بیشمار قطاریں پلٹوں کو دوڑی جاتی دکھائی دیتی تھیں۔ قطار انفنٹری تو توپخانہ میں مل جل گئی۔ اس سے ایسی افراتفری اور کھلبلی پڑ گئی کہ الامان۔ شیل ہمارے درمیان برابر گر رہے اور آدمیوں کے ہجوموں میں بڑے رخنے کر رہے تھے۔ کئی دفعہ اُن کے ٹکڑے مجھ سے ایک ایک دو دو گز کے فاصلہ پر گرتے رہے۔ میرا گھوڑا ایک خندق میں جو برف سے بھری تھی گر پڑا۔ مگر خوش قسمتی سے مجھے کوئی چوٹ نہ آئی اور میں پیدل چل کھڑا ہوا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ دو میل میں کس طرح طے کرکے سلنگی پل تک پہونچ گیا۔ اُسوقت کے واقعات کی میرے حافظہ میں اس قدر گڑبڑ مچی ہوئی ہے کہ مجھے یہی معلوم ہوتا ہے۔ وہ فاصلہ صرف چند سو گزوں کا تھا۔

محافظ بریگیڈ کی چند پلٹنیں جو تازہ دم اور انکی ترتیب کامل تھی پیش دستی کرکے ہمارے اور دشمن کے درمیان حایل ہوگئیں۔ اور اُسکو تعاقب سے پوری طرح روک دیا۔ مگر یہ معاملہ میں نے بچشم خود نہ دیکھا

بعد میں دوسروں کی زبانی سنا تھا جس بہادری سے یہ کارنامہ کیا وہ تیرہویں رجمنٹ کا کمانڈر ہی کر سکتا تھا
میں صرف یہ معلوم کر سکا کہ عثمان پاشا زخمی ہو گئے ہیں اور انکو گاڑی پر بٹھلا کر دیا پار بھجوا دیا گیا ہے۔ پل سے گذرنا نہایت ہی خوفناک کام تھا۔ ویسا خوفناک معاملہ میں نے پہلے یا بعد میں کبھی نہیں دیکھا۔ آدمیوں اور گھوڑوں کے اس وسیع دہشت زدہ ہجوم اور گاڑیوں توپوں کے اس گھنے جنگل کا دریا سے عبور کر جانا مجھے معجزہ سے کم نہیں معلوم ہوتا تھا۔ مگر معجزہ ہو یا کچھ اور۔ یہ امر واقع ہے کہ اول ڈویژن۔ محافظ بریگیڈ اور قطار یعنی ان تینوں میں سے جو باقی بچ رہے تھے وہ سب کے سب صرف دو پلوں سے (کیونکہ اوپانتز پل سے صرف معدودے چند پلٹنیں جن میں ایک میری تھی گذری تھیں) روسی انفنٹری کے ایک ہزار گز کے فاصلہ پر آجانے سے پہلے دائیں کنارہ پر پہونچ گئے تھے۔

افسر صرف دوسرے کنارہ پر پہونچکر پسپائی کے دکھنے میں کامیاب ہوئے۔ اسلئے نہیں کہ اب بھاگ کر جانیکے لئے فی الواقع کوئی جگہ نہیں رہگئی تھی۔ سپاہیوں کو اس امر کا ابھی پورا پتہ نہیں تھا۔ بلکہ اسلئے کہ اپنے اور غنیم کے درمیان دریا کے حایل ہو جانے اور عقب اور بازوؤں پر دو ڈویژن کے موجود ہونے سے جسکی نسبت ابتک خیال تھا کہ دشمن اُسے مغلوب نہیں کر سکا ہر شخص اپنے تئیں محفوظ سمجھنے لگ گیا تھا۔

دائیں کنارہ پر پہونچکر میں ہجوم کو جواب بھاگنے سے تھم گیا تھا اور افسروں نے اُس میں کسی قدر نظام اور باقاعدگی قائم کر لی تھی چیرتا ہوا اپنی پلٹن کو ملنے کیلئے آگے بڑھا۔ ایسا کرتے وقت میں مسلمان بانسنڈ کی گاڑیوں میں پہنچ گیا۔ بیرحم گولے تھوڑی ہی دیر میں دریا کے اس کنارہ پر بھی ہمارے پیچھے پہونچ گئے۔ اور چاروں طرف سے بارود کے صندوق اُڑنے لگ گئے۔ عورتوں کی چیخیں سنکر مضبوط دلوں کے جگر بھی پاش پاش ہوئے جاتے تھے کسی دماؤنے سے ڈراؤنے خواب میں بھی میں نے اس سے آدھا خوفناک نظارہ کبھی نہیں دیکھا۔ ایک گاڑی میرے سامنے گولے سے چورچور ہو گئی اور اس میں سے چار عورتوں کی لاشیں زمین پر لڑھک پڑیں۔ اللہ اکبر۔ جنکو ساری عمر نامحرم آنکھوں نے بے نقاب نہ دیکھا

حالانکہ ادہم پاشا جو اوپانتز میں کمانڈر تھا۔ اسوقت دشمن کے سامنے ہتھیار ڈال چکا ہوا تھا۔ روسی افسروں نے سخت کمینہ دھوکہ دیکر اس سے یہ کام کرایا تھا۔ اُسے کہلا بھیجا گیا کہ عثمان نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں تم اب کیوں لڑ رہے ہو ہتھیار ڈال دو۔ مگر حق الامر یہ ہے کہ عثمان نے ادہم سے کم از کم دو گھنٹے بعد جاکر اطاعت قبول کی تھی۔ مصنف

تھا۔ اب انکے اعضا شکستہ لہولہان لاشیں ننگی پڑی ہوئی تھیں۔ ایک واقف کار ملجا نے پر مجھ سے انکی ہلاکی معلوم ہوا کہ جس گاڑی پر میری دوست ترکی سوار تھی اُس پر بھی گولہ پڑا تھا اور جتنے اُس پر سوار تھے سب ہلاک ہوگئے تھے۔ اُسدن قدم قدم پر اِس قدر خطرات دکھائی دیتے تھے اور میں اسقدر مبہوت ہوگیا تھا کہ میں نے اِس تازہ مصیبت کی چنداں پرواہ نہ کی۔

ودد کے دائیں کنارہ پر شمالاً جنوباً اوپانتز اور بلاسی وانز کے درمیان عثمان پاشا کی فوج نے دشمن کا آخری مقابلہ کیا۔ میدان پر پہاڑ تو وقت پلٹنوں اور جمنٹوں کی ترتیب ایسی ٹوٹ گئی تھی کہ اُسے پھر قائم کرنیکی کوشش محض بیہودہ تھی۔ تاہم سپاہی خود بخود اپنی اپنی پلٹنوں اور جمنٹوں کے لحاظ کے بغیر کالموں میں صف آرا ہوکر دریا کے کنارے کنارے قائم ہوگئے۔ اُدھر توپیں پہاڑیوں کے ڈھلاؤں پر صف بستہ ہوگئیں۔ گاڑیاں عقب کو بھیج دیگئیں افسر اعلیٰ ترین تعریف و توصیف کے مستحق ہیں کہ سخت ترین کاوشوں کے باوجود انہوں نے پانچ گھنٹہ سے لیکر آدھ گھنٹہ کے عرصہ میں یہہ انتظام کر لئے۔

روسی انفنٹری کے دل بادل کا نکہ ہماری زد میں پہونچنے تک ہم انکی تواضع کیلئے تیار ہوگئے ہوئے تھے چنانچہ الفلی آتشباری کی گرگ سے ویران تاکستان آخری مرتبہ پھر گونج اٹھی۔ پلیونا فوج کی یہہ نوع کیوقت کی لڑائی شروع ہی ہوئی تھی کہ اوپانتز پل کو جاتے وقت جہاں مجھے اپنی پلٹن کے ملنے کی اُمید تھی میرا گذر ایک سیدھی سادھی چوبی عمارت پر ہوا۔ وہ کسی کسان کا جھونپڑا۔ اصطبل یا گودام خانہ تھی اِس موقع پر نسبتاً بہت کم ہجوم تھا۔ صرف پانچ چھ گاڑیاں جن کو بیل تکان سے گرے جاتے تھے شکستہ دل سپاہیوں کی چھوٹی سی جماعت اور ایک ڈاکٹر وہاں موجود تھا جو سڑک کے کنارہ چند زخمیوں کی مرہم پٹی کر رہا تھا۔ عمارت کے سامنے دو سالونیکی سوار پہرہ دے رہے تھے اور زخمیوں کو جو اندر جانے پر اصرار کر رہے تھے عمارت میں داخل نہیں ہونے دیتے تھے۔ کمال تکان زدہ اور بیحد بیہوش ہونیکی وجہ سے میں عمارت کے قریب ایک چٹان پر بیٹھ کر بسکٹ چبانے لگ گیا۔ میں نے اُسے ختم نہیں کیا تھا کہ ایک گاڑی دروازہ پر پہونچگئی اور اُس سے چند آدمی ایک شخص کو جسکی ٹانگ پر سخت زخم پہنچا ہوا تھا سہارا دیکر اندر لیگئے۔ اُسکا چہرہ ایسا سیاہ اور الم زدہ تھا کہ پہلے میں نہ پہچان سکا کہ یہہ عثمان پاشا ہیں۔ انکی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ مگر یہہ آنسو جسمانی تکلیف اور درد کے نہیں بلکہ رنج اور غضب کے تھے اور چہرہ پر ایسا مہیب اور ناقابل بیان انداز برس رہا تھا جو لفظوں کی نسبت زیادہ وضاحت سے بیان

حال ہی کہہ رہا تھا کہ کھیل تمام ہوگئی۔ انجام ہوچکا۔" یہ وہی انداز تھا جس کو فرنچ مقتدر میسونیر نے ہنگ واٹرلو کے بعد فرنچ فوج کی پسپائی کی تصویر میں نپولین کے چہرہ پہ کامل طور پر دیکھا پایا ہے میں نے اٹھکر اپنے سردار کو ہمارے میں آخری مرتبہ فوجی قاعدہ سے سلام کیا۔ جب دوبارہ ماسکو خرکوف کے بازار میں انکو سلام کرنیکا موقع ملا تو اسوقت ہم دونوں اسیر تھے۔

چند منٹوں کے بعد عادل۔ یونس (جو سخت زخمی ہوگیا تھا) توفیق۔ احمد اور کئی دیگر پاشا حاسب ڈاکٹر اور اسکے ایک نایب کو لیکر پہونچگیا۔ میرے پاؤں خود بخود وہاں جم گئے۔ اور میرے دل نے گواہی دی کہ انہی غلیظ اور بوسیدہ دیواروں کے اندر ایک عظیم تاریخی واقعہ یعنی نپولین فوج کی تسلیم و اطاعت گزینی) وقوع میں آئیگا۔ دریں اثنا دریا کے کنارہ لڑائی برابر جاری تھی۔ اور گولونکی بوچھار تابہ توپخانہ بھی تھی جنمیں سے کئی عمارت کے قریب گرے۔ توپونکی گرج جو کبھی قریب گرتی ہوئی بجلی کی خوفناک کڑک اور کبھی دور کے بادلونکی دھمک کیطرح سنائی دیتی تھی۔ برف اور اولونکی بوچھار کے ساتھ ہلکی باد تند کے پروں پر سوار بلگیریا کے میدانوں کو عبور کرتی ہوئی دور دور تک پہونچ رہی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ گرج بلقان کے درہ ہا با قونات کی بعیدی چوکیوں کے سپاہیونکو کوبھی سنائی دی تھی جو اسے سنکر حیرت زدہ و مبہوت ہوکر آپسمیں ہی سرگوشیاں کرنے لگ گئے تھے کہ غازی عثمان آخری مقابلہ کر رہا ہے۔ دم توڑتی ہوئی سلطنت کی مضطرانہ پاؤں مارنے سے زمین لرز رہی تھی اور دہشت زدہ کائنات واقعہ عظیم کا عنقریب بچہ جننے کی تکلیفیں سہ رہی تھی۔

چاروں طرف سے یاور اور اردلی چلا آرہے تھے میں نے کئی ایک سے سوال کیا۔ ان سبنے یہی جوابدیا کہ کام تمام ہوچکا ہے۔ مزید مقابلہ ناممکن ہے۔ اگر ہم نے ایک یا دو گھنٹے اور غنیم کی فوج پیدل کو روکے رکھا تو کیا حاصل؟ اس کے گولے ہم کو قطعاً فنا کر دینگے" انہی لوگونکی زبانی میں نے اوپانتنز کی فوج کے ہتھیار رکھدینے کی خبر سنی اور نیز معلوم کیا کہ غنیم پلیونا اور ان تمام موچوں پر جو شہر سے شمال مشرق اور جنوب میں تھے قابض ہوگیا ہے۔ اور صرف کریشن اور بلاسی واتز کی درمیان حسین وصفی پاشا اور صادق پاشا کے بریگیڈ اپنی اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ مگر ان کو بھی ایسا سخت نقصان پہونچا ہے کہ وہ بڑی بیصبری کے ساتھ سفید جھنڈا کھڑا کر دینے کا حکم ملنے کا انتظار کر رہے ہیں۔

مکان کے اندر جو کچھ گذرا وہ میری نظر سے اوجھل تھا۔ تاہم مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ جب عثمان کے افسروں نے یکے بعد دیگرے عرض کیا کہ اطاعت قبول کر لینے سے اس خونریزی کا خاتمہ کر دیا جائے تو غازی موصوف نے اول اول انکار کر دیا۔ مگر جب چاروں طرف سے قاصد پر قاصد دوسرے افسروں کی طرف سے یہی پیغام لیکر پے در پے آنے لگ گئے کہ للہ لڑائی بند کر دیجائے تو آخر عثمان پاشا نے مجبور و شکستہ دلی سے جہت پر سفید جھنڈا کھڑا کر دینے جانیکا حکم دیدیا۔ اسی وقت بشیار قاصد اسکی کو بند کرانیکے لئے بھیجدیئے گئے۔ اور اُن روسی افواج کے کمانڈر (جنرل گلنز کی) کے پاس جو اب چاروں طرف سے پرے باندھے دوڑ کو بڑھی چلی آرہی تھیں ایلچی روانہ کئے گئے کہ چند شرائط پر اطاعت تسلیم کر لینے کا معاہدہ کیا جائے۔ گانٹز کی نے بلا شرط تسلیم کا مطالبہ کیا جسے عثمان نے منظور کر لیا۔ طاہر پاشا اور جنرل گانٹز کی میدان جنگ پر ایک دوسرے کو ملے اور معاہدہ تسلیم کا تصفیہ کیا۔

یہ کل معاملہ عمارت کے پاس سے میرے چلے جانیکے بعد ہوا۔ میں وہاں بیس منٹ ٹھہرا تھا۔ اور میرا یہ ٹھہرنا بالکل بیجا اور نامناسب تھا۔ کیونکہ نتیجہ خواہ کچھ ہو اپنی پلٹن کو حتی الامکان فی الفور جا ملنا میرا فرض تھا۔ یہ خیال آتے ہی میں بادل افسردہ اوپانسز پل کی طرف چلدیا تھا۔ میں چند لمحوں میں قطار میں پہونچگیا۔ وہ سخت افراتفری کی حالت میں تھی۔ آخر بہت کچھ ادھر اُدھر دھکے دینے اور اوپر نیچے چڑھنے اُترنے کے بعد میری پلٹن یعنی اُسکا بقیہ السیف محض حسن اتفاق سے میری توقع سے بہت جلد مجھے مل گیا۔ اسکا باعث یہ ہوا کہ وہ شمال کو رُخ کر کے نالہ گریوتزا کے کنارہ کنارہ جس کے دائیں کنارہ پر رومانوی میرے جانے سے پہلے ہی قابض ہو گئے تھے صف بستہ کھڑی تھی۔ میں نے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا اُسکی سیر کو رپورٹ دی۔ اور پھر اس آخری مقابلہ میں شریک ہونیکی عزت حاصل کی جو ششم بریگیڈ کے باقیماندہ حصہ نے غنیم کا کیا تھا۔ باقیماندہ حصہ اسلئے کہ اوسمان پاشا کی بریگیڈ کی باقی چھ پلٹنیں اس سے پیشتر کی اطاعت مان چکی تھیں۔ ہماری دونوں پلٹنوں میں چار سو سے زیادہ آدمی نہیں رہگئے تھے۔ میری کمپنی میں اب کل ہم چالیس آدمی تھے۔ ہم اس چھوٹے سے دریا کے کنارہ کنارہ صف بستہ کھڑے تھے۔ سپاہی مجتمع خاطر۔ بے ہر اس اور دونوں صورتوں کیلئے تیار تھے کہ اگر حکم ہوا تو ہتھیار رکھ دینگے۔ ورنہ فنا ہو جائینگے۔

اس موقع پر قائم رہکر ہم دشمن کے نمودار ہونیکا انتظار کرنے لگ گئے۔ ساڑھے تین بجے کے قریب

ہدایوں افسر کی کا ایک خوب گٹھا ہوا کالم سامنے کی پہاڑیوں پر ہمیں دکھائی دیا۔ ہم نے آتشباری شروع کردی۔ مگر یہ آخری لڑائی تھہری ہی تھی کہ ایک سوار قاصد سفید رومال ہلاتا ہوا ہمچو سے پہونچگیا اور اسنے حکم دیا کہ فوج نے اطاعت تسلیم کرلی ہے۔ آتشباری بند کردیجائے۔ ہم نے اسیوقت تعمیل کردی اور ایک منٹ بعد غنیم نے بھی یہی کیا۔ تقریباً اسی نقطہ جنوب میں یہی کیفیت گولہ باری بند ہوگئی اور محاربہ پلیونا میں جس گوشے نے سب سے آخر چلنا تھا وہ سرد ہوگیا۔ ہماری پاس بہت تھوڑے بہت سفید جھنڈے تھے ہم نے ان کو سرنیزوں پر بلند کرکے ہلایا۔ سپاہیوں نے رائفلیں زمین پر ڈال دیں اور ہم سب تکان سے تمام جان کیچڑ بھری زمین پر آلتی پالتی مارکر یا چوتروں کے بل بیٹھ گئے۔ اکثر سپاہی اسی حال میں سوگئے۔ انکو جگایا نہ گیا اور انکی طرف سے بھی دوسرے روز مراسم تسلیم ادا کردیں۔ میں ایسا بیحواس اور کوفت زدہ ہورہا تھا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ آیا بفیاض خونریزی کے تھم جانے پر خوشی کروں یا کہ شکست کھانے پر افسوس کہاؤں۔ آخر یہی رائے قرار پائی کہ اب تو تن بتقدیر خاموش رہ۔ پھر فرصت کیوقت فیصلہ کرلیجو۔ الغرض پلیونا کی چاروں لڑائیوں میں سے آخری اسطرح پر ختم ہوگئی۔ ان میں سے تین میں ہمیں فتح نصیب ہوئی۔ اور چوتھی میں یقینی و بدیہی اور کمال تعزیر بخش شکست۔ مگر وہ ایسی باعزت شکست تھی کہ دنیا کی شجاع ترین فوج نے بھی شاید ہی کبھی ایسی عزت کیساتھ شکست کھائی ہوگی۔

اس لڑائی کے حالات اور واقعات ایسے صاف اور واضح ہیں کہ میں صرف چند فقرات اور اشارات کی ضرورت دیکھتا ہوں۔ ۹ بجکر آدھی رات سے گھنٹہ سوا گھنٹہ پہلے روسیوں کو باش طابیہ اور قلب کے چند موچوں کے خالی ہوجانیکا علم ہوگیا تھا اور وہ ان پر قابض ہوگئے تھے۔ طلوع فجر کے بعد روسیوں نے کرشن موچوں اور جانق بایر کے موچوں پر قبضہ کرلیا اور انکی فیند ستی شہر میں بھی داخل ہوگئی۔

پہلے ڈویژن کو اپنے حملہ میں جس میں غازی عثمان اپنے سٹاف کے جملہ افسروں سمیت سب سے آگے رہے تھے سب جگہ پوری کامیابی ہوئی۔ دشمن کے موچوں کی پہلی قطار پر قبضہ کرلیا گیا۔ اور بانڈ ہیں اور کئی سو صحیح سالم اسیر فاتحین کے ہاتھ آئے۔ مگر وہاں پہونچکر پول بن کے شاندار انتظام و بندوبست کا اثر بالوضاحت ہویدا ہوگیا۔ اس نے اس بات کا کامل انتظام پہلے سے صرف سوچ ہی نہیں رکھا تھا کہ بشرط ضرورت فلاں فلاں مقام سے اس اسقدر کمک فی الواقع پہنچ جائے۔ بلکہ عملی طور پر بھی اس امر کی کئی دفعہ مشق کرا چکا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ روسی افسروں کو ایک ایک پلٹن کے نام اور منٹوں تک یہ معلوم ہوگیا تھا کہ اگر

حصار کے کسی حصہ پر حملہ ہو تو فلاں فلاں جگہ سے اس اس قدر فوج جسمیں فلاں فلاں پلٹن ہوگی بھیجی جاسکتی اور وہ اس قدر عرصہ میں حصہ مذکور تک پہونچ سکتی ہے۔ حصار کے ہر حصہ میں ہر وقت کئی بریگیڈ بالکل تیار رہتے ہے کہ اگر کسی دوسرے حصہ کو ضرورت پڑے تو فی الفور اُسکی مدد کو جا ہوجائیں۔

چنانچہ تاربرقی کے سلسلوں نے محاصرہ کنندہ فوج کے ہر حصہ میں آناً فاناً یہ خبر پہونچادی کہ ترکوں نے جنرل کاٹیلائی اور جنرل گازنکی کی فوجوں پر حملہ کردیا ہے جس پر سکوبیا فوج کے دستہ اور نیز رومانوی حصہ سے فی الفور بردست کمکیں امپیریل گارڈز اور گرینڈ ڈیوک کی مدد کو روانہ ہوگئیں۔ اور دریں اثنا باقی تمام حصوں میں کمک کا لحم تیار کرلئے گئے۔ دسیوں کے بالمقابل حملہ سے ترکوں کی صفوں میں آگندگی اور سراسیمگی پھیل گئی۔ غازی عثمان ٹانگ پر شیل کا ٹکڑہ لگنے سے سخت زخمی ہوگئے اور اعلی کمان طاہر کے ہاتھ چلی گئی۔ آخر الذکر نے مفتوحہ موچوں پر قبضہ قائم رکھنے کیلئے جہانتک ممکن ہوسکتا تھا پوری کوشش کی۔ مگر اُس میں کامیاب نہ ہوا۔ فوج اپنے پیارے سردار کو جو تلوار اور سپر والوں کے ہاتھ میں لئے پہلے حملہ میں اُسکے آگے آگے رہا تھا صفوں میں نہ پاکر شکستہ دل ہوگئی۔ خود طاہر بھی خفیف سا زخمی ہوگیا۔ مزید برآں اُسکی شہرت میں تیسری لڑائی کے اثنار میں جسکا ذکر میں دسویں فصل میں کرچکا ہوں حرف آگیا ہوا تھا۔ اور عادل جس نے عثمان کے بعد فوج کو سب سے زیادہ بکھرا سہا تھا۔ ابھی وِدکے دائیں کنارہ پر ہی تھا جہاں چہارم اور پنجم بریگیڈ جو عقب اور میسرہ کی حفاظت پر مامور کئے گئے تھے غنیم کے ساتھ ایسے مصروف کارزار تھے کہ وہ تجویز کے مطابق اَمل ویزن کی مدد کو نہ پہونچ سکے۔ ان سب کا مل ملا کر نتیجہ یہ ہوا کہ فوج دیوانہ وار بھاگ کھڑی ہوئی۔ اور اگر پرتو پاشا کی پلٹنیں قابل تعریف ہمت نہ کرتیں تو وِدمیدان میں ہی اُس کا اسی وقت قلع قمع ہوجاتا۔ سب طرفوں سے ترک دریا کے دوسرے کنارہ کو پہنچ گئے۔ اور وہاں جاکر آخری مقابلہ کے لئے کھڑے ہوئے۔

دریں اثنار رومانویوں نے اوسمان پاشا کے زیر کمان ششم بریگیڈ سے (باستثنا میسری اور ایک دوسری پلٹن کے) کمینہ دہوکہ دہی سے ہتھیار رکھوالئے تھے جس سے ترکوں کا مہینہ بے خانہ ہوگیا تھا۔ کل فوج میں زیادہ تر بوجھل اور بیمار جان نثار کی وجہ سے ایسی سخت گڑبڑ پڑی ہوئی تھی اور سپاہی ایسے کاہل بے سکت ہوگئے تھے کہ مزید مقابلہ محض ناممکن تھا۔ دسمی موچوں کو سب طرف سے کمک پہونچگئی۔ اور اُس تنگ و محدود جگہ میں

جہاں ترکی فوج کا صف شکستہ اژدحام اور پراگندہ ہجوم جمع تھا روسی توپخانہ ایسی مجتمع آگ برسا رہا تھا کہ اور ایک گھنٹہ میں فوج کا یہ باقیماندہ حصہ بھی معدوم ہو جاتا۔ ایسی صورت میں عثمان کیلئے اطاعت مان لینے کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں رہگیا تھا۔ غلیم نے شرطوں سے انکار کر دیا اور انکو بلا شرط دشمن کے رحم پر بہر دسہ کر کے اطاعت قبول کرنی پڑی۔ روسی توپخانہ سفید جھنڈی کے نصب ہو جانے اور ترکوں کے آتشباری بند کر دینے سے آدھ گھنٹہ بعد تک گولہ باری کرتا رہا۔ اسکو عذر میں یہہ بالکل نہیں کہا جا سکتا کہ روسی توپخانہ کو کوئی غلطی ہو گئی تھی۔ یا اُسے ترکوں کی اطاعت مان لینے کی خبر نہیں ہوئی تھی۔ یہہ بھی بھی ہے کہ روسیوں نے قوانین انسانیت اور آداب حرب دونوں کی سخت خلاف ورزی کی۔ روسی مورخین نے اس معاملہ کی تشریح و توضیح کرنیکی کوئی کوشش نہیں کی۔

روسیوں کا بیان ہے کہ اس لڑائی میں اُنکے ۱۰۰۰ قتل اور زخمی ہوئے جنمیں سے ۷ اسوگانز کی فوج گرینیڈیران کے حصہ آئے تھے۔ رومانویوں کا بہت خفیف نقصان ہوا۔ ترکوں کا نقصان کسی طرح پانچ ہزار سے کم نہیں ہوا ہوگا یعنی تخمیناً ۱۵ سو شہید اور ۳۵۰۰ سو زخمی ہوئے۔ ان میں سے اندازاً ۳۰۰۰ اول ڈویژن کے۔ ۱۵ سو دوم کے اور پانچ سو قطار اور محافظ دستے کے قیاس کر لو علاوہ بریں دو سو مسلمان باشندے جن میں زیادہ تر مستورات اور بچے تھے قتل و مجروح ہوئے۔ اور کم از کم پانچسو بیمار۔ شفاخانہ اور مسلم باشندے بلغاریوں نے قتل کئے یعنی ۱۰ دسمبر کے معرکہ کی مفصل تقریباً ۸ ہزار انسان براہ راست لڑائی میں یا بالواسطہ طور پر قتل اور ناکارہ ہوئے۔

روسیوں اور رومانویوں کی طرف تخمیناً اسی نوے ہزار یعنی ترکی جنگ کنندگان سے گنے آدمی فی الواقع لڑائی میں شریک ہوئے۔ کل محاصرہ کنندہ فوج میں محصورین کی نسبت آدمی چوگنے اور توپیں ساڑھے پانچ گنی تھیں۔ کل روسی مغربی فوج پلیونا فوج سے آدمیوں کے لحاظ سے چھ گنی اور توپوں کے لحاظ سے آٹھ گنی زبردست تھی۔

اعلیٰ ترکی افسروں میں سے کرنیل ولی بک (سابق کمانڈر دولنا دو بٹیک) اور لفٹنٹ کرنیلان یوسف وعبداللہ بک شہید اور عثمان پاشا۔ طاہر پاشا۔ کرنیل یونس بک۔ لفٹنٹ کرنیلان۔ کاظم بک۔ ایوب بک۔ راسم بک وپرتو بک زخمی ہوئے۔

اوہم پاشا کی چھ پلٹنوں نے جیسا کہ اُنکو چاہئے تھا کام نہ کیا۔ یہہ معاملہ اس امر سے اور بھی زیادہ حیرت

بخش ہوجاتا ہے کہ اوسمان پاشا بکمالات و مہارت علی الاتواتر خود کو قابل اور بہادر سپاہی ثابت کر چکا تھا۔ اور ادھر کرنیل سلیمان بک نے جو بمنجملہ ازاں چار پلٹنوں یعنی بارھویں رجمنٹ کا کمانڈر تھا محاربہ کے کل دوران میں اوپانسر موچوں کے کمانڈر کی حیثیت سے تمام فوج میں کمال نیک نام رہا تھا۔ کل فوج اُسکی بے اندازہ عزت کرتی تھی۔ اور سپاہیوں میں اس بات کا عام چرچا رہتا تھا کہ کیمپ بھر میں اُسکے موچوں کا انتظام سب سے عمدہ ہے اس استثنا کے سوا آخری حملہ میں پلیونا فوج کا جو رویہ رہا وہ اعلیٰ ترین تعریف کا مستوجب ہے۔

میری رائے میں ان چار باتوں سے حملہ میں ناکامیابی ہوئی۔ ورنہ غالب قیاس تھا کہ ہمیں اپنے مدعا میں کامیابی ہوتی۔ اوّل وبال جان بوہیل قطار کے باعث۔ دوم۔ اُس بھاری بوجھ کی بدولت جو سپاہیوں کو اٹھانا پڑا۔ سوم عثمان پاشا کے زخمی ہوجانے سے اور چہارم اوسمان پاشا کی بیوقت تسلیم کردہ بے

اب ان باتوں کو سوچنا نہ صرف فضول بلکہ رنجدہ ہے کہ اگر ہمیں حملہ میں کامیابی ہوجاتی تو یورپ کیسا متحیر و ششدر رہجاتا۔ اس سے کیا نتیجے برآمد ہوتے۔ اور تاریخ عالم میں کس طرح ایک ایسی فتح کا نام ایجاد ہوجاتا جسکی برابری موجودہ زمانہ کی کوئی فتح نہ کرسکتی اور بالآخر اس سے عثمان کا نام کیسوں اُن معدودے چند مردان خدا کی فہرست میں درج ہوجاتا۔ جو ایسے کام کرکے دکھا گئے ہیں کہ وہ پہلے بظاہر ناممکن نظر آتے تھے لیکن اس حملہ کو خواہ اسی پہلو سے دیکھا جائے کہ اُس میں شکست ہوئی پھر بھی اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ وہ کمال شاندار شجاعت اور بہادری کا کام تھا۔

پلیونا کی چوتھی لڑائی ثابت کررہی ہے کہ عثمانیہ انفنٹری جبکہ اُس میں مناسب جوش بھر دیا جائے جارحانہ کارروائی اور حملہ کرنے میں سبھی دنیا کی باقی کل انفنٹریوں سے گوئے سبقت لیجا سکتی ہے اگر عثمان کی فوج نے پہلے کوئی بھی کارنمایاں نہ کیا ہوتا۔ تو بھی اُسکی ناموسی کا سکہ بٹھانیکے لئے اوّل ڈونیسن کا یہ حیرت افزا حملہ ہی تنہا کفایت کرجاتا۔

باب پانزدہم

تسلیم۔ ۱۰ و ۱۱ دسمبر ۱۸۷۷ء

لڑائی اور محاربہ کے بیس ہفتوں میں میری پلٹن میں ۵۰۰ سپاہیوں اور ۱۹ افسروں کی اصل تعداد کی جگہ دو سو سپاہی اور دس افسر رہگئے تھے اور میری کمپنی میں ۵۷ سپاہیوں اور ۵ افسروں کی بجائے

ایک افسر اور چالیس سپاہی ہماری ملحقہ پلٹن میں صرف ۵۰ آدمی بچے ہیں۔ تعداد اُن لوگوں کی جنہوں نے ۱۰ دسمبر کی تاریک برف آلود شام کو ایک رومانوی کرنیل کے سامنے ہتھیار رکھ دیے۔

ہمارے میجر کو ہتھیار رکھنے سے مجھ میں ایک لحظہ پہلے سخت غم پہونچا تھا، اور اُسے رومانوی گاڑی پر بٹھا کر لیگئے تھے۔ میرا پہلا کپتان روسی سرحدوں میں زخمی ہوا تھا اور جب پلٹن پہنچی تھی تو وہ سیل کے ہاتھ اسیر ہو گیا تھا۔ اقبال کی ٹانگ پر گرنے سے چوٹ آئی تھی۔ مگر اُس نے جراحی امداد (مرہم پٹی کرانے) سے بجد اصرار انکار کر دیا۔

جب رومانوی سپاہیوں نے ہمارے ہتھیار اُٹھائے تو میرے سر پر ناقابل ضبط غیظ و غضب کا بھوت سوار ہو گیا۔ میں نے اپنی تلوار کو توڑ ڈالا اور کارتوس اور ریوالوروں اور کارتوسوں کو گریٹونز میں پھینک دیا۔ ایک سپاہی نے جو خط و خال میں سامی (یعنی یہودی معلوم ہوتا تھا) میرے خنجر کو تاڑ لیا مگر میں نے حوالہ کرنے سے پہلے اُسکی پھل کو ہاتھ کی ضرب سے توڑ دیا۔ دوسرے سپاہی نے میری دوربین پر تصرف کر لیا۔ مجھے اپنا چرمی صندوق پھر نہ دکھائی دیا۔ میں نے اُسے پلٹن کی گاڑیوں میں سے ایک پر رکھا تھا۔ میں نے اپنے مسودوں اور یادداشتوں کے باقیماندہ ٹکڑوں میں سے کچھ حصہ کوٹ اور قمیص کے درمیان سرہ بکتر کی طرح سینہ پر رکھ کر بچا لیا تھا۔ غصہ کے بعد میری طبیعت نے دوسری طرف پلٹا کھایا۔ میں نے ایک چٹان پر بیٹھ کر منہ کو ہاتھوں سے چھپا لیا اور آدھ گھنٹہ ایسی سخت سوچ بچار میں غرق رہا کہ ساری عمر میں نے ویسا غم پھر یا بعد نہیں کیا۔ کسی شخص نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا اور مسرت بھری آواز سے مجھ مخاطب کیا۔ جس سے میں اپنی رنج آمیز غور و فکر سے چونک پڑا۔ اور سر پھیرنے پر آگ کی روشنی سے جو ہمارے چند سپاہیوں نے روشن کیا تھا اُس نوعمر رومانوی لفٹنٹ کو اپنے پاس کھڑا دیکھا جس سے میں نے ۱۰ نومبر کو ہاتھ اور قافلی طابیوں کے درمیان مختصر سی عارضی التوائے کیوقت دوستانہ بات چیت کی تھی۔ ایکدوسرے کو پہچان کر ہمیں حیرت اور خوشی دونوں چیزیں ہوئیں۔

دریولا ہماری دونوں پلٹنیں ایک ایکڑ وسیع جگہ میں بند کر دیگئی تھیں اور اُن کے گرداگرد بیشمار سنتریوں کا پہرہ لگا دیا گیا تھا۔ دور سے بدمعاشی اور بدمستی کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یہ روسی سپاہیوں کی آوازیں تھیں جو حسب معمول اپنے ہم جنسوں کی طرح شراب پی پی کر اندھے ہو رہے تھے۔

میرا رومانوی دوست جسکا نام چاوجیا[۱۲۲] تھا سنتریوں کے افسر سے کچھ بات چیت کر کے مجھ اور تین اور افسروں کو اپنے کمپ میں لیگیا۔ وہ ایک میل کے فاصلہ پر ہمارے سابقہ اوپانتز مورچوں میں سے ایک میں مقیم تھا۔ وہاں اُس نے اپنے ساتھیوں سے ہماری ملاقات کرائی۔ جنہوں نے ازراہ مہمان نوازی وخوش اخلاقی ہمیں گرما گرم گراگ الف روٹی اور سور کا گوشت دیا۔ اللہ اکبر ہم نے کیسے بے تحاشا غذا کو پیٹ کیا۔ ہم نے نہالوں کو تہ تک بانوں سے چاٹ لیا۔ ہمارے رحمدل میزبان شفقت آمیز دلچسپی سے ہمیں دیکھ رہے تھے۔ میرا خیال ہے کہ ہماری یہہ حالت دیکھکر چاوجیا نو کی روشن آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔

شب ماقبل کیطرح آج کی رات بھی سخت تاریک تھی جسمیں کمپ کے الاؤوں کی پھیکی سی روشنی جا بجا اوجالا کئے ہوئی تھی۔ زمین بالکل منجمد اور برفباری شروع ہوگئی۔ سب طرفوں سے راگ رنگ اور ہنگامشتی کی آوازیں آرہی تھیں چند روسی افسر بھی ہماری مجلس میں آگئے۔ اُن میں سے ایک نے مجھے کتاب دکھائی جو میں نے دن کو زمین پر سے اُٹھائی تھی۔ اُس نے کہا یہہ انجیل ہے اور گانز کی کے وستہ گرنیڈیروں کے میجر کاسی کاف کی ملکیت ہے۔ یہہ تحفتہً اُسکی بیوی کے ہاتھ کی ہے۔ اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں اُسکے پاس لے چلتا ہوں۔ ممکن ہے وہ تمہیں اپنے موچیں ٹھہرالے۔ اس سے تم آیندہ چند دنوں کی تکالیف سے بچ جاؤ گے۔ کیونکہ جب تک ہمارے سپاہیوں کا خمار اور مستی دور نہ ہوگی۔ اسیروں کو لازمی طور پر تکلیف برداشت کرنی پڑیگی"۔

چاوجیا نو نے کہا میں بھی ساتھ چلتا ہوں اس سے مجھے معلوم ہوگیا کہ فاتحین عام جشن منا رہے ہیں اور ہر ایک کو نوکری پہرہ سے چھٹی ہے۔ دوسروں سے صاحب سلامت کر کے جو ترک روسی اور رومانوی سب آپس میں صلح وامن سے بیٹھ سگرٹوں کے داؤ لگا کر چوسر کھیل رہے تھے ہم تینوں اس مقام کی راستہ سے جہاں میری پلٹن آگ اور خیموں کے بغیر برف سے ڈھنپے ہوئے کھیت میں بسیر وسامان اور شمالی ظالم ہوا سے بالکل غیر محفوظ پڑی تھی گرنیڈیروں کے کمپ کو چلدیئے پلٹن کے کمپ سے ہمیں رنج و درد اور غیظ وغضب کے نعرے سنائی دیئے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ روسیوں نے جو رومانوی سنتریوں کی جگہ آئی ہے اسیران جنگ سے نہ صرف جیسی کہ عام روسی سپاہیوں سے توقع تھی نقدی گھڑیاں اور قیمتی چیزیں بلکہ بسکٹیں بھی چھین

---

[۱۲۲] میں نے یہہ نام صرف آواز کے لحاظ سے لکھا ہے۔ اُسکے درست ہجے مجھے معلوم نہیں۔ مصنف

الف شراب اور پانی کا مرکب۔ مترجم

لی ہیں۔ میرے پاس جس قدر باقی تھیں وہ میں اپنے آدمیوں کو دیکر اپنے ساتھیوں کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ اُن کو بھی میری طرح یہ سُنکر سخت رنج پہونچا تھا۔ میں لحہ بہر کیلئے رفقا سے علیحدہ ہوا۔ اُسی لحہ چند دسی مجھ پر جھپٹ پڑے اور میری جیبوں کو ٹٹول لیا۔ میں نے اپنے محافظین کو پکارا۔ مگر اُنکے پہونچنے تک بہادروں کو میری گھڑی اور تھوڑی سے چاندی کے سکے جو جیب میں کھلے پڑے تھے لیکر فوجکر ہو گئے۔ جنکا تاریکی میں تعاقب کرنا بالکل ناممکن تھا۔ خوش قسمتی سے پانچ طلائی پونڈ جو فلالین کی قمیص میں سلے ہوئے تھے وہ جن میرے پاس چھوڑ گئے۔

تمام میدان لاشوں سے پٹا ہوا تھا۔ اُس میں سے ہم بمشکل گرینڈیرون کے موچہ کو گئے۔ جب کبھی مجھے یہ خیال آتا ہے کہ اس وقت میں ضرور جیک کی لاش کے پاس سے گذرا ہونگا تو میرے جسم پر لرزہ پڑ جاتا ہے۔ مگر رات سخت اندھیاری تھی اور غم کو غلط کرنیکے لئے میں نے رفقا سے بلند آواز سے بولنا شروع کر دیا۔

گرینڈیرون میں شورہ پشتی۔ بدمستی اور بدنظمی زوروں پر تھی۔ ہم نے کئی شخصوں سے پتہ پوچھا۔ مگر ان بدمست وحشیوں میں سے جو شراب سے اندھے ہو رہے تھے ایک نے بھی درست پتہ نہ بتایا۔ آخر ہم کیمپ کے سلسلہ تار برقی کے ساتھ ساتھ چلتے چلتے میجر کے موچہ میں پہونچگئے۔ مالک کتاب کو میں نے رحمدل پایا۔ اُس نے میرا بہت شکریہ ادا کر کے کہا کہ "جلتے وقت مجھے یہ بھی نے بطور یادگار یہ کتاب دی تھی"۔ وہ ہم کو اپنی کچی جھونپڑی میں لیگیا۔ وہاں اور افسر بھی ہم سے آملے۔ اور چار۔ کونیاک شراب بسکٹوں اور سگرٹوں سے ہماری تواضع کیگئی۔ اُس ایک پیالہ چاء کا میں ہمیشہ ممنون ہونگا۔ اگر میجر کہتا تو اُس کے عوض میں بڑی خوشی سے اپنے پانچوں پونڈ دیدیتا۔ اب رات کے دس بجے کا عمل تھا۔ جسنے چاء پیا اور وسی لفٹنٹ کو ہم سے رخصت ہونا پڑا۔

میجر کاسی کاف نے چپکے سے میرے کان میں کہا۔ "اگر تمہارے پاس آدھا پونڈ ہوا تو ہم اُسے ویسکو تو بیں روبل تک تمہاری رہائش کا انتظام کر سکتا ہوں۔ میرے پاس روپیہ نہیں۔ ورنہ تمہیں نہ کہتا۔ یہ خرچ تم بہت فائدہ مند پاؤ گے"۔ میں نے اُسی رقم مطلوبہ حوالہ کر دی اور اُسکے چہرہ کو متبسم پاکر یا قیاس ساتھ ہے چار پونڈ بھی اُسکے پاس امانت رکھدیئے۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ اُسکے پاس رہنے سے وہ بدمست روسی سپاہیوں کی دستبرد اور قزاقی سے بچے رہینگے۔

میجر نصف پونڈ لیکر باہر نکل گیا اور آدھ گھنٹہ کے بعد ایک نو عمر نائب اسٹر اسٹر کو ساتھ لے آیا جسنے

میرے بازو پر پٹی باندھ دی اور ایسی متین چہرہ سے کہ مجھے ہنسی کو ضبط کرنیکے لئے ہونٹوں کو دانتوں سے دبانا پڑا میرے سخت زخمی ہونیکا سارٹیفکٹ لکھدیا۔ میرا بازو بالکل صحیح سالم تھا۔ البتہ جوؤں وغیرہ کے کاٹنے سے اُسکی سطح کا چمڑا جابجا پھول گیا ہوا تھا۔ کاسی کاف کے جھونپڑے میں ہی مجھے ایک افسر کا پلنگ دیدیا گیا۔ جو صبح کی لڑائی میں ہلاک ہوگیا تھا۔ میجر تھوڑی سی اور کونیاک پیئے اور چند گندمی آٹے کی ٹکیاں کھانیکے بعد میں اُنکے مہربان میزبان سے گرمجوشی کے ساتھ مصافحہ کرکے کمال تکان وہ پلنگ پر لیٹ گیا اور کسی طرح کے خواب یا ایک دفعہ بھی وردیاں میں جاگنے کے بغیر کامل بارہ گھنٹے سیر ہوکر سویا۔

دوسرے دن (۱۱ دسمبر) میں نے میجر کے جھونپڑے کے اندر ہی کھانے پینے۔ باتیں کرنے۔ سونے اور تاش گنجفہ و چوسر کے کھیلنے میں بسر کیا۔ کاسی کاف نے میری درخواست پر ڈائمانٹ میں ایک خفیف سی رقم جو میری خوراک کی بابت اُسکے حساب میں لکھی گئی تھی وضع کرلی۔ نوجوان ڈاکٹر نے آج پھر سات آٹھ افسروں کے بالمشافہ جو سازش میں شریک اور اس تمسخر پر خوب قہقہے لگاتے تھے میرے بازو کا معائنہ کیا۔ میں اُس اشد بدمعاش ڈاکٹر کے چہرہ کو دیکھ دیکھ کر حیران ہوتا تھا۔ کہ وہ کس طرح اُسے قائم رکھے ہوئے ہے۔ سارا عرصہ اُس کے چہرہ کے ایک پٹھے نے بھی حرکت نہ کی اور کاغذ کے سفید ورق کیطرح وہ بالکل صاف اور ہموار رہا۔

میجر کاسی کاف اور اُسکے ساتھی افسروں کے سلوک کا میں کمال مشکور ہوں۔ اُنکا رویہ نہایت ہی تعریف کے قابل تھا۔ عام سپاہیوں کی بدمعاشی و بداطواری کے مقابلہ پر اُنکی خوش اخلاقی۔ عالی حوصلگی اور بےغرض مہمان نوازی روز روشن کیطرح چمک رہی تھی۔

لفٹنٹ چادجیانو مجھے ملنے آیا اور میرے لئے جرابوں کا جوڑا لایا۔ اس چیز کی مجھے سخت ضرورت تھی اُسکے خوبصورت لطفانہ چہرہ اور خندہ اطواری سے مجھے جیک یاد آگیا۔ اُدھر شراب کا بھی خاصہ غیر معمولی مقدار میں میرے سر پر سوار تھا۔ میں نے اپنی کل دکھ درد اُسے ایک ایک کرکے سنادیئے جنکو وہ بڑے تحمل سے سنتا رہا اور جب تک میں اپنے دل کی بھڑاس نکالتا رہا وہ نہایت شفقت اور محبت سے میرے ہاتھ کو پکڑے ہوئے پلنگ کے پاس بیٹھا رہا۔

اُس رات میں سویرے ہی سوگیا اور چودہ گھنٹوں کی مسلسل نیند سے شراب کی پیدا کی ہوئی رقیق القلبی کو دور کیا۔

یہہ مجھے بعد میں سنجارسٹ اور خرکوف جاکر معلوم ہوا کہ ترک اسیروں کو بہت تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں متعدد ذیل سے جو کچھ مجھے معلوم ہوا۔ اُسے مختصر طور پر میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔

ترکی فوج نے۔ ارارات کی درمیانی رات اُنہی اُنہی جگہوں پر بسر کی۔ جہاں وہ لڑائی کے فتح ہونیکے وقت موجود تھی ہتھیار سب لیلئے گئے تھے۔ اور اکثر کی نقدی قیمتی چیزیں بسکٹیں بلکہ گرانی کوٹ تک لوٹ لئے گئے تھے۔ ترکوں کو آگ جلانیکی اجازت نہ دیگئی تھی۔ اور نہ اُن میں کوئی خوراک اور پانی تقسیم کیا گیا تھا۔ زمین منجمد ہوگئی تھی اور ساری رات برف پڑتی رہی تھی۔

ارارکو قیدی تین حصوں میں تقسیم کئے گئے۔ ایک جماعت گریوتنزا کے قرب جوار کو بھیجدیگئی۔ دوسری وِدد کے مغربی کنارہ کے میدان کو۔ اور تیسری دائیں کنارہ پر شہر اور پُل کے درمیان ہی سب جگہ اسیر کہلے میدان میں رہے۔ رسد پانی مطلقاً تقسیم نہ گیا۔ نہ بیماروں اور زخمیوں کی کوئی خبر لیگئی جب سپاہی باہر و زاری کچھ کھانیکو مانگتے تو اُنہیں جواب دیا جاتا کہ "خود تمہارے افسروں کا بیان ہے کہ تمہارے پاس چھ دن کی خوراک کیلئے بسکٹیں موجود ہیں"۔ اس امر کا کوئی خیال نہ کیا گیا کہ دس میں سے نو کا راشن چھین لیا گیا ہے وِدد کے پانی پینے کی ممانعت کر دیگئی تھی۔ کیونکہ دریا کا پانی لاشوں کے ڈالے جانے سے خراب ہوگیا تھا۔ مگر بایں ہمہ اور پانی ہی نہ تقسیم کیا گیا۔ اور اسیروں کو پگھلی ہوئی برف اور جوہڑوں کے پانی پر قناعت کرنی پڑی ترکی ڈاکٹروں سے آلات اور ادویات لیلی گئی تھیں۔ جنکو روسی ڈاکٹروں نے خود اپنے زخمیوں پر استعمال کیا۔ سینکڑوں زخمی اور اعضا بریدہ تڑپتے گلتے رہے۔ اینہ ہن ہی مطلقاً تقسیم نہ کیا گیا۔ البتہ روسی سپاہیوں نے ترکوں کی ہی شکستہ گاڑیوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے فی ٹکڑا پانچ پانچ شلنگ پر بیچے۔ صرف روسی لوگ جنہوں نے میری طرح اندرونی کپڑوں میں نقدی چھپا کر رکھی ہوئی تھی کوئی چیز خرید سکے روسی۔ پولنڈی اور رومانوی یہودیوں نے سات آٹھ پیشانک فی من کی ایک ایک روٹی دس دس قرش کو صاف پانی کا ایک پیالہ ۵ قرش کو اور کروہ و متعفن برانڈی کی ایک ایک بوتل ایک ایک پونڈ کو فروخت کی۔ پینیر فی اونس (۱½ تولے) پانچ قرش قیمت پاتا تھا۔ اور یہی قیمت ایک ڈاھدا کو یا شلغم کی تھی۔ افسروں کے اسباب کو روسی سپاہیوں نے سب سے زیادہ بولی پر نیلام کر دیا۔ جن ترکوں نے قزاقی کی مزاحمت کی وہ فوراً ہلاک کر دیئے گئے۔ جو تین یا چار شقاوت پیشہ عثمان پاشا کے ذاتی اسباب کی حفاظت پر مامور تھے اُنکے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا تھا۔ اور اسباب پر روسی سپاہیوں نے تصرف کر لیا تھا۔

ایک ہفتہ تک جبکہ پہلا گروہ سسٹوا کو بھیجا گیا یہی کیفیت رہی۔ کل اسیر نپولین کے قرب و جوار سے چودہ دنوں میں رخصت ہوئے۔ اس عرصہ میں تین چار ہزار آدمی اُن مصائب اور فاقوں کا شکار ہو گئے جو فاتحین نے اُنکو دیئے تھے۔ چودہ دنوں میں سے صرف آٹھ دن اُن میں تھوڑی تھوڑی روٹی تقسیم کیگئی تھی۔ وسیوں نے اپنے بیکس و درماندہ قیدیوں کو جو جو ناگفتہ بہ اذیتیں پہونچائیں۔ اُن میں سے میں صرف ایک کا مثالاً ذکر کرتا ہوں۔ اِن فاقہ کش اور ہیجی پوش قیدیوں کی گروہ در گروہ کو بلا غرض و بلا مطلب کوہسار اور برف میں بار بار کیمپ کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ کو بھیجا جاتا تھا۔ اب ایک گروہ کو گریوتز سے تیرہ میل کے فاصلہ پر گورنمنٹر و پولی بھیجا جاتا اور اُسی دن یا دوسرے دن اُسے پھر گریوتز واپس بھیجدیا جاتا۔

اکثر دفعہ کل ہرگز نہیں ترک افسروں کے ساتھ اُن کے روسی بھائیوں نے بہت عمدہ سلوک کیا۔ روسی افسر اپنے سپاہیوں کی درندگی اور وحشت۔ اپنے کمشریٹ کی کامل بدانتظامی۔ ہسپتالی بندوبست کی قابل شرم بدنسقی منتظمین کی ناقابلیت اور بعض قواعد احکام کی بیجا سختی کو خود تسلیم اور اُن پر دلی تاسف کرتے تھے۔

عثمان پاشا کو بجہ نیلان گانہ کی۔ کاتیلائی اور چینات۔ ارکی شام کو ہوپٹرے (یعنی چوبی مکان) میں جا ملے۔ اُنکے لئے گاڑی منگوائی گئی۔ اور اُس پر سوار کر کے اُنہیں نپولین بھیجدیا گیا۔ راستہ میں اُنہیں گرینڈ ڈیوک نکلس اور والی مولدیا ملے۔ اول الذکر نے نہایت عزت و احترام کے ساتھ پیش آکر پاشا موصوف کو اُنکی شاندار مدافعت پر مبارکباد دی۔ شاہزادہ چارلس نے بھی مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھایا۔ مگر بہادر عثمان کا اسیری میں بھی وہی دم خم تھا۔ اُس نے باغی والی ریاست کے ساتھ مصافحہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اپنا ہاتھ آگے نہ کیا۔ افسروں نے ہزاہ کے نعرے بلند کئے۔ اور سپاہیوں نے باقاعدہ فوجی سلامی اُتاری۔ دوسرے دن عثمان پاشا کی زار سے ملاقات کرائی گئی زار نے اُسوقت فرنچ زبان میں یہ الفاظ کہے :-

"میں آپ کو آپ کی شاندار مدافعت پر مبارکباد دیتا ہوں۔ یہ جنگی تاریخ کا سب سے نمایاں کارنامہ ہے"

اِن الفاظ کی جو تاریخی ہو گئے ہیں کل دُنیا کی منفقہ رائے نے تصدیق کر دی ہے

اُسی دن سہ پہر کو یوقت کاسکوں اور اُسی اور ہی سواروں کے اعزازی دستہ کے ساتھ عثمان پاشا

کو بوغوت بھیجدیا گیا جہاں وہ دو ہفتہ تک خیمہ میں مقیم رہے۔ اور انکا سابق اعلیٰ ڈاکٹر حاسب بک۔ ایک جرمن ڈاکٹر۔ اور چند خوہران صلیب احمر انکی تیمارداری اور مرہم پٹی کرتی رہیں۔ بوغوت سے برہانشتیوا اور سنجاربست انہیں خرکوف پہونچادیا گیا۔ جہاں وہ پانچ ۱۸۷۸ء میں قید سے رہا ہونے تک مقیم رہے۔ ایام اسیری میں اوّل سے آخر تک انکے ساتھ کمال فراخدلی اور بلند حوصلگی سے سلوک کیا گیا۔ اور جیسی کہ ان کے عام سپاہیوں کو منزل مقصود پہونچنے تک مصائب عدیدہ اور تکلیفات شدیدہ برداشت کرنی پڑیں۔ ویسے ہی اسکے عین برعکس ان کو کمال آرام آسایش کے ساتھ رکھا گیا۔ خرکوف میں شہر پلیونا کا شاہانہ اعزاز واکرام کیا گیا اور وہانکی اعلیٰ سوسائٹی انکے پاؤں دھو دھو کر پیتی رہی۔

۱۰ اور ۱۱ کو جو معاملے پلیونا میں گذر گئے قلم ان کو بیان کرنیکا یارہ نہیں رکھتا۔ میں نے چشم دید شاہدوں سے ایسی ایسی باتیں سنیں کہ انہیں سنکر انسان غصہ کے مارے کپڑوں سے باہر ہوجاتا ہے۔ اور اسکا خون کھولنے لگ جاتا ہے۔ بلغاریوں نے بالکل وحشیوں اور دیوانوں ایسی حرکتیں کیں جب یہ خیال آتا ہے کہ عیسویت کی اسلام پر فتح پانیکی خوشی اس طرح منائی گئی تھی کہ عیسائیوں نے بیگناہوں کا قتل عام کیا۔ انکا مال و اسباب لوٹ لیا اور ناگفتہ بہ جرایم کا ارتکاب کیا تو روح کو سخت صدمہ پہونچتا ہے۔ فتح پلیونا پر جو جو ظلم وقوع میں آئے۔ ان سے بلغاری قوم کے نام پر ہمیشہ کیلئے دھبہ رہیگا۔ یہ ظلم ایسے نہ تھے کہ انکا ہونا اٹل تھا۔ بلکہ کمال آسانی کے ساتھ انکے ارتکاب سے پہلو بچایا جاسکتا تھا۔

پلیونا ۴۳ دنوں کی مدافعت کے بعد جو بقول نپولین اسکندر ثانی دیبنگی تاریخ کے کمال شاندار کارناموں میں سے ایک کارنامہ تھی" فتح ہوا۔ ان دنوں میں سے ۶۳ دن سخت محاصرہ رہا۔ یعنی ۸ ستمبر سے لیکر ۴ نومبر تک ۶۰ دن ابتدائی محاصرہ اور ۲۴ اکتوبر سے لیکر آخری حملہ تک ۷ دن واقعی محاصرہ اس عرصہ میں تین (یعنی ۳۰ جولائی۔ ۱۱ و ۱۲ ستمبر اور ۱۰ دسمبر کی) بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں چار (یعنی پلیونا کی لڑائی مورخہ ۲۰ جولائی۔ پلی شات کی لڑائی مورخہ ۳۱ اگست۔ لوفچہ کی لڑائی مورخہ ۳ ستمبر اور گورنا دوبنیک کی لڑائی بتاریخ ۲۴ اکتوبر۔ دوسرے درجہ کے معرکے۔ اور بیشمار چھوٹی چھوٹی معرکہ آرائیوں کے علاوہ ۲۰ چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوئیں یعنی بالاوسط ہر پانچویں دن ایک لڑائی ہوتی رہی۔

پلیونا کی بدولت وسیوں کے کم انکم ۵۵ ہزار رومانویوں کے دس ہزار اور ترکوں کے تیس ہزار آدمی

ہلاک اور ناکارہ ہوئے۔ جو لوگ بیماری سے فوت ہوئے اور نیز وہ آٹھ نو ہزار اسیران جنگ بھی جو روسی علاقہ میں پہونچنے سے پہلے بھوک سردی اور بیماری سے مر گئے اسی تعداد میں شامل ہیں۔ ہلاک پلیونا کے مقتول و مجروح باشندوں کو بھی شامل کیا جائے تو اُن لوگوں کی تعداد جنکی جانیں یا اعضا پلیونا کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھے ایک لاکھ سے کم نہیں ہیں[۱۲۵] ہوتی۔ اُن میں سے چالیس ہزار بیماری فاقہ اور ضربات سے یا تو اُسیوقت یا بعد میں جاکر ہلاک ہوئے۔ فقط میدان جنگ میں بیس ہزار ہلاک ہوئے۔ پلیونا کے قرب جوار میں ایک شہنشاہ کی بیوقوفی اور جہانبانی و سیاست کی بیس ہزار قربانیاں آخری نیند سو رہی ہیں۔

اوّل سے لیکر آخر تک مع جملہ نقصانات پلیونا کو فتح کرنیکے لئے روسی تخمیناً اڑھائی لاکھ آدمی اور سات سو توپیں اور ترک اُسکے بچاؤ کے لئے ساٹھ ہزار آدمی اور ایک سو توپیں میدان جنگ میں لائے۔ روسیوں کی تعداد میں رومانوی بھی شامل ہیں۔

محاربہ پلیونا گو ایسی ایسی مہیب اور رقت انگیز باتوں سے مملو ہے کہ خداوند کریم ناظرین کو آنکھوں سے چھوڑ خواب میں بھی اُنکی نظیر نہ دکھائے۔ تاہم اُس میں ایسی باتیں بھی تھیں جن سے انسانی فطرت کے کمال خوبصورت اور شریفانہ بلکہ ملکوتی جوہر واضح ہو رہے ہیں۔ بفرض محال اس محاربہ سے تاریخی یا سیاسی یا علم حرب یا فن جنگ کے متعلق کوئی سبق حاصل نہ ہو سکتا ہو اور نہ وہ ایسی بنیاد کا کام دیسکتا ہو جس پر آئین کیلئے خیالات و قیاسات کی پل بندی کیجائے۔ تاہم اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ اُس نے وہ ارفع و اعلیٰ شوکت عظمت و رفعت کل دنیا کو دکھلادی ہے جس پر وہ لوگ جو سچائی کی حمایت میں لڑ رہے ہوں یا اُنکا خیال ہو کہ وہ سچائی کی حمایت میں لڑ رہے ہیں پہونچ سکتے ہیں۔ یہ میرے منصب سے خارج ہے کہ واقعات گذشتہ سے جو سبق حاصل ہو سکتے ہیں اُنکو سوجھاؤں یا اُن سے نتائج اخذ

[۱۲۵] کرنیل مکن لکھتا ہے کہ اڑتیس کے بعد روسی فوج پیدل میں ہر روز دو سو آدمی بیمار ہوتے تھے۔ اگر کیولری توپخانہ قطار اور شاف کی نسبت یہ فرض کر لیا جائے کہ کل عرصہ میں اُنکا ساتواں حصہ بیمار ہوا تو کل روسی فوج محاصرہ کنندہ کے بیماروں کی تعداد ۲۲ ہزار تک پہونچ جاتی ہے جن میں سے ضرور حصہ کثیر مر گیا ہوگا۔ کیونکہ صرف سخت بیمار و مجروح پیچھے بھیجے جاتے تھے جنکی بیماری معمولی ہوتی تھی وہ کیمپ میں ہی رہتے تھے جہاں کافی و مناسب علاج معالجہ نہیں ہو سکتا تھا۔ مصنف۔

کروں یا آئندہ کے لئے پیشینگوئیاں کروں۔ تاہم اگر میں اس موقع پر ایک اہم نصیحت زبان سے نکالدوں تو شاید بیجا نہ ہوگا یہ نصیحت نہ فقط پلیونا کی محافظت میں ہی بلکہ کل محاربہ کرس دروم میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اور مندرجہ ذیل تمثیل اُسے بلاکم وکاست واضح کر رہی ہے۔ "دشمن قارنجہ الیسہ فیل کبی ظن ایلہ"۔ گو تمہارا دشمن چیونٹی کے برابر ہو اُسے ہاتھی ایسا بڑا سمجھ کر کام کرو۔"

تاکہ ناظرین کو محاربہ کی عام کیفیت کا پتہ ملجائے میں اس موقع وہ تمام واقعات جو پلیونا کے محاصرہ کے اثناء میں یورپ اور ایشیا میں وقوع پذیر ہوئے بالاختصار بیان کئے دیتا ہوں اور اولاً یورپ کو لیتا ہوں۔

زاروچ کی فوج قرہ لوم کے بائیں کنارہ پر اور اسکے مخالف سلیمان پاشا کی فوج رسگراد اور اسکے قرب جوار میں تھی۔ آخر الذکر نے ۱۹ نومبر کو چار ڈویژنوں سمیت "دریا لوم" کو عبور کر کے تاریخ ۲۶ نومبر روسی فوج کے قلب اور درمیانی حصہ پر جو بمقام مچکا مقیم تھا حملہ کیا۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔

بعد ازاں سلیمان نے روسیوں کے میمنہ کی طرف رُخ کیا اور ۴ دسمبر کو مقامات ماریان۔ سلاتی اور آلینا چھین لئے۔ سلاتی نتزاتو روسیوں نے دو دن بعد پھر لے لیا۔ مگر آلینا جو اصل کارآمد موقع تھا ترکوں کے پاس ہی رہا۔

شپکا اور اسکے گرد نواح میں رادسکی اور رودوف پاشا کی فوجیں بدستور اپنی اپنی جگہ پر مقیم رہیں آخر الذکر نے ۸-۱۱ اور ۱۲ اکتوبر کو غنیم پر حملہ کیا۔ مگر ہر مرتبہ پسپا کر دیا گیا۔ ان فتوحات سے روسیوں نے کوئی فایدہ نہ اُٹھایا اور اپنی جگہ پہ ہی قائم رہے۔ برف کی وجہ سے اس نواح میں کوئی اہم کارروائی نہ کی گئی۔

مغربی بلگیریا میں روسی فوجیں فتح پلیونا سے پیشتر ہی جنوب میں الطروپول سے درتزاتک اور شمال میں پشتی سے لوم پلنکہ تک پھیل گئی تھیں۔ محمد علی کی بابا قوناق والی فوج کا عدم وجود برابر تھا۔ اور برابر ہا عثمان کی تسلیم یا اطاعت گزینی سے وسینکی مغربی فوج کا ٹڈی دل اور چاروں رومانوی ڈویژن دوسرے کاموں کیلئے فارغ ہو گئے۔ اور ساتھ ہی اس سے یورپ میں ترکوں کا میسر بے پناہ اور نگا اور اُنکے لئے مشرقی بلگیریا اور مشرقی رومیلیا کے مغربی نصف حصہ پر قبضہ

قائم رکھنا ناممکن نہ سہی مشکل و دشوار ہوگیا۔

ثانیاً۔ ایشیا کے واقعات۔

روسی جینہ نے جنرل اوکلو بشیو کے زیر کمان بتاریخ ۱۱ نومبر دویش پاشا پر بمقام کتسوبائی حملہ کیا۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ اس لڑائی کے سوا اس نواح میں کوئی اہم معاملہ نہ گذرا۔

دریولا قلعہ میں فیصلہ کن جنگ ہوچکا تھا مختار پاشا نے اپنی فوج کا باقیماندہ حصہ اور نیز ان کمکوں کو جو دوسری فوجوں سے آئی تھیں۔ بمقام دیوبویون جمع کیا تھا۔ ۴ نومبر کو جنرل ہیمین نے وہاں حملہ آور ہوکر اُسے سخت ہزیمت دی۔ اور وہ اپنی سپاہ کا بقیۃ السیف ہمراہ لیکر ارض روم کو بھاگ گیا۔ ۹ اور ۱۰ نومبر کی درمیانی رات کو روسیوں نے اس قلعہ پر دھاوا کیا۔ لیکن کامیاب ہوئے۔ اس پر اُس کا باقاعدہ محاصرہ کیا گیا۔ مگر اسمٰعیل پاشا کی اپنی اور نیز مختار پاشا کی باقیماندہ فوج نے محاربہ کے آخیر تک اُسکی خوب[۱۲۶] حفاظت کی۔ اختتام محاربہ پر معاہدہ سین سٹیفانو کی شرائط کے روسیوں کو اسکا قبضہ دیدیا گیا تھا۔ دریولا ۱۷ اور ۱۸ نومبر کی درمیانی رات کو جنرل لازارف نے قارص[۱۲۷] کو دھاوا کرکے فتح کرلیا تھا۔ ترکی فوج نے ۳۲ دن تک کمال شجاعت و مردانگی کے ساتھ اُسکی محافظت کی تھی

جب اسمٰعیل پاشا کی فوج مختار پاشا کی باقیماندہ فوج کو جالی تو روسیوں کی فوج میسر جو جنرل ترگوکاسوف کے زیر کمان تھی اور اسمٰعیل پاشا اُسے دیکے ہوئے تھے۔ دوسرے کاموں کیلئے فارغ ہوگئی چنانچہ وہ جنرل ہیمین کی فوج سے جالی اور دونوں نے ارض روم کا محاصرہ کرلیا۔

اس محاصرہ کے سوا ایشیا میں ایک طرح سے جنگ کا خاتمہ ہوگیا تھا۔ ایک تو جاڑا بہت ہی سخت تھا اور دوسرے دونوں فریق تھک گئے تھے جس سے انہوں نے خود بخود قبل از وقت جنگی کارروائیاں ملتوی کردیں۔

---

[۱۲۶] ارض روم کی مدافعت و محافظت کی کیفیت گو دنیا کو بالعموم معلوم نہیں۔ مگر جنگی تاریخ کا وہ بھی ایک بہت اور ذی وقعت حصہ ہے۔ اور بجائے خود نہایت شاندار جنگی کارنامہ ہے۔ مصنف۔

[۱۲۷] مورخین کا بیان ہے کہ روسیوں نے یہ مقام چند شیعہ اہالیان شہر کی غداری اور نمکحرامی کی بدولت فتح کیا تھا ۱۸۵۵ء کے محاربہ کریمیا کے وقت بھی روسیوں نے اسی طرح فتح کرلیا تھا۔ عمر پاشا فتح سباستوپل کے بعد اس سے روسیوں کا محاصرہ اٹھانے کیلئے کریمیا سے آدھمکا گیا۔ مگر وہ اُنکے پہونچنے سے پہلے فتح ہوچکا تھا۔ ارض روم کا قبضہ روسیوں کو معاہدہ برلن کے رو سے پھیرنا پڑا تھا معاہدہ سین سٹی فانو اور معاہدہ برلن رسالہ سفر و ضرب مظالم آمیز میں درج ہیں۔ مترجم۔

آٹھ مہینوں کی کارزار میں روسیوں نے بے تعداد افواج اور سلطنت کے بہترین ماہران علم حرب (اور بس میلی کاف ہمین اور لازارف) افسروں کی موجودگی کے باوجود ایک احد فتح (یعنی فتح قاص) کے علاوہ اور کوئی نمایاں فتح حاصل نہ کی۔ اور یہہ ایک فتح بھی متواتر شکستیں کھانے اور ہزیمتیں اٹھانے کے بعد حاصل ہوئی۔ باقی رہے ترک اس محاربہ میں اخبار بین دنیا کی نظروں میں انکی وقعت بہت ہی بڑھگئی اخبار پڑھنے والوں کے حصہ کثیر نے پیشینگوئی کی تھی کہ ایشیا میں روسی بلا مزاحمت آگے بڑھتے جائینگے اور کل ملک پر قبضہ کرلینگے۔ وہ اسکی دلیل یہہ دیتے تھے کہ یہہ لازمی امر ہے کہ ترک اپنی بہترین فوج یورپ میں جمع کرینگے اور ایشیا میں ناقص حصہ رہیگا جو روسیوں کا ہرگز مقابلہ نہیں کرسکیگا۔ مختار پاشا کا نام بھی اس محاربہ سے کل دنیا میں مشتہر ہوگیا اور ۱۸۷۵ء و ۱۸۷۶ء میں صوبجات بوسنیا و ہرزی گووینا میں انکی نیکنامی میں جو تھوڑا سا فرق پڑ گیا تھا اسکی پوری پوری تلافی ہوگئی۔

اگر آدمی کو موقع ملجائے تو وہ بالعموم اپنے تئیں اسکا قابل ثابت کردکھاتا ہے یہہ مقولہ یا اصول ۱۸۷۷ء کے محاربہ میں تین شخصوں کی نسبت بالکل درست ثابت ہوا ہے۔ اور وہ تین شخص جنہوں نے اپنے تئیں ان موقعوں کے جو انہیں دیئے گئے قابل ثابت کیا۔ (اوسوقت کے ایک جرمن اخبار نویس کے استعارہ کے مطابق) یہہ تھے پلیونا کا شیر ببر شپکا کا بل ڈاگ اور کوہ قاف کی لومڑی۔ محاربہ مذکور میں چوتھا موقع مشرقی بلگیریا میں پیدا ہوا تھا۔ مگر اسے پکڑنیکے لئے کوئی آدمی نہ تھا اور یونہی گیا[1]

باب شانزدہم

اسیری و خاتمہ۔ دسمبر ۱۸۷۷ء سے اپریل ۱۸۷۸ء تک

زمانہ اسیری کے واقعات سے اگر میں چاہوں تو خاصے مجم کی کتاب تیار کرسکتا ہوں بعض ماجرے کمال خوشگوار تھے۔ ان تین مہینوں میں میں نے اپنی عمر کے باقی ۳۵ برسوں سے کئی قصے زیادہ عشقبازی کی اور دوسرے جو شروع شروع میں ہی پیش آئے ایسے تھے کہ اب تقریباً بیس برس گذر جانیکے

---

[1] مختار پاشا جنوری میں یورپ بلالئے گئے تھے۔ جہاں انہیں دارالخلافہ کی حفاظت کا کام سپرد کیا گیا تھا۔ یہہ مجھے معلوم نہیں ہوا کہ وہ ارض روم سے بیکار روسیوں نے محاصرہ کیا ہوا تھا کس طرح باہر نکل آئے تھے مصنف

[2] یعنی عثمان پاشا سلیمان پاشا مختار پاشا مترجم۔

باوجود یہی جب اُنکا خیال آتا ہے تو بدن پر لرزہ پڑ جاتا ہے۔ مَیں صرف موٹی موٹی باتیں تحریر کئے دیتا ہوں۔ میجر کاسکوف کے پاس مَیں ایک ہفتہ سے زیادہ ٹھہرا۔ وہ اور اُسکے ساتھی مجھ پر بے انتہا مہربانی کرتے رہے۔ ایک دن علی الصباح جبکہ سخت سردی پڑ رہی تھی اور زمین پر دو دو فیٹ برف منجمد تھی۔ مجھے ایک چھکڑے پر بٹھا کر ورتسزا بھیجا گیا۔ چھکڑے پر مجھے صرف اُنہی میزبان کے رسوخ اور بناوٹی نغم کی طفیل جگہ ملی تھی۔ ورنہ پیدل جانا پڑتا۔ ورتسزا جا کر مَیں دو ہزار اسیران جنگ کی جماعت میں شریک ہو گیا۔ جماعت مذکور رومانوی سپاہیوں کے پہرہ میں تھی۔ ورتسزا سے ہم براہ شومُلا و سمنترا نجارسٹ کو گئے۔ راستہ میں ڈینوب کو وسیوں کے بنائے ہوئے کشتیوں کے پل سے عبور کیا۔

یہ سفر جو آٹھ دن میں ختم ہوا سخت مہیب تھا۔ کل علاقہ برف سے ڈھنپا ہوا تھا اور ہر وقت آندھی برف اور کوہر کے طوفان چلتے رہتے تھے۔ مَیں اور پچاس ساٹھ دیگر چھکڑوں پر تھے۔ باقی کل قیدی اور محافظ سپاہی پیدل تھے۔ البتہ کہیں کہیں رومانوی دہقان تھوڑے تھوڑے فاصلوں کے لئے اکثر پیدلوں کو اپنے چھکڑے دیدیتے تھے۔ مَیں نے بچشم خود کم از کم چار سو اسیروں کو راستہ میں تکان سے گرتے دیکھا۔ اُنکی کتنے کے برابر بھی پرواہ نہیں کیجاتی تھی۔ وہ یا تو سردی یا بھوک سے وہیں پڑے پڑے مر جاتے یا بھیڑیئے جو کالم کے ساتھ ساتھ لگے رہتے تھے زندوں کو ہی پھاڑ ڈالتے۔ جو آدمی گرتا۔ اُسی وقت اُسکے سر پر کوے۔ گدّیں اور چیلیں منڈلانے لگ جاتیں اور جب سمجھتیں کہ اب اُس میں سکت نہیں رہگئی تو یکبارگی ٹوٹ پڑتیں۔ آٹھ دنوں میں تین مرتبہ ہمیں کھلے میدانوں میں اسیر کرنا پڑا۔ زمین پر کئی کئی فیٹ برف ہوتی۔ اور پارہ منجمد ہونیکے درجہ سے کئی درجے نیچے گرا ہوا ہوتا تھا۔ کرسمس ڈے (بڑا دن یعنی یوم ولادت مسیح) مَیں نے اسی حال میں منایا تھا۔ دیہات میں عموماً چند گھنٹوں کے لئے مکان ملجاتے تھے۔ مگر راستہ سے اسیر ترکی پہلے اس قدر جماعتیں گذر چکی تھیں کہ کسانوں کے دل سخت ہو گئے تھے۔ پہرہ کے بعض سپاہی پورے وحشی تھے اور بعض (بالخصوص افسر) بے اندازہ مہربانی کرتے تھے اکثر بے زبان اسیر ترکی طرح گم سم اور مٹی کے بت تھے۔ نہ وہ سفاکی جانتے تھے اور نہ رحمدلی۔ قصہ مختصر ان فاقہ کش۔ آبلہ پا برہنہ پوش اور بے سکت و درماندہ قیدیوں کی قطار پریشان سے زیادہ ابتر حالت کا کوئی نظارہ تصور میں نہیں آسکتا صرف عثمان کی اسیر شدہ فوج کے پانچ ہزار آدمی سمنترا اور نجارسٹ کے درمیان ضایع ہوئے تھے۔ اس فوج میں سے جس میں کبھی ۴۰ ہزار آدمی تھے فقط ۱۵ ہزار زندہ سرویا

میں پہنچے اور صرف بارہ ہزار اپنے گھروں کو واپس گئے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ روسیوں کی قید میں پچاس ہزار تک فوت ہوئے تھے۔

بخارسٹ پہونچکر ہماری مصیبتوں کا خاتمہ ہوگیا۔ وہاں کے بازاروں میں رومانوی مستورات قیدیوں میں قہوہ۔ شوربا۔ روٹی مٹھائی۔ تمباکو۔ سگرٹ اور شراب تقسیم کرتی رہیں۔ یہیں بارکوں میں اتارا گیا۔ وہ ہم کو بہشت سے کم نہیں معلوم ہوتی تھیں۔

وہاں پہونچنے سے دو دن بعد مجھ زبانی اقرار پر رخصت ملگئی۔ اور جرمن قونصل نے ایک فرنچ تارک الوطن خاندان سے میری ملاقات کرادی۔ میں دو ہفتے اسی خاندان کے پاس ٹھہرا اور وہ لوگ میرے ساتھ بڑی مہربانی اور شفقت سے پیش آتے رہے۔ میں انہی کے مکان پر تھا کہ بیمار ہوگیا۔ بیماری کے دنوں میں مالک مکان کی بیوی اور لڑکی کمال محبت سے میری تیمارداری کرتی رہیں۔ میں نے اپنے باپ کو روپیہ کیلئے تار دیا تھا۔ جس نے ایک ساہوکار کی معرفت مجھ معقول رقم بھیج دی۔ اکتوبر کے وسط سے بعد مجھ گھر سے پہلا خط بھی وہیں بخارسٹ میں ملا۔ اسجگہ اور نیز خرکوف میں محافظین میری خط وکتابت کو پہلے خود کھول کر دیکھ لیا کرتے تھے۔ بخارسٹ میں ہی میری باش چاؤش بقال اور اپنی پلٹن کے دیگر چند آدمیوں سے ملاقات ہوئی۔

رومانویوں کا مجھ ایک عجیب خاصہ یہ معلوم ہوا کہ وہ یہودیوں کو روسیوں اور آسٹریوں سے بھی بڑھکر کمال نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان سے سخت بغض رکھتے ہیں۔ کل ملک عملی طور پر یہودیوں[1] کے ہاتھ میں تھا۔ اور کسی قوم یا فرد کا یہودیوں کے بس میں ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ قوم یا وہ مرد یا عورت ذلت کے پست ترین قعر میں ڈوب گئی ہوئی ہے۔

چھٹی ختم ہونیکے بعد دوسرے دن میں کئی سو ساتھی قیدیوں اور روسی پہرہ کے ہمراہ ریل خرکوف کو روانہ ہوگیا جس جگہ رومانوی ریلوی لائن ختم ہوکر روسی لائن شروع ہوتی تھی۔ وہاں ہم کو بیس میل چھکڑوں پر سفر کرنا پڑا۔ بعد ازاں پھر ریل پر سوار ہوگئے۔ ان مقاموں کے نام بھی فراموش ہوگئے ہیں خرکوف کے نصف راہ پر ہم نے ایک چھوٹے سے مقام میں ایک دن اور دو راتیں قیام کیا

[1] یہودی ممالک یورپ میں زیادہ تر سودی بیوپار اور اس سے اُتر کر عام تجارتی کاروبار کرتے ہیں۔ اُنکو وہاں کا بنیا سمجھنا چاہئے۔ مترجم

اس جگہ کا بھی مجھے نام یاد نہیں رہا گیا۔ ہم سٹیشن پر سوئے تھے۔

خرکوف پہونچکر میں تین دن بارکوں میں رہا۔ بعد ازاں زبانی اقرار پر ایک گونہ آزادی مل گئی۔ پانچ میں کال ہائی ملنے تک میں ہر ہفتہ زبانی اقرار پر چھٹی کی تجدید کرالیتا رہا۔ چھٹی ملنے پر میں نے اپنی رہائش کے لئے علیحدہ مکان لے لیا اور اپنے کھانے پینے کا الگ انتظام کر لیا۔ اس عنایت پر میں پھولا نہیں سماتا تھا۔ مگر ساتھ ہی اسکی بدولت سر پر خرچ بھی بہت آپڑا۔ روسیوں کو نیکوپولی صوفیا اور دیگر مقامات سے وردیوں اور کپڑوں کے بڑے بڑے اسٹور بھی ہاتھ لگے تھے۔ ان اسٹوروں سے مجھے نئے کپڑے اور وردی ملگئی تھی۔ جنکو پہن کر میں خوب اکڑا پھرتا تھا۔ میری صحت۔ طاقت اور طبیعت کی شگفتگی بھی پوری پوری بحال ہوگئی ہوئی تھی۔ ذاتی اوصاف یا روپیہ کی بدولت میرے بہت سے دوست اور بیشمار شناسا ہوگئے تھے۔ ملاقاتیوں یا دعوتیوں کی مجھ پر ہر وقت بھرمار رہتی۔ مجھے ضیافتیں کھلا کھلا کر اس طرح موٹا کیا جاتا تھا جس طرح کسی نمائشی جانور کو کیا جاتا ہے۔ میرے درجہ کے لوگ میری ویسی ہی خاطر مدارات کرتے رہے جیسی کہ وہاں شہر اور امرا رعلاقہ عثمان پاشا کی۔ الغرض میرے ساتھ بہادرانہ۔ خوش خلقی نوازش۔ کشادہ دلی اور مہمان نوازی کے ساتھ جو تعلیم یافتہ روسیوں کا خاصہ ہے سلوک ہوتا رہا۔ خرکوف کی اقامت کا زمانہ میری عمر کے ان معدودے چند زمانوں میں سے ہے جو ہر پل میرے دن کمال راحت اور خوشی سے بسر ہوئے ہیں۔ محاربہ کی تکالیف اور سختیوں نے مجھے ایسا سخت جان کر دیا کہ بخار سٹ والی مختصر سی بیماری کے بعد راوڈی جنیرو (برازیل کا دارالخلافہ) میں زرد بخار سے ایکدفعہ بیمار ہونیکے سوائے میں کبھی ایک دن کیلئے بھی بیمار نہیں ہوا حتی کہ زکام اور سردی کی بھی کبھی شکایت نہیں ہوئی۔ جنگ کے دوران میں جو وحشت۔ درندگی اور سنگدلی طبیعت میں نشو و نما پاگئی تھی۔ وہ جلد دور ہوگئی۔ اور اب میں ایسا حلیم اور خدا ترس ہوں کہ تیتر مارنے یا پھول توڑنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔

محاربہ روم و روس کے آخری حصہ کی داستان۔ ۱۰ دسمبر سے شروع کر کے چند الفاظ میں بتائے دیتا ہوں۔

سلیمان پاشا کی فوج ۱۲ دسمبر کو بمقام ہمچکا شکست کھا کر افراتفری کے ساتھ رسچک اور سگارو کی مضبوط دیوار کی پناہ میں چلی گئی۔ الینا ۱۳ دسمبر کو چھوڑ دیا گیا۔ اور خود سلیمان مشرقی دمیلیا میں بلا لیا گیا۔

روسی مغربی فوج بلقان کو دو راستوں سے عبور کر گئی (درہ بابا قونآق سے ۳۱ر دسمبر کو اور درہ طرویان سے ۸ر جنوری کو) اور ۴ر جنوری کو اُس نے صوفیا پر قبضہ کر لیا جسے محمد علی کی فوج نے بتاریخ ۳۱ر دسمبر بمقام طاش کسن کمزور سی مزاحمت کرنیکے بعد چھوڑ دیا تھا۔ اور خود قسطنطنیہ کو ہٹ گئی تھی۔ ترکی شپکا فوج بتاریخ ۹ر جنوری ۱۸۷۸ء شینیووہ کی خونخوار لڑائی میں کامل ہزیمت یاب ہو کر فنا ہو گئی۔ فتح پلیونا سے ٹھیک ایک مہینہ بعد درہ شپکا کا راستہ روسیوں کے لئے کھل گیا۔ اس درہ کو ترک چھ مہینے تک روکے رہے تھے۔ جس عرصہ میں اُنکے پچاس ہزار اور روسیوں کے تیس ہزار آدمی درہ مذکور میں کام آئے۔

فلپ پولی پر ۱۴ر جنوری کو اور ایڈریانوپل پر جسے ترک ایک دن پہلے خالی کر گئے تھے ۲۰ر جنوری کو قبضہ کر لیا گیا۔ ورنیولا سربی ۱۴ر دسمبر کو حدود سے عبور کر آئے تھے اور اُنہوں نے جانگداز معرکوں کے بعد ۲۴ر دسمبر کو آق پلنکہ اور ۲۸ر دسمبر کو مقام پیروٹ فتح کر لیا تھا۔ اہالی مانٹی نیگرو کو بھی انہیں پہلے ہی چند بے حقیقت سے مقامات پر مثلاً بتاریخ ۸ر ستمبر نکچز میں فتحیں حاصل ہوئی تھیں اس عرصہ میں مزید فتوحات حاصل ہوئیں۔ ۱۰ر جنوری کو اُنہوں نے مقام انٹی واری اور ۹ر جنوری کو ڈلسگنو فتح کر لیا۔

نش کا سربیوں نے ویڈن کا رومانیوں نے اور سکوتری کا اہالی مانٹی نیگرو نے محاصرہ کر لیا ہوا تھا۔ یونان نے بھی یہ خیال کر کے کہ وہ اپنے بھائیوں سے کیوں پیچھے رہے جنوری میں اپنی فوج سرحد پر بھیجدی۔ مگر جب ٹرکی نے بے سکت ہونیکے باوجود اس کے حملہ کے روکنے کا انتظام کر لیا تو انگلستان اور آسٹریا کے معنی خیز اصرار پر اُسے پیچھے ہٹا لیا۔

سلیمان نے مشرقی رومیلیا میں اِدھر اُدھر سے جو فوج جمع کی وہ متواتر شکستیں کھانے کے بعد اپنا سارا توپخانہ دشمن کے حوالہ کر کے کوہ رہوڈوپ کے راستہ ویدی آنحاج کو ہٹ گئی اور وہاں سے براہ سمندر قسطنطنیہ چلی گئی۔

۳۱ر جنوری کو فریقین میں جنگ کا عارضی التوا ہو گیا۔ مگر باوجود اس کے روسی قسطنطنیہ کی طرف برابر بڑھتے چلے گئے۔ پلیونا کے فتح ہوتے ہی سلطنت میں مدافعت کی بالکل سکت نہ رہگئی تھی۔ تاہم دارالخلافہ کو محفوظ رکھنیکے لئے حیرت افزا اور سرتوڑ کوششیں کیگئیں۔ محمد علی کو فوج مرتب

کرنے کا کام سپرد کیا گیا۔ اور جس قدر سپاہ بہم پہونچ سکتی تھی اُسے قسطنطنیہ میں جمع کیا گیا۔ جب محمد علی شرائط صلح کا تصفیہ کرنیکے لئے ایلچی بنکر روسی کمپ میں گیا تو دارالخلافہ کی کمان مختار پاشا کو جسکو بعجلت ارض روم سے بلایا گیا تھا تفویض کیگئی۔ سلیمان پاشا قسطنطنیہ پہونچتے ہی گرفتار کیا گیا۔ اور اس پر غداری کا الزام لگایا گیا۔ یہہ الزام رؤف پاشا نے جو شپکا فوج کا اُسکے بعد کمانڈر ہوا تھا اُس پر لگایا تھا۔

فروری کے خاتمہ کے قریب روسی قسطنطنیہ کے سامنے پہونچگئے ۳ مارچ کو معاہدہ سین سٹی فانوپہ دستخط ہوئے جس کے رو سے بلگیریا اور مشرقی رومیلیا کو انادی دیکر یا جگذار خود مختار ریاست بنایا گیا۔ رومانیا کو باجگذاری سے مطلق العنان کرکے تاج شاہی دیا گیا۔ سرویا کو۔ اضلاع نش۔ پیروٹ اور درانجا۔ مانٹی نیگرو کو اضلاع انٹی واری و اسکنو اور کچھ حصہ البانیا کا۔ رومانیا کو صوبہ ڈوبرڈشا اور روس کو اضلاع قارص۔ ارض روم۔ باطوم (وار دہان مترجم) اور صوبہ بصر بیا کا وہ حصہ جو رومانیا کے پاس تھا دیئے گئے۔ مگر اس معاہدہ کے شایع ہونے پر یورپ نے مداخلت کرکے مطالبہ کیا کہ اسکی بحالی یا منسوخی پر کل ممالک کی رائے لیجائے۔ انگلستان نے اپنا بیڑہ جہازات بحیرہ مارمورہ کو بھیجدیا جس سے روسیوں کو قسطنطنیہ پر حملہ کرنا مشکل ہوگیا۔ آسٹریا کے بھی تیور بگڑ گئے۔ اور رومانیا ایسا برافروختہ ہوگیا تھا کہ اُسکی اپنے سابقہ رفیق (روس) سے جنگ ہوجانے میں ذرا سی ہی کسر باقی رہگئی۔ روس کو انگلستان کی زبردست تیاریوں سے جب معلوم ہوگیا کہ وہ اس دفعہ محض باتیں ہی نہیں کررہا بلکہ عملی طور پر بھی کچھ کر دکھانے کو تیار ہے تو اُس نے انگلستان کا مطالبہ مان لیا اور معاہدہ

لہ جزائر برطانیہ کی بیرونی فوج طلب کیگئی اور وہ اور ہندوستان سے کئی ہزار دیسی فوج جزیرہ مالٹا کو بھیجدیگئی تھی۔ مگر چند دنوں کی کشمکشی کے بعد پھر کل عیسائی سلطنتوں کا آپسمیں قرار داد ہوگیا حتی کہ جب روس نے برلن میں کانگریس کا ہونا منظور کرلیا تو روس اور انگلستان میں کانگریس کے اجلاس سے پہلے ہی اہم امور پر باہمی سمجھوتہ ہوگیا تھا۔ اور جب لارد سالسبری و بکنسفیلڈ برلن کو گئے تو اس اقرارنامہ کی نقل اُنکی جیب میں موجود تھی۔ آسٹریا کی خفگی بھی مصنوعی اور ٹرکی کے مقبوضات [illegible] کے لئے تھی۔ کہ روس کو دھمکانے کے لئے خود انگریز مصنفین نے لارڈ بکنسفیلڈ کی دورخی پالیسی پر جسمیں ایک طرف ٹرکی کے ظاہری رفیق بنے رہے اور دوسری طرف اسکو دشمنوں سے سازباز کرلینے کی سخت ملامت کی ہے البتہ [illegible] کی جانفروشی بالکل سچی اور سچا تھی۔ اسکو روسیوں نے وفاقت کا کیسا عوض دیا کہ شاید پھر کبھی وہ اُنکے پھندے میں نہ آئیگا۔ مترجم

سین سٹی فانو کی شرائط کی پڑتال اور آخری تصدیق و دستی کیلئے دول یورپ کی برلن میں کانگرس منعقد ہوگئی جس نے ۱۳ جون سے ۱۳ جولائی ۱۸۷۸ء تک اجلاس کیا۔ کانگرس نے معاہدہ مذکور کی حسب ذیل ترمیم کی شیعرنی روملیا کو خود مختار کر کے بجائے سلطنت عثمانیہ میں ہی شامل رہنے دیا گیا۔ گو یہ صوبہ زیادہ عرصہ قائم نہ رہا اور صوبہ مذکور ۱۸۸۵ء میں ترکی گورنمنٹ کے برخلاف بغاوت کر کے کسی طرح کی خونریزی کے بغیر بلگیریا سے ملگیا۔ یونان کے ساتھ وعدہ کیا گیا کہ اُسکی حدود کی درستی کر دیجائیگی۔ چنانچہ اس درستی کیلئے ۱۸۸۱ء میں اسٹرکی سے اضلاع آرتا، تریکالہ اور لاریسا (یعنی تھیسلی) دلا دیئے گئے۔ آسٹریا کو صوبجات بوسنیا اور ہرزی گووینا پر قبضہ کر لینے کا اختیار دیا گیا۔

جہاں تک یورپین مقبوضات کا تعلق تھا ٹرکی کی ایسی تکا بوٹی کیگئی کہ یورپ میں مغرور و متکبر تاتاری سلطنت کا صرف شائبہ باقی رہ گیا۔ رومانیا کو بھی نہیں کہ اپنی تکالیف کا کوئی معاوضہ نہ ملا۔ بلکہ روس کی مہربانی سے اُسے فی الواقع نقصان اُٹھانا پڑا۔ یعنی بصرابیا کا جو علاقہ اُسکے پاس تھا وہ اس سے لے لیا گیا۔ اور اُسکے معاوضہ میں جو ڈوبروشا کا علاقہ اُسے دیا گیا۔ وہ بنجر محض ہونیکی وجہ سے بالکل ناکارہ تھا، روس کو بیشمار جانوں اور بے انتہا روپیہ کے صرف کے عوض (ایشیا) میں دو تین مترجم چھوٹے چھوٹے ضلعے ملے۔ لیکن ساتھ ہی کل یورپ اُس سے بدظن ہوگیا۔ تاوان جنگ کا حصہ کثیر اب تک غیر موجود ہے۔ البتہ سرویا اور یونان کو جن میں سے آخرالذکر نے ذرا سی ہاتھ پاؤں نہ ہلائے تھے اور اول الذکر نے ذرا سی زحمت گوارا کی تھی معقول علاقے مل گئے۔ مانٹی نیگرو نے اپنے علاقہ کو دوگنا کر لیا۔ بلگیریا کو آزادی تو ملی مگر برائے نام۔ اسی درحقیقت روس کے ہاتھ کٹ پتلی بننا پڑا۔ اور سالہائے دراز کی مشکلات اور ہنگاموں کے بعد وہ اس محکومی سے مخلصی کر اسکی۔ آسٹریا کو جو محض تماشا دیکھتی رہی تھی۔ دو نہ خیز اور سرسبز صوبے ملگئے۔ اور انگلستان کو یہ ملا کہ "عزت کے ساتھ صلح ہوگئی"[1]

یہ نتیجہ نکلا اُس جنگ کا جو سفاکی خونریزی اور بربادی میں اُسوقت سے بعد ۱۸۱۵ء جبکہ نپولین اوّل کو شہنشاہی اور مردم کشی کے کاروبار سے بالجبر معزول کیا گیا اپنی کوئی نظیر نہیں رکھتی۔ اُسوقت سے بعد جبکہ میں نے گھر سے رخصت ہوتے وقت اُن کو جنہیں میں پیار اور عزیز تھا الوداع کہا تھا۔

---

[1] مسٹر ہربرٹ نے یہاں پورا سچ نہیں لکھا۔ انگلستان کو صرف یہی نہ ملا۔ بلکہ باقی سب سے زیادہ مادی فائدہ بھی اُسی کو پہنچا جزیرہ قبرص معاہدہ برلن سے پہلے لیا گیا۔ اور مصر کا قبضہ بھی بالواسطہ اس جنگ کی طفیل انگلستان کو حاصل ہوا۔ مترجم

بہ یہ فقرہ لارڈ بیکنسفیلڈ نے برلن سے انگلستان واپس جاکر کہا تھا۔ مترجم

کسی وقت بھی میری آنکھ آنسوؤں سے تر نہ ہوئی تھی۔ اُن تمام رقت آمیز مصائب میں سے جو میں نے مشاہدہ کیں کسی سے بھی میری چشم پُرنم نہ ہوئی۔ نہ اُسوقت جبکہ رنج و راحت میں شریک رہنے والے رفیق یکے بعد دیگرے صفوں سے گرتے جاتے تھے۔ نہ اُسوقت جبکہ مجھ سے بہتر یا زیادہ مضبوط دلوں والے چوطرفہ اتم مایوسی دیکھ کر لڑکھڑا گئے تھے۔ نہ اُسوقت جبکہ ظالم دشمن نے مجھ کو اپنے فرش خاک پر گرے ہوئے دوست کے ہاتھ کا جو موت سے اینٹھا جارہا تھا مصافحہ کرنیکے لئے ایک لحظہ کی بھی مہلت نہ دی۔ نہ اُسوقت جبکہ ہماری آخری شمشیر بازی اکارت ہوگئی تھی اور وہ فولاد مزاج نامور بھی جنکی دیوتا کی طرح پرستش کیجاتی تھی رنج والم سے دیوانہ ہوا جاتا تھا۔ اور نہ اُسوقت جبکہ سنسان۔ برف پوش میدانوں پر میرے ہمراہ سفر ایک ایک کرکے موت کی آغوش میں چلا جارہا تھا اور زمین پر گر کر اپنی حسان نصیب آنکھوں کو ہمیشہ کیلئے بند کر لیتے تھے۔ مگر جب آہنی سڑک کے کنارہ کنارہ وہ چیزیں دکھائی دینے لگ گئیں جن سے میں بچپن سے مانوس تھا جب وہ سڑکیں اور کھیت جن پر میں اکثر گذرا کرتا تھا یکے بعد دیگرے تیزی کے ساتھ سلسلہ وار میری نظروں کے سامنے سے گذرنے لگے۔ جب وہ مینار اور بازار جو کوچہ و شناسا نہیں مگر مجھ کبھی فراموش نہیں ہوسکتے۔ اپریل کی ایک خاموش سہاونی شام کی دھندلی ہوئی روشنی میں زمانہ گذشتہ کے جنات کی طرح سر بفلک کھڑے دکھائی دیئے۔ ادھر بدیکنے گاڑیوں کے پھیرے لگانے کی کہانی شروع کی۔ اور بالآخر جب پلیٹ فارم پر میں نے اُسکو کھڑا دیکھا جو خدا پر بھروسہ کرکے صبر و تحمل کے ساتھ میرے گھر کو لوٹنے کے انتظار میں سال کی گھڑی گھڑی گن گن کر بسر کرتی رہی تھی اور جب میں نے دیکھا کہ وہ پیاری آنکھیں ٹھٹھکتی ہوئی گاڑیوں کی لمبی قطار کو ایک ایک کرکے دیکھتی جاتی ہیں تو وہ تمام ولولہ اور جوش جو ناگفتہ بہ مصائب کے کئی مہینوں سے جمع ہوتا رہا تھا اور زیادہ ضبط نہ ہوسکا اور وہ کیبارگی اُبل پڑا۔ آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ دل اسطرح تڑپنے لگا کہ سینہ پھاڑ کر باہر نکل آئیگا۔ میں جھپٹ کر اپنی ماں کی آغوش میں جس نے مجھ کو دیکھتے ہی بازو پھیلا دیئے تھے لپٹ گیا۔ میں جوانی کی ترنگ اور طاقت کی سرمستی میں اُسے خفا کرکے روانہ ہوا تھا۔ اور واپسی کیوقت خدا سے دعائیں مانگتا آیا تھا کہ اُسکی محبت میں کوئی فرق نہ آیا ہو۔ گو مجھ پیارا اُمید کرنیکی جرات نہ پڑتی تھی کہ وہ محبت قائم رہی ہوگی مگر یہ میری نادانی تھی محبت کبھی زائل نہیں ہوتی۔ اُس نے میری شکل دیکھتے ہی خوشی کی ایک چیخ ماری۔ اور مسرت کی لمبی آہ سے اُسکا سارا جسم لرز گیا۔ مجھ اسکے سوائے اور کوئی تمنا نہ رہگئی کہ جہاں اب ہوں وہیں آرام سے رہوں۔ ناظرین میں آخر کار اپنے گھر پہونچگیا تھا +

ترکی اور دیگر زبانوں کے اُن الفاظ کی معنی جو اس کتاب میں مستعمل ہوئے ہیں

لفظ	تلفظ	معنی	لفظ	تلفظ	معنی
آدہ (ترکی)	-	جزیرہ	پیکار (ت)	پینار	چشمہ - منبع
آغاج (ترکی)	آج	درخت	تبوک (ت)	-	ٹبہ
آق (ترکی)	-	سفید	چکہ (ت)	چئے	زنخدان
آلائی لی (ترکی)	-	سوار - نیزہ وہ افسر سپاہی سے ترقی پاکر بنا ہو	چوق (ت)	-	بہت
			داغ (ت)	-	پہاڑ
ارجی (ترکی)	-	گاڑیبان	دَدَہ	-	دادا
بابا (ترکی)	-	پدر	دَمیر - دمرات	-	آہن
باغچہ (ترکی)	باگچہ	باغ	دُگ (ت)	دُنر	بھیڑ
بایر (ترکی)	-	پہاڑی	آغا (ت)	آ	آقا - اہلکار - ترکی میں نام کے بعد اور عربی میں پہلے بولا جاتا ہے۔
باش آغرسی (ترکی)	باش آرسی	درد سر			
باشی بوزق (ترکی)	-	دیوانہ - سودائی			
بک (ت)	-	بیگ - صاحب - کرنل اور لفٹننٹ کرنیل کا خطاب	آغرسی (ت)	آرسی	
			آلائی (ت)	-	رجمنٹ
بنگیک (ت)	بن	ہزار	ارابہ (ت)	-	چھکڑا
بولوک امینی (ت)	-	کمپنی کا منشی	اشاغہ (ت)	آشا	نچلا - پائیں

لفظ	تلفظ	معنی	لفظ	تلفظ	معنی
باغ ۔ (ترکی)	باگ	تاکستان	فنا (ت)	-	مُنا
باغلہ باشی (ترکی)	باگلہ باشی	تاکستانوں کی چوٹی	فرقہ (ت)	-	ڈویژن
باش (ترکی)	-	سر	گاؤور (ت)	-	کافر
باش چاؤش (ت)	-	ہیڈ سارجنٹ	گورنا (بلغاری)	-	بالائی
بیرق (ت)	-	جھنڈا - علم	خانہ (ت)	حانہ	مکان - عمارت
بیلی (بلغاری)	-	سفید	احتیاط (ت)	احتیاط	اول سیدھا
بلوک (ت)	-	کمپنی	استمبولی (ت)	-	قسطنطنیہ
بویون (ت)	-	گردن	قائم مقام (ت)	-	لفٹنٹ کرنیل - گورنر ضلع
بوردن (ت)	-	ناک - استعارتاً راس	قاپاق (ت)	-	ٹوپی
چرخہ (چرکس)	-	بے سپر تلوار	قانلی (ت)	-	خونی
چفتلک	-	ضیاع - کھیت	قرلاش (بلغاری)	-	چھوٹا بادبانی جہاز
زادروج (رومانوی)	-	فرزند زار	خان (ت)	حان	سرائے
دَہا (ت)	-	زیادہ	کاتب	کیاتب	منشی
دَلی (ت)	-	دیوانہ	گوی (ت)	-	موضع
دمیر یولی (ت)	-	راہ آہن	دَوَہ	-	اونٹ
دربند (ت)	-	خاکنائے	دُورنا (بلغاری)	-	نچلا نشیبی
دَرَہ (ت)	-	وادی - دریا	دُونَیا (رومانوی)	-	ڈینوب
دوبورا استزی	(رومانوی)	فوج مستحفظ	آفندی		صاحب - آقا - لفٹنٹ کرنیل سے کم مرتبہ کے فوجی افسروں کا خطاب مثلاً عیسیٰ آفندی یعنی مسیحر عیسیٰ -
ڈو - سوئیڈانیا	(سربی)	الوداع			
ڈُونَاو	(بلغاری سربی)	ڈینوب			
ارکان حرب (ت)	ارکیانِ حرب	جنرل سٹاف			
اُسکی (ت)	-	پُرانا			

لفظ	تلفظ	معنی	لفظ	تلفظ	معنی
ارکان حرب کتبی		جنرل اسٹاف آفسر نکا مدرسہ	سیر آلائی بیرلوات	-	کرنیل جنیل ہیگیڈ
اُوت (ت)		ہاں	موسکوفلودت)	-	مسکوبی - روسی -
فرِیق (ت)	-	جنیل ڈویژن	مُشیر (ت)	-	مارشل
فرانسیز (ت)	-	فرانسیس - فرنچ	نفر (ت)	-	سپاہی
گورا (بلغاری)	-	پہاڑ	نوری (بلغاری)	-	نیا
قرش (ت)	گورش	پیاستر و سو قرش کا ایک لیرہ ہوتا ہے	اون باشی (ت)	-	کارپورل
			پادشاہ (ت)	-	سلطان
اِعدادیہ (ت)	-	اعلیٰ فوجی مدرسہ	پارا (ت)	-	نقدی - نیز مسی سکہ ایک چہار ستر چالیس پارہ کے
انگلز (ت)	-	انگریز - انگریزی			
اِیچ آرمیسی	اِیچ آرمیسی	اسپتال	پشمشن بک (رومانوی)	-	ایجوٹنٹ - نائب
کالاراشی	(رومانوی)	گھوڑ چڑھی ملیشیا فوج	پلانینا (بلغاری سلاوی)	-	کوہسار
قان (ت)	-	خون	راسی اوری (رومانوی)	-	باقاعدہ کیولری)
قرا	-	سپاہ	رشدیہ (ت)	-	ابتدائی جنگی مدرسہ
قواص	-	پولیس مین (کنسٹبل)	سیلو (بلغاری)	-	موضع
کافر	کیافر	کافر - مشرک	سرار (ت)	-	محل
قشلہ (ت)	-	بارکیں	سرعسکرت (ت)	-	وزارت حربیہ
قول (ت)		بازو (جسم) کا اور نیز فوج کا	سردار اکرم (ت)	-	کمانڈر انچیف - سپہ سالار
قول آغاسی (ت)	قول آیاسی	میجر کا ایجوٹنٹ	قول اردو (ت)	-	کور - اردو کا حصہ
قوناق (ت)	-	مکان - ہوٹل - کچہری	قلعہ (ت)	-	برج
کوپری (ت)	-	پل	قویو (ت)	-	چاہ - چشمہ
میرار (ت)	-	ترکی پونڈ (۱۸ شلنگ)	بوار - (ت)	-	بریگیڈ
مالا (بلغاری)	-	محلہ	مالی (بلغاری)	۲	چھوٹا

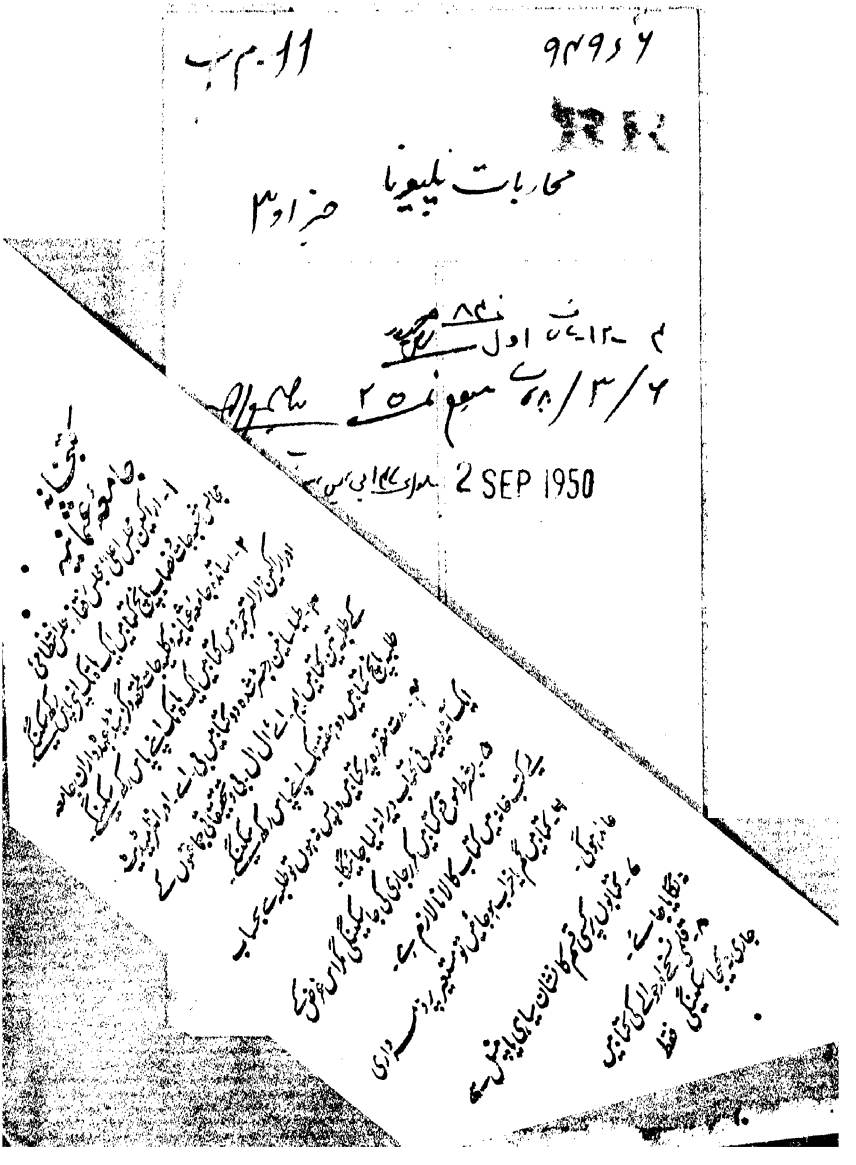
لفظ	تلفظ	معنی	لفظ	تلفظ	معنی
مکتب لی (ت)	..	عالم - امتحان پاس شدہ افسر	صُو (ت)	-	آب - دریا
مقدم (ت)	..	ردیف یا ریزرو صنف اول	طابور (ت)	-	پلٹن
مہندسخانہ	مہندسانہ	مدرسہ توپخانہ	طلیعہ (ت)	..	شاسر
مُستحفظ (ت)	..	آخری ریزرو فوج	چائے (ت)	-	نالہ
نظامیہ (ت)	..	کارکن فوج	تپہ (ت)	-	پہاڑی
اون (ت)	..	دس	تسلیم (ت)	-	اطاعت گزینی متحیاد الدنیا
اُردو (ت)	-	فوج - کیمپ	تُوتُون ت	..	تمباکو
بلنکہ (ت)	..	قلعہ	وَلیکی (بلغاری)	-	بڑا
پاشا (ت)	..	صاحب - والی - نیز دربار کا خطاب	وِچ (رومانوی)	-	بیٹا
			یاور (ت)	..	اڈیکانگ
پک (ت)	..	بہت - زیادہ	یَنی (ت)	-	نیا
رائی کا (بلغاری)	..	نالہ	یوق (ت)	-	نہیں - کوئی نہیں
رومیلی (ت)	-	یورپین ٹرکی	یول (ت)	..	راستہ - مارچ
سَنجق (ت)	-	جھنڈا - ضلع	یوزباشی (ت)	..	کپتان
سنجقدار	..	بیرقدار - علم بردار	ضابطیہ	ضابطیہ	فوجی پولیس -
سرعسکر (ت)	-	وزیر حرب	سلیوویتزہ (سربی)	..	شراب آلوچہ
سردار (ت)	-	کمانڈر - کمیدان	سوئیلیتی (ت)	..	نہ بولنا
سو رم (ت)	..	مَیں محبت کرتا ہوں	ستاری (بلغاری)	..	بوڑھا - قدیم
سوئک (ت)	مصدر	محبت کرنا	طابیہ (ت)	-	بارتری - مورچہ
سوئلیق (ت)	مصدر	بولنا	تالی (ت)	..	ردیف صنف دوم
سپاتی اول		ہسپانوی و پرتگیزی نسل کے یہودی	طاش (ت)	-	پتھر
			چرنی (بلغاری)	..	سیاہ

لفظ	تلفظ	معنی	لفظ	تلفظ	معنی
ترسخانہ	ترسانہ	جنگی کارخانہ (بحری یا بری)	یوقاری (ت)	-	بالائی - اوپلا
طونہ (ت)	-	ڈینوب	یوز (ت)	-	سو
توتونجی	-	تنباکو فروش	ثالثہ (ت)	زالثہ	رویف صنف سوم
ولایتی (ت)	-	ملک - صوبہ	ثالثہ (عربی)		تیسرا
دوو (البغاری)	-	آب - دریا	ثانی	زانی	دوم
یدی (ت)	-	سات			
یشیل (ت)	-	سبز			

ترکی حروف اعداد و شمار یہ ہیں - بر ۱ - ایکی ۲ - اوچ ۳ - دورت ۴ - بشن ۵ - آلتی ۶ - یدی ۷ - سکز ۸ - طقوز ۹ - اون ۱۰ - یکرمی (یرمی) ۲۰ - اوتوز ۳۰ - قرق ۴۰ - ایللی ۵۰ آلتمش ۶۰ - یتمیش ۷۰ - سکسان ۸۰ - طقسان ۹۰ - یوز ۱۰۰ - بیک (بن) ہزار - بیک سکز یوز طقسان سکز ۱۸۹۸ +

حصّہ سوم ختم ہوا

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ



محاربات نیلیونا حزاوی ۳

2 SEP 1950